سلسلہ احمدیہ

جلد چہارم

1982ء ۔۔۔۔۔2003ء

مرتّبہ

نصیر احمد قمر

سلسلہ احمدیہ (جلد چہارم)

Silsila Ahmadiyya (Vol. IV) (Urdu)

A brief overview of the progress and achievements of the Ahmadiyya Muslim Jama'at during the time period of Hazrat Khalifatul-Masih IV (1982–2003)

Compiled by:

Naseer Ahmad Qamar

First Published in UK in 2022

© Islam International Publications LTD.

Published by:
Islam International Publications Ltd.
Unit 3, Bourn Mill Business Park
Guildford Road
Farnham, Surrey, GU9 9PS
United Kingdom

Printed at: Raqeem Press, Farnham

No part of this publication may be reproduced or transmitted in any form or by any means, electronic or mechanical, including photocopy, recording or any information storage and retrieval system, without prior written permission from the Publisher.

For further information please visit

www.alislam.org

ISBN:978-1-84880-243-8

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

تعارف

1939ء کا سال جماعت احمدیہ میں خلافت ثانیہ کی سلور جوبلی کے طور پر منایا گیا۔ یہ وہ سال تھا جس میں جماعت کے قیام پر پچاس سال مکمل ہوئے۔ چنانچہ اس مناسبت سے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ نے جماعت کی پچاس سالہ تاریخ پر ایک کتاب 'سلسلہ احمدیہ' کے نام سے تحریر فرمائی جس میں تاریخ کے علاوہ سلسلہ کے عقائد، اس کے قیام کی غرض و غایت نیز جماعتی نظام اور احمدیت کے مستقبل پر مختصر مگر نہایت ہی جامع بحث تحریر فرمائی۔ اس کتاب کا مقصد حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے یہ تحریر فرمایا کہ

> ''ان اصحاب کے کام آسکے جو سلسلہ احمدیہ کے متعلق علمی بحثوں میں پڑنے کے بغیر اس کے متعلق عام مگر مستند معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں اور اس بات کو سمجھنے کی خواہش رکھتے ہیں کہ یہ سلسلہ کیا ہے اور کس غرض وغایت کے ماتحت قائم ہوا ہے اور اس کے مستقبل کے متعلق کیا کیا اُمیدیں وابستہ ہیں۔''

اس کتاب کی اشاعت کے بعد یہ سلسلہ جاری نہ رہ سکا یہاں تک کہ 2008ء میں خلافت احمدیہ کی صد سالہ جوبلی کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں یہ تجویز پیش کی گئی کہ ''سلسلہ احمدیہ'' کی طرز پر 1939ء کے بعد کی جماعتی ترقیات، مختلف ممالک میں تبلیغ اسلام کی سرگرمیاں، قرآن مجید کی اشاعت و دیگر اہم جماعتی واقعات پر مختصر تاریخ مرتب کی جائے۔

چنانچہ بعد منظوری حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ مکرم ڈاکٹر مرزا سلطان احمد صاحب نے سلسلہ احمدیہ جلد دوم تحریر فرمائی جس میں خلافت ثانیہ کے بقیہ دَور یعنی 1939ء سے لے کر 1965ء تک پیش آنے والے اہم حالات و واقعات کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس کے بعد مکرم ڈاکٹر صاحب موصوف نے ہی خلافت ثالثہ (1965ء تا 1982ء) میں پیش آمدہ بعض حالات و واقعات کو سلسلہ احمدیہ جلد سوم میں مرتب فرمایا۔

اسی تسلسل کو جاری رکھتے ہوئے خلافتِ رابعہ کے بابرکت دَور (1982ءتا2003ء) میں جماعتی ترقیات کی ایک جھلک اور دَور خلافت رابعہ میں رونما ہونے والے بعض اہم واقعات کو ”سلسلہ احمدیہ جلد چہارم“ کی صورت میں قلمبند کرنے کی ذمہ داری خاکسار کو سونپی گئی۔ اس کے لئے بنیادی طور پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے خطبات و خطابات، بالخصوص آپ کے جماعت کے مرکزی جلسہ سالانہ کے دوسرے روز بعد دوپہر کے خطابات سے مواد لیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں جماعتی اخبارات و رسائل میں شائع شدہ مواد، مختلف ممالک میں قائم مشنز سے موصولہ تاریخی مواد اور دوسرے جماعتی اداروں اور وکالت تبشیر لندن سے حاصل ہونے والے مواد کو بھی پیش نظر رکھا گیا ہے۔

اس کتاب کا مرکزی نقطہ یہ ہے کہ مخالفین احمدیت کی تمام تر مخالفتوں اور جماعتی ترقیات کو روکنے کی سرتوڑ کوششوں کے باوجود سلسلہ احمدیہ خلافت حقّہ اسلامیہ احمدیہ کی سرپرستی میں ترقیات کی نئی سے نئی منازل طے کرتا چلا جا رہا ہے۔ عالمگیر غلبۂ اسلام اور تکمیل اشاعتِ ہدایت کے جو عظیم الشان کام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سپرد کئے گئے تھے، آپ علیہ السلام کی وفات کے بعد الٰہی وعدوں کے مطابق قائم ہونے والی قدرت ثانیہ یعنی خلافت حقّہ اسلامیہ احمدیہ کی نگرانی میں یہ کام نہایت درجہ کامیابی و کامرانی کے ساتھ آگے سے آگے بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔

اس کتاب کی تیاری میں خاکسار کو مکرم عبدالماجد طاہر صاحب ایڈیشنل وکیل التبشیر کا غیر معمولی تعاون حاصل رہا۔ اسی طرح مکرم حافظ محمد ظفر اللہ عاجز صاحب، مکرم سید احسان احمد صاحب اور مکرم عبدالمنان سلام صاحب مربیان سلسلہ نے بھی خاص طور پر معاونت کی توفیق پائی۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

اللہ کرے کہ یہ کتاب قارئین کی دلچسپی اور ان کے ایمان و ایقان میں اضافہ کا موجب ہو۔ آمین۔

خاکسار

نصیر احمد قمر

(ایڈیشنل وکیل الاشاعت۔ لندن)

نومبر 2021ء

فہرست مضامین

سلسلہ احمدیہ جلد چہارم

صفحہ نمبر	عنوان
1	**تمہید**
7	**مجلس شوریٰ**
7	ملکی مجلس شوریٰ کے نظام کا قیام
8	ملکی شوریٰ کی اہمیت
11	پہلی مجلس شوریٰ ممالک بیرون پاکستان کا انعقاد
12	دَورِ خلافت رابعہ کی پہلی مرکزی مجلس مشاورت
15	**احمدیوں پر ہونے والے مظالم (1982ءتا2003ء) ایک جائزہ**
17	صدارتی آرڈیننس 20
21	خلافت اور نظام جماعت کے خلاف ایک عالمی سازش
35	وفاقی شرعی عدالت میں آرڈیننس 20 کو چیلنج
40	آرڈیننس کے خلاف جماعت کا ردّ عمل اور اللہ تعالیٰ کا سلوک
45	جماعت احمدیہ کے افراد پر مقدّمات کی ایک جھلک
52	مقدمہ ساہیوال
57	احمدیہ مسجد مردان کا انہدام
58	ننکانہ صاحب، اور چک نمبر 563 گ ب،
60	چک سکندر

65	سانحہ گھٹیالیاں
67	بنگلہ دیش
72	شہداء دورِ خلافت رابعہ
77	**مشن ہاؤسز یا تبلیغی مراکز کا قیام**
78	**یورپ**
79	دو نئے یورپین مراکز بنانے کی تحریک
80	اسلام آباد
84	بیت النور ـ نن سپیٹ
84	**جرمنی**
85	ناصر باغ
86	بیت النصر کولون
87	مسجد المہدی میونخ
87	مہدی آباد Nahe
89	بیت المقیت
90	بیت القیوم
91	بیت السلام
91	بیت اللطیف
91	بیت الوکیل
92	بیت الظفر
92	بیت الرشید

بیت السبوح	93
ایوانِ خدمت	94
مشرقی یورپ میں مشنوں کا قیام	94
امریکہ	**95**
امریکہ میں نئے مشن ہاؤسز اور مساجد کے قیام کی تحریک	95
کینیڈا	**96**
کینیڈا میں پانچ نئے مشن ہاؤسز کے قیام کی تحریک	96
کیلگری	98
وینکوور	98
Ahmadiyya Abode of Peace	99
وِنی پیگ (صوبہ مینی ٹوبہ) میں احمدیہ مشن ہاؤس	99
مانٹریال مشن ہاؤس	99
آٹوا میں مشن ہاؤس	100
مسجد محمود۔ رجائنا	100
ایڈمنٹن میں مشن ہاؤس	101
Peace Village	101
ہیملٹن میں مشن ہاؤس۔ مسجد بیت النور	102
لجنہ اماء اللہ کینیڈا کا مرکزی دفتر	102
مسی ساگا مشن ہاؤس، مسجد بیت الحمد اور جامعہ کی عمارت	103
ایشیا اور افریقہ	**103**

افریقہ	104
مساجد کا قیام	**105**
برِّاعظم افریقہ	**110**
گیمبیا	110
ماریشس	110
برِّاعظم یورپ	**110**
سپین	111
افتتاح مسجد بشارت	111
انگلستان	112
مسجد بیت الفتوح مورڈن لندن انگلستان میں سب سے بڑی مسجد بنانے کی تحریک	113
قطب شمالی کی پہلی مسجد کے لئے تحریک	115
جرمنی۔100 مساجد کی سکیم	116
مسجد بیت الشکور (گراس گراؤ۔ناصر باغ)	117
مسجد بیت الحمد (وِٹلش)	118
مسجد بشارت (اوسنا بروک)	118
مسجد بیت المومن (میونسٹر)	119
جرمنی میں دیگر زیر تعمیر مساجد	119
ہالینڈ	119
برِّاعظم امریکہ	**120**

120	یُو ایس اے
121	احمدیہ مسجد واشنگٹن کی تحریک
123	گوئٹے مالا (سنٹرل امریکہ) میں پہلی احمدیہ مسجد کا افتتاح
125	کینیڈا
126	**برّاعظم آسٹریلیا**
126	آسٹریلیا
126	فجی
126	پاپوانیوگنی
129	مساجد کی تعمیر اور مساجد کی وسعت کے ایک نئے دور کے آغاز کی تحریک
133	**مختلف زبانوں میں تراجم قرآن کریم کی اشاعت**
151	**تبلیغ ودعوت الی اللہ کے شیریں ثمرات**
153	**نئے ممالک میں احمدیت کا نفوذ**
157	تیونس(TUNISIA)
158	صومالیہ(SOMALIA)
158	کیمرون(CAMEROON)
158	اسلامک ری پبلک آف موریطانیہ (ISLAMIC REPUBLIC OF MOURITANIA)
159	ری پبلک آف انگولا(REPUBLIC OF ANGOLA)
160	برونائی(BRUNEI)
161	گنی بساؤ(GUINEA BISSAU)

163	ری پبلک آف روانڈا(REPUBLIC OF RWANDA)
164	ری پبلک آف برونڈی(REPUBLIC OF BURUNDI)
165	ری پبلک آف موزمبیق(REPUBLIC OF MOZAMBIQUE)
167	طوالو(TUVALU)
169	ری پبلک آف کیری باس(REPUBLIC OF KIRIBATI)
169	ویسٹرن صاموآ(WESTERN SAMOA)
170	روڈرگز آئی لینڈ(RODRIGUES ISLAND)
171	ری پبلک آف آئرلینڈ(REPUBLIC OF IRELAND)
172	برازیل(BRAZIL)
175	تھائی لینڈ(THAILAND)
177	زنجبار(ZANZIBAR)
177	بھوٹان(BHUTAN)
178	نیپال(NEPAL)
179	یوگوسلاویہ(YUGOSLAVIA)
182	ری پبلک آف دی کونگو یا کونگو برازاویل (REPUBLIC OF THE CONGO)
183	پاپوانیوگنی(PAPUA NEW GUINEA)
184	فن لینڈ (FINLAND)
185	آئس لینڈ(ICELAND)
186	پرتگال(PORTUGAL)

187	ناؤرو(NAURU)
188	ٹونگا(KINGDOM OF TONGA)
189	جنوبی کوریا(SOUTH KOREA)
190	مالدیپ(MALDIVES)
190	گیبون (GABON)
190	سولومن آئی لینڈز(SOLOMON ISLANDS)
191	مارشل آئی لینڈز(MARSHAL ISLANDS)
191	مائکرونیشیا(MICRONESIA)
192	توکیلاؤ(TOKELAU)
192	میکسیکو(MEXICO)
193	نیوکیلیڈونیا(NEW CALEDONIA)
194	منگولیا(MANGOLIA)
196	گوام(GUAM)
197	چوک آئی لینڈ(CHUUK ISLAND)
197	لیتھوانیا(LITHUANIA)
198	بیلاروس(BELARUS)
199	ہنگری(HUNGARY)
200	کولمبیا(COLUMBIA)
200	ازبکستان(UZBEKISTAN)
203	یُوکرائن(UKRAINE)

204	رشیا(RUSSIA)
209	البانیا(ALBANIA)
212	رومانیہ(ROMANIA)
213	بلغاریہ(BULGARIA)
214	چاڈ(CHAD)
214	کیپ ورڈے(CAPE VERDE ISLAND)
214	قازاخستان(KAZAKHSTAN)
217	نورفولک آئی لینڈ(NORFOLK ISLAND)
218	جمیکا(JAMAICA)
218	لاؤس(LAOS)
219	ویتنام(VIETNAM)
219	کمبوڈیا(CAMBODIA)
219	گریناڈا(GRENADA)
220	ایکوٹوریل گنی(EQUATORIAL GUINEA)
220	مقدونیہ(MACEDONIA)
221	ایل سلواڈور(EL SALVADOR)
222	سلووینیا(SLOVENIA)
223	بوسنیا(BOSNIA)
224	قرغیزستان(KYRGYZSTAN)
225	کروشیا(CROATIA)

225	نکاراگووا(NICARAGUA)
227	مایوٹ آئی لینڈ(MAYOTTE ISLAND)
227	چیک ری پبلک(CZECK REPUBLIC)
227	سلووک ری پبلک(SLOVAK REPUBLIC)
228	لیسوتھو(LESOTHO)
228	ایکواڈور(ECUADOR)
229	سنٹرل افریقن ری پبلک(CENTRAL AFRICANREPUBLIC)
229	ساؤٹومے(SAO TOME)
230	سیشلز(SEYCHELLES)
230	سوازی لینڈ(SWAZILAND)
231	بوٹسوانا(BOTSWANA)
231	نمیبیا(NAMIBIA)
232	ویسٹرن صحارا(WESTERN SAHARA)
232	جبوتی(DHIBOUTI)
232	اریٹریا(ERITREA)
233	کوسووو(KOSOVO)
233	موناکو(MONACO)
234	اندورا(ANDORRA)
234	وینیزویلا(VENEZUELA)
235	قبرص(CYPRUS)

مالٹا(MALTA)	235
آذربائیجان(AZERBAIJAN)	237
مالدووا(MALDOVA)	237
کیوبا(CUBA)	237
زائر(ZAIRE)	238
زمبابوے(ZIMBABWE)	244
نیوزی لینڈ(NEW ZEALAND)	245
پولینڈ(POLAND)	249
مالاوی(REPUBLIC OF MALAWI)	249
ارجنٹائن(ARGENTINA)	254
ہندوستان میں تحریک شدھی کے خلاف اعلان جہاد	**257**
تحریک وقفِ نَو	**267**
تحریک وقفِ نَو کی ضرورت اور غرض وغایت	272
اشاعت کتب ولٹریچر	**281**
دورِ خلافت رابعہ میں مختلف زبانوں میں شائع ہونے والی بعض اہم کتب کا مختصر تعارف	290
قرآن کریم اردو ترجمہ مع سورتوں کا تعارف اور مختصر تشریحی نوٹس	290
قرآن کریم کی منتخب آیات ، منتخب احادیث، منتخب تحریرات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام	292
قرآن کریم کی منتخب آیات	293
منتخب احادیث	297

300	منتخب تحریرات حضرت مسیح موعود علیہ السلام
303	اسلامی اصول کی فلاسفی
305	مسیح ہندوستان میں
307	فتح اسلام
309	ہماری تعلیم
310	زَھَقَ الْبَاطِل
314	اسلام میں ارتداد کی سزا کی حقیقت
315	عدل، احسان اور ایتآءِ ذی القربیٰ
317	Revival of Religion
318	Some Distinctive Features of Islam
318	الہام، عقل، علم اور سچائی
322	مذہب کے نام پر خون
323	The Seal of Prophets - His Personality and Character
323	Islam's Response to Contemporary Issues
327	An Elementary Study of Islam
327	خلیج کا بحران اور نظامِ جہانِ نو
329	ذوقِ عبادت اور آدابِ دعا
331	With Love to the Muslims of the World – The Ahmadiyya Perspective

332	Relationship between Religion and Politics in Islam
332	Christianity – A Journey from Facts to Fiction
334	کلام طاہر
335	Universal and Moral Values, Politics and World Peace
335	ہومیو پیتھی یعنی علاج بالمثل
336	بچوں کے لئے کتب
338	ملینیم لٹریچر سکیم
339	دنیا بھر میں شائع ہونے والے جماعتی اخبارات ورسائل
340	عربی مجلّہ التقویٰ
340	ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل
347	**چینیوں میں تبلیغ اور چینی ڈیسک کا قیام**
354	MTA چینی کلاس
354	چینی ترجمہ قرآن کریم وچینی لٹریچر کی مقبولیت اور غیروں کی آراء
359	**اَئِمَّۃُ التَّکْفِیْر کو مباہلہ کا چیلنج**
376	مباہلہ کے چیلنج پر مولویوں کا ردِّ عمل
378	مباہلہ کا چیلنج اور پروفیسر طاہر القادری
382	جماعت اسلامی کے سربراہ کو مباہلہ کا چیلنج اوران کا ردِّ عمل
384	مباہلہ کا اصل مقصود

مباہلہ کے نتیجہ میں دشمنوں کو ذلیل و رسوا کرنے والا ایک حیرت انگیز نشان۔ مبیّنہ 'مقتول' اسلم قریشی کی زندہ سلامت واپسی	386
جنرل ضیاء الحق سے متعلق نشان	391
جنرل ضیاء کی ہرزہ سرائی اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی زبردست پیشگوئی	393
جنرل ضیاء اور تمام مکذّبین کو دعوت مباہلہ	397
جنرل ضیاء کو آخری تنبیہ	398
ضیاء نمرودیت کی آگ میں	400
خدا کی نصرت کے دو نشان۔ ایک دشمن کی زندگی کا اور ایک دشمن کی موت کا	401
مباہلہ سے متعلق ایک نئی صورت حال	402
بعض متفرق عبرت انگیز واقعات	409
مولوی محمود احمد میرپوری کی ہلاکت	411
کوڈیاتھور (کیرلہ) میں مباہلہ	414
مباہلہ کا سال مکمل ہونے پر احمدیت کے حق میں ظاہر ہونے والے عظیم الشان نشانوں کا ذکر	418
ضیاء الحق کی ہلاکت	426
مولوی محمود احمد میرپوری کی وفات	429
مولوی منظور احمد چنیوٹی کی ذلّت و رُسوائی	431
صد سالہ جشن تشکر جماعت احمدیہ عالمگیر	**439**
جماعت احمدیہ عالمگیر کے صد سالہ جشنِ تشکّر کے موقع پر اقوامِ عالَم میں امن و اتحاد پیدا کرنے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کا نہایت بصیرت افروز پیغام	449

افرادِ جماعت احمدیہ کے نام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کا جماعت کی دوسری صدی کے آغاز پر پہلا پیغام	455
جماعت احمدیہ کی دوسری صدی کے آغاز پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہلا الہام	457
تاریخ انسانی میں 1989ء کے سال کی اہمیت	459
صدسالہ جشن تشکر کی تقریبات پر ایک طائرانہ نظر	463
بعض ممالک کے صدور، وزرائے اعظم و دیگر معززین کے پیغامات	468
صدسالہ جوبلی نمائشیں	472
غریبوں، بیواؤں، یتیموں اور ناداروں میں تحائف کی تقسیم	475
عطیۂ خون	476
جیل خانوں میں قیدیوں کے لیے تحائف	476
صدسالہ جشن تشکر کی مناسبت سے جماعت و ذیلی تنظیموں کے اخبارات و رسائل کے خصوصی نمبرز اور دیگر سووینیئرز کی اشاعت	478
یادگاری ٹکٹ کا اجراء	479
صدسالہ جوبلی کے سلسلہ میں ہونے والی تقریبات کی پریس اور الیکٹرانک میڈیا میں وسیع پیمانے پر تشہیر	481
سال تشکر کا غیر معمولی پھل	489
Friday the 10th	**491**
سورۃ الجمعہ کی تفسیر اور Friday the 10th کی تشریح	494
ایک نشان اور قوم کو انتباہ	505
Friday the 10th کے دو نشان	509

516	Friday the 10th کے تناظر میں تاریخی اہمیت کی حامل خوشخبریاں
518	Friday the 10th کی پیشگوئی کا ایک اور عظیم الشان رنگ میں ظہور
526	مباہلہ کا چیلنج اور Friday the 10th
527	سکھر کے اسیران راہ مولا کی آٹھ سال بعد قید سے رہائی اور Friday the 10th سے اس کا تعلق
528	Friday the 10th اور جماعت احمدیہ فرانس
541	**دَورِ خلافت رابعہ کی بعض مالی تحریکات**
542	بیوت الحمد منصوبہ
543	احیائے دفتر اوّل تحریک جدید
543	دفتر دوم تحریک جدید کو زندہ رکھنا
543	امریکہ میں پانچ نئے مراکز و مساجد کے قیام کے لئے تحریک
544	آسٹریلیا میں مسجد کی تعمیر کے لئے تحریک
544	یورپ میں دو بڑے مراکز کا قیام
544	دفتر چہارم تحریک جدید کا اجراء
545	وقفِ جدید کی تحریک کو عالمی بنانا
546	جدید پرنٹنگ پریس کے قیام کے لئے تحریک
546	سیدنا بلال رضی اللہ عنہ فنڈ
547	توسیع مکان بھارت فنڈ
547	اشاعتِ قرآن فنڈ
548	لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے دفاتر اور ہال کی تعمیر کے لئے تحریک

صدسالہ جوبلی جشن منانے کے لئے ہر ملک میں یادگار عمارت کے لئے تحریک	548
ہالینڈ کی مسجد النور کو دس گنا بڑھانے کی تحریک	549
توسیع وبحالی مساجد کی تحریک	549
مالی قربانیوں کی تحریکات پر جماعت کا والہانہ لبّیک	550
مسجد واشنگٹن کے لئے تحریک	555
صدسالہ جوبلی فنڈ نمبر 2	555
مشرقی یورپ میں مساجد اور مراکز کے قیام کے لئے تحریک	555
جرمنی میں مساجد کی تعمیر	556
بیلجیم میں ایک عظیم الشان مسجد کی تعمیر کی تحریک	556
تعمیر مساجد کے لئے عمومی تحریک	556
مسجد بیت الفتوح لندن	557
مالی قربانی میں ایک نیا سنگِ میل	558
خدمت خلق کی بعض تحریکات	**561**
نصرت جہاں آگے بڑھو سکیم	564
نصرت جہانِ نَو سکیم	566
نصرت جہاں سکیم کے تحت دورِ خلافتِ رابعہ میں قائم ہونے والے طبی ادارہ جات	568
نصرت جہاں سکیم کے تحت دورِ خلافتِ رابعہ میں قائم ہونے والے تعلیمی ادارہ جات	569
بیوت الحمد سکیم	570
بیوت الحمد سوسائٹی کا قیام	574
آغاز تعمیر	575

بیوت الحمد سکیم کے تحت قادیان میں تعمیرات	576
بیوت الحمد کالونی نمبر 1	576
عید کے موقع پر غربا کے ساتھ سکھ بانٹنے کی تحریک	577
دُور کے ملکوں میں پھیلے ہوئے غریبوں میں عید کے موقع پر تحائف پہنچانے کی تحریک	579
حبشہ کے مصیبت زدگان کے لئے امداد کی تحریک	581
سیدنا بلالؓ فنڈ	581
El Salvador کے یتامیٰ کے متعلق تحریک	582
اسیران کی خدمت کی تحریک	583
بلڈ بینک اور آئی کلینک کا قیام	584
کفالت یکصد یتامیٰ	584
افریقہ کے فاقہ زدگان کے لئے تحریک۔ 'افریقہ ریلیف فنڈ'	585
لائبیریا کے مہاجرین کی امداد کے لئے تحریک	588
ہیومینٹی فرسٹ (Humanity First)	589
ہیومینٹی فرسٹ کے تحت خدمات کا مختصر احوال	590
بوسنیا کے یتیم بچوں اور صومالیہ کے قحط زدگان کے لئے تحریک	590
بہبود انسانی کا سال منانے کی تحریک	591
بوسنیا کے مظلوموں کے لئے امداد کی تحریک	597
ہومیو پیتھی طریق علاج کے ذریعہ خدمت خلق	598
وقف جدید کی ڈسپنسری	598
ہومیو پیتھی کلاسز	599

607	صفت رحمانیت کے تحت قائم ڈسپنسریاں
609	طاہر ہومیو پیتھک ہسپتال اینڈ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ
610	نصرت جہاں ہومیو پیتھک کلینک
610	اہل روانڈا کے لئے مالی تحریک
612	مریم شادی فنڈ
615	**فرنچ سپیکنگ ممالک میں جماعت کی ترقی کے متعلق ایک رؤیا اوراس کی حیرت انگیز تعبیر**
623	**پاکیزہ، دائمی اور شیریں ثمرات کی حامل غیر معمولی برکتوں سے معمور عظیم الشان تحریک۔عالمی بیعت**
625	پہلی عالمی بیعت کی تقریب
625	پہلی عالمی بیعت کی تقریب کے موقع پر اس کے پس منظر، اہمیت اور غرض وغایت کے بیان پر مشتمل حضورؒ کا بصیرت افروز خطاب
635	**مباہلہ کے چیلنج کا ایک نئے رنگ میں اعادہ اوراس کے نتائج وثمرات**
673	**www.alislam.org**
675	**جلسہ ہائے سالانہ**
689	**مبارک للّٰہی سفر**
700	مغربی افریقہ اور مشرقی افریقہ کے مختلف ممالک کا دورہ
710	افریقہ کے عوام کی بہبود کے لئے اہم مشورے اور نصائح
726	صدسالہ جوبلی کے سال کے بعض دورہ جات
752	بیت الشافی کلینک گوئٹے مالا کا افتتاح اور حضور رحمہ اللہ کا خطاب

گوئٹے مالا میں استقبالیہ تقریب میں حضورؒ کا خطاب	757
گوئٹے مالا کے قدیم انڈین باشندوں سے بصیرت افروز خطاب اور ایک اہم پیغام	762
مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ (MTA) انٹرنیشنل	**773**
خلیفۂ وقت کے خطبات اور خطابات کی اہمیت اور جماعت کا فرض	775
ایم ٹی اے کا سفر۔ منزل بہ منزل	779
ایم ٹی اے کی روزانہ نشریات کا آغاز	782
ایم ٹی اے انٹرنیشنل کی روزانہ چوبیس گھنٹے کی نشریات کا آغاز	784
حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ساتھ ایم ٹی اے کے بعض سلسلہ وار پروگرام	789
اعتراضات کے جوابات	790
انگریزی ملاقات	790
اردو ملاقات	790
ہومیوپیتھی کلاس	790
ترجمۃ القرآن کلاس	791
لِقَاءُ مَعَ الْعَرَب	791
اردو کلاس	791
بچوں کی کلاس	791
احمدیت کی صداقت کا عالمی گواہ	792
دنیا کو اُمّتِ واحدہ بنانے کا کام خلافتِ احمدیہ کے سپرد ہے	800
سوانحی خاکہ حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ اور عہد خلافت رابعہ کے بعض اہم واقعات کی سن وار تفصیل	805

☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
(وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود)
خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ۔ ھوالناصر

سلسلہ احمدیہ کی جلد سوم میں اس بات کا ذکر ہو چکا ہے کہ 8/اور 9/جون 1982ء کی درمیانی شب حضرت مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ ایک مختصر علالت کے بعد بقضائے الٰہی اس دارِ فانی سے عالَم جاودانی کی طرف رحلت فرما گئے۔ یہ خبر خلافتِ حقّہ اسلامیہ احمدیہ سے وابستہ افراد جماعت احمدیہ عالمگیر پر غم کا ایک پہاڑ بن کر گری اور اس کے ساتھ ہی دنیا بھر کے احمدی انتہائی صدمہ اور غم اور کرب کی حالت میں ایک دفعہ پھر قدرتِ ثانیہ کے ظہور کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور نہایت عاجزی اور زاری کے ساتھ دعاؤں میں مصروف ہو گئے۔ دوسری طرف منافقین نے ریشہ دوانیاں شروع کر دیں اور جماعت میں فتنہ کھڑا کرنے کی کوشش کی۔ اسی طرح جماعت کے مخالفین نے ملکی اخبارات و رسائل میں مَن گھڑت افواہوں، سراسر جھوٹی، بے بنیاد، غلط اور لایعنی الزامات پر مشتمل خبروں اور اشتہارات کی اشاعت کی ایک مہم چلا کر مومنین خلافت کے دلوں پر چرکے لگائے۔ یہ منافقین اور مخالفین اس خوش فہمی میں مبتلا تھے کہ ان کی ان ناپاک کوششوں سے جماعت تفرقہ اور انتشار کا شکار ہو جائے گی (نعوذ باللہ)۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کیے گئے اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق ایک دفعہ پھر مخالفین کی جھوٹی خوشیاں پامال ہوئیں اور خدا تعالیٰ نے اپنی قدرت اور رحمت کے زبردست نشان دکھاتے ہوئے حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد کو قدرتِ ثانیہ کے مظہر رابع کے طور پر کھڑا کیا۔ آپ 10/جون 1982ء کو خلافت کے منصب پر متمکّن ہوئے اور عالمگیر جماعت احمدیہ مُسلمہ آپ کے ہاتھ پر اکٹھی ہو کر شاہراہ غلبۂ اسلام پر تیزی سے آگے بڑھنے لگی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کی وفات سے خلافتِ رابعہ کے انتخاب تک کا وقت اور اس کے بعد کے چند ابتدائی ایام بھی بہت نازک اور بڑے ابتلا کے دن تھے۔ لیکن مومنین نے انہیں انتہائی صبر اور وفا اور توکل علی اللہ اور دعاؤں کے ساتھ گزارا۔ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور آیت استخلاف میں کئے گئے اپنے وعدہ کے مطابق خلافت کے ذریعہ خوف کے ان حالات کو ایک دفعہ پھر امن میں بدل کر

مومنوں کے لئے تسکین اور راحت کے سامان فرمائے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے 18؍جون 1982ء کے خطبہ جمعہ میں اس کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

”ربوہ کی ایک ایک گلی گواہ ہے بڑے سے بڑا ابتلا جو ممکن ہو سکتا تھا، تصور میں آ سکتا تھا وہ آیا اور گزر گیا اور کوئی زخم نہیں پہنچا سکا جماعت کو اور انتہائی وفا کے ساتھ اور کامل صبر کے ساتھ جماعت اس عہد پر قائم رہی کہ ہم خلافتِ احمدیہ سے وابستہ رہیں گے اور اس کی خاطر اپنا سب کچھ لٹا دینے کے لئے تیار ہوں گے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ مؤرخہ 18؍جون 1982ء بحوالہ خطباتِ طاہر جلد اول صفحہ 17)

آپ نے یہ بشارت بھی دی کہ:

”یہ وہ آخری بڑے سے بڑا ابتلا ممکن ہو سکتا تھا جو آیا اور جماعت بڑی کامیابی کے ساتھ اس امتحان سے گزر گئی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنتے ہوئے۔ اب آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ خلافتِ احمدیہ کو کبھی کوئی خطرہ لاحق نہیں ہوگا۔ جماعت بلوغت کے مقام پر پہنچ چکی ہے خدا کی نظر میں۔ اور کوئی دشمن آنکھ، کوئی دشمن دل، کوئی دشمن کوشش اس جماعت کا بال بھی بیکا نہیں کر سکے گی اور خلافتِ احمدیہ انشاء اللہ تعالیٰ اسی شان کے ساتھ نشوونما پاتی رہے گی جس شان کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وعدے فرمائے ہیں کہ کم از کم ایک ہزار سال تک یہ جماعت زندہ رہے گی۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ مؤرخہ 18؍جون 1982ء بحوالہ خطباتِ طاہر جلد اول صفحہ 18)

بلاشبہ حضور رحمہ اللہ کے کارہائے نمایاں میں سے ایک عظیم الشان کارنامہ نظامِ خلافت کا استحکام بھی ہے۔ آپؒ نے تیزی سے بڑھتی اور پھیلتی ہوئی عالمی جماعت کی اپنی متضرعانہ دعاؤں اور تدابیر حسنہ اور شب و روز کی محنت و جانسوزی سے ایسی عمدہ تربیت فرمائی کہ متفرق شعوب و قبائل اور مختلف رنگوں اور نسلوں سے تعلق رکھنے والے، مختلف زبانیں بولنے والے افراد کو خلافتِ حقّہ اسلامیہ احمدیہ کے ساتھ اٹوٹ رشتوں میں باندھ کر اُمّتِ واحدہ بنا دیا۔ آپؒ کی وفات پر عالمی جماعت نے جس صبر و ثبات، نظم و ضبط اور اتفاق و اتحاد کا بے نظیر نمونہ دکھایا اور بغیر کسی قسم کے ناخوشگوار واقعہ کے کامل صدق و صفا،

اخلاص و وفا اور استقامت اور اطاعت کا مظاہر کرتے ہوئے سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ہاتھ پر اکٹھی ہوئی ، یہ واقعہ اپنی ذات میں آپؒ کی اور آپ کے مقاصد کی کامیابی کا زبردست ثبوت اور آپؒ کی دعاؤں کا زندہ اعجاز ہے۔

چنانچہ امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے پہلے خطبہ جمعہ میں اس حقیقت کا ذکر یوں فرمایا:

"اے جانے والے تُو نے اس پیاری جماعت کو جو خوشخبری دی تھی وہ حرف بحرف پوری ہوئی اور یہ جماعت آج پھر بنیانِ مرصوص کی طرح خلافت کے قیام واستحکام کے لئے کھڑی ہوگئی"۔ الحمدللہ۔

اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے روزنامہ الفضل ربوہ کی خصوصی اشاعت 'سیدنا طاہر نمبر' (مطبوعہ 27 دسمبر 2003ء) کے لئے اپنے خصوصی پیغام میں فرمایا:

"... حضرت صاحب کی زندگی کا دوسرا عظیم الشان مقصد خلافتِ احمدیہ کے استحکام اور نظامِ جماعت کی مضبوطی کی صورت میں دکھائی دیتا ہے۔ آپ رحمہ اللہ نے خلافتِ احمدیہ کے ہر پہلو سے استحکام کے لئے انتھک محنت کی ہے۔ چنانچہ آپ کی زندگی میں نمایاں شان سے خلافت کا مقام ہر دل میں اُجاگر اور قائم ہوا۔ آپ نے اپنے دَورِ خلافت کے پہلے خطبہ میں ہی خلافت کو آئندہ ہر قسم کے فتنوں سے محفوظ رہنے کی بشارت دے دی تھی جو بڑی شان سے آپ کی وفات کے وقت پوری ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل اور احسان سے جماعت احمدیہ کو ہر ایک فتنہ سے محفوظ رکھا اور ایک ہاتھ پر سب کو اکٹھا کر دیا۔"

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی مبارک زندگی کے بے شمار پہلو تھے اور ہر پہلو ہی نہایت حسین، دلکش اور دلربا تھا۔ ہزاروں بلکہ لاکھوں افراد سے آپ کا ذاتی تعلق تھا اور کروڑوں دلوں کی آپؒ دھڑکن تھے۔ آپؒ کی نہایت پیاری اور خوشگوار یادیں سب محبّوں اور مخلصوں کے قلوب و اذہان میں خوشبو بن کر مہک رہی ہیں۔ کبھی یہ یادیں حسین تذکروں کی صورت میں لبوں پر آتی ہیں اور کبھی آپؒ کے حق میں دعائیں بن کر دلوں سے بخارات کی شکل میں اُٹھتی ہیں اور اشکوں کا روپ دھار کر

آنکھوں سے چھلکتی ہیں۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ آپ کے دَورِ خلافت کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کے مبارک دَور سے خاص مماثلت ہے اور سوسال پہلے کے حالات و واقعات ایک نئے رنگ میں آپؒ کے دَور میں دہرائے جارہے ہیں اور یہ سب حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر نازل ہونے والے الہامات اور آپؑ کی دعاؤں کا فیض ہے جو اس زمانہ کو پہنچ رہا ہے۔ اور یہ وہی دَور ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے وہ وعدے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیئے گئے تھے بڑی شان سے پورے ہو رہے ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ایک الہام میں فرمایا تھا

"آسمانی تائیدیں ہمارے ساتھ ہیں۔ اَجْرُكَ قَائِمٌ وَذِكْرُكَ دَائِمٌ"

(الہام 29/جولائی 1904ء۔ تذکرہ ایڈیشن ششم صفحہ 435۔ شائع کردہ نظارت نشرواشاعت قادیان)

اس الہام الٰہی کا فیض بھی آپؒ کے عہدِ خلافت میں خوب خوب جاری ہوا۔ آپؒ کی ساری زندگی الٰہی نصرت و تائید کے لاتعداد عالمگیر، اَنفسی اور آفاقی نشانات و معجزات سے معمور تھی۔ آپ کی ہر خواہش، ہر تدبیر، ہر منصوبہ میں خدا تعالیٰ نے بے انتہا برکت ڈالی۔ کئی ناممکن امور آپؒ کی مستجاب دعاؤں سے ممکنات میں بدل گئے۔ آپؒ کی تمام مساعی ثمر آور ہوئیں اور ان کا اجر قائم ہو گیا اور ایم ٹی اے انٹرنیشنل کی عظیم الشان نعمت خداوندی نے آپ کے ذکر کو دائمی بھی بنا دیا۔ ایم ٹی اے پر جاری علم و عرفان پر مبنی آپ کے پروگرام آپ کے ذکر خیر کو نئی رفعتیں عطا کرتے رہیں گے اور آپؒ کی محبتوں کے فیض کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا جائے گا۔ انشاء اللہ۔

اس کتاب میں ہم خلافتِ رابعہ کے دَور میں جماعت احمدیہ کی عالمی ترقی و استحکام، دنیا بھر میں مساجد اور مراکز نماز کی تعمیر اور مشن ہاؤسز کے قیام، مختلف زبانوں میں کثرت سے اسلامی لٹریچر کی طباعت، اشاعتِ قرآن، خدمتِ بنی نوع انسان، تمکنتِ دین اور عالمگیر غلبۂ اسلام کے لئے کی جانے والی متفرق مساعی اور ان کے شیریں اور نیک ثمرات کا مختصر تذکرہ کریں گے۔ اسی طرح دشمنانِ اسلام و احمدیت کی طرف سے تبلیغ اسلام و احمدیت کی راہ میں کھڑی کی جانے والی مشکلات، ان کے جھوٹے اور شرانگیز پراپیگنڈہ، احمدیوں پر ڈھائے جانے والے بہیمانہ مظالم اور اس کے مقابل پر خلافتِ احمدیہ سے

وابستہ احمدیوں کے صبر و ثبات، ان کے حق میں اللہ تعالیٰ کی تائیدات کے عظیم الشان نشانات اور معاندین احمدیت کی ناکامیوں اور نامرادیوں اور ذلّت و رسوائی کے عبرتناک واقعات کا بھی اجمالی طور پر ذکر کریں گے جن سے سلسلہ احمدیہ کی سچائی اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی مذکورہ بالا بشارت اور پیشگوئی کی صداقت ایک زندہ حقیقت کے طور پر سب پر عیاں ہو جائے گی۔ انشاء اللہ۔ وباللہ التوفیق

....

مجلسِ شوریٰ

اللہ تعالیٰ کے حکم شَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ (آل عمران:160) اور أَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ (الشوریٰ:39) کی قرآنی تعلیم کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفائے کرام ہمیشہ ہی تمام اہم امور میں مشاورت فرماتے رہے ہیں۔ تاہم حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے 1922ء میں جماعت میں شوریٰ کو باقاعدہ ایک انسٹیٹیوشن کی شکل دی اور مرکزی طور پر ہر سال ایک مجلسِ شوریٰ کا باقاعدہ انعقاد بھی شروع فرمایا۔ اور اس کے بعد سے ہر سال سوائے اس کے کہ کسی سال ناگزیر وجوہات کی بنا پر ناغہ ہو گیا ہو یہ مجلسِ شوریٰ مسلسل منعقد ہو رہی ہے۔

ملکی مجلسِ شوریٰ کے نظام کا قیام

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے شوریٰ جیسے اہم اور مقدس ادارہ کے استحکام کی طرف آغازِ خلافت سے ہی خصوصی توجہ فرمائی اور دنیا بھر میں بڑی تیزی کے ساتھ مختلف ممالک میں پھیلی ہوئی جماعتوں کی تربیت کی خاطر اور اس غرض سے کہ جماعتی مسائل میں براہِ راست تمام ملکوں کے احمدی ذاتی طور پر involve ہو جائیں یہ فیصلہ فرمایا کہ تمام ملکوں میں ایک ملکی مجلسِ شوریٰ بھی ہوا کرے۔ کیونکہ پھیلتی ہوئی جماعتیں ساری دنیا میں تعداد کے لحاظ سے اتنی بڑھ چکی ہیں کہ ان کے نمائندوں کو مرکز میں مجلسِ شوریٰ میں شامل ہونے کی توفیق ملنا مشکل ہے۔

چنانچہ آپ نے اپنے سب سے پہلے دَورۂ یورپ 1982ء میں ناروے، سویڈن، ڈنمارک، جرمنی، سوئٹزرلینڈ، ہالینڈ، سپین اور انگلستان میں اپنی موجودگی میں ان ممالک کی شوریٰ کے الگ الگ اجلاسات کروا کر شوریٰ کی اہمیت، اس کے طریق کار، قواعد و ضوابط اور روایات وغیرہ کے بارہ میں بڑی تفصیل سے ہدایات ارشاد فرمائیں اور ان ممالک میں شوریٰ کے نظام کو مضبوط بنیادوں پر استوار فرمایا۔

مرکزی مجلسِ شوریٰ کے علاوہ کسی بھی ملک کی مقامی طور پر پہلی مجلسِ شوریٰ کے انعقاد کا اعزاز جماعت احمدیہ ناروے کو حاصل ہوا۔ جماعت احمدیہ ناروے کی تاریخ کی یہ پہلی مجلسِ شوریٰ مؤرخہ 6/اگست 1982ء بروز جمعۃ المبارک (بیت النور) اوسلو میں منعقد ہوئی جس میں جماعت احمدیہ ناروے اوراس کی ذیلی تنظیموں مجلس انصاراللہ اور مجلس خدام الاحمدیہ کی مجالس عاملہ کے ممبران اور دیگر صائب الرائے افراد نے شرکت کی۔اس موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے فرمایا :

"یہ ایک تاریخی دن ہے اور مَیں سمجھتا ہوں کہ یورپ میں بھی یہ دن ایک نئے باب کا اضافہ کرنے والا دن ہے۔ کیونکہ مَیں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہر ملک میں آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ ہر سال ایک مجلسِ شوریٰ منعقد ہوا کرے گی۔"

آپ نے یہ بھی فرمایا:

"مجلس شوریٰ کا یہ تصوّر کہ گویا صرف ایک مرکزی مجلس شوریٰ ہو، اگر کسی کے ذہن میں ہے تو غلط تصوّر ہے۔شوریٰ کا آغاز وہاں سے ہوا تھا اور کچھ عرصے تک مجلس شوریٰ کے جملہ فرائض مجلس شوریٰ مرکزیہ ہی ادا کرتی رہی ہے۔لیکن جب قومیں ترقی کرتی ہیں اور پھیلتی ہیں تو ان کی تربیت کے لئے شوریٰ کے نظام کو وسیع تر کرنا پڑتا ہے۔"

(رپورٹ مجلس شوریٰ ناروے (غیر مطبوعہ) صفحہ 1)

ملکی شوریٰ کی اہمیت

آپ نے ملکی شوریٰ کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے فرمایا:

"اگر شوریٰ کی تربیت مختلف ملکوں کو نہ دی گئی تو خطرہ یہ ہے کہ جب احمدیت اجتماعیت اختیار کرے گی اور بڑی وسیع پیمانے پر پھیل جائے گی تو دنیا کے اکثر لوگ شوریٰ کے تصوّر سے نابلد ہوں گے۔اور وہ ڈیموکریسی کو ہی شوریٰ سمجھنے لگ جائیں گے۔ایک بالکل غلط طرز پر بعض ملکوں کی سوچ چلی جائے گی۔اس احتمال کے فقدان کو پیش نظر رکھتے ہوئے میں نے یہ فیصلہ کیا ہے جس کا آج اعلان کررہا ہوں کہ تمام ملکوں میں آئندہ انشاء اللہ سال میں ایک "مجلس شوریٰ" ہوا کرے گی۔اوراس مجلس شوریٰ کا انتخاب خلیفۂ وقت کی اجازت سے اس ملک کا امیر یا مبلغ انچارج، اگر امیر ہو تو وہ کرے گا۔اور مشورے

بھی جس طرح کہ نظامِ اسلام ہے فیصلوں کے طور پر نہیں بلکہ مشوروں کے طور پر خلیفۂ وقت کو جایا کریں گے۔ اس لئے خواہ یہ شوریٰ ناروے میں ہو رہی ہو، خواہ یہ انگلستان میں ہو رہی ہو، خواہ جاپان یا امریکہ میں ہو رہی ہو، یہ ہوگی خلیفۂ وقت کی مجلس شوریٰ۔ یہ بات دماغ سے نکال دیں کہ یہیں مجلس شوریٰ ہو، یہیں فیصلے ہوں اور بات ختم ہو جائے۔ اس مجلس شوریٰ کی اتھارٹی ہی کوئی نہیں رہی اگر یہ کٹ گئی اللہ کے نظام سے۔ اللہ کا نظام تو خلافت کے واسطے سے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی غلامی تک پہنچتا ہے۔ براہِ راست نہیں پہنچتا۔ اس لئے یہ نظام ہے جو جاری ہونا ہے۔ اور آج اس کا ہم افتتاح کر رہے ہیں۔"

(رپورٹ مجلس شوریٰ ناروے (غیر مطبوعہ) صفحہ 6)

فرمایا: "اس کا طریق کار وہی ہوگا جو ربوہ میں مرکزی شوریٰ کا ہوتا ہے۔ . . آپ نے فیصلہ کرنا ہے کہ کیا مشورہ ہم خلیفۂ وقت کو پیش کریں۔ . . ان مشوروں میں مقامی مربی یا امیر کو وِیٹو کا حق نہیں ہوگا۔ اس کو یہ حق تو ہے کہ وہ مشورہ دے اس کے خلاف اور کہے کہ مَیں مجلس شوریٰ کے صدر کی حیثیت سے یہ مشورہ دیتا ہوں کہ ملکی مفاد کے خلاف یہ بات ہے اسے نہ قبول کیا جائے۔ لیکن وہ بتائے مجلس شوریٰ کو کہ میں تمہارے خلاف مشورہ دینے لگا ہوں۔ کوئی چھپی ہوئی بات نہیں ہوگی۔ کھلم کھلا بتائے کہ میرے نزدیک یہ مصالح ہیں۔ مَیں آپ کے دلائل بھی خلیفۂ وقت کو پہنچاؤں گا اور اپنے دلائل بھی خلیفۂ وقت کو پہنچاؤں گا۔ اور پھر جو فیصلہ ہوا سب کو قبول ہونا چاہیئے۔ تو اس رنگ میں آئندہ سے ہر ملک میں مجالس شوریٰ کا انعقاد ہوگا۔ اور مَیں امید رکھتا ہوں کہ اس سے ایک مزید برکت ملے گی۔"

(رپورٹ مجلس شوریٰ ناروے (غیر مطبوعہ) صفحہ 7)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی صدارت میں 8/اگست 1982ء کو جماعت احمدیہ سویڈن کی پہلی مجلسِ شوریٰ کا انعقاد ہوا۔

11/اگست 1982ء کو مسجد نصرت جہاں کوپن ہیگن میں جماعت احمدیہ ڈنمارک کی پہلی مجلسِ شوریٰ منعقد ہوئی۔

جماعت احمدیہ جرمنی کی پہلی مجلس مشاورت 22/اگست 1982ء کو فرینکفرٹ میں منعقد ہوئی۔

مغربی جرمنی کی اس پہلی مجلسِ مشاورت میں حضور رحمہ اللہ نے فرمایا:

''آئندہ سے اس مجلس شوریٰ کی صدارت اگر مرکزی نمائندہ کوئی خاص مقرر نہ ہوتو امیر ملک ہی کیا کرے گا اور اس کی شکل یہ ہوگی کہ مجلس شوریٰ اپنے مسائل پر غور کر کے سالانہ بجٹ پاس کر کے بھجوایا کرے گی اور وہ مشورے خاص جن کا ملک سے تعلق ہے ان کے متعلق سفارشات کرے گی اور ایسی سفارشات بھی کرے گی جو اُن کے نزدیک مجلس شوریٰ مرکزیہ میں پیش ہونی چاہئیں۔ اور جیسا کہ ظاہر ہے نام سے، یہ مشورے ہیں صرف۔ اور اُس وقت تک واجب التعمیل نہیں ہوں گے جب تک خلیفۂ وقت کی منظوری نہ ہو۔''

(رپورٹ مجلسِ شوریٰ جرمنی (غیر مطبوعہ) صفحہ 3)

29/اگست 1982ء کو جماعت احمدیہ سوئٹزرلینڈ کی پہلی ملکی مجلس شوریٰ کا انعقاد ہوا۔

مسجد بشارت سپین کے افتتاح کے موقع پر مؤرخہ 11/اور 12/ستمبر 1982ء کو جماعت احمدیہ سپین کی پہلی مجلسِ شوریٰ کا انعقاد ہوا۔ یہ شوریٰ دو دن تک جاری رہی اور اس شوریٰ کی اکثر کارروائی انگریزی زبان میں ہوئی۔ اس شوریٰ میں دنیا بھر سے مسجد بشارت سپین کے افتتاح کے لیے تشریف لانے والے وفود بھی شامل ہوئے اس لئے ایک لحاظ سے اس شوریٰ کو عالمی حیثیت بھی حاصل ہوجاتی ہے۔

دیگر ممالک کی طرح حضور رحمہ اللہ کے قیام کی برکت سے مؤرخہ 4/ستمبر 1982ء کو ہالینڈ میں بھی یہاں کی پہلی ملکی شوریٰ کا انعقاد ہوا۔

جماعتِ احمدیہ یُوکے کی پہلی باقاعدہ ملکی شوریٰ بھی حضور رحمہ اللہ کے اسی دورہ کے دوران حضور رحمہ اللہ کی زیرِ صدارت منعقد ہوئی۔

1983ء میں آسٹریلیا اور فار ایسٹ کے دَورہ کے دَوران 10/ستمبر 1983ء کو مسجد احمدیہ سنگاپور میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے زیرِ صدارت جماعت احمدیہ سنگاپور کی پہلی مجلس شوریٰ منعقد ہوئی۔ اس میں انڈونیشیا، ملائشیا اور سبا کے نمائندگان نے بھی شرکت کی۔

20/ستمبر 1983ء کو حضور رحمہ اللہ کی صدارت میں صووآ کے مقام پر جماعت احمدیہ فجی کی مجلسِ مشاورت کا انعقاد ہوا۔

جماعت احمدیہ آسٹریلیا کی پہلی مجلسِ مشاورت 3/اکتوبر 1983ء کو سڈنی میں حضور رحمہ اللہ کی

زیر صدارت منعقد ہوئی جس میں آسٹریلیا کے علاوہ مرکز سے دو اور انڈونیشیا اور فجی سے ایک ایک نمائندہ اور حضرت مولوی محمد حسین صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی شامل ہوئے۔

جماعت احمدیہ سری لنکا کی پہلی مجلس شوریٰ 9/ اکتوبر 1983ء کو حضور رحمہ اللہ کے زیر صدارت کولمبو میں منعقد ہوئی جس میں جنوبی ہندوستان سے آئے ہوئے جماعتی نمائندگان نے بھی شرکت کی۔

الغرض ملکی مجالسِ شوریٰ کے انعقاد کے جس سلسلہ کا آغاز 1982ء میں ہوا تھا آج خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ نظام خلافت حقّہ اسلامیہ احمدیہ کے زیر ہدایت ونگرانی دنیا کے بہت سے ممالک میں مضبوط اور مستحکم بنیادوں پر قائم ہو چکا ہے اور مزید وسعت پذیر ہے۔

پہلی مجلس شوریٰ ممالک بیرون پاکستان کا انعقاد

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے منصبِ خلافت پر فائز ہونے کے کچھ ہی عرصہ کے بعد ارشاد فرمایا تھا کہ آنے والے جلسہ سالانہ کے موقع پر مجلس شوریٰ ممالک بیرون منعقد کی جائے گی۔ اس سلسلہ میں تمام نیشنل امراء کرام کو نومبر 1982ء میں ضروری ہدایات بھجوائی گئیں اور 30/ دسمبر 1982ء کو سرائے فضلِ عمر (ربوہ) میں شوریٰ ممالک بیرون حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی زیر صدارت منعقد ہوئی۔ اس موقع پر حضور رحمہ اللہ نے فرمایا:

"یورپ کے سفر میں نہ صرف مَیں نے بلکہ تمام احباب جماعت نے یہ محسوس کیا کہ مجلس شوریٰ کی برکت سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کے افراد میں غیر معمولی جذبۂ خدمت پیدا ہوا۔ اور بہت سے ایسے اعتراضات جو لاعلمی کے نتیجہ میں پیدا ہو کر ایمان کو گھن کی طرح ضائع کر رہے تھے وہ ازخود رفع ہو گئے"۔

(رپورٹ مجلس شوریٰ ممالک بیرون منعقدہ مؤرخہ 30/ دسمبر 1982ء (غیر مطبوعہ) صفحہ 1)

فرمایا: "یہ نظام ہے جس کا ساری دنیا سے تعارف ہونا ضروری تھا۔ ورنہ بہت سے ممالک میں بعض ایسے مسائل پیش آ رہے تھے اور بعض جگہ وہ بڑھ رہے تھے۔ زیادہ سنگین نوعیت اختیار کر رہے تھے۔ جو نظامِ شوریٰ اور نظامِ اسلام کو نہ سمجھنے کے نتیجے میں اگر اسی طرح بڑھتے رہتے تو بہت خطرناک نتائج پر منتج ہو سکتے تھے۔ چنانچہ بعض Delegations نے جو یہاں تشریف لائے۔ انفرادی

ملاقات کا ان سے موقع ملا۔ انہوں نے کہا کہ یہ پہلا نمونہ جو شوریٰ کا ہم نے دیکھا ہے اپنے اپنے ملکوں میں، اسی سے ہمیں خدا تعالیٰ کے فضل سے اتنی جِلا ملی ہے اور اتنی روشنی عطا ہوئی ہے ذہن کو کہ اب ہم اپنے آپ کو احمدیت کے لئے پہلے سے زیادہ قربانی پر آمادہ پاتے ہیں''۔

(رپورٹ مجلسِ شوریٰ ممالک بیرون منعقدہ مؤرخہ 30 ردسمبر 1982ء (غیر مطبوعہ) صفحہ 3)

اس مجلسِ مشاورت کی ایک خاص بات یہ تھی کہ اس میں گھانا اور نائیجیریا کی دو خواتین مکرمہ سعیدہ حسن صاحبہ اور مکرمہ حذیفہ صاحبہ نے بھی اپنی آراء پیش کیں۔

دَورِ خلافتِ رابعہ کی پہلی مرکزی مجلس مشاورت

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے دَورِ خلافت کی پہلی مرکزی مجلسِ مشاورت یکم، دو اور تین اپریل 1983ء کو ربوہ میں منعقد ہوئی۔ حضور رحمہ اللہ نے اس موقع پر فرمایا:

''ہماری مجلسِ شوریٰ (جو کہ گزشتہ 60 رسال سے منعقد ہوتی چلی آرہی ہے) تمام دنیا کے احمدی مسائل کو مدّنظر رکھ کر سچا غور کرتی ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ اب ایک مجلس شوریٰ اس غرض سے الگ بھی قائم کی گئی ہے کہ وہ خصوصی مسائل جو بیرون پاکستان کی احمدیہ جماعتوں کے ہیں اور جن کا پاکستان سے کوئی تعلق نہیں ہے اس پر غور وفکر کریں اور مشورے دیں۔۔۔ اُس مجلس شوریٰ نے اِس (یعنی جماعت کی مرکزی مجلس مشاورت) کی سارے عالم کی مجلس شوریٰ ہونے کی حیثیت کو دُور نہیں کیا۔ اسے ہٹایا نہیں ہے۔''

دَورِ خلافتِ رابعہ کی اس پہلی مرکزی مجلس مشاورت کی ایک تاریخی اہمیت یہ تھی کہ حضور رحمہ اللہ کی ہدایت پر اس مجلس مشاورت میں پہلی مرتبہ خواتین کی نمائندگان نے خود اپنی آراء کا اظہار کیا۔ اس سے پہلے یہ طریق تھا کہ خواتین کی نمائندگان اپنی آراء لکھ کر بھجوا دیتی تھیں اور مردوں میں سے ایک مقرر کردہ نمائندہ اُن آراء کو پڑھ کر سنا دیتا تھا۔

یہ مسئلہ کہ خواتین کی مجلس شوریٰ میں نمائندگی ہو کہ نہ ہو سب سے پہلے 1929ء کی مجلس مشاورت میں پیش ہوا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے تاریخی حوالہ سے اس مسئلہ کے مختلف پہلوؤں پر

تفصیل سے روشنی ڈالی اور بتایا کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے 1929ء کی مجلس شوریٰ میں لجنہ اماء اللہ کی نمائندگان کو دعوت دی کہ وہ بولنا چاہیں تو بولیں۔ چنانچہ پہلی تاریخی عورت جس نے اس مجلس شوریٰ میں حصہ لیا وہ استانی میمونہ تھیں جو لجنہ اماء اللہ کی بڑی ہی سرگرم رکن تھیں۔ تاریخ احمدیت میں یہ وہ پہلی شوریٰ تھی جس میں عورت نے براہ راست خطاب کیا۔ دوسری وہ مجلس شوریٰ تھی جو بیرونی ممالک کے نمائندگان پر مشتمل تھی اور جلسہ سالانہ کے موقع پر 30 دسمبر 1982ء کو ربوہ میں منعقد ہوئی جس میں بعض نمائندہ خواتین نے براہ راست اپنا مافی الضمیر پیش کیا تھا۔ حضورؒ نے فرمایا کہ یہ (یعنی موجودہ شوریٰ) تاریخ احمدیت میں تیسری مجلس شوریٰ ہے اور آئندہ سے انشاء اللہ تعالیٰ اسی طریق کو جاری رکھا جائے گا۔ حضورؒ نے مزید فرمایا کہ:

"اصل بات یہی ہے کہ خلیفۂ وقت پابند ہے کہ وہ مشورہ لے اور حسبِ حالات جیسا کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے محاکمہ فرمایا تھا خلاصہ کلام یہی بنتا ہے کہ یہ عقلی مسئلہ ہے۔ حالات کے مطابق عورت کا مشورہ نئی نئی شکلیں اختیار کرتا چلا جائے گا۔ صرف ایک پہلو یہ باقی رہ جاتا ہے کہ... اس کو نمائندگی کس طریق پر دی جائے... عورت سے مشورہ لینے کے لئے مجلسِ شوریٰ میں کیا طریق اختیار کیا جائے۔ میرے نزدیک اس کے لئے کسی تعداد کی تعیین کی ضرورت نہیں بلکہ خلیفۂ وقت حسبِ حالات جتنی مستورات کو جس شکل میں نمائندہ کے طور پر بلانا چاہے وہ بلاتا رہے گا اور اس کے لئے کسی قاعدہ کی ضرورت نہیں۔"

چنانچہ اس کے بعد جماعت احمدیہ کی مجلس مشاورت میں یہ طریقۂ کار رائج ہو گیا کہ خواتین اپنی رائے خود پیش کرتی ہیں اور اس طرز پر سب سے پہلے جس خاتون نے اپنی رائے پیش کی وہ حضرت مصلح موعودؓ کی حرم حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ تھیں اور آپ کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی حرم حضرت سیدہ آپا طاہرہ صدیقہ صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ ربوہ نے اپنی رائے پیش کی۔

برطانیہ میں جلسہ سالانہ کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی صدارت میں بعض سالوں میں انٹرنیشنل مجلس شوریٰ کا انعقاد بھی ہوتا رہا۔

نوٹ

شوریٰ کی عظمت واہمیت، مشاورت کے مختلف طریقوں، اسلامی نظامِ شوریٰ کے دنیا کے مختلف نظاموں سے امتیازات، جماعت احمدیہ میں قائم باقاعدہ مشاورتی نظام، اس کے قواعد وضوابط اور آداب وروایات وغیرہ جاننے کے لئے کتاب 'جماعت احمدیہ کا مشاورتی نظام' کا مطالعہ فرمائیں جس میں قرآن مجید، احادیث نبویہ، حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفائے کرام کے ارشادات کے حوالہ سے بہت مفید معلومات جمع کر دی گئی ہیں۔

....

احمدیوں پر ہونے والے مظالم

(1982ء تا 2003ء)

ایک جائزہ

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

''قدیم سے برگزیدہ لوگوں کے ساتھ سنّت اللہ ہے کہ وہ ورطۂ عظیمہ میں ڈالے جاتے ہیں۔لیکن غرق کرنے کے لئے نہیں بلکہ اس لئے کہ تا ان موتیوں کے وارث ہوں جو دریائے وحدت کے نیچے ہیں۔ اور وہ آگ میں ڈالے جاتے ہیں۔ لیکن اس لئے نہیں کہ جلائے جائیں بلکہ اس لئے کہ تا خدا تعالیٰ کی قدرتیں ظاہر ہوں۔اوران سے ٹھٹھا کیا جاتا ہے اور لعنت کی جاتی ہے۔اور وہ ہر طرح سے ستائے جاتے اور دکھ دیئے جاتے اور طرح طرح کی بولیاں ان کی نسبت بولی جاتی ہیں۔اور بدظنیاں بڑھ جاتی ہیں۔ یہاں تک کہ بہتوں کے خیال و گمان میں بھی نہیں ہوتا کہ وہ سچے ہیں بلکہ جو شخص ان کو دکھ دیتا اور لعنتیں بھیجتا ہے وہ اپنے دل میں خیال کرتا ہے کہ بہت ہی ثواب کا کام کر رہا ہے۔ پس ایک مدّت تک ایسا ہی ہوتا رہتا ہے۔اور اگر اس برگزیدہ پر بشریت کے تقاضا سے کچھ قبض طاری ہو تو خدا تعالیٰ اس کو ان الفاظ سے تسلّی دیتا ہے کہ صبر کر جیسا کہ پہلوں نے صبر کیا اور فرماتا ہے کہ مَیں تیرے ساتھ ہوں، سنتا ہوں اور دیکھتا ہوں۔ پس وہ صبر کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ امر مقدّر اپنے مدّت مقررہ تک پہنچ جاتا ہے۔تب غیرتِ الٰہی اس غریب کے لئے جوش مارتی ہے اور ایک ہی تجلّی میں اعداء کو پاش پاش کر دیتی ہے۔سو اوّل نوبت دشمنوں کی ہوتی ہے اور اخیر میں اس کی نوبت آتی ہے۔اسی طرح خداوند کریم نے بارہا مجھے سمجھایا کہ ہنسی ہوگی اور ٹھٹھا ہوگا اور لعنتیں کریں گے اور بہت ستائیں گے لیکن آخر

نصرت الٰہی تیرے شامل ہوگی اور خدا دشمنوں کو مغلوب اور شرمندہ کرے گا۔“

(انوار الاسلام۔ روحانی خزائن جلد نمبر 9 صفحہ 53 تا 54)

جماعت احمدیہ کے آغاز سے لے کر آج تک مخالفین احمدیت کی طرف سے تمسخر اور استہزاء، کذب و افتراء اور ظلم و ستم کی ساری تاریخ حضور علیہ السلام کے مذکورہ بالا ارشاد کی حقّانیت پر گواہ ہے۔ جماعت کی مخالفت کی جو لہریں اٹھتی رہیں کبھی کبھی ان میں غیر معمولی شدّت پیدا ہو جاتی رہی ہے۔ اور انفرادی یا مقامی طور پر ہی نہیں بلکہ مخالفین کی اجتماعی اور منظّم سازشوں کے نتیجہ میں ظلم و ستم کی کارروائیاں بہت بڑھ جاتی رہیں اور بعض اوقات جب حکومت اور اس کی انتظامیہ بھی اس سازش کا حصہ بنی اور مختلف قوانین کا سہارا لے کر اپنے خیال میں اسے نابود کرنے کے منصوبے بنائے تو اس خدائے بزرگ و برتر نے جو صبر کرنے والوں اور تقویٰ اور راستی سے کام لینے والوں کو کبھی مخذول اور بے یار و مددگار نہیں چھوڑتا، اپنی قدرت کے زبردست نشانوں سے ان کی مدد فرمائی اور انجامکار انہیں فتح اور کامیابی سے نوازا اور ان کے دشمنوں کو مغلوب، رُسوا اور شرمندہ کیا۔

خلافتِ رابعہ کے آغاز سے ہی مخالفین احمدیت کی طرف سے جماعت کے خلاف، خصوصیت سے پاکستان میں منظّم سازشوں اور شرارتوں کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے بعض رؤیا کی بنا پر اور خداداد فراست اور بعض اطلاعات و شواہد کی بنا پر اس بارہ میں افرادِ جماعت کو قرآنِ مجید اور تاریخ انبیاء کی روشنی میں ہر قسم کے حالات کا صبر اور دعاؤں کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لئے تیار کرنا شروع کر دیا تھا۔ وقت کے ساتھ ساتھ شرّ پسند مُلّاؤں اور پاکستان کی حکومت کی ملی بھگت اور ان کی فتنہ انگیزیاں نمایاں اور بھیانک ہو کر ظاہر ہوتی رہیں۔

1983ء میں اُس وقت کے صدرِ پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق نے اسلم قریشی نامی ایک شخص کی (مزعومہ) گمشدگی کو بنیاد بنا کر پاکستان بھر میں احمدیت کی مخالفت کی ایک نئی تحریک کی بنیاد رکھی۔ اور اس تحریک کو حکومتی سرپرستی میں آگے بڑھایا۔ اور احمدیوں کو جنہیں 1974ء میں آئینی اور قانونی اغراض کے لیے غیر مسلم قرار دیا جا چکا تھا اب اپنے آپ کو مسلمان کہنے اور اسلامی شعائر، اسلامی اصطلاحات وغیرہ کے استعمال سے روکنے کے لیے قانون سازی کرنے، انہیں کلیدی سرکاری عہدوں

سے ہٹانے اوراسلم قریشی نامی ایک نام نہاد مولوی کے مبیّنہ اغوا اور قتل کے الزام کے سلسلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کو شاملِ تفتیش کرنے کے علی الاعلان مطالبات کیے گئے۔(اسلم قریشی کے مبیّنہ طور پر اغواء کے مفتریانہ الزام کی حقیقت سے متعلق مختصر ذکر اسی کتاب میں آگے آئے گا۔)

اس ضمن میں پاکستان کے بڑے بڑے شہروں مثلاً کراچی، لاہور، سیالکوٹ ،راولپنڈی نیز چنیوٹ وغیرہ میں ختمِ نبوت کانفرنسز کا انعقاد کیا گیااور ان مطالبات کو دہرایا گیا۔ واضح طور پر حکومت کی پُشت پناہی میں مخالفت کی ایک لہر چلائی گئی، احمدیوں کی دکانیں جلائی گئیں، مساجد کے تقدّس کو پامال کر کے انہیں توڑ پھوڑ کر رکھ دیا گیا،شہادتیں ہوئیں،لٹریچر ضبط کیا گیا۔

مولویوں کی سازشوں کو بھانپتے ہوئے جماعتِ احمدیہ نے اپنے پر لگائے جانے والے الزامات و اعتراضات کا شافی جواب دیتے ہوئے ایک پمفلٹ ''اک حرفِ ناصحانہ'' شائع کروایا جسے اپریل 1984ء کے پہلے عشرہ میں احمدی احباب کے ذریعے ملک بھر میں تقسیم کروایا گیا۔ پمفلٹ میں مذکور حقائق سے لاجواب ہوکر ردِّعمل میں معاندین احمدیت کی طرف سے اخباری بیانات دیے گئے، اسے خلافِ آئین قرار دیا گیااور اس کی تقسیم پر تشویش کا اظہار کیا گیا یہاں تک کہ حکومتی سطح پر DC جھنگ کے حکم کے ماتحت اسے ضبط کرلیا گیا، اس کی تشہیر کی ممانعت کردی گئی اور اس کو تقسیم کرنے والے احباب کے خلاف کارروائی عمل میں لائی گئی۔ متعدّد احمدیوں کو اس 'جرم' میں قیدوبند کی صعوبتیں دی گئیں اور تشدّد کا نشانہ بنایا گیا۔مگرکسی ایک مخالف نے بھی 'اِک حرفِ ناصحانہ' میں بیان کئے گئے امور کا جواب دینے کی کوشش نہ کی۔

صدارتی آرڈیننس 20

اپریل 84ء میں بلکہ اس سے پہلے ہی مختلف ذرائع سے یہ بات ظاہر ہو چکی تھی کہ حکومت احمدیوں کے متعلق ایک آرڈیننس جاری کرنے والی ہے جس سے جماعت کے لئے بہت سی مشکلات کھڑی ہونے والی ہیں۔ چنانچہ پاکستان کے فوجی ڈکٹیٹر جنرل محمد ضیاء الحق نے مورخہ 26/اپریل 1984ء کو صدارتی آرڈیننس نمبر '20' (آرڈیننس XX) کا اجراء اور نفاذ کیا۔ اس کا اعلان رات 9/بجے کی خبروں میں کیا گیا۔اس آرڈیننس کے مندرجات پہلے سے معلوم اطلاعات سے بہت حد تک

مطابقت رکھتے تھے۔اس آرڈیننس کے مطابق:

نمبر1۔احمدی الفاظ سے چاہے وہ قول ہو یا تحریر یا کوئی دوسری علامت ہو

الف۔حضرت محمد ﷺ کے خلفاء اور صحابہ کے علاوہ کسی اور شخص کو

۔امیر المومنین

۔خلیفۃ المومنین

۔خلیفۃ المسلمین

۔صحابی

۔رضی اللہ عنہ

کے الفاظ سے نہیں پکار سکتے یا ان کی طرف ان القابات کو منسوب نہیں کر سکتے؛

ب۔حضرت محمد ﷺ کی ازواجِ مطہرات کے علاوہ کسی اور فرد کو

6۔اُمُّ المومنین

کے لفظ سے نہیں پکار سکتے یا ان کی طرف اس لقب کو منسوب نہیں کر سکتے؛

ج۔حضرت محمد ﷺ کے اہلِ بیت کے علاوہ کسی اور فرد کو

۔اہلِ بیت

کے لفظ سے نہیں پکار سکتے یا ان کی طرف اس لقب کو منسوب نہیں کر سکتے؛

د۔اپنی عبادتگاہ کو

۔مسجد

کا نام نہیں دے سکتے، اسے اس لفظ سے نہیں پکار سکتے یا اس کی طرف اسے منسوب نہیں کر سکتے؛

نمبر2۔احمدی اپنے مذہب کی عبادت (نماز) کی طرف پکارے جانے کو

۔اذان

کے لفظ سے نہیں پکار سکتے، اذان نہیں دے سکتے جیسا کہ مسلمانوں کا طرزِ عمل ہے۔

دفعہ نمبر ج/298۔احمدی بلاواسطہ یابالواسطہ

۔اپنے آپ کو مسلمان ظاہر نہیں کر سکتے،

۔اپنے عقیدے کو اسلام نہیں کہہ سکتے،

۔اپنے عقیدہ کا پرچار و تبلیغ نہیں کر سکتے،

دوسروں کو اپنے عقیدہ میں شامل ہونے کی دعوت نہیں دے سکتے ایسے الفاظ سے جو چاہے قولی صورت میں ہوں یا تحریری صورت میں، یا کسی بھی ظاہری صورت میں، یا کسی بھی ایسی صورت میں جن سے مسلمانوں کے مذہبی جذبات مجروح ہوتے ہوں۔

مندرجہ بالا تمام شقوں میں سے کسی کی بھی خلاف ورزی کی صورت میں تین سال تک قید اور غیر معین، غیر محدود جرمانہ کی سزا دی جاسکتی ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ

۔ ویسٹ پاکستان پریس اینڈ پبلیکیشنز آرڈیننس XXX مجریہ 1963ء کے سیکشن 24/ میں زیر(jj) دفعہ 298ب، اور دفعہ 298ج میں مذکور امور سے متعلقہ مواد شائع کرنے پر تین سال تک قید اور غیر معین جرمانہ کی سزا کا اضافہ کر دیا گیا۔

(www.thepersecution.org)

....

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اسلام کے نام پر اس نہایت بہیمانہ بھیانک اور تاریک آرڈیننس کا ذکر کرتے ہوئے ایک موقع پر فرمایا کہ:

"اس آرڈیننس کے ذریعے جماعت احمدیہ کے خلیفہ کو، جماعت کو، نہ صرف یہ کہ لاؤڈ سپیکر پر خطابات سے محروم کیا گیا بلکہ ایسے اقدامات کئے گئے ہیں جن کے نتیجہ میں جماعت پاکستان خلیفۂ وقت کے وہاں رہتے ہوئے بھی اس کے خطابات سے محروم رہ جائے... ہر وقت یہ خطرہ تھا کہ اس خطاب کے نتیجے میں کسی وقت مجھے گورنمنٹ ہاتھ ڈال سکتی ہے کیونکہ ہاتھ ڈالنے کے لئے کوئی انہوں نے Limitation اپنے لئے چھوڑی ہی نہیں باقی۔ ایسا قانون ہے جس

کے نتیجہ میں ہر پولیس افسر جس کو چاہے، جس وقت چاہے، احمدی کو پکڑ لے اور تین سال کے لئے اس کے خلاف مقدمہ دائر کر دے۔ کسی شریف انسان کی حفاظت کا کوئی امکان ہی باقی نہیں رہا وہاں۔۔۔ وہاں جو فیصلہ کیا گیا ہے اس کے نتیجے میں پاکستان میں کسی احمدی کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ زبان سے یا ایسے ذریعہ سے جس میں زبان یا تحریر نہ بھی استعمال ہو لیکن اس کی bearing، اس کا چال چلن اس کو مسلمان ظاہر کرتا ہو؟ اگر وہ ایسا کرے گا تو تین سال کے لئے پاکستان کے قانون کے مطابق جیل میں بھجوانے کے لائق ہوگا۔ اور صحابہ کرام حضرت مسیح موعود کے متعلق وہ کوئی دعائیہ کلمات ایسے استعمال نہیں کر سکتا جو قرآن نے سکھائے ہیں اور کوئی قرآنی اصطلاح استعمال نہیں کر سکتا باوجود یہ ایمان رکھنے کے کہ قرآن میرے لئے واجب التعمیل ہے اور اس کا حکم میرے لئے ماننا ضروری ہے۔ اذان نہیں دے سکتا۔" اور حکومت کا کہنا ہے کہ "یہ قانون اس لئے بنایا جا رہا ہے تا کہ قادیانیوں کو 'اسلام دشمن سرگرمیوں' سے روکا جائے۔ اور اسلام دشمن سرگرمیوں کی تعریف یہ ہے کہ اذان نہیں دیں گے۔ وہ اسلامی اصطلاحیں استعمال نہیں کریں گے۔ عبادتگاہوں کو "مسجد" نہیں کہیں گے۔ یہ اسلام دشمن سرگرمیاں ہیں!"

(ماخوذ از خطاب فرمودہ 30 راپریل 1984ء بمقام لندن)

اس ظالمانہ آرڈیننس کے تحت پاکستان میں احمدیوں کی روزمرہ کی زندگی کو قانون کی نظر میں ایک جرم بنا دیا گیا۔ امر واقعہ یہ ہے کہ اس نہایت ظالمانہ آرڈیننس نے صرف پاکستان کے احمدیوں کی روزمرہ کی زندگی کو ہی جرم نہیں بنایا اور انہیں کو شدید قلبی و ذہنی اور روحانی اذیّت میں مبتلا نہیں کیا بلکہ دنیا بھر میں پھیلے ہوئے احمدیوں کو بھی شدید اذیّت میں ڈال دیا۔ کیونکہ جماعت احمدیہ عالمگیر خلافت کے ذریعہ سِلک وحدت میں پروئی ہوئی ایک جماعت ہے اور ایک امام کے تابع ایک وجود کی حیثیت رکھتی ہے۔ پاکستان کے احمدیوں کو پہنچنے والی ہر تکلیف، ہر دکھ، ہر اسیری، ہر شہادت دنیا بھر کے احمدیوں کے دلوں پر چرکے لگانے والی تھی اور وہ اپنی آزادی کو جرم سمجھنے لگے تھے اور تڑپتے تھے کہ کاش اپنے ان بھائیوں کی جگہ وہ یہ قربانیاں پیش کر رہے ہوتے۔ وہ اپنے بھائیوں کے دکھ درد سے الگ زندگی بسر نہیں کر سکتے تھے۔ اس پہلو سے اس ظالمانہ آرڈیننس کا دائرہ اثر صرف پاکستان ہی

نہیں بلکہ ساری دنیا کے احمدیوں پر پھیلا ہوا تھا۔ یہ وہ آرڈیننس ہے جس کے ذریعہ پاکستان کے احمدیوں کو مذہبی آزادی اور آزادئ ضمیر اور تمام بنیادی انسانی حقوق سے گویا کلّیۃً محروم کردیا گیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے فرمایا:

''یہ عجیب واقعہ ہوا ہے جو دنیا کی تاریخ کے لحاظ سے پہلا ہے۔ یہ سیاسی Issue کے نام پر سیاسی حکومت کی طرف سے ایک فیصلہ ہوا ہے اس لئے یہ پہلا ہے۔ مذہب میں پہلا نہیں ہے۔ آج تک سیاسی حکومتوں کی طرف سے کبھی یہ واقعہ نہیں ہوا تھا کہ ٹارچر اور ظلم کے ذریعہ کسی کو جھوٹ بولنے پر مجبور کرے۔ ٹارچر اور ظلم سچ نکلوانے کے لئے استعمال ہوتا رہا ہے۔ یہ الگ بات ہے سچ نکلتا تھا تو ان کو مانتے تھے یا نہیں مانتے تھے۔ یہ بالکل الگ بات ہے۔ بعض دفعہ پھر بھی نہیں مانتے تھے لیکن مقاصد ہمیشہ ٹارچر کے دنیاوی حکومتوں کی طرف سے جنگوں میں بھی اور ویسے بھی یہ رہے ہیں کہ ظلم کر کے، ستا کر سچ نکلوایا جائے گا۔ اور یہ پہلا تاریخی واقعہ ہے کہ ایک سیاسی حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ظلم کر کے جھوٹ نکلوایا جائے۔ جب تک وہ جھوٹ نہ بولے اس وقت تک ظلم کرتے چلے جاؤ اور سچ نہیں بولنے دینا۔''

(ماخوذ از خطاب فرمودہ 30 / اپریل 1984ء بمقام لندن)

خلافت اور نظام جماعت کے خلاف ایک عالمی سازش

یہ آرڈیننس جماعت کے خلاف اور نظامِ خلافت کے خلاف ایک نہایت ہی بھیانک سازش اور خطرناک اقدام تھا۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے 28 / دسمبر 1984ء کو بمقام پیرس (فرانس) خطبہ جمعہ میں فرمایا:

''جو کچھ پاکستان میں ہو رہا ہے یہ کوئی تنہا ایک ملک میں ہونے والا واقعہ نہیں ہے بلکہ ایک عالمی سازش کے نتیجہ میں ہو رہا ہے۔ اس عالمی سازش میں دنیا کی بڑی طاقتیں بھی ملوث ہیں اور اسلامی ممالک میں سے بعض ملک بھی ملوث ہیں اس لئے ان واقعات کی جڑیں بہت گہری اور بہت دُور تک جاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ سے تو کوئی چیز مخفی نہیں رہ سکتی۔ ہم اگر یہ کہیں کہ فلاں بھی اس میں ذمہ دار ہے اور فلاں بھی اس میں ذمہ دار ہے تو دنیا والے تو کہیں گے تم اسی طرح

باتیں کرتے ہو جس طرح لوگوں کو عادت ہے ہر بات کو کسی بڑی طاقت کے سر پر تھوپ دینا، ہر بات کو اس سے پہلے کی گئی کسی سازش کا نتیجہ قرار دے دینا، یہ ساری باتیں دنیا میں ہوتی رہتی ہیں اور کوئی بھی ہمارے کہنے پر اس کو تسلیم نہیں کر سکتا۔ لیکن فی الحقیقت ایسا ہی ہے اور بڑی گہری نظر سے اور بڑی وسیع نظر سے مَیں نے جو حالات کا مطالعہ کیا ہے تو مجھے یہ دکھائی دے رہا ہے کہ ان واقعات کے پیچھے ایک بہت بڑی سازش ہے جو دراصل عالم اسلام کے خلاف ہے اور عالم اسلام ہی کو اس سازش کا آلۂ کار بنایا جا رہا ہے اور جن کو آلۂ کار بنایا جا رہا ہے ان کو علم بھی نہیں کہ وہ کیا کر رہے ہیں، کیوں کر رہے ہیں؟ کن مقاصد کے لئے، کن اسلام کے دشمنوں کو فائدہ پہنچانے کے لئے کر رہے ہیں؟ اس لئے کوئی آپ کی بات یا میری بات کو تسلیم نہیں کرے گا لیکن اللہ کی نظر تو حقائق کے پاتال تک ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ سے تو کوئی چیز مخفی نہیں ہے اس لئے جب وہ سزا کا فیصلہ کرتا ہے تو سب مجرموں کو پکڑتا ہے۔۔۔

یہ حقیقت ہے کہ جماعت احمدیہ کی حفاظت خدا تعالیٰ فرمائے گا اس میں کوئی بھی شک نہیں۔ لیکن جماعت احمدیہ بہر حال ایک تکلیف کے دَور میں سے پھر بھی گزرے گی۔ اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ ہر فرد جماعت خواہ وہ معصوم بھی ہو اس کی ضمانت بھی نہیں دی جا سکتی اور اس میں بھی ذرا شک نہیں کہ دنیا میں سب آدمی خطا کار نہیں ہوتے۔۔۔

جماعت احمدیہ کے لئے جو خطرات ہیں یہ تو ہمیں خواہ کتنے سنگین دکھائی دیں لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ ہر خطرہ کے بعد جماعت احمدیہ کے اوپر اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتوں اور برکتوں کی بارشیں نازل ہوئی ہیں۔ کوئی بھی ایسا وقت نہیں آیا جماعت پر جسے ہم کڑا وقت کہہ سکتے ہیں جس کے بعد اللہ تعالیٰ نے بے انتہا فضل نہ فرمائے ہوں۔ تو ہمارا تو ایک ضامن موجود ہے۔ ہمارا تو ایک مقتدر موجود ہے جس کے ہاتھ میں ہمارا ہاتھ ہے وہ کبھی ہمیں ضائع نہیں ہونے دے گا۔ اس کامل یقین کے ساتھ ہم ہمیشہ زندہ رہے ہیں اور ہمیشہ زندہ رہیں گے لیکن وہ بدنصیب جو اس مقتدر سے غافل ہیں جو اس کی تقدیر کے خلاف ترکیبیں سوچ رہے ہیں۔

وہ ارادے ہیں کہ جو ہیں برخلاف شہریار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 132)

اللہ تعالیٰ کے ارادوں کے خلاف، اس کی تقدیر سے ٹکرانے والی تدبیریں سوچ رہے ہیں ان کا تو کوئی ضامن، کوئی محافظ نہیں۔ کوئی ولی نہیں ہے ان کا...

تو قوم کے لئے بھی دعا کریں اور ان مسلمان ممالک کے لئے بھی دعا کریں جو بدقسمتی سے لاعلمی میں آلۂ کار بنے ہوئے ہیں بعض دشمنانِ اسلام طاقتوں کا۔ اور پھر کُل عالم کے لئے بھی دعا کریں کیونکہ یہ جو حالات ہیں جب یہ زیادہ آگے بڑھیں گے تو ہمارا ایک خدا ہے جو غیرت رکھنے والا خدا ہے جو بعض اوقات جب حد سے زیادہ اس کے پیاروں کو ستایا جائے تو بڑے جلال کے ساتھ دنیا پر ظاہر ہوا کرتا ہے اور جہاں تک حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں گستاخی کا تعلق ہے یہ ملک یعنی پاکستان تو حد سے بڑھ چکا ہے۔ یعنی کبھی دنیا میں کسی نے کوئی حکومت ایسی نہیں دیکھی ہوگی جس کے سربراہ فحش کلامی کو اپنے لئے عزت افزائی کا موجب سمجھیں، تکذیب کو اپنے لئے ایک عظمت کا نشان بنالیں اور بڑے فخر کے ساتھ افترا پردازی کریں، جھوٹ بولیں، جھوٹ کو شائع کریں اور پھر خدا کے پاک بندوں پر گند اچھالیں اور پھر قوم سے داد لینے کی خواہش کریں۔ ایسے واقعات تو کبھی دنیا میں کسی حکومت کی طرف سے رونما نہیں ہوئے ہوں گے سوائے قدیم زمانوں کے فرعون جن کے قصے ہم سنا کرتے تھے لیکن سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ اس جدید زمانے میں یہ واقعات ہو سکتے ہیں۔

جو سازش ہے احمدیت کے خلاف وہ بہت گہری ہے اور ابھی کُلّیۃً پوری کھل کر آپ کے سامنے بھی نہیں آئی۔ جو واقعات آپ کے سامنے آچکے ہیں ان کی بھی کُنہ کو آپ میں سے بہت سے نہیں پہنچ سکتے۔ ان کو معلوم نہیں ہو سکتا دیکھنے والوں کو کہ آخر یہ کون سی منزل ہے جس کی طرف یہ واقعات ایک جلوس کی شکل میں روانہ ہو رہے ہیں۔ امر واقعہ یہ ہے کہ احمدیت کی جڑوں پر حملہ کیا گیا ہے اس مرتبہ اور احمدیت کے استیصال کی ایک نہایت ہی خوفناک سازش ہے اور صرف ایک ملک میں نہیں تمام عالم میں اس سازش کے کچھ آثار ظاہر ہونے شروع ہو گئے ہیں اور ان کی کڑیاں مل رہی ہیں۔ مثلاً انڈونیشیا میں بھی اسی نہج پر کام شروع ہو گیا ہے جس طرح آج سے دس سال پہلے پاکستان میں اس کی بنیاد رکھی گئی تھی۔ ملائشیا میں بھی انہی بنیادوں پر کام شروع ہو چکا ہے جماعت احمدیہ کے خلاف۔ اسی طرح افریقن ممالک کو بھی رشوتیں دی جا رہی ہیں اور روپے

کالالچ دے کران کو اُکسایا جارہا ہے کہ جماعت کے خلاف اقدامات کریں اوران ممالک کے ذمہ دار افسران چونکہ نسبتاً بہت زیادہ شریف النفس ہیں وہ سردست تو اس دباؤ کا مقابلہ کررہے ہیں بلکہ خود جماعت کو مطلع کررہے ہیں کہ ہم سے یہ مطالبات ہورہے ہیں۔اور یہ صرف جماعت احمدیہ کے خلاف سازش نہیں جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے ایک سازش ہے عالم اسلام کے خلاف جس کا مقصد یہ ہے کہ مُلّا کی حکومت تمام مسلمان ممالک پر قائم کردی جائے اور مُلّا چونکہ زمانہ کے حالات سے بے خبر اور جاہل ہوتا ہے، اسے پتہ ہی نہیں کہ کسی قوم کے مفادات کا تقاضا کیا ہے، اس کو تو صرف اپنے ذاتی مقاصد سے غرض ہے اور نہ قرآن کا علم، نہ دین کا علم اور نہ دنیا کا علم اس لئے اگر ایک جاہل قوم کو مذہب کے نام پر کسی ملک پر مسلط کردیا جائے تو پھر وہ آقا جو ان لوگوں کو مسلط کرتے ہیں وہ بے دھڑک جو چاہیں ان سے کام لیتے ہیں۔

چنانچہ عجیب بات ہے کہ ہر جگہ جہاں بھی مذہبی جنونی حکومت قائم کی گئی ہے خواہ وہ اشتراکی ملکوں کی طرف سے قائم کی گئی ہو خواہ وہ مغربی ملکوں کی طرف سے قائم کی گئی ہو ایک ہی دین کے نام پر بالکل برعکس سمت میں وہ حکومتیں حرکت کررہی ہیں۔یعنی ایسی اسلامی حکومتیں آپ کو ملیں گی جو اسلام کے نام پر اشتراکیت کے حق میں کام کررہی ہیں اور ایسی اسلامی حکومتیں بھی آپ کو ملیں گی جو اسلام کے نام پر اشتراکیت کے خلاف اور آمریت یا مغربی جمہوریت کے حق میں کام کررہی ہیں یا Capitalism کے حق میں کام کررہی ہیں۔ایک ہی مذہب ہے، ایک ہی کتاب ہے، ایک ہی نبی ہے لیکن بالکل برعکس نتیجے نکالے جارہے ہیں۔وجہ یہ ہے کہ جن لوگوں کو اوپر لایا گیا ہے خاص مقاصد کی خاطر لایا گیا ہے۔اسلام کا نام محض بدنام کرنے کے لئے استعمال ہورہا ہے۔مقصد یہ ہے Intolerant Regimes قائم کی جائیں۔ایسی حکومتیں قائم کی جائیں جن کے اندر نہ عقل ہو، نہ فہم ہو۔صرف ایک بات پائی جائے، ایک خوبی ان میں موجود ہو کہ وہ ڈنڈے کے زور سے اپنی بات منوانا جانتی ہوں اور عقل کو کلیۃً چھٹی دے کر اس بات سے بے نیاز ہو کر کہ دنیا ہمارے متعلق کیا کہتی ہے، کیا سوچتی ہے، جو بات ان کو سمجھائی جائے وہ اس کو کر گزرنے کے لئے آمادہ ہوں۔ایسی Regimes، ایسی طاقتیں جب بھی دنیا میں آتی ہیں تو تباہی مچادیا کرتی ہیں۔چنانچہ اسلام کے ساتھ اس وقت یہ ہورہا ہے۔جہاں مشرقی

طاقتوں کا زور چل رہا ہے وہ اپنی مرضی کی حکومتیں مذہب اسلام کے نام پر قائم کئے ہوئے ہیں۔ جہاں مغربی طاقتوں کا زور چل رہا ہے وہ اپنی پسند کی حکومتیں قائم کررہے ہیں اور دونوں کی اس معاملہ میں ایک دوسرے سے سبقت کی دوڑ ہو رہی ہے۔ چنانچہ پاکستان میں جو کچھ ہو رہا ہے یا مشرق وسطیٰ میں جو کچھ ہو رہا ہے یا مشرق وسطیٰ کی جن طاقتوں کو ان اغراض کے لئے استعمال کیا جارہا ہے یہ ساری باتیں عالمی سیاست کا اور مشرق اور مغرب کی جنگ کا ایک طبعی نتیجہ ہیں اور یہ ساری کڑیاں ان کے ساتھ جا کر ملتی ہیں۔

بہرحال اس وقت جو کچھ پاکستان میں ہو رہا ہے یہ ابھی پوری طرح آپ کے سامنے کھل کر نہیں آیا، مَیں مختصراً آپ کو متنبہ کرنا چاہتا ہوں کہ سوائے اس کے کہ اللہ کی تقدیر کسی ایسے وقت میں آ کر ان کی اس تدبیر کو کاٹ دے اور خدا کی پکڑ کا وقت ان کی سکیموں کے مکمل ہونے کے وقت سے پہلے آجائے ان کے ارادے ایسے ہیں کہ ان کو سوچ کر بھی ایک انسان جس کا کوئی دنیا میں سہارا نہ ہو اس کی ساری زندگی بے قرار ہو سکتی ہے۔ اس کے تصور سے بھی انسان کا وجود لرزنے لگتا ہے۔ لیکن میں یہ جانتا ہوں کہ نہ مجھ پر یہ اثر ہے نہ آپ پر یہ اثر ہو گا کیونکہ میں بھی جانتا ہوں کہ ہمارا خدا موجود ہے جو ہمارے ساتھ رہا ہے ہمیشہ اور ہمارے ساتھ ہمیشہ رہے گا اور آپ بھی یہ جانتے ہیں۔ اس لئے جب میں آپ سے یہ بات کرتا ہوں تو ڈرانے کی خاطر نہیں کرتا، صرف بتانے کے لئے کہ آنکھیں کھول کر وقت گزاریں کہ کیا ارادے ہیں جن کی طرف یہ ملک حرکت کر رہا ہے جن کو رفتہ رفتہ کھول رہا ہے۔

اس دَور میں یعنی 1984ء کی جو شرارت ہے اس میں ایک مکمل سکیم کے تابع پاکستان میں جماعت احمدیہ کے مرکز کو ملیا میٹ کرنے کا ارادہ تھا اور جماعت احمدیہ کی ہر اس انسٹیٹیوشن، ہر اس تنظیم پر ہاتھ ڈالنے کا ارادہ تھا جس کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ چنانچہ سب سے پہلے انہوں نے ایسے قانون بنائے جن کے نتیجہ میں خلیفہ وقت پاکستان میں رہتے ہوئے خلافت کا کوئی بھی فریضہ سرانجام نہیں دے سکتا۔ ایک احمدی جو دیہات میں زندگی بسر کر رہا ہے یا شہروں میں بھی غیر معروف زندگی بسر کر رہا ہے وہ اپنے آپ کو مسلمان کہے بھی، اسلام کی تبلیغ بھی کرے جیسا کہ کرتا ہے تو نہ حکومت کو اس کی کوئی ایسی تکلیف پہنچتی ہے، نہ وہ حکومت کی نظر میں آتا ہے

اور اگر کبھی آ بھی جائے تو اس کے پکڑے جانے سے فرق کوئی نہیں پڑتا۔اس کی تو اپنی خواہش پوری ہو جاتی ہے کہ مَیں پکڑا جاؤں اور خدا کی خاطر مَیں بھی کوئی تکلیف اٹھاؤں۔لیکن ایک خلیفہ وقت اگر پاکستان میں السلام علیکم بھی کہے تو حکومت کے پاس یہ ذریعہ موجود ہے اور وہ قانون موجود ہے جس کو بروئے کار لا کر وہ اسے پکڑ کر تین سال کے لئے جماعت سے الگ کر سکتے ہیں اور یہی نیت تھی اور ابھی بھی ہے کہ جہاں تک جماعت کے بڑے آدمی یعنی جو دنیا کی نظر میں بڑے کہلاتے ہیں لیکن مراد یہ ہے کہ جماعت کے ایسے لوگ، ایسے ذمہ دار افسران جو کسی نہ کسی لحاظ سے مرکزی حیثیت رکھتے ہیں، ارادے یہ ہیں کہ ان کے اوپر کسی طرح ہاتھ ڈالا جا سکے اور اس کا آغاز انہوں نے خلافت سے کیا۔

چنانچہ میرے آنے سے دو تین دن پہلے کے اندر جو واقعات ہوئے ہیں ان کا اُس وقت تو ہمیں پورا علم نہیں تھا کیونکہ خدا کی تقدیر نے خاص رنگ میں میرے باہر بھجوانے کا انتظام فرمایا۔اس کی تفاصیل کچھ میں نے بیان کی تھیں، کچھ آئندہ کسی وقت بیان کروں گا۔لیکن میں جس بات کی طرف جماعت کو توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ خلافت کے قلع قمع کی ایک نہایت بھیانک سازش تھی جس کی پہلی کڑی یہ سوچی گئی تھی کہ خلیفہ وقت کو اگر وہ کسی طرح بھی مسلمان ظاہر کرے اپنے آپ کو تو فوری طور پر قید کر کے تین سال کے لئے جماعت سے الگ کر دیا جائے اور ہمارے آنے کے بعد جو اطلاعیں ملیں ان سے معلوم ہوا کہ یہ آرڈرز جا چکے تھے بلکہ بعض حکومت کے افسران نے جو بڑے ذمہ دار اور اوپر کے افسران ہیں انہوں نے بعض احمدیوں کو بتایا کہ حیرت کی بات ہے تم لوگ کس طرح اتنی جلدی حرکت میں آ گئے اور تمہیں کیسے پتہ چلا کہ کیا ہونے والا ہے۔کیونکہ آرڈرز یہ تھے کہ اگر یہ خطبہ دے جو آرڈیننس کے دوسرے دن آ رہا تھا تو خطبہ چونکہ ایک اسلامی کام ہے اور صرف اسی بہانے پر اس کو پکڑا جا سکتا ہے کہ تم مسلمان بنے ہو خطبہ دے کر، تشہد پڑھا ہے اس کے نتیجہ میں پکڑا جا سکتا ہے تو اگر خطبہ دے تو تب پکڑو اور اگر خطبہ نہ دے تو پھر کوئی بہانہ تلاش کرو اور ایک بھی مسجد میں ربوہ کے اگر اذان ہو جائے یا کوئی اور بہانہ مل جائے تو تب بھی اس کو پکڑ لو اور آخری آرڈر یہ تھا کہ اگر کوئی بہانہ نہ بھی ملے تو تراشو اور پکڑ و۔مراد یہ تھی کہ خلیفہ وقت اگر ربوہ میں رہے تو ایک مردہ کی حیثیت سے وہاں رہے اور اپنے

فرائض منصبی میں سے کوئی بھی ادا نہ کر سکے۔اگر وہ ایسا کرنے پر تیار ہو،ایک مردہ کی طرح زندہ رہنے پر تیار ہوتو ساری جماعت کا ایمان ختم ہو جائے گا،ساری جماعت یہ سوچے گی کہ خلیفہ وقت ہمیں تو قربانیوں کے لئے بلا رہا ہے،ہمیں تو کہتا ہے کہ اسلام کا نام بلند کرو اور خود ایک لفظ منہ سے نہیں نکالتا۔چنانچہ جماعت کے ایمان پر حملہ تھا یہ،اور اگر خلیفہ وقت بولے جماعت کا ایمان بچانے کے لئے تو اس کو تین سال کے لئے جماعت سے الگ کر دو۔چونکہ نظام جماعت ایک نئے خلیفہ کا انتخاب کر ہی نہیں سکتا جب تک پہلا خلیفہ مر نہ جائے اس وقت تک اس لحاظ سے تین سال کے لئے جماعت اپنی مرکزی قیادت سے محروم رہ جائے گی اور جس جماعت کو خلیفہ وقت کی عادت ہو جو نظام خلیفہ کے محور کے گرد گھومتا ہو اس کو کبھی بھی خلیفہ کی عدم موجودگی میں کوئی انجمن نہیں سنبھال سکتی۔۔۔۔ناممکن ہے کہ خلافت کی کوئی متبادل چیز ایسی ہو جو خلافت کی جگہ لے لے اور دل اسی طرح تسکین پا جائیں۔

تو تین سال کا عرصہ جماعت سے خلافت کی ایسی علیحدگی کہ کوئی رابطہ قائم نہ رہ سکے یہ اتنی خوفناک سازش تھی کہ اگر خدانخواستہ یہ عمل میں آجاتی تب آپ کو اندازہ ہوتا کہ کتنا بڑا حملہ جماعت کی مرکزیت پر کیا گیا ہے۔ساری دنیا کی جماعتیں بے قرار ہو جاتیں اور ان کی رہنمائی کرنے والا کوئی نہ رہتا،کچھ سمجھ نہ آتی کہ کیا کر رہے ہیں،کیا کرنا ہے اور پھر جذبات سے بے قابو ہو کر غیر ذمہ دارانہ حرکتیں بھی ہو سکتی تھیں۔جس طرح شدید مشتعل جذبات کو اور زخمی جذبات کو اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق دی سنبھالنے کی،خلیفہ وقت کی عدم موجودگی یا بے تعلقی کے نتیجہ میں تو ناممکن تھا کہ جماعت کو اس طرح سے کوئی سنبھال سکتا۔

۔۔۔جن لوگوں کو جھوٹ کی عادت ہو،ظلم اور سفا کی کی عادت ہو،افتراء پردازی کی عادت ہو،وہ کوئی بھی الزام لگا کر کوئی جھوٹ گھڑ کے پھر خلیفہ کی زندگی پر بھی حملہ کر سکتے تھے اور اس صورت میں جماعت کا اٹھ کھڑے ہونا اور اپنے قویٰ پر سے قابو کھو دینا،جذبات سے بھی قابو کھو دینا اور دماغی کیفیات پر سے بھی نظم وضبط کے کنٹرول اتار دینا ایک طبعی بات تھی۔ناممکن تھا کہ جماعت ایسی حالت میں کہ ان کو پتہ ہے کہ خلیفہ وقت ایک کلیۃً معصوم انسان ہیں،ان باتوں میں ہماری جماعت کبھی پڑ ہی نہ سکتی ہے،اس پر جھوٹے الزام لگا کر ایک بدکردار انسان نے اسے

موت کے گھاٹ اتارا ہے۔ ناممکن تھا کہ جماعت اس کو برداشت کر سکتی۔ جبکہ برداشت کرنے کے لئے خلافت کا جو ذریعہ خدا نے بخشا ہے اس کی رہنمائی سے محروم ہو تو اس صورت میں جماعت کا کوئی بھی ردعمل ہو سکتا تھا جو اتنا بھیانک ہو سکتا تھا اور اتنے بھیانک نتائج تک پہنچ سکتا تھا کہ اس کے تصور سے بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور باوجود اس کے کہ ان باتوں کا ہمیں پہلے علم نہیں تھا۔ ایک رات، جس رات یہ فیصلہ ہوا ہے اس رات خدا تعالیٰ نے اچانک مجھے اس بات کا علم دیا اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ایک بڑے زور سے یہ تحریک ڈالی کہ جس قدر جلد ہو اس ملک سے تمہارا نکلنا نظام خلافت کی حفاظت کے لئے ضروری ہے۔ تمہاری ذات کا کوئی سوال نہیں۔ ایک رات پہلے یہ مَیں عہد کر چکا تھا کہ خدا کی قسم مَیں جان دوں گا احمدیت کی خاطر اور کوئی دنیا کی طاقت مجھے روک نہیں سکے گی اور اس رات خدا تعالیٰ نے مجھے ایسی اطلاعات دیں کہ جن کے نتیجہ میں اچانک میرے دل کی کایا پلٹ گئی۔ اس وقت مجھے محسوس ہوا کہ کتنی خوفناک سازش ہے جماعت کے خلاف، جسے ہر قیمت پر مجھے ناکام کرنا ہے۔ اور وہ سازش یہ تھی کہ جب خلیفہ وقت کو قتل کیا جائے اور جماعت اس پر اُبھرے تو پھر نظام خلافت پر حملہ کیا جائے، ربوہ کو ملیا میٹ کیا جائے فوج کشی کے ذریعہ اور وہاں نیا انتخاب نہ ہونے دیا جائے خلافت کا، وہ انسٹیٹیوشن ختم کر دی جائے۔ اس کے بعد دنیا میں کیا باقی رہ جاتا۔ خدا تعالیٰ کے اپنے کام ہوتے ہیں اور جن حالات میں اللہ تعالیٰ نے نکالا یہ اس کے کاموں ہی کا ایک ثبوت ہے۔ یہ نہیں مَیں کہتا کہ یہ ہو سکتا تھا۔ ناممکن تھا کہ یہ ہو جاتا ورنہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر سے ایمان اٹھ جاتا دنیا کا کہ خدا نے خود ایک نظام قائم کیا ہے، خود اس کے ذریعہ ساری دنیا میں اسلام کے غلبہ کے منصوبے بنا رہا ہے اور پھر اس جماعت کے دل پر ہاتھ ڈالنے کی دشمن کو توفیق عطا فرما دے جس جماعت کو اپنے دین کے احیاء کی خاطر قائم کیا ہے۔ یہ تو ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے یہ انتظام فرمایا کہ دشمن کی ہر تدبیر ناکام کر دی اس ایک تدبیر کو ناکام کر کے۔ اتنا بڑا احسان ہے خدا تعالیٰ کا کہ اس کا جتنا بھی شکر ادا کیا جائے اتنا ہی کم ہے۔ آپ سوچ بھی نہیں سکتے کہ کتنے خوفناک نتائج سے اللہ تعالیٰ نے جماعت کو بچا لیا، کتنی بڑی سازش کو کلیۃً ناکام کر دیا۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 28 ر دسمبر 1984ء، خطبات طاہر جلد 3 صفحہ 757–769)

ان حالات میں مشاورت کے بعد یہی طے پایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ پاکستان سے ہجرت کریں۔ چنانچہ آپ بذریعہ کار ایک قافلہ میں ربوہ سے کراچی پہنچے اور وہاں سے 30/اپریل 1984ء کو علی الصبح KLM کی فلائٹ کے ذریعہ کراچی سے ایمسٹرڈیم (ہالینڈ) اور پھر وہاں سے لندن (انگلستان) پہنچے۔ آپ کا ہجرت کا یہ سارا سفر اللہ تعالیٰ کی خاص نصرت و تائید اور حفاظتِ الٰہی کے روشن نشانات سے معمور ہے۔

معاندین احمدیت اور فتنہ انگیز مُلّاؤں کی طرف سے یہ پراپیگنڈہ کیا جاتا ہے کہ حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ بھیس بدل کر یا جعلی ڈاکومنٹس پر ملک سے فرار ہو گئے تھے۔ ہمیشہ کی طرح ان کا یہ پراپیگنڈہ بھی سراسر کذب اور افتراء پر مبنی ہے اور حقیقت سے اس کا دُور کا بھی تعلق نہیں۔

(حضور رحمہ اللہ کے سفر ہجرت کی کسی قدر روداد جاننے کے لئے انگریز مصنف Ian Adamson کی کتاب A Man of God ملاحظہ کریں۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ 'ایک مردِ خدا' کے نام سے شائع شدہ ہے۔ ہر دو کتب جماعت کی ویب سائٹ www.alislam.org پر دستیاب ہیں)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے مذکورہ بالا آرڈیننس اور اس کے پس پردہ سازشوں اور دشمنانِ احمدیت کے بد ارادوں اور اوچھے ہتھکنڈوں کا ذکر کرتے ہوئے اپنے 28/دسمبر 1984ء کے خطبہ جمعہ میں مزید فرمایا:

"اس کے بعد دوسرے درجہ پر ان کا ہاتھ ابھی تک مرکزی تنظیموں پر اٹھ رہا ہے۔ ربوہ کی مرکزیت کے خلاف وہ سازشیں کر رہے ہیں اور ان سازشوں کے نتیجہ میں ایک ایک کر کے وہ اپنی طرف سے ربوہ کے مرکزی خدوخال کو ملیا میٹ کرتے چلے جا رہے ہیں۔ چنانچہ شروع میں بظاہر معمولی بات تھی لیکن اسی وقت مجھے نظر آ گیا تھا کہ آگے ان کے کیا ارادے ہیں۔۔۔ شروع میں انہوں نے کھیلوں پر ہاتھ ڈالا کہ ربوہ میں کبڈی ہو گی تو عالم اسلام کو خطرہ پیدا ہو جائے گا۔ یعنی ربوہ میں اگر کبڈی ہوئی تو اس سے تمام دنیا میں عالم اسلام کو خطرہ لاحق ہو جائے گا۔ ربوہ میں اگر باسکٹ بال کا میچ ہوا تو اس سے مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوں گے اور پھر پتہ نہیں کیا ہو

جائے گا۔ پھر کھیلوں سے یہ آگے بڑھے اور اجتماعات پر ہاتھ ڈالنے شروع کئے کہ لجنہ اماء اللہ کا اجتماع ہوا تو عالم اسلام پر تباہی آجائے گی۔ خدام الاحمدیہ کا اجتماع ہوا تو پتہ نہیں کیا خوفناک حالات دُنیا میں پیدا ہو جائیں گے جس کے نتیجہ میں اسلام نعوذ باللہ من ذالک تباہ ہو جائے گا۔ بوڑھوں کا اجتماع ہوا تو اس سے ان کو خطرات وابستہ نظر آنے لگے کہ اس اجتماع سے بھی یا وطن . . . تباہ ہو جائے گا یا عالم اسلام کو نقصان پہنچے گا۔

. . . چنانچہ آپ پاکستان کے اخبارات کا مطالعہ کر کے دیکھیں آپ کو ہر موقع پر اچانک اسی قسم کی خبریں نظر آنی لگ جائیں گی یعنی ایک صبح کو اٹھیں گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ تمام پاکستان میں ایک خاص طبقہ علماء ایک دم یہ شور مچانے لگ گیا ہے کہ انصار اللہ کا اجتماع نہیں ہوسکتا ورنہ عالم اسلام کو خطرہ ہے۔ پھر اچانک علماء کو خیال آتا ہے کہ خدام الاحمدیہ کا اجتماع نہیں ہوسکتا ورنہ عالم اسلام کو خطرہ ہے، کبڈی نہیں ہوسکتی ورنہ عالم اسلام کو خطرہ ہے، باسکٹ بال نہیں ہوسکتا ورنہ عالم اسلام کو خطرہ ہے۔ تو یہ جو سُر الاپتے تھے سارے، آخر اس کی مرکزی جڑیں تھیں۔ وہاں سے آواز نکلتی تھی تو یہ سب تک پہنچتی تھی۔ اور پھر حکومت کے اخبار تھے، حکومت کے ٹیلی ویژن اور حکومت کے ریڈیو یہ ساری باتیں اچھالتے تھے کہ علماء یہ کہہ رہے ہیں تا کہ نفسیاتی طور پر قوم پر یہ اثر پیدا ہو کہ ہاں ایک بہت ہی خطرناک بات ہونے لگی ہے اور حکومت مجبور ہو رہی ہے گویا کہ ان لوگوں کی آواز کے سامنے سر جُھکانے پر۔ حالانکہ حکومت کی طرف سے یہ باتیں پیدا کی جاتی تھیں اور یہ سب کچھ ہمارے علم میں تھا۔

. . . پھر اجتماعات پر انہوں نے پابندی لگادی وہی نظر آرہا تھا کہ یہاں سے شروع کریں گے۔ سیڑھیاں جس طرح انسان چڑھتا ہے ایک دو تین چار اس طرح اوپر تک پہنچنے لگیں گے۔ پھر جلسہ سالانہ ان کے لئے خطرہ بن گیا اور اس قدر شور مچایا گیا سارے ملک میں کہ گویا اگر یہ بات حکومت نے نہ مانی تو حکومت تباہ ہو جائے گی۔ جلسہ سالانہ اتنا بڑا واقعہ۔ جماعت احمدیہ کا کیا حق ہے کہ جلسہ سالانہ کرے؟ چنانچہ جلسہ سالانہ ختم کر دیا گیا اور آج جلسہ سالانہ پر یہ ہمارا اختتامی خطاب ہونا تھا۔ آج اٹھائیس ہے اور 28 تاریخ کو اختتامی تقریب ہوا کرتی تھی جس میں قرآن کے معارف بیان ہوتے تھے، اسلام کی خوبیاں بیان ہوتی تھیں، غیر مذاہب پر اسلام کی

فوقیت بیان ہوتی تھی۔ یہ برداشت نہیں کر سکتے کہ ایسی باتیں ہوں جلسہ سالانہ پر۔ اس کے مقابل پر کیا برداشت کر سکتے ہیں؟ ربوہ کی مساجد جن میں لاؤڈ سپیکر کھلے ہیں یعنی مولویوں کی مساجد اس میں جمعہ کے دن ایسی فحش کلامی ہوتی ہے کہ آپ تصور نہیں کر سکتے کہ اس سے ربوہ کے رہنے والوں کا حال کیا ہوتا ہے؟ شدید گندی زبان استعمال کی جاتی ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف، جماعت احمدیہ کے سربراہوں کے خلاف، خلفاء کے خلاف، بزرگوں کے خلاف، اور اتنا جھوٹ بولا جاتا ہے کہ تعجب ہوتا ہے کہ اسلام کا نام لینے والے، اسلام کی طرف منسوب ہونے والے جھوٹ اتنا بول کیسے سکتے ہیں؟ گھر بیٹھے کہانیاں گھڑتے رہتے ہیں اور پھر فخر سے بتاتے ہیں بعد میں مولوی اپنے ساتھیوں کو کہ دیکھا کس شان کا میں نے جھوٹ گھڑا ہے! یہ میں نے گھڑا تھا، کسی اور نے مجھے نہیں بتایا، یہ میرا دماغ چلا ہے اس طرف اور سارے جانتے ہیں اور ان کے ماننے والے بھی جانتے ہیں اور سارا ماحول جانتا ہے، حکومت جانتی ہے کہ محض گند پر منہ مار رہے ہیں۔ لیکن جب حکومت خود جھوٹی ہو، بدکردار ہو چکی ہو، خود مذہب کے نام سے کھیل رہی ہو تو پھر ان لوگوں سے ان کا دل بڑا لگتا ہے۔ اس قسم کے لوگ قصر شاہی تک دسترس رکھتے ہیں، وہاں تک رسائی ہو جاتی ہے، ان کے ساتھ باقاعدہ مل کر منصوبے بنائے جاتے ہیں۔

...ابھی کچھ عرصہ پہلے جماعت کے پریس پر پابندی تھی، جماعت کی کتابیں ضبط ہو رہی تھیں یہ قانون بن گیا تھا کہ جماعت احمدیہ اگر اپنے دفاع میں کچھ کہے گی تو ان کو قید کیا جائے گا ان کو سزا دی جائے گی۔ تین سال تک قید بھی ہو سکتی ہے اور جرمانہ بھی ہو سکتا ہے۔

...بہر حال اس وقت دشمن کا ارادہ یہ ہے کہ جماعت احمدیہ کو کلیۃً نہتا کر دے۔ جماعت احمدیہ کے ہاتھ بھی جکڑ دے۔ جماعت احمدیہ کے پاؤں بھی جکڑ دے اور پاکستان سے جماعت احمدیہ کی مرکزیت کی ساری علامتیں مٹا دے۔ چنانچہ ہر گز بعید نہیں کہ اس سمت میں یہ آگے قدم بڑھائیں مرکزی انجمنوں کے خلاف بھی سازش کریں ہر قسم کی۔ اور جماعت کے وجود، جماعت کی تنظیم کے خلاف سازش کریں۔ جہاں تک ان کا بس چلے گا انہوں نے کسی انصاف کے تقاضے کو ملحوظ رکھتے ہوئے آپ کے ساتھ کوئی رحم کا سلوک نہیں کرنا۔ جہاں تک ان کا بس چلے گا انہوں نے ہر انسانی حق سے جماعت احمدیہ کو محروم کرنے کی مزید کوششیں کرنی ہیں اور یہ سلسلہ

آگے تک بڑھانے کا ان کا ارادہ ہے۔"

اسی ضمن میں آپؒ نے یہ پُرشوکت اعلان بھی فرمایا کہ:

"...امر واقعہ یہ ہے کہ جماعت احمدیہ کے ہاتھ باندھ بھی دیں، جماعت احمدیہ کو کلیۃً نہتا بھی کر دیں تب بھی خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ ہی جیتے گی کیونکہ خدا کے شیروں کے ہاتھ کبھی کوئی دنیا میں باندھ نہیں سکا۔ یہ زنجیریں لازماً ٹوٹیں گی اور لازماً یہ زنجیریں باندھنے والے خود گرفتار کئے جائیں گے۔ یہ ایک ایسی تقدیر ہے جسے دنیا میں کوئی بدل نہیں سکتا۔ کبھی خدا کے ہاتھ بھی کسی نے باندھے ہیں؟ اس لئے خدا والوں کے جب ہاتھ باندھے جاتے ہیں تو عملاً یہ دعویٰ ہوتا ہے کہ ہم خدا کے ہاتھ باندھ سکتے ہیں۔ اس لئے خدا کے ہاتھ تو کھلے ہیں۔ قرآن کریم اعلان فرما رہا ہے بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ (المائدہ 65) اس کے دونوں ہاتھ کھلے ہیں۔ اس کا دایاں ہاتھ بھی کھلا ہے۔ اور اس کا بایاں ہاتھ بھی کھلا ہے اور کوئی دنیا کی طاقت خدا کے ہاتھوں کو نہیں باندھ سکتی۔ اس لئے آگے بڑھیں گے یہ ظلموں میں، اس میں کوئی شک نہیں۔ لیکن یہ بھی مَیں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جماعت احمدیہ کے شیر خدا کے فضل سے بندھے ہوئے ہاتھوں کے ساتھ بھی ان پر غالب آ کر رہیں گے۔ کوئی دنیا میں ان کے ایمان کا سر جھکا نہیں سکتا۔ کوئی دنیا میں جماعت احمدیہ کے عزم کا سر جھکا نہیں سکتا۔ کوئی دنیا میں جماعت احمدیہ کے صبر کا حوصلہ توڑ نہیں سکتا۔ بڑھتے رہیں جس حد تک یہ آگے بڑھتے ہیں۔ ہم بھی انتظار میں ہیں اور ہم جانتے ہیں کہ خدا کی تدبیر بھی حرکت میں ہے۔ خدا کی تقدیر بھی حرکت میں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں جیسا کہ فرماتا ہے: اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا ۔ وَّاَكِيْدُ كَيْدًا ۔ (الطارق 16-17) یہ بھی کچھ تدبیریں کر رہے ہیں اور مَیں غافل نہیں ہوں۔ میں بھی تدبیر کر رہا ہوں اور بالآخر یقیناً خدا ہی کی تدبیر غالب آئے گی۔ کب آئے گی؟ کتنی دیر میں آئے گی؟ یہ مَیں ابھی آپ کو کچھ نہیں کہہ سکتا لیکن اتنا میں آپ کو بتا دیتا ہوں کہ جب زیادہ تشویش کے دن آتے ہیں اللہ تعالیٰ مسلسل مجھے خوشخبریاں عطا فرماتا ہے اور صرف مجھے ہی نہیں بلکہ ساری جماعت کو تمام دنیا میں کثرت کے ساتھ خوشخبریاں ملنی شروع ہو جاتی ہیں۔ جتنے بھیانک دن آتے ہیں اتنا ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے روشنی کے وعدے زیادہ نمایاں ہو کر سامنے آنے لگتے ہیں۔ یہ عجیب قسم کے واقعات ہیں جو عام دنیا

کے حالات سے بالکل مختلف ہیں۔اگر یہ خوابیں نفسیاتی ہوں، اگر یہ خوابیں نفس کے دھوکے ہوں، یہ کشوف نفس کے دھوکے ہوں تو نفس کی کیفیت تو یہ ہے اور دنیا کے سارے ماہرین نفسیات جانتے ہیں کہ جتنا زیادہ مایوسی بڑھتی چلی جائے اتنا ہی ڈرانے والی خوابیں آنی شروع ہوجاتی ہیں۔جتنا زیادہ انسان تاریکیوں میں گھر جاتا ہے اتنا ہی زیادہ ہولناک مناظر وہ دیکھنے لگتا ہے۔غموں کے مارے ہوئے،مصائب کے ستائے ہوئے ،خوفوں میں مبتلا لوگوں کو Hallucination (فریبِ خیال) شروع ہوجاتے ہیں۔امن کی حالت میں بیٹھے ہوئے بھی ان کو خطرات دکھائی دینے لگتے ہیں۔یہ صرف سچوں کی علامت ہوتی ہے کہ انتہائی تاریکی کے وقت میں خدا اُن سے روشنی کے وعدے کرتا ہے اور ان کو روشنی کے نمونے دکھاتا ہے۔ انتہائی تکلیف کے وقت میں بھی خدا تعالیٰ ان کے ساتھ دل آرام باتیں کرتا ہے، ان کے دلوں کو راحت اور اطمینان اور سکون سے بھر دیتا ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 28/دسمبر 1984ء،خطبات طاہر جلد 3 صفحہ 769-775)

الغرض مذکورہ بالا آرڈیننس کے نفاذ کے بعد ابتدائی ایّام خصوصیت کے ساتھ تمام جماعت کے لئے انتہائی غم اور کرب کے ایّام تھے۔اس نہایت ظالمانہ آرڈیننس کے خلاف کسی بھی احمدی کا غلط ردِّعمل بہت خوفناک نتائج پیدا کرسکتا تھا۔ چنانچہ آرڈیننس کے نفاذ اور ہجرت سے قبل کے ایّام میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے خاص طور پر جماعت کو صبر اور دعاؤں اور عبادات کے قیام کی طرف خصوصی توجہ دینے کی تاکیدی نصائح فرمائیں۔مثلاً 28/اپریل 1984ء کو نمازِ عشاء کے بعد حضور رحمہ اللہ نے مسجد مبارک ربوہ میں حاضر احباب کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا کہ:

”مَیں آپ کو صبر کی تلقین کرنا چاہتا ہوں۔یاد رکھیں سب سے بڑی طاقت صبر کی طاقت ہے جو الٰہی جماعتوں کو دی جاتی ہے اور جس کا کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا۔

صبر دعاؤں کی طرف متوجہ کرتا ہے اور دعاؤں میں قوت پیدا کرتا ہے۔اور الٰہی جماعتوں کا صبر روحانیت میں تبدیل ہونے لگتا ہے۔اس لحاظ سے مَیں دیکھ رہا ہوں کہ جماعت ایک نئے روحانی دور میں داخل ہو رہی ہے۔ لہٰذا یہ غم جو آپ کو ملا ہے اس کی حفاظت کریں اور اس کو دردناک دعاؤں میں تبدیل کرتے رہیں۔ اگر آپ ایسا کریں گے تو آپ کی دعاؤں اور

گریہ وزاری سے عرش کے کنگرے بھی لرزنے لگیں گے۔ پس اس غم کی حفاظت کریں اور اسے ہرگز نہ مرنے دیں۔ یہاں تک کہ خدا کی تقدیر خود اسے خوشیوں میں تبدیل کردے۔ اگر آپ ایسا کریں گے تو مَیں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ دنیا کی ساری طاقتیں بھی مل کر آپ کو شکست نہیں دے سکتیں۔ لازماً آپ کامیاب ہوں گے۔"

(الفضل 4رمئی 1984ء)

افرادِ جماعت احمدیہ پاکستان نے بالخصوص اور عالمگیر جماعت احمدیہ نے بھی جس طرح اخلاص اور محبت اور وفا کے ساتھ ان نصائح پر عمل کیا اور پھر جس طرح خدا تعالیٰ نے اس صبر اور قربانی اور وفا پر اپنے پیار کی نظر ڈالتے ہوئے اس غم کو خوشیوں میں بدلا اور دنیا بھر میں جماعت احمدیہ پہلے سے کئی گنا بڑھ کر مضبوط و مستحکم ہوئی اور اشاعت اسلام واحمدیت کی نئی راہیں کشادہ ہوئیں اور عظیم روحانی ترقیات و فتوحات کے دروازے خدا تعالیٰ کی طرف سے کھولے گئے وہ ان دعاؤں اور صبر کی قبولیت پر عظیم الشان گواہ ہیں۔ اس کتاب میں جماعت کی انہی عالمگیر فتوحات اور کامیابیوں میں سے بعض کا اختصار سے تذکرہ کیا گیا ہے۔

پاکستان میں آرڈیننس نمبر 20ر کے اجراء کے بعد جماعت پر کئے جانے والے مظالم کو گویا قانونی تحفظ حاصل ہو گیا تھا۔ اس کے نتیجہ میں یہاں متعدّد شہادتیں ہوئیں۔ لوٹ مار کی گئی۔ احمدیہ مساجد کو مسمار کیا گیا۔ لُوٹ مار کر کے جلایا گیا۔ کئی مساجد کو سربمہر کر کے بند کر دیا گیا۔ احمدیوں کو نوکریوں سے نکالا گیا۔ ان کی دکانوں کو لُوٹا اور جلایا گیا۔ احمدیوں کے خلاف سراسر جھوٹے اور ناجائز مقدمات قائم کئے گئے۔ مدفون احمدیوں کی نعشوں کی بے حرمتی کی گئی۔ تعلیمی اداروں میں احمدی طلباء کے داخلے روکے گئے، اور اگر داخلے ہو چکے تھے تو انہیں وہاں سے نکالا گیا۔ سرکاری محکموں میں ملازم احمدیوں سے نہایت توہین آمیز، غیر اخلاقی اور غیر انسانی سلوک کیا گیا۔ غرضیکہ ہر پہلو سے اور ہر سطح پر احمدیوں پر ہر قسم کے ممکنہ ظلم وستم کو روا رکھا گیا۔ ستم بالائے ستم یہ کہ یہ سب کچھ اسلام کے نام پر کیا گیا اور حکومت اور قانون کی چھتری کے نیچے یہ سب کچھ ہوا۔

....

وفاقی شرعی عدالت میں آرڈیننس 20 کو چیلنج

پاکستان کے فوجی آمر جنرل ضیاء الحق نے جو اسلام کو سیاسی عزائم کے لئے استعمال کر رہے تھے اور اس غرض کے لئے عدالتوں کے اختیارات پر بھی ضرب لگا رہے تھے ایک مارشل لاء ترمیم کے ذریعہ آئین تک کو بدل ڈالا تھا۔ آئینی ترمیم کے ذریعہ وفاقی شرعی عدالت قائم کی گئی تھی جس کا دائرۂ اختیار یہ قرار دیا گیا تھا کہ وہ قرآن وسنت سے متصادم قوانین کو کالعدم قرار دے اور دنیا کو یہ باور کرانے کی کوشش کی جارہی تھی کہ ملکی قانون کو قرآن وسنت کے پیمانے پر پرکھنے کے لئے وفاقی شرعی عدالت قائم کی جارہی ہے اور یہ گویا 'نفاذِ اسلام' کی طرف ایک قدم تھا۔ آئینی اور قانونی معاملات پر نظر رکھنے والوں پر یہ بات واضح تھی کہ ایک متوازی نظام قائم کر کے دراصل اعلیٰ عدالتوں کے اختیارات محدود کرنا مقصود تھا۔

1984ء میں جنرل ضیاء الحق نے اپنی غیر قانونی آمریت کو سہارا دینے کے لئے مذہبی انتہا پسندوں کا سہارا لیا۔ اس سلسلہ میں 1984ء کا آرڈیننس 20 جسے 'امتناعِ قادیانیت آرڈیننس' کہا گیا ہے، نافذ کیا گیا۔ اس قانون کے تحت مسجد کو مسجد کہنا اور اذان دینا قابلِ تعزیر جرائم ٹھہرائے گئے تھے۔ احمدیوں کے لئے خود کو مسلمان ظاہر کرنے پر بھی قید کی سزا مقرر کی گئی تھی اور بعض القابات کا استعمال بھی احمدیوں کے لئے قابلِ تعزیر بنا دیا گیا تھا۔ اس قانون کے ذریعے احمدیوں کی مذہبی آزادی پر کاری ضرب لگائی گئی تھی اور احمدیوں کے لئے روزمرہ کے سماجی تعلقات اور مذہبی فرائض کی بجا آوری قابلِ تعزیر ہو کر رہ گئی تھی۔ اس قانون کی زَد براہِ راست ہر احمدی پر پڑتی تھی۔

وفاقی شرعی عدالت میں کوئی بھی شہری کسی بھی قانون کو اس بنیاد پر چیلنج کر سکتا تھا کہ مذکورہ قانون قرآن وسنّت سے متصادم ہے۔ اور یہ پابندیاں جو اس قانون کے تحت عائد کی گئیں وہ واضح طور پر قرآن وسنت سے معارض تھیں۔ چنانچہ چند احمدیوں کی طرف سے انفرادی حیثیت میں ہائی کورٹ میں اس قانون کو آئین کے تحت بنیادی حقوق سے متصادم ہونے کی بناء پر چیلنج کیا گیا اور وفاقی شرعی عدالت میں ایک درخواست گزاری۔ درخواست کی بنیاد یہی تھی کہ یہ آرڈیننس تعلیماتِ اسلامی کے

منافی اور قرآن وسنت سے متصادم ہے۔ وفاقی شرعی عدالت کے وضع کردہ طریقِ کار کے مطابق ضروری تھا کہ ان آیاتِ قرآنی یا کتب کا حوالہ بھی دیا جائے جن پر استدلال قائم کیا گیا ہو۔ چنانچہ اس غرض کے لئے ڈیڑھ سو سے زائد حوالہ جات درخواست کے ساتھ شامل کئے گئے اور معیّن طور پر ہر پابندی کے بارے میں آیاتِ قرآنی اور سنت کے حوالے دیئے کہ کون سی پابندی، کون سی آیت یا سنّت سے متصادم ہے۔ ان حوالوں میں متقدّمین، متأخّرین اور عصرِ حاضر کے علماء کے حوالے شامل تھے۔ دورانِ بحث اصل کتب سے وہ حوالے عدالت میں پیش کئے گئے اور ان پر تفصیل سے بحث کی گئی، فریقین کی بحث کم وبیش چودہ دن جاری رہی۔

راقم الحروف (نصیر احمد قمر) بھی چودہ دن کی عدالتی کارروائی میں شامل رہا اور اس بات کا شاہد ہے کہ چودہ روز کی کارروائی تائیدات ونصرتِ الٰہی کا ایک ناقابلِ فراموش تجربہ تھا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے خبر پا کر بتایا تھا کہ ''میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کے رُو سے سب کا منہ بند کر دیں گے''۔ اس پیشگوئی کو اس چودہ روزہ عدالتی کارروائی میں بھی بڑی شان کے ساتھ بار بار پورا ہوتے دیکھا۔

احمدی درخواست گزاروں کی طرف سے شروع ہی میں یہ بات عدالت پر واضح کر دی گئی تھی کہ ہم آئینی ترمیم کو زیرِ بحث نہیں لانا چاہتے۔ یہ عدالت آئینی ترمیم کو کالعدم قرار دینے کی مجاز نہیں ہے۔ ہم بھی اس بات کو زیرِ بحث نہیں لائیں گے۔ ہمارا کہنا صرف یہ ہے کہ آئینی ترمیم کے علی الرغم، میرا مذہب کچھ بھی ہو، آرڈیننس کی عائد کردہ پابندیوں کا جائزہ قرآن وسنت کی روشنی میں لیا جانا چاہئے۔ اور جو درخواست داخل کی گئی ہے اسے ہم ایک مذہبی فریضہ کے طور پر ملک وملّت کی خیر خواہی کے جذبہ سے ادا کر رہے ہیں۔ کیونکہ جو قانون قرآن وسنت کے منافی ہو اسے ملکی قانون کا حصہ نہیں ہونا چاہئے اور کالعدم قرار دے دینا چاہئے تا کہ قوم کسی معصیت کا شکار ہونے سے اور قرآن وسنّت کے خلاف تعزیری قوانین نافذ کرنے کے وبال سے بچ جائے۔ اس بات کا بھی اظہار کیا کہ تعزیری قوانین اگر

قرآن وسنت سے متصادم ہوں تو قوم ایک بہت بڑے انتشار کا شکار ہو سکتی ہے کیونکہ قرآن وسنت کے خلاف احکام کی اطاعت لازم نہیں۔

آغاز میں ہی عدالت کے سامنے یہ بات رکھی گئی کہ یہ ایک نہایت اہم اور تاریخی مقدمہ ہے اور اس مقدمہ کے فیصلہ سے پاکستان کی تاریخ پر بڑے گہرے اور دُور رس اثرات مرتب ہوں گے۔ اس مقدمے کے فیصلہ ہی سے وہ راہیں متعیّن ہوں گی جن پر آگے چل کر اس ملک میں اسلامی قانون کا نظام نافذ ہوگا۔ اس مقدمہ کے فیصلہ ہی سے یہ بات ظاہر ہوگی کہ پاکستان میں مذہبی آزادی کا کس حد تک احترام کیا جائے گا اور کس حد تک اسے پامال ہونے کی اجازت دی جائے گی۔ اس مقدمہ کے فیصلہ ہی سے یہ بات بھی واضح ہوگی کہ آیا اقتدارِ وقت کو شریعت اس بات کی اجازت دیتی ہے کہ وہ آبادی کے کسی حصہ کے مذہبی معاملات میں بلا روک ٹوک داخل اندازی کرے۔ اور اس مقدمہ کے فیصلہ پر ہی اس بات کا انحصار ہوگا کہ مذہب، مذہبی اعتقادات اور تعبّدی امور میں سیاسی اقتدارِ وقت کی دخل اندازی شرعًا جائز ہے یا نہیں۔ اور اس مقدمہ کے فیصلہ کی روشنی میں ہی اس ملک عزیز کے دوسرے شہری اپنے مذہبی حقوق کے بارے میں اپنی امیدوں اور اپنے اندیشوں کا اس نظر سے جائزہ لیں گے کہ وہ اپنے پروردگار کے حضور عبادت بجالانے میں آزاد ہیں یا نہیں۔

زیرِ بحث درخواست پر اپنے نقطۂ نظر کی وضاحت کے لئے

1۔ سب سے پہلے از روئے قرآن وسنت اقتدارِ وقت کی قانون سازی کی حدود اور شریعت کورٹ کے دائرہ اختیار کا جائزہ لیا گیا۔

2۔ اس کے بعد اس امر پر بحث کی گئی کہ قرآن فہمی کے اصول کیا ہیں اور قرآن وسنت کا مفہوم متعیّن کرنے کے لئے ہمیں کن اصولوں کی پابندی کرنی چاہئے۔

3۔ اس کے بعد یہ واضح کرنے کی کوشش کی کہ مذہبی آزادی کے بارہ میں روح اسلام کیا ہے؟ کیونکہ زیرِ نظر آرڈیننس مذہبی معاملات سے متعلق ہے اور اس کا اس نظر سے جائزہ لیا جانا ضروری ہے کہ آیا وہ مذہبی آزادی کے اسلامی اصولوں سے متصادم تو نہیں؟

4۔اس کے بعد آرڈیننس کی مختلف شقوں کا الگ الگ جائزہ لیا اور یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی کہ یہ قانون کس طرح سے اسلامی اصولوں اور نصوص سے متعارض ہے اور اس ضمن میں اذان، لفظ مسجد، بعض اصطلاحات، حق تبلیغ اور اپنے آپ کو مسلمان کہلانے کے حق کا تفصیلی جائزہ لیا اور اس بات کا بھی جائزہ لیا کہ آیا شریعت اسلامیہ کی رُو سے کسی ایسے فعل کو قابلِ تعزیر بنایا جا سکتا ہے جو اپنی ذات میں معصیت نہ ہو اور جسے شریعتِ اسلامی گناہ، مکروہ یا مذموم قرار نہ دیتی ہو۔

یہ امر بھی عدالت کے سامنے رکھا گیا کہ اس درخواست کے فیصلہ کرنے میں مندرجہ ذیل سوالات عدالت کے زیرِ غور آئیں گے جن پر عدالت کو کوئی فیصلہ دینا ہوگا۔

1۔ کیا اسلام کسی غیر مسلم کو یہ حق اور اجازت دیتا ہے کہ وہ خدا کی وحدانیت کا اقرار اور اعلان کرے؟

2۔ کیا اسلام کسی غیر مسلم کو یہ حق اور اجازت دیتا ہے یا نہیں کہ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے دعویٰ میں سچا تسلیم کرے؟

3۔ کیا اسلام کسی غیر مسلم کو یہ حق دیتا ہے یا نہیں کہ وہ قرآن حکیم کو ایک اعلیٰ نظامِ حیات سمجھ کر اسے واجب الاطاعت تسلیم کرے اور اس پر عمل کرے؟

4۔ اگر کوئی غیر مسلم قرآن کے احکام پر عمل کرنا چاہے تو کیا اسے اس کی اجازت ہے یا نہیں؟

5۔ اگر وہ ایسا نہیں کر سکتا تو اس حق کی نفی قرآن کریم وسنّت میں کہاں ہے؟

6۔ ایسے شخص کے لئے اسلام کیا لائحہ عمل تجویز کرتا ہے جو گو عُرفاً مسلمان نہ ہو اور اسے قانونی حق نہ بھی ہو مگر دل و دماغ سے خدا کی وحدانیت، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقّانیت اور قرآن کی صداقت پر دل سے یقین رکھتا ہو۔

عدالت میں بڑی تفصیل کے ساتھ اور قوی اور مستند شواہد کے ساتھ اس آرڈیننس کے خلافِ قرآن و سنّت ہونے پر بحث کی گئی۔

وفاقی شرعی عدالت نے نہ تو اس بحث کی ریکارڈنگ کرنے کی سائلین کو اجازت دی اور نہ ہی اپنی

طرف سے اس کی ریکارڈنگ مہیا کی۔ اور عدالت کی کارروائی کی اخبارات میں اشاعت بھی روک دی گئی۔ اور جیسا کہ پاکستان میں یہ ایک رویہ بن گیا ہے کہ جماعت احمدیہ کے خلاف کارروائی میں تأثر تو یہ دیا جائے کہ جماعت کو ہر موقع دیا گیا مگر کارروائی یکطرفہ طور پر کروائی جائے۔ یہی کچھ وفاقی شرعی عدالت میں بھی ہوا۔ احمدی درخواست گزاروں کی طرف سے جو دلائل دیئے گئے اور جو حوالہ جات پیش کئے گئے اور ان سے جو استنباط کئے گئے وہ تو عوام کے سامنے نہ آئے۔ عدالت کی طرف سے ان کے ردّ میں قرآن و سنّت سے کوئی دلیل بھی نہیں دی گئی اور یکطرفہ طور پر ایک مختصر حکم جاری کردہ 12/اگست 1984ء کے ذریعہ اس درخواست کو خارج کر دیا اور مفصّل حکم 28/اکتوبر 1984ء کو سنایا جو 244/صفحات پر مشتمل تھا جس میں یکطرفہ طور پر جماعت کے خلاف زہریلا مواد عدالت کے فیصلہ میں شامل کیا گیا۔

اس مقدمہ کی بعض تفصیلات اور عدالتی فیصلہ پر محاکمہ کے بارہ میں جاننے کے لئے مکرم مجیب الرحمان صاحب ایڈووکیٹ کی حسب ذیل کتب ملاحظہ ہوں:

1۔ امتناع قادیانیت آرڈیننس 1984ء وفاقی شرعی عدالت میں

(www.alislam.org/urdu/pdf/Ordinance-XX-Shariat-Court.pdf)

Error at the Apix_2

(www.thepersecution.org/archive/erratapex/index.html)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے وفاقی شرعی عدالت کی دینی حیثیت اور شریعت کورٹ کے فیصلہ پر اپنے 17/اگست 1984ء اور 14/ستمبر 1984ء اور 02/نومبر 1984ء کے خطباتِ جمعہ میں سیر حاصل تبصرہ فرمایا۔ ان کا مطالعہ قارئین کے لئے مفید اور دلچسپی کا موجب ہوگا۔ (نوٹ: یہ تمام خطبات بھی 'خطباتِ طاہر' کے نام سے مذکورہ تاریخوں کے حوالہ سے جماعت احمدیہ کی ویب سائٹ www.alislam.org پر دستیاب ہیں۔)

....

آرڈیننس کے خلاف جماعت کا ردّعمل اور اللہ تعالیٰ کا سلوک

جیسا کہ پہلے ذکر گزر چکا ہے 26/اپریل 1984ء کو پاکستان کے فوجی ڈکٹیٹر جنرل ضیاء الحق کی طرف سے جاری ہونے والا نہایت ظالمانہ اور رُسوائے زمانہ آرڈیننس 20 جماعت احمدیہ کی اساس اور مرکزیت پر ایک نہایت خوفناک اور شدید حملہ تھا۔ امرِ واقعہ یہ ہے کہ احمدیت تو حقیقی اسلام کا ہی دوسرا نام ہے۔ اگر گہری نظر سے دیکھا جائے تو جماعت احمدیہ کے خلاف اس آرڈیننس کا اجراء اسلام کی بنیادوں پر حملے اور اسلام کے شجرۂ طیبہ کی جڑوں پر تبر چلانے کے مترادف تھا اور ہے۔ (ستم بالائے ستم یہ کہ یہ سب کچھ اسلام کے نام پر کیا گیا اور اس آرڈیننس کو نفاذ اسلام کی مہم کے طور پر پیش کیا گیا)

جنرل ضیاء اور اس کے ہمنوا ملّاؤں اور سیاستدانوں کا خیال ہوگا کہ ان ظالمانہ قوانین سے مرعوب ہو کر احمدی اسلام سے اپنا تعلّق توڑ لیں گے۔ وہ خدا تعالیٰ کی توحید اور حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے اقرار سے باز آجائیں گے۔ وہ قرآن کریم کی تلاوت اور قرآنی احکامات کی اطاعت چھوڑ دیں گے۔ وہ اس آرڈیننس کے نتیجہ میں ہونے والے مظالم کو برداشت نہیں کر سکیں گے اور اسلامی تعلیمات پر عمل اور اسلامی اخلاق و اقدار سے عاری ہو جائیں گے۔ یا ان کی اپنے امام اور خلیفہ سے وابستگی کمزور پڑ جائے گی اور یوں یہ جماعت منتشر ہو کر نابود ہو جائے گی۔ لیکن 26/اپریل 1984ء کے بعد کا ہر دن اور ہر لمحہ اس بات پر گواہ ہے کہ اس نہایت ظالمانہ قانون کی موجودگی میں اور ہر طرح کے حکومتی اور حکومت کی سرپرستی میں ہونے والے ظلم و تشدّد کے باوجود معاندین احمدیت کو اپنے تمام مذموم مقاصد اور بد ارادوں میں سخت ہزیمت اٹھانا پڑی۔ اور خلافت حقّہ اسلامیہ کے زیرِ سیادت افرادِ جماعت احمدیہ پاکستان نے اسلام اور ارکانِ اسلام کی عزت و توقیر اور شعائر اسلام کی عظمت کی حفاظت کے لئے بڑی جرأت و بہادری اور بشاشت اور خندہ پیشانی کے ساتھ ایسی قابلِ رشک قربانیاں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جنہوں نے اسلام کے دَورِ اوّل میں صحابۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد تازہ کر دی۔ اس ظالمانہ قانون کے حوالہ سے ہزارہا احمدیوں کو شدید ذہنی و جسمانی، قلبی و روحانی اذیتیں دی گئیں۔ انہیں جھوٹے مقدمات میں ملوّث کیا گیا۔ گلیوں میں گھسیٹا گیا، ان

کے اموال لُوٹے گئے، گھروں کو جلایا گیا۔ ان کی مساجد سے اور ان کے گھروں سے کلمہ طیبہ کو نہایت بے دردی سے حکومتی کارندوں نے خود مٹایا۔ اور کبھی اس غرض سے عیسائیوں سے بھی مدد لی اور اپنی نگرانی و سرپرستی میں ان سے کلمہ طیّبہ کو مٹوایا۔ لیکن وہ احمدیوں کے دلوں سے خدا اور رسولؐ کی محبت کو نوچ نہیں سکے۔ احمدیوں نے کلمۂ شہادت کی عزت و عظمت کی حفاظت کے لئے کسی قربانی کے پیش کرنے میں ادنیٰ سا بھی تردّد نہیں کیا۔ انہوں نے اپنی جانیں قربان کر کے اور اپنے خون سے اس بات کی شہادت دی کہ اللہ ایک ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں۔ انہوں نے اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ کا نمونہ دکھاتے ہوئے ظلم کے ہر وار پر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی طرح زیادہ قوّت اور شدّت کے ساتھ توحید کی آواز بلند کی اور اپنے عمل سے ثابت کیا کہ۔

جو تپتی ریت پہ بھونا گیا ہو مثل بلالؓ

اُسی کا حق ہے اذاں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

جنرل ضیاء کا یہ ظالمانہ آرڈیننس احمدیوں کا مسجدوں سے تعلق بھی نہیں توڑ سکا۔ اگرچہ احمدیوں کی متعدد مساجد کو منہدم بھی کیا گیا۔ کئی مساجد کو مقفّل کر دیا گیا اور انہیں مسجدوں سے روکنے اور عبادت سے باز رکھنے کے لئے مختلف ظالمانہ اقدامات بھی کئے گئے مگر اس پہلو سے بھی معاندین کی کوششوں کا نتیجہ ان کی خواہشات کے بالکل برعکس نکلا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اس آرڈیننس کے چند ہفتوں بعد اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 18 رمئی 1984ء میں فرمایا:

''ہم تو یہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر نے ہمیشہ ان باتوں کے اُلٹ نتائج ظاہر کئے ہیں جو ہمارے خلاف دشمنوں نے مکر اور تدبیریں کیں۔ احمدیت کی تاریخ میں ایک دن بھی ایسا نہیں آیا جب کہ دشمن کے ارادوں کے وہ نتائج ظاہر ہوئے ہوں اور ان کی تدابیر کے وہ نتائج برآمد ہوئے ہوں جو مقصد تھا ان کا کہ ہم یہ کریں گے تو یہ نتیجہ نکلے گا... انہوں نے جب بھی جماعت احمدیہ کے مال لُوٹے ہیں جماعت کے اموال میں برکت ہوئی۔ جب مسجدوں کو منہدم کیا ہماری مسجدوں میں برکت ہوئی۔ ہمارے نفوس ذبح کئے ہمارے نفوس میں برکت ہوئی۔

جب قرآن کریم جلائے احمدیوں کے پکڑ کر، حالانکہ وہی قرآن تھا جو محمد مصطفی ﷺ کا قرآن تھا تو قرآن کی اشاعت میں بے شمار برکت ہوئی۔ جب انہوں نے تبلیغ پر پابندیاں لگائیں تو تبلیغ میں برکت ہوئی۔ تو آپ دیکھ لیں کہ جب 1974ء میں یہ فیصلہ ہوا کہ یہ غیر مسلم ہے تو اس سے پہلے یہ علماء اس بات کو کھول چکے تھے کہ واقعہ یہ ہے کہ لوگ بھولے پن میں دھوکے میں آ کر احمدی ہو رہے ہیں۔ جب تک ان پر مسلمان کا لیبل لگا ہوا ہے وہ ہوتے رہیں گے۔ جب مسلمان کا لیبل ہٹا دیں گے تو پھر دیکھنا کہ کس طرح لوگ رُک جاتے ہیں، کسی کو جرأت نہیں ہوگی کسی کو ہمت نہیں ہوگی کہ غیر مسلم کا بورڈ آگے لگا ہوا ہو اور پھر حد کراس کر کے پار اتر کر وہ غیر مسلموں میں شامل ہو جائیں۔ لیکن ان کی ہر تدبیر کا خدا نے ہمیشہ اُلٹ نتیجہ نکالا اور 74ء کے بعد اتنی تیز رفتاری پیدا ہو گئی تبلیغ میں کہ ان کی عقلیں گم ہو گئیں۔ سمجھ نہیں آتی تھی کہ یہ ہو کیا رہا ہے۔ جتنی بڑی دیوار بناتے ہیں اتنی بڑی بڑی چھلانگیں لگا کر لوگ پار اترنے شروع ہو جاتے ہیں۔ جتنا کریہہ المنظر بورڈ آویزاں کرتے ہیں اتنا ہی ذوق اور شوق اور محبت کے ساتھ لوگ ان کی طرف دوڑے چلے جا رہے ہیں۔ یہی واقعہ تھا۔ یہ گواہی ہے آج جو کچھ ہو رہا ہے اس حق میں کہ جو مَیں کہہ رہا ہوں وہ سو فیصدی درست بات ہے۔ ان کو سمجھ آ گئی کہ ہماری ہر تدبیر الٹ ہو گئی ہے۔ ہر تدبیر ناکام ہو گئی ہے۔ اس لئے اب آگے بڑھو اور اَور روکیں کھڑی کرو۔ لیکن یہ نہیں جانتے کہ ہمارا خدا ہر روک کو توڑنا جانتا ہے۔ جتنی روکیں تم کھڑی کرو گے اتنی زیادہ تیز رفتاری کے ساتھ اَور لوگ احمدیت میں داخل ہوں گے اور یہی ہو کر رہے گا۔..''

(خطباتِ طاہر جلد 3 صفحہ 258-259)

اسی طرح آپ نے فرمایا:

''عبادت کو روکنے کی انہوں نے کوشش کی ہے... تمام دنیا میں ہر احمدی اپنی عبادت کے معیار کو بلند کر دے۔ یعنی اپنے عجز کو، عجز کے معیار کو ایسا بلند کرے کہ خدا کے حضور اَور زیادہ جھک جائے، اس کی روح سجدہ ریز رہے خدا کے حضور اور وہ اپنی زندگی کو عبادت میں ملا جلا دے ایسے گویا کہ اس کی زندگی عبادت بن گئی ہو۔ عبادت والوں کو خدا کبھی ضائع نہیں کیا کرتا اور عبادت سے روکنے والوں کو کبھی خدا نے پنپنے نہیں دیا... وہ کہتے ہیں کہ ہم عبادت سے روکیں

گے تو ہم عبادت میں پہلے سے بڑھ جائیں گے یہی جواب ہونا چاہئے۔۔۔ہمارا رڈِعمل تو وہی ہوگا جو الٰہی جماعتوں کا ہوا کرتا ہے۔۔۔ایک مذہبی جماعت کا اوّل ردِّعمل یہ ہوتا ہے کہ جب خدا سے دُور کرنے کی کوشش کی جاتی ہے تو وہ اَور خدا کے قریب ہو جاتی ہیں۔“

(خطباتِ طاہر جلد 3 ر صفحہ 260)

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ احمدیوں کا مسجدوں کے ساتھ رابطہ پہلے سے زیادہ مضبوط ہوا۔ اپنے پیارے امام کی شب و روز کی توجہات اور آپ کے پُر معارف خطبات و خطابات اور بابرکت رہنمائی اور دعاؤں کے نتیجہ میں احمدیوں کا نمازوں کے قیام اور عبادات اور دعاؤں میں شغف پہلے سے بھی بڑھ گیا۔ ان کی عبادتوں کا معیار ظاہری لحاظ سے بھی بلند ہوا اور باطنی لحاظ سے بھی وہ تعلق باللہ میں زیادہ مستحکم ہوتے چلے گئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے فرمایا :

”نمازوں سے روکنے کی طرف انہوں نے توجہ کی تو اس قدر ایک طوفان آ گیا ہے روحانیت کا کہ آپ تصور نہیں کر سکتے۔ چھوٹے چھوٹے بچے خط لکھتے ہیں اور رو رو کر وہ کہتے ہیں کہ ہم اپنے آنسوؤں سے یہ خط لکھ رہے ہیں کہ خدا کی قسم ہمیں ایک نئی روحانیت عطا ہو گئی۔ ہم تہجدوں میں اٹھنے لگے۔ ہماری عبادتوں کی کیفیت بدل گئی ہے۔ اس جماعت کو کون مار سکتا ہے جس کے مقابل پر ہر تدبیر خدا نے الٹا دی ہو؟ عبادتوں پر حملہ کیا تو جن بچوں کے متعلق آپ تصوّر بھی نہیں کر سکتے تھے وہ پانچ نمازیں بھی نہیں پڑھا کرتے تھے آج وہ تہجد میں اٹھ کر روتے ہیں اور خدا کے حضور گریہ وزاری کرتے ہیں اور نمازوں کا لطف حاصل ہو گیا ہے ان کو۔ تو یہ تو بہرحال خدا کی ایک ایسی تقدیر ہے جو نہیں بدل سکتی۔ ساری کائنات مل کر زور لگا لے اس تقدیر کو کوئی نہیں بدل سکے گی۔ جتنی یہ مخالفتوں میں زیادہ بڑھیں گے اتنا ہی زیادہ اللہ تعالیٰ جماعت کو ہر اس سمت میں برکت دے گا جس سمت میں یہ روکنے کی کوشش کریں گے۔“

(خطباتِ طاہر جلد 3 ر صفحہ 259)

حضور رحمہ اللہ نے 30 ر اپریل 1984ء کو پاکستان سے لندن پہنچنے پر جو پہلا خطاب افرادِ جماعت سے فرمایا اس میں اس آرڈیننس کے پس منظر اور معاندین احمدیت کے بد ارادوں اور پاکستان کے

احمدیوں کے حالات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

''کبھی ایک دفعہ بھی ایسا نہیں ہوا کہ جماعت احمدیہ کی مخالفت ہوئی ہو اور اس کے نتیجہ میں جماعت احمدیہ کمزور ہوئی ہو۔ اور اتنی ذلیل اور کمینی اور اتنی ظالمانہ مخالفت آج تک کبھی نہیں ہوئی۔ اس لئے لازماً خدا کی تقدیر نے اسے بہانہ بنانا ہے اپنے فضلوں کا۔ اور ایسے فضل فرمائے گا کہ آپ کے تصوّر میں بھی نہیں آسکتے۔''

اسی طرح آپ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ یکم جون 1984ء میں فرمایا:

''دشمن تو ہمیں مارنے کے منصوبے بنا رہا ہے۔ ہمیں کچھ اور نظر آرہا ہے۔ بالکل الٹ نتائج ظاہر ہو رہے ہیں۔ زیادہ قوت، زیادہ شان کے ساتھ جماعت آگے بڑھ رہی ہے۔ . . میں امید کرتا ہوں کہ جس طرح ہمیشہ دشمن کو اس کی مخالفت اس کی توقع سے بہت زیادہ مہنگی پڑی ہے یہ مخالفت، اتنی مہنگی پڑے گی، اتنی مہنگی پڑے گی کہ نسلیں ان کی پچھتائیں گی جو دشمن رہیں گی۔ اور آپ کی نسلیں دعائیں دیں گی ایک وقت آکر ان لوگوں کو جن کی بے حیائی کے نتیجہ میں اللہ نے اتنے فضل ہمارے اوپر فرمائے ہیں۔ ایک یہ بھی طریق ہوتا ہے جواب کا کہ ہم دعا دیتے ہیں ظالم تجھے کہ تیرے ظلم کے نتیجہ میں اتنے فضل خدا نے ہم پر نازل فرما دیئے۔''

(خطباتِ طاہر جلد 3 / صفحہ 292–293)

اِس کتاب میں دَورِ خلافتِ رابعہ میں جماعت احمدیہ کی ترقی اور جماعت پر موسلا دھار بارش کے قطروں کی طرح برسنے والے اللہ تعالیٰ کے لامتناہی فضلوں میں سے چند بطور نمونہ پیش کئے گئے ہیں جو خلافت احمدیہ کی حقّانیت اور اسلام احمدیت کی صداقت پر روشن گواہ ہیں۔

مخالفین کا خیال تھا کہ یہ جماعت اس ظالمانہ قانون کے سامنے جھک جائے گی اور اسلام سے اپنا ناطہ توڑ لے گی لیکن خدا نے ہر پہلو سے جماعت احمدیہ کو برکت عطا فرمائی اور سرفراز فرمایا۔ جبکہ وہ ملک جہاں یہ ظالمانہ آرڈیننس جاری کیا گیا وہ دینی، دنیاوی، اخلاقی، معاشی، معاشرتی ہر لحاظ سے دن بدن تنزّل اور انحطاط کا شکار ہوتا چلا گیا۔ اور وہ شخص جس نے یہ ظالمانہ آرڈیننس جاری کیا تھا آج کے دانشور اس کا نہایت ذلّت کے ساتھ ذکر کرتے ہیں اور اسے ملک میں رائج تمام برائیوں کا ذمہ دار

قرار دیتے ہیں۔خود اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کی تقدیر جس رنگ میں ظاہر ہوئی اور وہ عبرت کا نشان بنا، اس کا بھی کسی قدر ذکر کتاب میں اگلے صفحات میں آئے گا۔

الغرض جب سے جنرل ضیاء نے پاکستان میں اسلام کے نام پر اسلام کی جڑیں کاٹنے والا یہ ظالمانہ آرڈیننس جاری کیا ہے اس ملک کو ہر طرف سے بلائیں آ کے گھیرتی چلی گئیں۔ اور جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 27ر ستمبر 1991ء میں فرمایا تھا : "کوئی انسانی زندگی کا ایسا پہلو نہیں ہے جس میں امن رہ گیا ہو۔ کوئی انسانی تعلقات کا دائرہ نہیں ہے جو گندہ نہ ہو چکا ہو۔ ہر وہ شہری جو پاکستان میں کسی پہلو سے زندگی بسر کر رہا ہے، اس کے کوئی نہ کوئی حقوق کسی اَور نے سلب کئے ہوئے ہیں۔ اگر کسی شخص نے نہیں کیے تو حکومت نے سلب کیے ہیں۔ حکومت نے نہیں کیے تو کسی قوم نے کر لئے ہیں۔ کسی نہ کسی پہلو سے ہر شخص محسوس کرتا ہے کہ وہ آزادی سے سانس نہیں لے رہا۔ مجبور اور بے اختیار ہے اور بے بس ہے اور ظلم اتنا پھیل گیا ہے، اتنا گہرائی میں جا چکا ہے کہ چھوٹے چھوٹے معصوم بچوں کی عزت بھی محفوظ نہیں۔ معصوم بچیوں کی عزت بھی محفوظ نہیں رہی۔ اغوا ہو رہے ہیں... چوری، اُچکّا پن، ڈاکے، بددیانتی، عدالتوں میں جھوٹ، کوئی ایک سلسلہ بھی پاکستانی زندگی کا ایسا نہیں رہا جہاں اسلام جاری و ساری دکھائی دیتا ہو۔ اور کثرت کے ساتھ خدا تعالیٰ کی ناراضگی کی علامات ظاہر ہوتی چلی جا رہی ہیں... بدیوں اور معاصی اور بے اطمینانی اور بدامنی کا ایک سیلاب ہے جس میں ساری قوم غرق ہوئی پڑی ہے اور ان کو یہ علم نہیں کہ ہمارے ساتھ ایسا کیوں ہو رہا ہے۔"

(ماخوذ از خطبہ جمعہ فرمودہ 27ر ستمبر 1991ء)

....

جماعت احمدیہ کے افراد پر مقدّمات کی ایک جھلک

پاکستان میں آرڈیننس 20 کے اجراء کے بعد افرادِ جماعت احمدیہ پر مختلف نوعیت کے ہزاروں مقدّمات درج کروائے گئے۔ کئی مقدّمات میں احمدیوں کو سزائیں سنائی گئیں۔ بیشتر مقدمات ایسے ہیں جو گنتی کے چند بدبخت مولویوں کی شکایت پر پولیس نے درج کئے۔ مثلاً کسی مولوی

نے جماعت احمدیہ کی مسجد پر کلمہ طیّبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ تحریر شدہ دیکھا تو جھٹ پولیس میں شکایت کی کہ کلمہ کو دیکھ کر اس کے مذہبی جذبات مجروح ہو گئے ہیں۔ یا کسی احمدی کے سینہ پر کلمہ طیّبہ کا بیج سجا دیکھا یا ہاتھ میں اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ والی انگوٹھی دیکھی یا منہ سے 'اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ' یا درود شریف سُنا، یا قرآنی آیات کی تلاوت اس کے کان میں پڑی تو فوراً اُن کی رگِ شرارت پھڑکی اور انہوں نے تھانے کا رُخ کیا کہ احمدی نے ان حرکات سے خود کو مسلمان ظاہر کرنے کی کوشش کی۔

یُوں بھی ہوا کہ ان بدبختوں نے جماعت کے اخبار روزنامہ الفضل یا دیگر احمدی جرائد پر کوئی قرآنی آیت تحریر شدہ دیکھی یا ان میں درج حدیث شریف پڑھی یا کسی وفات یافتہ شخص کے ساتھ ''مرحوم'' یا ''مرحومہ'' کا لفظ لکھا ہوا دیکھا یا پھر کسی احمدی کے خط کے اوپر 'بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ' کے الفاظ پڑھے تو ان کی آنکھوں میں خون اتر آیا اور طیش میں آ گئے کہ احمدی اللہ کا نام کیوں لے رہا ہے، اسلامی اصطلاحیں کیوں استعمال کر رہا ہے اور ان کے خلاف تھانہ میں رپٹ درج کروا کے ہی دَم لیا۔

پھر ایسا بھی ہوا کہ کسی احمدی کو حوالات میں بند کرا دیا گیا۔ تھانہ میں علاقہ کے بڑے مولوی پہنچے اور دباؤ ڈالا کہ اس شخص سے کسی قسم کی رعایت نہ برتی جائے۔ عدالتوں کا گھیراؤ کیا کہ احمدیوں کی ضمانت نہیں ہونے دی جائے گی وگرنہ وہ علاقہ میں امن کا مسئلہ کھڑا کر دیں گے۔ جیل میں بند دیکھ کر خوشی سے تالیاں بجائی گئیں۔ آوازے کسے گئے۔ بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف شدید دشنام طرازی سے کام لیا گیا اور یوں اپنی دانست میں اسلام کی عظیم خدمت سر انجام دی گئی۔

اُدھر جب نماز کا وقت آیا اور احمدی نے جیل کی سلاخوں کے پیچھے کپڑا بچھا کر قبلہ رُو ہو کر نماز ادا کرنا شروع کر دی تو یہ دیکھ کر مولویوں نے ایک بار پھر اُودھم مچایا۔ پولیس کے سپاہیوں کے پیچھے دوڑے، ان کو خوب صلوٰتیں سنائیں کہ غضب خدا کا یہ شخص تمہاری تحویل میں ہے اور قبلہ رُو ہو کر نماز ادا کر رہا ہے اور تم اس کو بالکل منع نہیں کر رہے۔

پولیس کے سپاہیوں نے احمدی کو دھمکیاں دیں۔ ہم تمہاری ٹانگیں توڑ دیں گے۔ قرآن مجید کی

تلاوت کرو گے تو جبڑے توڑ دیں گے۔ تمہاری گُدّی سے زبان کھینچ لیں گے۔ جیل کی سلاخوں میں سے بازوؤں کو پکڑا اور مروڑا اور دھمکایا کہ خبردار! آئندہ ایسی حرکت کی تو سخت سزا دیں گے۔ وغیرہ وغیرہ۔ مگر احمدی کا رشتہ نہ خدا تعالیٰ سے ٹوٹا اور نہ ہی اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ ہوا یہ کہ اُس بیچارے پر ایک اَور مقدمہ درج کر دیا گیا کہ جیل میں بھی نماز پڑھ کر خود کو مسلمان ظاہر کیا ہے۔ ایک موقعہ پر تو ایک احمدی نوجوان کے گلے میں مفلر ڈال کر اتنا مروڑا گیا کہ اس نے خیال کیا کہ زندگی کے آخری مراحل آپہنچے ہیں۔ اس کا جرم یہ تھا کہ کلمہ پڑھ رہا تھا۔ ایک اور نوجوان کو پولیس کے سپاہیوں نے زمین پر الٹا لٹا دیا اور اس کی پیٹھ پر چڑھ کر ناچنے لگے۔ یہ سزا اس لئے دی گئی کہ اس نے کلمہ کے بَیج کو سینے سے لگائے رکھا تھا۔ صد آفرین اس نوجوان کی ہمت پر کہ اس کرب میں بھی زبان سے کلمہ کا وِرد جاری رہا۔ بالآخر سپاہی تھک کر نیچے اتر آئے اور کہا کہ ابھی تک اس 'کافر' کی زبان سے کلمہ جاری ہے۔ سمجھ نہیں آتا اس کا کیا علاج کریں؟ کلمہ کی خاطر احمدی نوجوانوں کو درخت سے باندھ کر الٹا لٹکایا گیا۔ تپتی دھوپ میں ریت کے اوپر بٹھایا گیا۔ چیونٹیوں کے بِل پر بیٹھنے کے لئے کہا گیا۔ احمدی نوجوانوں نے خدا کی رضا کی خاطر یہ سب کچھ برداشت کیا۔ پاکستان میں شاذ ہی کوئی احمدی خاندان ہوگا جس کا کوئی نہ کوئی عزیز اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلّم کی محبت میں ایذا نہ پاچکا ہو۔ اور اب تو کلمہ کے ساتھ احمدیوں کی محبت کے قصے پاکستان کی گلیوں میں عام ہیں۔

ایک محفل میں کلمہ بَیج کے سلسلہ میں احمدیوں کی گرفتاریوں پر بات ہو رہی تھی۔ محفل میں چند غیر احمدی بھی موجود تھے۔ احمدی نے کہا دوستو! آج ہمیں مبارکباد دو کہ ہم نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا ہے کہ فی زمانہ کلمہ سے محبت کرنے والے اگر کچھ لوگ موجود ہیں تو وہ صرف احمدی ہی ہیں۔ یہ باتیں سن کر ایک غیر احمدی بولا ہرگز نہیں۔ ہمیں بھی کلمہ سے کچھ کم محبت نہیں۔ اس پر اُس احمدی نوجون نے کہا اگر ایسا ہے تو یہ لو کلمہ طیّبہ کا بَیج اور کالر پر لگا کر ذرا باہر سڑک پر نکل کر تو دکھاؤ۔ دیکھیں بھلا تمہیں کلمہ سے کتنا پیار ہے۔ دوسرا کہنے لگا نہیں نہیں ایسا نہ کرو بھائی! کیوں اس کو پٹوانے کا ارادہ ہے۔ باہر نکلتے ہی بے چارا دھر لیا جائے گا کہ ''قادیانی'' کلمہ کا بَیج لگائے پھرتا ہے۔ پہلے مار مار کر اس کا بھُرکس نکال

دیں گے۔ بعد میں اس کی بات سنیں گے۔

مقدمات کی تفصیل میں جائیں تو معلوم ہوگا کہ گنتی کے چند بدبخت مولوی ہیں جنہوں نے یہ شیطانی کام اپنے ذمہ لے رکھا ہے کہ احمدیوں پر مقدمات کئے جاویں۔ ان میں نام نہاد مجلس ختمِ نبوّت کے مولوی پیش پیش ہیں۔ پنجاب میں مولوی اللہ یار ارشدؔ اور خدا بخش وغیرہ ہیں۔ سندھ میں ایک چھوٹے سے قصبہ ٹنڈو آدم کا رہنے والا ایک مولوی احمد میاں حمادی ہے جو وہاں کی جامع مسجد کا خطیب ہے اور چونکہ مسجد محکمہ اوقاف کے زیرِ نگرانی ہے اس لئے یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ مولوی حمادی گورنمنٹ کا تنخواہ یافتہ ہے۔ اس بدبخت مولوی نے بھی احمدیت کی مخالفت کو اپنا پیشہ بنائے رکھا اور نہ صرف سندھ کی جماعت احمدیہ کے افراد پر بلکہ جماعت احمدیہ کے مرکز ربوہ سے نکلنے والے اخبارات و رسائل الفضل، خالد، مصباح، تحریکِ جدید، تشحیذ الاذہان وغیرہ کے مدیران، پرنٹرز، مینجرز اور پبلشر صاحبان پر کئی ایک مقدّمات ٹنڈو آدم میں کئے تا کہ ان بزرگان کو دُور دراز کا سفر طے کر کے مقدمہ کی پیشی کے لئے سندھ جانا پڑے۔

مولویوں کے قائم کردہ ان مقدّمات کے علاوہ بہت سے مقدّمات ایسے ہیں جنہیں حکومت کے نمائندگان، ڈپٹی کمشنر یا اسسٹنٹ کمشنر صاحبان نے ہوم سیکرٹری کی ہدایت پر بعض احمدیوں کے خلاف قائم کیا۔

جماعت کے خلاف مختلف مقدّمات اور ایف آئی آر پر مشتمل ایک کتاب 'ایف آئی آر' کے نام سے شائع کی جا چکی ہے۔ تاریخی شواہد پر مشتمل یہ ایک نہایت اہم دستاویز ہے جس سے غیر احمدی مُلّاؤں کی کلمہ دشمنی، اسلام دشمنی، جھوٹ اور تکذیب و افتراء اور فتنہ انگیزی اور شرارت پر مشتمل کارروائیوں کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ اسی طرح اس سے یہ بھی معلوم ہوسکتا ہے کہ کس طرح معصوم احمدیوں کو جھوٹے مقدمات میں ملوّث کر کے کس قسم کی قلبی و ذہنی اور عملی اذیتیں دی گئیں۔ لیکن انہوں نے راہِ مولیٰ میں یہ سب ظلم وستم نہایت صبر وشکر اور اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہتے ہوئے برداشت کیا۔

امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ، مکرم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ پاکستان، مکرم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب (ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ پاکستان) مکرم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب، مکرم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب اور بہت سے دیگر سرکردہ عہدیداران جماعت کے خلاف بھی مقدمات درج کیے گئے۔ ہمارے موجودہ امام حضرت مرزا مسرور احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز) کو بھی اس وقت جب آپ بطور ناظرِ اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ پاکستان خدمات بجالا رہے تھے سراسر جھوٹے مقدمہ میں ملوّث کر کے حوالات میں رکھا گیا اور عہدِ خلافتِ رابعہ میں آپ کو اسیرِ راہِ مولیٰ ہونے کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ اسی طرح مکرم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب (مرحوم) اور مکرم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب (مرحوم) کو بھی زیرِ حراست رکھا گیا اور انہیں اور کئی دیگر معزز عہدیداران جماعت کو راہِ مولا میں اسیری کی سعادت حاصل ہوئی۔ ان میں سے کئی ایک ضعیف و بیمار اور عمر رسیدہ تھے۔ مگر جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا

صادق آں باشد کہ ایّامِ بلا

می گزارد با محبّت باوفا

گر قضا را عاشقے گردَد اسیر

بوسد آں زنجیر را کز آشنا

سب نے اپنے مولا کی محبت میں اسیری کو خندہ پیشانی اور اولوالعزمی سے قبول کر کے اپنے ایمانوں کی صداقت اور خدا تعالیٰ سے محبت اور وفا پر عملی گواہی دی۔

جماعتی اخبار اور رسائل کے مدیران اور پبلشرز، پرنٹرز اور مضمون نگاروں کے خلاف بھی مقدمات بنائے گئے اور انہیں جیلوں میں ڈالا گیا۔

بہت سے احمدیوں کے خلاف قرآن کریم کی توہین اور گستاخئ رسول ﷺ کا نہایت ہی گھناؤنا اور سراسر جھوٹ اور افترا پر مبنی الزام لگا کر مقدمات بنائے گئے اور انہیں جیلوں میں ڈالا گیا۔

9/ اگست 1987ء کو مولوی احمدی میاں حمادی ساکن ٹنڈو آدم نے ایک تحریری درخواست کے

ذریعہ حکّام سے شکایت کی کہ احمدیوں نے خدام الاحمدیہ سپورٹس ریلی کے موقعہ پر لاؤڈ سپیکر پر درودشریف پڑھا اور آیاتِ قرآنی کی تلاوت کی ہے۔ اس لئے ان کے خلاف تعزیری کارروائی کی جائے۔

سانگھڑ سندھ کے ایک احمدی کے خلاف مقدمہ زیرِ دفعہ 295/C اور 298/C درج کیا گیا۔ ان کا جرم یہ تھا کہ انہوں نے اپنے گھر کی دیوار پر اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ لکھا ہوا تھا۔

18/اپریل 1988ء کو جھنگ کے ایک احمدی کی دکان پر علاقہ مجسٹریٹ نے چھاپہ مارا اور ان کے خلاف دکان کے شوکیس کے شیشہ پر کلمہ طیّبہ کا سٹیکر لگانے کے جرم میں زیرِ دفعہ 295/B مقدمہ درج کر دیا۔ اس مقدمہ میں مجسٹریٹ خود مدّعی تھا۔

ایک مقدمہ میں ایک احمدی کا جرم یہ قرار دیا گیا تھا کہ انہوں نے رمضان المبارک میں سحری اور افطاری کا ٹائم ٹیبل شائع کیا اور اس پر کلمہ طیّبہ اور مسجد نبوی کی تصویر کے علاوہ روزہ رکھنے اور کھولنے کی دعائیں بھی شائع کیں۔

ایک احمدی دوست بس پر سوار ہوئے۔ بس میں سوار چار نوجوانوں نے ان کے ہاتھ پر کلمہ طیّبہ والی انگوٹھی دیکھ کر ان سے پوچھا کہ تم قادیانی ہو؟ انہوں نے بتایا کہ وہ احمدی ہیں۔ نوجوانوں نے انہیں کہا کہ انگوٹھی اتار دو کیونکہ غیر مسلم کلمہ طیبہ والی انگوٹھی نہیں پہن سکتا۔ ان کے انکار پر نوجوانوں نے زبردستی انگوٹھی اتارنے کی کوشش کی۔ چنیوٹ تک یونہی تکرار ہوتی رہی۔ وہاں نوجوانوں نے اس احمدی کو بس سے اتار لیا۔ جی بھر کر گالیاں دیں اور مارتے ہوئے تھانہ کی طرف لے گئے۔ پولیس افسران نے انہیں مشورہ دیا کہ یہ ربوہ کا کیس ہے لہٰذا اس احمدی کو دوبارہ ربوہ لایا گیا جہاں تھانہ میں ان کے خلاف کلمہ طیبہ کی انگوٹھی پہننے اور تبلیغ کرنے کے جرم میں زیرِ دفعہ 298/B اور 298/C مقدمہ درج کیا گیا۔

ایک مقدمہ میں غیر احمدی مولوی کی طرف سے یہ جرم بیان کیا گیا کہ ”29/دسمبر 1988ء کے الفضل میں اسلامی اصطلاحات استعمال کی گئی ہیں۔ ایک مرتدہ کافرہ کے لئے ’دعائے مغفرت‘ اور ’مرحومہ‘ کا لفظ لکھا گیا ہے۔ ان الفاظ سے قادیانیوں نے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کیا ہے اور جرم کا ارتکاب کیا ہے۔“

جماعت احمدیہ کے صد سالہ جشنِ تشکّر کے موقع پر ایک مقدمہ بعض احمدی نوجوانوں کے خلاف اس جرم کی بِنا پر قائم کیا گیا کہ وہ آدھے بازوؤں والی سیاہ بنیانیں/ ٹی شرٹس جن پر 100 Years of Truth لکھا ہوا تھا پہنے ہوئے تھے، مرزا غلام احمد کی جے کے نعرے لگا رہے تھے اور آتش بازی چلا کر جشن کا اظہار کر رہے تھے۔

ایک احراری مولوی کی درخواست پر 18/دسمبر 1989ء کو زیر دفعہ 298/C تھانہ ربوہ میں تیرہ سرکردہ احمدی احباب کے خلاف ایک مقدمہ کا اندراج کیا گیا جس میں شکایت کی گئی کہ ربوہ میں احمدی مساجد اور رہائشی مکانات پر کلمہ طیبہ اور قرآنی آیات تحریر کی گئی ہیں۔ اس مقدمہ میں مکرم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب ناظر اعلیٰ اور خاندان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کئی معزز افراد اور سلسلہ کے عمائدین کو نامزد کیا گیا۔

ایس ایچ او تھانہ ربوہ کی طرف سے ایک مقدمہ تمام احمدی اہالیان ربوہ کے خلاف جن کی آبادی کم و بیش پچاس ہزار ہے مورخہ 15/دسمبر 1989ء کو زیر دفعہ 298/C تعزیراتِ پاکستان درج کیا گیا۔ تھانیدار نے پرچہ درج کرتے ہوئے لکھا:

"بروئے اطلاعات وخط وکتابت عالمی مجلس تحفّظِ ختمِ نبوّت و مبلغین احرار و معزّزین علاقہ کے توسّط سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ علاقہ تھانہ ربوہ کے مختلف مقامات پر بسنے والے مرزائی جنہیں آئینِ پاکستان کی ترمیم 1974ء کی رُو سے غیر مسلم اقلّیت قرار دیا گیا ہوا ہے اور امتناع قادیانی آرڈیننس 1984ء کی رُو سے قادیانی مذہب کی ہر قسم کی تبلیغ تحریرًا تقریرًا، اشارۃً بلاواسطہ و بالواسطہ اور اسلامی وقرآنی اصطلاحات کے استعمال سے روکا گیا۔ لیکن مرزائیوں نے اس پابندی کے باوجود اپنی قبروں، عمارات، دفاتر جماعت احمدیہ، عبادت گاہوں، کاروباری مراکز وغیرہ پر کلمہ طیبہ اور دیگر قرآنی آیات تحریر کی ہوئی ہیں۔ مزید یہ کہ وہ آئے دن مختلف طریقوں سے مسلمانوں کو قادیانیت کی تبلیغ کرتے رہتے ہیں جن میں جان بوجھ کر مسلمانوں کو 'السلام علیکم' کہہ دینا اور اذان فجر کے اوقات میں ٹولیوں کی صورت میں بآوازِ بلند شہر میں کلمہ طیّبہ پڑھنا اور دیگر ہجوں قسم کی اسلامی حرکات کا اعادہ

کرتے ہیں۔“

ایک مقدّمہ اس بِنا پر قائم کیا گیا کہ مجلس اطفال الاحمدیہ کی آل ربوہ صنعتی نمائش منعقدہ ایوانِ محمود ربوہ بروز پیر، دو، تین اکتوبر 1990ء کے لئے جاری کردہ داخلہ ٹکٹ پر ’مسلم‘، ’کلمہ طیبہ‘ اور قرآنِ کریم کی آیت لکھ کر اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کیا ہے۔ چنانچہ اس کی درخواست پر منتظمین نمائش پر زیرِ دفعہ 298/C تھانہ ربوہ میں مقدمہ درج کیا گیا۔

جن احمدیوں پر مقدمات بنائے گئے ان میں مرد بھی تھے اور خواتین بھی، بڑی عمر کے ضعیف اور معمّر افراد بھی تھے اور نوجوان اور بچے بھی۔

مئی 1992ء میں ننکانہ صاحب کے ایک احمدی ناصر احمد صاحب نے اپنی بیٹی کی شادی کے لئے جو دعوتی کارڈ شائع کیا اس پر بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ، اِنْشَاءَ اللّٰہُ اور نکاح مسنونہ‘ کے الفاظ درج تھے۔ اس پر ان کے اور جن دیگر بارہ احمدیوں کے خلاف مقدمہ درج کیا گیا ان میں ایک شاہ رخ سکندر صرف نو (9) ماہ کا بچہ تھا۔

مقدمہ ساہیوال

26/ اکتوبر 1984ء کو ساہیوال کی احمدیہ مسجد میں صبح نماز کے بعد بعض مولویوں نے اور ان کے مدرسوں میں پڑھنے والے طلباء نے مل کر ہلّہ بول دیا اور اپنے ساتھ وہ برش اور پینٹ وغیرہ لے کر آئے تا کہ مسجد سے جہاں جہاں کلمہ شہادۃ لکھا ہوا ہے اُس کو مٹا دیں۔ چنانچہ باہر کی دیواروں پر اور باہر کے دروازے پر تو وہ مٹانے میں کامیاب ہو گئے لیکن جب مسجد کا جو اندر کا دروازہ ہے اس پر سے کلمہ مٹانے لگے تو چند نوجوانوں نے جو وہاں اُس وقت موجود تھے مزاحمت کی اور یہ کہا کہ کسی قیمت پر بھی خواہ ہماری جان جائے ہم تمہیں اپنی مسجد سے کلمہ شہادۃ نہیں مٹانے دیں گے۔ چونکہ حملہ آوروں کی تعداد بہت زیادہ تھی ایک نوجوان کو تو انہوں نے وہیں پکڑ لیا اور باقیوں کو قتل کی دھمکی دیتے ہوئے مسجد پر حملہ کر کے اندر داخل ہونے کی کوشش کی۔ اس وقت وہاں ایک احمدی نوجوان نے بندوق سے دو فضائی فائر کئے تا کہ حملہ آور ڈر کے بھاگ جائیں اور ڈر کر کچھ دیر کے لئے وہ بھاگ کر باہر نکل گئے لیکن پھر وہ دوبارہ ہلّہ بول کے

اندر گئے۔ اُس وقت اپنی جان کے خطرے کے پیش نظر یا اس اعلیٰ مقصد کے لئے کہ کسی قیمت پر بھی وہ مسجد احمدیہ سے کلمہ شہادۃ کو نہیں مٹنے دیں گے، اسی نوجوان نے دو فائر کئے اور اس کے نتیجے میں دو حملہ آور وہیں زخمی ہو کر گر گئے اور وہیں انہوں نے جان دے دی اور باقی بھاگ گئے۔ بعد ازاں پولیس نے جو ملزم گرفتار کئے جن پہ الزام بتایا گیا وہ سات تھے لیکن مقدمہ گیارہ کے خلاف درج کیا گیا۔ عملاً فائر کرنے والا صرف ایک نوجوان تھا اور باقی تین کی طرف سے حملہ آوروں کو کسی قسم کی کوئی گزند نہیں پہنچی۔ اس کے علاوہ جن افراد کو مقدمہ میں نامزد کیا گیا ان میں سے بعض موقع پر موجود ہی نہیں تھے۔ یوں خلافِ واقعہ جھوٹے طور پر معصوم احمدیوں کو بھی اس مقدمہ میں ملوّث کیا گیا۔ ان میں سے ایک جماعت کے مربی سلسلہ محمد الیاس منیر صاحب تھے جو مسجد سے ملحقہ اپنے گھر میں تھے۔ ان کو جب بندوق کے چلنے کی آواز آئی تو وہ نیچے آئے اس وقت ان کو پہلی دفعہ معلوم ہوا کہ کیا واقعہ ہوا ہے۔ اور کچھ لوگ ایسے تھے جو ساہیوال میں موجود نہیں تھے۔ مگر ان علماء نے جانتے ہوئے کہ سارا جھوٹ ہے نہ صرف یہ کہ ان لوگوں کا نام پرچے میں درج کروایا جن کا کوئی دُور کا بھی تعلق نہیں تھا بلکہ سراسر الف سے ی تک پوری کی پوری جھوٹی کہانی بنائی۔ چونکہ دو احمدی جن کے خلاف الزام تھا کہ انہوں نے قتل میں حصہ لیا ہے وہ وکیل تھے اور بار کونسل کے ممبر اور ہر دلعزیز ممبر تھے۔ اس لئے ان مولویوں کے جھوٹ سے پردہ فاش کرنے کا ایک ذریعہ یہ بھی بن گیا کہ بار کونسل نے ایک بڑا شدید Resolution پاس کیا اور اس بات کی گواہی دی کہ یہ دو احمدی جو ہماری کونسل کے ممبر ہیں ان کے متعلق تو ہم قطعی طور پر جانتے ہیں کہ ان کا دُور کا بھی اس واقعہ سے کوئی تعلق نہیں۔ اس لئے ہم اس کے خلاف احتجاج کرتے اور حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ ان کا نام خارج کیا جائے۔

اُس علاقے میں یہ جھوٹ اتنا مشہور ہوا کہ بہت سے چوٹی کے شریف وکلاء جو Criminal Cases کے ماہرین تھے انہوں نے علماء کے مقدمہ کی پیروی سے کلّیۃً انکار کر دیا۔ انہوں نے کہا کہ اتنا جھوٹا مقدمہ، ایسا ظالمانہ الزام کہ معصوم لوگ جن کا کوئی دُور کا بھی تعلق نہیں ان کو تم شامل کر رہے ہو اور پھر ساری کہانیاں الف سے ی تک جھوٹی ہیں۔ کلمہ مٹانے جا رہے ہو اور بیان یہ دے رہے ہو کہ ہم یہ سننے گئے تھے کہ مسجد میں اذان تو نہیں ہو رہی اور یہ سننے کے لئے اس وقت گئے تھے جبکہ نمازیں بھی ختم ہو چکی تھیں اور

نمازی اپنے اپنے گھروں کو بھی جا چکے تھے۔ اور یہ کہنا کہ ہم اندر گئے بھی نہیں۔ ہم تو صرف کھڑے سن رہے تھے، اس پر فلاں فلاں شخص نے اس طرح فائرنگ کی اور اس طرح حملہ کر کے ہمیں قتل کیا اور پھر گھسیٹ کر اندر لے گئے۔ تو ایک طرف علماء دین کی یہ جرأت اور بے باکی تھی کہ خدا اور محمد مصطفی ﷺ کے نام کی قسمیں کھا کر اور قرآن اُٹھا اُٹھا کر کلّیۃً بے بنیا واقعات کی شہادت دے رہے تھے اور دوسری طرف وہ جن کو دنیا دار کہا جاتا ہے یعنی عام وکلاء اپنی روزی کمانے والے جن کا ظاہری طور پر دین سے تعلق نہیں ہے، وہ حیا محسوس کر رہے تھے کہ اس مقدمے میں فیس لے کر بھی کسی طرح ملوّث ہو جائیں۔

وہ سات افراد جن کو گرفتار کیا گیا تھا ان کو طرح طرح کے تشدد کا نشانہ بنایا گیا اور ایک لمبا عرصہ تک بہت شدید تکلیفیں پہنچائی گئیں لیکن اللہ کے فضل سے وہ لوگ ثابت قدم رہے۔

اس مقدمے کا جو فیصلہ سنایا گیا اُس کی رُو سے دو احمدیوں رانا نعیم الدین صاحب اور محمد الیاس منیر صاحب کو موت کی سزا سنائی گئی اور باقی کو عمر قید پچیس پچیس سال قید با مشقت۔ یہ مقدمہ تو شروع سے آخر تک جھوٹ ہی جھوٹ تھا، لیکن تعجب کی بات یہ ہے کہ اس فیصلے کی توثیق صدر پاکستان جنرل ضیاء الحق نے خود کی اور اخباروں میں فخر کے ساتھ اس بات کا اعلان کروایا کہ وہ اس قتل کے ذمہ دار احمدیوں کو قتل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

یہ وہ پہلو ہے جو اس لحاظ سے تعجب انگیز ہے کہ دنیا بھر میں مقدمات ہوتے ہیں، قتل ہو جاتے ہیں۔ واقعۃً سچے مقدمات میں سزائیں ملتی ہیں مگر ملکوں کے صدر کبھی اپنے نام کو ان باتوں میں ملوّث نہیں کیا کرتے۔ عدلیہ کی کارروائی ہوتی ہے سچی ہو یا جھوٹی ہو لیکن ایک ملک کا صدر فخر سے یہ اعلان کرے کہ یہ جو قتل ہونے والے ہیں اس کا فیصلہ میں نے کیا ہے۔ یہ بات نہ صرف عموماً تعجب انگیز ہے بلکہ اس لئے بھی کہ یہ فیصلہ کرنے والے کی دہریت سے پردہ اٹھاتی ہے۔ دنیا کے نام پر مظالم کرنے والے بعض دفعہ خدا کے قائل بھی ہوتے ہیں تو غفلت کی حالت میں ظلم کر جایا کرتے ہیں۔ مگر ایک شخص جو خدا کے نام پر ظلم کر رہا ہو اور معصوم انسان کے متعلق قتل کا فیصلہ کر رہا ہو۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ اس کو خدا پر ایمان ہو یا اس بات پر یقین ہو کہ وہ قیامت کے دن جوابدہ ہوگا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اس ظالمانہ فیصلے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا :

”قرآن سے یہ ہمیں پتہ چلتا ہے کہ ایسے فیصلے ہوتے رہے ہیں۔ بعض ظالموں کو ظلم کا موقع بھی مل جاتا رہا ہے لیکن خدا کی پکڑ ضرور ظاہر ہوئی ہے اُن کے متعلق۔ آہستہ آئی ہو یا دیر سے آئی ہو۔ خدا کی پکڑ نے ایسے صاحب جبروت لوگوں کو جو اپنے آپ کو صاحب جبروت سمجھتے تھے اور خدا تعالیٰ کو بے طاقت اور بے اختیار جانتے تھے یا اس کے وجود ہی کے قائل نہیں تھے اُن کے اس طرح نام ونشان دنیا سے مٹا دیئے کہ عزت کا ہر پہلو اُن کے ناموں سے مٹ گیا اور ذلت کے سارے پہلو اُن کے ناموں کے ساتھ لگے ہوئے ہمیشہ کے لئے زندہ رہ گئے۔ رہتی دنیا تک رحمتوں کی بجائے لعنتوں سے یاد کرنے کے لئے وہ نام باقی رکھے گئے۔

اس لئے ہم تو اس خدا کو جانتے ہیں، اُس صاحب جبروت کو جانتے ہیں۔ کسی اور خدا کی خدائی کے قائل نہیں۔ اس لئے احمدیوں کا سر ان ظالمانہ سزاؤں کے نتیجے میں جھکے گا نہیں بلکہ اَور بلند ہوگا، اَور بلند ہوگا یہاں تک کہ خدا کی غیرت یہ فیصلہ کرے گی کہ دنیا میں سب سے زیادہ سر بلندی احمدی کے سر کو نصیب ہوگی کیونکہ یہی وہ سر ہے جو خدا کے حضور سب سے زیادہ عاجزانہ طور پر جھکنے والا سر ہے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 21 ر فروری 1986ء۔ خطبات طاہر جلد 12 صفحہ 162)

آپؒ نے فرمایا:

”ہم نہیں جانتے کہ خدا تعالیٰ ان کو یہ توفیق بخشے گا کہ نہیں کہ اپنے ظالمانہ فیصلے پر عمل پیرا ہو سکیں۔ خدا تعالیٰ نے انسان کے ہاتھ میں جو بھی تدبیریں رکھی ہیں ان تدبیروں سے بھی ہم کام لے رہے ہیں اور لیتے رہیں گے اور تقدیروں کے رخ بدلنے کے لئے جو دعا کے ہتھیار ہمیں عطا کیے ہیں ہم ان دعاؤں سے بھی کام لیتے رہیں گے کیونکہ دعاؤں کے ذریعہ تقدیریں بھی ٹل جایا کرتی ہیں لیکن اس کے باوجود خدا کی مرضی بہرحال غالب رہے گی۔ اگر خدا نے کسی قوم کو شہادت کی سعادت عطا کرنے کا فیصلہ کرلیا ہے تو ہم اس کی ہر رضا پر راضی رہیں گے۔“

آپؒ نے اسی خطبہ میں فرمایا:

”خدا کے نام پر مرنے کے لئے تیار رہنے والوں کو کبھی موت مار نہیں سکی، کبھی کوئی

دشمن ان پر فتح یاب نہیں ہوسکا۔اپنی دعاؤں میں التزام اختیار کرو کیونکہ قرآن کریم کی ایک آیت کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لکھتے ہیں۔

''جو مانگتا ہے اس کو ضرور دیا جاتا ہے۔اسی لئے مَیں کہتا ہوں کہ دعا جیسی کوئی چیز نہیں۔دنیا میں دیکھو کہ بعض خر گدا ایسے ہوتے ہیں کہ وہ ہر روز شور ڈالتے رہتے ہیں ان کو آخر کچھ نہ کچھ دینا ہی پڑتا ہے۔اور اللہ تعالیٰ تو قادر اور کریم ہے۔جب یہ اَڑ کر دعا کرتا ہے یعنی بندہ،تو پا لیتا ہے۔کیا خدا انسان جیسا بھی نہیں۔'' (الحکم جلد 8 مارچ 1906ء)

(خطبہ جمعہ فرمودہ 21رفروری 1986ء۔خطبات طاہر جلد 12 صفحہ 170-169)

حضور رحمہ اللہ نے ان اسیرانِ راہِ مولا کے دکھ کو اس طرح اپنے اوپر لیا کہ آپ اکثر اپنے خطبات و خطابات میں ان کی رہائی کے لئے احبابِ جماعت کو نہایت دلسوزی سے دعاؤں کی تحریک فرماتے۔ آپ کس طرح ان کی آزادی کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور گڑ گڑاتے اور تڑپ تڑپ کر دعائیں کرتے رہے، اس کا اندازہ آپ کے ان خطوط سے بھی ہوتا ہے جو آپؒ نے ان اسیران اور ان کے اہلِ خانہ اور عزیزوں کو خود اپنے ہاتھ سے تحریر فرمائے۔

(اس مقدمہ ساہیوال اور اسیرانِ راہِ مولیٰ کے کرب انگیز حالات کی تفصیل جاننے کے لئے ملاحظہ ہو مکرم محمد الیاس منیر صاحب کی خودنوشت کتاب 'حکایتِ دار و رَسن'۔)

حضور رحمہ اللہ نے اپنی ایک نظم میں اسیرانِ راہِ مولا کا ذکر ان الفاظ میں فرمایا:

ہیں کس کے بدن دیس میں پابندِ سلاسل — پردیس میں اِک روح گرفتارِ بلا ہے
کیا تم کو خبر ہے رہِ مولا کے اسیرو! — تُم سے مجھے اِک رشتۂ جاں سب سے سوا ہے
آجاتے ہو کرتے ہو مُلاقات شب و روز — یہ سلسلۂ رَبطِ بَہم صُبح و مَسا ہے
اَے تنگیٔ زِنداں کے سَتائے ہوئے مہمان — وَا چشم ہے، دِل بَاز، درِ سینہ کُھلا ہے
تم نے مِری جلوَت میں نئے رنگ بھرے ہیں — تم نے مِری تنہائیوں میں ساتھ دیا ہے
تم چاندنی راتوں میں مِرے پاس رہے ہو — تم سے ہی مری نقرئی صُبحوں میں ضِیا ہے
کِس دن مجھے تم یاد نہیں آئے مگر آج — کیا روزِ قیامت ہے! کہ اِک حَشر بپا ہے

یادوں کے مُسافِر ہو تمنّاؤں کے پیکر
بھر دیتے ہو دِل، پھر بھی وہی ایک خَلا ہے

سینے سے لگالینے کی حسرت نہیں مٹتی
پہلو میں بٹھانے کی تڑپ حَد سے سوا ہے

یا رَبّ یہ گدا تیرے ہی دَر کا ہے سوالی
جو دَان ملا تیری ہی چوکھٹ سے ملا ہے

گُم گشتہ اَسیرانِ رَہِ مولا کی خاطر
مدّت سے فقیر ایک دُعا مانگ رہا ہے

جس رَہ میں وہ کھوئے گئے اُس رہ پہ گدا ایک
کشکول لئے چلتا ہے لب پہ یہ صَدا ہے

خیرات کر اَب اِن کی رہائی مرے آقا!
کشکول میں بھر دے جو مِرے دِل میں بھرا ہے

میں تجھ سے نہ مانگوں تو نہ مانگوں گا کسی سے
میں تیرا ہوں تُو میرا خدا، میرا خدا ہے

آپؒ کم وبیش مسلسل دس سال تک اسی کرب میں مبتلا رہے۔ بالآخر آپؒ کی دعائیں اس شان سے بارگاہِ ربّ العزت میں قبولیت کے شرف سے بازیاب ہوئیں کہ وہ ظالم حکمران جو اِن اسیران کو پھانسی پر لٹکانا چاہتا تھا وہ خود خدا تعالیٰ کی گرفت میں آیا اور ایک فضائی حادثہ میں اس عبرتناک طور پر ہلاک ہوا کہ اس کا تمام جسم جل کر خاکستر ہو گیا۔ اور ملک میں ایسی تبدیلیاں آئیں کہ پہلے ان اسیران کی موت کی سزا عمر قید میں تبدیل ہوئی اور پھر بالآخر 20/مارچ 1994ء کو ان کی رہائی عمل میں آئی۔ بعد میں یہ اسیرانِ راہِ مولیٰ لندن آئے اور حضرت خلیفۃ المسیح نے انہیں اپنے سینے سے لگایا۔ اسیرانِ راہِ مولیٰ ساہیوال کی یہ رہائی اور ان کی موت کے خواہاں جنرل ضیاء الحق کی ہلاکت اور رسوائی اس دور کے زبردست نشانوں میں سے نشان تھے جو خلافتِ حقّہ اسلامیہ احمدیہ کی صداقت اور اس کے مؤیّد من اللہ ہونے پر گواہ ہیں۔

....

احمدیہ مسجد مردان کا انہدام

اگست 1986ء کو مردان (پاکستان) میں عید کے دن جب افرادِ جماعت مرد و زن اور بچے عید پڑھ کر فارغ ہوئے ہی تھے۔ پیشتر اس کے کہ ان میں سے کوئی مسجد سے باہر جاتا بعض مسلمان کہلانے والے جنونی مُلّاں حکومت کی سرپرستی میں، حکومت کے نمائندوں، ان کے افسران اور پولیس کے ساتھ دو تین سو کی تعداد میں مسجد پر حملہ آور ہوئے۔ پولیس نے اندر داخل ہو کر یہ اعلان کیا کہ وہ

جماعت کے چار سرکردہ دوستوں کو گرفتار کریں گے۔ جب ان کو گرفتار کرنے کی کوشش کی گئی تو تمام موجود احمدی مردوں، عورتوں اور بچوں نے یہ اصرار کیا کہ ان کو تم اگر قید کرو گے تو ہم سب کو قید کر کے لے جانا پڑے گا۔ چنانچہ ان سب کو پولیس نے اپنی حراست میں لے کر ویگن بھر کر حوالات میں داخل کرنا شروع کیا اور جب مسجد خالی ہو گئی تو پھر ان تمام حملہ آوروں نے پولیس کی معیّت میں اور اس کی حفاظت میں مسجد پر ہلّہ بول دیا اور مسجد کو شہید کرنا شروع کر دیا۔ منہدم کرنے سے پہلے انہوں نے مسجد کے قالین، پنکھے اور دیگر قیمتی اشیاء کو سمیٹا اور جس کے ہاتھ میں جو چیز آئی وہ لے اڑا۔ ان حملہ آوروں کا یہ حال تھا کہ جب وہ مسجد پر ہلّہ بولتے تھے اور اسے مسمار کرتے تھے تو نعرہ ہائے تکبیر بھی بلند کرتے تھے اور 'لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ' کہتے تھے کہ اے اللہ! ہم تیری آواز پر لبّیک کہتے ہوئے تیری عبادتگاہوں کو مسمار کر رہے ہیں۔ کونسا اللہ ہے جس کو مخاطب کر کے وہ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ کہتے تھے! یقیناً وہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ تو نہیں جو غیروں کی عبادتگاہوں کی بھی حفاظت کی تعلیم دیتا ہے، وہ خدا جو عیسائیوں کے معابد کی حفاظت کی بھی تعلیم دیتا ہے، وہ خدا جس نے تمام دنیا کے معابد کی حفاظت کی تعلیم دی بلکہ مسلمانوں کو ان کا ذمہ دار ٹھہرایا۔ ان ظالموں نے جنہوں نے اللہ کے نام پر اور اسلام کے نام پر مسجد کو شہید کرنا شروع کیا انہوں نے مسجد احمدیہ سے جتنے قرآن کریم کے نسخے نکلے ان کو پھاڑ کر وہاں گندی نالیوں میں پھینکا، ان کو پاؤں تلے روندا اور بعض بدبختوں نے اس پر پیشاب کیا اور ساتھ نعرہ ہائے تکبیر بلند کر رہے تھے۔

(ماخوذ از خطبہ جمعہ فرمودہ 22/اگست و 29/اگست 1986ء)

ننکانہ صاحب، اور چک نمبر 563 گ ب،

مؤرخہ 12/اپریل 1989ء کو ضلع شیخوپورہ کے علاقہ ننکانہ صاحب اور چک نمبر 563 گ ب میں 'عالمی تحریک تحفظِ ختمِ نبوت' کی زیرِ سرپرستی مخالفین کے ایک جلوس نے احمدیوں کے گھروں پر حملہ کیا۔ ان کو لوٹا، ان کو آگیں لگائیں۔ HRCP (ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان) کی رپورٹ کے مطابق اس واقعہ کی تفصیل کچھ اس طرح سے ہے کہ مؤرخہ 11/اپریل کی شام ننکانہ صاحب کی ایک مسجد سے اعلان ہونا شروع ہوئے کہ چک نمبر 563 گ ب میں احمدیوں نے قرآن شریف کو

(نعوذ باللہ) جلا دیا ہے اس لئے کل ہڑتال ہو گی اور احتجاجًا جلوس نکالا جائے گا۔ جماعتِ احمدیہ کے نمائندگان نے معاملے کی سنگینی کو بھانپتے ہوئے اپنے علاقہ کے ایس ایچ او، ڈی ایس پی اور اے سی کو اطلاع کرنے کی کوشش کی اور بمشکل ان تک پیغام پہنچانے میں کامیاب ہوئے۔ اگلے دن جب دوبارہ اے سی سے رابطہ کیا گیا تو اس نے انہیں یقین دلایا کہ حکومت نے کسی بھی قسم کی بدمزگی سے بچنے کے لئے اور امن وامان کو یقینی بنانے کے لئے مناسب انتظام کر لئے ہیں۔ ڈی ایس پی نے بھی ایسی ہی یقین دہانی کروائی اور کہا کہ ضلعی ہیڈ کوارٹر شیخوپورہ سے مزید پولیس کی نفری بلوالی گئی ہے۔ اس پر احمدیوں کو کسی قدر تسلی ہوئی۔ اس کے باوجود ستم گروں نے جلوس نکالا اور بدزبانی کرتے ہوئے انتظامیہ کی طرف سے کسی بھی قسم کی مداخلت کے بغیر دندناتے ہوئے انتہائی منظّم طور پر کئی گھنٹوں تک احمدیوں کے گھروں پر حملہ آور رہے۔ ان کو لوٹا، انہیں منہدم کرنے کی کوشش کی اور بقیہ ماندہ سامان کو آگ لگا دی۔ یہ بات توجہ طلب ہے کہ ننکانہ صاحب میں احمدیوں کے گھر شہر کے مختلف حصوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ حملہ آوروں کے مختلف گروپس نے بیک وقت مختلف علاقوں میں واقع احمدی گھروں پر حملے کئے جس سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ سب کچھ باقاعدہ پلاننگ سے ہو رہا تھا۔ ان لوگوں نے گھروں کو آگ لگانے کے لئے سیاہ رنگ کا کیمیکل بھی استعمال کیا۔ ننکانہ صاحب میں جلاؤ گھیراؤ کے بعد یہ جلوس کچھ ہی فاصلے پر موجود گاؤں چک نمبر 563 گ ب کی طرف روانہ ہوا جہاں پر احمدیہ مسجد اور کچھ گھروں کو نقصان پہنچایا گیا۔ ان بدنصیبوں نے احمدیوں کے گھروں اور مسجد میں موجود کئی قرآن کریم اور تفاسیر قرآن کے نسخوں کو نذرِ آتش کر دیا۔ اور کسی بھی قسم کے الزام سے بچنے کے لئے ان جلے ہوئے نسخوں کو کنویں میں ڈال دیا۔

مجموعی طور پر ان واقعات میں 28 احمدی گھروں کو نقصان پہنچایا گیا۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس موقع پر احمدیوں کو کسی بھی قسم کا جانی نقصان نہ اٹھانا پڑا۔

اس واقعہ میں انتظامیہ مکمل طور پر بلوائیوں کی سرپرستی کرتی رہی۔ اطلاعات کے مطابق ڈی ایس پی اسلم لودھی پولیس کی سرکردگی میں خود عوام کو ساتھ لے کر آگیں لگوا رہے تھے۔ دوسری طرف اے سی صاحب بھی اسی شغل میں مصروف تھے اور بعض دفعہ وہ خود سامان نکال کر پکڑاتے تھے کہ یہ چیز

رہ گئی ہے اس کو بھی ڈھیری میں ڈالو اور آگ لگاؤ۔ جہاں تک ننکانہ صاحب کی جماعت کا تعلق ہے انہوں نے اپنے عظیم کردار سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کا سر بلند کیا۔ اور کوئی بھاگ کر کہیں نہیں گیا۔ اپنے جلے ہوئے مکانوں میں اپنے بچوں کو لے کر وہیں بیٹھ رہے اور کلّیۃً دشمن کی اس کوشش کو رڈ کر دیا کہ وہ جماعت کی بزدلی دیکھیں۔

(ماخوذ از خطبہ جمعہ فرمودہ 14/اپریل 1989ء)

قرآن کریم میں سورۃ البروج میں بعض خدا کے پاک بندوں کا ذکر کیا گیا ہے کہ جب انہوں نے رَبُّنَا اللہ کا دعویٰ بلند کیا تو بعض ظالموں نے ان کو گڑھوں میں اتارا یا ان کے اموال اور سامانوں کو اکٹھا کیا اور آگیں لگائیں اور تماشے دیکھے اور وہ اس بات کے گواہ تھے اور دیکھ رہے تھے اور مزے اڑا رہے تھے۔ ننکانہ صاحب میں بھی ایسا ہی واقعہ گزرا۔ پولیس اور حکومت کے افسران اپنے سامنے احمدی گھروں کو جلوا رہے تھے اور پھر تماشے دیکھ رہے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 14/اپریل 1989ء میں اس امر کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

”...قرآن کریم نے جو نقشے پرانی قوموں کے کھینچے ہیں اور پرانے متقیوں کے کھینچے ہیں ہم بھی وہ خوش نصیب ہیں جن پر وہ نقشے اطلاق پا رہے ہیں اور ننکانہ صاحب کی جماعت وہ خوش نصیب جماعت ہے جو اس صدی کی پہلی جماعت ہے۔ چک نمبر 563 اور 565 کو بھی شامل کرلیں جو آئندہ صدی کے لئے جماعت کے عزم کا نشان بن گئے ہیں۔ کوئی دنیا کی آگ ان کو مغلوب نہیں کرسکتی۔“

(ماخوذ از خطبات طاہر جلد 8۔ خطبہ جمعہ فرمودہ 14/اپریل 1989ء)

چک سکندر

اس افسوسناک واقعہ کے چند ماہ بعد گجرات میں اسی کہانی کو دہرایا گیا۔ چک سکندر ضلع گجرات کی تحصیل کھاریاں کا ایک گاؤں ہے۔ پانچ سو گھرانوں پر مشتمل اس گاؤں میں قریباً سوا سو گھر احمدیوں کے ہیں۔ مسلک اور عقیدہ کے اختلاف کے باوجود گزشتہ ایک سو سال سے یہاں کے باشندوں کے باہمی تعلقات انتہائی خوشگوار تھے، حتیٰ کہ احمدیوں اور غیر احمدیوں کی مسجد بھی مشترک تھی، لیکن جب ضیاء

دور میں آمریت نے ملک میں صوبائی، لسانی اور فرقہ وارانہ عصبیتوں کو ہوا دی اور بطور خاص احمدیوں کی کردار کشی کے لئے سرکاری سطح پر ایک منظم مہم چلائی تو مولویوں کے ایک مخصوص گروہ نے شہ پا کر ملک کی پُر امن فضا کو مکدّر کر دیا۔ اس گاؤں میں پہلے مشترکہ مسجد سے احمدیوں کو بے دخل کیا گیا۔ جب احمدیوں نے اپنی زمین پر مسجد کی تعمیر شروع کی تو عدالت سے حکم امتناعی حاصل کر کے اس کی تعمیر رکوا دی گئی۔

1989ء میں جماعتِ احمدیہ کی صد سالہ جوبلی کے بعد سے وہاں حالات کی کشیدگی میں اضافہ ہوا اور احمدیوں کو شدید تنگ کیا جا رہا تھا۔ احمدیوں کے مکانوں پر حملے کئے گئے، دروازے توڑے اور جلائے گئے۔ ایک گھر کی چھت اکھیڑی گئی۔ ایذا رسانی اور مخالفت کی اس کیفیت کو احمدی نہایت صبر سے برداشت کرتے رہے۔ ضلعی انتظامیہ اور پولیس کو بار بار بتایا گیا کہ گاؤں کا امن برباد ہو چکا ہے۔ احمدیوں کا مالی نقصان بھی ہو چکا ہے اور ان کی جانیں بھی خطرے میں ہیں، لیکن پولیس نے ایک آدھ بار گاؤں کا چکر لگا کر واپس جانے کے سوا کوئی اقدام نہیں کیا۔

آخر 16ر جولائی 1989ء کو ایک سوچی سمجھی سکیم کے تحت مذہب کے چند علمبرداروں نے قتل و غارت گری کا مظاہرہ کرتے ہوئے احمدیوں پر وہ انسانیت سوز مظالم ڈھائے جن کے بیان سے قلم لرزتا ہے۔ سب سے پہلے گاؤں کے راستوں کی ناکہ بندی کی گئی اور پھر منظّم طریق پر احمدی گھروں کو آگ لگانی شروع کی گئی۔ مال و اسباب لوٹا گیا اور مخالفین نے اپنے گھروں کی چھتوں سے احمدیوں پر فائرنگ شروع کر دی۔ اسی اثناء میں پولیس پہنچ گئی۔ پولیس نے احمدیوں کو اپنا دفاع کرنے سے روک دیا۔ ان کو اپنے لائسنس یافتہ ہتھیار جمع کرانے کو کہا گیا۔ ایک احمدی نذیر احمد ساقی کو، جو اپنے مکان کی چھت پر تھے، پولیس نے نیچے بلایا۔ جب وہ نیچے آئے تو پولیس کی موجودگی میں ایک مخالف نے ان پر فائر کر کے ان کو شہید کر دیا۔ اس دوران مخالفین احمدی گھروں کو آگ لگاتے رہے۔ اس سانحہ میں ایک سو سے زائد احمدی گھر جلائے گئے۔ اور کوشش کی گئی کہ احمدیوں کو ان کے گھروں کے اندر زندہ جلا دیا جائے۔ آگ سے بچ کر اور انگاروں پر سے گزرتے ہوئے جو احمدی باہر آ رہے تھے ان پر فائر کھول دیا گیا۔ چنانچہ محمد رفیق ولد خان محمد صاحب اور ایک بچی عزیزہ نبیلہ بنت مشتاق احمد صاحب اس

ظالمانہ کارروائی میں جاں بحق ہو گئے۔ بہت سی خواتین، بچے اور ماسٹر عبد الرزاق ولد مولوی عبد المالک جیسے معمّر بزرگ شدید زخمی ہوئے۔ شقاوتِ قلبی کی انتہا یہ تھی کہ احمدیوں کے اسّی (80) کے قریب مویشی بھی ہلاک کر کے جلتی آگ میں جھونک دیے گئے۔

قابل ذکر امر یہ ہے کہ ایس پی، ڈی آئی جی اور ڈی سی، پولیس کی بھاری جمعیت کے ساتھ اس خونی ڈرامہ کے شروع ہی میں گاؤں پہنچ گئے تھے اور یہ ساری قتل و غارت گری، لوٹ مار اور بھیانک مظالم ان کی موجودگی میں جاری رہے۔ اور پھر ظالموں کو تو کچھ نہ کہا گیا الٹا مظلوم احمدیوں کے سترہ افراد کو ایک غیر احمدی شخص احمد علی کے قتل کے الزام میں گرفتار کر لیا گیا۔ یہ شخص احمدیوں کے گھروں پر کیے جانے والے حملوں کے دوران حملہ آوروں کی ہی گولی کا نشانہ بن گیا تھا۔ باقی احمدیوں کو ہراساں کر کے گاؤں سے نکال دیا گیا۔ جب احمدیوں نے اپنے مقتولین کو اپنی ملکیتی زمین میں واقع قبرستان میں دفن کرنا چاہا تو اس کی بھی اجازت نہیں دی گئی، بلکہ پولیس زبردستی ان لاشوں کو ربوہ چھوڑ گئی۔

احمدیوں پر اس قیامت صغریٰ کو بپا کرنے کے بعد کافی عرصہ تک گاؤں کے گرد پولیس کا محاصرہ رہا۔ کسی احمدی کو اندر جانے کی اجازت نہ تھی۔ جو احمدی گاؤں میں محصور رہے ان کے بارے میں کوئی اطلاع باہر نہیں جانے دی جاتی تھی۔ انتظامیہ سے ہر سطح پر درخواست کی گئی کہ احمدیوں کو دوبارہ ان کے گھروں میں جانے کی اجازت دی جائے یا کم از کم اتنی اجازت دی جائے کہ کوئی ذمہ دار احمدی پولیس کے ساتھ جا کر محصور احمدیوں کی خبر لے، لیکن کافی عرصہ تک ہر سطح پر ٹال مٹول سے کام لیا گیا۔ دوسری طرف قومی اخبارات میں انتہائی دیدہ دلیری سے مذہبی اجارہ داروں کے بیانات شائع کئے گئے کہ کسی احمدی کو چک سکندر میں واپس جانے کی اجازت نہیں دی جائے گی اور بڑے فخر سے یہ خبریں چھاپی گئیں کہ چک سکندر کے محصور قادیانیوں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ گاؤں میں بانیٔ جماعت احمدیہ اور احمدیوں کے خلاف نمایاں طور پر دل آزار بینر آویزاں کیے گئے۔ بعد ازاں احمدیوں کے گھروں سے لوٹا گیا سامان نیلام کر دیا گیا اور احمدیوں کو الٹی میٹم دیا گیا کہ وہ اپنے عقائد سے توبہ کر لیں بصورتِ دیگر انہیں قتل کر دیا جائے گا۔

قومی اخبارات وحشت و بربریت کے اس مظاہرہ پر خاموش رہے۔ حقوق انسانی کے علمبرداران

مظلوموں کے حق میں آواز بلند کرنے سے گھبراتے رہے۔ پاکستان کا وہ آئین جو بلاامتیاز تمام شہریوں کے جان ومال اور عزتوں کی حفاظت کا ضامن ہے، حرکت میں آنے سے قاصر رہا۔

اس واقعہ کے بعد علاقہ میں حکومت نے صوبائی یا وفاقی سطح پر چک سکندر کے مظلومین کے لئے نہ کوئی امدادی کیمپ کھولا، نہ زخمیوں کو طبی امداد دی، نہ ان کی دادرسی کے لئے کسی وزیر نے کوئی بیان دیا۔

(بحوالہ www.thepersecution.org)

اس واقعہ کے بعد ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان نے ایک کمیٹی تشکیل دی جس نے فریقین کے ساتھ ساتھ انتظامیہ کے ساتھ رابطہ کر کے ایک رپورٹ تشکیل دی۔ یہ مختصر مگر جامع رپورٹ شائع شدہ ہے۔اس کے آخر میں جو نتائج اخذ کئے گئے ہیں وہ ذیل میں درج کیے جاتے ہیں:

"جائے حادثہ پر موجود شواہد اور اس واقعہ سے متعلق اخذ کیے جانے والے قرائن کی روشنی میں کمیٹی درج ذیل نتائج تک پہنچی ہے:

1۔ مؤرخہ 16/ جولائی 1989ء کو احمدیوں کے خلاف ہونے والے فسادات نفرت انگیز فرقہ وارانہ جذبات کو ابھارنے کے باعث ہوئے۔ایک شخص جس نے ان فسادات میں اپنا شامل ہونا تسلیم کیا 'محمد عامر' ہے۔اس کی حرکات وسکنات کا نوٹس انتظامیہ کو قبل از وقت لے لینا چاہئے تھا۔

2۔ وہاں سے اکٹھے کئے جانے والے قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ احمدیوں کے خلاف فرقہ وارانہ فسادات کی رَو چلانے اور ان فسادات کے دوران مؤرخہ 16/ جولائی 1989ء کو احمدیوں پر حملے کرنے میں منظم اینٹی احمدیہ تنظیمیں سرگرمِ عمل تھیں۔

3۔ اس بات کے شواہد موجود ہیں کہ مؤرخہ 16/ جولائی 1989ء کو ہونے والے واقعہ کے بعد احمدیوں کو جائے وقوع سے زبردستی نکال لے جانے اور ان کے زخمیوں کے ساتھ کئے جانے والے سلوک میں انتظامیہ نے احمدیوں کے خلاف دوسرے فریق کی بے جا طرفداری سے کام لیا۔

4۔ کمیٹی کا یہ خیال ہے کہ اگر احمدیوں کو ان کی حفاظت کے لئے جائے وقوع سے نکال لے جانا مقصود تھا تو ان کا وہاں سے نکالا جانا عارضی نوعیت کا ہونا چاہیے تھا نیز ان کے عارضی قیام کے لئے مناسب انتظامات کئے جانے چاہیے تھے۔ یہ انتظامیہ کا فرض تھا کہ اس گاؤں میں احمدیوں کے محفوظ

قیام کوممکن بناتی اوران کی جان ومال کو جو بھی خطرات درپیش تھے ان کا سدِ باب کرتی۔

انتظامیہ اس لحاظ سے اپنے فرائض کو سرانجام دینے میں بری طرح سے ناکام رہی۔

5۔اس واقعہ کے رونما ہونے کے بعد اس واقعہ کی باقاعدہ تحقیق و تفتیش قطعاً عمل میں نہیں لائی گئی اور اس واقعہ سے تعلق رکھنے والی کوئی بھی سرکاری رپورٹ موجود نہیں ہے۔

6۔جن لوگوں نے احمدیوں کے جان ومال پر حملہ کیا ان لوگوں کے خلاف کارروائی نہ کرنے کا کوئی جواز نظر نہیں آتا۔"

HRCP Report on Chak Sikandar Arson & Violence against Minorities July) 1989 by Human Rights Commission of Pakistan P. 16-17)

یہ سارا ظلم پاکستان کی پنجاب پولیس نے کروایا۔اس وقت وہاں جو آئی جی پولیس تھے وہ وہی تھے جن کی زیرِ نگرانی 1974ء میں سرگودھا میں احمدیوں کے گھر جلائے گئے تھے۔سارے ضلع کی انتظامیہ اس خبیثانہ اور ظالمانہ فعل میں پوری طرح ملوّث اور ذمہ دار تھی۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 21/جولائی 1989ء میں چک سکندر کے اس واقعہ کا تفصیل سے ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"...احمدی شہداء کا خون ضائع ہونے والا نہیں ہے۔اس کے ایک ایک قطرے کا ظالموں سے حساب لیا جائے گا اور اس کا ایک ایک قطرہ جماعت احمدیہ کے لئے نئی بہاریں لے کر آئے گا اور نئے چمن کھلائے گا اور نئی بستیوں کی آبیاری کرے گا اور تمام دنیا میں جماعت احمدیہ کے نشوونما کے لئے یہ قطرہ باران رحمت کے قطروں سے بڑھ کر ثابت ہوگا۔"

اسی طرح آپؒ نے فرمایا:

"ان شہادتوں کا جو اَب ہوئی ہیں اور ان واقعات کا مجھے کوئی شبہ نہیں کہ حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحبؓ شہید کی شہادت سے ایک گہرا تعلق ہے اور بہت سے امور اس بات کو ثابت کرتے ہیں کہ یہ واقعہ اتفاقی نہیں ہے۔اس لئے افغانستان کے سو سال جس عذاب میں گزرے ہیں اس شہادت کے بعد اس سے پاکستان کو سبق لینا چاہئے۔اگر پاکستان نے اس بات سے سبق نہ لیا تو جہاں تک جماعت احمدیہ کا تعلق ہے اس کی ترقی کو کوئی دنیا کی طاقت روک

نہیں سکتی۔ جب سے پاکستان نے مخالفت شروع کی ہوئی ہے جماعت اگر چل رہی تھی تو تیزی سے دوڑ رہی ہے، اگر دوڑ رہی تھی تو اُڑتی چلی جا رہی ہے۔ کوئی دنیا کا ایسا ملک نہیں جہاں جماعت احمدیہ خدا تعالیٰ کے فضل سے پہلے سے بیسیوں گنا زیادہ تیز رفتار کے ساتھ آگے نہیں بڑھ رہی۔ اس لئے جماعت کی تقدیر تو آسمان پر لکھی ہوئی ہے۔ تمہارے ذلیل اور رسوا ہاتھ آسمان پر لکھی ہوئی تقدیر کو مٹا نہیں سکتے۔ تمہاری رسوائی کی تقدیر اس زمین پر بھی لکھی جائے گی اور اگر تم اپنے ظلم اور سفّاکی سے باز نہ آئے تو تمہیں خدا کی تقدیر عبرت کا نشان بنا دے گی اور تم ماضی کا حصہ بن جاؤ گے، مستقبل میں آگے بڑھنے والی قوموں میں شمار نہیں کئے جاؤ گے۔"

(خطباتِ طاہر جلد 8 صفحہ 497–498۔ خطبہ جمعہ فرمودہ 21 رجولائی 1989ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی زبانِ مبارک سے نکلے ہوئے یہ الفاظ بڑی شان کے ساتھ پورے ہوئے اور جماعت احمدیہ بیسیوں گنا تیز رفتاری سے شاہراہِ غلبۂ اسلام و احمدیت پر آگے بڑھتی چلی جا رہی ہے اور دوسری طرف پاکستان میں معاندین احمدیت مُلّاں اور ان کی سرپرست حکومتیں ذلّت و رسوائی کا شکار ہیں۔ یہ ایسی کھلی حقیقتیں ہیں جن سے کوئی شپّرہ چشم ہی انکار کرسکتا ہے۔

سانحہ گھٹیالیاں

ضلع سیالکوٹ میں واقع گھٹیالیاں کا گاؤں جماعتِ احمدیہ میں اس وجہ سے بھی مشہور ہے کیونکہ ربوہ کے بعد اسی قصبے میں جماعتِ احمدیہ کے زیرِ اہتمام تعلیم الاسلام ہائی سکول اور تعلیم الاسلام کالج قائم ہوا جن میں سے تعلیم الاسلام سکول آج بھی قائم ہے۔ اس قصبے کی تین ہزار آبادی میں دو تہائی غیر از جماعت افراد ہیں۔ اس قصبے میں دو احمدی مساجد ہیں، ایک شمال میں اور دوسری شرقی سمت ہے۔ شرقی سمت کی مسجد قصبے کے شرقی کونے میں واقع ہے جس کے قریب ہی پسرور جانے والی سڑک گزرتی ہے۔ مؤرخہ 30 راکتوبر 2000ء کی صبح نماز فجر پانچ بج کر پچیس منٹ پر ادا کی گئی۔ امام الصلوٰۃ کے فرائض مکرم مشتاق احمد صاحب انجام دیتے تھے جو اس مجلس کے زعیم انصار اللہ اور جماعت کے سیکرٹری امورِ عامہ بھی تھے۔ نماز کے بعد انہوں نے تفسیر صغیر سے سورۃ فاتحہ کا درس دیا جو معمول سے قدرے طویل ہو گیا۔ درس ختم ہونے کے بعد ایک نوجوان خادم محمد اسلم نے ان سے

قرآن کریم لیا اوران کے دائیں ہاتھ بیٹھ کرتلاوت کرنے ہی لگا تھا کہ مسجد میں قیامت برپا ہوگئی۔

گھٹیالیاں سے پسرور جانے والی سڑک پر ایک سلیٹی رنگ کی کار آ کر رکی جس میں دو افراد بیٹھے رہے اور باقی دو جنہوں نے چادریں لپیٹی ہوئی تھیں اور منہ پر نقاب ڈالے ہوئے تھے مسجد میں داخل ہوئے۔ادھر درس ختم ہونے کے بعد تین افراد باہر نکلے،سب سے آگے عباس علی صاحب تھے جو ایک مضبوط اور تنومند 35 رسالہ نوجوان تھے۔کلاشنکوفوں سے مسلح دو افراد نے جو مسجد کے صحن سے آگے آ کر دروازے تک پہنچ چکے تھے اندر سے نکلنے والے تینوں افراد کو واپس مسجد میں جانے کو کہا۔عباس علی صاحب بڑی جرأت اور دلیری سے آگے والے شخص سے الجھ پڑے اور اس کی گن پر ہاتھ ڈال دیا اور ڈپٹ کر کہا ''تم کون ہو۔تم باہر نکلو''۔اسی لمحے دوسرے مسلح شخص نے کلاشنکوف عباس علی صاحب کے جسم سے لگا کر پورا برسٹ ان کے پیٹ میں اتار دیا اور اندر سے آنے والے دوسرے نوجوان کو بٹ مار کر اندر گرا دیا اور تیسرے نوجوان تسنیم عرف مٹھو کو بھی دھکیل دیا۔اس نے اندر آتے ہی دروازہ بند کرنے کی کوشش کی اور ایک دروازے کی کنڈی لگا دی مگر دوسرا دروازہ بند نہ کر سکا۔مسجد کے اندر بعض لوگ ابھی بیٹھے تھے اور بعض کھڑے تھے۔مشتاق صاحب نے جو محراب میں بیٹھے تھے جب ایک نوجوان کو اندر کی طرف گرتے دیکھا تو وہ فوراً اٹھ کھڑے ہوئے اور اس کے ساتھ ہی مسلح شخص کی کلاشنکوف سے گولیاں چلنے لگیں۔اس نے نیم دائرہ بنا کر ساری مسجد کے اندر گولیوں کی بوچھاڑ کر دی۔ فائرنگ سے نکلنے والا دھواں اور جسموں سے نکلنے والا لہو ہر طرف پھیل گیا۔دونوں مسلح افراد نے چند لمحوں میں اپنی کارروائی ختم کی اور باہر نکل گئے۔باہر نکل کر انہوں نے ہوائی فائر کیا تا کہ کوئی ان کے پیچھے نہ آسکے۔پھر وہ بھاگ کر گاڑی میں بیٹھے اور سلیٹی رنگ کی کار پسرور کی طرف فرار ہوگئی۔

مسجد کے اندر لوگ ایک دوسرے پر گرے پڑے تھے۔جن کو زیادہ گولیاں لگی تھیں وہ جان کنی کی کیفیت میں تھے۔حملہ آور کے سامنے مسجد کا ستون اور اس کے پیچھے محراب تھی جس میں مشتاق صاحب کھڑے تھے۔جب ان کو یہ احساس ہوا کہ وہ زندہ سلامت ہیں مگر بہت سے احباب شدید زخمی ہیں تو ان کے سینے سے اللہ اکبر کی آواز بلند ہوئی۔اس کے ساتھ ہی جو لوگ زندہ بچ گئے تھے انہوں نے اللہ اکبر کے فلک شگاف نعرے لگانے شروع کر دیئے۔مشتاق صاحب نے لوٹے میں پانی لا کر زخمیوں

کو پلانا شروع کیا۔ قصبے کے دیگر لوگ بھی جمع ہو گئے۔ اس واقعہ میں 4/افراد شہید جبکہ 6/افراد شدید زخمی ہوئے۔ شہداء میں محترم غلام محمد صاحب ولد علی محمد صاحب (عمر 68/سال)، محترم عطاء اللہ صاحب ولد مولا بخش صاحب (عمر 65/سال)، محترم عباس علی صاحب ولد فیض احمد صاحب (عمر 35/سال) اور محترم افتخار احمد صاحب ولد چوہدری محمد صادق صاحب (عمر 35/سال) اور شہزاد احمد (عمر 16/سال) شامل ہیں۔

بنگلہ دیش

پاکستان میں مخالفت کی اس آگ کو معاندینِ احمدیت نے دیگر ممالک میں بھی منتقل کرنا شروع کر دیا۔ بنگلہ دیش بھی ان ممالک میں سے ایک ملک ہے۔ اس میں منظم طور پر جب احمدیوں کی مخالفت کا شوشہ چھوڑا گیا اور حکومت سے یہ مطالبہ کیا گیا کہ احمدیوں کو غیر مسلم قرار دیا جائے تو اس ملک کے بعض عقلمند سیاسی لیڈرز نے پاکستان سے سبق سیکھتے ہوئے انٹرنیشنل ختمِ نبوّت موومنٹ کے مطالبات کو ماننے سے انکار کر دیا۔ تاہم اس کے باوجود بنگلہ دیش کے شہروں اور گاؤں ساتکھیرہ (Sathkira) (سُندر بن)، ناٹور (Natore)، براہمن بڑیا (Brahmanbaria)، بھادوگڑھ (Bhadugarh)، کھلنا، جمال پور، چٹاگانگ، ناصر آباد، طاہر آباد، شری شاباڑی، کھڑم پور، دیبو گرام، کروڑا، گھٹورا اور ڈھاکہ وغیرہ میں احمدیہ مساجد اور احمدی گھروں پر حملے کئے گئے۔ کئی گھر جلا دیئے گئے، مسجدوں کو بھی جلایا گیا۔ بعض جگہوں پر احمدیہ مساجد پر مخالفین نے زبردستی ناجائز قبضہ کر لیا۔ اسی طرح انہیں پتھراؤ اور ایک جگہ بموں سے نقصان پہنچایا گیا۔ ان فسادات میں سات احمدی شہید جبکہ متعدد احمدی زخمی ہوئے۔

جماعتہائے احمدیہ بنگلہ دیش نے جس صبر و استقامت کے ساتھ ان مظالم کو برداشت کیا اور ایمانی جرأت اور ہمت اور ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا اس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 12/فروری 1993ء میں جماعت احمدیہ بنگلہ دیش کے سالانہ جلسے کے اختتام پر اُن سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا:

"بنگلہ دیش بہت ہی بڑے ابتلا میں سے بلکہ بار بار ابتلاؤں میں سے گزرا ہے اور ان پر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ باوجود اس کے کہ جماعت چھوٹی اور دیکھنے میں کمزور ہے مگر ایمان اور ہمت اور استقلال اور بہادری میں اور ثابت قدمی میں دنیا کی کسی جماعت سے پیچھے نہیں بلکہ اکثر جماعتوں سے آگے قرار دیا جاسکتا ہے۔ اتنے بڑے بڑے بوجھ، اس حیرت انگیز طریق پر جماعت نے اٹھائے اور ہمت سے مسکراتے ہوئے بغیر خوف کے اظہار کے بڑے بڑے خوفوں سے گزر گئے اور بڑے بڑے نقصانات کے رونے نہیں روئے اور اللہ کی حمد کے گیت گاتے ہوئے اس بات پر شکر کرتے ہوئے کہ خدا نے ہمیں توفیق بخشی اور استقامت عطا فرمائی وہ جماعت آگے سے آگے بڑھتی چلی جارہی ہے۔ اور ہر ابتلا کا فوری نتیجہ خدا کے غیر معمولی فضلوں کی صورت میں ان پر نازل ہورہا ہے اور ہر وہ کوشش جو اُن کو کمزور بنانے کی کی جارہی ہے وہ ان کو پہلے سے بہت زیادہ طاقتور بنا کر نکالتی ہے۔ یہ تو خدا کا ایک عمومی سلوک ہے جو سب الٰہی جماعتوں سے ہوا کرتا ہے۔ لیکن جیسے کہتے ہیں جتنا گڑ ڈالو گے اتنا ہی میٹھا ہوگا۔ تو وہ ماشاء اللہ اپنی قربانیوں میں گڑ بہت ڈالتے ہیں اور ویسے بھی ان کو میٹھے کی بہت عادت ہے اس لئے یہ گڑ والا محاورہ ان پر خاص صادق آتا ہے۔۔۔ بگر قربانیوں کا جہاں تک تعلق ہے ان میں جتنا میٹھا ڈالیں اچھا ہے کیونکہ وہ میٹھا تو منظور ہی منظور ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل کے ساتھ آپ کی قربانیوں کو بہت جلد جلد پھل عطا کرتا ہے۔۔۔"

حضورؒ نے فرمایا:

"جماعت احمدیہ کا سورۂ صف کے ساتھ ایک گہرا تعلق ہے اور جماعت احمدیہ بنگلہ دیش جس شان کے ساتھ اپنی ذمہ داریوں کو ادا کر رہی ہے اور جس اخلاص کے ساتھ ثابت قدمی سے ابتلاؤں کو برداشت کر رہی ہے اور نیکیوں میں آگے بڑھ رہی ہے اس وجہ سے میں نے انہی آیات کو آج اُن کے جلسہ کے لئے موضوع بنایا تا کہ ان کو پتہ لگے کہ قرآن کریم میں ان کا ذکر موجود ہے۔ بظاہر کہنے کو تو یہاں یہ ذکر نہیں کہ 4۔ بخشی بازار ڈھاکہ میں یہ ہوگا یا برہم بڑیہ میں فلاں بات ہوگی لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ قرآن کریم نے جو نقشے کھینچے ہیں کہ خدا کی خاطر کیا کیا تکلیفیں اٹھائی جاتی ہیں وہ یہاں موجود ہیں اور اس کی جزا جو دی جاتی ہے وہ بھی ذکر ہے۔ فرمایا

تُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ جو کچھ بھی مصیبتیں تم پر ٹوٹیں، جو مظالم تم پر توڑے جائیں، تم ثابت قدمی کے ساتھ اپنے اموال کی قربانی بھی پیش کرتے چلے جاتے ہو اور جانوں کی قربانی بھی پیش کرتے چلے جاتے ہو۔ چنانچہ وہاں جس قسم کے ہولناک حالات پیدا کئے گئے ہیں، برہمن بڑیہ میں مثلاً اور 4۔ بخشی بازار ڈھاکہ میں ان حالات کے نتیجہ میں بڑے بڑے بہادروں کا بھی پتہ پانی ہو سکتا تھا اور بڑے بڑے دلیر کہلانے والے بھی خوفزدہ ہو سکتے تھے۔ لیکن چھوٹے بچے کیا اور مرد کیا اور بڑے کیا سب نے صبر کا اور استقامت کا ایسا عظیم نمونہ دکھایا ہے۔ اس دلیری کے ساتھ ان خوفوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر جھجکے بغیر اپنے آپ کو پیش کر دیا ہے اور ظالموں نے ان کو اس طرح پیٹا ہے جس طرح کسی مٹی کے ڈھیر پر سوٹے برسائے جا رہے ہوں اور اُف تک نہیں کی۔ چیخیں نہیں ماریں، شور نہیں مچایا، منتیں نہیں کیں اور کسی قسم کی بھی کمزوری کا اظہار نہیں کیا۔۔ ان میں جو بوڑھے تھے وہ بھی تقریباً جاں بلب ہو گئے اور جوان اور بچے جو تھے وہ بھی بُری طرح پیٹے گئے۔ بہت دردناک طریق پر اُن کو مارا گیا یہاں تک کہ بعض دیکھنے والے غیر احمدیوں نے جب دیکھا تو بعد میں تعجب کا اظہار کیا کہ بچ کس طرح گئے۔ کیونکہ جس حال میں وہ چھوڑ کر گئے تھے بظاہر بچنے کی کوئی صورت نہیں تھی۔ لیکن بنگلہ دیش کی جماعت کی جو خوبی میں بیان کر رہا ہوں وہ ان کی بہادری ہے۔ ذرّہ بھر بھی انہوں نے وحشت نہیں دکھائی۔ خوف کا اظہار نہیں کیا۔ اور اللہ کے فضل سے بڑی محبت اور پیار کے ساتھ خدا کی خاطر ان دکھوں کو برداشت کیا۔ ان کے سامنے لمبے عرصہ کی قربانیوں کا پھل جو بخشی بازار کی عمارت کی صورت میں تھا اور اس میں مختلف قسم کا قیمتی فرنیچر بھی سجا ہوا تھا، مختلف کمرے تھے، رہائش کی مختلف جگہیں بھی تھیں، مسجد بہت خوبصورت سجائی گئی تھی۔ بہت خرچ کیا گیا تھا۔ ان سب چیزوں کو اپنے سامنے آگ لگتے، جلتے، برباد ہوتے ہوئے بظاہر دیکھا لیکن قطعاً واویلا نہیں کیا اور بعد میں بھی جو خط مجھے وہاں سے ملے ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ خدا نے اپنے فضل سے اس جماعت کو غیر معمولی طور پر اخلاص اور استقامت عطا فرمائی ہے اور یہ کوئی معمولی بات نہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ غیر معمولی طور پر بنگال کی جماعت نے خدا کی راہ میں ثابت قدمی دکھائی ہے۔

ایک احمدی خاتون کے متعلق مثلاً مجھے خط ملا کہ جب اُن کو خبر ملی۔ اُن کا کوئی عزیز رشتہ دار کوئی تعلق والا نہیں تھا اور جب اُن کو پتہ چلا کہ کتنے خوفناک حالات ہیں اور کس بُری طرح مارا پیٹا جا رہا ہے اور تقریباً ذبح کر کے لوگ چھوڑ گئے ہیں تو اُن کا پہلا ردِّ عمل یہ تھا کہ بغیر کسی سے بات کئے فوراً رکشا پکڑا اور کہا کہ میں کیوں محروم رہوں، میں وہاں پہنچوں گی اور میں بھی دفاع میں حصہ لوں گی۔ چنانچہ جب وہ پہنچی ہیں تو وہاں سب ہنگامہ ختم ہو چکا تھا اور پہنچ کر انہوں نے وہاں لوگوں کو دیکھا۔ کچھ زخمی تھے اور کچھ دوسرے۔ انہوں نے کہا کہ کہاں ہیں وہ لوگ جو مار رہے تھے۔ میں بھی تو اسی لئے آئی تھی، تو ان کو بتایا گیا کہ یہ سب معاملہ تو ختم ہو چکا ہے۔ اب تو زخمی ہسپتال جا رہے ہیں۔ جو آگیں تھیں وہ کچھ ٹھنڈی ہو گئی ہیں اور کچھ ٹھنڈی کی جا رہی ہیں۔۔۔۔

تو بنگالی احمدیوں کا ذکرِ خیر اور اُن کی استقامت کا اور اخلاص کا ذکرِ خیر تاریخ احمدیت میں ہمیشہ کے لئے سنہری لفظوں سے محفوظ ہونا چاہئے۔۔۔۔

پس اہلِ بنگال اور بنگال کی جماعتوں کو یہ خوشخبری ہے کہ جو کچھ ہوا ہے اُس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کے فضل مختلف صورتوں میں ظاہر ہوں گے، آخرت سے تعلق رکھنے والے فضل بھی نازل ہوں گے اور دنیا سے تعلق رکھنے والے فضل بھی نازل ہوں گے اور مَیں سمجھتا ہوں کہ اس خوشخبری میں صرف بنگال کے احمدی ہی نہیں بلکہ بنگال کے عوام الناس بھی عموماً داخل ہیں۔ اس لئے کہ بنگالی مزاج میں ایک ایسی شرافت پائی جاتی ہے جو مذہبی جنون رکھنے والی قوموں میں عموماً نہیں پائی جاتی۔ مذہبی جنونی تو وہاں موجود ہیں لیکن بنگال کا مزاج عدل والا مزاج ہے اور عقل کے لحاظ سے میں نے بنگالی کا دماغ دیکھا ہے کہ ہمارے پنجابیوں کی نسبت روزمرّہ معاملات میں، سیاست میں، مسائل کو سمجھنے میں بہت زیادہ روشن ہے۔ وجہ یہ نہیں ہے کہ اُن کے دماغ کی قسم اچھی ہے بلکہ وجہ یہ ہے کہ اُن میں انصاف پایا جاتا ہے اور سب سے زیادہ پاگل کرنے والی چیز بے انصافی ہے۔ اس لئے پنجاب میں ویسے دماغ بہت اچھے ہیں وہ جب دنیا کے علوم میں تتبع کرتے ہیں، جستجو کرتے ہیں تو بڑی بڑی ترقیاں پا جاتے ہیں۔ سیاست کے اینچ پینچ میں بھی خوب جوہر دکھاتے ہیں لیکن گہری عقل اور تقویٰ کی روشنی عدل کے بغیر نصیب نہیں ہوا کرتی۔ وہاں عدل

کم ہے اور اسی نے ساری مصیبت ڈالی ہوئی ہے۔ اگر پاکستان کو عدل نصیب ہو جائے تو پاکستانی قوم دنیا کی کسی قوم سے پیچھے نہیں بلکہ مَیں سمجھتا ہوں کہ صفِ اوّل کی قوموں میں غیر معمولی چمکنے والی قوم بن سکتی ہے۔مگر بہر حال بنگلہ دیش کی جو خاص خوبی مجھے دکھائی دیتی ہے وہ یہ ہے کہ ان میں عدل پایا جاتا ہے۔ پنجابی کے مقابل پر بہت زیادہ عدل مزاج لوگ ہیں۔

پس ساری قوم نے بڑا ہی عمدہ ردِّعمل دکھایا ہے۔ اتنی کھلم کھلا اور اتنی زور کے ساتھ جماعت احمدیہ کی تائید ہوئی ہے اور اکثریت کے رہنما ہونے کے دعویدار علماء کو مجرم گردانا گیا ہے اور کھلم کھلا کہا گیا ہے کہ تم دھوکے باز ہو، تم نے ظلم کیا ہے۔۔تم نے قرآن کی بے عزتی کی، تم نے اسلام کی بے عزتی کی، تمہیں کوئی حق نہیں تھا۔ جب بابری مسجد والا واقعہ ہوا ہے تو بعض اخباروں نے بڑے سخت اداریے لکھے ہیں کہ اے ملّاں! تو بابری مسجد کو روتا ہے۔ 4 بخشی بازار میں جماعت احمدیہ کی مسجد کے ساتھ کل تُو نے کیا کیا تھا؟ تجھے حق کیا ہے کہ کسی اور مسجد کی بربادی پر کسی قسم کا احتجاج کرے؟ تو ساری قوم نے اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ قیامِ عدل کا جو نمونہ دکھایا ہے اُس سے میرا دل بنگلہ دیش کے لئے بہت راضی ہے اور مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ اس قوم پر فضل فرمائے گا۔ اور جہاں جماعت پر فضل فرمائے گا، بنگالیوں پر بالعموم بھی فضل فرمائے گا۔خدا کرے کہ ان کی سیاست اُن کو عدل پر قائم رہنے دے۔۔۔

اے اہلِ بنگالہ! مَیں تمہیں مبارکباد دیتا ہوں۔تم نے جس طرح میرے دل کو راضی کیا میری دعا ہے کہ اس سے اَن گنت زیادہ خدا کا دل تم سے راضی ہو اور خدا تعالیٰ جب کسی کو نصیب ہو جائے تو اُسے دنیا بھی عطا ہو گئی اور آخرت بھی ہو گئی۔آمین"

(خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ؒ 12/فروری 1993ء۔خطباتِ طاہر جلد 12 صفحہ 120 تا 136)

اس کے علاوہ بلغاریہ، مصر، جرمنی، انڈیا، انڈونیشیا، قازاقستان، قرغزستان، ملائشیا، فلسطین، سعودی عرب، سنگاپور، تھائی لینڈ، ٹرینیڈاڈ، ہالینڈ، ناروے اور یُوکے میں بھی احمدیوں کے خلاف ظلم وزیادتی کے بعض واقعات منظرِ عام پر آئے اور حکومتِ پاکستان کی شرانگیزی اور پشت پناہی کے نتیجہ میں پاکستان سے باہر کے ممالک میں بھی احمدیہ مساجد، مشن ہاؤسز اور جماعتی املاک کو نقصان پہنچانے کی مذموم کارروائیاں کی گئیں۔

• •

شہداء دورِ خلافتِ رابعہ

تاریخ انبیاء اس بات پر شاہد ہے کہ بسا اوقات خدا کے مامورین و مرسلین پر ایمان لانے والوں کو ان کے معاندین و مکذّبین کی طرف سے اس قدر شدید مخالفتوں اور اذیتوں کا سامنا کرنا پڑا کہ انہیں اپنے خون دے کر اور اپنی جانیں قربان کر کے اپنے ایمان کی صداقت پر گواہی دینی پڑی۔ اس پہلو سے سیّد المرسلین، خاتم النبیین حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی قربانیوں اور شہادتوں کی تاریخ نہایت ارفع اور روشن اور دلگداز تاریخ ہے۔

اسی سنت انبیاء کے مطابق اس زمانہ میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ کامل اور عاشقِ صادق اور آپ کے موعود مہدی و مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متبعین کو بھی سخت اذیتوں اور ابتلاؤں سے گزرنا پڑا۔ چنانچہ بانیٔ جماعت احمدیہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کی حیاتِ مبارکہ میں ہی شہادتوں کی بنیاد بھی پڑی۔ حضور علیہ السلام نے افغانستان سے تعلق رکھنے والے دو جلیل القدر صحابہ حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب اور حضرت سیّد عبداللطیف صاحب شہید کا ذکر اپنی تصنیف ''تذکرۃ الشہادتین'' میں بڑے ہی دلگداز انداز میں فرمایا۔ ہر دو شہدائے کرام کے واقعاتِ ہائلہ پڑھ کر انسان لرز جاتا ہے کہ انہیں کس بیدردی کے ساتھ شہید کیا گیا۔ دوسری طرف ان شہداء کی غیر معمولی استقامت و ثابت قدمی انسان کو ورطۂ حیرت میں ڈالتی ہے۔ سلسلہ احمدیہ میں ان ابتدائی شہادتوں کی تفصیل جاننے کے لئے کتاب 'تذکرۃ الشہادتین' کا مطالعہ بہت اہمیت رکھتا ہے۔

حضور علیہ السلام نے ان شہداء کے ذکر میں ایک مقام پر فرمایا:

> ''... ایسے لوگ اکسیر احمر کے حکم میں ہیں جو صدق دل سے ایمان اور حق کے لئے جان بھی فدا کرتے ہیں اور زن و فرزند کی کچھ بھی پرواہ نہیں کرتے۔ اے عبداللطیف! تیرے پر ہزاروں رحمتیں کہ تُو نے میری زندگی میں ہی اپنے صدق کا نمونہ دکھایا اور جو لوگ میری جماعت میں سے میری موت کے بعد رہیں گے مَیں نہیں جانتا کہ وہ کیا کام کریں گے۔''

(تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 60)

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد

خلافت احمدیہ کے مختلف ادوار میں بھی متعدد شہداء نے اپنے بزرگ اسلاف کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اپنی جانوں کی قربانیاں دیں اوراسی طرح صدق ووفا کے شاندار نمونے دکھائے۔

خلافت رابعہ کے عہد میں بھی یہ سلسلہ جاری رہا۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے حضرت اقدس مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے مذکورہ بالاارشاد کو بیان کرنے کے بعد اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 23/اپریل1999ءمیں فرمایا:

"جماعت کی طرف سے حضرت اقدس مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح کو میں کامل یقین سے یہ پیغام دے سکتا ہوں۔اے ہمارے آقا! تیرے بعد تیری جماعت انہی راستوں پر چلی ہے اور انشاء اللہ ہمیشہ چلتی رہے گی جو رستے صاحبزادہ عبداللطیف شہید نے ہمارے لئے بنائے تھے۔گوان سے نسبت کوئی نہیں مگر غلامانہ ہم انہیں راستوں پر چل رہے ہیں۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ23/اپریل1999ء۔خطباتِ طاہر بابت شہداء صفحہ25)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے1999ءمیں 'شہدائے احمدیت' کے تذکرہ پر مشتمل خطبات کا ایک سلسلہ شروع فرمایا جو بعد میں 'شہدائے احمدیت' کے نام سے کتابی صورت میں شائع ہوئے۔ یہ کتاب جماعت کی ویب سائٹ پر موجود ہے اور مومنین کے ایمان واخلاص اور جذبۂ قربانی کو بڑھانے کا موجب ہے۔

اس مختصر تمہید کے بعد ذیل میں ہم عہدِ خلافتِ رابعہ میں شہادت کا اعزاز پانے والوں کی فہرست درج کررہے ہیں۔(ان شہادتوں کی تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو کتاب "شہدائے احمدیت")

[www.alislam.org/urdu/pdf/Shuhda-e-Ahmadiyyat-Aaghaz-ta-Khilafat-4.pdf]

ان شہداء میں پاکستان ہی نہیں بلکہ دنیا کے مختلف ممالک میں شہادت پانے والے شامل ہیں۔ان میں مرد بھی ہیں،عورتیں بھی ہیں اور بچے بھی۔

خدا رحمت کُند ایں عاشقانِ پاک طینت را

نمبر شمار	تاریخ	اسماء شہدائے کرام	مقام
1	16؍اپریل 1983ء	ماسٹر عبدالحکیم ابڑو شہید	وارہ لاڑکانہ
2	8؍اگست 1983ء	ڈاکٹر مظفر احمد شہید	امریکہ
3	8؍ستمبر 1983ء	شیخ ناصر احمد شہید	اوکاڑہ
4	10؍اپریل 1984ء	چوہدری عبدالحمید شہید	محراب پور (سندھ)
5	یکم مئی 1984ء	قریشی عبدالرحمان شہید	سکھر (سندھ)
6	16؍جون 1984ء	ڈاکٹر عبدالقادر شہید	فیصل آباد
7	15؍مارچ 1985ء	ڈاکٹر انعام الرحمٰن شہید	سکھر
8	7؍اپریل 1985ء	چوہدری عبدالرزاق شہید	بھریا روڈ
9	9؍جون 1985ء	ڈاکٹر عقیل بن عبدالقادر شہید	حیدرآباد
10	29؍جولائی 1985ء	محمود احمد اٹھوال شہید	پنوں عاقل
11	10؍اگست 1985ء	قریشی محمد اسلم شہید (مربی سلسلہ)	ٹرینیڈاڈ
12	18؍اپریل 1986ء	مرزا منور بیگ شہید	لاہور
13	11؍مئی 1986ء	سید قمر الحق شہید	سکھر
14	11؍مئی 1986ء	راؤ خالد سلیمان شہید	کراچی
15	9؍جون 1986ء	رخسانہ طارق شہید	مردان
16	9؍جولائی 1986ء	بابو عبدالغفار شہید	حیدرآباد
17	25؍فروری 1987ء	غلام ظہیر احمد شہید	سوہاوہ، جہلم
18	14؍مئی 1989ء	ڈاکٹر منور احمد شہید	سکرنڈ (سندھ)
19	16؍جولائی 1989ء	نذیر احمد ساقی شہید	چک سکندر۔گجرات
20	16؍جولائی 1989ء	رفیق احمد ثاقب شہید	چک سکندر۔گجرات
21	16؍جولائی 1989ء	نبیلہ شہید	چک سکندر۔گجرات
22	اگست 1989ء	ڈاکٹر عبدالقدیر جدران شہید	قاضی احمد۔نواب شاہ
23	28؍ستمبر 1989ء	ڈاکٹر عبدالقدوس جدران	قاضی احمد۔نواب شاہ
24	17؍جنوری 1990ء	قاضی بشیر احمد کھوکھر شہید	شیخوپورہ
25	30؍جون 1990ء	مبشر احمد شہید	تیماپور۔کرناٹک۔بھارت
26	17؍نومبر 1990ء	نصیر احمد علوی شہید	دوڑ۔نواب شاہ

27	16رد سمبر1992ء	محمد اشرف شہید	جلہن۔گوجرانوالہ
28	5رفروری1994ء	احمد نصر اللہ شہید	لاہور
29	5رفروری1994ء	رانا ریاض احمد شہید	لاہور
30	30راگست1994ء	وسیم احمد بٹ شہید	فیصل آباد
31	30راگست1994ء	حفیظ احمد بٹ شہید	فیصل آباد
32	10راکتوبر1994ء	ڈاکٹر نسیم احمد بابر شہید	اسلام آباد
33	28راکتوبر1994ء	عبدالرحمان باجوہ شہید	کراچی
34	30راکتوبر1994ء	دلشاد حسین کھچی شہید	لاڑکانہ
35	10رنومبر1994ء	سلیم احمد پال شہید	کراچی
36	19ردسمبر1994ء	انور حسین ابڑو شہید	لاڑکانہ
37	9راپریل1995ء	ریاض احمد شہید	شب قدر۔مردان
38	3رمئی 1995ء	مبارک احمد شرما شہید	شکارپور۔سندھ
39	8رنومبر1996ء	محمد صادق شہید	حافظ آباد
40	19رجون1997ء	چوہدری عتیق احمد باجوہ شہید	وہاڑی
41	26راکتوبر1997ء	ڈاکٹر نذیر احمد ڈھونیکی شہید	گوجرانوالہ
42	12ردسمبر1997ء	مظفر احمد شرما ایڈووکیٹ شہید	شکارپور
43	8رفروری1998ء	میاں محمد اکبر اقبال شہید	یوگنڈا
44	7رجولائی1998ء	محمد ایوب اعظم شہید	واہ کینٹ
45	4راگست1998ء	ملک نصیر احمد شہید	وہاڑی
46	10راکتوبر1998ء	ماسٹر نذیر احمد بگھیو شہید	نواب شاہ
47	30راکتوبر1998ء	چوہدری عبدالرشید شریف شہید	لاہور
48	یکم دسمبر1998ء	ملک اعجاز احمد شہید	وزیر آباد۔گوجرانوالہ
49	14راپریل1999ء	مرزا غلام قادر احمد شہید	ربوہ
50	9رمئی1999ء	مبارکہ بیگم شہید (اہلیہ عمر سلیم بٹ صاحب)	چونڈہ۔سیالکوٹ
51	8راکتوبر1999ء	نورالدین احمد شہید	کھلنا۔بنگلہ دیش
52	8راکتوبر1999ء	محمد جہانگیر حسین شہید	کھلنا۔بنگلہ دیش
53	8راکتوبر1999ء	محمد اکبر حسین شہید	کھلنا۔بنگلہ دیش

54	8راکتوبر1999ء	سبحان علی موڑل شہید	کھلنا۔بنگلہ دیش
55	8راکتوبر1999ء	محمد محب اللہ شہید	کھلنا۔بنگلہ دیش
56	8راکتوبر1999ء	ڈاکٹرعبدالماجد شہید	کھلنا۔بنگلہ دیش
57	8راکتوبر1999ء	ممتازالدین احمد شہید	کھلنا۔بنگلہ دیش
58	18رجنوری2000ء	ڈاکٹرشمس الحق طیب شہید	فیصل آباد
59	15راپریل2000ء	مولاناعبدالرحیم شہید	لدھیانہ۔بھارت
60	8رجون2000ء	چوہدری عبداللطیف اٹھوال شہید	چک بہوڑو۔شیخوپورہ
61	30راکتوبر2000ء	افتخاراحمد شہید	گھٹیالیاں۔سیالکوٹ
62	30راکتوبر2000ء	شہزاداحمد شہید۔(عمر16رسال)	گھٹیالیاں۔سیالکوٹ
63	30راکتوبر2000ء	عطاءاللہ شہید	گھٹیالیاں۔سیالکوٹ
64	30راکتوبر2000ء	غلام محمد شہید	گھٹیالیاں۔سیالکوٹ
65	30راکتوبر2000ء	عباس علی شہید	گھٹیالیاں۔سیالکوٹ
66	10رنومبر2000ء	ماسٹرناصراحمد شہید	تخت ہزارہ۔سرگودھا
67	10رنومبر2000ء	مبارک احمد شہید۔(عمر15رسال)	تخت ہزارہ۔سرگودھا
68	10رنومبر2000ء	نذیراحمدرائے پوری شہید۔(والد)	تخت ہزارہ۔سرگودھا
69	10رنومبر2000ء	عارف محمود شہید۔(بیٹا)	تخت ہزارہ۔سرگودھا
70	10رنومبر2000ء	مدثراحمد شہید	تخت ہزارہ۔سرگودھا
71	22رجون2001ء	پاپوحسن شہید	انڈونیشیا
72	28رجولائی2001ء	شیخ نذیراحمد شہید	فیصل آباد
73	13رستمبر2001ء	نوراحمد چوہدری شہید۔(والد)	سدہ والانیواں۔نارووال
74	13رستمبر2001ء	طاہراحمد شہید۔(بیٹا)	سدہ والانیواں۔نارووال
75	10رجنوری2002ء	غلام مصطفیٰ محسن شہید	پیرمحل۔ٹوبہ ٹیک سنگھ
76	یکم ستمبر2002ء	مقصوداحمد شہید	فیصل آباد
77	14رنومبر2002ء	عبدالوحید شہید	فیصل آباد
78	15رنومبر2002ء	ڈاکٹررشیداحمد شہید	رحیم یارخان
79	25رفروری2003ء	میاں اقبال احمدایڈووکیٹ شہید	راجن پور

• •

مشن ہاؤسز یا تبلیغی مراکز کا قیام

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر خبر دی تھی کہ وہ :

”میرے سلسلہ کو تمام زمین میں پھیلائے گا۔۔۔اور ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پیئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جاوے گا۔“

(تجلیات الٰہیہ۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 409)

آپ نے بڑے جلال اور تحدّی کے ساتھ فرمایا تھا کہ :

”اے تمام لوگو! سن رکھو کہ یہ اس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا۔ وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا وے گا۔۔۔ خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا۔“

(تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 66)

چنانچہ سلسلہ احمدیہ کی تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ معاندین کے تمام تر بد ارادوں اور ان کی طرف سے کھڑی کی جانے والی تمام روکوں کے باوجود جماعت احمدیہ خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ مسلسل بڑھتی اور ترقی کرتی چلی جارہی ہے اور خدا تعالیٰ اس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈال رہا ہے۔ چنانچہ دنیا بھر میں اسلام احمدیت کے نفوذ اور مختلف ممالک میں جماعت احمدیہ کے مشنز اور تبلیغی مراکز اور ان مراکز سے اسلام احمدیت کے محبت بھرے امن و سلامتی کے پیغام کی اشاعت پر مشتمل پُرامن مساعی اس پر شاہد ناطق ہیں۔

1982ء میں جب خلافت رابعہ کے مبارک دور کا آغاز ہوا اس وقت دنیا کے 28 ممالک میں باقاعدہ مشن قائم تھے اور مرکزی مبلغ کام کر رہے تھے۔ خلافت رابعہ کے دور میں نہ صرف ان نئے ممالک میں جہاں اسلام احمدیت کا نفوذ ہوا نئے مشنز اور تبلیغی مراکز قائم ہوئے بلکہ جن ممالک میں پہلے سے احمدیہ مشنز قائم تھے ان میں بھی توسیع ہوئی اور پہلے کی نسبت اپنے رقبہ اور عمارت کے لحاظ سے بہت وسیع اور کشادہ مراکز تبلیغ قائم ہوئے۔

یورپ

مثال کے طور پر یورپ میں احمدیہ مسلم مشن کا آغاز 1914ء میں ہوا اور سب سے پہلا مشن انگلستان میں جاری ہوا۔ 70/سال کے عرصہ میں 1984ء تک یورپ کے آٹھ ممالک (انگلستان، ڈنمارک، سوئٹزرلینڈ، سویڈن، سپین، ناروے، جرمنی اور ہالینڈ) میں جماعتی مشن ہاؤسز یا رہائشی عمارات جو بطور مشن ہاؤس زیرِ استعمال رہیں ان کی کل تعداد 17 تھی۔ ڈنمارک 1، سوئٹزرلینڈ 1، سویڈن 1، سپین 1، ناروے 1، جرمنی 2 (فرینکفرٹ و ہمبرگ)، ہالینڈ 1، انگلستان 9 (مسجد فضل لندن، ہڈرزفیلڈ، بریڈفورڈ، گلاسگو، جلنگھم، برمنگھم، ساؤتھ آل، مانچسٹر، کرائیڈن)۔

لیکن 1984ء سے 1986ء تک کے صرف دو سال کے عرصہ میں یورپ میں فرانس، بیلجیم، ہالینڈ، جرمنی اور برطانیہ میں جو نئے تبلیغی مراکز اور رہائشی عمارات یا جگہیں بطور مشن ہاؤس خریدی گئیں ان کی تعداد 10/تھی۔

70/سال کے عرصہ میں یورپ کے 8/ممالک میں مشن کا قیام اور 1984ء تا 1986ء دو سال کے عرصہ میں دو نئے ممالک فرانس اور بیلجیم کا اضافہ اللہ تعالیٰ کا غیر معمولی فضل تھا۔

پھر یہ نئی خرید کردہ جگہیں پہلے کی نسبت رقبہ اور عمارت کے لحاظ سے بہت وسیع اور کشادہ ہیں۔

ہالینڈ (بیت النور نن سپیٹ) افتتاح 13/ستمبر 1985ء

بیلجیم (بیت السلام، پہلا مشن) افتتاح 15/ستمبر 1985ء

جرمنی (بیت النصر کولون) افتتاح 17/ستمبر 1985ء، (ناصر باغ) افتتاح 22/ستمبر 1985ء، (مسجد المہدی میونخ) (27 اکتوبر 1986ء)،

فرانس (بیت السلام، پہلا مشن) افتتاح 13/اکتوبر 1985ء

برطانیہ (ناصر ہال جلنگھم) 1982ء، اسلام آباد (ٹلفورڈ) 18/ستمبر 1984ء، (بیت الاحد۔ والتھم سٹو، ایسٹ لندن) 1984ء، (مشن ہاؤس و مرکز نماز گلاسگو ایسٹ) 1987ء، (بیت الرحمان گلاسگو۔ سکاٹ لینڈ) 1988ء، (بیت الشکور آکسفورڈ) 1988ء، (بیت النور ہنسلو) 1989ء،

(دارالامان مانچسٹر) 1991ء،(بیت السبحان کرائیڈن) 1993ء،(بیت الاکرام لیسٹر) 1993ء،(بیت الفتوح مارڈن) 1996ء،(بیت المعید کیمبرج) 1997ء،(دارالبرکات برمنگھم) 1998ء۔اس کا باقاعدہ افتتاح 2004ء میں ہوا،(بیت النور۔ٹوٹنگ) 1998ء،(مسجد المہدی۔بریڈفورڈ) 2000ء۔اس کا باقاعدہ افتتاح 2008ء میں ہوا،(بیت الاسلام سکنتھورپ) 2002ء۔اس کا باقاعدہ افتتاح 2004ء میں ہوا۔

دو نئے یورپین مراکز بنانے کی تحریک

18رمئی 1984ء کو سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے ایک عظیم الشان جامع پروگرام کا اعلان فرمایا جس کا مقصد دعوت الی اللہ کے کام کو وسیع کرنا تھا۔اس مقصد کو پورا کرنے کی غرض سے حضور رحمہ اللہ نے دو نئے یورپین مراکز کے قیام کی تحریک فرمائی جن میں سے ایک انگلستان میں اور ایک جرمنی میں بننا تھا۔حضورؒ نے فرمایا:۔

"دو نئے مراکز یورپ کے لئے بنانے کا پروگرام ہے ایک انگلستان میں اور ایک جرمنی میں۔انگلستان کو یورپ میں ایک خاص حیثیت حاصل ہے اس لئے انگلستان میں بہرحال بہت بڑا مشن چاہئے۔اس لئے انگلستان میں بہت بڑا مرکز قائم کرنا ہے اور ایک جرمنی میں کیونکہ جرمنی کی جماعت بہت مخلص اور تبلیغ میں دن رات منہمک ہے۔ایسا اللہ نے ان کو اخلاص بخشا ہے کہ جب چندہ کی ضرورت پڑی تو جرمنی کا مشن بہت سے دوسرے مشنوں کے لئے کفیل بن گیا تھا اور حیرت انگیز قربانی کے مظاہرے انہوں نے کیے...اس لئے اللہ تعالیٰ روپیہ اپنے فضل سے مہیا کرے گا۔"

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ 18 مئی 1984ء۔خطبات طاہر جلد3 رصفحہ 265-266)

حضور رحمہ اللہ نے خود اپنی جانب سے دس ہزار پاؤنڈ کے وعدہ کے ساتھ اس تحریک کا آغاز فرمایا۔پہلے تو حضور نے یہ سکیم صرف یورپین ممالک کے سامنے رکھی پھر 29رجون 1984ء کو اس کو پوری دنیا کے لئے وسیع کر دیا۔الحمد للہ کہ اللہ کے فضل سے یہ دونوں مشن قائم ہو گئے۔ناصر باغ، جرمنی میں اور اسلام آباد (ٹلفورڈ۔سرے) انگلستان میں۔

اسلام آباد

مکرم عبدالباقی ارشد صاحب سیکرٹری جائیداد جماعت احمدیہ برطانیہ نے حضور انور رحمہ اللہ کی ہدایت پر 18 ستمبر 1984ء کو Real Estate Agent, Bernard Marcus کے زیر انتظام نیلامی میں شرکت کی اور 423,000£ کی مالیت میں قریباً 25 ایکڑ رقبہ پر مشتمل اسلام آباد کی جگہ خریدی گئی۔ بعد میں مزید 6 ایکڑ بھی اس میں شامل ہو گئی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے 21 ستمبر 1984ء کے خطبہ جمعہ میں اس مرکز کی خرید کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

> ”ایک خوشخبری جو میں نے پہلے بھی دی تھی اب پھر آپ کو بھی دیتا ہوں اور باقی جماعت کو بھی کہ جو یوروپین مشن بنانے کی تجویز تھی اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے فضل سے انگلستان میں ایک بہت ہی موزوں جگہ میسر آ گئی ہے۔ پچیس ایکڑ رقبہ ہے۔ سرے (Surrey) میں اور مسجد لندن سے قریباً چالیس منٹ یا 35 منٹ کا فاصلہ ہے۔ بہت اچھی اور جگہ کشادہ۔ آپ کی ساری ضروریات انشاء اللہ تعالیٰ وہاں پوری ہو جایا کریں گی بلکہ یورپین جلسے بھی جب آپ کریں گے تو انشاء اللہ وہ بھی خدا کے فضل سے وہاں بآسانی سما سکیں گے۔ لیکن سر دست وہ جگہ آپ کی ضرورت سے زائد معلوم ہوتی ہے کیونکہ کھلی ہے اور لی اس نیت سے ہے کھلی جگہ کہ ہمارا تجربہ یہ ہے کہ ہمیشہ جب ہم مسجدیں بڑھاتے ہیں یا دفاتر بڑھاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو چھوٹا کر دیتا ہے۔ اس لئے اس نیت اور دعا کے ساتھ یہ جگہ لی ہے تاکہ آپ تبلیغ کریں اور بکثرت پھیلیں اور دیکھتے دیکھتے یہ جگہ چھوٹی ہو جائے۔ تو یہ دعائیں کریں خاص طور پر خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے کہ اِس وقت جو جگہ وسیع نظر آ رہی ہے وہ بہت جلد ہمیں چھوٹی دکھائی دینے لگے اور پھر اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اور بھی زیادہ وسیع جگہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔“

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ 21 ستمبر 1984ء۔ خطبات طاہر جلد 3 صفحہ 532-533)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسلام آباد کا مرکز بہت سی جماعتی تقریبات کے لئے استعمال ہوتا رہا۔ چنانچہ 1985ء سے 2004ء تک جماعت احمدیہ برطانیہ کے جلسہ ہائے سالانہ بھی اسلام آباد میں منعقد

ہوتے رہے۔ اس جگہ منعقد ہونے والے آخری جلسہ کی حاضری بائیس ہزار افراد پر مشتمل تھی۔ اس جگہ ایڈیشنل وکالت اشاعت اور ایڈیشنل وکالت تصنیف کے دفاتر کے علاوہ رقیم پریس اور مختلف زبانوں کے مرکزی ڈیسکس کے دفاتر بھی قائم ہوئے اور متعدد مرکزی مبلغین وسٹاف کی رہائش کے طور پر بھی یہ جگہ زیر استعمال رہی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی وفات کے بعد آپ کی تدفین بھی اسلام آباد میں ہی ہوئی۔ بعد ازاں آپؒ کی حرم محترمہ آصفہ بیگم صاحبہ (مرحومہ) کی نعش بھی بروک وُڈ کے قبرستان سے اسلام آباد منتقل کی گئی اور آپ کے مزار کے پہلو میں تدفین عمل میں آئی۔

جیسا کہ حضور رحمہ اللہ نے فرمایا تھا اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ جگہ بھی جماعتی ضروریات کے لئے چھوٹی پڑ گئی اور خلافت خامسہ کے مبارک عہد میں 2005ء میں اللہ تعالیٰ نے جماعت کو 208/ ایکڑ رقبہ پر مشتمل قطعہ زمین عطا فرمایا جس کا نام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے ”حدیقۃ المہدی“ عطا فرمایا۔ جہاں 2006ء سے جماعت احمدیہ برطانیہ کے جلسہ سالانہ کا انعقاد ہو رہا ہے۔

حضور رحمہ اللہ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 13/ستمبر 1985ء بمقام نن سپیٹ ہالینڈ میں فرمایا:

”...ساری جماعت احمدیہ کی تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ جب لوگ یعنی دشمن جماعت احمدیہ کے گھر چھین رہے تھے یا جلا رہے تھے تو اللہ تعالیٰ آسمان سے یہ ہدایت دے رہا تھا کہ وَسِّعْ مَكَانَكَ (سراج منیر۔ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 73) اپنے مکانوں کو وسیع کرنے کی تیاری کرو اور ہر دفعہ جماعت احمدیہ کے مکانات ہر ابتلا کے بعد وسیع تر ہوتے چلے گئے۔ اس کی بارہا میں نے مثالیں دی ہیں۔ اتنی کثرت کے ساتھ اس کی مثالیں ہر ابتلا کے دَور میں ملتی ہیں کہ سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں تک ہیں کہ جن احمدی گھروں کو جلایا گیا یا لُوٹا گیا، جن کو کھنڈروں میں تبدیل کیا گیا ان گھروں کے مکینوں کو خدا تعالیٰ نے اتنے وسیع مکان عطا فرمائے، اتنے خوبصورت، اتنے عظیم الشان کہ ان کے مقابل پر وہ پہلے گھر محض جھونپڑے دکھائی دیتے تھے۔ تو یہ تو ایک انفرادی سلوک تھا خدا تعالیٰ کا جماعت کے ساتھ۔ اسی قسم کا سلوک بلکہ اس سے بھی بڑھ کر جماعت کے ساتھ بھی ہوتا چلا آیا ہے۔ ایک ملک میں زمین تنگ کرنے کی کوشش کی گئی تو نئے ملک عطا کر دیئے گئے۔ نئی تبلیغ میں وسعتیں پیدا کر دی گئیں اور نئی سرزمین خدا کی

طرف سے عطا ہونے لگی۔

اس دَورِ ابتلا میں بھی انگلستان میں اسلام آباد کی وسیع سرزمین عطا فرمائی گئی... کہ وہاں خدا کے فضل سے جلسہ سالانہ انگلستان منعقد کرنے کی توفیق عطا ہوئی...۔"

اسلام آباد (ٹلفورڈ) کے حوالہ سے 15/اپریل 2019ء کا دن ایک غیر معمولی اور تاریخی اہمیت کا حامل دن ہے۔ یہ وہ دن ہے جب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن سے نقل مکانی فرما کر اسلام آباد کو خلیفہء وقت کی رہائش گاہ کے طور پر اختیار فرمایا اور اس کے ساتھ ہی اسلام آباد کو جماعت احمدیہ عالمگیر کے نئے مرکز کی حیثیت سے نئی عظمت اور شان حاصل ہوئی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 12/اپریل 2019ء میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے الہام وَسِّعْ مَكَانَكَ (یعنی اپنی مکانیت کو وسیع کرو) کے حوالہ سے جماعتی تاریخ کے اس نہایت اہم سنگ میل کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ جب اپنے انبیاء کو الہاماً کوئی حکم دیتا ہے کہ یہ کرو تو اس کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے لیے اپنی تائیدات اور نصرت بھی فرمائے گا اور وسائل کے سامان بھی پیدا فرمائے گا اور پھر اس طرح یہ تکمیل کو پہنچے گا اور یہی ہمارا تجربہ ہے۔ جماعت کی تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ کس شان سے اللہ تعالیٰ نے اس الہام کو پورا کیا اور ابھی بھی پورا فرماتا چلا جا رہا ہے۔ ہم جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ادنیٰ غلام ہیں ہمیں بھی اس الہام کے متعلق مختلف وقتوں میں پورا ہونے کے نظارے دکھاتا چلا جا رہا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہر الہام اور اللہ تعالیٰ کا آپ کو کسی بھی معاملے میں حکم دینا یا پیشگوئی کے رنگ میں بتانا اصل میں تو آپؑ کے ذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین یعنی اسلام کی اشاعت اور ترقی کے ہونے کی خوش خبری ہے اور پھر آپؑ کے بعد سلسلہء خلافت کے ذریعے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو دنیا میں پھیلانے کی خوش خبری ہے۔ پس ہر قدم جو ہمارا آگے بڑھتا ہے یا جو ترقی ہم دیکھتے ہیں وہ اصل میں اللہ تعالیٰ کے اس منصوبے کا حصّہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے اسلام کو دنیا میں پھیلانے کے لیے

بنایا ہوا ہے۔"

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

"خلافت کے یہاں یوکے میں ہجرت کے بعد برطانیہ میں بھی، یورپ میں بھی، امریکہ میں بھی، افریقہ اور دنیا کے دوسرے ممالک میں بھی جماعت کے پھیلاؤ کے ساتھ مکانیت وسیع ہوتی چلی گئی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں جگہیں مہیا کرتا چلا گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ جب یہاں ہجرت کر کے آئے تھے تو فوری طور پر اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی طور پر اپنی وسعت کا ایک نظارہ دکھایا اور اسلام آباد میں 25/ ایکڑ زمین جماعت کو خریدنے کی توفیق ملی اور اس کے بعد مزید اس میں چھ ایکڑ بھی شامل ہو گئی جہاں جلسہ بھی ہوتا رہا اور کچھ رہائش بھی جماعتی کارکنوں کے لیے، واقفینِ زندگی کے لیے میسر تھی۔ ایک بنگلہ بھی جو خلیفۃ المسیح کی رہائش کے لیے تھا۔ کچھ دفاتر بھی تھے۔ ایک بیرک نما جو جگہ تھی اس میں مسجد بھی بنائی گئی تھی اور مجھے یاد ہے جب ایک دفعہ یہاں آیا 1985ء میں تو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے مجھے خاص طور پر فرمایا تھا کہ بڑی اچھی جگہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں مرکز کے لیے بھی مہیا کر دی ہے۔ کم و بیش یہی الفاظ تھے مگر معیّن نہیں۔ اور مجھے یقین ہے اور بعض دوسرے شواہد بھی ظاہر کرتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہاں باقاعدہ مرکز بنانے کا ارادہ تھا۔ بہرحال ہر کام کے لیے اللہ تعالیٰ نے ایک وقت مقرر فرمایا ہوا ہے۔ اب اللہ تعالیٰ نے توفیق دی کہ اسلام آباد میں نئی تعمیر ہوئی ہے۔ کچھ دفاتر بہتر سہولتوں کے ساتھ بنائے گئے ہیں۔ باقاعدہ مسجد بنائی گئی ہے۔ خلیفۂ وقت کی رہائش بنائی گئی ہے اور واقفینِ زندگی اور کارکنوں کے لیے گھر بھی تعمیر ہوئے ہیں اور اَور بھی تعمیر ہوں گے۔

... جیسا کہ میں نے کہا ہے کہ خلیفہ وقت کی رہائش گاہ اور دفاتر وغیرہ بھی وہاں بن گئے ہیں۔ بڑی مسجد بھی بن گئی ہے۔ اس لیے اب میں بھی لندن سے اِنْ شآءَ اللہ تعالیٰ چند دنوں میں اسلام آباد منتقل ہو جاؤں گا۔ وہاں منتقلی کے بعد ہر لحاظ سے وہاں کی رہائش بھی بابرکت ہونے کے لیے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ فضل فرماتا رہے۔ اللہ تعالیٰ اسلام آباد سے اسلام کی تبلیغ کے کام کو پہلے سے زیادہ وسعت عطا فرمائے اور وَسِّعْ مَكَانَكَ صرف مکانیت کی وسعت کا ذریعہ ہی نہ ہو بلکہ اللہ تعالیٰ کے منصوبوں کی تکمیل میں وسعت کا ذریعہ بھی بنے۔

...دوبارہ میں یہی کہتا ہوں کہ دعا کریں اللہ تعالیٰ اس منصوبے کو اور وہاں منتقل ہونے کو ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 12/اپریل 2019ء)

بیت النور۔نن سپیٹ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے 13 ستمبر 1985ء کے خطبہ جمعہ میں نن سپیٹ کے مرکز کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اب ہمیں ہالینڈ میں یہ دوسرا مرکز عطا فرمایا ہے جو یوروپین مراکز کی تحریک کا یہ ایک بچہ ہے۔تحریک تو میں نے دو مراکز کے لئے کی تھی۔ایک جرمنی میں اور ایک انگلستان میں۔لیکن اللہ تعالیٰ عجیب شان سے اپنے وعدوں کو پورے فرماتا ہے۔ہمیشہ توقع سے بہت بڑھ کر عطا کرتا ہے۔اور جتنی چھلانگ ہماری اُمنگیں لگا سکتی ہیں اُن سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی اجابتِ دعا رحمت لے کر نازل ہوتی ہے۔اور بہت زیادہ رفعتیں عطا کرتی ہے اُس سے جو ہم تصوّر باندھتے ہیں۔چنانچہ اس دورِ ابتلا کا یہ بھی ایک کرشمہ ہے کہ خدا تعالیٰ سے ہم نے دو مرکز مانگے تھے۔خدا تعالیٰ نے دو سے زائد دیئے۔اور اب یہ تیسرا مرکز ہے۔ایک جرمنی میں ہے جس کا افتتاح بعد میں ہوگا لیکن جوں جوں افتتاح ہوتا رہے گا میں بتاتا چلا جاؤں گا آپ کو۔تو بہرحال یہ دوسرا مرکز ہے جس کا افتتاح ہو رہا ہے اور یہ ہماری امیدوں سے ہمارے منصوبوں سے بالکل الگ ایک نئی چیز عطا ہوئی ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 13/ستمبر 1985ء،خطباتِ طاہر جلد 4 صفحہ 773)

جرمنی

ذیل میں جماعت احمدیہ جرمنی کے بعض مشن ہاؤسز اور مراکز نماز کی کسی قدر تفصیل درج کی جاتی ہے۔

1982ء تک جرمنی میں جماعت احمدیہ کے صرف دو مشن کام کر رہے تھے ایک فرانکفورٹ میں اور دوسرا ہمبرگ میں۔1984ء کے حالات نے بے شمار احمدیوں کو نقل مکانی کر کے جرمنی کے مختلف شہروں میں آباد ہونے پر مجبور کر دیا تھا۔جرمنی میں احمدیوں کی بڑی تعداد آجانے کی وجہ سے مزید مشنز

کے قیام کی ضرورت شدت سے محسوس ہو رہی تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے 18رمئی 1984ء کوخطبہ جمعہ میں ایک عظیم الشان جامع پروگرام کا اعلان فرمایا جس کا ایک اہم پہلو دو نئے یورپین مراکز کے قیام کی تحریک پر مشتمل تھا۔ ان میں سے ایک انگلستان میں اور ایک جرمنی میں بننا تھا۔

ناصر باغ

حضور رحمہ اللہ کی تحریک پر جماعت جرمنی نے والہانہ انداز میں لبیک کہنے کی سعادت پائی اور فرانکفورٹ سے قریباً 35 کلومیٹر دور گروس گیراؤ (Groß Gerau) نامی شہر کے نواح میں ایک وسیع قطعہ اراضی خریدنے کی توفیق پائی۔ اس جگہ پہلے ایک تفریحی پارک تھا اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ یہاں متعدد مرتبہ سیر کے لئے تشریف لا چکے تھے اور حضورؒ کو یہ جگہ بہت پسند تھی۔ یہی وجہ تھی کہ اس کی خرید کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اسے ناصر باغ کا نام عطا فرمایا۔

ناصر باغ کا کل رقبہ 28968 مربع میٹر ہے۔ اس قطعہ اراضی پر ابتدا میں لکڑی سے بنی ہوئی ایک عمارت تھی جس کے ہال میں مسجد قائم کی گئی اور بقیہ عمارت میں جماعت کے مرکزی دفاتر بنائے گئے جبکہ ایک حصہ میں حضورؒ کی ہدایت کے مطابق محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جمات جرمنی نے رہائش اختیار کی۔ 1989ء میں یہاں آگ لگ جانے سے لکڑی کی ساری عمارت جل گئی جس کے بعد یہاں جماعت جرمنی کا سب سے بڑا وقار عمل ہوا جس میں سینکڑوں احباب جماعت نے محترم مبشر احمد باجوہ شہید ریجنل امیر فرانکفورٹ اور محترم چوہدری عبدالعزیز ڈوگر صاحب مرحوم (چوہدری صاحب موصوف کو حضورؒ نے خصوصی طور پر تعمیراتی کام کے لئے جرمنی بھجوایا تھا) کی نگرانی میں کئی ماہ تک سخت محنت کرکے جدید سہولتوں سے آراستہ ایک بہت بڑا کمپلیکس تعمیر کیا۔ جس میں سطح زمین پر مردوں کے لیے اور تہ خانہ میں مستورات کے لئے ایک وسیع مسجد بیت الشکور کے علاوہ ایک ہال اور متعدد دفاتر شامل تھے۔ اس کا افتتاح 13 اپریل 1993ء کو ہوا۔

اس وسیع اراضی کے ملنے کے بعد جماعت کو اپنے جملہ پروگراموں کے لیے موزوں جگہ میسر آ گئی

تھی۔ چنانچہ اس کی خرید کے بعد سے 1995ء تک جماعت کے جلسہ سالانہ اور ذیلی تنظیموں کے سالانہ اجتماعات یہاں منعقد ہوتے رہے۔ دوسرا یورپین اجتماع خدام الاحمدیہ بھی یہاں منعقد ہوا۔ فٹبال اور باسکٹ بال اور دیگر تفریحی پروگراموں کے لیے بھی اس مرکز میں باقاعدہ گراؤنڈز اور انتظامات موجود ہیں۔ مختلف ریجنل اجتماعات اور تربیتی کلاسز کا بھی یہاں باقاعدہ انعقاد ہوتا ہے۔

بیت النصر کولون

1984ء کے اواخر میں حضور رحمہ اللہ نے جرمنی کا دورہ فرمایا تو جرمنی کے دو بڑے شہروں کولون اور میونخ میں مشنز کھولنے کا ارشاد فرمایا۔ ان میں سے کولون مشن کا افتتاح سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے 1985ء کے دورہ جرمنی کے دوران 17 ستمبر کو فرمایا۔ اس کا نام حضورؒ نے بیت النصر عطا فرمایا۔

یہ مشن کولون شہر کی آبادی میں Eichhornstr. 4 پر واقع ایک وسیع اور مضبوط تین منزلہ عمارت پر مشتمل ہے جس کا کل رقبہ 1593 مربع میٹر ہے۔ اس کی خرید کے بعد مقامی احباب نے وقار عمل کر کے اس میں موجود دو بڑے ہالوں کو مرد و خواتین کے لئے مسجد میں ڈھالا جبکہ اس کے دیگر حصوں میں متعدد دفاتر اور دو رہائشی مکان بنائے گئے جن میں سے ایک مربی ہاؤس اور دوسرا مہمان خانہ کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ تہ خانہ میں ایک بڑا کچن اور کھانے کا ہال ہے۔ علاوہ ازیں یہاں دو بڑے کمروں پر مشتمل ایم ٹی اے کا ریجنل سٹوڈیو بھی قائم کیا گیا ہے۔ اس کی مسجد کا ہال اتنا بڑا ہے کہ یہاں جملہ ذیلی تنظیموں کے مختلف ریجنل پروگرام اور تربیتی کلاسز منعقد ہو رہی ہیں۔ علاوہ ازیں ایک عرصہ تک جماعت جرمنی کی مجلس شوریٰ بھی یہاں ہوتی رہی۔ 2011ء میں اس عمارت میں بعض تبدیلیاں کر کے قانونی تقاضے پورے کئے گئے جس کے نتیجہ میں سرکاری طور پر اجازت ملنے کے بعد جانب محراب بارہ میٹر اونچا مینار تعمیر کیا گیا۔ اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اسے سو مساجد سکیم میں شامل کرتے ہوئے اس کا 12 جون 2011ء کو افتتاح فرمایا۔

مسجد المہدی میونخ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے جرمنی کے تیسرے بڑے شہر میونخ میں مشن ہاؤس کھولنے کی ہدایت 1984ء کے اواخر میں فرمائی تھی۔ چنانچہ جماعت اسی وقت سے جگہ کی تلاش کرنے لگی تھی جس میں کامیابی 1986ء میں اُس وقت ہوئی جب میونخ کے نواح میں ایک چھوٹے سے قصبہ Neufahrn (نوئے فارن) میں Massenhausener Straße 7 پر واقع ایک تین منزلہ گھر اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا۔ 437 مربع میٹر کے قطعہ اراضی پر بنی ہوئی عمارت میں تبدیلی کر کے مسجد کی شکل دی گئی، دفاتر بنائے گئے۔ بالائی منزل کو مربی سلسلہ کی رہائش کے لئے مخصوص کیا گیا۔ حضورؒ نے 27 اکتوبر 1986ء کو اس کا افتتاح فرمایا اور اسے مسجد المہدی کا نام عطا فرمایا۔

2014ء میں یہاں توسیع کر کے عقبی حصہ میں خواتین کے لئے مسجد کا ہال اور کچن تعمیر کیا گیا نیز ایک مینارہ تعمیر کر کے اسے بیرونی طور پر بھی مسجد کی شکل دی گئی۔ اس کے بعد اسی سال حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دورۂ جرمنی کے دوران اس کا افتتاح فرمایا اور اس کے نواح میں واقع ایک ہال میں بہت بڑی استقبالیہ تقریب سے خطاب فرمایا جس میں پانچ سو کے قریب جرمن مہمان شریک تھے۔

مہدی آباد Nahe

1989ء میں جماعت جرمنی کو اپنے آقا کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے ہمبرگ کے قریب Nahe نامی قصبہ میں Walkendorferstr.11 پر واقع 69 ایکڑ پر مشتمل قطعہ اراضی خریدنے کی توفیق ملی۔ یہ قطعہ اراضی زیادہ تر زرعی زمین پر مشتمل تھا۔ تاہم اس میں موجود ایک گھر کو بطور مربی ہاؤس اور بڑے بڑے ہالوں کو مسجد اور جماعتی پروگراموں کے لئے استعمال کیا جاتا رہا۔ اس بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے جلسہ سالانہ انگلستان 1989ء کے دوسرے روز کے خطاب میں جماعت پر دوران سال ہونے والے اللہ تعالیٰ کے افضال و برکات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"وہ مشن ہاؤسز جس کا ترجمہ میں نے کیا ہے تبلیغی مراکز۔ اب میں ان کے اضافے کی بات کرتا ہوں۔ جب

میں یہاں آیا ہوں تو دنیا کے ان ممالک میں جہاں غیر معمولی طور پر جماعت احمدیہ کام کر رہی ہے مشن ہاؤسز کی تعداد ایک سو پچھتر (175) تھی۔ پھر اس میں اضافہ ہوا اور ایک سو اکانوے (191) ہو گئی۔ اس کے بعد جو اضافہ ہوا ہے ان کی تعداد ایک سو گیارہ (111) ہے اور جہاں تک یورپ یا دیگر ممالک کے مشن ہاؤسز بنانے کا تعلق ہے۔ خصوصاً یورپ میں۔ وہاں ہمارے مشن ہاؤسز کا رقبہ یعنی تبلیغی مراکز کا رقبہ پہلے تبلیغی مراکز کی نسبت اتنا زیادہ ہے کہ... بعض جگہوں میں، دو چار جگہوں میں ایک واحد مشن ہاؤس کا رقبہ اس سے پہلے کے سارے یورپ کے مشن ہاؤسز کے رقبے سے بڑا ہے۔ ابھی حال ہی میں جرمنی کی جماعت کو خدا تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی کہ ہمبرگ میں ایک بڑا مشن ہاؤس قائم کریں جہاں مسجد کی تعمیر بھی ہو گی۔ اور اس کا رقبہ انہتّر (69) ایکڑ ہے۔

اب جرمنی جیسے ملک میں جہاں زمین کی بے حد قیمت ہے اور تعمیری علاقوں میں تو زمین کی بہت ہی زیادہ قیمت ہے خدا کے فضل سے ہمیں ایک اتنا بڑا رقبہ عطا ہوا جس میں بہت بڑا مشن ہاؤس پہلے سے بنا ہوا موجود ہے۔ اب انشاء اللہ تعالیٰ جب ہم مسجد تعمیر کر لیں گے تو ایک نئی سکیم کا یہ پہلا حصہ ہو گا، پہلا قدم ہو گا۔ جب میں گزشتہ Centenary جلسے میں شرکت کے لئے جرمنی پہنچا تو ان سے میں نے یہ تحریک کی کہ آپ خدا کے فضل سے بہت تیزی سے آگے بڑھنے والی جماعت ہیں اور اس وقت تمام مغربی دنیا کی جماعتوں کے لئے ایک نمونہ بن چکے ہیں۔ اس لئے میری یہ خواہش ہے کہ صد سالہ جشنِ تشکّر کو اس طرح منائیں کہ آپ مغربی دنیا کا پہلا ملک ثابت ہوں جہاں سو مساجد تعمیر کی جائیں۔ جرمنی کی جماعت نے اس پر لبیک کہا اور خدا تعالیٰ کے فضل سے ہر طرف ایک رَو چل پڑی ہے اس عظیم خدمت کی سعادت حاصل کرنے کی اور یہ پہلی مسجد ہو گی سو سالہ سکیم میں۔ تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے نہ صرف یہ کہ ہم ترقی کر رہے ہیں اور مسلسل ترقی کر رہے ہیں بلکہ ترقی کی رفتار میں حیرت انگیز اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔''

(ماخوذ از خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ؒ بر موقع جلسہ سالانہ انگلستان 1989 (دوسرے روز بعد دوپہر کا خطاب)

2011ء میں ایک بہت بڑے تعمیراتی منصوبہ کے تحت مہدی آباد کے ایک حصہ میں گھر بنانے کے لیے پلاٹ بنائے گئے اور ترقیاتی کام کر کے اسے رہائشی کالونی میں تبدیل کیا گیا اور احباب

جماعت کو دعوت دی گئی کہ وہ اپنے ذاتی گھر بنانے کے لئے اس میں پلاٹ خریدیں۔اس منصوبہ میں ایک پلاٹ مسجد کے لئے بھی مخصوص کیا گیا۔حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے بھی اس کالونی میں اپنے لئے ایک پلاٹ خریدا اور اپنے دورہ جرمنی کے دوران 14 جون 2011ء کو یہاں مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔اسی موقع پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے گھر کا سنگ بنیاد بھی رکھا۔حضور انور کے اس دورہ کی رپورٹنگ کرتے ہوئے مہدی آباد کے کوائف اس طرح سے بیان کئے گئے:

''مہدی آباد'' ہمبرگ شہر سے تیس کلومیٹر دور Nahe نامی قصبہ اور ضلع Segeberg میں واقع ہے۔صوبہ کا نام Schleswig-Holstein ہے اور یہ صوبہ جرمنی کے شمال کی طرف ہے۔اس صوبہ کا دارالحکومت Kiel ہے اور یہ وہی شہر ہے جس کے ایک جرمن باشندے نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آپؑ کی زندگی میں پہچانا تھا اور آپ پر ایمان لایا تھا۔یہ قطعہ زمین جس کا نام ''مہدی آباد'' ہے۔12/جولائی 1989ء کو چھ لاکھ جرمن مارک میں خریدا گیا۔مہدی آباد دو قطعات زمین پر مشتمل ہے۔ایک قطعہ زمین کا رقبہ جس پر جماعتی سینٹر موجود ہے اور اب مسجد کی تعمیر کا پروگرام ہے، 21479 مربع میٹر یعنی پانچ ایکڑ سے زیادہ ہے۔اور دوسرا قطعہ زمین جو اس پہلے قطعہ سے آٹھ صد میٹر دُور ہے ایک زرعی زمین پر مشتمل ہے اور اس کا رقبہ ایک لاکھ 51 ہزار مربع میٹر ہے۔ایکڑ میں یہ رقبہ 37.26 ایکڑ ہے۔مہدی آباد میں جو موجودہ عمارت پہلے کی بنی ہوئی ہے اس کے ایک حصہ کو رہائشی طور پر اور ایک حصہ کے دو ہالوں کو مرمّت وغیرہ کرکے نماز کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے۔یہاں مسجد کی تعمیر کی اجازت کے حصول کے لئے ایک لمبا وقت لگا ہے اور پورے علاقہ کا ایک Master Plan بنا کر پیش کرنا پڑا ہے اور بعض شرائط کے ساتھ مسجد کی تعمیر کی اجازت ملی ہے۔

(الفضل انٹرنیشنل 22/جولائی 2011ء تا 04/اگست 2011ء صفحہ 23)

بیت المقیت

جماعت جرمنی کے مرکزی دفاتر کی ضرورت پورا کرنے کی غرض سے 1991ء میں جرمنی کے شہر فرینکفرٹ کے وسط میں Mittelweg43 پر واقع ایک چار منزلہ عمارت خریدی گئی۔اس میں

جماعت کے مرکزی شعبہ جات میں سے محترم نیشنل امیر صاحب کے دفتر کے ساتھ صرف چند بڑے شعبوں کے دفاتر قائم کئے جا سکے۔ علاوہ ازیں اس کے تہ خانہ میں مسجد بنائی گئی جبکہ کچھ حصہ کو رہائشی بنا کر ایک مختصر سے مہمان خانہ کے طور پر استعمال کیا گیا۔ اس طرح سے جماعت کے دفاتر مسجد نور فرانکفورٹ کے دو کمروں سے نکل کر اس نسبتاً بڑی عمارت میں منتقل ہو گئے۔ تاہم شعبہ پریس اور شعبہ رشتہ ناطہ مسجد نور میں ہی رہے جبکہ شعبہ امور عامہ ناصر باغ میں اور شعبہ اشاعت Hanauer Landstr. 50 Frankfurt پر واقع کرائے کی ایک عمارت میں تھا۔

2002ء میں اللہ تعالیٰ نے جماعت جرمنی کو بیت السبوح کی وسیع عمارت خریدنے کی توفیق عطا فرمائی جس کے بعد بیت المقیت کو فروخت کر دیا گیا۔

بیت القیوم

یہ مشن ہاؤس فرینکفرٹ کے انتہائی شمال میں Homburger Landstr. 909 پر واقع بڑے ہال اور رہائشی حصہ کے ساتھ نصف ایکڑ کے قریب زرعی زمین پر مشتمل ہے جسے 1993ء میں جماعت فرانکفورٹ کی ضروریات کے لئے خریدا گیا۔ اس کے بغلی ہالوں کی مرمت کر کے مسجد اور دفاتر میں تبدیل کیا گیا جبکہ اس کا وسیع ہال لوکل امارت کے اجلاسات کے لئے استعمال کیا جاتا رہا۔ اسی ہال میں باسکٹ بال کی گراؤنڈ بھی بنائی گئی۔ اسی جگہ ایم ٹی اے کا ابتدائی دفتر بنا اور جماعت کی مرکزی لائبریری بھی قائم کی گئی اور بعد ازاں یہاں باقاعدہ سٹوڈیو بھی تعمیر ہوا جسے محترم مبشر باجوہ صاحب نیشنل سیکرٹری سمعی و بصری کی شہادت کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے 'مبشر سٹوڈیو' کا نام عطا فرمایا۔ اس کے رہائشی حصہ میں مبلغ انچارج جرمنی محترم مولانا عطاء اللہ کلیم صاحب مرحوم کا قیام رہا جبکہ چار بیڈ رومز اور ایک بڑی بیٹھک پر مشتمل ایک گھر کو مہمان خانہ بنایا گیا۔

بیت السبوح کی خرید کے بعد اس عمارت کو بطور سٹور استعمال کیا جانے لگا۔ ابتدا میں جلسہ سالانہ کا سٹور رہا اس کے بعد سے اب تک شعبہ سو مساجد کا سٹور اور ورکشاپ ہے نیز دو واقفین زندگی کی

رہائشگاہیں ہیں۔

بیت السلام

فرانکفورٹ سے فرانس جانے والی مشہور شاہراہ موٹر وے نمبر 6 پر واقع جرمنی کے شہر فرائنز ہائم (Freinsheim) میں Haintorstr.11 پر مقامی جماعت کے لئے یہ عمارت 3/نومبر 1993ء کو خریدی گئی۔ جس کا نام حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنے مکتوب محررہ 15/مارچ 1994ء میں 'بیت السلام' عطا فرمایا۔ اس عمارت کی نچلی منزل میں مردوں اور بالائی منزل میں خواتین کے لئے مسجد بنائی گئی جبکہ اس کے پہلو میں موجود کمروں کو بطور دفتر اور مہمان خانہ استعمال کیا جاتا رہا۔ اس کے عقب میں ایک مسقّف صحن بھی تھا جہاں اب باقاعدہ مسجد تعمیر کرنے کے منصوبہ پر کام ہو رہا ہے۔

بیت اللطیف

اوفن باخ (Offenbach) میں جماعت اور مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے Luisenstr.82a پر واقع ایک تین منزلہ عمارت 1994ء میں خریدی گئی اور اس کی ضروری مرمتوں کے بعد اگلے سال اس کا افتتاح حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنے دورۂ جرمنی مئی 1995ء کے دوران فرمایا۔ یہ عمارت مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی نے اپنے بجٹ سے خریدی تھی اور اس میں اس کے مرکزی دفاتر قائم کئے گئے تاہم اس کا ایک حصہ مقامی جماعت کے لئے بطور مسجد بھی مخصوص کیا گیا۔ 2001ء میں بیت السبوح فرانکفورٹ خریدا گیا تو مجلس خدام الاحمدیہ کے مرکزی دفاتر بیت السبوح کے ایک حصہ میں منتقل ہو گئے اور اس کے بعد یہ عمارت مقامی جماعت کے استعمال میں رہی اور 2007ء میں جماعت اوفن باخ کی اپنی مسجد جامع تعمیر ہو جانے کے بعد یہاں دفتر دارالقضاء جرمنی قائم کر دیا گیا۔

بیت الوکیل

جرمنی کی مشہور بندرگاہ والے شہر بریمر ہافن (Bremerhaven) میں Post Straße 23 پر واقع ایک عمارت 1994ء میں خریدی گئی اور اس کا افتتاح حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنے

دورۂ جرمنی مئی 1995ء کے دوران فرمایا اور اسے 'بیت الوکیل' کا نام عطا فرمایا۔ اس موقع پر البانین مہمانوں کے ساتھ ایک بھرپور مجلس سوال و جواب بھی منعقد ہوئی۔ اس میں ایک بڑے ہال کے علاوہ رہائشی فلیٹ، دفاتر اور وسیع پارکنگ ایریا شامل ہے۔

بیت الظفر

جرمنی کے عین وسط میں ایک قصبہ Immenhausen میں Am Bahnhof 1 پر واقع ایک تین منزلہ عمارت جولائی 1996ء میں خریدی گئی۔ اس مشن ہاؤس میں خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے دو دفعہ 1997ء اور 1998ء میں قیام بھی فرمایا۔ یہاں حضورؒ کے ساتھ مختلف مجالس سوال و جواب کا انعقاد ہوا۔ یہ مشن ہاؤس جہاں نمازوں کے لئے استعمال ہوتا ہے وہیں یہ دفاتر، رہائش گاہ مربی سلسلہ اور لائبریری کے ساتھ جماعت کا علاقائی مرکز بھی رہا ہے۔ یہاں ریجن کے مختلف پروگرام منعقد ہوتے رہے ہیں جن میں تنظیموں کے اجتماعات کے علاوہ تربیتی کلاسز اور ریفریشر کورسز شامل ہیں۔ اس کا رقبہ 3715 (تین ہزار سات سو پندرہ) مربع میٹر ہے۔ جس میں 1364 (ایک ہزار تین سو چونسٹھ) مربع میٹر پر تعمیر شدہ عمارت ہے۔

بیت الرشید

ہمبرگ کی جماعت جرمنی کی سب سے بڑی اور قدیمی جماعت ہے جس کی ضروریات کے لئے صرف مسجد فضل عمر بھی جو ناکافی ہو چکی تھی۔ چنانچہ جنوری 1994ء میں ہمبرگ شہر کے شمالی علاقہ میں Pinneberger Straße 46 پر واقع ایک وسیع و عریض عمارت خریدی گئی جس کا مجموعی رقبہ 2783 مربع میٹر ہے۔ اِس میں قریباً ایک ہزار افراد کے لئے دو ہال بطور مسجد مخصوص کئے گئے ہیں جبکہ ایک بڑا ہال مختلف مقاصد کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ 2001ء تک نیشنل مجلس شوریٰ بھی یہاں منعقد ہوتی رہی ہے۔ اس کے ملحقہ کمروں میں سے ایک حصہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی رہائش کے لئے مخصوص ہے۔ علاوہ ازیں اس میں ایک بڑی لائبریری، جماعتی دفاتر، ایم ٹی اے کا ریجنل سٹوڈیو، مہمان خانہ اور کچن بھی موجود ہے۔ جماعت ہمبرگ کی تمام بڑی تقریبات کا انعقاد یہاں

ہوتا ہے۔

بیت السبوح

1974ء اور پھر 1984ء کے بعد جرمنی کی جماعتوں میں بڑی تیزی سے اضافہ ہوااور سن 2000ء تک جماعتوں کی تعداد 200 سے تجاوز کر چکی تھی۔ ان حالات میں جماعت جرمنی کو ایک بڑی مرکزی عمارت کی شدید ضرورت تھی جہاں سب مرکزی دفاتر کے علاوہ ضروری رہائشیں بھی ہوں خصوصاً حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے لئے رہائش کے ساتھ ساتھ ایسی موزوں سہولت ہو جہاں آپ احباب جماعت سے بآسانی ملاقاتیں کر سکیں اور بڑی تعداد میں یہاں آنے والے نمازی حضور کی اقتدا میں نمازیں بھی ادا کر سکیں۔ چنانچہ اپریل 2001ء میں اللہ تعالیٰ نے جماعت جرمنی کو فرینکفرٹ میں موٹر وے کے بالکل قریب شہری آبادی میں Genfer Str. 11 پر واقع ایک چار منزلہ وسیع عمارت قریباً سات ملین مارک میں خریدنے کی توفیق عطا فرمائی جس کا کل رقبہ ساڑھے سات ہزار مربع میٹر ہے اور اس میں چاروں منزلوں پر مشتمل مجموعی مسقّف حصہ آٹھ ہزار مربع میٹر ہے۔ اِس میں دو بڑے اور دو نسبتاً چھوٹے ہال ہیں۔ دونوں چھوٹے ہالز کو مسجد کی شکل دے کر مردوں اور مستورات کے لئے بطور مسجد مخصوص کر دیا گیا ہے جبکہ بڑے ہال مختلف مقاصد کے لئے استعمال ہو رہے ہیں۔ یہاں 2002ء سے جماعت کے علاوہ ذیلی تنظیموں کی بھی مجلس شوریٰ منعقد ہو رہی ہے۔ علاوہ ازیں نماز جمعہ و عیدین بھی ہوتی ہیں۔ شادیوں کے لئے بھی ان ہالز کو استعمال کیا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں مختلف گراؤنڈز بنا کر کھیلوں کا انتظام بھی موجود ہے۔

اس وسیع عمارت میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے سب مرکزی دفاتر، ایم ٹی اے کا مرکزی سٹوڈیو، شعبہ اشاعت کا بہت بڑا سٹور، ہزاروں کتب پر مشتمل مرکزی لائبریری، وسیع لنگر خانہ اور دعوت الی اللہ رُوم قائم کئے گئے ہیں۔ رہائشی حصہ میں سب سے بالائی منزل حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی رہائش کے لئے مخصوص ہے جبکہ اس کے پہلو میں مبلغ انچارج صاحب کی رہائش گاہ کے علاوہ دو دو کمروں کے چار مکان ہیں جنہیں مہمان خانہ کے طور پر استعمال کیا جارہا ہے۔ اس کے احاطہ کے اندر 74 کاروں کے لئے

پارکنگ کی گنجائش بھی ہے جبکہ اس کے سامنے کھلی پارکنگ کی وسیع سہولت میسر ہے۔اس کے احاطہ میں احباب جماعت کی سہولت کے لیے بک شاپ کے علاوہ کریانہ کی ایک دکان بھی کھولی گئی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اپنے آخری دورۂ جرمنی اگست 2001ء میں اسی عمارت میں قیام فرمایا تھا اور حضور رحمہ اللہ نے ہی اس عمارت کو بیت السبوح کا نام عطا فرمایا۔

ایوان خدمت

بیت السبوح کے احاطہ میں ہی ایک اور چار منزلہ عمارت میں مجلس خدام الاحمدیہ اور اطفال الاحمدیہ جرمنی کے مرکزی دفاتر ہیں۔ اس عمارت میں دفاتر کے لئے کمروں کے علاوہ دو بڑے ہال نما کانفرنس رُومز بھی ہیں۔ایک رہائشی مکان ہے جسے گیسٹ ہاؤس کے طور پر استعمال کیا جارہا ہے۔

جامعہ احمدیہ جرمنی کا آغاز ہوا تو ابتدائی چند سال (2008ء تا2012ء) جامعہ کی کلاسز ایوان خدمت میں ہی ہوتی رہیں اور طلبا کے لئے ہوسٹل بیت السبوح کے مختلف حصوں میں رہا۔

....

خلافتِ رابعہ میں یورپ کے درج ذیل مما لک میں پہلی بار مشن ہاؤسز اور مراکز خریدے گئے:

فرانس، پرتگال، آئرلینڈ، بیلجیم، پولینڈ، ترکی، البانیہ، بلغاریہ، کوسووو اور بوسنیا۔

دَورِ خلافت رابعہ کے آخر تک اللہ تعالیٰ کے فضل سے 18/یوروپین مما لک میں مشن ہاؤسز اور مراکز کی مجموعی تعداد 148/ہو گئی جبکہ 1984ء میں یہ تعداد کُل 8/مما لک میں صرف 16/تھی۔

مشرقی یورپ میں مشنوں کا قیام

حضورؒ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 27/دسمبر 1996ء میں مشرقی یورپ کے ممالک کے لئے 15/لاکھ ڈالر کی مالی تحریک کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا کہ مشرقی یورپ کے ممالک میں مساجد قائم کرنے، مشن ہاؤس تعمیر کرنے اور ان ممالک کے لوگوں کی تربیت کے لئے ان ہی کے افراد کو تربیت دینا ایک اہم ضرورت ہے۔حضور نے فرمایا حسب معمول اس چندے کا دسواں حصہ میں خود ادا کروں گا۔نیز فرمایا کہ اس تحریک کی مدّت دو سال ہوگی اور پہلے سال دو تہائی ادائیگی کرنی ہوگی۔

(الفضل 30/نومبر 1996ء)

امریکہ

امریکہ میں 1920ء میں احمدیہ مشن کا آغاز ہوا۔ 1984ء تک 64؍سال کے عرصہ میں امریکہ میں مشنز کی تعداد سات تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے آغازِ خلافت میں امریکہ میں کم ازکم پانچ نئے مراکز کے قیام کی تحریک فرمائی تھی اور اس خواہش کا اظہار فرمایا تھا کہ اگر دس ہو جائیں تو بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس خواہش میں برکت ڈالی اور **84ء تا 86ء دو سال کے عرصہ میں صرف امریکہ میں 11؍نئے مراکز جماعت کو خریدنے کی توفیق ملی** (واشنگٹن ڈی سی، لاس اینجلس، ڈیٹرائٹ، شکاگو، نیویارک، Cleaveland، وِلنگ برو، پورٹ لینڈ، طوسان، یارک، زائن)۔

یہ سب جگہیں بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے پرانے مشن ہاؤسز کے مقابلہ میں بہت وسیع اور کشادہ ہیں۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ **1984ء تک امریکہ میں موجود سات مشن ہاؤسز کا کُل رقبہ سوا دو ایکڑ تھا۔ اور 84ء تا 86ء دو سال کے عرصہ میں خریدی گئی 11؍عمارات وقطعات کا کُل رقبہ ساڑھے اڑتیس ایکڑ تھا۔**

امریکہ میں نئے مشن ہاؤسز اور مساجد کے قیام کی تحریک

ریاستہائے متحدہ امریکہ عالمی افق پر ایک عظمت کا حامل نام ہے۔ یہاں جماعت کا آغاز حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مخلص اور فدائی صحابی حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ کے ذریعہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے دور میں ہوا۔ اس عرصہ میں جماعت میں ترقی ہوئی تاہم مساجد اور مشنوں کی تعداد میں ضروریات کے مطابق اضافہ نہیں ہوا۔ بڑھتی ہوئی ضروریات کے پیش نظر 15؍دسمبر 1982ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے احباب جماعت کے نام اپنے ایک پیغام میں اڑھائی ملین ڈالرز جمع کرنے کی تحریک فرمائی اور اپنی طرف سے 5؍ہزار ڈالر عطا فرمائے۔ حضور نے فرمایا:

”مَیں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم پانچ مشن ہاؤسز کی تعمیر کو پیش نظر رکھ کر کام شروع کر دیں اور اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے عاجزی اور انکساری کے ساتھ دعائیں کرتے ہوئے توفیق

بڑھانے کی کوشش کریں تو بعید نہیں کہ ہم ان پانچ مشن ہاؤسز کا بوجھ برداشت کرسکیں۔"

(روزنامہ الفضل مورخہ 31/ مارچ 1983ء)

اس تحریک پر احباب جماعت نے والہانہ لبّیک کہا اور 1983ء (جولائی) کی رپورٹ کے مطابق تقریباً ڈیڑھ ملین ڈالرز کے وعدہ جات موصول ہو گئے اور پانچ ملین ڈالرز مالیت کی زمین کے عطیہ کی وصولی کے علاوہ نقد وصولی ایک لاکھ ستائیس ہزار ڈالرز ہو گئی اور یکم اگست 1987ء کو جلسہ سالانہ لندن کے دوسرے دن خطاب میں حضور نے اس تحریک کے ضمن میں فرمایا:

"مَیں نے اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ ذمہ داری پانچ کی ڈال رہا ہوں، میری دلی تمنّا یہ ہے کہ دس ہو جائیں تو بہتر ہے۔ چنانچہ...دس مقامات پر نہ صرف زمین لی گئی بلکہ گیارھواں مرکز بھی قائم کردیا گیا ہے۔ اب سال رواں میں جو مزید مراکز قائم کئے گئے ہیں، جگہیں خریدی گئیں یا عمارتیں لی گئیں اُن کو شامل کر کے یہ تعداد خدا کے فضل سے 17 ہو چکی ہے اور بعض جگہ بہت وسیع رقبے ہیں اور بہت خوبصورت عمارتوں کے نقشے بنائے گئے ہیں اور اللہ کے فضل سے ان پر کام شروع ہو چکا ہے۔ امید ہے جلد وہاں بعض نئی مساجد منصۂ شہود پر ابھریں گی۔"

اکتوبر نومبر 1987ء میں حضور نے دورہ امریکہ کے دوران 3/ مساجد کا افتتاح فرمایا اور 5/ کا سنگِ بنیاد رکھا۔ جن میں واشنگٹن اور لاس اینجلس کی مساجد کا سنگِ بنیاد بھی تھا۔

14/ اکتوبر 1994ء کو حضور نے امریکہ میں مسجد بیت الرحمٰن (واشنگٹن) اور 23/ اکتوبر 1994ء کو مسجد صادق (شکاگو) کا افتتاح فرمایا۔ 1994ء میں ہی شکاگو میں ایک عمارت 85/ ہزار ڈالرز کی مالیت سے خریدی گئی۔

خلافتِ رابعہ میں امریکہ میں مساجد اور مشن ہاؤسز کی تعداد اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے 6/ سے بڑھ کر 36/ تک پہنچ گئی۔

کینیڈا

کینیڈا میں پانچ نئے مشن ہاؤسز کے قیام کی تحریک

20/ اپریل 1983ء کو حضور نے جماعت احمدیہ کینیڈا کے نام پیغام ارسال کیا اور اس

میں جماعت کینیڈا کو تحریک فرمائی کہ جماعت امریکہ کی طرح وہ بھی آگے بڑھیں اور ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے کمر ہمت کس لیں اور تین سال کے اندر اندر مبلغ چھ لاکھ ڈالر کینیڈا میں نئے مشن ہاؤسز اور مساجد کے قیام اور موجودہ مشن ہاؤسز کی توسیع کے لئے پیش کریں اور ہر فرد اپنی توفیق کے مطابق قربانی پیش کرے۔(روزنامہ الفضل یکم جون 1983ء)

احباب جماعت نے اس تحریک میں والہانہ حصہ لیا۔ چنانچہ ایک ماہ سے بھی کم عرصہ میں یعنی 11/مئی 1983ء تک دو لاکھ چار ہزار تین صد پینتیس (-/204,335) ڈالرز کے وعدے ہو گئے۔1988ء کے جلسہ سالانہ پر حضورؒ نے کینیڈا کی بابت فرمایا:

”کینیڈا میں جو پہلے مشن موجود تھے ان کو وسعت دی گئی ہے۔ اگرچہ نئی جگہ میں مشن بنانے کی توفیق نہیں ملی لیکن جہاں مشن بہت چھوٹے تھے یا ان کی زمین بہت تھوڑی تھی ان کو وسعت دینے کی توفیق ملی ہے۔“

(ضمیمہ ماہنامہ تحریک جدید اگست 1988ء)

پھر یکم جولائی 1988ء کو حضور نے کینیڈا میں نئی مساجد کی تعمیر کے لئے 25/لاکھ ڈالر جمع کرنے کی تحریک فرمائی۔ چنانچہ 12/سے زائد مقامات پر نئے مراکز اور مشن ہاؤسز قائم ہو گئے۔

1984ء میں کینیڈا میں پانچ مشن ہاؤسز تھے۔ دورِ ہجرت میں پانچ نئے مشن ہاؤسز کا اضافہ ہوا۔ وہاں کے بعض پرانے مشن ہاؤسز فروخت کر کے ان کی جگہ بیسیوں گنا بڑے مشن ہاؤسز خریدے گئے۔ مثلاً 1984ء تک ٹورانٹو میں تین بیڈ کا ایک مشن ہاؤس تھا۔

1985ء میں ٹورانٹو کے علاقہ میپل میں کینیڈا جماعت کے مرکز کے لئے 25/ایکڑ زمین خریدی گئی۔ یہ جگہ ”وان (Vaughan) سٹی“ میں ہے جو ٹورانٹو کے شمال میں واقع ہے۔ یہ کینیڈا کی مشہور تفریح گاہ ”کینیڈا ونڈر لینڈ“ کے شمال میں تھوڑی سی مسافت پر ہے۔ یہ تین منزلہ عمارت 22 کمروں پر مشتمل تھی۔ اس میں ضروری تبدیلیوں کے بعد 1986ء میں یہاں نقل مکانی کی گئی۔ اس مشن کا نام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے ’بیت الاسلام‘ رکھا۔ اس وسیع زمین پر مرکزی مشن ہاؤس قائم ہوا اور بعد ازاں اُس وقت کی شمالی امریکہ کی سب سے بڑی مسجد ’مسجد بیت الاسلام‘ تعمیر ہوئی۔ اس تعمیر

پر چار ملین ڈالر کی لاگت آئی۔ 17/اکتوبر 1992ء کو حضورؒ نے 'مسجد بیت الاسلام' ٹورانٹو کا افتتاح فرمایا۔

حضورؒ کی توجہات کے نتیجہ میں یہاں حکومتی حلقوں میں بھی جماعت بہت نیک نام اور وسیع اثر ورسوخ کی مالک ہے۔ حضورؒ کے دورہ جات کے دوران کئی شہروں کے میئرز نے اس دن (17 اکتوبر 1992ء) کو 'احمدیہ مسجد' کا دن اور اس ہفتہ (16 تا 23 اکتوبر) کو 'Ahmadiyya Week' قرار دیا۔

کیلگری

1989ء میں کینیڈا کے صوبہ البرٹا میں کیلگری میں مکرم چوہدری محمد الیاس صاحب نے جماعت کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی خدمت میں ایک سو ساڑھے باون (152.5) ایکڑ زمین کا ٹکڑا پیش کیا۔ بعد ازاں 1984ء میں ہائی وے 2 پر ایک اور قطعہ زمین ساڑھے آٹھ (8.5) ایکڑ پر مشتمل جماعت کے لئے پیش کیا۔

کیلگری میں پہلا مشن ہاؤس ایک رہائشی مکان کی شکل میں 26/جنوری 1979ء کو خریدا گیا تھا۔ یہ مکان 1988ء تک استعمال میں رہا۔ اسی سال تین لاکھ ڈالر کی مالیت سے ایک چرچ کی عمارت خریدی گئی اور چرچ والوں کی اجازت سے اسے مسجد میں تبدیل کیا گیا۔ چرچ کی عمارت کے ساتھ برلبِ سڑک دو رہائشی مکان بھی تھے۔ اس مسجد کا افتتاح حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے 28/جون 1988ء کو فرمایا۔

وینکوور

وینکوور میں مشن ہاؤس اکتوبر 1982ء میں خریدا گیا تھا۔ یہ ایک رہائشی مکان تھا جو 72 ہزار ڈالر کی لاگت سے خریدا گیا۔ اس کا نام 'بیت الدعا' تجویز ہوا۔ جلد ہی یہ جماعت کی مساعی کے لئے ناکافی ہو گیا۔ چنانچہ اس کو فروخت کر کے 12/جون 1995ء کو مشن ہاؤس کے لئے تین لاکھ سترہ ہزار ڈالر کی مالیت سے ایک جگہ خریدی گئی۔ اس جگہ کا رقبہ پانچ ایکڑ تھا اور اس میں دو عدد عمارتیں بھی بنی ہوئی تھیں جو بطور مشن ہاؤس استعمال میں رہیں۔ لیکن اسی سال اس جگہ کو فروخت کر کے 9 لاکھ ڈالرز میں ایک سکول

کی عمارت پر مشتمل 3.6 ایکڑ زمین خریدی۔ اس جگہ مسجد کی تعمیر کا منصوبہ تھا۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے وینکوور میں اپنے 1997ء کے سفر کے دوران یہاں آکر دعا کی۔

2005ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز وینکوور تشریف لائے تو آپ نے یہاں مسجد کی بنیاد رکھی۔ یہاں بفضلہ تعالیٰ خوبصورت ''مسجد بیت الرحمٰن'' تعمیر کی گئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے 18 مئی 2013ء کو اس کا افتتاح فرمایا۔

Ahmadiyya Abode of Peace

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی منظوری سے جماعت نے اونٹاریو کی صوبائی حکومت کے ساتھ مل کر سستے کرائے پر رہائش فراہم کرنے والے منصوبے کو شروع کیا۔ دو کروڑ پچاس لاکھ ڈالر کی لاگت سے چودہ منزلہ یہ عمارت 1993ء میں مکمل ہوئی۔ اس میں ایک سو چھیاسٹھ (166) اپارٹمنٹس ہیں۔ بلڈنگ کے تین دفاتر ہیں اور ایک ہال ہے جو بطور مسجد بھی استعمال ہوتا ہے۔

وِنی پیگ (صوبہ مینی ٹوبہ) میں احمدیہ مشن ہاؤس

ونی پیگ جماعت نے 1990ء میں Fort Rouge کے علاقہ میں بہت مناسب قیمت پر 525 Kylemore Avenue پر دو ہزار مربع فٹ کی عمارت بطور کمیونٹی سنٹر ایک لاکھ 45 ہزار ڈالرز کی مالیت سے خریدی۔ اس میں تین صد افراد کے لئے نماز ادا کرنے کی گنجائش موجود ہے۔ 23 نومبر 1990ء کو مکرم نسیم مہدی صاحب امیر جماعت کینیڈا نے اس کا افتتاح کیا۔

مانٹریال مشن ہاؤس

کینیڈا میں مانٹریال شہر جماعت احمدیہ کی تاریخ میں خاص مقام کا حامل ہے جہاں سب سے پہلے جماعت اپنے نظام کے ساتھ قائم ہوئی۔ یہاں جماعت نے ابتدا ہی میں اپنی جملہ مساعی کے لئے ایک مشن ہاؤس حاصل کرلیا تھا۔ خدا تعالیٰ کے خاص فضل سے جماعت نے 1995ء میں مانٹریال کے مشہور دریا سینٹ لارنس کے کنارے ایک وسیع عمارت صرف پانچ لاکھ ڈالرز میں حاصل کی۔ یہ عمارت ایک چرچ کے طور پر استعمال ہوتی تھی، اس لئے نماز اور جماعت کے دیگر کاموں کے لئے یہاں کوئی

قانونی روک نہیں تھی۔ یہ تین منزلہ عمارت مضبوط اور خوبصورت تھی۔ اس کی اوپر والی منزل پر چار بیڈ روم اور تین بیڈ روم والے دو اپارٹمنٹ تھے۔ درمیانی منزل پر ایک بڑا ہال تھا جس میں تین سو نمازیوں کی گنجائش تھی۔ اس کے ساتھ ایک بڑا کچن تھا۔ نچلی منزل میں دو بیڈ روم کا ایک اپارٹمنٹ، دو ہال، تین کمیونٹی واش روم اور ایک بہت بڑا سٹور تھا۔ اس عمارت کے اردگرد تقریباً ایک سو کاریں پارک ہوسکتی تھیں۔ اس کا مسقّف حصہ 12 ہزار مربع فٹ اور زمین کا رقبہ 27 ہزار مربع فٹ تھا۔ اس کے حصول کے لئے قانونی کارروائی مکمل ہونے پر مورخہ 15 دسمبر 1995ء کو مکرم امیر صاحب کینیڈا نے نمازِ جمعہ کی ادائیگی سے اس کا افتتاح کیا۔

اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے طفیل 1995ء میں خریدی جانے والی یہ وسیع جگہ بھی 2007ء تک جماعت مانٹریال کے لئے چھوٹی اور ناکافی ہوگئی۔ لہٰذا بعد ازاں اسے فروخت کر کے ایک اور وسیع عمارت خریدی گئی۔

آٹوا میں مشن ہاؤس

1995ء میں کینیڈا کے دارالحکومت آٹوا میں جماعت نے یکصد ایکڑ قطعہ زمین خریدا جس کے ساتھ ایک عمارت بھی ہے۔ اس کا مسقّف حصہ 2048 مربع فٹ ہے۔ اس میں کم وبیش 350 افراد نماز ادا کر سکتے ہیں۔ اس کا ایک حصہ مربی سلسلہ کی رہائشگاہ اور مشن ہاؤس کے لئے استعمال ہو رہا ہے۔

مسجد محمود۔ رجائنا

صوبہ سسکیچوان کے دارالخلافہ Regina میں 1996ء میں ڈیڑھ ایکڑ زمین برائے تعمیر کمیونٹی سنٹر و مسجد 60 ہزار ڈالر کی مالیت سے خریدی گئی۔

2016ء میں اس جگہ ایک خوبصورت مسجد ''مسجد محمود'' تعمیر کی گئی۔ اسی سال ماہ نومبر میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس کا افتتاح فرمایا۔

ایڈمنٹن میں مشن ہاؤس

ایڈمنٹن کا مشن ہاؤس 'بیت الہادی' (8707-53 Ave, Edmonton Alberta T6E 5E9) شہر کے وسط میں واقع ہے۔ مشن ہاؤس کے لئے یہ عمارت 1997ء میں خریدی گئی تھی۔ اس کے ایک بڑے ہال میں تین صد مرد احباب کے نماز پڑھنے کی گنجائش ہے جبکہ خواتین کے ہال میں ڈیڑھ صد خواتین نماز ادا کرسکتی ہیں۔ اس کے علاوہ ایک بڑا ہال جنرل میٹنگز اور دوسرے مختلف کاموں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ دفاتر اور رہائشی حصہ اس کے علاوہ ہیں۔

علاوہ ازیں نئے مشن ہاؤس کے لئے بفضلہٖ تعالیٰ ایڈمنٹن شہر میں ایک نہایت موزوں جگہ پر 33/ ایکڑ کا رقبہ ایک لاکھ پچاس ہزار ڈالر سے 28/ اپریل 1997ء میں خرید لیا گیا تھا۔ انشاء اللہ یہاں بھی مسجد تعمیر ہوگی۔

Peace Village

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اپنے دورۂ کینیڈا 1997ء کے دوران ارشاد فرمایا کہ بڑی بڑی مساجد بنا دینا ہی کافی نہیں، ان کی آبادی کی بھی کوشش ہونی چاہیئے۔ مسجد بیت الاسلام اس وقت ٹورانٹو شہر سے باہر تھی۔ نمازِ جمعہ، خصوصی اجلاسات اور تقریبات کے علاوہ اس میں نمازوں کی حاضری بہت کم ہوتی تھی۔ حضورؒ کے اس اظہار کے وقت گو مسجد کے اِرد گرد بعض رہائشی منصوبے چل رہے تھے مگر یہ خیال نہیں تھا کہ احمدی کثرت سے یہاں منتقل ہوسکیں گے۔

ایک بلڈر نے مسجد سے ملحقہ 150 ایکڑ زمین پر مکانات کی تعمیر کا منصوبہ بنایا۔ اس سے بات چیت کی گئی کہ اگر وہ مکانوں کے نقشوں میں ہماری ضروریات کے مطابق تبدیلیاں کرے اور قیمت بھی اچھی دے تو ہم افرادِ جماعت کو یہاں مکان خریدنے کی طرف توجہ دلائیں گے۔ اس نے اس پیشکش کو قبول کیا اور جماعت کی تحریک پر احبابِ جماعت نے یہاں مکان خریدنے شروع کئے۔ یہ رجحان اس تیزی سے بڑھا کہ سِٹی کونسل نے نہ صرف رہائشی منصوبہ کا بلکہ مسجد کے اردگرد سارے ماحول میں ہماری ضروریات اور مفادات کا خیال رکھا۔

5اپریل 1999ء کو مسجد بیت الاسلام کے ساتھ اس رہائشی کالونی کی تعمیر کا آغاز ہوا۔اس کالونی میں 1200 سے زائد احمدی آباد ہیں۔

اس منصوبہ کو خدا تعالیٰ نے اتنی برکت دی کہ اس کے فضل سے کینیڈا کا دنیا میں ایک منفرد اور امتیازی مقام ہے کہ اس جگہ کو جماعت کی درخواست پر دارالامن یعنی پیس ولیج (Peace Village) کا نام دیا گیا اور اس کی گلیوں کے نام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقدّس خلفاء اور جماعت کے دیگر بزرگوں کے ناموں پر رکھے گئے۔اس بارہ میں مخالفت بھی ہوئی مگر سِٹی کونسل نے متفقہ طور پر یہ نام منظور کئے۔پیس ویلیج کی سڑکوں اور گلیوں کے نام حسبِ ذیل ہیں:

احمدیہ ایونیو، نورالدین کورٹ، محمود کریسنٹ، ناصر سٹریٹ، طاہر سٹریٹ، بشیر سٹریٹ، ظفراللہ خان کریسنٹ، عبدالسلام سٹریٹ، ماسک گیٹ۔پیس ویلیج کے اندر ایک چھوٹا سا پارک ہے۔سٹی کونسل کی طرف سے جس کا نام فیضیہ مہدی پارک رکھا گیا ہے۔

ان سڑکوں اور گلیوں پر کونسل کی طرف سے ان ناموں کے باقاعدہ بورڈ لگے ہیں اور علاقہ اور شہر کے نقشوں پر یہ نام طبع ہو چکے ہیں۔علاوہ ازیں سِٹی کونسل نے متفقہ طور پر مسجد بیت الاسلام کے جنوبی جانب ایک بہت بڑے پبلک پارک کا نام 'احمدیہ پارک' رکھا ہے۔

ہیملٹن میں مشن ہاؤس۔مسجد بیت النور

اس مشن ہاؤس کی عمارت 1998ء میں خریدی گئی تھی۔اس کا مجموعی رقبہ 21 ہزار مربع فٹ ہے۔ جبکہ ساڑھے پانچ ہزار مربع فٹ حصہ پر عمارت تعمیر ہے۔ یہ عمارت شہر کی شرقاً غرباً تین بڑی سڑکوں میں سے ایک سڑک ''کِنگ سٹریٹ'' پر واقع ہے۔

لجنہ اماء اللہ کینیڈا کا مرکزی دفتر

خدا تعالیٰ کے فضل سے اواخر 1999ء میں لجنہ اماء اللہ کینیڈا نے اپنا الگ مرکزی دفتر خریدا۔ 2000ء کے شروع میں مسجد بیت الاسلام کے بالمقابل احمدیہ ایونیو پر مکان نمبر 96 کی خرید کے تمام مراحل مکمل ہو گئے تو 15رجنوری کو اس کا افتتاح عمل میں آیا۔

اس عمارت کا مسقّف رقبہ 3030 مربع فٹ ہے۔اس کی بالائی منزل پر چھ دفاتر ہیں۔نچلی منزل میں عمومی اجلاس کے لئے کشادہ ہال، استقبالیہ دفتر اور باورچی خانہ ہے۔تہہ خانہ میں بہت اچھی لائبریری اور شعبہ سمعی و بصری ایم ٹی اے لجنہ کا دفتر ہے۔

مسی ساگا مشن ہاؤس، مسجد بیت الحمد اور جامعہ کی عمارت

خدا تعالیٰ نے 26/اپریل 1999ء کو جماعت کوٹورانٹو میں مسی ساگا کے علاقہ میں ایک وسیع و عریض عمارت عطا فرمائی۔28000 مربع فٹ کی یہ عمارت کینیڈا کی مشہور ہائی وے 104 کے بالکل قریب مسی ساگا میں مقامی ٹاؤن کے درمیان واقع ہے۔اس کا کُل رقبہ سوا پانچ ایکڑ ہے۔اس میں 225 کاروں کے لئے پختہ پارکنگ موجود ہے۔ایک بہت بڑا ہال ہے جو مسی ساگا جماعت کی تقریبات، جامعہ کی تقریبات کی ضرورتوں کو پورا کرتا ہے اور مسجد کے طور پر بھی استعمال ہوتا ہے۔ بہترین فرنیچر پر مشتمل 40 دفاتر موجود تھے۔ایک بڑا انڈسٹریل کچن جس میں بڑے بڑے فریزر اور کولر بھی ہیں اور چار، پانچ سو افراد کے لئے ڈائننگ ہال بھی ہے۔

اسی عمارت میں ابتداءً جامعہ احمدیہ کینیڈا بھی قائم ہوا اور جماعت مسی ساگا اور اس پورے ریجن کے لئے یہ عمارت مشن ہاؤس کے طور پر بھی استعمال ہو رہی ہے۔

ساری عمارت ایئر کنڈیشنڈ ہے اور نہایت اچھی حالت میں ہے۔یہ عمارت 19 لاکھ 95 ہزار ڈالرز میں خریدی گئی۔اس عمارت کی خرید کے لئے جماعت احمدیہ کینیڈا نے تین ماہ کے عرصہ میں 20 لاکھ ڈالرز سے زائد رقم اکٹھی کی۔احمدی خواتین اور بچیوں نے کثرت سے اپنے زیورات پیش کئے۔

ایشیا اور افریقہ

اسی طرح ایشیا اور افریقہ کے مختلف ممالک میں خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت وسیع عمارات اور قطعات اراضی بطور مشن ہاؤسز خریدے گئے۔بعض جگہوں پر بعض مخیّر احمدیوں نے انفرادی طور پر بعض عمارات یا قطعات خرید کر جماعت کو تحفۃً دیئے۔افریقہ میں بعض جگہوں پر مقامی قبائل کے چیفس نے یا حکومت نے جماعت کی خدمات پر اظہارِ تشکّر کے طور پر بعض قطعاتِ زمین پیش کئے۔

افریقہ

1984ء میں برِّ اعظم افریقہ کے 14؍ممالک میں احمدیہ مشن ہاؤسز اور مراکز کی تعداد 68؍تھی جو اپریل 2003ء تک 25؍ممالک میں 656؍ہو گئی۔

اسی طرح مثلاً انڈونیشیا میں 1998ء میں مراکز تبلیغ کی تعداد ننانوے (99) تھی جو 2003ء میں ایک سو اڑتیس (138) ہو چکی تھی۔

الغرض مشن ہاؤسز کے قیام کے لحاظ سے بھی جماعت کا قدم مسلسل ترقی کی طرف بڑھتا رہا۔ عمارات کی خرید ہی نہیں بلکہ ان کی نگہداشت اور ان کے انتظام و انصرام کو چلانا بھی بھاری اخراجات کا متقاضی ہوتا ہے۔ لیکن خلافتِ حقّہ اسلامیہ احمدیہ سے وابستہ افرادِ جماعت کو جن میں مرد، عورتیں اور بچے بھی شامل ہیں اللہ تعالیٰ نے یہ توفیق بخشی کہ انہوں نے مالی قربانی کی نہایت شاندار مثالیں پیش کیں اور پیش کرتے چلے جا رہے ہیں اور دنیا بھر میں اسلام احمدیت کی اشاعت کے لئے نئے مراکز تبلیغ کا قیام اور پہلے سے قائم مراکز میں وسعت اور توسیع کا کام مسلسل جاری ہے۔

ان مشن ہاؤسز کے قیام، تعمیر اور توسیع اور انہیں سنوارنے اور خوبصورت بنانے کے سلسلہ میں افرادِ جماعت کی مالی قربانیوں کے علاوہ اکثر مواقع پر احباب جماعت نے وقارِ عمل کے ذریعہ بھی حصّہ لیا اور ہزارہا گھنٹے اس غرض سے وقف کئے۔ اور یوں صرف مال کی ہی نہیں بلکہ دینی اغراض کے لئے وقت کی قربانی کی بھی لازوال اور درخشندہ مثالیں قائم کیں۔

الغرض دنیا بھر میں قائم مشن ہاؤسز یا مراکزِ تبلیغ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس سلسلہ کی حقّانیت اور اس کے پاکیزہ منصوبوں میں نہایت درجہ فوق العادت برکت پر عظیم الشان گواہ ہیں۔

2003ء تک دنیا کے 85؍ممالک میں 1239؍مشن ہاؤسز یا مراکز تبلیغ قائم ہو چکے تھے۔

....

مساجد کا قیام

اسلام احمدیت کی ترقی و استحکام میں مساجد کو ایک غیر معمولی حیثیت حاصل ہے۔ مسجد وہ مقام ہے جہاں مومنین اللہ و رسول کے احکامات کے تابع خدائے واحد و یگانہ کی عبادت کے لئے جمع ہوتے ہیں اور باجماعت نمازوں کا اہتمام کرتے ہیں۔ اور یوں اللہ تعالیٰ کے ان فضلوں سے حصہ پاتے ہیں جن کا اس نے نماز باجماعت قائم کرنے والوں سے وعدہ فرمایا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک موقع پر مسجدوں کے قیام کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے فرمایا:۔

"اِس وقت ہماری جماعت کو مساجد کی بڑی ضرورت ہے۔ یہ خانۂ خدا ہوتا ہے۔ جس گاؤں یا شہر میں ہماری جماعت کی مسجد قائم ہو گئی تو سمجھو کہ جماعت کی ترقی کی بنیاد پڑ گئی۔ اگر کوئی ایسا گاؤں ہو یا شہر جہاں مسلمان کم ہوں یا نہ ہوں اور وہاں اسلام کی ترقی کرنی ہو تو ایک مسجد بنا دینی چاہئے۔ پھر خدا خود مسلمانوں کو کھینچ لاوے گا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ قیامِ مسجد میں نیّت بہ اخلاص ہو۔ محض لِلّٰہ اسے کیا جاوے۔ نفسانی اغراض یا کسی شر کو ہرگز دخل نہ ہو۔ تب خدا برکت دے گا۔"

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ 119۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کی اس کے آغاز سے ہی مساجد کے قیام کی طرف خصوصی توجہ ہے اور خلافت احمدیہ کے زیرِ ہدایت و نگرانی باقاعدہ ایک سکیم کے طور پر مساجد کی تعمیر و توسیع کا کام منظّم طور پر جاری ہے۔ اور بہت سے مقامات پر مرکزی نظام کے تابع مساجد کی تعمیر کے منصوبے بنائے جاتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اپنے عہدِ خلافت کے پہلے جلسہ سالانہ دسمبر 1982ء کے موقع پر اپنے دوسرے روز کے خطاب میں بتایا کہ اس سال نو (9) مختلف ممالک میں مرکزی اخراجات کے تابع 24/بڑی وسیع اور پختہ مساجد تعمیر کی گئیں۔

اگلے سال دسمبر 1983ء کے جلسہ کے موقع پر آپ نے بتایا کہ اس سال دس ممالک میں

32 نئی مساجد تعمیر ہوئیں۔

1984ء میں حکومت پاکستان کے ظالمانہ آرڈیننس 20 کے نفاذ کے بعد پاکستان میں احمدیوں کے لئے مساجد کی تعمیر کی اجازت تو ایک طرف، ان پر یہ پابندی لگا دی گئی کہ وہ اپنی مسجد کو 'مسجد' بھی نہیں کہہ سکتے۔ کئی جگہوں پر احمدیہ مساجد پر حملے کئے گئے۔ بعض جگہوں پر احمدیوں سے ان کی مساجد چھین کر ان پر ناجائز قبضہ کر لیا گیا۔ بعض جگہ مساجد کو سِیل (seal) کر دیا گیا۔ بعض مساجد کو منہدم کیا گیا۔ مساجد کے ساز و سامان کو لوٹا اور جلایا گیا۔ مخالفین کے ارادے تو یہ تھے کہ اس طرح احمدی عبادت سے منحرف ہو جائیں گے۔ لیکن معاندین احمدیت کی ان ظالمانہ کارروائیوں کے خلاف جماعت احمدیہ نے اپنے امام کے تابع وہ ردِّعمل دکھایا جو ایک حقیقی مومن جماعت کی شان ہے۔ وہ پہلے سے زیادہ قوت اور عزم اور ارادوں کے ساتھ عبادات پر قائم ہوئے اور ان کی عبادت کے معیاروں میں اضافہ ہوا۔ نمازوں میں باقاعدگی اور التزام اور خشوع و خضوع اور سوز و گداز نے ان کو نئی روحانی رفعتیں بخشیں۔ اور خدا تعالیٰ کے گھروں کی تعمیر کے لئے پہلے سے بڑھ کر قربانیاں پیش کیں۔

حضور رحمہ اللہ نے معاندین احمدیت کی احمدیوں کو زبردستی نماز سے روکنے کی کوشش میں ناکامی کا ذکر کرتے ہوئے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 28 رنومبر 1986ء میں فرمایا:

"بکثرت ایسے احمدی جو پہلے نمازوں میں سستی دکھاتے تھے وہ نمازوں میں اور زیادہ مضبوط ہو گئے۔ جو باجماعت نماز کے عادی نہیں تھے انہوں نے باجماعت نمازیں شروع کر دیں۔ جو تہجد نہیں پڑھتے تھے، انہوں نے تہجد پڑھنا شروع کر دی اور جو بے نمازی تھے وہ نمازی بننے لگ گئے اور اس کا ردّعمل ... ایسا وسیع ہے، اتنا پُرشوکت ہے کہ صرف پاکستان میں نہیں ہوا یہ ردّعمل، انگلستان میں بھی ہوا، جرمنی میں بھی ہوا، چین میں بھی ہوا، جاپان میں بھی ہوا، امریکہ میں بھی ہوا، افریقہ میں بھی ہوا، کوئی دنیا کا ملک ایسا نہیں ہے جہاں پاکستان کے حکمرانوں کی اس ناپاک کوشش کا ردّعمل اس صورت میں دنیا میں ظاہر نہ ہوا ہو کہ انہوں نے وہاں احمدیوں کو نمازوں سے روکنے کی کوشش کی ہو اور دنیا کے کونے کونے میں احمدی نمازوں پر زیادہ قائم نہ ہو گئے ہوں۔ تعداد کے لحاظ سے بھی، نماز کے مزاج کے لحاظ سے بھی،

روحانیت کی شیرینی کے لحاظ سے بھی، خشوع وخضوع کے لحاظ سے بھی، غرضیکہ ہر پہلو سے اس کوشش کا نتیجہ سوائے اس کے کچھ نہیں نکلا کہ جماعت احمدیہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے نماز کا معیار ہر صورت میں ہر پہلو سے اب پہلے کی نسبت بہت اونچا ہو گیا۔"

(خطباتِ طاہر جلد 5/خطبات 1986ء صفحہ 787)

خدا کے فضل سے دنیا بھر میں جماعت احمدیہ کے زیرِ اہتمام بڑی خوبصورت اور تقویٰ پر مبنی مساجد کی تعمیر کا سلسلہ بھی بہت تیزی سے آگے بڑھا۔ ظاہری خوبصورتی اور وجاہت اور حشمت کے لحاظ سے تو جماعت احمدیہ دنیا کی امیر قوموں کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ لیکن قربانی کی روح میں دنیا کی کوئی قوم جماعت احمدیہ کے پاسنگ کو بھی نہیں پہنچتی۔ جماعت کا اخلاص، اس کی قربانی اور اس کا جذبۂ خدمت حیرت انگیز ہے۔ پھر جس طرح اللہ تعالیٰ نے ان قربانیوں کو قبول فرمایا اور قربانی کرنے والوں کے اموال ونفوس میں برکتیں بخشیں اور اپنے فضلوں سے نوازا، سینکڑوں کیا ہزاروں ایسی ایمان افروز داستانیں دنیا بھر میں پھیلی پڑی ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 18 مئی 1984ء میں فرمایا:

"اللہ تعالیٰ کی تقدیر نے ہمیشہ ان باتوں کے الٹ نتائج ظاہر کئے ہیں جو ہمارے خلاف دشمنوں نے مکر اور تدبیریں کیں۔ احمدیت کی تاریخ میں ایک دن بھی ایسا نہیں آیا جب کہ دشمن کے ارادوں کے وہ نتائج ظاہر ہوئے ہوں اور ان کی تدابیر کے وہ نتائج برآمد ہوئے ہوں جو مقصد تھا اُن کا کہ ہم یہ کریں گے تو یہ نتیجہ نکلے گا۔ ... انہوں نے جب بھی جماعت احمدیہ کے اموال لوٹے ہیں جماعت کے اموال میں برکت ہوئی، جب مسجدوں کو منہدم کیا ہماری مسجدوں میں برکت ہوئی، ہمارے نفوس ذبح کئے ہمارے نفوس میں برکت ہوئی، جب قرآن کریم جلائے.. تو قرآن کی اشاعت میں بے شمار برکت ہوئی۔ جب انہوں نے تبلیغ پر پابندی لگائی تو تبلیغ میں برکت ہوئی۔"

چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے پاکستان میں احمدیہ مساجد پر پابندی کے آرڈیننس کے ردّ عمل میں بیرونِ پاکستان کی جماعتوں کو تحریک فرمائی کہ وہ خدا کے گھروں کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیں۔ آپ نے 1985ء میں جماعت کو یہ تحریک فرمائی کہ یہ سال مساجد کی تعمیر کے سال کے

طور پر منایا جائے۔ اس کے نتیجہ میں دنیا بھر میں مساجد اور مراکز نماز اور مشن ہاؤسز کے قیام کی طرف غیر معمولی توجہ ہوئی۔ اور ہر آنے والے سال میں مسلسل جماعتی مساجد کی تعمیر میں نہ صرف اضافہ ہوا بلکہ بہت سے مقامات پر جماعت کو بنی بنائی مساجد عطا ہوئیں کیونکہ کامیاب تبلیغ کے نتیجہ میں پورا گاؤں یا گاؤں کی اکثریت اپنے اماموں کے ساتھ احمدی ہوئی اور یوں بنی بنائی مساجد جماعت کو عطا ہوئیں۔

پھر اللہ تعالیٰ نے مساجد میں اس طرح بھی وسعت عطا فرمائی کہ بعض بہت وسیع رقبے پر مشتمل نہایت خوبصورت اور عظیم الشان مساجد کی تعمیر کی توفیق جماعت کو عطا فرمائی۔

ان مساجد کی تعمیر کے دوران اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے بہت ہی ایمان افروز واقعات بھی ظاہر ہوئے۔ مساجد کی تعمیر کے لئے قربانیاں پیش کرنے والوں کے ایمان و اخلاص اور قربانی کے بے نظیر واقعات بھی رونما ہوئے اور مساجد کی تعمیر میں روکیں ڈالنے والے مخالفین کی ذلّت و رسوائی کے عبرتناک نشانات بھی ظاہر ہوئے۔ یہ بھی ایک طویل اور دلچسپ اور رُوح پرور تفصیل ہے اور تاریخ احمدیت کا ایک نہایت ہی روشن باب ہے۔

ذیل میں عہدِ خلافت رابعہ میں تعمیر ہونے والی بعض اہم اور بڑی مساجد و مراکزِ نماز کا مختصر تعارف پیش کیا جاتا ہے۔ بالخصوص ایسی مساجد/مراکزِ نماز کا جن کا سنگِ بنیاد حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے رکھا یا آپؒ نے ان کا افتتاح فرمایا۔ یا حضور رحمہ اللہ کے عہدِ خلافت میں کسی ملک میں پہلی مسجد کا قیام عمل میں آیا۔

عہدِ خلافتِ رابعہ میں پاکستان میں 20/ کے قریب مساجد شہید کی گئیں۔

اگست 1987ء میں بیت النور ہالینڈ کو بعض شریر اور شرّ پسند عناصر نے جلانے اور نقصان پہنچانے کی کوشش کی اور قیمتی دستاویزات اور اشیاء ضائع کر دیں۔ اس واقعہ کا ذکر کر کے حضورؒ نے 21/ اگست 1987ء کے خطبہ جمعہ میں ہالینڈ کی مسجد کو دس گنا بڑا بنانے کا اعلان کیا اور 18/ ستمبر 1987ء کے خطبہ جمعہ میں منہدم شدہ مساجد کی مرمت اور از سرِ نو تعمیر کے لئے فنڈ کی تحریک کی اور فنڈ کا قیام اپنی طرف سے ایک ہزار پونڈ کی رقم کا وعدہ فرما کر کیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے جلسہ سالانہ 1989ء کے موقع پر اپنے خطاب میں فرمایا:

''چونکہ پاکستان میں مساجد پر اور معابد پر حملہ تھا اس لئے مَیں نے جماعت کو سمجھایا کہ ہم ظلم کا جواب ظلم سے تو نہیں دے سکتے مگر مسابقت کی روح کے ساتھ ہم یہ جواب دیں گے۔ قرآن کریم نے ہمیں نیکیوں میں آگے بڑھنے کی تلقین فرمائی ہے...اس لئے مَیں نے جماعت کو تاکید کی کہ وہاں اگر ایک مسجد جلاتے ہیں تو آپ بیسیوں مسجدیں باہر کی دنیا میں بنا دیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت نے اس آواز پر لبیک کہتے ہوئے عظیم الشان خدمت سرانجام دینے کی توفیق پائی۔

جس سال لندن آیا ہوں اس سال مساجد کی تعمیر کی تعداد دنیا بھر میں 32 تھی اور باقی چار سالوں میں خدا کے فضل سے جماعت کو 660 نئی مسجدیں بنانے کی توفیق ملی ہے...

اس کے علاوہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل کے ساتھ بعض بنی بنائی مسجدیں بھی ہمیں عطا کی ہیں اور جوں جوں جماعتوں کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے ان جماعتوں کے ساتھ بہت سے دیہات کی بنی بنائی مسجدیں پوری کی پوری جماعت احمدیہ کو مل گئیں۔ ان مساجد کی تعداد 201 ہے جو اُن کے علاوہ ہے جو مَیں نے بیان کی ہے۔''

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے جلسہ سالانہ 1992ء کے موقع پر مساجد کے قیام کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

''پاکستان میں جو سب سے بڑا ظلم توڑا جا رہا ہے وہ عبادت کی راہ میں روکیں ڈالنا ہے جس کو قرآن کریم نے سب سے بڑا ظلم قرار دیا ہے کہ کون ہے اس سے زیادہ ظالم جو خدا کی مساجد میں جا کر عبادت کرنے والوں کو عبادت سے روکتا ہے (البقرہ:115)۔ تو پاکستان میں جتنے بھی مظالم ہیں کچھ بدنی ہیں اُن سے بدن کو تکلیف پہنچتی ہے لیکن جو روحانی مظالم ہیں وہ اُس سے بہت زیادہ سنگین ہیں اللہ کی نظر میں۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ ہماری مساجد کو منہدم کیا گیا، اُن کی تالہ بندی کی گئی، مساجد میں جانے سے روکا گیا۔ اُس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ نے اس کثرت کے ساتھ جماعت احمدیہ کو دنیا بھر میں نئی مساجد عطا کی ہیں کہ اُن کے ذکر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور روح سجدہ ریز ہو جاتی ہے جو کتنا محسن خدا ہے۔ نئی مساجد جو امسال بنی ہیں وہ

307 ہیں اور 80 زیرِ تعمیر ہیں۔"(اس طرح یہ کل تعداد 387 ہے)۔

برِّ اعظم افریقہ

گیمبیا

1988ء میں دورۂ مغربی افریقہ کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے گیمبیا میں دو احمدیہ مساجد کا افتتاح فرمایا اور دو مشن ہاؤسز، ایک مسجد اور ایک کلینک کا سنگِ بنیاد رکھا۔

ان میں سے ایک شہر Talinding Kunjang کی مسجد بیت السلام تھی جس کا سنگِ بنیاد 20/جنوری 1988ء کو رکھا گیا تھا۔

ماریشس

18/ستمبر 1988ء کو حضورؒ نے ماریشس کے مقام نیوگرو و(New Grove) پر مسجد بیت السلام کا سنگِ بنیاد رکھا۔ اور اس کا افتتاح 1993ء میں فرمایا۔ اس مسجد کے لئے قطعۂ زمین مقامی احمدی فیملی نے بطور ہدیہ جماعت کو پیش کیا تھا۔ اس تقریبِ سنگِ بنیاد میں آنریبل رامدَت جڈّو(Ramduth Jaddoo)، منسٹر فارورکس بھی شامل ہوئے۔

اسی روز 18/ستمبر 1988ء کو حضورؒ نے اپنے ماریشس کے پہلے دورہ کے دوران وہاں کے علاقہ Quartier Millitaire میں تعمیر ہونے والی مسجد طاہر کا افتتاح فرمایا۔

برِّ اعظم یورپ

حضورِ انورؒ نے 11/ستمبر تا 15/اکتوبر 1985ء پانچ ہفتوں کا یورپ کا دورہ فرمایا۔ مغربی جرمنی، اٹلی، سپین، فرانس، سوئٹزرلینڈ، ہالینڈ اور بیلجیم تشریف لے گئے اور اس دورہ کے دوران پانچ نئے مراکز کا افتتاح فرمایا۔

سپین

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے مورخہ 10؍ستمبر 1982ء کو سپین کے شہر پیدرو آباد میں سات سو سال بعد تعمیر ہونے والی 'مسجد بشارت' کا افتتاح فرمایا۔ اس مسجد کی تعمیر جماعت احمدیہ کے صدسالہ جوبلی منصوبہ کے ایک اہم حصّہ کے طور پر ہوئی۔ اس کا سنگِ بنیاد حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے بنفسِ نفیس سپین تشریف لے جا کر مؤرخہ 9؍اکتوبر 1980ء کو دورۂ یورپ کے دوران رکھا تھا۔ اس کے افتتاح کی تاریخ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے اپنے وصال سے قبل مقرر فرمائی تھی۔

افتتاح مسجد بشارت

اس موقع پر چار برِّ اعظموں ایشیا، یورپ، افریقہ اور امریکہ کے 40؍ممالک سے دو ہزار کے قریب احمدی موجود تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اس موقع پر اپنے تاریخی خطبہ جمعہ فرمودہ 10؍ستمبر 1982ء میں فرمایا:

> ''مسجدوں کی تعمیر ایک بہت ہی مقدّس فریضہ ہے۔ لیکن جو مسجدیں ہم بنا رہے ہیں یہ کوئی ایسا واقعہ نہیں جیسا کہ عام طور پر دنیا میں ہوتا ہے۔ ان مسجدوں کے پس منظر میں لمبی قربانیوں کی تاریخ ہے۔ یہ کچھ امیر لوگوں کی وقتی کوشش یا جذباتی قربانی کا نتیجہ نہیں۔ کچھ ایسے لوگوں کی جن کو خدا نے زیادہ دولت بخشی ہو اور وہ نہ جانتے ہوں کہ کہاں خرچ کرنی ہے۔ بلکہ خصوصاً اس مسجد کے پیچھے تو ایک بہت ہی لمبی، گہری، مسلسل قربانیوں کی تاریخ ہے۔''

(خطباتِ طاہر جلد اوّل ؍خطبات 1982ء صفحہ 136)

اس موقع پر مسجد کے افتتاح کی مناسبت سے منعقدہ خصوصی تقریب میں احمدی احباب کے علاوہ قریباً تین ہزار مقامی سپینش افراد نے شرکت کی۔ اسی طرح سپین کے مقامی اخبارات اور پریس و میڈیا اور مختلف نیوز ایجنسیز کے پچاس سے زائد نمائندگان اس تقریب میں شامل ہوئے۔ اور نہ صرف سپین کے ذرائع ابلاغ نے اس تقریب کو بہت نمایاں کر کے شائع اور نشر کیا بلکہ یورپ اور دنیا کے متعدد ممالک کے سمعی و بصری نشریاتی اداروں نے اس مسجد کے افتتاح کی تقریب کی نہایت خوش آئند الفاظ

میں خبریں نشر کیں اور اس کی جھلکیاں دکھائیں اور عالمی شہرت کے مالک کثیر الاشاعت اخبارات و جرائد نے اپنے ادارتی کالموں میں اس کا اچھے رنگ میں ذکر کیا۔ اور اس طرح کروڑوں افراد تک اس مسجد کی تعمیر اور افتتاح اور اسلام احمدیت کا پیغام پہنچا۔

قرطبہ کے ایک جریدہ ''لاووز'' یعنی ''صدائے قرطبہ'' نے اپنے اداریہ میں لکھا:

''بیشک پیدروآباد میں تعمیر ہونے والی مسجد جماعت احمدیہ کے لئے انتہائی مذہبی اہمیت کی حامل ہے جس کے افتتاح کے موقع پر دو ہزار کے لگ بھگ احمدی دنیا کے کونے کونے سے کھنچے چلے آئے ہیں لیکن یہ مسجد اہل قرطبہ کے لئے بھی کچھ کم اہمیت کی حامل نہیں اس لئے کہ یہ رواداری اور مذہبی عقائد کی آزادانہ تبلیغ و اشاعت کے سلسلہ میں ایک یادگار بنیاد کی حیثیت رکھتی ہے اور تاریخی اعتبار سے اس کا رشتہ رواداری کے اس جذبہ اور روح کے ساتھ جا ملتا ہے جس کا مظاہرہ خلفائے قرطبہ نے اپنے دورِ حکومت میں کیا۔ دریائے وادیٔ الکبیر کے کنارے پیدروآباد کے قرب میں واقع اس نو تعمیر مسجد کے خوبصورت مینار ہمیں ایک خاص تاریخی جذبہ کا احساس دلاتے ہیں۔ اس حقیقت کا انکار کئے بغیر کہ قرطبہ اور اُندلس میں عیسائیت کی جڑیں بہت مضبوط اور گہری ہیں ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ یہ مینار رواداری کی علامت اور نشان کی حیثیت رکھتے ہیں اور ان میں اُس اہم تاریخی ماضی کو دہرانے کا ایک واضح اشارہ موجود ہے جسے یکسر فراموش کر دینے کا کوئی جواز نہیں۔''

انگلستان

5 اکتوبر 1982ء کو حضورِ انورؒ نے انگلستان کے شہر جلنگھم (Gillingham) میں اور 7 اکتوبر 1982ء کو لندن کے علاقہ کرائیڈن میں اور 10 مئی 1986ء کو گلاسگو میں سکاٹ لینڈ کے نئے احمدیہ مشن ہاؤسز کا افتتاح فرمایا۔

مسجد بیت الفتوح مورڈن لندن

انگلستان میں سب سے بڑی مسجد بنانے کی تحریک

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے انگلستان میں سب سے بڑی مسجد بنانے کی تحریک کرتے ہوئے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 24/فروری 1995ء میں فرمایا:

"انگلستان میں ایک بہت بڑی مسجد کی ضرورت ہے۔ یہاں اب تک جو دوسری بڑی بڑی مساجد بنائی گئی ہیں ان میں بتایا جاتا ہے کہ گلاسکو کی مسجد میں سب سے زیادہ نمازی آسکتے ہیں یعنی دو ہزار کی تعداد میں۔ اب مَیں نہیں کہہ سکتا کہ اس میں زیادہ آسکتے ہیں یا ریجنٹ پارک کی مسجد میں۔ مگر جو اندازہ ایک دفعہ مَیں نے لگوایا تھا اس سے یہی لگتا ہے کہ ریجنٹ پارک کی مسجد کے ملحقات تو بڑے ہیں مگر نمازیوں کی جگہ اتنی نہیں ہے۔ اس لئے بعید نہیں کہ گلاسکو والوں کا دعویٰ درست ہو کہ انگلستان کی سب سے بڑی مسجد ہے۔

جماعت احمدیہ کی تعداد تو دوسروں کے مقابل پر بہت تھوڑی ہے لیکن جماعت احمدیہ کے عبادت گزار بندوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ اس لئے ہمیں دو ہزار کی مسجد کام نہیں دے گی۔ مرکزی جو جلسے ہوتے ہیں یا مرکزی تقریبات جن میں عبادت کے لئے وسیع جگہوں کی ضرورت پڑتی ہے ان میں انگلستان کی ضرورت چھ سات ہزار تک بھی جا پہنچتی ہے۔ تو مَیں نہیں سمجھتا کہ سر دست آپ کے اندر یہ استطاعت ہے کہ چھ سات ہزار نمازیوں کے لئے مسجد تعمیر کر سکیں۔ مگر ایسی مسجد کی بنیاد ڈالنا ضروری ہے جس میں یہ سہولتیں مہیا ہوں کہ آئندہ حسب ضرورت اور حسب توفیق اس کی توسیع ہوتی چلی جائے اور مسجد کے عمومی نقشے پر برا اثر نہ پڑے۔ یعنی سادگی تو اپنی جگہ درست ہے مگر بدزیبی تو خدا کو پسند نہیں ہے۔ ایسے ملحقات، ایسے الحاقی اضافے جو بدصورتی پیدا کریں وہ اچھے نہیں ہیں۔ اس لئے اپنی پلاننگ میں، اپنی منصوبہ بندی میں یہاں کی جماعت کو چاہئے کہ یہ گنجائش رکھیں کہ آئندہ دس پندرہ ہزار تک کے لئے بھی وہ مسجد بڑھائی جاسکتی ہو تو بڑھائی جائے اور پھر بھی ٹھیک لگے۔ دونوں طرف سے آگے اور پیچھے متوازن بڑھنے کی جگہ بھی ہونی چاہئے اور نقشہ پہلے سے ہی بننا چاہئے مختلف stages، منازل کا نقشہ۔

اس پہلو سے مَیں سمجھتا ہوں کہ سرِدست جو مَیں نے تخمینہ لگایا ہے، امیر صاحب سے مشورہ بھی کیا ہے تو وہ بھی کہتے ہیں ٹھیک ہے۔ مگر کچھ ان کے ٹھیک سے مجھے لگا تھا کہ وہ شاید یہ سمجھتے ہیں کہ جماعت میں ابھی یہ توفیق نہیں، تو توفیق تو خدا بڑھا دیا کرتا ہے۔ مَیں نے پانچ ملین کا تخمینہ لگایا ہے یہاں کی مرکزی مسجد کے لئے اور جیسا کہ میرا پرانا دستور چلا آرہا ہے اللہ توفیق بھی عطا فرما رہا ہے کہ ہر وہ وسیع، بڑی تحریک جو کرتا ہوں اس کا سواں حصہ میں اپنی طرف سے پیش کرتا ہوں۔ لیکن اس سے پہلے ہیں امیر صاحب کی طرف سے دس ہزار پاؤنڈ کا وعدہ لکھوا رہا ہوں تا کہ ان کا پہلا نمبر رہے۔ اگرچہ میری نیتوں میں ان سے پہلے غالباً یہ بات چلی آرہی تھی کہ پچاس ہزار پاؤنڈ کا مَیں اکیلا نہیں بلکہ اپنی بچیوں، دامادوں، بچوں اور مرحومین سے تعلق والوں کی طرف سے یہ لکھواؤں۔ پانچ سال کا عرصہ میرے ذہن میں ہے۔ پانچ سال میں اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے گا تو یہ رقم سارے وعدہ کروانے والے پوری کر دیں۔ لیکن اگر یہ وعدے اتنے نہ ہوئے تو پھر پانچ سال مزید بھی اس کو بڑھایا جا سکتا ہے۔ اور مسجد کے معاملے میں بنیادیں وسیع ہونی چاہئیں اور سادہ سی عمارت کی تعمیر بھی ہو جانی چاہئے۔ باقی زیبائشیں بعد کی باتیں ہیں، دیکھی جائیں گی۔

تو مَیں سمجھتا ہوں کہ پچاس لاکھ اگر پانچ سال میں نہ بھی پورا ہو (پانچ ملین تو پچاس لاکھ بنتا ہے بہت بڑی رقم ہے) تو دس لاکھ بھی سہی لیکن ارادے بلند رکھیں اور اللہ سے توقعات بلند رکھیں۔ نئی نسل کے جو بچے اب خدا کے فضل سے مختلف نوکریوں پر لگ رہے ہیں ان کو بھی شامل کریں اور خدا سے توفیق بڑھانے کی دعائیں مانگیں تو کوئی بعید نہیں۔ اور پھر جب بھی تحریک کی جاتی ہے تو سب دنیا سے خدا ویسے بھی مددگار کھڑے کر دیتا ہے۔ کچھ ایسے جوش رکھنے والے متموّل دوست ہیں کہ دنیا کی کوئی بھی تحریک ہو پیچھے نہیں رہنا چاہتے تو وہ بھی آپ کی انشاء اللہ نصرت فرمائیں گے۔ تو اس وقت مَیں پانچ ملین کی تحریک جماعت انگلستان کی مرکزی مسجد کے لئے کرتا ہوں اور اس دعا اور نیت کے ساتھ کہ یہ لازماً انگلستان کی وسیع ترین مسجد ہو۔ عبادتوں کی گنجائش پر زور ہونا چاہئے۔ جو ملحقہ عمارتیں ہیں یا دوسرے نخرے ہیں ان کو بے شک نظر انداز کر دیں۔ لیکن مَیں سمجھتا ہوں کہ اگر یورپ کی سب سے بڑی مسجد ہو جائے تو یہ بھی بعید نہیں کیونکہ اس کے نتیجے میں پھر جرمنی کو بڑی تحریک ہو گی کیونکہ جرمنی آپ کی رقیب جماعت ہے اور وہ

برداشت نہیں کرسکتی کہ کسی نیکی میں آپ ان سے آگے نکل جائیں۔تو آپ نے قدم بڑھایا تو وہ بھی بڑھائیں گے، یہ سلسلہ چل پڑے گا انشاء اللہ۔تو اب وقت ہے کہ ہم عبادتوں کی طرف توجہ جب کررہے ہیں تو عبادتگاہوں کی طرف بھی توجہ کریں۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 24/فروری 1995ء،خطبات طاہر جلد 14/صفحہ 138-140)

الغرض حضورؒ نے برطانیہ کی نئی اور وسیع مسجد کے لئے 24/فروری 1995ء کو 5/ملین پاؤنڈ کی تحریک فرمائی۔28/مارچ 1999ء کو حضور نے بیت الفتوح کی مجوزہ جگہ پر نماز عیدالاضحیٰ پڑھائی اور اسی سال 19/اکتوبر کو حضورؒ نے مسجد بیت الفتوح کا سنگِ بنیاد رکھا۔16/فروری 2001ء کو حضورؒ نے اس مسجد کے لئے مزید 5/ملین پاؤنڈ کی تحریک فرمائی۔سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 3/اکتوبر 2003ء کو اس کا افتتاح فرمایا۔اس مسجد میں بیک وقت دس ہزار افراد نماز ادا کرسکتے ہیں۔نیز یہ مغربی یورپ کی سب سے بڑی مسجد ہے۔

قطب شمالی کی پہلی مسجد کے لئے تحریک

حضورؒ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 8/اکتوبر 1993ء میں فرمایا کہ:

"جماعت احمدیہ ناروے کے متعلق یہ بتانا چاہتا ہوں کہ انہوں نے North Cape میں مسجد بنانے کی حامی بھری تھی اور ان کے سپرد میں نے یہ کام کیا تھا کہ چندوں کی اپیل سے پہلے وہاں زمین لیں اور جماعت قائم کریں۔پھر ساری دنیا سے چندوں کی اپیل کی جائے گی اور آپ کی جو کمی ہے وہ پوری ہوجائے گی۔انہوں نے یہ خوشخبری بھیجی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے کمیون نے باقاعدہ فیصلہ کرکے وہاں ایک نہایت ہی عمدہ باموقع اوپر کی زمین جو ایک خوبصورت پہاڑ پر واقع ہے اور ایک ایکڑ سے زیادہ رقبہ ہے وہ جماعت احمدیہ کو مسجد کے لئے تحفۃً پیش کردی ہے اور انہوں نے کوئی پیسہ وصول نہیں کیا۔دوسرا کام کرنے کے لئے ان کا وفد اب وہاں گیا ہے یا جانے والا ہے تبلیغ کر کے وہاں جماعت قائم کرے گا۔جب یہ دونوں شرطیں اکٹھی ہوجائیں گی تو پھر انشاء اللہ تعالیٰ چندہ کی عام تحریک بھی کردی جائے گی۔"

حضورؒ نے فرمایا کہ:

"میرے ساتھ جو قافلہ تھا انھوں نے ایک ہزار پاؤنڈ کا وعدہ تحریک سے پہلے ہی کر دیا تھا۔ اس میں مَیں نے بھی اپنا وعدہ شامل کر لیا۔ اس طرح ہمارے قافلے کا دو ہزار کا وعدہ اور کچھ خطبہ کے نتیجہ میں دوست از خود وعدہ بھی لکھوا گئے یا رقم ادا کر دی۔ بہر حال جب عام تحریک ہو گی اور جب جیسا میں نے بتایا ہے وہاں جماعت بھی کچھ قائم ہو جائے گی تو مسجد کے کام کا آغاز ہو جائے گا۔"

(خطباتِ طاہر جلد 12 خطبات 1993ء صفحہ 769)

جرمنی۔ 100 مساجد کی سکیم

ستمبر 1985ء میں مغربی جرمنی کے شہر کولون (Köln) میں 17 ستمبر کو حضورؒ نے ایک نئے مرکز بیت النصر کا افتتاح فرمایا۔

22 ستمبر 1985ء کو حضورِ انور نے جرمنی کے شہر گروس گیراؤ (Groß-Gerau) میں نئے مرکز 'ناصر باغ' کا افتتاح فرمایا۔

جلسہ سالانہ جرمنی 1989ء کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ جرمنی کو صد سالہ جشنِ تشکّر کے حوالہ سے ملک بھر میں سو مساجد تعمیر کرنے کا منصوبہ عطا فرمایا۔ اس موقع پر حضور نے فرمایا:

گزشتہ سو سال کامیابی کے ساتھ گزرنے کے طور پر سو مساجد جرمنی میں بنا دیں، اظہارِ تشکّر کے طور پر۔

(روزنامہ الفضل ربوہ، مورخہ 5 جون 1989ء صفحہ 5)

چنانچہ جماعت جرمنی نے اپنے آقا کی آواز پر لبّیک کہتے ہوئے لاکھوں مارک کے وعدے پیش کر دیئے۔ مگر کئی سال گزرنے کے بعد بھی بعض قانونی اور معاشرتی رکاوٹوں کے باعث اس منصوبہ کو عملی جامہ نہ پہنایا جا سکا۔

22 مئی 1997ء کو حضرت سیّدہ مہر آپا حرم حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی۔ 23 مئی کو

حضورؒ نے سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ جرمنی سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت مہر آپا کی طرف سے جرمنی کی 100 مساجد سکیم میں 3 لاکھ جرمن مارک پیش کئے جائیں گے (یہ وعدہ بعد میں بڑھا کر 5/لاکھ کر دیا) نیز اپنی طرف سے 50/ہزار مارک دینے کا اعلان فرمایا۔ (جو بعد میں بڑھا کر ڈیڑھ لاکھ کر دیئے)

1997ء میں حضورؒ نے ایک مرتبہ پھر اس منصوبہ کی طرف توجہ دلائی۔

25/نومبر 1998ء کو حضورؒ نے وِٹلش میں پہلی مسجد 'بیت الحمد' کا سنگِ بنیاد رکھا اور 9/جنوری 2000ء کو اس کا افتتاح ہوا۔

چند سالوں میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسجد بیت الحمد وٹلش اور مسجد بشارت اوسنا بروک مکمل ہوگئیں اور حضورؒ کے دستِ مبارک سے ان مساجد کے افتتاح عمل میں آئے۔ جبکہ مسجد بیت المومن میونسٹر کا حضورؒ نے سنگِ بنیاد رکھا۔

علاوہ ازیں مسجد ناصر (بریمن) (سنگ بنیاد نومبر 2001ء)، مسجد نور الدین (ڈارمشٹاٹ) (سنگ بنیاد 11/مئی 2002ء) اور مسجد طاہر (کوبلنز) میں مساجد کی تعمیر خلافتِ رابعہ کے آخری سالوں میں شروع ہو چکی تھی۔ جبکہ مسجد حبیب (کیل)، مسجد بیت العزیز (ریڈشٹاٹ)، جامع مسجد (اوفن باخ)، مسجد سمیع (ہنوور)، مسجد بیت العلیم (ورزبرگ) اور مسجد الہدیٰ (اوزنگن) کے لئے قطعاتِ زمین خریدے جا چکے تھے۔

عہدِ خلافتِ رابعہ میں جرمنی میں مساجد کی تعمیر سے متعلق بعض مزید تفصیلات درج ذیل ہیں۔

مسجد بیت الشکور (گراس گراؤ۔ ناصر باغ)

مسجد بیت الشکور جرمنی کے شہر Gross-Gerau میں واقع جماعتی مرکز ناصر باغ میں تعمیر ہوئی۔ ناصر باغ میں لگنے والی آگ سے وہاں موجود لکڑی کی عمارت مکمل طور پر جل گئی تھی۔ اس علاقہ میں احمدیوں کی تعداد میں روز بہ روز اضافہ ہو رہا تھا۔ چنانچہ تقریباً دو سال کی تگ ودَو کے بعد مقامی انتظامیہ نے ناصر باغ میں مسجد بنانے کی اجازت دی۔ مسجد کے ساتھ ایک بڑا ہال، دفاتر اور مبلغ سلسلہ کی رہائش بھی تعمیر کی گئی۔ اس مسجد کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے 'بیت الشکور' کا نام دیا۔ مسجد کا

سنگِ بنیاد 13/اپریل 1991ء کو رکھا گیا اور 13/اپریل 1993ء کو افتتاح عمل میں آیا۔ مسجد بیت الشکور کا کل رقبہ 1850 مربع میٹر ہے۔ اس مسجد کے مردانہ ہال کا رقبہ 484 مربع میٹر ہے اور Basement میں خواتین کے لئے قریباً اتنی ہی گنجائش کی بڑی مسجد بنائی گئی ہے۔ 630 مربع میٹر میں دفاتر اور رہائشگاہ بنائی گئی۔ یہ منصوبہ اس لحاظ سے منفرد حیثیت کا حامل ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی خواہش پر تمام عمارت وقارِ عمل کر کے جماعت جرمنی کے افراد نے اپنے ہاتھوں سے بنائی۔ دو سال تک بڑی دور دور سے احباب تشریف لا کر وقارِ عمل میں حصہ لیتے رہے۔

مسجد بیت الحمد (وٹلش)

سو مساجد سکیم کے تحت پہلی باقاعدہ طور پر تعمیر ہونے والی مسجد لکسمبرگ کے قریب جرمنی کے شہر Wittlich میں بنائی گئی۔ اس کا سنگِ بنیاد نومبر 1998ء میں رکھا گیا اور 09/جنوری 2000ء کو اس کا افتتاح ہوا۔ اس موقع کے لئے حضورؒ نے خصوصی پیغام ارسال کیا۔ پھر اسی سال 05/جون 2000ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ یہاں رونق افروز ہوئے اور رات قیام فرمانے کے بعد اگلے روز تبلیغی نشست سے خطاب فرمایا۔ اس مسجد کا پلاٹ تین ہزار پانچ سو مربع میٹر ہے اور مسجد 200 مربع میٹر پر تعمیر کی گئی ہے جو دو منزلوں پر مشتمل ہے۔ گراؤنڈ فلور پر خواتین کے لئے مسجد کے علاوہ چار کمروں کا مربی ہاؤس ہے اور بالائی منزل پر مردانہ مسجد کے ساتھ دفاتر ہیں جبکہ تہ خانہ میں ایک کثیر المقاصد ہال ہے۔

مسجد بشارت (اوسنابروک)

یہ مسجد OSNABRÜCK میں تعمیر ہوئی۔ اکتوبر 1999ء میں اس کا سنگِ بنیاد رکھا گیا اور اکتوبر 2002ء میں اس کا افتتاح ہوا۔ 2481 مربع میٹر کے پلاٹ پر بنائی جانے والی مسجد کا تعمیری رقبہ 211 مربع میٹر ہے۔ جس میں 215 نمازیوں کی گنجائش ہے۔ اس مسجد کی خصوصیت اس کے گنبد کے اطراف دو مینار ہیں۔ مسجد کے علاوہ دو کمروں کی رہائش، لائبریری اور جماعتی ضرورت کے کچن کے علاوہ تہ خانہ میں ایک ہال بھی اس عمارت کا حصہ ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے 31/اگست 2000ء کو زیرِ تعمیر مسجد کا معائنہ فرمایا اور یہاں ظہر و عصر کی نمازیں ادا کیں۔

مسجد بیت المومن (میونسٹر)

اس مسجد کا سنگِ بنیاد حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے 31/اگست 2000ء کو میونسٹر شہر میں رکھا۔ اس سے قبل بھی 1995ء میں حضورؒ نے اس شہر میں ایک تبلیغی نشست کو رونق بخشی تھی۔ اس مسجد کی تعمیر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی زندگی میں مکمل ہو گئی تھی تاہم اس کا افتتاح حضورؒ کی وفات کے چند روز بعد 03/مئی 2003ء کو عمل میں آیا۔ اس میں 213 نمازیوں کے ادا کرنے کی گنجائش ہے۔ مسجد مومن کے میناروں کی اونچائی دس میٹر ہے۔ پلاٹ کا رقبہ 1015 مربع میٹر ہے۔ اس میں مسجد کے ساتھ چار کمروں پر مشتمل مربی ہاؤس، دفتر اور لائبریری بھی ہے۔

جرمنی میں دیگر زیر تعمیر مساجد

علاوہ ازیں مسجد نور الدین (ڈارمشٹڈٹ)، مسجد ناصر (بریمن) اور مسجد طاہر (کوبلنز) کا سنگِ بنیاد خلافتِ رابعہ کے دور میں رکھ دیا گیا تھا۔ مسجد نور الدین (ڈارمشٹڈٹ) کا سنگِ بنیاد 11/مئی 2002ء کو رکھا گیا۔ مسجد ناصر (بریمن) کا سنگِ بنیاد نومبر 2001ء میں رکھا گیا۔ اسی طرح کیل شہر میں مسجد حبیب کی تعمیر کے لئے 3/ستمبر 1999ء کو پلاٹ خرید لیا گیا تھا۔ خلافت رابعہ کے زمانہ میں جو مزید پلاٹ خریدے گئے ان میں Riedstadt میں مسجد عزیز کے لئے پلاٹ 5/اپریل 2000ء، جامع مسجد (اوفن باخ) کے لئے پلاٹ 7/اگست 2000ء، مسجد سمیع (ہنوور) کے لئے پلاٹ 20/اپریل 2001ء، بیت العلیم (ورزبرگ) کے لئے پلاٹ 14/ستمبر 2001ء، مسجد الہدیٰ (Usingen) کے لئے پلاٹ 12/فروری 2002ء، اور مسجد بشیر (Bensheim) کے لئے پلاٹ 9/دسمبر 2002ء کو خریدے گئے۔ ان پلاٹوں کی منظوری حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سے حاصل کی گئی تاہم ان کی تعمیر عہدِ خلافت خامسہ کے ابتدائی سالوں میں ہوئی۔

ہالینڈ

13/ستمبر 1985ء کو حضورؒ نے نن سپیٹ (ہالینڈ) میں نئے مرکز بیت النور کا افتتاح فرمایا۔

برِّ اعظم امریکہ

یو ایس اے

جنوری 1983ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے جماعت احمدیہ امریکہ کو تحریک فرمائی کہ آئندہ چار پانچ سال میں امریکہ میں کم از کم پانچ نئے مشن ہاؤسز اور مساجد قائم کرنے کی کوشش کی جائے۔

29/جون 1984ء کو حضورِ انور نے امریکہ و یورپ کے مراکز کے لئے جملہ احمدیوں کو چندہ کی تحریک فرمائی۔

1984ء میں شکاگو میں Glen Ellyn میں جماعت نے مسجد/مشن ہاؤس کے لئے پانچ ایکڑ کا ایک پلاٹ خریدا۔

اسی سال شکاگو کے پہلے مشن واقع Wabash Street سے ملحقہ مکان خریدا تا کہ مشن کی عمارت میں توسیع کی جاسکے۔

۔اسی سال ڈیٹرائٹ (میامی) میں مسجد و مشن ہاؤس کی تعمیر کے لئے سات ایکڑ کا پلاٹ خریدا۔

۔نیویارک میں ایک عمارت بطور مرکز نماز خریدی گئی جس کا نام 'بیت الظفر' رکھا گیا۔

۔زائن میں ایک پلاٹ مشن ہاؤس اور مرکز نماز کے طور پر خریدا گیا۔

اور باسٹن میں مقامی افراد جماعت نے 2/ایکڑ کا ایک پلاٹ مسجد کے لئے تحفہ دیا۔

۔1985ء میں New Orleans میں ایک عمارت بطور مرکز نماز خریدی گئی۔

۔اسی طرح توسان (Tueson) ایریزونا میں مسجد کی تعمیر ہوئی۔

۔لاس اینجلس (کیلیفورنیا) میں 4.75/ایکڑ کا پلاٹ مسجد و مشن ہاؤس کے لئے خریدا گیا جس پر 'مسجد بیت الحمید' تعمیر ہوئی۔

۔اکتوبر نومبر 1987ء میں حضور نے امریکہ کی گیارہ ریاستوں کا دورہ فرمایا۔ یہ دورہ تقریباً ڈیڑھ ماہ کا تھا۔ حضور کینیڈا بھی تشریف لے گئے۔ اس دورہ کے دوران حضورِ انور نے امریکہ میں تین مساجد کا افتتاح فرمایا جن میں فلاڈلفیا، توسان اور پورٹ لینڈ کی مساجد شامل ہیں۔

۔8/ اکتوبر 1987ء کو نیوجرسی کے شہر ولنگ برو(Willingboro) میں قائم کی جانے والی 'مسجد النصر' کا افتتاح فرما کر اسی روز وہاں سے کار پر فلاڈلفیا تشریف لے گئے اور وہاں قائم کی جانے والی 'مسجد ناصر' اور اس سے ملحقہ مشن ہاؤس کا افتتاح فرمایا۔

نیز اسی دورہ کے دوران پانچ مساجد کا سنگِ بنیاد رکھا جن میں مسجد بیت الرحمٰن واشنگٹن (9/ اکتوبر 1987ء) اور ڈیٹرائٹ کے علاقہ ٹرائے(Troy) میں مسجد اور مشن ہاؤس کا سنگِ بنیاد (15/ اکتوبر 1987ء) رکھا۔

(نوٹ: بعد ازاں ڈیٹرائٹ کی اس مسجد کی جگہ کو لوکل گورنمنٹ نے سڑک کی تعمیر کے لئے جماعت سے حاصل کر لیا۔ اس لئے اس کے مقابل پر ٹرائے کی بجائے فارمنگٹن کے علاقہ میں 2001ء میں 5/ ایکڑ جگہ حاصل کر کے یہاں مسجد تعمیر کی گئی)۔

حضورِ انور رحمہ اللہ نے احبابِ جماعت کی دعوت پر مسجد یوسف توسان(Tuscon) اریزونا کا افتتاح 21/ اکتوبر 1987ء کو فرمایا۔

23/ اکتوبر 1987ء بروز جمعۃ المبارک حضور رحمہ اللہ نے لاس اینجلس کے علاقہ Hawthorne میں مسجد بیت السلام کا سنگِ بنیاد رکھا۔

1987ء میں ہی Cleaveland (اوہایو) میں ایک عمارت بطور مرکز نماز خریدی گئی جس کا نام 'بیت الاحد' رکھا گیا۔

۔1988ء میں Pittsburgh اور San Jose میں مشن ہاؤسز (مراکز نماز) کی عمارات خریدی گئیں۔

احمدیہ مسجد واشنگٹن کی تحریک

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنے خطبہ جمعہ بمقام لاس اینجلس (امریکہ) فرمودہ 7/ جولائی 1989ء میں واشنگٹن میں مرکزی مسجد کی تعمیر میں احباب جماعت کو حصہ لینے کی تحریک فرمائی۔ اس سلسلہ میں حضور نے لجنہ نیویارک کی طرف سے پیش کیا جانے والا تیس ہزار ڈالرز کا چیک اور

ڈاکٹر حمید الرحمٰن صاحب کی طرف سے پیش کیا جانے والا پچاس ہزار ڈالر کا چیک بھی اس مسجد کے لئے وقف کرنے کا اعلان کیا۔ اور فرمایا:

جوبلی کے"... اس سال کی غیر معمولی خوشی کے موقع پر جس نے بھی امریکہ سے اس نیت سے روپیہ مجھے پیش کیا وہ میں انشاء اللہ مسجد واشنگٹن ہی کو دوں گا۔ لیکن اس کے علاوہ بھی ایک عمومی تحریک کی ضرورت ہے۔ ہم نے جائزہ لیا ہے اس وقت مہنگائی اتنی ہو چکی ہے کہ مسجد واشنگٹن اگر ایک سال سے سولہ مہینے کے اندر اندر تعمیر کی جائے تو پچیس لاکھ ڈالر کی ضرورت ہے... میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر جماعت امریکہ یہ سال خصوصیت سے واشنگٹن کی مسجد کا سال منائے تو جتنی رقم بھی اکٹھی ہو ایک سال کے اندر وہ ابتدائی ضرورت کے لئے انشاء اللہ پوری ہو جائے گی۔ لیکن ساتھ ہی میں تمام دنیا کی جماعتوں سے بھی اپیل کرتا ہوں کہ واشنگٹن کی مسجد میں وہ بھی حصہ ڈالیں۔"

(خطباتِ طاہر جلد نمبر 8 خطبات 1989ء صفحہ 469-471)

۔Silver Spring Maryland USA میں جماعت نے حضورؒ کی تحریک پر 80ر کی دہائی میں پونے نو ایکڑ رقبہ حاصل کیا جس پر "مسجد بیت الرحمٰن" کی تعمیر کا کام 1993ء میں شروع ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے 1994ء کے جلسہ سالانہ امریکہ کے موقع پر 14ر اکتوبر کو اس کا باقاعدہ افتتاح فرمایا جو جماعت احمدیہ امریکہ کی مرکزی مسجد کے طور پر استعمال ہو رہی ہے۔

حضورِ انور نے اسی روز ایم ٹی اے کے ارتھ اسٹیشن کا بھی باقاعدہ افتتاح فرمایا۔

۔1989ء میں مسجد بیت الحمید (لاس اینجلس) کی تکمیل ہوئی۔ اس پراجیکٹ پر 1.3ر ملین ڈالرز خرچ ہوئے۔ 7ر جولائی 1989ء کو حضور نے اس کا افتتاح فرمایا۔

۔اسی سال روچیسٹر میں جماعت نے ایک عمارت بطور مرکز نماز خریدی۔

۔1990ء میں ہیوسٹن (Houston) میں مسجد و مشن ہاؤس کے لئے ایک عمارت خریدی گئی۔

۔1992ء میں سینٹ لوئیس (St.Louis)، Charlote(Ne) اور ملواکی (WI) میں عمارات خریدی گئیں۔

۔1993ء میں میامی (فلوریڈا) میں مسجد و مشن ہاؤس کے لئے ایک عمارت خریدی گئی۔

۔23/اکتوبر 1994ء کو حضورِ انورؒ نے مسجد بیت الصادق شکاگو کا افتتاح فرمایا۔

۔1996ء میں San Jose میں ایک عمارت بطور مرکز نماز خریدی گئی۔

۔1997ء میں Old Bridge (NJ) میں ایک عمارت بطور مشن ہاؤس اور مرکز نماز خریدی گئی۔

اسی طرح Dallas میں 4.75/ایکڑ کا ایک پلاٹ خریدا گیا۔

1998ء میں Albany (NY) میں افراد جماعت نے ایک سکول کی عمارت مسجد و مرکز نماز کے طور پر خریدی۔

گوئٹے مالا (سنٹرل امریکہ) میں پہلی احمدیہ مسجد کا افتتاح

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے 3/ جولائی 1989ء کو گوئٹے مالا کی پہلی مسجد 'مسجد بیت الاوّل' کا افتتاح فرمایا۔ یہ مسجد صرف گوئٹے مالا کی ہی نہیں بلکہ سنٹرل امریکہ کی بھی پہلی احمدیہ مسجد ہے۔ اس مسجد کے لئے زمین کی خرید اور تعمیر کے تمام اخراجات مکرم چوہدری محمد الیاس صاحب آف کیلگری (کینیڈا) ابن مکرم چوہدری محمد اسحاق صاحب (یکے از اسیرانِ راہ مولا ساہیوال) نے برداشت کئے۔

گوئٹے مالا کی اس مسجد کے لئے زمین کی خرید کی کارروائی ستمبر 1988ء میں ہوئی۔ یکم نومبر 1988ء کو مکرم ڈاکٹر وسیم سیّد صاحب نے اس کا نقشہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی خدمت میں پیش کیا۔ یہ نقشہ گوئٹے مالا کے ایک قابل اور معروف آرکیٹیکٹ روبرتو بیانکی (Mr. Roberto Beanqui) نے تیار کیا تھا۔ حضور رحمہ اللہ نے اسے بعض اہم اور بنیادی تبدیلیوں کے ساتھ منظور فرمایا اور اس مسجد کا نام 'بیت الاوّل' عطا فرمایا۔

گوئٹے مالا اور میکسیکو کی سرحد کو ملانے والی ملک کی معروف شاہراہ Inter Americana پر گوئٹے مالا شہر سے بیس کلومیٹر کے فاصلہ پر اونچی پہاڑی پر برلبِ شاہراہ واقع اس جگہ پر ایک جنگل تھا اور یہ رہائش کے قابل نہ تھی۔

6/فروری 1989ء کو مکرم اقبال احمد نجم صاحب مرکزی مبلغ سلسلہ نے دعا کے ساتھ کام کا آغاز کیا۔

جنگل کی صفائی اور جگہ کی درستی کے بعد ماہ مارچ کے آخر پر تعمیر کا اصل کام شروع ہوا۔ مسجد کے انجنیئر Mr. Felipe Cojolon تھے جنہوں نے مستریوں اور مزدوروں سے اوورٹائم لگوا کر دن رات محنت کر کے 3/ جولائی 1989ء سے پہلے اسے مکمل کروالیا۔ گوئٹے مالا جیسے پسماندہ ملک میں اتنی وسیع مسجد اور مشن ہاؤس کا تعمیراتی کام محض تین ماہ کے اندر مکمل کرنا بظاہر ناممکنات میں سے تھا۔ وہاں پانی اور بجلی کے مسائل بھی تھے۔ اور ان ایام میں شدید بارشوں کا ایسا موسم بھی شروع ہو چکا تھا کہ جب ایک دفعہ بارش شروع ہو جائے تو دنوں بلکہ ہفتوں تک چلتی ہے۔ مکرم اقبال احمد صاحب نجم اتنے قلیل عرصہ میں اور ایسے موسم کے باوجود اس مسجد کی تعمیر کو ایک معجزہ قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

''جب فروری 1989ء میں مسجد و مشن ہاؤس کے تعمیری کام کا آغاز ہوا تو مکرم مبارک احمد ساقی صاحب ایڈیشنل وکیل التبشیر (لندن) نے اطلاع بھجوائی کہ اگر اسّی فیصد کام بھی ہو جائے تو حضور ایدہ اللہ بنفسِ نفیس تشریف لا کر اس کا افتتاح فرمائیں گے۔'' چنانچہ تعمیراتی کام کو تیز کرنے کے لئے انجنیئر صاحب کے مشورہ سے زیادہ مزدور لگا کر دو شفٹوں میں کام شروع کیا گیا اور حضور رحمہ اللہ کی خدمت اقدس میں دعا کے لئے لکھا گیا۔ مکرم اقبال احمد نجم صاحب لکھتے ہیں کہ''... جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی نشان دکھایا۔ چنانچہ جب ضرورت محسوس ہوتی بارش ہو جاتی اور جب ضرورت نہ محسوس ہوتی نہ برستی۔ جس کے نتیجہ میں حضور کے دورہ سے قبل اس حد تک کام مکمل ہو گیا کہ آپ نے بنفسِ نفیس تشریف لا کر اس کا افتتاح فرمایا۔''

اس مسجد کی تعمیر کے حوالہ سے ایک اور نہایت اہم قابل ذکر بات یہ ہے کہ جب اس مسجد کے لئے زمین خریدی گئی اور یہاں مسجد کی تعمیر شروع ہوئی اس وقت گوئٹے مالا میں ایک بھی مقامی فرد احمدی نہ تھا۔ لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے دورہ گوئٹے مالا کے دوران ہی چند مقامی لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کر کے جماعت احمدیہ مسلمہ میں شمولیت کی سعادت حاصل کی۔ اور آج خلافتِ احمدیہ کی زیرِ ہدایت ونگرانی خدا تعالیٰ کے فضل سے وہاں ایک اچھی مضبوط اور فعّال جماعت قائم ہے جو نہ صرف گوئٹے مالا میں بلکہ سینٹرل امریکہ کے دیگر ممالک میں بھی تبلیغ و تربیت اور

خدمتِ نوعِ انسانی کے بہت سے قابل قدر امور اور لائق تحسین کام انجام دینے کی توفیق پا رہی ہے۔

گوئٹے مالا میں احمدیت کا جو بیج 1989ء میں لگا تھا وہ ایک سرسبز و شاداب شجرہ طیبہ میں بدل چکا ہے اور خدا کے فضلوں کے شیریں ثمرات سے لدا ہوا ہے۔

(اس مسجد کی باقاعدہ افتتاحی تقریب اور اس موقع پر ملک بھر میں کثرت سے اسلام احمدیت کے پیغام کی تشہیر کی کسی قدر تفصیلات اسی کتاب میں حضور رحمہ اللہ کے مبارک للّٰہی سفروں کے عنوان کے تحت ملاحظہ ہوں۔)

گوئٹے مالا کی مسجد بیت الاوّل کی یادگاری تختی کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے حسب ذیل تحریر منظور فرمائی جس کا سپینش ترجمہ کر کے مسجد کے مرکزی دروازے پر لگایا گیا۔

''گوئٹے مالا میں تعمیر ہونے والی پہلی تاریخی مسجد جس کی تعمیر کی توفیق اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ مسلمہ کو عطا فرمائی۔ اس مسجد اور ملحقہ مشن ہاؤس کی تعمیر کے جملہ اخراجات مکرم چوہدری محمد الیاس صاحب آف کینیڈا نے ادا کئے۔ اس مسجد کا افتتاح امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع نے مورخہ 3 جولائی 1989ء کو کیا۔ اللہ تعالیٰ اس مسجد کو ہمیشہ محض للہ عبادت کرنے والوں سے معمور رکھے اور کبھی خدا کے سوا اس گھر میں کسی اور کی عبادت نہ کی جائے۔''

....

کینیڈا

20/اپریل 1983ء کو حضورؒ نے کینیڈا کے احباب کے نام پیغام بھجوایا کہ امریکہ کے احباب کی طرح آگے بڑھیں اور آئندہ تین سال میں کینیڈا میں نئے مشن ہاؤسز اور مساجد کے قیام اور موجودہ مشنز میں توسیع کے لئے چھ لاکھ ڈالر جمع کریں۔

20/ستمبر 1986ء کو حضورؒ نے اپنے دست مبارک سے کینیڈا میں جماعت احمدیہ کی پہلی مسجد ''مسجد بیت الاسلام'' کا سنگِ بنیاد رکھا۔ مسجد کی تعمیر کا پرمٹ 14/جولائی 1989ء کو ملا۔ 7/ستمبر 1989ء کو اجتماعی دعا کے ساتھ اس کی کھدائی کا کام شروع ہوا۔ اور تین سال کے بعد 17/اکتوبر

1992ء کو حضورؒ نے ٹورانٹو کینیڈا میں جماعتِ احمدیہ کی مرکزی مسجد 'مسجد بیت الاسلام' کا افتتاح فرمایا۔اس تقریب کو ایم ٹی اے کے ذریعہ پوری دنیا میں براہِ راست نشر کیا گیا۔

حضورؒ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 30/اکتوبر 1992ء میں کینیڈا کے شہر مسی ساگا میں مسجد کی تعمیر کے لئے چندہ کی تحریک فرمائی اور اس ضمن میں اپنی طرف سے 12/ہزار ڈالر دینے کا اعلان فرمایا۔

برِّ اعظم آسٹریلیا

آسٹریلیا

30/ستمبر 1983ء کو حضورِ انور نے آسٹریلیا کی پہلی مسجد 'بیت الہدیٰ' اور مشن ہاؤس کا سنگِ بنیاد رکھا اور 14/جولائی 1989ء کو افتتاح فرمایا۔

فجی

25/ستمبر 1983ء کو حضورِ انور نے فجی کے شہر لٹوکا میں احمدیہ مسجد 'مسجد رضوان' کا سنگِ بنیاد رکھا۔

پاپوانیوگنی

7/اپریل 1995ء کو حضورِ انورؒ نے پاپوانیوگنی (Papua New Guinea) میں ایک مسجد کے افتتاح کا اعلان اپنے خطبہ جمعہ میں فرمایا۔ یہ اپنے رنگ میں ایک منفرد افتتاح تھا جہاں حضور رحمہ اللہ خود بنفسِ نفیس تو تشریف نہیں لے جا سکے لیکن خطبہ جمعہ میں اس کے افتتاح کا ذکر کیا۔ آپؒ نے فرمایا:

> ''آج ایک نئے ملک میں ایک نئی مسجد کے افتتاح کا اعلان کرنا چاہتا ہوں۔ یہ پاپوانیوگنی کی مسجد ہے اور اس کا نام ''بیت الکریم'' رکھا گیا ہے۔اب جتنے بھی مساجد کے نام رکھے جا رہے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی صفات کے نام پر ہی ہیں یا اللہ کے اسماء پر ہیں۔۔۔آج کریم نام کی مسجد کا جو اللہ کے کریم نام کی طرف منسوب ہو رہی ہے اس کا افتتاح ہو رہا ہے۔ یہ جو ملک ہے اس کا حدود اربعہ یہ ہے کہ اس کے ایک طرف انڈونیشیا واقع ہے اور تھائی لینڈ اس کے قریب

ہے۔ آسٹریلیا اس کے جنوب میں ہے۔ آسٹریلیا کے شمال سے قریب ہے یہ جزیرہ بلکہ بہت سے سینکڑوں جزائر پر مشتمل ایک ملک ہے۔ اور مشرق میں ملائشیا ہے اور ملائشیا بھی بہت سے جزائر پر مشتمل ہے... اس مسجد کے آغاز کے لئے مَیں نے اپنا نمائندہ رفیق چانن صاحب کو بنایا ہے جو تھائی لینڈ سے وہاں پہنچے ہیں۔ رفیق چانن صاحب ہمارے Swiss احمدی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ان کو اپنی زندگی کے اس دَور میں بہت تاریخی خدمات کی توفیق مل رہی ہے۔ تھائی لینڈ میں بھی اور اردگرد کے علاقوں میں بھی ایسے ملکوں میں جہاں احمدیت کا نام تک لوگ نہیں جانتے تھے وہاں ان کو خدا کے فضل کے ساتھ انڈونیشیا کے مبلغین اور دوسرے رضاکاروں کی مدد سے جماعتیں قائم کرنے کی توفیق مل گئی ہے اور بہت ٹھوس کام اس علاقے میں ہورہا ہے۔ اس لئے مَیں نے ان کو اپنے نمائندے کے طور پر وہاں مسجد کے افتتاح کے لئے بھیجا ہے۔ اس کے علاوہ بھی انڈونیشیا سے اور اردگرد کے ممالک سے بہت سے مخلصین شرکت کے لئے وہاں آج جمع ہوئے ہیں۔

یہ ایک ایسا ملک ہے جس پر عیسائیت کا بہت بھاری غلبہ ہے اور ایک عرصے تک عیسائیت کے سوا کسی کو وہاں پیغام پہنچانے کی اجازت ہی نہیں تھی۔ جماعت احمدیہ کو بھی آغاز میں بہت دقتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ عیسائیوں نے کھل کر مخالفت کی۔ مسجد کی بھی مخالفت کی، ہر حکومت کی سطح پر بھی انہوں نے اثر و رسوخ ڈالنے کی کوشش کی۔ کھل کر اخباروں میں عیسائی پادریوں نے مضمون لکھے کہ عیسائیت کے سوا اس ملک میں کسی اَور کو تبلیغ کی اجازت نہیں ہونی چاہئے اور وہ پالیسی جو ساری دنیا میں عیسائی ملک پیش کرتے ہیں آزادی ضمیر کی، جہاں موقع ملا وہاں خود اس پالیسی کو اپنے قدموں تلے کچل دیا اور کھلم کھلا مذہب کو اپنے نام منسوب کر کے اس کے تمام حقوق اپنی طرف وابستہ کر لئے۔ اس سلسلے میں ہمیں بڑی جدوجہد کرنی پڑی ہے۔ تمام دنیا سے ان کی ایمبیسیز کو اور ان کے ملک کو خطوط لکھوائے گئے، اخبارات میں بھی احتجاج کروائے گئے۔ ان اخبارات کو جو نسبتاً آزاد تھے مضامین لکھ کر بھیجے گئے۔ چنانچہ اللہ کے فضل سے ان کا مثبت اثر ظاہر ہوا اور حکومت نے یہ قطعی فیصلہ کر لیا جو سیاسی حقوق ہیں اور تمدّنی حقوق ہیں ان پر ہم کسی قیمت پر مذہب کو اثر انداز نہیں ہونے دیں گے۔ یہاں تک کہ ان کے سب

سے بڑے افسر نے جو عیسائیت سے متأثر تھا اور متعصب تھا اس نے جب حکومت کے سامنے اس مسجد کی منظوری کے آخری فیصلے سے پہلے ایک نوٹ لکھا، میمورنڈم جس کو کہتے ہیں، اس میں کہا کہ عیسائی چونکہ بہت مخالف ہیں اس لئے اس مسئلہ پر ہمیں ہر پہلو سے غور کرنے کے بعد پھر فیصلہ کرنا چاہئے۔ تو پرائم منسٹر صاحب نے اس پر جو مختصر جواب لکھا وہ یہ تھا کہ تم اپنے کام سے کام رکھو۔ حکومت کے قوانین کی پابندی کرنا تمہارا کام ہے۔ ان قوانین میں جہاں کہیں کوئی رخنہ ڈالنے کی کوشش کرتا ہے تمہارا فرض ہے کہ اس کی حفاظت کرو۔ لیکن ان قوانین سے ہٹ کر باہر کے معاملات کا تم سے کوئی تعلق نہیں۔ اگر تم نے کام کرنا ہے تو قوانین کے مطابق کرو۔ یہ اتنا واضح جواب تھا کہ اس کے بعد پھر کسی کو جرأت نہیں ہوئی اور خدا کے فضل سے مسجد پایۂ تکمیل کو پہنچ چکی ہے، ساتھ مشن ہاؤس بھی بن گیا ہے۔

اس ضمن میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک عجیب نشان بھی ظاہر ہوا، ہر جگہ نشانات عجیب ہی ہوتے ہیں مگر یہ واقعہ ہے اس کو ریکارڈ کرانے کے لئے اسی افتتاح کے موقع پر آپ سب کے سامنے رکھتا ہوں۔ عیسائیت نے جب اپنا زور مکمل کر لیا اور ناکام ہو گئی تو وہ چند مسلمان جو باہر سے آکر وہاں آباد ہوئے ہیں اور بعض امیر ملکوں سے ان کے تعلقات ہیں ان کو مدد بھی ملتی ہے، ان میں سے چند نے ایک سوسائٹی بنائی ہے اسلامک سوسائٹی، ان کا جو سرکردہ ممبر ہے انہوں نے اکرم احمدی صاحب کو گالیوں سے بھرا ہوا خط لکھا اور انہوں نے کہا کہ کسی قیمت پر ہم یہاں یہ مسجد برداشت نہیں کریں گے۔ یعنی چرچ ہر جگہ بنے ہوئے ہیں، پھیلتے جا رہے ہیں دُور دراز جزائر میں بھی کلیسا تعمیر ہو رہے ہیں، ان کو کوئی تکلیف نہیں پہنچی مگر پہلی مسجد جو تعمیر ہو رہی تھی اس پر ایسی آگ لگی کہ نہ صرف گالیوں کا خط لکھا بلکہ یہ دھمکی دی کہ مَیں اس مسجد کو آگ لگوا دوں گا لیکن یہ مسجد ہم سے برداشت نہیں ہو سکتی۔ بعد میں انہوں نے مسجد کو ناکام کرنے کی خاطر اس کے قریب ہی اپنا گھر بنوایا اور وہاں ایک اپنی مسجد چھوٹی سی تعمیر کروائی، گویا کہ وہ پہلی مسجد بن گئی۔ حالانکہ یہ مسجد اس سے بہت پہلے بن چکی تھی اور انہوں نے محض ایک دکھاوے کے طور پر کہ نہیں ہم نے بھی الگ مسجد بنالی ہے۔ اس شخص کے کچھ دشمن بھی تھے۔ آپس میں مخالفتیں بھی تھیں۔ انہوں نے اس گھر کو مسجد سمیت آگ لگا دی۔ جو گھر اس آگ کے نتیجے میں بنایا گیا تھا جو اس کے دل

میں بھڑکی ہوئی تھی۔ پس وہ شخص جس نے جماعت کی مسجد کو آگ لگانے کی دھمکی دی تھی اس کا گھر بھی جل گیا اور وہ مصنوعی، دنیا کی خاطر بنائی ہوئی مسجد بھی جل گئی۔ تو اللہ تعالیٰ کے نشانات ہر جگہ احمدیت کی تائید میں ظاہر ہوتے ہیں۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 7 / اپریل 1995ء، خطبات طاہر جلد 14 / صفحہ 233-236)

مساجد کی تعمیر اور مساجد کی وسعت کے ایک نئے دَور کے آغاز کی تحریک

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 24 / فروری 1995ء میں ساری جماعت کو بالعموم مساجد کی تعمیر اور توسیع کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا:

"مساجد کی تعمیر اور مساجد کی وسعت کا ایک نیا دَور شروع ہونا چاہئے۔ توسیع مساجد ایک ایسا کام ہے جو جماعت کی توسیع سے گہرا تعلق رکھتا ہے۔ جب بھی ہم نے توسیع مساجد کی مہم چلائی ہے اور مشنوں کی، وہ بھی مساجد ہی ہیں ہمارے لئے، تو اللہ نے بے شمار فضل فرمائے ہیں اور جماعت کے دعوت الی اللہ کے کاموں میں بہت برکت پڑی ہے۔ تو اس لئے یہ ایک عام تحریک ہے کُل عالَم کی جماعتوں کے لئے کہ مساجد تعمیر کرنے اور مساجد میں توسیع کرنے کی مہم شروع کریں۔ جتنی توفیق ہے اس طرح کریں۔ دنیاداری کے جھگڑوں میں پڑ کر ظاہری خوبصورتی اور قیمتی سامانوں کی فراہمی کا انتظار نہ کریں۔ جیسی بھی مسجد ہے اسے اللہ کا ذکر برکت بخشتا ہے، وہ مومن برکت بخشتے ہیں جو تقویٰ لے کر وہاں سجے سجائے پہنچتے ہیں۔ مسجد کی سجاوٹ تو ان متقیوں سے ہے۔

پس اس پہلو سے جہاں تک ممکن ہے خوبصورت دیدہ زیب مسجد بنانا اللہ تعالیٰ کی صفت جمال کے منافی تو نہیں۔ مگر اس انتظار میں کہ اتنا پیسہ ہو تو پھر ایسی مساجد بنائی جائیں، مساجد کی بنیادی ضرورت کو نظر انداز کر دیا تو یہ جائز نہیں ہے۔ یہ پھر دنیاداری ہے، یہ عبادت کی محبت نہیں ہے۔ پس حسب توفیق وسعتیں دیں۔ خوبصورت نہیں بنتی تو سادہ مگر اس وقت ستھری اچھی چیز دکھائی دے اور جتنی توفیق ہے اس کے مطابق یہ کام شروع کریں۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 24 / فروری 1995ء، خطبات طاہر جلد 14 / صفحہ 137-138)

حضور کی تحریک توسیع مساجد کے تحت بھی سینکڑوں مساجد کی از سرِ نَو تعمیر ہوئی اور اضافے کئے گئے۔ اور امریکہ اور کینیڈا کے علاوہ برِّ اعظم ایشیا، یورپ اور افریقہ میں بیسیوں نئی مساجد تعمیر ہوئیں اور

نئے مراکز نماز قائم ہوئے۔

مجموعی طور پر خلافتِ رابعہ میں جماعت احمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے ہزاروں مساجد/ مراکز نماز تعمیر کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ نیز ہزاروں وہ بھی ہیں جو مقتدیوں سمیت جماعت کو ملیں۔

اس سلسلہ میں چند کوائف قارئین کی دلچسپی اور معلومات میں اضافہ کے لئے درج ذیل ہیں:

1989-1990ء :

1989ء کا سال جماعت احمدیہ کی صد سالہ جوبلی کا سال تھا۔ اس سال جماعت کو 334 نئی مساجد کی تعمیر کی توفیق ملی۔ اس کے علاوہ 224 مساجد نمازیوں سمیت اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائیں۔

1990-1991ء :

اس عرصہ میں نئی تعمیر ہونے والی اور زیرِ تعمیر مساجد کی کُل تعداد 111 تھی۔ اس کے علاوہ 760 مساجد بنی بنائی ملیں۔

1991-1992ء :

اس عرصہ میں 307 نئی مساجد بنائی گئیں جبکہ 80 زیرِ تعمیر تھیں۔ اس طرح کل تعداد 387 رہ جاتی ہے۔

1992-1993ء :

اس سال 318 مساجد کا اضافہ ہوا۔ 112 نئی تعمیر ہوئیں اور 206 اماموں اور نمازیوں سمیت اللہ تعالیٰ نے جماعت کو عطا فرمائیں۔ اس کے علاوہ 217 مساجد زیر تعمیر تھیں۔

1993-1994ء :

اس سال 682 مساجد کا اضافہ ہوا۔ 110 نئی تعمیر ہوئیں اور 572 نو مبایعین کے ساتھ بنی بنائی ملیں۔ اس کے علاوہ 86 مساجد زیرِ تعمیر تھیں۔

1995ء سے **2003**ء تک کے عرصہ میں دنیا بھر میں 1137 مساجد تعمیر ہوئیں اور مراکز نماز کا قیام عمل میں آیا۔ اس کے علاوہ ہزاروں کی تعداد میں بنی بنائی مساجد عطا ہوئیں۔

2002-2003ء:

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی وفات اپریل 2003ء میں ہوئی اور اس کے بعد خلافت خامسہ کا مبارک دور شروع ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ یُو کے، کے موقع پر دوسرے دن کے بعد دوپہر کے خطاب میں 2002–2003ء کے دوران مساجد کی تعمیر کے حوالہ سے بتایا کہ اس سال 226 مساجد کا اضافہ ہوا۔ 121 نئی مساجد تعمیر ہوئیں اور 105 مساجد اپنے اماموں اور نمازیوں سمیت عطا ہوئیں۔

……………………………

مختلف زبانوں میں
تراجم قرآن کریم کی اشاعت

تیرھویں صدی ہجری کا زمانہ وہ زمانہ تھا جس میں قرآن مجید عملاً زمین سے اٹھ چکا تھا۔ ایک بڑی تعداد مسلمانوں کی ایسی تھی جو قرآن کریم پڑھنا ہی نہیں جانتی تھی۔ قرآن مجید غلافوں میں بند کر کے طاقچوں کی زینت بنا دیا گیا تھا۔ جو قرآن پڑھتے تھے ان میں سے اکثریت کا حدیث نبوی کے مطابق یہ حال تھا کہ وہ ان کے حلق سے نیچے ہی نہیں اُترتا تھا اور ان کی زندگیوں میں قرآنی تعلیم کا کوئی اظہار نہیں ہوتا تھا۔ بہت سی اعتقادی اور علمی و عملی خرابیاں مسلمانوں میں پیدا ہو چکی تھیں۔ اور لَا يَبْقٰى مِنَ الْإِسْلَامِ إِلَّا اسْمُهٗ وَلَا يَبْقٰى مِنَ الْقُرْاٰنِ إِلَّا رَسْمُهٗ کا مضمون ان پر صادق آتا تھا۔ علماء کی حالت اور بھی ناگفتہ بہ تھی۔ قرآنی آیات کی منسوخی کا باطل عقیدہ ان میں رائج تھا۔ ایک سے لے کر سات سو تک آیات منسوخ قرار دے دی گئی تھیں۔ بدقسمتی سے آج بھی ایسے علماء پائے جاتے ہیں جو اس عقیدہ پر نہ صرف قائم ہیں بلکہ بڑی ڈھٹائی کے ساتھ اس کا پرچار کرتے ہیں اور نہیں جانتے کہ یہ عقیدہ توہین قرآن کے مترادف ہے۔ قرآن مجید میں مذکور انبیاء علیہم السلام کے واقعات کو محض قصّوں اور کہانیوں کے طور پر پیش کیا جاتا تھا۔ ایک طبقہ ایسا تھا جو احادیث کو اور روایات کو قرآن پر مقدم رکھتا تھا۔ بعض مسلمانوں نے حال کے جدید علوم اور فلسفہ اور سائنس سے ڈر کر قرآنی آیات کو تاویلات کے شکنجے پر چڑھا دیا تھا اور اس میں اس حد تک دور نکل گئے کہ اللہ تعالیٰ کی وحی و الہام، استجابت دعا، نزول ملائکہ اور اخبار غیبیہ وغیرہ اہم امور کا انکار کر دیا۔

غرض یہ وہ زمانہ تھا جب ایمان ثریا پر اُٹھ گیا تھا اور قرآن آسمان پر اٹھایا جا چکا تھا اور اب وہ وقت آچکا تھا کہ وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ میں مذکور پیشگوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی

تصریح کے مطابق وہ رجلِ فارس مبعوث ہو جو قرآن کو آسمان سے واپس لائے اور ایمان کو پھر سے دلوں میں قائم کرے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے آیت قرآنی وَّاٰخَرِیۡنَ مِنۡہُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِہِمۡ کی تفسیر میں یہ لطیف نکتہ بیان فرمایا ہے کہ اس کے اعداد میں ہی اس زمانے کی طرف اشارہ کر دیا گیا تھا جو اس موعود رجل فارس کے ظہور کا زمانہ تھا۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"اس آیت میں وَّاٰخَرِیۡنَ مِنۡہُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِہِمۡ کے تمام حروف کے اعداد سے جو 1275 ہیں اس بات کی طرف اشارہ کر دیا جو اٰخَرِیۡنَ مِنۡہُمۡ کا مصداق جو فارسی الاصل ہے اپنے نشاء ظاہر کا بلوغ اس سنّ میں پورا کر کے صحابہ سے مناسبت پیدا کرلے گا۔ سو یہی سنّ 1275 ہجری جو آیت وَّاٰخَرِیۡنَ مِنۡہُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِہِمۡ کے حروف کی اعداد سے ظاہر ہوتا ہے اس عاجز کی بلوغ اور پیدائش ثانی اور تولّد روحانی کی تاریخ ہے"۔

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 219-220)

چنانچہ بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی موعود علیہ السلام قرآن و حدیث میں مذکور پیشگوئیوں کے عین مطابق خدا تعالیٰ کی طرف سے احیاءِ دینِ اسلام اور قیامِ شریعت کے لئے مبعوث ہوئے۔ آپ نے فرمایا:

"مجھے خدا تعالیٰ نے اس چودھویں صدی کے سر پر اپنی طرف سے مامور کر کے دینِ متین اسلام کی تجدید اور تائید کے لئے بھیجا ہے تا کہ مَیں اس پُر آشوب زمانہ میں قرآن کی خوبیاں اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتیں ظاہر کروں اور اُن تمام دشمنوں کو جو اسلام پر حملہ کر رہے ہیں اُن نوروں اور برکات اور خوارق اور علوم لَدُنّیہ کی مدد سے جواب دوں جو مجھ کو عطا کئے گئے ہیں"۔

(برکات الدعا روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 34)

اسی طرح آپ نے فرمایا:

''خداوند تعالیٰ نے اس احقر عباد کو اس زمانہ میں پیدا کر کے اور صدہا نشان آسمانی اور خوارقِ غیبی اور معارف وحقائق مرحمت فرما کر اور صدہا دلائل عقلیہ قطعیہ پر علم بخش کر یہ ارادہ فرمایا ہے کہ تا تعلیماتِ حقّہ قرآنی کو ہر قوم اور ہر ملک میں شائع اور رائج فرماوے اور اپنی حجّت اُن پر پوری کرے''۔

(براہین احمدیہ۔روحانی خزائن جلد اول صفحہ 596 حاشیہ نمبر 3)

عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ صرف رسمی اور ظاہری طور پر قرآن شریف یا اس کے تراجم کو پھیلانا ہی خدمت قرآن ہے۔مگر حضور علیہ السلام نے فرمایا:

''صرف رسمی اور ظاہری طور پر قرآن شریف کے تراجم پھیلانا یا فقط کتب دینیہ اور احادیث نبویہ کو اردو یا فارسی میں ترجمہ کر کے رواج دینا یا بدعات سے بھرے ہوئے خشک طریقے جیسے زمانۂ حال کے اکثر مشائخ کا دستور ہو رہا ہے سکھلانا، یہ امور ایسے نہیں ہیں جن کو کامل اور واقعی طور پر تجدید دین کہا جائے بلکہ مؤخر الذکر طریق تو شیطانی راہوں کی تجدید ہے اور دین کا رہزن۔ قرآن شریف اور احادیث صحیحہ کو دنیا میں پھیلانا بیشک عمدہ طریق ہے مگر رسمی طور پر اور تکلّف اور فکر اور خوض سے یہ کام کرنا اور اپنا نفس واقعی طور پر حدیث اور قرآن کا مورد نہ ہونا ایسی ظاہری اور بے مغز خدمتیں ہر ایک باعلم آدمی کر سکتا ہے اور ہمیشہ جاری ہیں۔ ان کو مجدّدیت سے کچھ علاقہ نہیں۔ یہ تمام امور خدا تعالیٰ کے نزدیک فقط استخوان فروشی ہے اس سے بڑھ کر نہیں''۔

اسی طرح فرمایا:

''جو لوگ خدا تعالیٰ کی طرف سے مجدّدیت کی قوت پاتے ہیں وہ نرے استخوان فروش نہیں ہوتے بلکہ وہ واقعی طور پر نائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور روحانی طور پر آنجناب کے خلیفہ ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ انہیں ان تمام نعمتوں کا وارث بناتا ہے جو نبیوں اور رسولوں کو دی جاتی ہیں اور ان کی باتیں از قبیل جوشیدن ہوتی ہیں،

نہ محض از قبیل کوشیدن۔ اور وہ حال سے بولتے ہیں، نہ مجرّد قال سے۔ اور خدا تعالیٰ کے الہام کی تجلّی ان کے دلوں پر ہوتی ہے اور وہ ہر ایک مشکل کے وقت روح القدس سے سکھلائے جاتے ہیں اور ان کی گفتار اور کردار میں دنیا پرستی کی ملونی نہیں ہوتی کیونکہ وہ بکلّی مصفّا کئے گئے اور بتمام و کمال کھینچے گئے ہیں"۔

(فتح اسلام، روحانی خزائن جلد نمبر 3 صفحہ 6-7 حاشیہ)

الغرض حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے خدمت قرآن کی جو راہیں اپنے قول اور فعل سے روشن فرمائی تھیں، آپؑ کے بعد آپؑ کے مقدس خلفاء کرام نے ان تمام نورانی راہوں پر بڑے عزم اور استقلال کے ساتھ قدم آگے بڑھایا اور آپ کی قائم کردہ بنیادوں پر ایک عالیشان عمارت کھڑی کردی۔ حقیقت یہ ہے کہ خلفائے مسیح موعودؑ نے اپنے آقا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی نمائندگی میں تمام عالم میں قرآنی تعلیمات کی حقّانیت کے اثبات اور قرآنی علوم و معارف اور حقائق و دقائق کی تعلیم و تدریس اور ترویج و اشاعت اور قرآن مجید کی عزت و عظمت کے اظہار اور اس کے عملی نمونوں کے قیام و استحکام کے لئے جس محنت اور جانفشانی سے اپنے جگر خون کئے اور مسیح پاک علیہ السلام کی جاری فرمودہ عظیم مہمات کو نہایت کامیابی و کامرانی سے آگے بڑھایا اس کا ذکر اس مختصر سے مضمون میں ممکن نہیں۔ یہ حکایت بہت طویل، لذت بھری اور حد درجہ ایمان افروز ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی مقدس خلافت کی آسمانی رہنمائی اور قیادت میں خدا تعالیٰ کے پاک کلام قرآن مجید و فرقان حمید کے مختلف زبانوں میں تراجم اور ان کی اشاعت کے حوالہ سے قارئین کی خدمت میں مختصراً کچھ کوائف پیش کرنے سے قبل یہ بیان کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ خلافت حقّہ اسلامیہ سے وابستہ جماعت احمدیہ کے علاوہ بھی بعض مسلمان افراد، اداروں، جماعتوں، فرقوں یا حکومتوں نے مختلف زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم شائع کئے ہیں لیکن احمدیہ مسلم جماعت وہ منفرد جماعت ہے جس نے خلافت حقّہ اسلامیہ احمدیہ کی بابرکت قیادت اور مقدس رہنمائی میں باقاعدہ ایک منظم پروگرام کے تحت دنیا کی مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم کی اشاعت کا بیڑا اٹھایا ہوا ہے اور اس سلسلہ میں اٹھنے والے تمام اخراجات افراد جماعت احمدیہ اپنے امام کی تحریک پر خود

برداشت کرتے ہیں۔

اگرچہ اس جماعت کے اکثر افراد دنیوی اور مادی وسائل کے لحاظ سے بہت معمولی حیثیت رکھتے ہیں اور اس جماعت کے پاس نہ تو تیل کی دولت ہے اور نہ دوسرے معدنی ذخائر کی لیکن اس جماعت کو ایسی سیادت نصیب ہے جو خدا تعالیٰ سے مؤید ومنصور ہے اور جس کی پیشگوئی پہلے سے قرآن وحدیث میں کی گئی تھی۔ اور اس الٰہی امامت وخلافت کو سچے دلوں اور اخلاص کی دولت سے مالا مال افراد پر مشتمل ایسی جماعت عطا ہوئی ہے جو دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہوئے اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے جان، مال، وقت اور عزت سب کچھ قربان کرنے کے لئے ہمہ وقت مستعد ہے۔

امر واقعہ یہ ہے کہ جماعت احمدیہ کو خدمت قرآن کی اس توفیق اور سعادت کا ملنا خود قرآن مجید میں مذکور پیش خبریوں اور پیشگوئیوں کے عین مطابق ہے اور اس کے ساتھ الٰہی نصرت وتائید اور کامیابی کے عظیم الشان وعدے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے یہ خدمت اور یہ سعادت پہلے سے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق، آپ کے عظیم روحانی فرزند اور غلام، جَرِیُّ اللّٰہِ فِیْ حُلَلِ الْاَنْبِیَاءِ حضرت مسیح موعودؑ اور وَّاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ (الجمعة:4) کی مصداق آپ کو عطا ہونے والی جماعت کے لئے مقدر فرما رکھی تھی۔ سو ضرور تھا کہ ایسا ہوتا اور ایسا ہی ہوا۔ اور یہ وہ خاص امتیاز ہے جو کسی اور مسلمان فرد، ادارے، تنظیم، فرقے یا جماعت کو حاصل نہیں۔

اس بات کے ثبوت میں اور اس کی کسی قدر وضاحت کے لئے بانیٔ جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود ومہدی معہود علیہ السلام کے بہت سے ارشادات میں سے صرف چند ایک ذیل میں ہدیۂ قارئین ہیں جن میں آپ نے قرآن مجید کی روشنی میں یہ ثابت فرمایا ہے کہ مختلف زبانوں میں قرآن مجید، فرقان حمید کے تراجم اور تعلیمات قرآنیہ کی اشاعت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں اور اسی کے ہاتھوں سے مقدر تھی، جس کا آنا ظلّی اور بروزی طور پر گویا خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آنا تھا۔ اور یہ سب خدمتیں، یہ سب کامیابیاں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا سلسلہ اور آپؐ ہی کی روحانی توجہات کا فیض ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے اغراض میں سے ایک تکمیل دین بھی تھی جس کے لئے فرمایا گیا تھا اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَ اَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ (المائدہ:4) اب اس تکمیل میں دو خوبیاں تھیں۔ایک تکمیل ہدایت اور دوسری تکمیل اشاعت ہدایت۔

تکمیلِ ہدایت کا زمانہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا پہلا زمانہ تھا اور تکمیلِ اشاعت ہدایت کا زمانہ آپ کا دوسرا زمانہ ہے جبکہ وَّ اٰخَرِیۡنَ مِنۡہُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِہِمۡ (الجمعۃ:4) کا وقت آنے والا ہے اور وہ وقت اب ہے۔یعنی میرا زمانہ یعنی مسیح موعود کا زمانہ۔“

(الحکم جلد 6 نمبر 43 مورخہ 30 نومبر 1902ء صفحہ 2)

اسی طرح فرمایا:

”اِتمام نعمت کی صورتیں دراصل دو ہیں۔اوّل تکمیل ہدایت۔دوم تکمیلِ اشاعتِ ہدایت۔اب تم غور کر کے دیکھو تکمیلِ ہدایت تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کامل طور پر ہو چکی لیکن اللہ تعالیٰ نے مقدر کیا تھا کہ تکمیلِ اشاعتِ ہدایت کا زمانہ دوسرا ہو جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم بروزی رنگ میں ظہور فرماویں اور وہ زمانہ مسیح موعود اور مہدی کا زمانہ ہے۔یہی وجہ ہے کہ لِیُظۡہِرَہٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّہٖ (الصف10)اس شان میں فرمایا گیا ہے۔تمام مفسّرین نے بالاتفاق اس امر کو تسلیم کرلیا ہے کہ یہ آیت مسیح موعودؑ کے زمانہ سے متعلق ہے۔

درحقیقت اظہار دین اُسی وقت ہوسکتا ہے جبکہ کُل مذاہب میدان میں نکل آویں اور اشاعت مذہب کے ہر قسم کے مفید ذریعے پیدا ہو جائیں اور وہ زمانہ خدا کے فضل سے آ گیا ہے۔چنانچہ اس وقت پریس کی طاقت سے کتابوں کی اشاعت

اور طبع میں جو جو سہولتیں میسّر آئی ہیں وہ سب کو معلوم ہیں...... جس قدر آئے دن نئی ایجادیں ہوتی جاتی ہیں اُسی قدر عظمت کے ساتھ مسیح موعودؑ کے زمانہ کی تصدیق ہوتی جاتی ہے اور اظہار دین کی صورتیں نکلتی آتی ہیں۔

اس لئے یہ وقت وہی وقت ہے جس کی پیشگوئی اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ (الصف:10) کہہ کر فرمائی تھی۔ یہ وہی زمانہ ہے جو اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ (المائدہ:4) کی شان کو بلند کرنے والا اور تکمیل اشاعت ہدایت کی صورت میں دوبارہ اتمام نعمت کا زمانہ ہے۔ اور پھر یہ وہی وقت اور جمعہ ہے جس میں وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ (الجمعة:4) کی پیشگوئی پوری ہوتی ہے۔''

(الحکم جلد 6 نمبر 18 مورخہ 17 مئی 1902ء صفحہ 5-6)

حضور علیہ السلام نے اپنی تصنیف ''تحفہ گولڑویہ'' میں اس امر کو بہت تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

''ضرور تھا کہ جیسا کہ تکمیلِ ہدایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے ہوئی ایسا ہی تکمیلِ اشاعتِ ہدایت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ہو۔ کیونکہ یہ دونوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منصبی کام تھے۔ لیکن سنّت اللہ کے لحاظ سے اس قدر خُلود آپ کے لئے غیر ممکن تھا کہ آپ اُس آخری زمانہ کو پاتے اور نیز ایسا خُلود شرک کے پھیلنے کا ایک ذریعہ تھا اس لئے خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس خدمت منصبی کو ایک ایسے اُمّتی کے ہاتھ سے پورا کیا کہ جو اپنی خُو اور روحانیت کے رُو سے گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود کا ایک ٹکڑا تھا یا یُوں کہو کہ وہی تھا اور آسمان پر ظلّی طور پر آپؐ کے نام کا شریک تھا... چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء تھے اور آپ کی شریعت تمام دنیا کے لئے عام تھی اور آپ کی نسبت فرمایا گیا تھا وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (الاحزاب:41) اور نیز آپ کو یہ خطاب

عطا ہوا تھا یَاَیُّہَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا (الاعراف:159)
سو اگر چہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد حیات میں وہ تمام متفرق ہدایتیں جو حضرت آدم سے حضرت عیسیٰ تک تھیں قرآن شریف میں جمع کی گئیں لیکن مضمون آیت یَاَیُّہَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا (الاعراف:159) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں عملی طور پر پورا نہیں ہوسکا کیونکہ کامل اشاعت اس پر موقوف تھی کہ تمام ممالک مختلفہ یعنی ایشیا اور یورپ اور افریقہ اور امریکہ اور آبادئ دنیا کے انتہائی گوشوں تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی تبلیغ قرآن ہو جاتی اور یہ اُس وقت غیر ممکن تھا بلکہ اُس وقت تک تو دنیا کی کئی آبادیوں کا ابھی پتہ بھی نہیں لگا تھا اور دور دراز سفروں کے ذرائع ایسے مشکل تھے کہ گویا معدوم تھے۔ بلکہ.... 1257 ہجری تک بھی اشاعت کے وسائل کاملہ گویا کالعدم تھے اور اس زمانہ تک امریکہ کُل اور یورپ کا اکثر حصہ قرآنی تبلیغ اور اس کے دلائل سے بے نصیب رہا ہوا تھا...... ۔

غرض آیت موصوفہ بالا میں جو فرمایا گیا تھا کہ اے زمین کے باشندو! مَیں تم سب کی طرف رسول ہوں عملی طور پر اس آیت کے مطابق تمام دنیا کو ان دنوں سے پہلے ہر گز تبلیغ نہیں ہوسکی اور نہ اتمام حجت ہوا کیونکہ وسائلِ اشاعت موجود نہیں تھے۔ اور نیز زبانوں کی اجنبیت سخت روک تھی۔ اور نیز یہ کہ دلائل حقّانیت اسلام کی واقفیت اس پر موقوف تھی کہ اسلامی ہدایتیں غیر زبانوں میں ترجمہ ہوں اور یا وہ لوگ خود اسلام کی زبان سے واقفیت پیدا کرلیں۔ اور یہ دونوں امر اُس وقت غیر ممکن تھے۔ لیکن قرآن شریف کا یہ فرمانا کہ وَمَنْ بَلَغَ یہ امید دلاتا تھا کہ ابھی اَور بہت سے لوگ ہیں جو ابھی تبلیغ قرآنی اُن تک نہیں پہنچی۔ ایسا ہی آیت وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ (الجمعة:4) اس بات کو ظاہر کر رہی تھی کہ گو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں ہدایت کا ذخیرہ کامل ہو گیا مگر ابھی اشاعت ناقص ہے اور اس آیت میں جو مِنْھُمْ

کا لفظ ہے وہ ظاہر کر رہا تھا کہ ایک شخص اس زمانہ میں جو تکمیل اشاعت کے لئے موزون ہے مبعوث ہوگا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ میں ہوگا اور اس کے دوست مخلص صحابہ کے رنگ میں ہوں گے"۔

(تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد نمبر 17 صفحہ 258-261)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش تھی کہ یورپ اور امریکہ کے لوگوں میں اسلام کی اشاعت کے لئے قرآن کریم کی ایک تفسیر بھی تیار کر کے اور انگریزی میں ترجمہ کرا کے بھیجی جائے اور فرمایا کہ:

"مَیں اس بات کو صاف صاف بیان کرنے سے رہ نہیں سکتا کہ یہ میرا کام ہے۔ دوسرے سے ہرگز ایسا نہیں ہوگا جیسا مجھ سے یا جیسا اُس سے جو میری شاخ ہے اور مجھ ہی میں داخل ہے"۔

(ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 518)

چنانچہ جماعت احمدیہ کی 130 سالہ تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ تکمیلِ اشاعتِ ہدایت کا وہ مبارک کام جس کا آغاز حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقدّس ہاتھوں سے ہوا تھا وہ الٰہی وعدوں کے مطابق آپ کے بعد ظاہر ہونے والی قدرت ثانیہ یعنی خلافت حقّہ اسلامیہ احمدیہ کے ذریعہ نہایت کامیابی اور کامرانی کے ساتھ مسلسل وسعت پذیر ہے۔ اور جیسا کہ قرآن مجید اور احادیث نبویہ میں بشارت دی گئی تھی خلافت حقّہ اسلامیہ احمدیہ سے وابستہ افراد جماعت احمدیہ اس سلسلہ میں اپنے امام کے تابع تمام ذمہ داریوں کو ادا کرنے کے لئے دامے، درمے، سخنے ہر قسم کی قربانیاں پیش کرتے ہوئے نہایت محنت اور اخلاص اور جانفشانی کے ساتھ مصروف جہاد ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کی ہدایت پر انگریزی ترجمہ قرآن کریم کا کام مولوی محمد علی صاحب کے سپرد کیا گیا اور اس کے لئے انہیں تمام ممکنہ ضروری سہولیات فراہم کی گئیں اور زرِ کثیر خرچ کیا گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ خود بنفس نفیس انگریزی ترجمہ قرآن کے نوٹس سنتے اور حقائق و معارف قرآن بیان فرماتے۔ آپ کی دلی خواہش تھی کہ انگریزی ترجمہ قرآن جلد شائع ہو۔ ترجمہ کے نوٹ آخری مراحل پر تھے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کی وفات ہوگئی اور حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین

محمود احمد خلیفۃ المسیح منتخب ہوئے تو مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء نے آپ کی خلافت کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ بعد میں وہ قادیان کو چھوڑ کر لاہور منتقل ہو گئے اور ترجمہ قرآن کا وہ مسودہ جو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی زیر ہدایت ونگرانی تیار ہوا تھا وہ بھی ساتھ لے گئے۔

اس کے بعد حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اس طرف توجہ فرمائی۔ آپؓ نے 1915ء میں ایک پارہ کی تفسیر خود لکھی اور وہ اردو اور انگریزی میں طبع بھی ہوئی۔ اور فرمایا کہ مَیں ایک نمونہ قائم کر رہا ہوں۔ جماعت کے علماء کا کام ہے کہ وہ اسی طرز پر اس کو آگے بڑھائیں۔

حضرت مصلح موعودؓ نے حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ، حضرت خان بہادر ابوالہاشم خان صاحبؓ اور حضرت ملک غلام فرید صاحبؓ کو یہ ذمہ داری سونپی اور ان کی مجموعی کوششوں سے ایک مکمل اور مستند انگریزی ترجمہ اور پھر اس کی تفسیر بھی شائع ہوئی۔ قرآن مجید کی انگریزی تفسیر قریباً تین ہزار صفحات پر پھیلی ہوئی ہے جو عجیب وغریب قرآنی معارف کا حسین ودلفریب مرقع ہے۔ اس کے ساتھ حضرت مصلح موعودؓ کا دیباچہ بھی ہے۔ یورپ اور امریکہ کے چوٹی کے اہل علم نے اس کو سراہا۔ اسی طرح مسلمان مشاہیر نے بھی اس کی تعریف کی۔

ایک مستشرق رچرڈ بیل نے اسے قرآنی تعلیمات کو ایک ایسی شکل میں پیش کرنے کی کوشش قرار دیا جو موجودہ زمانہ کی ضروریات کے مناسب حال روحانی زندگی اور تبلیغی جدوجہد کی آئینہ دار ہے اور مجموعی لحاظ سے روشن خیالی اور ترقی پسندی پر دلالت کرتی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے 1944ء میں مختلف زبانوں میں تراجم قرآن کریم کی اشاعت سے متعلق خصوصی تحریک فرمائی۔ چنانچہ آپ نے 20 اکتوبر 1944ء کو دنیا کی آٹھ مشہور زبانوں انگریزی (انگریزی میں ترجمہ پہلے سے مکمل ہو چکا تھا)، روسی، جرمن، فرانسیسی، اطالوی، ڈچ، ہسپانوی اور پرتگیزی زبان میں قرآن مجید کے تراجم کی عظیم الشان تحریک فرمائی اور پھر اپنے عہد خلافت میں اس کی تکمیل کے لئے کامیاب جدوجہد فرمائی۔

جیسا کہ قرآن مجید میں وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ کے الفاظ میں پیشگوئی تھی کہ حضرت مسیح موعودؑ کے دوست مخلص صحابہ کے رنگ میں ہوں گے جماعت احمدیہ کے افراد مرد وزن نے اس

تحریک پر جس شان کے ساتھ اور والہانہ طور پر لبّیک کہا وہ غیر معمولی ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ کے اندازہ کے مطابق ان تراجم اوران کی چھپوائی کے لئے ایک لاکھ 94 ہزار روپے کی ضرورت تھی جس کا آپ نے جماعت سے مطالبہ کیا۔لیکن مسیح پاک علیہ السلام اور خلافت حقّہ کی فدائی جماعت نے دو لاکھ ساٹھ ہزار روپے کے وعدے قلیل عرصہ میں پیش کر دیئے اور پھر ان کا اکثر حصہ وصول ہو گیا اور دو سال کے عرصہ میں مذکورہ بالا ساتوں زبانوں میں تراجم مکمل ہو گئے۔ چنانچہ حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا:

"قرآن کے سات مختلف زبانوں میں جو تراجم ہو رہے تھے وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے مکمل ہو گئے ہیں اوران کی ایک اور نقل بینک میں محفوظ کر لی گئی ہے۔صرف اس بات کا انتظار ہے کہ ہمارے مبلغین ان زبانوں کو سیکھ کران پر نظر ثانی کر لیں تا غلطی کا امکان نہ رہے"۔

(الفضل 28 دسمبر 1946ء)

الغرض حضرت مسیح موعودؑ کے مقدس خلفاء کی نگرانی میں اوران کی تحریکات کے مطابق مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم اوران کی اشاعت کا مبارک سلسلہ مسلسل آگے بڑھتا رہا۔

خلافت ثانیہ کے عہد میں اردو، ڈچ ،سواحیلی ، جرمن اور انگریزی **کُل پانچ زبانوں میں مکمل** قرآن کریم کے تراجم طبع ہوئے۔جبکہ ڈینش میں پہلے سات پاروں کا ترجمہ مع مختصر تفسیری نوٹس اور یوگنڈا کی زبان لوگنڈا میں پہلے پانچ پاروں کا ترجمہ مع مختصر تفسیری نوٹس اور مینڈے زبان میں پہلے پارہ کا ترجمہ شائع ہوا۔

خلافت ثالثہ کے دور میں یہ سلسلہ آگے بڑھا اور ڈینش ، اسپرانٹو، انڈونیشین اور یوروبا۔ **چار مزید زبانوں میں مکمل** قرآن کریم کے تراجم طبع ہوئے۔اسی طرح انگریزی میں تفسیر القرآن کا ایک جلد میں خلاصہ پہلی بار شائع ہوا۔نیز سویڈش اور فجین زبان میں جزوی طور پر بعض پاروں کا ترجمہ طبع ہوا۔

خلافت رابعہ کے پہلے دو سالوں (1982ء۔1983ء) میں گورمکھی اور لوگنڈا زبان میں **مکمل** قرآن کریم کے تراجم طبع ہوئے۔

1984ء میں جب حضرت خلیفة المسیح الرابع رحمہ اللہ کو پاکستان کے فوجی ڈکٹیٹر ضیاء الحق کے ظالمانہ

آرڈیننس 20 کی وجہ سے پاکستان سے ہجرت کرنا پڑی اس وقت تک گیارہ زبانوں میں مکمل قرآن کریم کے تراجم شائع ہو چکے تھے۔

1989ء کا سال جماعت کی تاسیس پر سو سال مکمل ہونے کے لحاظ سے صد سالہ جوبلی کا سال تھا اور جماعتی تاریخ میں یہ ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔اس کے شایان شان دیگر پروگراموں کی طرح مختلف زبانوں میں تراجم قرآن کریم کی اشاعت کا منصوبہ بھی تیزی سے آگے بڑھ رہا تھا۔چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے اپریل 1984ء میں پاکستان سے ہجرت کے بعد سے جولائی 1989ء تک کے ہجرت کے پانچ سالوں میں حسب ذیل **16** نئی زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم طبع ہوئے۔

1۔فرنچ، 2۔اٹالین، 3۔فجین، 4۔ہندی، 5۔رشین، 6۔پرتگیزی، 7۔سویڈش، 8۔کورین، 9۔کیکویو، 10۔سپینش، 11۔جاپانی، 12۔ملائی، 13۔فارسی، 14۔سندھی، 15۔بنگلہ، 16۔اُڑیہ۔

(اٹالین، Malay اور فارسی ترجمہ سے متعلق طباعت پر معلوم ہوا کہ جلدی میں ان میں بعض غلطیاں رہ گئی ہیں چنانچہ ان تراجم کی سرکولیشن روک دی گئی اور ازسرنو ان پر کام شروع کیا گیا۔فارسی اور اٹالین تراجم قرآن ریویژن کے بعد شائع ہو چکے ہیں۔Malay پر کام جاری ہے۔)

1989ء میں کئی تراجم طباعت کے مختلف مراحل میں تھے اور جلسہ سالانہ یُو کے (جولائی 1989ء) تک شائع نہیں ہو سکے تھے۔چنانچہ اگست **1989**ء سے جولائی **1990**ء تک کے صرف ایک سال کے عرصہ میں حسب ذیل **15** مزید نئی زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم شائع کرنے کی سعادت جماعت کو حاصل ہوئی۔

1۔البانین، 2۔مینڈے، 3۔گریک، 4۔تامل، 5۔ویتنامی، 6۔گجراتی، 7۔ٹرکش، 8۔طوالوئن، 9۔چینی، 10۔پشتو، 11۔پولش، 12۔چیک، 13۔سرائیکی، 14۔پنجابی، 15۔اِگبو۔

اس طرح 1984ء میں جماعت کے زیر انتظام مختلف زبانوں میں شائع کردہ تراجم قرآن کریم کی جو تعداد صرف گیارہ تھی وہ جولائی 1990ء تک 42 میں تبدیل ہو چکی تھی۔ چھ سال کے قلیل عرصہ میں

31 نئے تراجم کے ساتھ یہ قریباً چار گنا اضافہ تھا اور ابھی کئی تراجم تکمیل کے بعد طباعت کے مختلف مراحل میں سے گزر رہے تھے۔

چنانچہ 1994ء تک جماعت احمدیہ کو آٹھ مزید زبانوں (بلغارین، ملیالم، منی پوری، سندھی، تیگالاگ، تیلگو، ہاؤسا، مراٹھی) کے اضافہ کے ساتھ مجموعی طور پر پچاس زبانوں میں تراجم قرآن کریم کی طباعت کی سعادت حاصل ہو چکی تھی۔ (بلغارین ترجمہ کے طبع ہونے پر معلوم ہوا کہ اس میں بعض غلطیاں ہیں چنانچہ اسے withdraw کرلیا گیا۔ اس وقت یہ ترجمہ زیرِ تکمیل ہے)

اس کے بعد نارویجین، کشمیری، سڈانیز، نیپالی، جولا اور کیکامبا میں تراجم قرآن شائع ہوئے اور یوں 1982ء سے لے کر 2003ء تک صرف خلافتِ رابعہ کے اکیس سالہ عہد سعادت میں 47 زبانوں میں مکمل قرآن مجید کے تراجم طبع ہوئے۔ جبکہ اس کے علاوہ تھائی، میانمار اور جاوانیز زبانوں میں پہلے دس پاروں کا ترجمہ شائع ہوا۔

....

دنیا میں تیل اور معدنیات کی دولت سے مالا مال بڑے بڑے ممالک ہیں جو مسلمان ممالک کہلاتے ہیں لیکن کسی حکومت کو اتنی عظیم الشان خدمت کی توفیق نہیں ملی۔ اگرچہ ان کی طرف سے بعض تراجم شائع کئے جاتے ہیں لیکن جیسا کہ قبل ازیں بیان کیا گیا ہے یہ بے مغز خدمتیں ہیں۔ کیونکہ ان کے تراجم و تفاسیر میں کئی باتیں قرآنی تعلیمات کے منافی اور اس سے متصادم ہیں اور ان میں ایسے اعتقادات اپنائے گئے ہیں جو قرآن مجید کے محکمات کے خلاف ہیں۔

غرضیکہ ساری دنیا میں خلافت احمدیہ سے وابستہ جماعت احمدیہ وہ واحد جماعت ہے جسے تن تنہا اتنی بہت سی زبانوں میں تراجم قرآن کریم کی اشاعت کی توفیق حاصل ہوئی ہے۔

آج دنیا کے پردہ پر وہ کون سی جماعت ہے جسے صرف محبت قرآن کے جرم میں اور قرآنی تعلیمات کی اشاعت اور اس کا عملی نمونہ پیش کرنے کے جرم میں ظلم وستم کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ کوئی نہیں مگر ایک جماعت یعنی وہ جماعت احمدیہ جو خلافت حقہ سے وابستہ ہے۔ اگر وہ قرآن کریم کی تلاوت کریں، ان کے پاس سے قرآن مجید کے نسخے برآمد ہوں، وہ احکامات قرآنی کے مطابق نماز، روزہ وغیرہ عبادات

بجالائیں، وہ امانت و دیانت اور سچائی اور تقویٰ سے کام لیں اور اسلام کے، قرآن کے امن و سلامتی کے پیغام کی تشہیر کریں تو اس جرم میں ان پر مقدمات بنائے جاتے ہیں۔ ان پر توہین قرآن اور توہین اسلام کی دفعات لگائی جاتی ہیں اور جیلوں میں ٹھونسا جاتا ہے اور تشدّد کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ ان کی جائیدادیں لوٹی جاتی ہیں۔ ان کے گھر، ان کی مساجد منہدم کی جاتی ہیں اور نماز کی حالت میں ان پر گولیوں کی بوچھاڑ کر کے ان کے خون سے زمین سُرخ کی جاتی ہے۔

کیا خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ سے وابستہ جماعت احمدیہ کے سوا کوئی اور جماعت ایسی ہے جو اس طرح قرآن کی محبت میں گرفتار اور فدا ہو کر اس کی خاطر اپنی جان، مال، وقت، عزت اور اولاد غرضیکہ ہر چیز کو بلا دریغ قربان کرنے پر نہ صرف آمادہ ہے بلکہ قربان کر رہی ہے۔

امرِ واقعہ یہ ہے کہ اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے مقدس خلفائے کرام اور آپ کے سچے متبعین ہی وہ ''سَفَرَةٍ كِرَامٍ بَرَرَةٍ'' ہیں جن کے ہاتھوں میں خدا تعالیٰ نے دنیا بھر میں قرآن کی سچی خدمت اور اس کی عظمت کے اظہار کا علَم تھمایا ہے۔ جو کسی تلوار اور نیزہ سے نہیں، کسی بندوق یا توپ یا بم کے زور سے نہیں بلکہ قرآن کا حربہ ہاتھ میں لے کر، اس کے نُور کو اپنے سینوں میں بسا کر، حجت اور بُرہان اور زمینی و آسمانی نشانات اور الٰہی نصرت و تائیدات کے ساتھ ساری دنیا میں جہادِ کبیر میں مصروف ہیں۔ اور صرف اپنے قول سے نہیں بلکہ اپنے عمل سے قرآنی تعلیمات کی حقّانیت اور قرآنی برکات و تاثیرات کے تازہ بتازہ اور شیریں و خوشبودار ثمرات کو دنیا کے سامنے پیش کرتے ہوئے اس کتاب کے زندہ کتاب ہونے اور اس کی عظمتوں پر گواہ ہیں۔

....

جماعتِ احمدیہ کی طرف سے مختلف زبانوں میں شائع ہونے والے تراجم قرآن کریم کی فہرست درج ذیل ہے۔ اس فہرست میں ان تراجم کے صرف پہلے ایڈیشن کا سن طباعت دیا گیا ہے۔

Published Translations of the Holy Quran

No	Language	First Year of Publication
1	Dutch	1953
2	Kiswahili	1953
3	German	1954
4	English (Hz. Maulwi Sher Ali)	1955
	English (5 volume commentary)	First part was published in 1947
	English (Malik Ghulam Farid) One volume short commentary	1969
5	Urdu (Tafseer e Sagheer)	1957
	Urdu (Translation by KM IV)	2000
6	Danish	1967
7	Esperanto	1970
8	Indonesian	1970
9	Yoruba	1976
10	Gurmukhi	1983
11	Luganda	1984
12	French	1985
13	Italian	1986 Due to serious mistakes it was withdrawn and recycled. Revised edition published in 2020
14	Fijian	1987
15	Hindi	1987
16	Russian	1987
17	Japanese	1988
18	Kikuyu	1988
19	Korean	1988
20	Portuguese	1988
21	Spanish	1988
22	Swedish	1988
23	Greek	1989

24	Malaya	1989 Due to serious mistakes it was withdrawn and recycled. Under revision
25	Oria	1989
26	Persian	1989 Second revised edition printed in 2003
27	Punjabi	1989
28	Tamil	1989
29	Vietnamese	1989
30	Albanian	1990
31	Assamese	1990
32	Bangali	1990
33	Chinese	1990
34	Czech	1990
35	Gujrati	1990
36	Igbo	1990
37	Mende	1990
38	Pashtu	1990
39	Polish	1990
40	Saraeiki	1990
41	Turkish	1990
42	Tuvaluan	1990
43	Bulgarian	1991 Due to serious mistakes it was withdrawn and recycled.Under revision
44	Malayalam	1991
45	Manipuri	1991
46	Sindhi	1991
47	Tagalog	1991
48	Telugu	1991
49	Hausa	1992
50	Marathi	1992
51	Norwegian	1996
52	Kashmiri	1998
53	Sundanese	1998
54	Thai Vol: 1 (Part 1 to 10)	1999

	Thai Vol: 2 (Part 11 to 20)	2006
	Thai Vol: 3 (Part 21 to 30)	June 2008
55	Nepali	2001
56	Jula	2002
57	Kikamba	2002
58	Catalan	2003
59	Kanada	2004
60	Creole	2004
61	Uzbec	2005
62	More	2006
63	Fula	2007
64	Mandinka	2007
65	Wolof	2007
66	Bosnian	2008
67	Malagasy	May 2008
68	Kyrgis	July 2008
69	Ashanti	October 2008
70	Maure (NZ) (Part 1-15)	July 2008
	Maure (NZ) (Complete)	2013
71	Mayanmar (Vol: 1 Part 1 to 10)	2003
	Mayanmar (Vol: 11 Part 1 to 20)	2012
	Mayanmar (Complete)	July 2015
72	Kriol	July 2010
73	Yao	March 2013
74	Sinhala	2015
75	Javanese (Part 1-10)	2000
76	Dogri	2017

تبلیغ ودعوت الی اللہ کے شیریں ثمرات

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے منصب خلافت پر متمکن ہونے کے بعد آغاز سے ہی جماعت کو تبلیغ اور دعوت الی اللہ کی طرف خصوصی توجہ دینے کی تاکید فرمائی ۔ چنانچہ آپ نے اپنے خطبات میں، خطابات میں، مختلف مجالس عرفان میں، اپنے پیغامات میں، افرادِ جماعت احمدیہ کو، جماعتی نظام کو اور ذیلی تنظیموں کو مختلف طریق پر نہایت ہی مؤثر، ولولہ انگیز اور دل موہ لینے والے انداز میں تبلیغ اسلام اور دعوت الی اللہ کے لئے بیدار کیا اور بڑی تفصیل کے ساتھ اس کی اہمیت، اس کے طریق اور اس کے تقاضوں پر روشنی ڈالی اور مختلف پہلوؤں سے نہ صرف علمی طور پر رہنمائی فرمائی بلکہ اس کے لئے ہر ممکن ذریعہ کو استعمال کرتے ہوئے ٹھوس عملی اقدامات بھی فرمائے۔ اس کے نتیجہ میں دنیا بھر میں تبلیغ اور دعوت الی اللہ کی مساعی میں غیر معمولی اضافہ ہوا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے دعوت الی اللہ کی یہ مہم دن بدن زور پکڑتی گئی اور کثرت سے لوگوں کی توجہ اسلام احمدیت کی طرف ہونا شروع ہوئی۔ دعوت الی اللہ کی مہم میں ان کامیابیوں پر مخالفین کی حسد کی آگ بھڑک اٹھی۔ چنانچہ پاکستان میں جاری ہونے والے آرڈیننس 20 کے ذریعہ احمدیوں کو تبلیغ سے روکا گیا۔ اس کی رُو سے یہ اعلان کیا گیا کہ اگر کوئی احمدی اپنے آپ کو یا اپنے عقیدہ کو اسلام کی طرف منسوب کرے گا یا اپنے عقیدہ کی اشاعت کرے گا یا اس کی طرف دوسروں کو دعوت دے گا تو اسے تین سال قید بامشقّت اور اس کے علاوہ بھاری جرمانے کی سزا دی جائے گی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اس کے مقابلے کے لئے جو لائحہ عمل افراد جماعت کو عطا فرمایا اس کا ذکر کرتے ہوئے آپؒ نے فرمایا:

"دوسرا ہمیں تبلیغ سے روکا جا رہا ہے۔ اس لئے ظاہر بات ہے کہ الٹ ردِّ عمل ہوگا۔ ہم تو زندہ قوم ہیں اللہ کے فضل سے۔ ہمیں تو جس سمت میں تم روکو گے اسی سمت میں آگے بڑھیں گے اپنے رب کے فضل کے ساتھ اور اس کی نصرت کے ساتھ۔ اس لئے تبلیغ کو پہلے سے کئی گنا زیادہ تیز کر دیں۔ . . ہر جگہ

ہر مذہب میں ہر طبقہ فکر میں تبلیغ کو تیز کرنا ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 18 رمئی 1984ء خطباتِ طاہر جلد 3 رصفحہ 261)

اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اور اس کی نصرت کے ساتھ دنیا بھر میں تبلیغی مہمات کئی گنا تیز ہو گئیں اور دیکھتے ہی دیکھتے نئے ممالک میں، نئے مقامات پر جماعتیں قائم ہوئیں اور بیعتوں کی صورت میں ان مساعی کے نہایت ہی شیریں ثمرات عطا ہونے لگے۔

....

نئے ممالک میں احمدیت کا نفوذ

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور اس کی نظروں کے نیچے جب ہندوستان کے ایک شہر لدھیانہ میں 23؍ مارچ 1889ء کو سلسلۂ بیعت کا آغاز فرمایا تو خدا تعالیٰ سے علم پا کر اس کی روز افزوں ترقی کی بشارات بھی دیں۔ آپ نے فرمایا کہ

”خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا اور میرے سلسلے کو تمام زمین میں پھیلائے گا... ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پیئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جاوے گا۔“

(تجلیاتِ الٰہیہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 409)

اسی طرح فرمایا:

”اے تمام لوگو سن رکھو کہ یہ اُس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا۔ وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلاوے گا اور حجت اور بُرہان کی رُو سے سب پر ان کو غلبہ بخشے گا۔“

(تذکرۃ الشہادتین روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 66)

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں اور ایک عالَم اس پر گواہ ہے کہ دنیا کو روحانی حیات بخشنے کے لیے سلسلہ احمدیہ کا جو بیج خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ سے لگایا تھا وہ بڑھا اور پھولا اور ہر ایک طرف سے اس کی شاخیں نکلیں اور آج وہ ایک بڑا درخت بن چکا ہے اور خدا تعالیٰ کے فضلوں اور اس کی نصرت و تائید کے لاتعداد شیریں اثمار سے لدا ہوا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیغام آپ کی مقدس حیات میں ہی تمام برِّاعظموں میں پہنچ چکا تھا اور ایشیا، یورپ، افریقہ، امریکہ اور آسٹریلیا میں آپ کے ماننے والے اور آپ کی بیعت میں شامل افراد موجود تھے۔ آپ کے اس عالَم فانی سے کوچ کرنے کے بعد حسب وعدۂ الٰہی ”قدرتِ ثانیہ“ یعنی خلافت کا ظہور ہوا اور تمکنتِ دین کے ایک نئے دَور کا آغاز ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ

کے عہد خلافت میں ہندوستان سے باہر انگلستان میں پہلا باقاعدہ مشن 1913ء میں قائم ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے دَور خلافت میں عالمگیر اشاعت اسلام کی مہم میں غیر معمولی تیزی آئی۔ ایشیا، یورپ، افریقہ اور امریکہ کے مختلف ممالک میں مبلغین کا ایک وسیع نظام قائم ہوا۔ بالخصوص ''تحریک جدید'' کی نہایت عظیم الشان تحریک (1934ء) کے بعد سے دنیا بھر میں مشنوں کے قیام اور مختلف زبانوں میں تراجم قرآن مجید اور دیگر اسلامی لٹریچر کی اشاعت کے کاموں میں بہت وسعت پیدا ہوگئی۔ یہی سلسلہ خلافتِ ثالثہ کے دَور میں بھی آگے بڑھتا رہا۔ اس کا کسی قدر احوال قارئین 'سلسلہ احمدیہ' کی گزشتہ جلدوں میں پڑھ چکے ہیں۔

1982ء میں حضرت مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کی وفات کے بعد حضرت مرزا طاہر احمد صاحب منصب خلافت پر متمکّن ہوئے۔ دسمبر **1982**ء میں منعقدہ عالمی شوریٰ کی رپورٹ کے مطابق اُس وقت تک دنیا کے 31 ممالک میں باقاعدہ مشن قائم ہو چکے تھے۔ اس کے علاوہ 32 ممالک میں باقاعدہ جماعتیں قائم ہوچکی تھیں اور 27/ایسے ممالک تھے جہاں اِکّادُکّا طور پر احمدی موجود تھے لیکن وہاں باقاعدہ جماعتوں کا قیام عمل میں نہیں آیا تھا۔ اس لحاظ سے **کُل 90 ممالک ایسے تھے جن میں یا تو باقاعدہ مشن قائم تھے یا جماعتیں قائم تھیں یا کچھ احمدی موجود تھے۔**

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے جماعت احمدیہ کے قیام پر سو سال پورے ہونے پر جماعت کو صد سالہ جوبلی کا جو پروگرام دیا تھا اس کا ایک پہلو یہ بھی تھا کہ کوشش کی جائے کہ 1989ء تک کم سے کم سو ممالک میں جماعت کا قیام عمل میں آجائے۔ اس کے لئے سو ممالک میں تبلیغی منصوبہ کے تحت جو مساعی جاری تھیں خلافتِ رابعہ کے دَور میں ان میں غیر معمولی اضافہ ہوا۔ بالخصوص حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی پاکستان سے ہجرت (اپریل 1984ء) کے بعد تو اس سلسلہ میں بہت تیز رفتاری سے کام ہوا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان کاوشوں کو بہت ہی شیریں پھل عطا فرمائے۔

1984ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کو خاص حالات میں پاکستان سے ہجرت کرنا

پڑی اور آپ انگلستان تشریف لے آئے اس وقت تک 91 ممالک میں جماعت قائم ہو چکی تھی (ماخوذ از خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ بر موقع جلسہ سالانہ یوکے 18 جولائی 1987ء دوسرا روز بعد دوپہر)۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی راہ میں ہجرت کرنے والوں سے مُرَاغَمًا كَثِيرًا وَّسَعَةً (النساء:101) کا جو وعدہ قرآن مجید میں فرمایا ہے اس کا ایک نہایت خوبصورت اظہار جماعت احمدیہ کی مختلف ممالک میں ترقی اور پھیلاؤ اور قبولیت کی صورت میں ہوا۔ احمدیت کے مخالف مولویوں نے تو پاکستان میں یہ دعویٰ کیا تھا کہ ہم نے احمدیت کو نہ صرف ملک بدر کر دیا ہے بلکہ ملک ملک سے اسے مٹا کر چھوڑیں گے اور اُس وقت کے پاکستان کے فوجی آمر جنرل ضیاء الحق نے یہ اعلان کیا اور اس کے نمائندہ نے لندن میں مجلس تحفظ ختمِ نبوّت کے زیرِ اہتمام 4 تا 6 اگست 1985ء کو منعقد کی جانے والی کانفرنس میں باقاعدہ اس کا یہ پیغام پڑھ کر سنایا جس میں کہا گیا تھا کہ

> **"We will Inshallah persevere in our effort to ensure that the cancer of Qadianism is exterminated."**

(The Times, London 5 September 1984)

(Message from General M. Zia-Ul-Haq President Islamic Republic of Pakistan To International Khatm-e-Nabuwwat Conference London, August 4-6, 1985)

لیکن دنیا نے دیکھا کہ باوجود تمام تر مخالفتوں اور دشمنان احمدیت کے جھوٹے پراپیگنڈوں اور ظالمانہ کارروائیوں کے یہ سلسلہ بڑھتا رہا اور نہ صرف یہ کہ ایشیا، یورپ، افریقہ، امریکہ اور آسٹریلیا میں پہلے سے موجود مشنز اور جماعتیں مستحکم سے مستحکم تر ہوتی چلی گئیں اور ان میں مختلف جہتوں سے غیر معمولی ترقی ہوئی بلکہ ہر سال نئے ممالک میں احمدیت کا نفوذ ہوتا رہا۔

چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی وفات اپریل 2003ء تک 175 ممالک میں جماعت کا نفوذ ہو چکا تھا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس جماعت کے تمام ملکوں میں پھیلنے کی جو بشارت دی تھی وہ بڑی عظمت اور شان کے ساتھ خلافت احمدیہ کے ذریعہ مسلسل پوری ہوتی چلی جا رہی ہے۔

خلافتِ خامسہ کے مبارک عہد میں 2019ء تک 213 ممالک میں جماعت قائم ہو چکی ہے۔

اور خدا تعالیٰ کے فضل سے ہر جگہ یہ پودا بڑی تیزی سے نشوونما پاتے ہوئے جانفزا بہار دکھلا رہا ہے۔

نئے ممالک میں جماعت کے نفوذ اور اس کی ترقی کا یہ سفر اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے لاتعداد نشانوں سے معمور ہے۔ ملک ملک میں، جابجا مبلغین اور داعیان الی اللہ اور افراد جماعت کے اخلاص و فدائیت اور قربانیوں کی نہایت ایمان افروز اور دلگداز داستانیں پھیلی پڑی ہیں۔ اس مختصر سی کتاب میں ان سب امور کا احاطہ ممکن نہیں۔

ذیل میں ہم خلافتِ رابعہ کے مبارک عہد میں نئے ممالک میں جماعت کے نفوذ کے حوالہ سے نہایت اختصار کے ساتھ کچھ احوال درج کر رہے ہیں۔ ان میں سے بعض ایسے ممالک ہیں جہاں خدا تعالیٰ کے فضل سے بڑی تیزی سے جماعت کی نشوونما ہوئی اور بہت جلد مضبوط جماعتیں اور مشنز قائم ہوئے۔ بعض ایسے بھی ہیں جہاں بیعتوں کا آغاز ہوا اور گویا ایک بیج ڈالا گیا لیکن پھر رابطوں میں کمی یا دیگر مشکلات کی وجہ سے ترقی کی رفتار سست رہی یا بیعت کنندگان وہاں سے ہجرت کر گئے یا رابطہ بالکل ختم ہو گیا۔ لیکن پھر ایک لمبے انقطاع کے بعد خلافتِ خامسہ کے مبارک دَور میں اب وہاں مبلغین و معلمین کے ذریعہ باقاعدہ مشنز کا قیام عمل میں آچکا ہے اور دن بدن تبلیغی و تربیتی مساعی میں تیزی آرہی ہے اور جماعت مضبوط بنیادوں پر قائم ہو کر آگے بڑھ رہی ہے جس کی تفصیل خلافتِ خامسہ کے مبارک دَور کے ذکر میں اپنی جگہ پر آئے گی۔ انشاء اللہ۔

....

تیونس
(TUNISIA)

شمالی افریقہ کا سب سے چھوٹا ملک ہے جس کے مغرب میں الجیریا، جنوب مشرقی جانب لیبیا جبکہ جنوب اور مشرق کی جانب بحیرۂ روم واقع ہے۔ 165,000 مربع کلومیٹر کے رقبہ پر واقع اس ملک کی آبادی لگ بھگ 10.7 ملین نفوس پر مشتمل ہے۔ اس ملک کی آبادی کا 98 فیصد حصہ مسلمان جبکہ ایک فیصد عیسائی اور باقی ماندہ ایک فیصد یہودی یا دیگر مذاہب کے ماننے والے ہیں۔ مسلمانوں میں بھی زیادہ تر مالکی مکتبِ فکر سے تعلق رکھنے والے ہیں۔

1983ء میں تیونس کے دو نوجوان جو سیر و تفریح کے لیے ڈنمارک آئے ہوئے تھے۔ احمدیہ مشن ڈنمارک سے رابطہ کے بعد بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں شامل ہوئے۔ واپس تیونس جا کر دعوت الیٰ اللہ کا کام کرتے رہے۔ 1984ء میں وہاں سے ایک مزید بیعت بھی بھجوائی۔ (خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ بر موقع جلسہ سالانہ یُوکے 1985ء (دوسرا دن))

جن دو نوجوانوں نے ڈنمارک مشن کے ذریعہ بیعت کی تھی ان میں سے ایک مکرم عبادہ بربوش صاحب تھے جنہوں نے اپنی زندگی خدمتِ دین کے لئے وقف کی اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ارشاد پر انگلستان آ گئے۔ آپ کو انگلستان میں مختلف مرکزی شعبوں میں کام کرنے کے علاوہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ساتھ 'لقاء مع العرب' کے پروگرام میں شرکت اور ترجمانی کی سعادت حاصل ہوئی۔ اِس وقت آپ مجلہ 'التقویٰ' کے ایڈیٹر کے طور پر سلسلہ کی خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

(مکرم عبادہ بربوش صاحب کے تفصیلی حالاتِ زندگی کے لئے ملاحظہ ہو کتاب 'صلحاء العرب و ابدال الشام' جلد اول صفحہ 236 تا 251)

....

صومالیہ

(SOMALIA)

1983ء میں ایک پاکستانی انجینئر مکرم چوہدری عبدالغفور صاحب کے ذریعہ پانچ افراد نے صومالیہ میں بیعت کی۔اس طرح یہاں جماعت کی ابتدا ہوئی۔ بعدازاں کینیا سے مقامی معلم وہاں کے دورے کرتے رہے اور جماعت کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہا۔

....

کیمرون

(CAMEROON)

مارچ **1983**ء میں نائیجیریا جماعت کے وائس پریذیڈنٹ مکرم الحاج حمزہ سنیالو صاحب کیمرون دورہ پر تشریف لے گئے اور جماعت کی ابتدا ہوئی۔ پھر نائیجیریا سے مبلغین وہاں کے دورے کرتے رہے اور جماعت ترقی کرتی رہی۔

....

اسلامک ری پبلک آف موریطانیہ

(ISLAMIC REPUBLIC OF MOURITANIA)

مغربی افریقہ میں واقع اسلامک ری پبلک آف موریطانیہ کے مغرب میں بحراوقیانوس، شمال میں ویسٹرن صحارا، شمال مشرق میں الجیریا، مشرق اور جنوب مشرق میں مالی جبکہ جنوب مغرب میں سینیگال کے ممالک واقع ہیں۔اس کی سرکاری زبان عربی ہے۔ 1,030,700 مربع کلومیٹر رقبہ پر محیط اس ملک کی آبادی 3,359,185 نفوس پر مشتمل ہے۔یہاں پر قریباً 100% لوگ مسلمان ہیں جن میں اکثریت سُنّی مکتبِ فکر سے تعلق رکھنے والے ہیں۔

1983ء میں گیمبیا مشن نے لوکل مبلغ مکرم حامد مبائی (Mbaye) صاحب کو موریطانیہ بھجوایا جو

ایک ماہ تک وہاں رہے۔اس دوران کئی افراد نے بیعت کی۔اس طرح موریطانیہ میں جماعت کا قیام عمل میں آیا۔

1985ء کے دوران گیمبیا مشن کی مساعی سے موریطانیہ میں اکہتّر افراد نے احمدیت قبول کی۔

مارچ 1986ء میں مکرم داؤد احمد حنیف صاحب امیر و مبلغ انچارج گیمبیا مشن مکرم حامد مبائی صاحب کے ہمراہ دورہ پر موریطانیہ تشریف لے گئے۔

1987ء میں مزید بیعتیں ہوئیں۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہاں جماعت مسلسل ترقی پذیر ہے۔

....

ری پبلک آف انگولا

(REPUBLIC OF ANGOLA)

افریقہ کے جنوب میں واقع ریپبلک آف انگولا کے جنوبی جانب نمیبیا، شمال کی جانب ڈیموکریٹک ریپبلک آف کونگو، مشرق کی جانب زیمبیا جبکہ مغرب میں بحر اوقیانوس واقع ہیں۔اس ملک کی سرکاری زبان پرتگیزی ہے۔1,246,700 مربع کلومیٹر پر محیط اس ملک کی آبادی 18.5 ملین نفوس پر مشتمل ہے جس میں سے تقریباً 99 فیصد آبادی عیسائی مذہب سے تعلق رکھتی ہے جبکہ ایک فیصد مسلمان اور دیگر مذاہب سے تعلق رکھنے والے اس ملک میں آباد ہیں۔

مکرم مولانا صدیق احمد منور صاحب لکھتے ہیں: ”انگولا ایک کمیونسٹ ملک ہے جہاں مذہبی تبلیغ پر بہت پابندیاں ہیں جن میں اسلام کی تبلیغ پر بھی پابندی ہے۔جہاں تک خاکسار کی معلومات کا تعلق ہے انگولا میں احمدیت کا آغاز **1984**ء میں ہوا۔انگولا کے سب سے پہلے احمدی کا نام Tahir Ahmad Miguel Domingo ہے۔انہوں نے 1983 میں احمدیہ مشن سپین کے ذریعہ اسلام قبول کیا اور 1984ء میں باقاعدہ بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہوئے۔1986ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سے ملاقات کے لئے انگلستان تشریف لے گئے۔“ حضور انور رحمہ اللہ کے ارشاد کے مطابق انگولا کی نگرانی زائر مشن کے سپرد ہوئی۔زائر سے انگولا مشن میں جماعت کا لٹریچر

بھجوایا جاتا رہا۔ بعض انگولین لوگوں نے بھی زائر آ کر احمدیت قبول کی اور اس طرح اس ملک میں جماعت کا قیام عمل میں آیا۔

....

برونائی
(BRUNEI)

ریاست برونائی جنوب مشرقی ایشیا کے علاقہ میں جزیرہ بورنیو کے ساحلی علاقہ میں واقع ہے۔ دارالحکومت Bandar Seri Begawan، سرکاری زبان ملائی، رقبہ 5,765 مربع کلومیٹر ہے۔ آبادی کا دو تہائی حصہ مسلمان ہے۔ اس کے علاوہ %13 بدھسٹ، %10 عیسائی اور %07 آزاد خیال طبقہ ہے۔

اپریل **1985**ء میں انڈونیشیا سے مکرم حسن بصری صاحب اور مکرم محی الدین شاہ صاحب پر مشتمل مبلغین کے ایک وفد نے 'برونائی دارالسلام' کا تبلیغی دورہ کیا جہاں چند افرادِ جماعت موجود تھے۔ اس دورہ میں انفرادی سطح پر مختلف افراد سے تبلیغی رابطہ کیا گیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے جلسہ سالانہ یُوکے 1987ء کے موقع پر دوسرے روز بعد دوپہر کے خطاب میں بتایا کہ کینیڈا میں ایک نوجوان برونائی سے اعلیٰ تعلیم کے لئے گئے ہوئے تھے۔ انہوں نے کینیڈا میں احمدیت میں شمولیت کی اور بڑی تیزی سے اخلاص اور محبت میں ترقی کی۔ رخصتیں گزارنے کے لئے جب وہ برونائی جا رہے تھے تو انہوں نے خود اس خواہش کا اظہار کیا کہ رمضان کا مہینہ لندن میں وہ میرے قریب گزاریں اور عید کے بعد یہاں سے جائیں۔ چنانچہ بڑے شوق سے ہم نے ان کو دعوت دی اور اس رمضان میں پورے روزے بھی رکھے، اعتکاف بھی بیٹھے اور روزانہ میرے ساتھ سیر پہ جا کے اعتکاف سے پہلے وہ مسائل کی گفتگو بھی کرتے رہے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت تیار ہو کر یہاں سے وہ برونائی گئے ہیں۔۔۔اور مَیں امید رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ اُن کو وہاں کامیابی نصیب ہوئی ہوگی۔"

(ماخوذ از خطاب بر موقع جلسہ سالانہ یوکے **1985**ء و **1987**ء)

بعد ازاں برونائی جماعت ملائشیا جماعت کے سپرد ہوئی اور ملائشیا سے مبلغین اور داعیان الی اللہ نے برونائی کے احمدی احباب سے رابطہ رکھا۔

....

گنی بساؤ

(GUINEA BISSAU)

1971ء میں گنی بساؤ کے ایک نوجوان مکرم محمد باہ صاحب گیمبیا گئے۔ وہاں ان کو فرافینی شہر میں مکرم الحاجی ابراہیم جکنی صاحب مرحوم کے ذریعہ احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی۔

1974ء میں مکرم محمد باہ صاحب واپس گنی بساؤ آ گئے۔ کچھ عرصہ کے بعد ان کا رابطہ جماعت سے کٹ گیا۔ بعد ازاں ان کا رابطہ دوبارہ جماعت کے ساتھ 1993ء میں ہوا۔ یہ وہ سال ہے جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے عالمی بیعت کی تحریک کا آغاز فرمایا۔

20؍دسمبر **1983**ء کو گیمبیا میں ہی گنی بساؤ کے ایک دوست مکرم عیسیٰ فاتی صاحب نے بیعت کی سعادت حاصل کی۔ 1985ء، 1986ء اور 1987ء میں گیمبیا سے لوکل معلّمین و داعیان الی اللہ کے وفود گنی بساؤ تبلیغی غرض سے جاتے رہے۔ مارچ 1986ء میں گنی بساؤ سے دو افراد پر مشتمل ایک وفد گیمبیا کے جلسہ میں شامل ہوا جہاں انہیں بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں شمولیت کی توفیق ملی۔ 1987ء تک گنی بساؤ میں ہونے والی بیعتوں کی کل تعداد 25 تھی۔

گنی بساؤ میں قُموص (Qumus) شہر میں جس کا اب نیا نام فَرِیم (Farim) ہے سب سے پہلے جماعت کا قیام عمل میں آیا جو کہ اُوئی (Oio) ریجن میں واقع ہے۔

1988ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ گیمبیا تشریف لائے تو گنی بساؤ سے ایک وفد کو گیمبیا جانے اور حضور انور رحمہ اللہ سے ملاقات کا شرف بھی حاصل ہوا۔ مکرم داؤد احمد حنیف صاحب امیر و مشنری انچارج گیمبیا نے 1987ء اور پھر 1992ء میں گنی بساؤ کا دورہ کیا۔ آخر نومبر 1992ء میں آپ نے ایک وفد کے ساتھ گنی بساؤ کے صدر مملکت سے ملاقات کی۔ اس وفد کو ملک کے اندرونی حصوں کا دورہ کرنے اور دعوت الی اللہ کرنے کی بھی توفیق ملی اور کچھ مزید بیعتیں بھی عطا ہوئیں۔

اپریل 1993ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے عالمی بیعت کی تحریک کا اعلان

فرمایا تو گیمبیا سے گنی بساؤ میں دعوت الی اللہ کی کوششوں میں مزید تیزی آئی۔ اور ایک قلیل عرصہ کے اندر سینکڑوں بیعتیں ہوئیں اور نئی جماعتوں کا قیام عمل میں آیا اور یہاں 6/ نئے مقامات پر احمدیت کا پودا لگا۔ اس کے ساتھ ہی تعلیمی و تربیتی مساعی کا سلسلہ بھی شروع ہوا۔

1994ء میں گنی بساؤ کے باقاعدہ دس معلمین تیار کرنے کے بعد جماعتوں میں مقرر کر دیے گئے۔ اس دوران گیمبیا کے ایک مقامی مشنری مکرم اسماعیل تراولے صاحب (مرحوم) کو بھی گیمبیا سے گنی بساؤ ٹرانسفر کر دیا گیا اور وہ فَرِیم جماعت میں آ کر سیٹل ہو گئے اور کام شروع کر دیا۔ بعد ازاں 1996ء میں رمضان المبارک کے مہینہ میں ایک حادثہ کے نتیجہ میں ان کو شہادت کا رتبہ نصیب ہوا۔

1994ء میں گنی بساؤ میں مرکزی مبلغ کا باقاعدہ تقرر ہوا۔ جولائی 1995ء میں گنی بساؤ جماعت کی باقاعدہ رجسٹریشن ہوئی۔ دارالحکومت بساؤ میں جماعتی مشن کا آغاز کرایہ پر مکان لے کر کیا گیا۔ 2000ء تک چالیس لوکل معلمین اور دو مزید مرکزی مبلغین گنی بساؤ میں کام کر رہے تھے۔

جماعت احمدیہ گنی بساؤ نے لوگوں کو اسلام سکھانے اور قرآن کریم کی تعلیم دینے کے علاوہ ضرورت مندوں، محتاجوں اور بیواؤں کی امداد اور خدمت خلق کے کام بھی انجام دیئے۔ 1997ء میں تین دیہات گابو (Gabu) ریجن میں آگ لگنے سے جل گئے تھے۔ اسی طرح 2000ء میں بعض دیہات آگ لگنے کی وجہ سے جل گئے تھے۔ ان مواقع پر اور اس کے علاوہ بھی متعدد مواقع پر جماعت کو حکومت کی درخواست پر متاثرین اور ضرورت مندوں اور قیدیوں اور مریضوں کی خدمت اور علاج کی توفیق ملی۔ 1998ء میں گردن توڑ بخار کی وبا پھیلنے کے موقع پر جماعت کو متاثرہ علاقہ میں سو سے زائد دیہات میں ہومیو پیتھک دوائیں تقسیم کرنے کی توفیق عطا ہوئی۔

سال 2000ء تک جماعت کو گنی بساؤ میں چار مساجد تعمیر کرنے کی توفیق ملی جبکہ مزید چار مساجد زیر تعمیر تھیں۔

بنی نوع انسان کی خدمت کے لئے نصرت جہاں سکیم کے تحت وقف کر کے پہلے ڈاکٹر مکرم مبارک احمد صاحب آغا گنی بساؤ پہنچے اور ملک کے دوسرے بڑے شہر بافاٹا (Bafata) میں کلینک کا

آغاز کیا۔

2001ء میں مزید ڈاکٹرز گنی بساؤ پہنچے اور یوں خدمت خلق کے کام میں مزید وسعت پیدا ہوئی۔

گنی بساؤ میں 1995ء میں پہلے ایک روزہ جلسہ سالانہ کے ساتھ سالانہ جلسوں کا آغاز کیا گیا تھا۔ پھر 1997ء سے باقاعدہ تین روزہ جلسہ سالانہ کا آغاز کیا گیا۔ 1998ء اور 1999ء میں ملکی حالات خراب ہونے کی وجہ سے جلسہ سالانہ کا انعقاد نہیں ہوسکا۔

گنی بساؤ کی دو مقامی زبانوں Kiriole اور Balanta میں قرآن کریم کے مکمل ترجمہ کا کام کیا گیا۔ (Kiriole زبان میں ترجمہ قرآن کریم جولائی 2010ء میں شائع ہو چکا ہے)۔

گنی بساؤ میں تینتالیس فیصد Pagans ہیں جن کا تعلق کسی مذہب سے نہیں ہے۔ جماعت احمدیہ نے اِن میں بھی پیغام حق پہنچانا شروع کیا جس کے نتیجہ میں جنوری 2000ء میں خدا تعالیٰ کے فضل سے ساؤتھ ریجن میں کَبُو سانکی (Kabu Sanki) کے مقام پر پہلی بار بلانتا (Balanta) قبیلہ کے ستّر افراد کو ایک ساتھ اسلام میں داخل ہونے کی توفیق ملی۔ الحمدللہ

2000ء میں نیشنل ریڈیو پر ہفتہ وار نصف گھنٹے کے پروگرام شروع کئے گئے جن کے ذریعہ کثیر افراد تک اسلام کا پیغام پہنچنا شروع ہوا۔ یہ پروگرام مقامی زبان Kiriole میں پیش کئے جاتے تھے۔

....

ری پبلک آف روانڈا

(REPUBLIC OF RWANDA)

وسطی افریقہ میں واقع ’روانڈا‘ کے ہمسایہ ممالک میں یوگنڈا، تنزانیہ، برونڈی اور ڈیموکریٹک ری پبلک آف دی کونگو شامل ہیں۔ 26,338 مربع کلومیٹر پر پھیلے ہوئے اس ملک کی آبادی ایک کروڑ بیس لاکھ سے زائد ہے۔ سرکاری زبان Kinyarwanda، فرنچ اور انگریزی ہیں۔ عقیدہ کے لحاظ سے ان میں سے اکثریت کیتھولک عیسائی ہیں جبکہ 4% کے قریب مسلمان ہیں۔

روانڈا میں جماعت کے قیام سے متعلق تنزانیہ، زیمبیا اور زائر مشن کی طرف سے داعیان الی اللہ

کے ذریعہ کوششیں ایک عرصہ سے جاری تھیں۔ مختلف طبقات فکر کے افراد کو لٹریچر بھجوایا جاتا رہا۔ واقفین عارضی کے وفود بھی جاتے رہے۔ 16 رمئی 1984ء کو 22 افراد نے بیعت کی۔ 1985ء تک کم وبیش ڈیڑھ صد افراد پر مشتمل جماعت قائم ہو چکی تھی۔ 1987ء میں یوگنڈا سے بھی تبلیغی وفود بھجوائے گئے۔

....

ری پبلک آف برونڈی

(REPUBLIC OF BURUNDI)

یہ ملک مشرقی افریقہ میں واقع ہے۔ اس کے شمال میں روانڈا، مشرق اور جنوب میں تنزانیہ جبکہ مغرب میں ڈیموکریٹک ری پبلک آف کونگو موجود ہیں۔ اس کے دارالحکومت کا نام Bujumbura ہے۔ سرکاری زبان Kirundi اور فرنچ ہیں۔ یہ ملک 27,834 مربع کلومیٹر علاقے پر محیط ہے۔ آبادی کا 75% حصہ عیسائی ہے جن میں سے اکثریت رومن کیتھولک ہیں، 20% حصہ لوکل قبائلی مذہبی روایات کے علمبردار ہیں جبکہ بقیہ 5% مسلمان ہیں۔

تنزانیہ کے ہمسایہ ملک برونڈی میں سب سے پہلے ایک نوجوان حسن سلیمانی احمد بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ ان کے احمدیت کی طرف راغب ہونے کی وجہ قبولیت دعا کا ایک واقعہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے نشان کے طور پر دکھایا۔ یہ نوجوان ایک موذی مرض میں مبتلا تھے۔ سعودی عرب پڑھنے کے لئے گئے لیکن بیماری کی وجہ سے اڑھائی سال بعد واپس آ گئے۔ بہت علاج کروانے کے باوجود آرام نہ آیا۔ جماعت احمدیہ سے سخت نفرت اور عناد رکھتے تھے۔ جب مرض نے شدت اختیار کی تو ان کے دل میں خیال آیا کہ بانی سلسلہ احمدیہ مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اور مسیح ناصری تو بیماروں کو اچھا کرتے تھے۔ انہوں نے دعا کی کہ اے خدا! اگر بانی سلسلہ احمدیہ واقعی سچے دعویدار ہیں تو ان کی صداقت کے نشان کے طور پر مجھے اس موذی مرض سے شفا دے دے۔ جب وہ صبح اٹھے تو بیماری کا نام ونشان بھی نہیں تھا۔ انہوں نے فوراً اپنے احمدی

ہونے کا اعلان کر دیا۔لوگوں نے بہت مخالفت کی اور برا بھلا کہا کہ تم پاگل ہو گئے ہو۔ یہ شیطانی خیالات ہیں۔مگرانہوں نے کسی کی پرواہ کئے بغیر اعلان کیا کہ میرے لئے مسیح زمان کی صداقت کا اس سے بڑھ کراور کیامعجزہ ہوسکتا ہے۔

1985ء تک وہاں 47؍ بالغ افراد کی جماعت قائم ہو چکی تھی۔جماعت کی تعداد مسلسل بڑھتی رہی۔

....

ری پبلک آف موزمبیق

(REPUBLIC OF MOZAMBIQUE)

یہ ملک جنوب مشرقی افریقہ میں واقع ہے۔اس کے مشرق میں بحیرہ ہند،شمال میں تنزانیہ،شمال مغرب میں ملاوی اورزیمبیا،مغرب میں زمبابوے اورجنوب مغرب میں سوازی لینڈ اورجنوب افریقہ واقع ہیں۔اس ملک کا دارالحکومت ماپوٹو ہے۔سرکاری زبان پرتگیزی ہے۔801590 مربع کلومیٹر رقبہ پر مشتمل اس ملک کی آبادی 29537914 نفوس پر مشتمل ہے۔آبادی کا 56.1 فیصد عیسائی۔17.9 فیصد مسلمان 7.3 فیصد دیگر مذاہب 18.7 فیصد لامذہب ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے تنزانیہ مشن کے تحت آنریری مبلغ ’’رشیدی یاوَلی‘‘(Rashidi Yawali) کے ذریعہ 1975ء میں موزمبیق (Mozambique) میں کام کا آغاز ہوا جماعت احمدیہ کا نفوذ ہوا۔شیپمبے (Chipembe) میں 20—25 افراد نے احمدیت قبول کی۔لیکن بعد میں جماعت کی مخالفت اور معلم صاحب کے واپس آنے کی وجہ سے رابطے قائم نہ رہے۔ابتدائی احمدیوں میں رشیدی نادی (Rashidi Nadi) اورعباس مریجالا (Abbas Marijala) بھی تھے۔تفصیل بتاتے ہوئے مکرم رشیدی یاولی صاحب کہتے ہیں کہ

’’خاکسار 1975ء میں موزمبیق گیا اوراگلے سال 1976ء میں واپس آنا چاہتا تھا۔اس مقصد کے لئے میں اس گاڑی میں بیٹھا جو کہ ان لوگوں کو واپس کر رہی تھی جو کہ جنگ کی وجہ سے موزمبیق

گئے تھے۔گاڑی" پیمبا "(Pemba) (ریجنل دارالحکومت) سے گزرتے ہوئے "موئیڈا" (Mweda) سے تنزانیہ آرہی تھی کہ "موئیڈا" پہنچنے سے پہلے ہی خراب ہوگئی۔ڈرائیور نے کہا کہ گاڑی آگے جانے کے قابل نہیں ہے۔لہذا ہم پیدل چل کر "موئیڈا" پہنچے۔وہاں ہمیں قید کرلیا گیا۔کچھ دنوں بعد ہمیں حکم ہوا کہ موزمبیق کے جس جس علاقے سے جو آیا ہے واپس جائے گا۔تنزانیہ جانے کی اجازت نہیں۔لیکن انہوں نے کہا کہ کوئی گاڑی نہیں ہے پیدل واپس جائیں۔ہم مسلسل چار دن پیدل چلتے رہے۔اس سے ہم کمزور ہوگئے،راستے میں موسلادھار بارش کی وجہ سے بھی کافی تکلیف اٹھانی پڑی۔بہرحال شیپمبے (Chipembe) میں جو تبلیغ کا کام میں نے شروع کیا تھا اس کو جاری رکھا۔اور خدا تعالیٰ نے بہت تبلیغ کرنے کا موقع بھی دیا اور کئی افراد نے بیعت کی۔مخالفت بھی بہت ہوئی۔ہم نے جب مسجد بنائی تو سرکاری افسر کو کہہ کر ہماری مسجد کو تالا لگوادیا گیا۔ہم باہر نماز پڑھنا شروع ہوگئے۔پھر ہم نے دوسری جگہ مسجد بنائی اس کو بھی سرکار نے بند کروایا۔کچھ عرصہ بعد تیسری مسجد بنائی۔اسی طرح اس کو بھی بند کروادیا گیا۔لیکن ہم کھلی جگہ پر باجماعت نمازیں پڑھتے رہے۔

ایک مخالف احمدیت جو کہ جادوٹونا بھی کرتا تھا اس کو ایسی بیماری لگی کہ وہ کوئلے کھاتا تھا اور کہنے لگا کہ میں معلم رشیدی یاولی اور معلم رشیدی نادی کے جادو کی وجہ سے مرجاؤں گا۔معلم رشیدی یاولی نے اس کو جواب دیا کہ ہم نے کوئی جادوٹونا نہیں کیا بلکہ تم جو ہم احمدیوں پر حیلے کرتے ہو وہی تم پر لوٹ کر آئے ہیں۔اگر تم ٹھیک ہونا چاہتے ہو تو توبہ کرو اور احمدیت سے عداوت چھوڑ دو تو خدا تعالیٰ تمہیں ٹھیک کردے گا۔اس نے توبہ کی،خدا تعالیٰ نے اس پر رحم کیا اور وہ ٹھیک ہوگیا اور اس کے بعد کئی سال تک زندہ رہا۔اس کے بعد اس نے مخالفت نہیں کی۔

اس کے بعد پھر مخالفت کا زور بڑھا۔ایک دن مخاصمہ کی سی کیفیت پیدا ہوگئی۔پولیس آئی۔رشیدی یاولی،رشیدی نادی اور عباس مریجالا اور اہل السنہ میں سے بھی ایک آدمی کو گرفتار کیا۔رشید یاولی صاحب بتاتے ہیں کہ ہم ایک ماہ تک قید میں رہے۔اس عرصہ میں انہوں نے ہمیں نماز پڑھنے سے سختی سے

روک دیا تھا۔لیکن ہم کسی نہ کسی طرح عبادت کر لیتے تھےلیکن ان کو اس بات کا علم نہ ہونے دیتے۔ ایک ماہ بعد ہمیں آفس میں بلایا گیا اور پولیس آفیسر نے دونوں پارٹیوں سے ان کا اعتقاد پوچھا۔خاکسار نے ان کو احادیث نبویہ کی رُو سے بتایا کہ بدعات مثلاً مولود، ختمہ، اربعین، اس طرح کی تمام بدعات دین کا حصہ نہیں ہیں۔آفیسر نے اُن سے پوچھا تو انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔پولیس آفیسر نے کہا کہ تم لوگ ان احمدیوں کی پیروی کرو جو اپنی بات کی دلیل تو جانتے ہیں۔تم دونوں پارٹیاں اب سے ایک ہی مسجد میں نماز پڑھا کرو گے۔ہم نماز کے لئے جلدی پہنچتے اور ہمیشہ امامت کراتے۔ کچھ عرصہ کے بعد انہوں نے وہ مسجد چھوڑ دی۔لیکن کبھی کبھی وہ اس مسجد میں آجایا کرتے تھے۔پھر ہم نے حالات دیکھ کر اپنی مٹی کی کچی عمارت کی مسجد بنالی تھی۔ایک سال ایسا ہوا کہ جس طرف احمدیوں کی فصلیں تھیں اُس طرف بارشیں ہوئیں اور جس طرف غیر از جماعت کی فصلیں تھیں اُس سال ان کی فصلیں سوکھ گئیں۔اس طرح خدا تعالیٰ مومنین کے ازدیادِ ایمان کے لئے اپنی تائیدات کے نظارے بار بار دکھاتا رہا۔‘‘

....

طوالو

(TUVALU)

سو ممالک میں تبلیغی منصوبہ کے تحت جن نئے ممالک میں **1985-86**ء کے دوران احمدیت کا نفوذ ہوا ان میں سے ایک طوالو (Tuvalu) ہے۔

طوالو ساؤتھ ایسٹ پیسیفک کے جزائر میں سے ایک چھوٹا سا جزیرہ عملاً زمین کے کنارے پر Dateline کے پرلی طرف واقع ہے۔یہ برٹش کالونی ہے۔رقبہ 24 مربع کلومیٹر، دارالحکومت Funafuti ہے۔ان کی اپنی زبان Tuvaluan ہے۔انگریزی بولی اور سمجھی جاتی ہے۔عیسائیت یہاں 1861ء میں پہنچی۔80 فیصد لوگ Tuvaluan Church سے وابستہ ہیں جو لندن مشنری سوسائٹی کے ذریعہ جاری ہوا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اس جزیرہ میں تبلیغی مساعی کے آغاز کا پس منظر بیان کرتے

ہوئے فرمایا:

"اس جزیرے کے متعلق ایک بہت ہی دلچسپ بات یہ بتانے کے قابل ہے کہ ایک دن مجھے ایک ایسا خط موصول ہوا فجی سے، جس میں بتایا گیا کہ فلاں فلاں جزیرے ایسے ہیں جن میں کوئی بھی مسلمان نہیں ہے اور ان میں ہمیں ضرور اسلام کو پھیلانے کا منصوبہ بنانا چاہئے اور ان میں خصوصیت سے طوالو کا ذکر تھا۔ چنانچہ میری نظر طوالو پر پڑی اور مَیں نے سوچا کہ اس جزیرے میں لازماً اس سال انشاءاللہ تعالیٰ ہم کوشش کریں گے۔

دوسرے روز افتخار احمد ایاز صاحب، ایک ہمارے دوست ہیں جو United Nations میں کام کر رہے ہیں وہ میرے پاس تشریف لائے اور مجھے کہا کہ ایک ضروری مشورہ کرنا ہے۔ وہ مشورہ یہ ہے کہ مجھے پہلی نوکری سے جواب مل چکا ہے اور ایک نوکری ایک دُور دراز کے جزیرے میں پیش ہوئی ہے اس کا نام طوالو ہے۔ آپ بتائیں کہ مَیں اس نوکری کو قبول کروں یا نہ کروں۔ آپ اندازہ نہیں کر سکتے کہ میرے دل کی اس وقت کیا کیفیت تھی! یوں لگتا تھا کہ آسمان سے خدا نے اُس تمنّا کا جواب دیا ہے۔ مَیں اٹھ کر ان کے گلے لگ گیا۔ مَیں نے کہا نیکی اور پوچھ پوچھ۔ مَیں تو انتظار کر رہا تھا کہ کب خدا راستہ پیدا کرے۔ آپ جائیں اور آپ خدا کے فضل سے وہاں کے پہلے مبلغ ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ فضل فرمایا۔ ان کے کام میں ایسی برکت دی کہ وہاں بڑی تیزی کے ساتھ جماعت قائم ہوئی اور خالص عیسائی رومن کیتھولک عیسائیوں میں سے ایسے پیارے موحّد پیدا ہونے شروع ہوئے کہ ان کو دیکھ کر رشک آتا ہے۔"

(اقتباس از خطاب بر موقع جلسہ سالانہ یُوکے 1986ء)

طوالو میں تبلیغ اسلام واحمدیت کا آغاز مکرم افتخار احمد ایاز صاحب کے ذریعہ اپریل 1985ء میں ہوا۔ مرکزی مبلغین مختلف اوقات میں یہاں خدمات سرانجام دیتے رہے۔ 1991ء میں ایک خوبصورت مسجد اور مشن ہاؤس طوالو کے دارالحکومت شہر Funafuti میں تعمیر ہوئے۔ طوالوئن زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ اور بنیادی لٹریچر بھی شائع ہوا۔

....

ری پبلک آف کیری باس

(REPUBLIC OF KIRIBATI)

کیری باس(Kiribati) بھی پیسیفک جزائر میں سے ایک جزیرہ ملک ہے۔ اس کا رقبہ 264 مربع کلومیٹر ہے۔اور آبادی قریباً 60 ہزار نفوس پر مشتمل ہے۔ 1978ء میں آزاد ہوا اور اب ریپبلک ہے۔ دارالحکومت Tarawa اور سرکاری زبان انگریزی اور گلبرٹیز ہیں۔ یہاں پر زیادہ تعداد عیسائیوں کی ہے جبکہ بہائی فرقہ سے تعلق رکھنے والوں کی تعداد آبادی کا 2.2% ہے۔

اس جزیرہ میں دسمبر **1986**ء میں مکرم افتخار احمد ایاز صاحب کی تبلیغی کوششوں سے ایک خاتون مکرمہ Selvia صاحبہ نے بیعت کر کے جماعت میں شمولیت اختیار کی۔ بعد میں ان کی فیملی نے بھی بیعت کرلی۔اور یوں اس جزیرہ میں احمدیت کا نفوذ ہوا۔

....

ویسٹرن صاموآ

(WESTERN SAMOA)

ویسٹرن صاموآ رقبہ 284 کلومیٹر ہے۔زیادہ تر پہاڑی و آتش فشانی علاقہ ہے۔ پہلے نیوزی لینڈ کے ماتحت تھا۔ 1962ء میں آزاد ہوا۔ ویسٹرن صاموآ میں دو بڑے جزائر ہیں۔ ایک SAVAI'I اور دوسرا UPOLA اور سات دیگر چھوٹے جزائر ہیں۔ Congrigational Christian Church سب سے زیادہ بااثر ہے۔اس کے علاوہ کیتھولک چرچ .L.D.S اور .S.D.A وغیرہ بھی ہیں۔غیر عیسائی مذہبوں میں بہائی ہیں جن کی تعداد 200 کے قریب ہے۔ APIA ویسٹرن صاموآ کا دارالحکومت ہے۔

1984ء۔1986ء: مکرم مبارک احمد خان صاحب، اعزازی واقف زندگی، بطور ٹیچر Samoa میں تقریباً تین سال قیام پذیر رہے تھے اور ان کی کوششوں سے جنوری 1986ء میں ایک فیملی بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں شامل ہوئی۔ سب سے پہلے احمدی دوست کا نام Mr Taavo Vola تھا۔ جولائی 1986ء تک تقریباً دس بیعتیں ریکارڈ ہوئی تھیں۔

1987ء۔1988ء کے عرصہ میں مکرم مولانا عبدالعزیز وینس صاحب (امیر و مشنری انچارج فجی) کے دورہ جات کے نتیجہ میں یہاں دو درجن سے زائد بیعتیں ریکارڈ ہوئیں۔ محترم مولانا صاحب کے ذریعہ سے جو پہلے مقامی دوست 1987ء میں اسلام احمدیت میں داخل ہوئے وہ الیکی شوسٹر احمد (Aleki Schuster Ahmed) تھے۔ ان کے ذریعہ مستقبل میں مزید بیعتیں بھی ہوئیں۔ بدقسمتی سے بیعت کرنے کے تھوڑا عرصہ بعد ہی یہ غیر احمدی مسلمانوں کے ساتھ جا ملے۔

1992ء۔1994ء: اس عرصہ میں ایک احمدی ڈاکٹر مکرم نصیر الدین صاحب UNDP کے تحت Samoa میں کام کی غرض سے مقیم رہے۔ ان کے ذریعہ جو بیعتیں ماضی میں ہوئی تھیں ان کی تلاش اور رابطہ کی کوشش کی گئی۔ جنوری 1994ء میں Aleki Schuster نے دوبارہ اپنی بیوی بچوں کے ساتھ احمدیت میں شمولیت اختیار کی اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی خدمت میں اطلاع اور دعا کے لئے خط بھی لکھا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں مزید بیعتیں بھی ہوئیں اور محترم ڈاکٹر نصیر الدین صاحب نے Aleki صاحب کے ساتھ مل کر جماعت کو Samoa میں رجسٹر کروایا۔ ڈاکٹر صاحب کی یہاں موجودگی تک جمعہ اور نماز باجماعت کی ادائیگی کا اہتمام ہوتا رہا لیکن ان کے جانے کے بعد پھر ان لوگوں سے آہستہ آہستہ رابطہ منقطع ہو گیا۔

....

روڈرگز آئی لینڈ

(RODRIGUES ISLAND)

روڈرگز آئی لینڈ ری پبلک آف ماریشس کے جزائر میں سے ایک جزیرہ ہے اور یہ ماریشس کا ہی ایک حصہ ہے۔ ماریشس سے مشرق کی جانب 560 کلومیٹر دور آباد یہ جزیرہ بحیرہ ہند میں واقع ہے۔ یہ جزیرہ بھی Mascarene Islands کے سلسلہ کا ایک جزیرہ ہے۔ اس کا رقبہ 109 مربع کلومیٹر (42 مربع میل) اور آبادی قریباً 38,000 نفوس پر مشتمل ہے۔ اس کا دارالحکومت Port Mathurin جبکہ سرکاری زبان انگریزی ہے۔

جماعتِ احمدیہ ماریشس کی تبلیغی مساعی سے جولائی **1985**ء میں یہاں 15 ربیعتیں ہوئیں اور اس طرح سے اس جزیرہ میں احمدیت کا نفوذ اور جماعت کا قیام عمل میں آیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دورہ ماریشس کے دوران اس جزیرہ کا بھی دورہ کیا تھا اور یہاں کے گورنر نے حضور انور سے ملاقات کی تھی۔ دورہ کے دوران احباب جماعت اور فیملیز نے بھی حضور انور سے شرف ملاقات پایا۔

....

ری پبلک آف آئرلینڈ

(REPUBLIC OF IRELAND)

یہاں **1986**ء میں جماعت کا قیام عمل میں آیا۔

14 راگست 1988ء کو مکرم رشید احمد صاحب ارشد پہلے مرکزی مبلغ کی حیثیت سے آئرلینڈ تشریف لے گئے۔ اور جنوری 1989ء میں آئرلینڈ کے شہر گالوے میں اس ملک کا پہلا مشن ہاؤس ایک خوبصورت عمارت کی شکل میں خریدا گیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ جماعتِ احمدیہ کے قیام کے صد سالہ جشنِ تشکّر کی تقریبات کے سلسلہ میں آئرلینڈ تشریف لے گئے اور 31 ر مارچ 1989ء بروز جمعۃ المبارک اس مشن ہاؤس کا باقاعدہ افتتاح فرمایا۔ اس طرح جماعت احمدیہ کی دوسری صدی میں افتتاح ہونے والا یہ پہلا مشن ہاؤس تھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے دورۂ آئرلینڈ کی مقامی پریس میں بہت پذیرائی ہوئی۔

اپریل 2003ء یعنی دَورِ خلافتِ رابعہ کے اختتام تک اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس ملک کے 2 صوبوں میں یعنی Leinster اور Connacht میں دو جماعتیں قائم ہو چکی تھیں۔ اور اندازاً 80 ر احمدی یہاں موجود تھے۔ نیز جماعت کے صد سالہ جشنِ تشکر کے موقعہ پر آئرلینڈ کی جماعت نے

اپنی ملکی زبان Gaeilge میں 3/ کتب کا ترجمہ کیا جن میں منتخب آیاتِ قرآنیہ، منتخب احادیث نبویؐ اور منتخب تحریرات حضرت مسیح موعود علیہ السلام تیار ہو کر طبع ہو چکی تھیں۔

جماعت احمدیہ آئرلینڈ کو 2002ء میں اپنا پہلا جلسہ سالانہ منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ شاملین کی تعداد 120/ سے زائد تھی۔

....

برازیل

(BRAZIL)

برازیل جو جنوبی امریکہ کا بہت بڑا اور وسیع ملک ہے۔ اس کا رقبہ 8,511,965 مربع کلومیٹر ہے۔ یہاں کل 28/ صوبے ہیں۔ حکومت ری پبلک ہے۔ دار الحکومت برازیلیا اور سرکاری زبان پرتگیزی ہے۔ برازیل دنیا کا پانچواں بڑا ملک ہے۔ برازیل کا جنوب مشرقی حصہ سطح مرتفع ہے۔ اکثر حصہ میدانی ہے۔

جولائی **1985**ء میں مرکز سے براہِ راست مبلغ سلسلہ مکرم اقبال احمد صاحب نجم کو برازیل بھجوانے کے ساتھ تبلیغ کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ اس سے قبل مکرم سیّد محمود احمد صاحب مع فیملی برازیل میں مقیم تھے۔ مبلغ سلسلہ کی آمد کے بعد برازیل میں جماعت کی باقاعدہ رجسٹریشن ہوئی اور پرتگیزی زبان میں ابتدائی لٹریچر تیار کیا گیا۔

1986ء میں برازیل میں ایک پڑھی لکھی خاتون مکرمہ امینہ ایدل وائزر صاحبہ نے اپنے ایک کشف کی بنا پر بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں شمولیت کی سعادت پائی۔ ان کی بیعت کا ذکر کرتے ہوئے مبلغ سلسلہ مکرم اقبال احمد نجم صاحب لکھتے ہیں کہ:

”... آپ کے خاوند نیوی میں کرنل رہے تھے اور آپ ان کے ہمراہ امریکہ اور میکسیکو رہی تھیں اور انگریزی اور سپینش جانتی تھیں اور کبھی برازیل میں خواتین کے ایک رسالہ کی ایڈیٹر بھی رہی تھیں اور

ریوُ (Rio) میں Copa cabans کے ساحل کے علاقہ میں جو... علاقہ Flemengo کے قریب تھا... قیام فرما تھیں اور عمر کوئی 60،70 سال ہو گی... جب کھانے کی میز پر اکٹھے ہوئے تو انہوں نے مجھے ایسے دیکھا جیسے کہ پہچاننے کی کوشش کر رہی ہوں۔ مگر انہوں نے مجھے کہاں دیکھا؟ خیر تبلیغی باتیں ہوتی رہیں اور میں نے انہیں ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' (انگریزی) اور ''مسیح ہندوستان میں'' (انگریزی) دی جو وہ لے گئیں اور دو دن میں ہی انہیں پڑھ ڈالا۔ رات دن ایک کر کے پڑھا اور مجھے کہنے لگیں کہ میں بیعت کرتی ہوں۔ میں نے عرض کیا اتنی جلدی کیا ہے؟ دعا کر کے تسلی کر لیں اور کچھ اور لٹریچر پڑھ لیں۔ کہنے لگیں کہ نہیں آپ مزید دیر نہ کریں مَیں نے جو سمجھنا تھا سمجھ لیا ہے۔ میں نے کہا کیا آپ نے کوئی رؤیا وغیرہ دیکھی ہے جو اتنے وثوق سے کہہ رہی ہیں۔ کہنے لگیں ہاں! اور بتایا کہ یہ Floria Nopalis کی بات ہے۔ نومبر 1975ء میں میرے ساتھ ایک عجیب واقعہ پیش آیا تھا۔ اس وقت ایک کشف میں مَیں نے ایک فرشتہ دیکھا تھا جو تمہاری طرح کا تھا اور آج ان کتابوں کے مطالعہ سے مجھے وہ سکون و اطمینان اور روحانی وِجدان کی کیفیت حاصل ہو گئی ہے جو اُس وقت محسوس کی تھی۔ آپ اپنی ایک نوٹ بک لے کر آئیں جس میں آپ نے اپنے ہاتھ سے اپنا کشف لکھا ہوا تھا۔ وہ میں بیان کئے دیتا ہوں۔

آپ نے بتایا کہ اس زمانہ میں پادریوں کی حکومت تھی۔ کسی عورت کو چرچ میں بولنے کی اجازت نہیں ہوتی تھی اور مجھے سوالات سوجھتے رہتے تھے۔ میں نے ایک دن کچھ سوال کئے تو پادری نے مجھے چرچ سے نکال دیا۔ چنانچہ میں نے بہت بے عزتی محسوس کی اور گھر آ کر بہت روئی اور اللہ تعالیٰ یعنی آسمانی باپ سے دُعا کی اور فریادرسی چاہی تو مَیں نے یہ کشف دیکھا جو میں نے سبز روشنائی سے لکھ کر رکھا ہوا ہے۔

کشف ایدل وائزا لمیدا دیا زسسٹر امینہ

اس نے سبز لباس زیب تن کیا ہوا تھا۔ جیسے زیتون کا رنگ ہوتا ہے اس کے لباس میں بڑے بڑے بٹن تھے۔ اس کے سیاہ رنگ کے جوتے تھے۔ اس نے اپنی کمر ایک سنہری پیٹی سے کسی ہوئی تھی جس میں ایک سنہری نوک والی تلوار لٹک رہی تھی۔ اس کے سر پر ایک کپڑا دھرا تھا جس میں

سنہری کام ہوا تھا اور نیچے ایک کھلی سی شلوار زیب تن کی ہوئی تھی۔ وہ میرے کمرے میں ایک کھلے دروازے سے داخل ہوا۔ اس کی آواز بلند اور مضبوط تھی۔ اس کا رنگ سانولا تھا اور آنکھیں موٹی موٹی اور ناک بھی ایسی ہی تھی۔ اس نے اپنی تلوار پیٹی میں سے نکال کر فضا میں لہرائی اور میں خوف محسوس کرنے لگی۔

پھر میں نے سنا وہ کہہ رہا تھا ''میں تمہارا محافظ ہوں اور تمہارا دفاع کرنے آیا ہوں'' یہ سن کر میں بہت پُرسکون اور مطمئن ہوگئی۔ یہ چند گھڑیاں جو سکون و اطمینان کی گزریں میری تمام زندگی کو پُرمسرت اور خوش آئند بناتی ہوئی مجھ پر محیط ہو گئیں۔

وہ میرا محافظ کہاں کا ہے؟ یہ میں اُس سے دریافت کرتی مگر اس خیال سے کہ ایسا پوچھنا کہیں اُسے ناگوار نہ گزرے چُپ ہی رہی۔ وہ تو زندگی بخش تھا بلکہ لافانی! وہ انسان تھا یا ایک انسان کے لباس میں فرشتہ تھا! وہ چند گھڑیاں جو میں نے اس کے ہمراہ گزاریں تو میں نے ان میں محسوس کیا کہ وہ تو ایک محبتِ مجسّم تھا۔ کیا اعتماد تھا! کیا بھروسہ تھا! وہ جو بھی تھا خواہش میری یہی تھی کہ یہ حالت سکون و اطمینان جو مجھے حاصل ہوئی ہے ہمیشہ کے لیے جاودانی ہو جائے۔ Mistic لوگ مجھے رات دن پریشان کرتے اور مجھے مقدس تحریرات کے مطالعہ سے روکتے ہیں اور اس طرح سے اپنی کمزوریوں پر پردہ ڈالتے ہیں۔ مگر اب تو مجھے ان کے خلاف ایک محافظ مل گیا ہے۔ میں بہت خوش ہوئی اور ایک پُرمسرّت چیخ میرے وجود کے اندر سے یعنی میری روح میں سے بلند ہوئی اور مجھے یوں لگا جیسے ساری کائنات اس کو سن رہی ہے اور میرا ایک کمزور عورت کا محافظ ایک بہت عظیم شخص مقرر ہوا ہے۔ مجھے یوں لگا جیسے کہ میرا خدا مجھ میں سما گیا ہے اور مجھے مُردوں میں سے نکال کر زندوں میں شامل کر دیا گیا ہے۔

جو صرف میں نے ہی محسوس کیا اور جیسے اپنے شعور میں صرف میں نے ہی سمجھا۔

Floria Nopolis, November1975''

مکرم اقبال احمد نجم صاحب لکھتے ہیں کہ سسٹر امینہ نے اس کشف کے ساتھ یہ تحریر لکھ کر دی :

''میں ایدل وائز المیداد یاز امینہ۔ خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر اقرار کرتی ہوں کہ یہ میرا ایک سچا کشف

ہے جو احمدیت و اسلام کے قبول کرنے سے پورا ہوا ہے۔(ایدل وائز 3رمئی 1987ء)''

(ماخوذ از نقوشِ زندگی۔مصنفہ اقبال احمد نجم۔صفحات 123رتا125ر)

اللہ تعالیٰ نے سسٹر امینہ کی شکل میں جماعتِ احمدیہ برازیل کو ایک فرشتہ صفت واقفۂ زندگی سے نوازا جو دن رات انتھک کوشش کر کے جماعت کے تعارف اور عقائد پر مبنی پمفلٹس و کتب وغیرہ کا ترجمہ کرتی رہیں جو لندن سے چھپ کر تیار ہوتے گئے۔اور کچھ ہی عرصہ میں 15رسے زائد کتب اور پمفلٹ جن میں 'اسلامی اصول کی فلاسفی' اور 'مسیح ہندوستان میں' وغیرہ جیسی ضخیم اور معرکۃ الآراء کتب بھی شامل تھیں پرتگیزی زبان میں ترجمہ ہو کر طبع ہوئیں۔

کچھ ہی عرصہ بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے قرآن کریم کا پرتگیزی زبان میں ترجمہ کرنے کا ارشاد فرمایا تو سسٹر امینہ پھر کمر بستہ ہو گئیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص نصرت اور خلیفۂ وقت کی دعا اور توجہ کی بدولت آپ کے نصیب میں پرتگیزی زبان میں اپنے عظیم الشان کلام کے ترجمہ کی لازوال خدمت رکھ دی۔انہیں کو اللہ تعالیٰ نے بظاہر انتہائی ناسازگار حالات میں پرتگال میں جماعت احمدیہ کی رجسٹریشن کی توفیق بھی بخشی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے صد سالہ جشنِ تشکّر کے جلسہ کے موقع پر اپنے خطاب میں ان کا 'پہلی احمدی خاتون مبلغ' کے طور پر ذکر فرمایا۔

....

تھائی لینڈ

(THAILAND)

تھائی لینڈ کے مغرب میں برما، شمال مشرق میں لاؤس، مشرق میں کمبوڈیا اور جنوب میں ملائشیا کے ممالک ہیں۔دو لاکھ مربع میل کے رقبہ اور پچاس ملین کی آبادی پر مشتمل اس ملک کا سرکاری مذہب بدھ ازم ہے۔

تھائی لینڈ میں پہنچنے والے پہلے احمدی جن کا نام Mr. A. P. Bava تھا دراصل کیرالہ انڈیا کے رہائشی تھے۔انہوں نے میانمار (جو پہلے برما کے نام سے جانا جاتا تھا) کے شہر رنگون میں ایک احمدی مبلغ کے

ذریعہ بیعت کی تھی۔موصوف 1950ء کی دہائی میں تلاشِ معاش کے سلسلے میں تھائی لینڈ پہنچے جہاں ایک مقامی خاتون سے شادی کر کے باقاعدہ رہائش اختیار کرلی۔آپ کیرالہ اور میانمار کے ایک دوست کے ذریعے نظامِ جماعت سے رابطے میں رہے۔آپ نے 71 سال کی عمر میں تھائی لینڈ میں ہی وفات پائی۔

تھائی لینڈ میں اپنے قیام کے دوران آپ نے تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا اور کئی خاندان آپ کے ذریعہ آغوشِ احمدیت میں آگئے۔ان میں قابلِ ذکر Mr. Yusuf ہیں جو مکرم Bava صاحب کے برادرِ نسبتی ہیں۔اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی اخلاص و وفا میں ترقی عطا فرمائی اور انہوں نے نہ صرف لٹریچر کی اشاعت وغیرہ کے لیے خطیر رقم تحفۃً دی بلکہ اپنے بیٹے Mr. Jumma Khan کی زندگی وقف کر دی اور انہیں انڈونیشیا میں تحصیلِ علم کے لیے بھجوا دیا۔وہاں سے تکمیلِ تعلیم کے بعد واپس آ کر بطور مبلغ سلسلہ خدمات بجالا رہے ہیں۔

سوماٹک میں تبلیغی منصوبہ کے تحت یہ ملک انڈونیشیا کے سپرد تھا۔اپریل 1985ء میں عبدالباسط صاحب انڈونیشین مرکزی مبلغ تھائی لینڈ تشریف لے گئے اور وہاں باقاعدہ جماعت کا قیام عمل میں آیا۔مکرم رفیق چانن صاحب کو تھائی لینڈ جماعت کے پہلے نیشنل صدر ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔

2002ء میں تھائی لینڈ کے صوبہ Pathumthani میں ایک مکان کو مشن ہاؤس کے طور پر خرید کیا گیا۔

تھائی لینڈ جماعت کا پہلا جلسہ جنوبی تھائی لینڈ کے شہر Ban Bangnai کی مسجد میں 1996ء میں منعقد ہوا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعتِ احمدیہ کو قرآنِ مجید کا تھائی زبان میں ترجمہ کروا کر اسے چھپوانے کی سعادت مل چکی ہے۔اس کے ساتھ ساتھ منتخب آیات، منتخب احادیث، منتخب تحریرات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ مختلف موضوعات پر لٹریچر تیار کیا گیا ہے اور یہ سلسلہ مسلسل جاری ہے۔

اپریل 2003ء تک 2 مرکزی مبلغین اور ایک معلم تبلیغ اسلام اور اس ملک میں موجود احمدی مسلمانوں کی تعلیم و تربیت کا فریضہ سرانجام دے رہے تھے۔اس کے ساتھ ساتھ اس ملک میں

مشن ہاؤسز کی تعداد 2 تھی۔

....

زنجبار

(ZANZIBAR)

تنزانیہ کی سلطنت کے زیرنگیں زنجبار آئی لینڈ مشرقی افریقہ میں واقع ہے۔اور یہ ملک تنزانیہ کا ہی حصہ ہے۔چھوٹے چھوٹے جزیروں پر مشتمل ریاست زنجبار کے دو بڑے جزائر Unguja (جو عرفِ عام میں زنجبار کہلاتا ہے) اور Pemba ہیں۔

زنجبار میں تنزانیہ مشن کی تبلیغی مساعی کے نتیجہ میں **1985**ء میں چند بیعتیں ہوئیں اور اس طرح وہاں احمدیت کا نفوذ ہوا۔

زنجبار کے دوسرے بڑے جزیرہ Pemba میں **1986**ء میں احمدیت کا نفوذ ہوا اور ایک دوست مکرم علی صاحب بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہوئے۔ان کی تبلیغی مساعی سے 1987ء میں ایک پورا خاندان احمدیت میں داخل ہوا۔نو احمدیوں کی شدید مخالفت بھی ہوئی لیکن خدا کے فضل سے افراد جماعت نے استقامت دکھائی۔

....

بھوٹان

(BHUTAN)

ہندوستان کے صوبہ بنگال وسکّم کے ساتھ بھوٹان کا ملک ایک پہاڑی سلسلہ کے طور پر نظر آتا ہے۔اس کا دارالحکومت تھمپو (Thimpho) ہے۔اس ملک میں 76% بدھسٹ، 22% ہندو اور 2% عیسائی و مسلمان بسے ہوئے ہیں۔یہاں کی قومی زبان جونکھا ہے۔

1986ء میں قادیان سے پہلی بار مکرم سلطان احمد ظفر صاحب و مکرم عبدالمومن صاحب راشد نے

یہاں آ کر تبلیغی سروے کیا اور بھوٹان کے اندر جا کر فنٹشیلنگ شہر کا دورہ کیا۔ پہلے یہاں کرایہ کے ایک مکان سے تبلیغی سرگرمیوں کا آغاز ہوا اس کے بعد ایک قطعہ زمین خرید کر یہاں ایک مسجد و مشن ہاؤس تعمیر کئے گئے۔

....

نیپال

(NEPAL)

نیپال ملک ہندوستان کے شمال مشرق میں واقع ہے۔ چین اس کے جنوب میں ہے۔ اس کا کل رقبہ 56,872 مربع میل اور آبادی 2,75,00,000 ہے۔ اس کا دارالحکومت کھٹمنڈو ہے۔

1985ء کے شروع میں نیپال میں تبلیغی مساعی کا آغاز کیا گیا۔ قادیان سے وقفِ عارضی کے تحت مختلف وفود بھجوائے جاتے رہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے **1986**ء میں پرسونی بھاٹہ نیپال میں سب سے پہلے احمدیت کا پودا لگا۔ وہاں کے مکرم ڈاکٹر خلیل احمد صاحب و آں کے خاندان والے ابتدائی احمدیوں میں شمار ہوتے ہیں جنہوں نے غیر معمولی قربانیاں پیش کیں۔ 1994ء میں جماعت احمدیہ کے مشنر کو 'احمدیہ سنگھ نیپال' کے طور پر سرکار کے پاس رجسٹرڈ کرایا گیا جس سے جماعتی مساعی کو مزید فروغ و استحکام حاصل ہوا۔ جماعت احمدیہ نیپال کے نئے سینٹر کھلے اور افراد کی تعداد میں بھی اضافہ ہوا۔

نیپال میں کئی جماعتی سینٹروں میں ہومیو پیتھی علاج اپنوں اور غیروں کو مفت مہیا کیا۔

پرسونی کے علاوہ جماعت احمدیہ کا قیام مزید نواحی گاؤں جھواں، امپٹی، پھلوریا اور کھلوچڑی میں بھی ہو گیا۔ اس کے بعد نیپال کے بڑے شہر بیر گنج میں جماعت کا سینٹر قائم ہو گیا۔

ابتدا میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی مجالس سوال و جواب، مجالس عرفان اور خطباتِ جمعہ کی آڈیو وڈیو کیسٹس کے ذریعہ دعوت الی اللہ کی جاتی تھی۔ پھر ایم ٹی اے کے ذریعہ کو بھی استعمال کیا گیا۔ معاندین کی طرف سے بعض جگہوں پر شدید مخالفتیں بھی ہوئیں۔

خلافتِ رابعہ کے مبارک دَور میں قرآن مجید کا نیپالی ترجمہ ہوا جسے ڈاکٹر پریم کمار کھتری صاحب پروفیسر تربھون یونیورسٹی نے کیا۔ محترم مولانا عطاء الرحمٰن صاحب خالد نیپالی مبلغ سلسلہ نے اس کی نظر ثانی ایک کمیٹی کے ساتھ مل کر کی۔۔اسی طرح 'اسلامی اصول کی فلاسفی'، 'پیغام صلح' و 'ہماری تعلیم' کا نیپالی ترجمہ بھی کیا گیا۔ نیز منتخب آیات، منتخب احادیث و منتخب تحریرات سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے نیپالی تراجم بھی ہوئے۔ یہ مختلف لائبریریز اور دیگر اہم جگہوں پر رکھوائے گئے۔

محترم وکیل اعلیٰ صاحب تحریک جدید قادیان نے اُس وقت کے وزیر اعظم شری منموہن ادھیکاری جی سے نیشنل صدر جماعت احمدیہ نیپال مکرم ڈاکٹر خلیل احمد صاحب کے ہمراہ ملاقات کی اور انہیں قرآن مجید و دیگر کتب سلسلہ (نیپالی ترجمہ) تحفۃً پیش کیں۔ انہوں نے کہا کہ جماعت احمدیہ نیپال کے گاؤں میں عام آدمی کی فلاح و بہبود کے جو کام کر رہی ہے (ٹلکے لگا کر دے رہی ہے، ہومیو میڈیسن فراہم کرتی ہے اور دیگر امدادی اسکیمیں جاری کئے ہوئے ہے) اسے مزید علاقوں تک پھیلائیں۔

راجہ کی حکومت کے خاتمہ کے بعد نیپال میں کھلے عام تبلیغ کی اجازت ہوگئی۔ چنانچہ اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے حضور رحمہ اللہ کی منظوری سے جلسہ پیشوایان مذاہب منعقد کئے جانے لگے۔ ایسے جلسوں سے اسلام احمدیت کی حسین پُرامن تعلیم کی تشہیر لاکھوں افراد تک ہوگئی۔ اخبارات اور TV نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تصاویر اور حضور رحمہ اللہ کی تصاویر کے ساتھ خبریں دینی شروع کر دیں اس سے وسیع پیمانے پر ملک نیپال میں جماعت احمدیہ کا تعارف ہوگیا۔

کھٹمنڈو اور اٹہری میں عمارات بطور مراکز تبلیغ خرید کی گئیں۔ اسی طرح بعض جگہوں میں قبرستان کی زمین بھی خرید کی گئیں۔

....

یوگوسلاویہ

(YUGOSLAVIA)

یوگوسلاویہ کے معنے ہیں South Slavia۔ یہ کئی قومیتوں کے لوگوں پر مشتمل ہے۔ رقبہ 255,804 مربع کلومیٹر اور آبادی 22 ملین کے قریب ہے۔ 65 فیصد آبادی کی مادری زبان

سربو کریٹ ہے۔ ان کی اکثریت عیسائی ہے۔ دس فیصد کی مادری زبان Macedonian ہے۔ 8رفیصد کی مادری زبان Slovenion ہے۔ دس فیصد کی مادری زبان البانین ہے۔ ان کی اکثریت مسلمانوں پر مشتمل ہے۔

اکتوبر **1983**ء میں مکرم مشتاق احمد صاحب باجوہ کی تبلیغ سے ایک دوست Mr. Daut Dauti احمدی ہوئے جنہوں نے بعد میں انگلستان آ کر ابتدائی دینی تعلیم حاصل کی اور بعض سربو کریٹ زبان میں کئے گئے تراجم کے مسوّدات کو ٹائپ کیا۔ اور واپس جا کر تبلیغ کا کام جاری رکھا۔ 1986ء کے دوران وہاں 30رافراد پر مشتمل جماعت بن چکی تھی۔

محترم ڈاکٹر عیسیٰ رستمی (Dr. Isah Rrustemi) صاحب کوسووو کے ابتدائی احمدیوں میں سے ہیں اور 2010ء تا 2012ء جماعت احمدیہ کوسووو کے صدر بھی رہے ہیں۔ محترم ڈاکٹر عیسیٰ رستمی صاحب بیان کرتے ہیں کہ کوسووو میں اکثریت البانین قوم آباد ہے، لہٰذا وہاں پر زبان بھی البانین بولی جاتی ہے۔ یہ اُن دنوں کی بات ہے جب کوسووو (Kosovo) یوگوسلاویہ میں ہوتا تھا اور یوگوسلاویہ ایک کمیونسٹ سٹیٹ کہلاتا تھا۔ اور Bashkësia Islame اسلامی یونین وہ واحد ادارہ تھا جو مسلمانوں کی نمائندگی کیا کرتا تھا۔ یوگوسلاویہ کے چند مسلمانوں کا جماعت احمدیہ مسلمہ سے سب سے پہلا رابطہ 1974ء میں Zurich سوئٹزرلینڈ میں ہوا جب وہاں جماعت احمدیہ کی مسجد کا افتتاح ہو رہا تھا۔ بہت سارے البانین مزدور جو سوئٹزرلینڈ میں کام کیا کرتے تھے مسجد کا افتتاح دیکھنے کے لئے گئے۔ جماعت احمدیہ کے ساتھ یوگوسلاویہ کے البانین مسلمانوں کے رابطہ کی یہ ایک حسین ابتدا تھی۔ میرے گاؤں Kokaj (کوکائے) کے ایک شہری مسمی Demush Ismaili صاحب نے ایک قافلہ کے ساتھ ربوہ پاکستان کی زیارت کی اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا شرف بھی حاصل کیا۔ وہاں سے واپس آنے کے بعد مکرم موصوف نے میرے والد محترم Murat Rrustemi صاحب کو جماعت احمدیہ کے بارے میں Zurich کی مسجد اور پاکستان کے سفر کے حوالہ سے اپنے گہرے تاثرات بتائے تھے۔ مکرم Demush Ismaili صاحب وہ پہلے شخص تھے

جنہوں نے کوسووو میں غالباً 1982ء میں جماعت سوئٹزرلینڈ کے مبلغ محترم مشتاق باجوہ صاحب کا خیر مقدم کیا۔ محترم باجوہ صاحب کا یہ دورہ اس لئے بھی شہرت پا گیا کیونکہ ان کو یوگوسلاویہ پولیس نے پکڑ لیا تھا اور بوسنیا کے Sarajevo شہر میں ایک نامعلوم اسلامی جماعت سے تعلق رکھنے کے سبب تین دن تک قید کر لیا تھا۔

ڈاکٹر عیسیٰ رستمی صاحب کہتے ہیں کہ میں نے 1984ء میں سوئٹزرلینڈ کی مسجد کی زیارت کی اور ایک ہفتہ وہاں مہمان کے طور پر قیام کی بھی توفیق پائی۔

اس کے بعد غالباً 1985ء میں خاکسار کے گاؤں کوکائے میں مخلص ڈینش احمدی Haji Noh Svend Hansen صاحب دس دن کے وقف عارضی پر تشریف لائے۔ موصوف ہمارے ہی گھر پر ٹھہرے تھے۔ ہم نے ان کے ساتھ وہاں جمعہ کی نماز بھی پڑھی۔

جلسہ سالانہ یُوکے 1985ء میں خاکسار ایک مختصر وفد کے ساتھ شامل ہوا اور چند دن حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی بابرکت صحبت میں رہنے کا موقع ملا۔

جس سال حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے پاکستانی ڈکٹیٹر ضیاء الحق کو مباہلہ کا چیلنج دیا تھا، یعنی 1988ء میں اس سال بھی مَیں جلسہ پر گیا تھا، بلکہ جلسہ کے بعد حضور نے جس خطبہ جمعہ میں اس کی ہلاکت کی برملا پیشگوئی کی تھی تو اس وقت میں بھی مسجد میں موجود تھا۔ لیکن جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ میری ایمانی حالت ایسی نہیں تھی کہ حضور اقدس کے مقام کا صحیح اندازہ لگا سکتا۔ چنانچہ میں سوچنے لگا کہ کیا اس قسم کی پیشگوئی کوئی جلد بازی تو نہیں۔ لیکن اس کے معاً بعد جب میں لندن سے واپس یوگوسلاویہ آ گیا تو چند ہی دنوں بعد مَیں ایک بس میں سفر کر رہا تھا۔ اس وقت میں ملٹری میں شامل تھا۔ بس کا ریڈیو بج رہا تھا کہ اچانک اس میں خبریں آئیں اور میں نے بس میں بیٹھے یہ حیران کُن خبر سنی کہ جنرل ضیاء الحق اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ ہوائی جہاز کے گرنے سے جل کر راکھ ہو گیا۔ میرے لئے یہ ایک نہایت ہی ایمان افروز واقعہ تھا۔

سن 1986ء یا 1987ء میں مشہور اسلامی رسالہ نے جو کہ Sarajevo سے شائع ہوا کرتا تھا جس کا نام غالباً تقویم تھا، جماعت احمدیہ کے خلاف ایک کافی لمبا مضمون چھاپا۔ اس مضمون کے چھپنے

سے ہماری پریشانیاں کافی بڑھ گئی تھیں کیوں کہ یہ رسالہ اس زمانہ میں کوسووو میں کافی پڑھا جاتا تھا۔ اس کی ایک کاپی میں نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کو ملاقات کے دوران دی تھی۔ بلکہ اس کا جواب بھی تیار کر کے رسالہ مذکورہ کو ارسال کیا تھا جس کو انہوں نے کبھی نہیں چھاپا۔

سن 1987ء میں مَیں نے ایک بڑی وزنی type writing machine خریدی، تا کہ اس کو لندن محترم زکریا خان صاحب کو ارسال کروں جو کہ جماعتی کتب کا البانین زبان میں ترجمہ کیا کرتے تھے۔

اس زمانہ میں ہمیں باقاعدہ بیعت کرنے اور اس کی اہمیت کا کوئی علم نہیں تھا۔ میں اپنے آپ کو اپنے سوئٹزرلینڈ کے سب سے پہلے وزٹ پر ہی احمدی سمجھتا تھا۔ بعد میں میری شادی ہوگئی اور 1989ء میں میری اہلیہ Sevide Rrustemi صاحبہ نے جلسہ سالانہ لندن پر بیعت کرنے کا اظہار کیا تو مجھے بھی کہا گیا کہ میرا بیعت فارم بھی کہیں ریکارڈ میں نہیں ہے۔ لہٰذا میں نے بیعت فارم اُسی سال اپنی اہلیہ کے ساتھ پُر کیا۔ جبکہ دل سے اور عمل سے بھی مَیں اس سے کئی سال قبل احمدی ہو چکا تھا۔

میرے بھائی موسیٰ رستمی صاحب میرے ذریعہ احمدی ہوئے۔ جنہوں نے بعد میں اپنی زندگی خدمت دین کے لئے وقف کی اور انہیں ایک لمبا عرصہ جماعت احمدیہ کوسووو کا صدر رہنے کی توفیق بھی ملی اور انہوں نے بطور معلّم Kosovo میں خدمت کی توفیق پائی۔ میں اکثر جماعت کا لٹریچر گھر پر لاتا تو موسیٰ صاحب ان کو پڑھا کرتے۔ موسیٰ صاحب کی ایک حادثہ کے نتیجہ میں وفات ہوئی۔

....

ری پبلک آف دی کونگو یا کونگو برازاویل

(REPUBLIC OF THE CONGO)

وسطی افریقہ کے ملک دی ری پبلک آف دی کونگو کو کونگو برازاویلا بھی کہا جاتا ہے۔ برازاویل اس کا دارالحکومت ہے۔ اس کے ہمسایہ ممالک میں گیبون، کیمرون، ری پبلک آف سینٹرل افریقہ اور ڈیموکریٹک ری پبلک آف دی کونگو شامل ہیں۔ اس کی سرکاری زبان فرانسیسی ہے۔ 342,000 مربع کلومیٹر (132,047 مربع میل) کے علاقہ پر محیط اس ملک کی آبادی قریباً 4.3 ملین نفوس پر مشتمل ہے۔

زائر (کانگو کنشاسا) سے مارچ **1987**ء میں جماعت کا ایک وفد کانگو برازاویل بھجوایا گیا جس نے وہاں جا کر کام کا جائزہ لیا اور تبلیغ کی اور مختصر عرصہ میں خدا کے فضل سے تین دوستوں نے احمدیت قبول کر لی۔ اپریل میں پھر ایک دوسرا وفد کانگو بھجوایا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے پھر فضل فرمایا اور مزید تین بیعتیں ہوئیں۔ اس طرح 1987ء میں اس ملک میں 6 بیعتوں کے ذریعہ جماعت کا قیام عمل میں آیا۔

ابتدائی احمدیوں میں دو احمدی نوجوانوں مکرم فرید کیمما اور مسٹر عبدالرحمن کا نام قابل ذکر ہے۔ بعد ازاں جماعت احمدیہ زائر کے لوکل معلم مکرم Issa Malouyida کی خاص کوششوں سے وہاں جماعت کی تعداد میں اضافہ ہونا شروع ہوا۔ آپ کو کئی بار رِی پبلک آف کونگو کے دارالحکومت Brazaville جا کر احمدیت کی تبلیغ کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ جون 1988ء سے وہاں مکان کرایہ پر لے کر باقاعدہ مشن کا آغاز کر دیا گیا۔ ابتدا میں یہاں احمدیوں کی تعداد 30 کے لگ بھگ تھی۔ ان احمدیوں میں بعض زائر اور کچھ انگولا کے باشندے بھی شامل تھے۔

بعد ازاں ملکی حالات کی خرابی کی وجہ سے اس ملک میں مشن کو عارضی طور پر بند کرنا پڑا۔

2001ء میں کونگو کنشاسا سے ایک وفد کئی مرتبہ کونگو برازاویل تبلیغ کی غرض سے گیا۔

....

پاپوانیوگنی

(PAPUA NEW GUINEA)

پاپوانیوگنی ایک بہت بڑے جزیرے [نیوگنی] کے تقریباً نصف حصے اور اس کے ساتھ چھوٹے چھوٹے سینکڑوں جزائر پر مشتمل ہے۔ یہ ملک 1975ء میں آزاد ہوا۔ یہ بھی بحرالکاہل کا ایک اہم جزیرہ ہے۔ اس کے مغرب میں انڈونیشیا، جنوب میں آسٹریلیا اور مشرق میں میلانیسیا کا علاقہ ہے۔ جو جزائر کی صورت میں چھوٹے چھوٹے ممالک پر پھیلا پڑا ہے۔ طوالو اور کیری باس بھی انہی جزائر میں سے ہیں جن میں خدا کے فضل سے 1986ء میں ہماری جماعتیں قائم ہوئیں۔

اس ملک کا رقبہ 1,78,260 مربع میل ہے۔ دارالحکومت PORT MORESBY اور

آبادی تینتیس لاکھ چھیانوے ہزار ہے۔ زبانیں انگریزی، پجن، موتو اور مورے ہیں۔ اکثر لوگوں کا مذہب عیسائیت ہے۔ اس کے علاوہ مختلف قبائل بھی ہیں اور کچھ مسلمان بھی ملتے ہیں۔

اس ملک میں احمدیت کے قیام کا آغاز ایک داعی الی اللہ محمد اکرم احمدی صاحب کی کوششوں سے ہوا۔ آپ 1987ء کے آغاز میں اپنی ملازمت کے سلسلہ میں لندن سے پاپوا نیو گنی تشریف لے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی تبلیغی کوششوں کو پھل لگایا اور دو نوجوان بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہوئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے جلسہ سالانہ یُوکے 1987ء کے موقع پر اپنے خطاب میں اس ملک میں احمدیت کے نفوذ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"گزشتہ سال یہاں انگلستان میں ایک مخلص تبلیغ کا شوق رکھنے والے نوجوان محمد اکرم احمدی صاحب نے مجھ سے ذکر کیا کہ ان کو ایک ملازمت کی پیشکش پاپوا نیو گنی سے آئی ہے اور وہ وہاں جانے کا رجحان نہیں رکھتے کیونکہ بہت دُور ہے۔ اور ایک لمبے عرصہ تک خاندان کی جدائی برداشت کرنی ہوگی۔ تو مجھے چونکہ دلچسپی تھی وہاں جماعت قائم کرنے میں اور مَیں جانتا تھا کہ اُن کو بھی تبلیغ کا بے حد شوق ہے۔ تو جب مَیں نے یہ ذکر کیا تو انہوں نے بڑی خوشی سے وہاں جانے پر رضامندی ظاہر کر دی اور اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے انہی کی تبلیغ سے وہاں مقامی عیسائی احمدی ہو چکے ہیں۔"

1990ء میں پاپوا نیو گنی میں جماعت کی باقاعدہ رجسٹریشن بھی ہو گئی اور تبلیغی و تربیتی مساعی میں مزید سہولت پیدا ہو گئی۔

....

فِن لینڈ

(FINLAND)

اس ملک کا دو تہائی حصہ جنگلوں اور جھیلوں پر مشتمل ہے۔ اس کے مشرق میں روس، مغرب میں

سویڈن، شمال میں ناروے اور جنوب میں Baltic Sea ہے۔ اس ملک کا رقبہ 1,30,557 مربع میل ہے۔ آبادی انچاس لاکھ دس ہزار، زبان فنش اور کچھ لوگ سویڈش بھی بولتے ہیں۔ مذہب 92 فیصدی عیسائیت ہے اور لتھیرین چرچ سے تعلق رکھنے والے لوگ ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے جلسہ سالانہ یوکے **1987**ء کے موقع پر اپنے خطاب میں اس ملک میں احمدیت کے نفوذ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

''جولائی 1987ء میں ناروے کے مبلغ انچارج مکرم کمال یوسف صاحب اپنے ساتھ احمدی مخلص داعیین الی اللہ کی ایک ٹیم لے کر گئے۔ دو دورے انہوں نے وہاں کئے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے پہلے دورے میں آٹھ اور دوسرے دورے میں سات دوستوں نے بیعت کر کے شمولیت اختیار کی۔ ان میں دو عرب، دو سینیگال سے تعلق رکھنے والے اور چار فن لینڈ کے مقامی باشندے فنش تھے جو پہلے دورے میں احمدی ہوئے۔ دوسرے دورہ میں سات بیعتیں ہوئیں جن میں سے تین دوست فن لینڈ سے تعلق رکھنے والے تھے۔ گویا خدا کے فضل سے سات فنش مقامی دوست اسلام میں داخل ہوئے۔''

اپریل 2003ء یعنی دَورِ خلافتِ رابعہ کے اختتام تک اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس ملک میں دو صوبوں میں احمدی آباد تھے (ابھی تعداد کی کمی کی وجہ سے جماعتوں کا قیام نہیں ہوا تھا اور ایک مرکزی جماعت تھی) اور اندازاً دس احمدی یہاں موجود تھے نیز قرآن کریم کی آیات کا مقامی فنش زبان میں ترجمہ ہو کر شائع اور تقسیم کیا جا چکا تھا۔

....

آئس لینڈ

(ICELAND)

آئس لینڈ (Iceland) نارتھ اٹلانٹک میں واقع ہے۔ اس کے مشرق میں ناروے، مغرب میں گرین لینڈ اور جنوب مشرق میں برطانیہ ہیں۔ اس کا رقبہ 39,768 مربع میل ہے۔ آبادی دو لاکھ سینتالیس ہزار ہے۔ زبان آئس لینڈک ہے اور مذہب عیسائیت۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے جلسہ سالانہ یُوکے **1987**ء کے موقع پر اپنے خطاب میں اس ملک میں احمدیت کے نفوذ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

''ڈنمارک مشن کی طرف سے 86-1985ء کے دوران آئس لینڈ کی 15 لائبریریوں کو تبلیغی لٹریچر بھجوانے کا ذکر ملتا ہے۔ 87-1986ء کے دوران آئس لینڈ کے ایک نوجوان Loftur Reimar صاحب جو ایڈنبرا یونیورسٹی میں P.hd. کر رہے تھے انہوں نے ازخود مرکز لندن سے رابطہ قائم کیا اور کہا میرے بعض دوست احمدی ہیں اور میرے دل میں اس مذہب کی بہت محبت پیدا ہو چکی ہے اس لئے میری بیعت قبول کی جائے۔ چنانچہ وہاں کے مبلغ کو لکھا گیا اور انہوں نے بڑی خوشی کے ساتھ بیعت کی۔

جرمنی کی جماعت کے سپرد یہ ملک کیا گیا جس کے نتیجہ میں وہاں بیعتیں بھی ہوئیں۔ آئس لینڈ سے وفد بھی جلسہ پر آتے رہے۔''

(اقتباس از خطاب 1987 فائل نمبر 18 صفحہ 21)

....

پرتگال

(PORTUGAL)

پرتگال مغربی یورپ کا ملک ہے۔ اس کے شمال اور مشرق میں سپین جنوب اور مغرب میں نارتھ اٹلانٹک Ocean ہیں۔ رقبہ 35,553 مربع میل، آبادی ایک کروڑ ایک لاکھ، دارالحکومت Lisbon اور زبان پرتگیز ہے۔ مذہب عیسائیت جو 96 فیصد رومن کیتھولک ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے جلسہ سالانہ یُوکے **1987**ء پر اپنے خطاب میں پرتگال میں مشن کے قیام کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

''یہاں گزشتہ چند سال سے مَیں کوشش کر رہا تھا کہ سپین کی معرفت یا کسی اور ذریعہ سے جماعت

رجسٹر ہو جائے اور وہاں باقاعدہ مشن کا آغاز کریں مگر باوجود کوشش کے ہم اس میں ناکام رہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس خواہش کو اس طرح پورا فرما دیا کہ ہماری ایک احمدی خاتون جو برازیل میں اسلام میں داخل ہوئیں سسٹر امینہ، وہ جب اسلام میں داخل ہوئیں کیونکہ ان کی زبان پرتگیز ہے اور وہ پرانی پرتگال کی ہی باشندہ تھیں اس لئے مجھے خیال آیا کہ ان کے سپرد یہ کام کیا جائے کیونکہ وہ بہت جوش رکھتی تھیں خدمت دین کا اور جب سے وہ مسلمان ہوئی ہیں وہ کئی پمفلٹس اور کتابوں کے ترجمے کر چکی ہیں اور قرآن کریم کے ترجمہ کی دہرائی میں بھی انہوں نے بہت محنت سے کام لیا ہے۔۔۔۔ وہ اس جلسے پر تشریف لائی ہوئی ہیں۔ چنانچہ یہ ان کو توفیق ملی کہ پرتگال میں پہلی مرتبہ جماعت احمدیہ کو رجسٹر کروانے میں کامیاب ہوگئیں۔"

جون 1987ء میں سسٹر امینہ نے مرکز کی ہدایت پر پرتگال کا دورہ کیا اور جون 1987ء میں ہی پرتگال میں جماعت کی رجسٹریشن ہوگئی۔ جماعت کی تاریخ میں یہ پہلا مشن ہے جو ایک نو احمدی خاتون کی کوشش کے نتیجہ میں رجسٹرڈ ہوا ہے۔

1988ء میں سپین سے مکرم کرم الٰہی ظفر صاحب مبلغ سلسلہ پرتگال تشریف لے گئے اور ان کے ذریعہ وہاں چند افراد بیعت کر کے جماعت میں داخل ہوئے۔ اس طرح یہاں باقاعدہ مشن کا آغاز ہوا۔ اور ایک فلیٹ بطور مشن ہاؤس خریدا گیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے جماعت احمدیہ کی صد سالہ جوبلی کے سال (1989ء) میں پرتگال کا دورہ بھی فرمایا۔ یہ دورہ خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت کامیاب رہا۔ اس کی کسی قدر تفصیلات کا ذکر حضور رحمہ اللہ کے سفروں کے عنوان کے تحت بیان ہوگا۔

....

ناؤرو

(NAURU)

ناؤرو [NAURU] ساؤتھ پیسیفک کا جزیرہ ہے جو طوالو سے اوپر تقریباً شمال میں واقع ہے۔ یہ جزیرہ دنیا کی سب سے چھوٹی ری پبلک ہے۔ اس کا رقبہ صرف آٹھ مربع میل ہے یعنی دو میل ایک

طرف اور چار میل ایک طرف۔ آسٹریلیا کے ماتحت تھا، 1968ء میں آزاد ہوا۔ آبادی آٹھ ہزار ایک سو ہے، زبان انگریزی اور NAURUAN ہے۔ مذہب عیسائیت ہے جن میں سے 66 فیصد پراٹسٹنٹ ہیں۔

جون **1987**ء میں مکرم افتخار احمد ایاز صاحب آنریری مبلغ طوالو نے ایک مقامی داعی الی اللہ کو تبلیغ کے لئے Nauru بھجوایا۔ چنانچہ ان کی تبلیغ کے نتیجہ میں ایک دوست بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہوئے۔ بعد میں مزید بیعتیں بھی ہوئیں۔ اس طرح یہاں جماعت کے قیام کا آغاز ہوا۔

....

ٹونگا

(KINGDOM OF TONGA)

یہ ملک south pacific کے جزائر میں سے ایک جزیرہ کی شکل میں ہے اور فجی کے مشرق میں واقع ہے۔ 1970ء میں آزاد ہوا۔ یہ ملک پہلے برطانیہ کے ماتحت تھا۔

1985ء میں فجی سے تین مخلص احمدی بطور واقفین عارضی ٹونگا گئے۔ ان کی تبلیغی مساعی سے دو افراد بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ اور یوں اس ملک میں پہلی بار احمدیت کا نفوذ ہوا۔ اپریل **1988**ء میں فجی سے مبلغ سلسلہ نے ٹونگا کا دورہ کیا۔ اس دوران مزید بیعتیں ہوئیں۔ اور یہاں باقاعدہ جماعت کا قیام عمل میں آیا۔

Peili Lutui صاحب کو اسلام احمدیت قبول کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ نیز فجی آ کر اسلام کے بارہ میں مزید معلومات حاصل کیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ؒ نے 1989ء میں جب فجی کا دورہ کیا تو Peili Lutui صاحب کا باقاعدہ انٹرویو لیا اور ازراہِ شفقت اُن کا اسلامی نام محمد الفاتح رکھا اور انہیں ٹونگا میں لوکل معلم کے طور پر منتخب کیا۔

اپریل 2003ء یعنی دورِ خلافتِ رابعہ کے اختتام تک اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس ملک کے سب سے بڑے جزیرے Tongatapu میں جماعت قائم ہو چکی تھی۔ اسی جزیرہ پر ٹونگا کا دارالحکومت شہر

Nuku'Alofa بھی واقع ہے۔ گو مذہبی انتہا پسندی کی وجہ سے یہاں عیسائیت کے علاوہ کسی بھی دوسرے مذہب کو رجسٹرڈ کرنے کی اجازت نہ ہے یہی وجہ ہے کہ ٹونگا میں عوام اور حکومتی لیول پر جماعت احمدیہ کا تعارف ہونے کے باوجود ابھی تک جماعت کی رجسٹریشن نہیں ہو سکی۔

ٹونگا کی زبان میں منتخب قرآنی آیات، منتخب احادیث، منتخب تحریرات سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام شائع ہو چکے ہیں۔ نیز ٹونگا میں چونکہ لوکل زبان کے علاوہ انگریزی زبان ہی سرکاری دفاتر میں اور عام طور پر استعمال ہوتی ہے اس لئے ان کی ضرورت کے مطابق فجی سے انگریزی لٹریچر انہیں حسبِ ضرورت مہیا ہو جاتا ہے۔ تبلیغ کے لیے وہاں ٹی وی اور ریڈیو اسٹیشن کو بھی گاہے بگاہے زیرِ استعمال لایا جاتا ہے۔

....

جنوبی کوریا
(SOUTH KOREA)

یہ ملک جاپان سے اوپر شمال مغرب کی طرف واقع ہے۔ اس کے شمال میں North Korea مغرب میں Yellow Sea اور جنوب مشرق میں Sea of Japan ہیں۔ دارالحکومت Seoul ہے۔

جنوری 1982ء میں مکرم عطاء المجیب راشد صاحب مبلغ انچارج جاپان نے کوریا کا پہلا دورہ کیا۔ اس کے بعد مختلف وقتوں میں، مختلف وفود نے 9 مرتبہ کوریا کا دورہ کیا۔ انہوں نے وہاں کثرت سے لٹریچر تقسیم کیا اور مختلف لوگوں سے روابط بڑھائے۔

فروری 1988ء میں مکرم مقبول احمد شاد صاحب جاپان سے کوریا وقفِ عارضی پر تشریف لے گئے۔ مارچ **1988**ء میں ایک مقامی کورین نوجوان Mr. Kim Ye Tae بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ اس طرح یہاں پہلی بار احمدیت کا پودا لگا۔

....

مالدیپ
(MALDIVES)

1987ء میں ہندوستان سے مولوی محمد ایّوب صاحب مالاباری نے مالدیپ کا دورہ کیا۔ اس دورہ کے دوران ان کا تعارف مالدیپ کے ایک نوجوان عبدالودود صاحب سے ہوا۔ عبدالودود صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی خدمت میں دعا کے لئے خط لکھا۔ حضور کی طرف سے تفصیلی جواب ملنے پر اکتوبر 1987ء میں یہ نوجوان بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہوئے۔ اس طرح اس ملک میں احمدیت کا پودا لگا۔

....

گیبون
(GABON)

یہ برّ اعظم افریقہ کا ایک ملک ہے۔ اس کے مشرق اور جنوب میں کانگو برازاویل، شمال میں کیمرون اور مغرب میں Atlantic Occean ہے۔ اکتوبر 1987ء میں یہاں ایک دوست M. Ibrahim Boulondo بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہوئے۔ پھر ان کے ذریعہ ایک دوسرے دوست M. Alinou Mouckoumbi صاحب نے بیعت کی۔ اس طرح اس ملک میں احمدیت کا پودا لگا۔ بینن سے مبلغین اس ملک کے مسلسل دورے کرتے رہے۔

....

سولومن آئی لینڈز
(SOLOMON ISLANDS)

طوالو مشن کے ذریعہ یہاں 1988ء میں احمدیت کا نفوذ ہوا۔ اپریل 2003ء یعنی دورِ خلافتِ رابعہ کے اختتام تک اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس ملک میں دو جماعتیں قائم ہو چکی تھیں۔ اور

سو کے قریب احمدی یہاں موجود تھے۔

ایک معلم تبلیغ اسلام اور اس ملک میں موجود احمدی مسلمانوں کی تعلیم و تربیت کا فریضہ سرانجام دے رہے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس ملک میں مشن ہاؤسز کی تعداد ایک تھی۔ جماعتی مشن کی عمارت کے ایک حصّہ کو مسجد کی شکل دے کر تیار کیا گیا ہے۔

جماعت کی باقاعدہ رجسٹریشن کا کام اوائل 2003ء میں شروع ہوا اور مئی 2003ء میں جماعت باقاعدہ رجسٹرڈ ہوگئی۔

....

مارشل آئی لینڈز

(MARSHAL ISLANDS)

مارشل آئی لینڈز جزائر Pacific کے شمال مشرق میں واقع 24 جزائر پر مشتمل ایک خودمختار ملک ہے۔ اس ملک میں خدا تعالیٰ کے فضل سے مبلغِ سلسلہ احمد جبریل سعید صاحب آف گھانا کو **1990**ء میں احمدیت کا پودا نصب کرنے کی توفیق عطا ہوئی۔

اپریل 2003ء یعنی دورِ خلافتِ رابعہ کے اختتام تک اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس ملک میں باقاعدہ جماعت قائم ہو چکی تھی اور اندازاً دس سے پندرہ احمدی یہاں موجود تھے۔

امریکہ سے جماعتی عہدیداران یہاں کے دورے کرتے رہے اور جماعت کو منظّم کرنے کا کام کیا۔

....

مائکرونیشیا

(MICRONESIA)

یہ بھی بحرالکاہل کا ہی جزیرہ ہے اور اس کا رقبہ 701 مربع کلومیٹر ہے۔ مذہب عیسائیت

اور عیسائیت میں سے خصوصیت سے رومن کیتھولزم ہے، زبان انگریزی ہے۔

طوالو کے مبلغ مکرم احمد جبرئیل سعید صاحب ایک تبلیغی منصوبہ کے تحت 1990ء میں اس ملک میں تشریف لے گئے۔ پہلے ہی دورہ میں اللہ تعالیٰ نے انہیں کامیابی سے نوازا اور 6 رسعید روحیں بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہوئیں۔ بعد میں مزید بیعتیں بھی ہوئیں۔ اور اس طرح یہاں احمدیت کا پودا لگا۔

....

توکیلاؤ

(TOKELAU)

یہ جزیرہ ملک تین چھوٹے چھوٹے جزائر پر مشتمل ہے اور PACIFIC کے مغرب میں واقع ہے۔

طوالو سے **1990**ء میں مکرم افتخار احمد صاحب ایاز اپنے ایک کام کے سلسہ میں اس ملک میں تشریف لے گئے۔ ان کے وہاں قیام کے دوران اللہ تعالیٰ کے فضل سے تین خاندانوں کو بیعت کر کے احمدیت میں شامل ہونے کی توفیق ملی۔ اس طرح اس جزیرہ میں جماعت کا نفوذ ہوا۔

....

میکسیکو

(MEXICO)

ریاست ہائے متحدہ امریکہ اور وسطی امریکہ کے درمیان واقعہ یہ ملک قریباً آٹھ کروڑ کی آبادی پر مشتمل ہے اور مذہب تقریباً کلّیۃً عیسائیت ہے۔ یہاں کی زبان Spanish ہے۔ اس کے علاوہ مقامی Indian Languages بھی ہیں۔

Houston کے دو نوجوانوں مکرم مرزا ظفر احمد صاحب، حسن پرویز صاحب اور ان کی اہلیہ (جو سپینش بولتی ہیں) پر مشتمل وفد نے مختلف اوقات میں Mexico کے 6 دورے کئے۔ جنوری **1990**ء میں

Mexico کے ایک باپ بیٹے کو جو گزشتہ دو سال سے احمدیت کے لٹریچر کا مطالعہ کر رہے تھے بیعت کر کے احمدیت یعنی حقیقی اسلام میں شمولیت کی توفیق ملی ۔ باپ کا نام YASIN BURHAN RAMIRE ہے ۔ یہ مسلمان تھے ۔ انہوں نے احمدیت قبول کرنے کے بعد اپنے ایک خط میں لکھا کہ یہ احمدیت کا لٹریچر ملنے پر اسے اپنی تقریروں میں بیان کرنے لگے ۔ آہستہ آہستہ ان کی مخالفت ہونے لگی ۔ ایک روز ان کی ایک جگہ پر تقریر تھی جو انہوں نے احمدی لٹریچر کی مدد سے کرنی تھی ۔ لیکن مخالفین نے ان کی تمام کتب چھین لیں اور انہیں تقریر بھی نہ کرنے دی ۔ اس بات سے ان کا ایمان اور مضبوط ہوا اور وہ ثابت قدم رہے اور آخر بیعت کر کے احمدیت میں شامل ہو گئے ۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے 1991ء میں یہاں کا دورہ بھی فرمایا ۔ اس دورہ کے دوران 28/افراد نے حضورِ انور کے دستِ مبارک پر بیعت کرنے کی سعادت بھی حاصل کی ۔

....

نیوکیلیڈونیا

(NEW CALEDONIA)

سات چھوٹے بڑے جزائر پر مشتمل یہ جزیرہ ملک West Pacific میں واقع ہے اور آسٹریلیا سے مشرق میں 700/میل کے فاصلہ پر ہے ۔ اس ملک پر فرانسیسیوں کی حکومت ہے ۔ اس کا رقبہ 7,358/مربع میل اور آبادی ایک لاکھ 60/ہزار ہے ۔ New Caledonia کے اصل باشندے Melenesian ہیں ان کی کل آبادی 75/ہزار کے قریب ہے ۔ علاوہ ازیں دوسری اقوام کے لوگ بھی آباد ہیں جن میں 6/ہزار کے قریب انڈونیشین ہیں ۔

اس ملک میں احمدیت کا پودا اکتوبر 1990ء میں لگا ۔

طوالو سے مکرم افتخار احمد صاحب ایاز ایک کانفرنس میں شرکت کے لئے نیوکیلیڈونیا تشریف لے گئے ۔ وہاں انہیں ترجمانی کے لئے ایک انگلش ٹیچر مہیّا کیا گیا ۔ انہوں نے اسے بھی تبلیغ کی اور اس کے

ذریعہ دوسروں تک بھی پیغام حق پہنچایا۔ اور اپنے قیام کے دوران تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی کوششوں کو قبول فرمایا۔ ان کی وہاں سے روانگی سے قبل ہی ترجمان ٹیچر مع فیملی بیعت کر کے احمدیت میں شامل ہو گئے اور وہاں کے پہلے احمدی ہونے کا اعزاز پایا۔ بعد میں مزید دو خاندانوں نے بھی بیعت کی سعادت پائی۔ آسٹریلیا سے مبلغین باقاعدہ یہاں کا دورہ کرتے ہیں اور اپنے رابطے اور تعلقات بڑھا رہے ہیں۔

....

منگولیا

(MANGOLIA)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے جلسہ سالانہ 1991ء کے موقع پر اپنے خطاب میں منگولیا میں احمدیت کے نفوذ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"منگولیا میں بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدیت کی داغ بیل ڈالی جا چکی ہے۔ منگولیا کا قصہ یہ ہے کہ کچھ عرصہ پہلے وہاں کے ایک مسلمان علاقہ کے نمائندہ ممبر پارلیمنٹ انگلستان تشریف لائے۔ یہاں ملاقاتوں کے دوران کسی ایسے شخص نے جو احمدیت سے واقف تھا ان کو کہا کہ اگر تمہیں اسلام میں دلچسپی ہے تو جماعت احمدیہ سے رابطہ پیدا کرو کیونکہ اصل سچا اسلام تو انہی کے پاس ہے۔ چنانچہ وہ کہنے والا اگرچہ احمدی نہیں تھا لیکن اس کی راہنمائی کر گیا۔ وہ مجھے ملنے کے لئے تشریف لائے، ان سے بہت سی ملاقاتیں ہوئیں لیکن ان کا کچھ رجحان عرب دنیا کی طرف تھا، ایران کی طرف تھا، انڈونیشیا کی طرف تھا اور ہوسکتا ہے چونکہ سیاسی انسان تھے اس لئے وہ سمجھتے تھے کہ اس چھوٹی سی غریب جماعت سے کیا رابطہ کرنا ہے۔ بڑے بڑے اسلامی ممالک سے رابطہ ہونا چاہئے۔ مگر بہر حال یہ ان کا احسان ہے کہ اپنے وعدے کے مطابق واپس اس ملک میں جا کر انہوں نے مجھے دعوت نامہ بھجوایا کہ اپنے نمائندے کو آپ کو بھجوا دیں۔ ان کی طرف سے دعوت کے بغیر نمائندہ وہاں جا نہیں سکتا تھا۔"

چنانچہ ان کی دعوت پر فوراً ویزہ مل گیا اور ہمارے خاور صاحب جو روسی زبان کے ماہر کے طور پر تیار

ہوئے ہیں۔ان کو میں نے بھجوایا۔۔۔وہاں کے مسلمان لیڈروں سے انہوں نے رابطہ پیدا کیا۔اوران کو جب احمدیت کا پیغام دیا اور خصوصیت سے ایک چھوٹا سا رسالہ ان کو پڑھایا جو میں اہل روس کے نام لکھ چکا تھا(وہ جو طبع ہو چکا تھا۔) اس کا نام ہے کہ Message with love to the nations of U.S.S.R. روسی زبان میں اس کا ترجمہ ہو چکا ہے۔اس میں خوب کھول کر فرق بتادیا گیا ہے۔ہم کہاں ہیں، ہمیں دوسرے مسلمان کس صورت میں دیکھتے ہیں، بنیادی فرق کیا ہیں اور کوئی بات چھپا کے نہیں رکھی گئی۔وہ پڑھنے کے بعد ان کے بعض لیڈروں نے وہیں احمدیت میں شامل ہونے کا اعلان کردیا''

اس کے بعد ان کے دو مرد اور ایک خاتون پر مشتمل وفد لندن بھی آیا اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ سے نشستیں ہوئیں جن میں جماعت کا تفصیلی تعارف انہیں کروایا گیا۔

حضور رحمہ اللہ نے مزید فرمایا :

''اللہ تعالیٰ کے فضل سے منگولیا میں بھی بہت عمدگی کے ساتھ جماعت احمدیہ کا تعارف ہو چکا ہے اور قدم جم چکے ہیں۔''

اس ملک کے شمال مشرق میں رشیا اور جنوب مغرب میں چین کا ملک ہے۔گویا اس کے چاروں طرف دو بڑی طاقتیں ہیں۔

اس ملک میں مسلمانوں کی تعداد ایک لاکھ چالیس ہزار ہے جس میں سے تقریباً ایک لاکھ ملک کے انتہائی مغربی علاقہ میں آباد ہیں۔

یہاں لندن سے ماہ مئی 1991ء میں کلیم خاور صاحب کو منگولیا کے دورہ پر بھجوایا گیا۔ جہاں انہوں نے مسلمان لیڈروں سے ملاقاتیں کیں۔اور خصوصاً ملک کے انتہائی مغربی حصّہ میں جہاں تقریباً ایک لاکھ مسلمان آباد ہیں وہاں کے حکومتی پارٹی کے سرکردہ احباب سے رابطے کئے اور احمدیت کا پیغام ان تک پہنچایا۔

اس موقع پر اللہ تعالیٰ کے فضل سے 6 بیعتیں ہوئیں۔دو مختلف مقامات پر جا کر ایک ہزار سے

زائد لوگوں سے خطاب کیا اور احمدیت کا پیغام ان تک پہنچایا۔سبھی احباب نے جماعت کے پروگراموں میں شمولیت کی خواہش کا اظہار کیا۔

بعد میں وہاں سے 3/افراد پر مشتمل ایک وفد لندن آیا۔ یہاں آنے سے قبل اس وفد نے پاکستان میں اپنے قیام کے دوران ربوہ، راولپنڈی، اسلام آباد اور لاہور کی جماعتوں کا دورہ کیا۔ یہاں انہوں نے ایک ہفتہ قیام کیا۔

تین ممبران پر مشتمل اس وفد میں ایک حکومتی پارٹی کے اپنے صوبہ میں جنرل سیکرٹری تھے۔ دوسرے ایک مسلمان تنظیم کے سربراہ تھے اور تیسرا ممبر عورتوں کی ایک لیڈر تھیں۔

انچارج صاحب مرکزی رشین ڈیسک یوکے اور صدر صاحب جماعت ماسکو (رشیا) نے منگولیا کا دورہ کیا اور وہاں مختلف رابطے کئے اور مزید پروگراموں کا جائزہ لیا۔

....

گوام
(GUAM)

گوام (Guam) پیسیفک ریجن کے شمال مغرب میں MARIANAS جزائر گروپ کا سب سے بڑا جزیرہ ہے۔ اور امریکہ کی ایک خودمختار ریاست ہے۔ سرکاری زبان انگریزی ہے۔ گوام کے باشندوں کو CHAMOROS کہتے ہیں۔ یہ لوگ انڈونیشین نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔ لوگوں کی اکثریت رومن کیتھولک ہے۔

فروری **1992**ء میں مکرم افتخار احمد ایاز صاحب اس جزیرہ کے دورہ پر تشریف لے گئے۔ وہاں پہنچنے کے بعد ٹیلیفون ڈائریکٹری کے ذریعہ ایک ایسے دوست سے رابطہ ہوا جو کیتھولک مذہب سے نالاں تھے اور عرصہ سے یہ خواہش رکھتے تھے کہ انہیں کوئی اسلام کی تعلیم سے آگاہ کرے۔ چنانچہ ان کو اللہ تعالیٰ نے اسلام قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ پھر ان کے ذریعہ چند دوسرے لوگوں سے بھی

رابطہ ہوا اور ان میں سے بھی لوگ بیعت کر کے احمدیت میں شامل ہوئے۔

....

چوک آئی لینڈ

(CHUUK ISLAND)

یہ Federated States of Micronesia کی ایک خودمختار ریاست ہے۔ یہاں کے باشندے مختلف قبائل میں بٹے ہوئے ہیں۔ جس کی وجہ سے مختلف زبانیں بولی جاتی ہیں لیکن سرکاری زبان انگریزی ہے۔

مائکرونیشیا کی 80 رفیصد آبادی Chuuk اور ایک دوسری ریاست Ponape میں آباد ہے۔ اور خدا کے فضل سے ان دونوں ریاستوں میں احمدیت کا پودا لگ چکا ہے۔

سال 1992ء میں یہاں مکرم افتخار احمد صاحب ایاز تبلیغی دورہ پر تشریف لے گئے اور ان کا وہاں ایک افسر تعلیم سے رابطہ ہوا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں احمدیت قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

....

لیتھوانیا

(LITHUANIA)

لیتھوانیا (Lithuania) بالٹک اسٹیٹس میں سے ایک ہے۔ اس کے حدود اربعہ میں پولینڈ، بیلاروس، لاٹویا اور کلینن گراڈ شامل ہیں۔ یہاں **1992**ء میں جماعت کا قیام عمل میں آیا۔ ALYTUS شہر میں جماعت کی رجسٹریشن ہوئی۔

مکرم اخلاق احمد انجم صاحب لیتھوانیا کے پہلے مبلغ کے طور پر خدمات بجالاتے رہے۔ مرکز لندن سے ایڈیشنل وکیل التبشیر مکرم مبارک احمد ساقی صاحب اور مرکزی نمائندگان نے بھی لیتھوانیا کے دورے کئے۔ 1993ء کے اوائل میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ؒ کی اجازت سے مکرم فہیم احمد بھٹی صاحب آف یوکے اپنی زندگی وقف کر کے مع فیملی لیتھوانیا گئے۔

26 فروری 1993ء کو مکرم حافظ سعید الرحمان صاحب لیتھوانیا کے دوسرے مبلغ کی حیثیت سے

وہاں پہنچے اور مکرم اخلاق احمد انجم صاحب سے مشن کا چارج لیا۔
لیتھوانیا میں ابتدائی احمدی ہونے والے احباب تاتاری النسل تھے۔

....

بیلا روس

(BELARUS)

بیلا روس مشرقی یورپ کا ایک خوبصورت ملک ہے۔ اس کے شمال مشرق میں رشین فیڈریشن (روس)، جنوب میں یوکرائن، اس کے مغرب میں پولینڈ اور شمال مغرب میں لتھوانیا اور لاٹویا کی ریاستیں ہیں۔

بیلا روس کا دارالحکومت منسک (Minsk) ہے۔ سوویت یونین کے خاتمہ کے بعد بیلا روس نے 25/اگست 1991ء کو آزادی کا اعلان کر دیا اور یوں ایک آزاد ریاست کے طور پر دنیا کے نقشہ پر نمودار ہوا۔

مکرم اخلاق احمد انجم صاحب مبلغ سلسلہ لتھوانیا اور مکرم حامد کریم محمود صاحب مبلغ سلسلہ پولینڈ نے 1992ء میں ری پبلک آف بیلا روس کا دورہ کیا۔ **1993**ء میں یُو کے سے مکرم ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب اور ان کی اہلیہ مکرمہ سلمیٰ خان صاحبہ وقفِ عارضی کی غرض سے بیلا روس گئے۔ اس دوران تین بیلا رشین افراد بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔

1993ء میں جلسہ سالانہ لندن کے بعد مرکز سے مکرم اللہ بخش صادق صاحب اور مکرم حامد کریم محمود صاحب مبلغ سلسلہ پولینڈ نے بیلا روس کا دورہ کیا۔ 21/مارچ 1994ء کو مکرم حافظ سعید الرحمٰن صاحب مبلغ سلسلہ بیلا روس کے پہلے مبلغ کی حیثیت سے بیلا روس آئے۔

7/دسمبر 1994ء کو پاکستان سے بیلا روس کی یونیورسٹیوں میں تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے 49 احمدی طلباء کی آمد کے ساتھ مارچ 1995ء میں بیلا روس میں باقاعدہ جماعت کا قیام اور تنظیم عمل میں آئی۔ 1995ء میں مزید 20/طلباء پاکستان سے بیلا روس آئے۔

6/نومبر 1995ء کومکرم خواجہ مظفر احمد صاحب مبلغ سلسلہ بیلاروس پہنچے۔ تقریباً 5/ماہ کے بعد آپ کی قازخستان کے مبلغ کے طور پر تقرری ہوئی۔

مکرم شاہد محمود کاہلوں صاحب مبلغ سلسلہ 31/اکتوبر 1996ء کو گرودنا، بیلاروس پہنچے۔ ان کی تقرری Minsk کے سینٹر میں کی گئی۔ ان کے زیرِ تبلیغ دوست مکرم رافائیل کشکل دین صاحب (اورشا) کو 30/اپریل 1997ء کو بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں شامل ہونے کی توفیق ملی۔

....

ہنگری

(HUNGARY)

ہنگری میں مشن کا آغاز درحقیقت 1936ء میں ہوا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے اس زمانہ کی رپورٹوں سے پتہ چلتا ہے کہ بڑی تیزی سے ہنگری میں ایک طبقہ نے احمدیت کے پیغام کو یعنی حقیقی اسلام کو قبول کیا لیکن اس کے بعد جنگ کے حالات نے تبلیغ احمدیت کو اور احمدیت کے نفوذ کو وہاں ناممکن بنا دیا۔ چونکہ بہت جلد وہاں ایک اشتراکی انقلاب برپا ہوا جس کے نتیجہ میں تمام مذاہب پر نشوونما میں اور تبلیغ میں پابندیاں لگا دی گئیں یہاں تک کہ بہت سے قبرستانوں کے کتبے بھی اکھاڑ پھینکے گئے اور جو احمدی تھے وہ دنیا میں اِدھر اُدھر بکھر گئے۔ کبھی کبھار ان کے ساتھ جنوبی امریکہ سے خطوں کے ذریعہ رابطہ ہوا کرتا تھا۔ رفتہ رفتہ وہ رابطہ بھی مٹ گیا۔ چنانچہ ہنگری کو 1988ء میں ان ممالک کی فہرست سے نکال دیا گیا تھا جہاں باقاعدہ جماعت احمدیہ کا نفوذ ہو چکا تھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے جلسہ سالانہ یُوکے 1993ء کے موقع پر اپنے خطاب میں فرمایا:

''اب اس نئے دور میں خدا تعالیٰ کے فضل سے دوبارہ وہاں رابطے مکمل ہوئے اور سب سے پہلا پھل جو اس دَور کا ہے وہ میخلوس زلئی (MIKLOS ZELEI) ہیں جو خود انگلستان تشریف لائے تھے ہمارے ایک بہت ہی مخلص رشین احمدی دوست راویل صاحب چونکہ علمی طبقوں میں بہت شہرت رکھتے ہیں۔ اس لئے ان سے بھی اسی لحاظ سے ان کے تعلقات تھے۔ وہ ان کو بار بار مسجد لانے لگے اور

چند ملاقاتوں ہی میں مَیں نے دیکھا کہ ان کے دل کی کیفیت بدل رہی ہے اور خدا کے فضل سے یہاں سے بیعت کر کے گئے۔ واپس جا کر انہوں نے پھر وہاں مزید تبلیغ کی بنیادیں استوار کیں"۔

مئی 1993ء اور جون 1993ء میں وہاں مزید بیعتیں ہوئیں۔ Miklos Zelei صاحب جلسہ سالانہ یُوکے 1993ء میں عالمی بیعت میں ہنگری کی نمائندگی میں شامل ہوئے۔

....

کولمبیا

(COLUMBIA)

کولمبیا لاطینی امریکہ کا ملک ہے۔ 1992ء میں یہاں نیا مشن کھولا گیا تھا۔ اپریل **1993ء** سے باقاعدہ بیعتوں کا آغاز ہوا اور ایک مقامی جماعت قائم ہوئی۔

....

ازبکستان

(UZBEKISTAN)

دیوار برلن کا انہدام، سوشلزم کی ناکامی، سوویت یونین کا بکھرنا اور رشیا میں جماعت احمدیہ کا نفوذ عہد خلافتِ رابعہ کے واقعات ہیں۔ سوویت یونین کی کوکھ سے جنم لینے والے ممالک میں سے ایک ملک ازبکستان ہے۔ جسے "ماوراءالنہر" کے" حارث ومنصور" مہدیٔ موعود کے آباء کا وطن ہونے کا شرف حاصل ہے۔ قرون اولیٰ و وسطی میں اسلام کی شان و شوکت اور عظمت کی علامت سمرقند، بخارا، خیوہ، قرشی، تاشقند، فرغانہ، اندیجان اور ترمذ جیسے عظیم شہر ازبکستان کے ماتھے کا جھومر ہیں۔

ازبکستان کی آزادی کے ساتھ ہی حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحریک پر لبیک کہتے ہوئے واقفین عارضی، طلباء، ماہرین اقتصادیات اور کاروباری حضرات نے اس ملک کا رخ کیا جن میں مکرم نعیم اللہ خان صاحب مرحوم، مکرم چوہدری مقصود الرحمن صاحب، مکرم سید توقیر مجتبیٰ صاحب،

مکرم مشہود احمد طور صاحب، مکرم سید نادر سیدین صاحب مرحوم، مکرم ڈاکٹر محمود الحسن صاحب نوری، مکرم ڈاکٹر امتیاز احمد صاحب، مکرم ڈاکٹر افتخار احمد صاحب شہید، مکرم چوہدری محمود احمد صاحب، مکرم منور سعید صاحب شامل ہیں۔ ماہر اقتصادیات مکرم ڈاکٹر عبدالکریم صاحب نے ایک سال کی وقف عارضی پر سٹیٹ یونیورسٹی میں بطور پروفیسر خدمات سرانجام دیں۔ مکرم سعادت احمد پراچہ صاحب مرحوم کو ایک ہوائی سفر کے دوران مکرم امان اللہ خان صاحب نائب وزیر خارجہ ازبکستان کو پیغام پہنچانے کی توفیق ملی جن کے ساتھ مکرم سید حسن طاہر بخاری صاحب مبلغ سلسلہ کا مسلسل رابطہ رہا اور انہیں جلسہ سالانہ یُوکے میں شرکت کے ساتھ خلیفہ وقت کی ملاقات اور بیعت کی سعادت نصیب ہوئی۔ مکرم ڈاکٹر فیصل راجہ صاحب نے اپنی تعلیم ازبکستان سے مکمل کی۔ ان کی رشین نژاد احمدی بیوی کا تعلق بھی ازبکستان سے ہے۔

1997ء۔1993ء مکرم خالد ملک صاحب نے اقوام متحدہ کے ازبکستان میں نمائندہ کے طور پر خدمات سرانجام دیں۔ مقتدر حلقوں میں وہ احمدی مسلمان کے طور پر جانے جاتے تھے۔ اپنے اعلیٰ اخلاق اور انتھک محنت کی بدولت انہوں نے صدر مملکت سمیت حکومتی حلقوں اور عوام میں بہت نیک نامی حاصل کی۔ بعض بہت اہم مواقع پر انہیں بھی نمایاں خدمت کی توفیق ملی۔

مکرم کلیم خاور صاحب مرحوم وہ خوش قسمت فرد ہیں جنہیں سب سے پہلے بطور مرکزی نمائندہ ازبکستان کا دورہ کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اس دورہ کے نتیجہ میں بخارا سے اعلیٰ عہدیداران کا ایک وفد جلسہ سالانہ یُوکے میں بھی شریک ہوا۔ مکرم مولانا منیر الدین صاحب شمس کو بھی بطور مرکزی نمائندہ 1992ء میں ازبکستان کا دورہ کرنے کی سعادت ملی۔ اس دورہ کے دوران انہوں نے مختلف سرکاری افسران سے رابطوں کو از سر نو زندہ کیا۔

اس دور میں ازبکستان کے پہلے باقاعدہ مبلغ ہونے کا شرف مکرم مرزا نصیر احمد صاحب کو حاصل ہے۔ آپ اس خدمت کے لئے 1992ء میں ازبکستان پہنچے اور مارچ 1993ء تک خدمات بجا لاتے رہے۔ اپنے مختصر قیام کے دوران آپ کو اس ملک میں دوبارہ جماعت کا پودا لگانے کی توفیق ملی۔

مکرم اسحاق جمالوو صاحب وہ خوش نصیب ہیں جنہیں 1993ء میں بیعت کر کے ازبکستان کا پہلا احمدی ہونے کا شرف حاصل ہوا۔مکرم اسحاق جمالوو صاحب دو احمدی طلباء مکرم منیر خان صاحب اور مکرم قاسم خان صاحب کے دوست تھے اوران دونوں کے توسط سے ہی مکرم مرزا نصیر احمد صاحب کے رابطہ میں آئے تھے۔ان کی تبلیغ کے نتیجہ میں مزید پانچ بیعتیں ہوئیں۔حضور رحمہ اللہ کے ارشاد پر مکرم سید حسن طاہر بخاری صاحب وسط مارچ 1993ء میں ماسکو سے تاشقند پہنچے اور مکرم مرزا نصیر احمد صاحب سے چارج لیا۔آپ 5 جون 1998ء تک ازبکستان میں خدمات بجالاتے رہے۔9 جولائی 1994ء کو دو مبلغین مکرم حافظ ظہور احمد مدثرؔ صاحب اور مکرم منصور احمد شاہدؔ صاحب ازبکستان پہنچے۔ضروری قانونی کارروائی کے بعد مکرم حافظ ظہور احمد صاحب کو ستمبر 1994ء میں بخارا بھجوایا گیا جہاں ان کا قیام جولائی 1995ء تک رہا۔اکتوبر 1994ء میں مکرم منصور احمد شاہدؔ صاحب کو سمرقند بھیجا گیا تا کہ وہاں مشن کا آغاز کر سکیں لیکن وہ بیمار ہو جانے کی وجہ سے جلد واپس پاکستان چلے گئے۔

ستمبر یا اکتوبر 1995ء میں مکرم نصر اللہ خان ملہی صاحب مرحوم مربی سلسلہ ازبک زبان کی تعلیم کیلئے تاشقند پہنچے۔تاشقند میں زبان کے ابتدائی بنیادی کورس کے بعد اگست 1996ء میں انہیں سمرقند دولت یونیورسٹی میں اعلیٰ تعلیم کے لیے داخل کروایا گیا۔ جہاں قریباً چھ ماہ ان کا قیام رہا۔اس کے بعد وہ رخصت پر پاکستان گئے اور بیمار ہونے کی وجہ سے واپس تشریف نہ لا سکے۔

تین مزید مبلغین مکرم بشارت احمد صاحب، مکرم ملک طاہر حیات صاحب، مکرم ارشد محمود ظفرؔ صاحب 31 اگست 1996ء کو ازبک زبان کی تعلیم کے لئے پہنچے۔مکرم طاہر حیات صاحب کو ابتدائی بنیادی کورس میں تاشقند میں ہی داخلہ دلوایا گیا۔جبکہ دیگر دو مبلغین کو زبان کے بنیادی کورس میں داخلہ کے لئے بخارا بھجوایا گیا جہاں ان کا قیام جون 1997ء تک رہا۔

اپریل 2003ء یعنی دورِ خلافت رابعہ کے اختتام تک اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس ملک کے تمام صوبوں میں احمدی مسلمان موجود تھے۔

....

یُوکرائن

(UKRAINE)

یُوکرائن مشرقی یورپ کا ایک خودمختار اور رقبہ کے لحاظ سے سب سے بڑا ملک ہے جو بحیرہ اسود، پہاڑوں اور آرتھوڈکس چرچ کی وجہ سے مشہور ہے۔ اس کے مشرق اور شمال مشرق میں روس، شمال مغرب میں بیلاروس، اس کے مغرب میں پولینڈ اور سلواکیہ، جنوب مغرب میں ہنگری، رومانیہ اور ملدووا جبکہ اس کے جنوب اور جنوب مغرب میں بحیرہ اسود اور بحیرہ ازوف واقع ہیں۔

سوویت یونین کے خاتمہ کے بعد یوکرائن نے 24/ اگست 1991ء کو آزادی کا اعلان کر دیا اور یوں ایک آزاد ریاست کے طور پر دنیا کے نقشہ پر نمودار ہوا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا تعالیٰ نے ان علاقوں کی نسبت الہامًا مطلع فرمایا تھا کہ

''میں اپنی جماعت کو رشیا کے علاقہ میں ریت کی مانند دیکھتا ہوں۔''

(رجسٹر روایات صحابہ جلد 12/ صفحہ 114 روایت شیخ عبدالکریم صاحب جلد ساز کراچی)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے جلسہ سالانہ یُوکے 1993ء کے موقع پر اپنے دوسرے دن بعد دوپہر کے خطاب میں فرمایا:

> ''یُوکرائن میں برادرم عزیزم رفیق چاانن کے ذریعہ قلمی دوستی کے ساتھ تبلیغ کا آغاز ہوا اور وہاں ایک صاحب علی وسیلی اتیکوف (Ali Wasili Etikov) نے خط و کتابت کے ذریعہ اور پھر ہم سے رابطے کے ذریعہ خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدیت کو قبول کیا اور وہاں بھی چونکہ کچھ اور دوست باہر سے تشریف لائے ہوئے تھے جو احمدی ہو چکے تھے یا احمدی تھے پہلے ہی، اس لئے اب وہاں بھی باقاعدہ جماعت قائم ہو چکی ہے۔ یہ علی صاحب بھی اِس وقت جلسہ میں شریک ہیں''

مکرم اخلاق احمد انجم صاحب مبلغ ماسکو نے جولائی 1993ء میں یُوکرائن کے دو شہروں Kiev اور Vinnista کا دورہ کیا اور جماعت کی وہاں رجسٹریشن کے سلسلہ میں معلومات لیں۔ اور یُوکرائن میں مقیم احمدی طلباء سے رابطہ کیا۔ 13/ جنوری 1999ء کو مکرم حافظ سعید الرحمٰن صاحب یُوکرائن کے پہلے مبلغ سلسلہ کے طور پر یُوکرائن پہنچے اور وہاں باقاعدہ مشن کا قیام عمل میں آیا۔

27/ستمبر 1999ء کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہاں مکرمہ Yoroslava Shahid Antolivna نے بیعت کی توفیق پائی۔اس کے بعد خدا تعالیٰ کے فضل سے تبلیغی وتربیتی مساعی کا سلسلہ آگے بڑھتا رہا اور مزید بیعتیں بھی ہوئیں۔2001ء میں پہلی بار یہاں نیشنل مجلس عاملہ کا قیام عمل میں آیا اور حافظ سعید الرحمان صاحب صدر جماعت مقرر ہوئے۔

....

رشیا

(Russia)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے ایک مضمون مطبوعہ اخبار الفضل 19 اگست 1923ء کے مطابق 1919ء میں رشیا اور اس کے بعض علاقوں میں کئی لوگ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ کی تصدیق کر کے احمدیت میں شامل ہو چکے تھے۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے عہدِ خلافت میں 1921ء اور 1924ء میں باقاعدہ طور پر مکرم مولوی محمد امین خان صاحب افغانی اور مکرم مولوی ظہور حسین صاحب کو ان علاقوں میں بالخصوص بخارا کے علاقہ میں تبلیغ اسلام واحمدیت کے لئے بھجوایا۔نہایت نامساعد حالات میں اور کئی قسم کی صعوبتوں کا مقابلہ کرتے ہوئے اور ہر قسم کے ظلم وتشدد کو برداشت کرتے ہوئے ان ہر دو مبلغین کی کوششوں سے مزید کئی سعید روحوں کو قبول احمدیت کی سعادت حاصل ہوئی۔(تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو تاریخ احمدیت جلد چہارم صفحہ 400 تا 404 و صفحہ 473 تا 495۔اور کتاب ''آپ بیتی'' مصنفہ حضرت مولوی ظہور حسین صاحب)

بعد ازاں ایک لمبے عرصہ تک روس اور اس کی ریاستوں میں موجود احمدیوں سے مرکز کا رابطہ ممکن نہیں ہو سکا۔

پھر عہد خلافت رابعہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی پاکستان سے برطانیہ ہجرت (1984ء) کے بعد اور بالخصوص عالمی سطح پر ہونے والی بعض سیاسی تبدیلیوں اور دیوار برلن کے انہدام (1989ء) اور سوویت یونین کی ٹوٹ پھوٹ اور بعض ریاستوں کی آزادی کے بعد ان ممالک

میں رابطوں اور تبلیغ کے امکانات روشن ہوئے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے رشیا اور سابقہ سوویت یونین کی ریاستوں میں اسلام احمدیت کا پیغام پہنچانے کے لئے اور حالات کا جائزہ لینے کی غرض سے مرکز سے وقتاً فوقتاً مرکزی مبلغین اور بعض دیگر نمائندگان کو بھجوانا شروع فرمایا جنہوں نے رشیا، بیلاروس، لتھوانیا، ازبکستان، منگولیا وغیرہ کا دورہ کیا۔ ان دوروں کے نتیجے میں بعض مقامات پر بعض سعید روحوں کو قبول احمدیت کی توفیق نصیب ہوئی۔

حضورؒ کے ارشاد پر 1991ء میں مکرم منیر الدین شمس صاحب نے جماعت کی نمائندگی میں احمدیہ مسلم پبلیکیشنز کی طرف سے انٹرنیشنل بُک فیئر ماسکو میں شرکت کی۔ اسی طرح آپ نے ماسکو اور لینن گراڈ کا دورہ کیا۔ ماسکو پبلک لائبریری میں رشین ترجمہ قرآن کریم اور جماعت کی بعض دیگر کتب بھی رکھوائی گئیں۔ لینن گراڈ میں جماعتی کتب کی طباعت کے سلسلہ میں مختلف کمپنیوں سے رابطے کئے۔

1992ء میں آپ دوبارہ سوویت یونین کی مختلف ریاستوں کے دورہ پر تشریف لے گئے۔ اس دورہ میں مختلف اہم مذہبی شخصیات سے ملاقاتیں کیں۔ انہیں جماعت کا تعارف کروایا اور جماعتی لٹریچر بھی دیا۔ ماسکو اور کازان کے دورہ میں مکرم ڈاکٹر ولی احمد شاہ صاحب آف لندن بھی بطور واقف عارضی آپ کے ساتھ رہے۔ اس دورہ میں 10 بیعتیں بھی ہوئیں۔

1993ء کے آغاز میں پاکستان سے باقاعدہ طور پر چار مربیان کرام کو ان علاقوں کی طرف بھجوایا گیا۔ ان مبلغین میں مکرم سیّد حسن طاہر بخاری صاحب، مکرم حافظ سعید الرحمن صاحب، مکرم مشہود احمد ظفر صاحب اور مکرم رانا خالد احمد صاحب شامل تھے۔ ان کے ساتھ مکرم ڈاکٹر عبدالخالق خالد صاحب کو بھی بھجوایا گیا۔ یہ سب احباب یکم فروری 1993ء کو ازبکستان کے شہر تاشقند پہنچے جہاں پہلے سے موجود مبلغ سلسلہ مکرم مرزا نصیر احمد صاحب اور ایک مقامی احمدی دوست مکرم اسحاق جمالوف صاحب نے ائرپورٹ پر ان کا استقبال کیا۔ تاشقند میں تین دن کے قیام کے بعد یہ سارے احباب تاشقند سے بذریعہ جہاز فلائی کر کے 4 فروری کی صبح رشیا کے دارالحکومت ماسکو پہنچے۔

ماسکو میں چند روز قیام کے بعد مبلغ سلسلہ مکرم چوہدری اخلاق احمد انجم صاحب جو قبل ازیں رشیا کا

دورہ کر چکے تھے اور لیتھوانیا میں ایک سال اور کازان (تاتارستان) اور رشیا میں کچھ عرصہ خدمت بجا لا چکے تھے مکرم حافظ سعید الرحمن صاحب کو لتھوانیا، مکرم مشہود احمد ظفر صاحب کو کازان (تاتارستان) چھوڑ کر اور وہاں پر جماعت کے افراد سے متعارف کروانے کے بعد واپس ماسکو آئے۔ مکرم مرزا نصیر احمد صاحب کی واپسی کے بعد حضور رحمہ اللہ نے مکرم سید حسن طاہر بخاری صاحب کی تاشقند (ازبکستان) کے لئے اور مکرم رانا خالد احمد صاحب کی ماسکو (رشیا) کے لئے تقرری فرمائی۔

مکرم اخلاق احمد انجم صاحب اور مکرم رانا خالد احمد صاحب نے جماعت کی ماسکو (رشیا) میں رجسٹریشن اور ماسکو مشن ہاؤس کے طور پر ایک فلیٹ خریدنے کے لئے تگ ودَو شروع کر دی۔ چنانچہ 1993ء میں ماسکو کے سنٹر سے کچھ فاصلے پر Elektrozavodskaya کے علاقہ میں ایک تین کمرے کا بڑا فلیٹ خریدا جو آج تک جماعت احمدیہ ماسکو کے مشن ہاؤس کے طور پر استعمال ہو رہا ہے۔

جماعت کی رجسٹریشن کے لئے بھی کافی کوشش کی گئی۔ چنانچہ مختلف مراحل سے گزرتے ہوئے جولائی 1993ء میں جماعت احمدیہ ماسکو کی رجسٹریشن عمل میں آئی۔

مکرم اخلاق احمد انجم صاحب جولائی 1993 میں ماسکو سے لندن واپس تشریف لے گئے۔

جولائی 1995ء میں پاکستان سے مکرم آغا یحیٰی خان صاحب بطور مبلغ رشیا پہنچے۔ چند ماہ ماسکو میں رہنے کے بعد ان کا داخلہ ایک نزدیکی شہر تویر (TVER) کی ایک یونیورسٹی میں ہو گیا جہاں اور بھی احمدی طلباء پڑھ رہے تھے۔

مکرم خواجہ مظفر احمد صاحب بطور مبلغ اکتوبر 1995ء میں ماسکو پہنچے۔ آغاز میں ان کی تقرری بیلاروس کے لئے عمل میں آئی۔ پھر 1996ء میں مرکز نے ان کی تقرری ملک قازاخستان کے لئے کر دی جہاں ان کو 2005ء تک خدمت دین کی توفیق ملی۔

1996ء میں مکرم رانا خالد احمد صاحب اور مکرم آغا یحیٰی خان صاحب نے سینٹ پیٹرز برگ (جسے پہلے لینن گراڈ بھی کہا جاتا تھا) کا دورہ کیا۔ یہ شہر ماسکو کے بعد رشیا کا دوسرا بڑا شہر ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی اجازت سے ماسکو کے بعد رشیا کے اس دوسرے بڑے شہر سینٹ پیٹرزبرگ میں 1997ء میں جماعت کا مشن ہاؤس خریدا گیا۔ جہاں مکرم آغا یحیٰ خان صاحب 1997ء تا 2000ء خدمات دینیہ بجالاتے رہے۔ بعد ازاں 2001ء میں مکرم عطاء الرب چیمہ صاحب کی تقرری سینٹ پیٹرزبرگ مشن میں کی گئی جہاں ان کو 2011ء تک بطور مبلغ خدمات بجا لانے کی توفیق ملی۔

ماسکو شہر کی جماعت میں 1993ء کی ابتدا سے ہی سعید روحوں نے بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں داخل ہونا شروع کر دیا تھا۔ نوّے (90) کی دہائی میں جن مختلف اقوام کے لوگوں نے بیعت کی توفیق پائی ان میں تاتار، ازبک، تاجک، آذربائیجانی، آرمینین، قازاخ، رشین، پاکستانی، اسی طرح بعض یہودی وعیسائی مذہب کے لوگ بھی شامل ہیں۔ اس طرح ماسکو اور رشیا کے دیگر شہروں مثلاً سینٹ پیٹرزبرگ، کازان، اِیوانووا (Ivonovo)، ولادیمیر، گورکی (GORKY)، تویر (Tver) اور سمارا (Samara) وغیرہ میں پھیلے ہوئے افراد جماعت کی مجموعی تعداد 100 سے 150 کے درمیان ہوگئی تھی۔

مکرم رانا خالد احمد صاحب کو فروری 1993ء تا یکم نومبر 2009ء بطور مبلغ انچارج رشیا خدمت کی توفیق ملی۔

تاتارستان جو رشیا کی ایک سٹیٹ ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے جلسہ سالانہ یوکے 1993ء کے موقع پر اپنے خطاب میں یہاں احمدیت کے نفوذ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

”تاتارستان [TATARSTAN] میں جو برادرم راویل کا اصل وطن ہے دو سال یا تین سال پہلے وہاں سے مرات محمد جان صاحب جلسہ U.K میں تشریف لائے تھے اور یہ ثابت قدم رہے، وفادار ثابت ہوئے۔ واپس جا کر انہوں نے رابطہ رکھا اور اپنے آپ کو احمدی قرار دیتے رہے۔ ان کی بیٹی نے بھی بہت ہی اخلاص کے ساتھ جماعت کے ساتھ تعلق رکھا اور ایک دوسرے کے ایمان کو یہ تقویت دیتے رہے۔ اب وہاں خدا کے فضل سے باقاعدہ مشن ہاؤس قائم ہو چکا ہے، جماعت قائم ہو چکی ہے اور

اردگرد خدا کے فضل سے تیزی سے رسوخ پھیل رہا ہے بلکہ ایک موقع پر جبکہ ہمارا یہاں سے وفد وہاں گفت وشنید کے لئے گیا راویل صاحب اس وفد میں شامل تھے تو وہاں کے وائس پریذیڈنٹ نے ٹیلیویژن پر انٹرویو دیتے ہوئے یہ اعلان کیا کہ احمدی عقیدہ ہمیں اس لحاظ سے قبول ہے کہ ہمارے لئے یہ جماعت بہتر ہے۔اس لئے میں اعلان کرتا ہوں کہ کھلے ہاتھوں اور کشادہ سینے کے ساتھ اس جماعت کا استقبال کیا جائے۔

چنانچہ خدا کے فضل سے اب وہاں ایک تائیدی رَو چل پڑی ہے لیکن احمدیت کو قبول کرنا ان قوموں کے لئے اتنا آسان نہیں جو 70 سال تک دہریت کے زہر سے مسموم رہے اور اس کے نتیجہ میں باوجود اس کے کہ خدا کے فضل سے اسلام سے تعلق ٹوٹا نہیں اور اسلامیت کا شعور ان کے دلوں میں قائم رہا لیکن عملاً اسلام کی تفاصیل سے کچھ آگاہی نہیں تھی اور بحیثیت Muslim Nation کے تو اسلام کے اندر رہے لیکن بحیثیت مذہبِ اسلام کے یہ عملاً اسلام سے باہر ہی رہے۔ان کو دوبارہ اسلام میں داخل کرنا اور خدا تعالیٰ کی وحدانیت اور حقانیت کا یقین دلوں میں جاگزین کرنا محنت طلب ہے اور دعاؤں کا محتاج ہے اور اعجاز کا منتظر ہے۔ اس لئے دعائیں کریں۔ہم جس حد تک محنت ہے کر رہے ہیں، دعائیں بھی کرتے ہیں۔ساری جماعت دعائیں کرے کہ اللہ تعالیٰ وہاں اعجازی نشان دکھائے کیونکہ درحقیقت روحانی انقلابات کے لئے دلائل سے بہت بڑھ کر اعجازی نشان کام آیا کرتے ہیں۔“

مکرم مرات محمد جان صاحب کو بطور صدر جماعت کازان تاتارستان رشیا کئی سال خدمت کی توفیق ملی۔مکرم مرات صاحب اور ان کی فیملی نے 1992ء میں مکرم منیر الدین شمس صاحب کے دورۂ کازان کے دوران بیعت کر کے جماعت میں شمولیت اختیار کی تھی۔اس دورہ کے دوران تاتارستان میں جماعت کا باقاعدہ نظام قائم کیا گیا۔

جیسا کہ پہلے ذکر گزر چکا ہے مکرم مشہود احمد ظفر صاحب مبلغ سلسلہ کا تقرر رشیا کے ایک بڑے مسلم آبادی والے شہر کازان میں کیا گیا تھا۔مکرم مشہود احمد صاحب کو کازان مشن میں فروری 1993ء سے ستمبر 2002ء تک خدمت کی توفیق ملی۔

مکرم مبشر احمد عابد صاحب مبلغ سلسلہ کو یکم دسمبر 1998ء سے 21 مئی 2001ء تک رشیا کے شہر ایوانووا میں خدمت کی توفیق ملی۔

1997ء میں مکرم رستم حماد ولی صاحب (حال معلّم وصدر جماعت احمدیہ ماسکو رشیا) نے بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں شمولیت اختیار کی۔ان کا تعلق تا تار قوم سے ہے۔انہوں نے جماعت کے ساتھ اخلاص ومحبت کے تعلق میں بڑی تیزی سے ترقی کی اور ہر طرح سے خدمت پر مستعد رہے۔ 1998ء میں انہوں نے اپنی زندگی خدمت دین کے لئے وقف کی۔ 1999ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے ان کا وقف قبول فرمایا۔اس وقت سے آپ نہایت محنت اور اخلاص کے ساتھ خدمات دینیہ بجالا رہے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی پاکستان سے لندن ہجرت کے بعد جلسہ سالانہ یوٗکے ایک مرکزی جلسہ سالانہ کی شکل اختیار کر گیا تھا۔اس لئے ہر سال دنیا بھر سے دور دراز کے ممالک سے لوگ جوق در جوق اس جلسہ میں شمولیت کے لئے لندن آتے ہیں۔قریباً1998ء سے ہر سال رشیا سے بھی ایک وفد جلسہ سالانہ یوُکے میں شرکت کے لئے پہنچتا ہے جس میں احمدی وغیر از جماعت افراد شامل ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے رشیا اور اس کی ریاستوں میں افراد جماعت دن بدن اخلاص میں ترقی کر رہے ہیں اور تمام مخالفتوں کو برداشت کرتے ہوئے صدق ووفا کی شمعیں روشن کئے ہوئے ہیں اور جماعت ان علاقوں میں ترقی پذیر ہے۔

....

البانیا

(ALBANIA)

البانین قوم میں جماعت کا باقاعدہ پیغام حضرت مولوی عبدالرحیم صاحب نیّر رضی اللہ عنہ کے ذریعہ پہنچا، جن کی ملاقات اٹلی میں قیام کے دَوران ایک البانین نوجوان مکرم عثمان کلایا صاحب (Osman

(Kalaja سے ہوئی جو تعلیم کے سلسلہ میں وہاں قیام پذیر تھے۔ محترم مولوی صاحب کی تبلیغ سے مکرم عثمان کلایا صاحب خاندان سمیت حلقہ بگوشِ احمدیت ہو گئے۔ بعد میں جب البانیا میں باقاعدہ احمدیہ مشن قائم کرنے کی غرض سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے مولوی محمد الدین صاحب کو 18 اپریل 1936ء کو قادیان سے البانیا کے پہلے مبلغ کے طور پر روانہ فرمایا تو یہ رابطے مزید مضبوط ہوئے۔ تاریخ احمدیت جلد 7 میں اُن کے البانیا میں مختصر قیام اور تبلیغی مساعی کا تفصیلی ذکر موجود ہے۔ صرف تین ماہ کے قیام کے بعد مخدوش ملکی حالات کی وجہ سے مولوی صاحب کو مجبوراً البانیا چھوڑنا پڑا۔ البتہ مکرم عثمان کلایا صاحب خط و کتابت کے ذریعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ سے ہدایات پاتے رہے، یہاں تک کہ دوسری جنگ عظیم کے بعد البانیا میں کمیونسٹ حکومت کا قیام عمل میں آیا جس کے بعد ہر قسم کے رابطے ختم ہو گئے۔ کمیونسٹ حکومت نے تدریجاً ہر قسم کی مذہبی سرگرمیوں پر پابندیاں عائد کیں۔ 1990ء میں کمیونسٹ حکومت کے زوال تک البانیا کے باقی دُنیا سے روابط منقطع تھے، جس کی وجہ سے احمدیت کے پیغام کی تشہیر بھی البانیا میں نہ ہو سکی۔

بہرحال البانین زبان میں جماعتی لٹریچر کی اشاعت اور البانین قوم تک پیغامِ احمدیت پہنچانے کے لیے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے دورِ خلافت میں محترم محمد زکریا خان صاحب کو یوگوسلاویہ بھیجا گیا۔ جنہوں نے مارچ 1975ء سے جون 1982ء تک کوسووا میں قیام کیا جہاں البانین آباد ہیں۔ بعد میں سیاسی حالات خراب ہونے کی وجہ سے انہیں مجبوراً واپس پاکستان جانا پڑا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے اِرشاد پر موصوف کو جماعت کی طرف سے قرآنِ کریم کے پہلے البانین ترجمہ کی توفیق ملی جو 1989ء میں صدسالہ جوبلی کے موقع پر شائع ہوا۔ علاوہ ازیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کرام کی کتب کے البانین تراجم کا آغاز ہوا۔

اِسی دوران سویڈن میں ایک البانین نوجوان مکرم Raif Dika صاحب بیعت کر کے حلقہ بگوش احمدیت ہوئے۔ کچھ عرصہ بعد ہی اُن کے آبائی وطن البانیا میں تبلیغی کاوشوں کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ اپریل

1994ء میں سویڈن سے محترم مشہود الحق صاحب امیر جماعت سویڈن کی قیادت میں پہلا جماعتی وفد البانیا پہنچا اور اس طرح سے Pogradec اور اِرد گرد کے علاقوں میں تبلیغی و تربیتی مساعی کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ اِن مساعی میں مزید تیزی آئی تو سویڈن کے علاوہ، جرمنی اور برطانیہ سے واقفین عارضی نے بھی آنا شروع کر دیا۔ 1995ء میں محترم مشہود الحق صاحب امیر جماعت سویڈن، محترم آفتاب احمد خان صاحب امیر جماعت برطانیہ، محترم ہادی علی چوہدری صاحب ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن اور مکرم Raif Dika صاحب کے ذریعہ جماعت کی باقاعدہ رجسٹریشن عمل میں آئی۔

اِسی دوران تقریباً نصف صدی کے بعد مکرم عثمان کلایا صاحب نے قادیان (انڈیا) ایک خط بھجوایا جس پر صرف ''مرزا بشیر الدین محمود قادیان انڈیا'' درج تھا۔ اس خط میں انہوں نے درخواست کی تھی کہ جماعت ان سے رابطہ کرے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کو اس کا علم ہوا تو آپ کی خصوصی ہدایت پر مکرم محمد زکریا خان صاحب پہلی مرتبہ 1995ء میں البانیا پہنچے اور مکرم عثمان کلایا صاحب کو تلاش کیا اور اُن سے ملاقات کی۔ موصوف کو اِسی سال جلسہ سالانہ برطانیہ میں شرکت کرنے کی بھی توفیق ملی۔ چنانچہ جلسہ کے دوسرے روز حضور رحمہ اللہ نے اپنے بعد دوپہر کے خطاب کے دَوران اُن کا تعارف کرواتے ہوئے ایک تصویر بھی دکھائی جس میں پہلے مبلّغ مولوی محمد دین صاحب، مکرم عثمان کلایا صاحب اور اُن کے بھتیجے ڈاکٹر Bajram Preza صاحب تھے۔ بعد میں ازراہِ شفقت حضور رحمہ اللہ نے مکرم عثمان کلایا صاحب اور ڈاکٹر Bajram Preza صاحب کو جو جلسہ سالانہ برطانیہ میں تشریف لائے ہوئے تھے، اسٹیج پر بلایا اور اپنے جذبات کا اظہار کرنے کا موقع دیا۔ اِس موقع پر ایک البانین اِمام Shefki صاحب بھی موجود تھے۔

1996ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے البانیا مشن کی ذمہ داری مکرم محمد زکریا خان صاحب کے سپرد کی اور حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد پر 1999ء میں ایک لمبی تگ و دَو کے بعد دارالحکومت ترانا (Tirana) کے نواحی علاقہ میں 33976 مربع میٹر پر مشتمل ایک وسیع زمین خریدی گئی جس پر ایک

تین منزلہ مشن ہاؤس اور ایک خوبصورت مسجد کی تعمیر کی گئی۔ 2001ء تک مسجد و مشن ہاؤس کی تعمیر مکمل ہو گئی۔ حضور رحمہ اللہ نے مشن ہاؤس کا نام ''دارالفلاح'' اور مسجد کا نام ''بیت الاوّل'' عطا فرمایا۔ اس مسجد کی پہچان دو اونچے منارے ہیں جو دُور سے نظر آتے ہیں۔ اس مسجد کے مسقّف حصّہ میں چھ صد افراد نماز ادا کر سکتے ہیں۔ تین منزلہ مشن ہاؤس میں مرکزی دفاتر، لیکچر ہال، لائبریری، میٹنگ روم کے علاوہ مہمانوں کی رہائش کے لیے بھی انتظام کیا گیا ہے۔ اس مسجد بیت الاوّل کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ کمیونزم کے زوال کے بعد کمیونسٹ بلاک میں تعمیر ہونے والی یہ جماعت احمدیہ کی پہلی مسجد ہے۔

2000ء میں مکرم ساجد احمد صاحب نسیم مبلّغ کے طور پر البانیا پہنچے جنہوں نے محترم محمد زکریا خان صاحب صدر جماعت احمدیہ البانیا کے ساتھ مل کر مسجد اور مشن ہاؤس کی تعمیر میں خدمات سرانجام دیں۔ لیکن ویزہ کی مشکلات کی وجہ سے موصوف کو کچھ عرصہ بعد ہی البانیا سے نکلنا پڑا۔

....

رومانیہ

(ROMANIA)

1990ء کی دہائی میں جماعت احمدیہ جرمنی نے داعیانِ الی اللہ کے وفود کے ذریعہ رومانیہ میں تبلیغ کا کام شروع کیا۔ ان کوششوں کو پھل لگا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہاں جماعت کا پودا لگا۔

اپریل **1994**ء میں جرمنی سے پہلا تبلیغی وفد رومانیہ پہنچا۔ اس پہلے دورہ کے نتیجے میں 6 بیعتیں ہوئیں جن میں ایک مسجد کے امام اور ان کی فیملی شامل تھی۔ بعد ازاں جرمنی سے ایک دوسرے وفد نے رومانیہ کا دورہ کیا۔ جس کے نتیجہ میں مزید 36 بیعتیں حاصل ہوئیں۔ ان میں بھی 2 مساجد کے امام بھی شامل تھے۔ اس طرح 42 بیعتوں کے ساتھ رومانیہ میں جماعت کا قیام عمل میں آیا۔ اسی دور میں لوکل زبان میں منتخب قرآنی آیات اور منتخب احادیث کی طباعت ہو چکی تھی۔

....

بلغاریہ

(BULGARIA)

بلغاریہ مشرقی یورپ کا ایک اہم ملک ہے جس کے مشرق میں بحر اسود، شمال میں رومانیہ، مغرب میں مقدونیہ، جنوب میں یونان اور جنوب مشرق میں ترکی واقع ہے۔ مکرم ڈاکٹر عبدالغفار صاحب مربی سلسلہ (جرمنی) کے ذریعہ اور مکرم شیخ شوکت علی صاحب کے تعاون سے پہلی بیعت مکرم ارجان صاحب نے کی جو اُس وقت جرمنی میں رہائش پذیر تھے۔ مکرم ارجان صاحب کی دعوت پر 30/اپریل **1994**ء کو چار افراد پر مشتمل وفد جرمنی سے بلغاریہ گیا۔ وہاں مختلف شہروں کے دورہ جات کئے اور تبلیغی سرگرمیوں کا آغاز کیا۔ اس موقع پر 12/بیعتیں بھی ہوئیں۔ بعد ازاں مزید دورہ جات اور بیعتوں کا سلسلہ چلتا رہا۔

ستمبر 2000ء میں دو مبلغین مکرم محمد اشرف ضیاء صاحب اور مکرم طاہر احمد صاحب بلغاریہ پہنچے۔ انہوں نے بطور طالبِ علم شہر بلاغوئیو گراڈ (Blagoevgrad) کی یونیورسٹی میں داخلہ لیا۔ مبلغین کی آمد پر لوکل جماعتوں کا قیام عمل میں آیا، نماز سینٹرز بنے، چندے کا نظام جاری ہوا، اجلاسات شروع ہوئے۔

بلغاریہ سے نو (9) افراد پر مشتمل ایک وفد نے پہلی بار جلسہ سالانہ جرمنی 2001ء میں شمولیت اختیار کی اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ سے شرفِ ملاقات حاصل کیا۔

اپریل 2003ء یعنی دورِ خلافتِ رابعہ کے اختتام تک اللہ تعالیٰ کے فضل سے 5/مقامات پر جماعتیں قائم ہو چکی تھیں، اور اندازاً 300/احمدی یہاں موجود تھے۔ تمام جماعتوں اور بعض مقامات پر انفرادی گھروں میں ایم ٹی اے کا انتظام ہو چکا تھا۔ جماعتوں میں خطبات جمعہ کا لائیو ترجمہ ہوتا تھا۔ حکومتی سطح پر ملّاؤں کی طرف سے مخالفت بھی ہے۔ باوجود ان مشکلات کے جماعت ترقی کر رہی ہے۔ بلغارین زبان میں ایک ماہانہ رسالہ بھی شائع ہوتا ہے اور جماعتی لٹریچر تیار ہو رہا ہے۔

....

چاڈ

(CHAD)

یہ مغربی افریقہ کا ایک ملک ہے۔جنوری 1994ء میں نائیجیریا سے پہلا تبلیغی وفد چاڈ پہنچا۔اس کے بعد مزید دو وفود چاڈ بھجوائے گئے۔الحمدللہ کہ ان دونوں وفود کی کوششوں کے نتیجہ میں وہاں 43 افراد پر مشتمل جماعت قائم ہوگئی اور یہاں مشن کھول دیا گیا۔مبلغ انچارج نائجیریا مکرم عبدالخالق صاحب نیّر نے یہاں کے متعدد دورے کئے اور جماعت کو منظّم کیا۔

....

کیپ ورڈے

(CAPE VERDE ISLAND)

یہ آٹھ جزائر پر مشتمل برّ اعظم افریقہ کا ایک ملک ہے۔نومبر 1993ء میں گیمبیا سے مکرم منور احمد خورشید صاحب مربی سلسلہ نے اس ملک کا دورہ کیا۔دو ہفتوں کے قیام کے دوران 22 بیعتوں کے ساتھ یہاں جماعت کا قیام عمل میں آیا۔یہاں اب باقاعدہ جماعت کا مشن قائم ہے اور گیمبیا سے ایک معلّم وہاں خدمات بجالا رہے ہیں۔

....

قازاخستان

(KAZAKHSTAN)

سابقہ سوویت یونین جو کہ USSR (یونین آف سوویت سوشلسٹ ری پبلک) کہلاتا تھا اس کا شیرازہ بکھرنے کے بعد بعض ریاستیں اپنی آزادی کے بعد CIS (کامن ویلتھ انڈیپنڈنٹ سٹیٹس) کہلانے لگیں۔ان ممالک میں 16 / دسمبر 1991ء کو سوویت یونین سے الگ ہونے والی ریاست قازاخستان کا رقبہ ستائیس لاکھ سترہ ہزار تین سو مربع کلومیٹر ہے۔یہ بلحاظ رقبہ دنیا کا نواں بڑا ملک ہے۔

CIS میں روس کے بعد رقبہ کے لحاظ سے دوسرا بڑا ملک ہے۔ تیل، گیس اور بہت سی معدنیات سے مالامال ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے قازاخستان میں پہلے احمدی ہونے کا شرف مکرم المیس (Yelmes) صاحب کو حاصل ہے۔ آپ گلاسکو مشن کے ذریعہ 1991ء میں جماعت سے متعارف ہوئے۔ گلاسکو مشن نے اس وقت ایک تقریب میں 80 ر کے قریب مہمانوں کو مدعو کیا جن میں زیادہ تر رشین بولنے والے احباب تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی رشین میں ترجمہ شدہ کتب اور سوال و جواب کی ویڈیو دیکھ کر اور معلومات کے بعد مکرم المیس صاحب کو **1991**ء میں ہی احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی۔ قازخ قوم سے تعلق رکھنے والے یہ پہلے احمدی ہیں۔

1992ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ؒ کی ہدایت پر مکرم منیر الدین شمس صاحب نے قازخستان کا دورہ کیا۔ الما آتا میں بعض افراد جماعت اور دیگر تعلق رکھنے والوں سے ملاقاتیں کیں۔ اسی طرح قازخستان کے مفتی مقیم الما آتا سے بھی ملاقات کی اور الما آتا کی مرکزی لائبریری کے لئے مختلف جماعتی کتب تحفۃً پیش کیں۔

1993ء میں مکرم چوہدری مقصود الرحمن صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی تحریک پر لبیک کہتے ہوئے واپڈا (پاکستان) میں 17 ویں گریڈ کی ریونیو آفیسر کی ملازمت چھوڑ کر اپنے آپ کو ایک سال کے لئے رشین ممالک میں خدمت کے لئے پیش کیا اور اکتوبر 1994ء میں الماتی قازخستان پہنچے۔ جہاں انہیں تقریباً پانچ سال تک تاریخی خدمت کی توفیق ملی۔ یونیورسٹی میں انگلش کے پروفیسر کے طور پر بھی خدمات بجالانے کے ساتھ ساتھ "تعلیم القرآن" کے نام سے ایک رجسٹریشن کرا کر بھرپور تبلیغ بھی کرتے رہے۔ الماتا میں عام لوگوں تک احمدیت کا پیغام آپ کے ذریعہ پہنچا اور متعدد افراد کو بیعت کی توفیق ملی۔

1994ء میں قازخستان کے قومی شاعر "آبائے" کے دفتر Abai House کی افتتاحی تقریب کے حوالہ سے ایک وفد قازاخستان سے ROLLAN SEISENBAJEW (رُلان سَیْسَنْ بایو) کی قیادت میں لندن گیا۔ جماعت انگلستان کی طرف سے انہیں تعارف کے لئے مسجد فضل میں دعوت دی گئی۔ حضرت

خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ سے مسلسل ملاقاتوں اور سوال و جواب کی مجالس کے نتیجہ میں پانچ احباب نے بیعت کی۔1994ء میں حضور پُرنور کے ساتھ ان احباب کی انگریزی، رشین کی سوال وجواب کی مجالس منعقد ہوئیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی ہدایت کے مطابق 7/اپریل 1996ء کو منسک (Minsk) بیلا روس سے قازخستان کے پہلے مبلغ کے طور پر خواجہ مظفر احمد صاحب الماتا پہنچے۔آپ کے آنے پر یہاں پر باقاعدہ نظام جماعت قائم ہوا۔

قازخستان میں جماعت کی رجسٹریشن کا کام 1997ء میں مکمل کیا گیا جس کے بعد کھل کر تبلیغ اسلام احمدیت کے فریضہ کو سرانجام دیا گیا۔یکم اپریل 1997ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی اجازت اور رہنمائی کی بدولت قازخستان کے اس وقت کے دارالحکومت ''الماتا'' کے رہائشی علاقہ بائیتا سووا (Baitasova) روڈ پر واقع 654 مربع گز قطعہ زمین جس پر ایک عمارت بھی تعمیر شدہ موجود تھی 38000 ڈالرز کے عوض جماعت احمدیہ قازخستان کے نام پر خرید کی گئی۔ایک رشین دوست سے خریدا گیا یہ مشن ہاؤس وقارِ عمل کے ذریعہ قابلِ استعمال حالت میں لایا گیا۔ضروری مرمت وغیرہ کروائی گئی اور یہاں جماعتی سرگرمیوں کا آغاز ایک نئے جوش وجذبہ کے ساتھ کر دیا گیا۔

28/ستمبر 1998ء کو جماعت احمدیہ کی برانچ شہر 'چمکنت' میں رجسٹرڈ کروائی گئی۔ یہاں اس وقت محترم حسن طاہر بخاری صاحب بطور مبلغ موجود تھے جو ازبکستان کے نامساعد حالات کی وجہ سے جون 1998ء میں یہاں آئے تھے۔25/ستمبر 2002ء کو 22000 ڈالرز کے عوض مشن ہاؤس کے لئے 586 مربع گز جگہ بمعہ عمارت خرید کی گئی۔اس رقبہ میں دو عدد دو منزلہ عمارات پہلے سے موجود تھیں۔ان کے علاوہ 'تلدی قرغان' میں فروری 2002ء میں اور شمالی قازخستان میں سیمی پلاٹنسک (Semiplatinsk) میں اپریل 2009ء میں مشن ہاؤس خریدنے کی توفیق حاصل ہوئی۔

قازخستان میں دورِ خلافتِ رابعہ میں جلسہ سالانہ کرنے کی اجازت نہ ہونے کے باعث وہاں سے احبابِ جماعت کو اپنے خرچ پر جلسہ سالانہ یوکے میں شامل ہونے کی تحریک کی جاتی جس پر مختلف سالوں میں دسیوں احمدی، غیر احمدی اور غیر مسلم افراد بھی شامل ہوتے رہے۔حضرت خلیفۃ المسیح سے

ملاقات اوران سے اپنے سوالات کے جوابات حاصل کر کے ایک خاص سرور حاصل کرتے رہے۔

....

نورفولک آئی لینڈ

(NORFOLK ISLAND)

نورفولک آئی لینڈ[NOR FOLK ISLAND] نیوزی لینڈ جزیرے کے شمال میں[قریباً 600 میل دور] واقع ہے۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے جلسہ سالانہ یُوکے **1994**ء کے موقع پر اپنے خطاب میں اس ملک میں احمدیت کے نفوذ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

''یہاں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ایک عجیب انداز میں جماعت قائم ہوئی، کسی خاص کوشش اور محنت کے نتیجے میں نہیں بلکہ یُوں لگا جیسے اچانک کوئی واقعہ رونما ہو جائے۔ ہوا یوں کہ طوالو پارلیمنٹ کے سپیکر ڈاکٹر پُواپُوا(Puapua) وہاں جو پہلے پرائم منسٹر بھی رہ چکے ہیں اور مجھ سے ملاقات ہو چکی ہے جماعت احمدیہ کے لئے بہت خیر سگالی کے جذبات رکھتے ہیں وہ ایک دفعہ اس ملک کے دورے پر جا رہے تھے تو ہمارے افتخار ایاز صاحب نے ان سے ذکر کیا کہ ہماری خواہش ہے کہ اس ملک میں بھی احمدیت نافذ ہو اور واقعہ یہ بیان کرتے ہیں کہ نورفولک (Norfolk) جا رہے تھے یہ جزیرہ فجی اور نیوزی لینڈ کے درمیان ہے جانے سے قبل میں نے انہیں تین کتابیں دیں کہ دوران سفر مطالعہ کریں اور جب وہاں جائیں تو پھر دیکھیں کہ وہاں احمدیت کو کیسے نافذ کیا جا سکتا ہے اس میں ہماری مدد کریں۔ وہ واپس آئے اور یہ کہا کہ میں نے کچھ حصّہ پڑھا تھا لیکن کتابیں ہوٹل کے کمرے میں بھول آیا ہوں اور اس کے لئے مَیں معذرت پیش کرتا ہوں۔ دو دن کے بعد اس ہوٹل کے اسسٹنٹ مینجر کا فون آیا کہ میرے ہوٹل کے کمرے سے کچھ کتابیں ملی ہیں وہ اتنی دلچسپ ہیں اور ان کی اعلیٰ تعلیم سے میں اتنا متاثر ہوا ہوں کہ انہوں نے ان وزیر صاحب سے درخواست کی کہ مجھے اجازت دیں کہ میں یہ کتابیں اپنے پاس ہی رکھ لوں بلکہ ہو سکے تو مجھے تعارف کروا دیں وہ کون لوگ ہیں جو ایسی کتابیں لکھتے ہیں تا کہ میں ان سے رابطہ کروں۔ پس جب افتخار صاحب کا ان سے رابطہ ہوا، ان کو

کتابیں بھیجی گئیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ بڑی خوشی کے ساتھ وہ جماعت احمدیہ میں داخل ہوئے اور یہ عہد کیا کہ اب انشاء اللہ جلد اپنے ملک میں جماعت احمدیہ کو پھیلائیں گے۔ تو اس طرح اتفاقی حادثات جو دکھائی دیتے ہیں مگر حقیقت میں خدا کی تقدیر ہے جو ظاہر ہو رہی ہے۔ اس ذریعہ سے بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے بعض ملکوں میں احمدیت کی داغ بیل ڈالی گئی ہے۔''

....

جمیکا

(JAMAICA)

اس ملک میں ستمبر **1994**ء میں جماعت کا قیام عمل میں آیا۔ اپریل 2003ء یعنی دَورِ خلافتِ رابعہ کے اختتام تک اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس ملک کی دو Parishes میں دو جماعتیں قائم ہو چکی تھیں۔ ایک Kingston کے علاقہ میں اور ایک جمیکا کے مغربی علاقہ Trelawny میں۔ اپریل 2003ء میں ان دونوں جماعتوں میں مجموعی طور پر 20 / احمدی تھے اور کوئی مبلغ یا لوکل مشنری موجود نہیں تھے۔ ان جماعتوں سے رابطہ کینیڈا یا امریکہ سے آنے والے واقفینِ عارضی کے ذریعہ ہوتا تھا۔

....

لاؤس

(LAOS)

لاؤس میں اکتوبر **1994**ء میں احمدیت کا نفوذ ہوا۔ تھائی لینڈ سے ایک معلم کرنیا صاحب لاؤس میں دعوت الی اللہ کے لئے تشریف لے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی تبلیغی کوششوں میں برکت ڈالی اور 122 افراد احمدیت میں شامل ہوئے۔

....

ویتنام

(VIETNAM)

جنوری **1995**ء میں ویت نام میں بھی جماعت احمدیہ کا قیام عمل میں آیا۔ انڈونیشیا سے مبلغ سلسلہ حسن بصری صاحب یہاں تبلیغ کے لئے پہنچے۔ اس دورہ کے دوران 113/افراد پر مشتمل ایک گاؤں اپنی مسجد اور امام سمیت احمدی ہوا۔ پھر ایک دوسرے گاؤں میں بھی 168/افراد نے بیعت کی توفیق پائی اور یہاں جماعت قائم ہوئی۔

....

کمبوڈیا

(CAMBODIA)

نومبر **1995**ء میں انڈونیشین مبلغ مکرم حسن بصری صاحب یہاں تبلیغ کے لیے پہنچے۔ مختلف دیہات کے امام مساجد سے رابطہ کر کے تبلیغی پروگرام منعقد کئے۔ اس دورہ کے نتیجہ میں کمبوڈیا میں 378افراد پر مشتمل جماعت قائم ہوئی۔ دو امام مساجد نے بھی بیعت کی۔ حاجی جعفر صاحب پہلے کمبوڈین احمدی تھے جو بعد میں جماعت احمدیہ کمبوڈیا کے پہلے صدر بھی بنے۔ آپ نے 2009ء میں وفات پائی۔ جماعت کمبوڈیا نے Cham اور Khmer زبانوں میں بعض پمفلٹس اسلام احمدیت کے تعارف پر مشتمل فولڈرز بھی تیار کر کے شائع کئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہاں سات مقامات پر جماعتیں قائم ہو چکی ہیں۔ مساجد کی تعداد چھ ہے۔ تبلیغی مراکز پانچ ہیں اور چھ مرکزی مبلغین اور لوکل معلّمین کام کر رہے ہیں۔

....

گریناڈا

(GRENADA)

1995ء میں گریناڈا میں جماعت کا قیام عمل میں آیا۔ ٹرینیڈاڈ سے امیر و مبلغ انچارج مکرم

ابراہیم بن یعقوب صاحب نے اس ملک کا دورہ کیا اور اللہ کے فضل سے ان کو پہلے ہی دورہ میں کامیابی نصیب ہوئی اور آٹھ افراد بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہوئے۔ ابراہیم بن یعقوب صاحب نے ملک کے وزیر اعظم سے بھی ملاقات کی اور انہیں قرآن کریم اور لٹریچر پیش کیا۔

....

ایکوٹوریل گنی

(EQUATORIAL GUINEA)

مغربی افریقہ کا یہ ملک Gabon اور Cameroon کے درمیان واقع ہے۔

مئی 1995ء میں نائیجیریا مشن کی مساعی سے ایکوٹوریل گنی میں جماعت کا نفوذ ہوا۔ اور 21/افراد پر مشتمل جماعت قائم ہوئی۔ اب یہاں 14/جماعتیں قائم ہو چکی ہیں اور ایک معلّم یہاں کام کر رہے ہیں۔

....

مقدونیہ

(MACEDONIA)

مقدونیہ (Macedonia) کے افراد سے پہلا رابطہ جرمنی میں ہوا۔ جرمنی کے شہر آخن (Achen) میں چند احمدی رہائش پذیر تھے۔ ان میں ایک دوست عبدالرشید خالد صاحب جو ایک فیکٹری میں ملازم تھے 1979ء سے جرمنی میں رہائش پذیر تھے۔ فیکٹری میں ان کا تعارف ایک یوگوسلاوین سے ہوا جو مسلمان تھے اور جن کا نام مکرم بازیت ازنوو (Bajazit Izinov) تھا۔ انہوں نے 1983ء میں تحریری بیعت کی اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی پاکستان سے ہجرت کے بعد 1985ء میں حضورؒ کے ہاتھ پر براہِ راست بیعت کرنے کی سعادت بھی حاصل کی۔ انہوں نے اپنے ایمان میں بہت ترقی کی اور جلد ہی ان کے والدین مکرم ابراہیم محمودیو صاحب اور مکرمہ زکریا

محمود دووہ صاحبہ اور بھائی نے بھی بیعت کر لی۔ بعد میں مکرم Bajazit Izinov نے جرمنی بھر میں تبلیغ احمدیت میں نمایاں کام کیا۔ ان کے ذریعہ ان کے کئی اور رشتہ دار بھی احمدی ہوئے۔ یہ دوست مقدونیہ نہیں گئے لیکن ان کے ذریعہ احمدی ہونے والے ایک دوست مکرم شریف دروسکی صاحب جرمنی سے مقدونیہ Berovo اپریل 1995ء میں گئے۔ Berovo سے احمدیت کا آغاز ہوا۔ اس دور میں وقتاً فوقتاً جرمنی سے بعض احباب وقف عارضی پر جاتے رہے۔

اپریل 2003ء تک Berovo میں جماعت قائم ہوئی تھی اور 50/ کے قریب احباب نے جماعت میں شمولیت اختیار کی تھی۔

....

ایل سلواڈور

(El SALVADOR)

سینٹرل امریکہ کا سب سے چھوٹا ملک ہے۔ قومی زبان سپینش ہے۔ ہمسایہ ممالک میں Guatemala، ہندوراس (Honduras) اور نکاراگوآ (Nicaragua) ہیں۔ مکرم محمد اکرم عمر صاحب مبلغ گوائٹے مالا نے اپنی سالانہ رپورٹ 1995-1994ء میں اطلاع دی کہ اس ملک کے دو باشندوں کو جب جماعت احمدیہ کا لٹریچر پہنچا تو اس کے نتیجہ میں مئی 1995ء میں انہوں نے بذریعہ خط بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں شمولیت اختیار کی۔

سال 1996ء اور 1997ء میں مکرم محمد اکرم عمر صاحب نے اس ملک کے دورے کئے جہاں مقامی ریڈیو اور TV پر ان کے پروگرام نشر ہوئے اور مختلف اخبارات و رسائل کو انٹرویو دیئے گئے جس سے احمدیت کا پیغام مختلف لوگوں تک پہنچا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی تبلیغی کوششوں میں برکت ڈالی اور 55/ افراد نے احمدیت قبول کی اور باقاعدہ جماعت کا قیام عمل میں آیا۔ بعد ازاں یہاں گوائٹے مالا سے جماعتی نمائندگان دورے کرتے رہے۔

....

سلووینیا
(SLOVENIA)

سلووینیا 1991ء میں یوگوسلاویہ سے آزاد ہونے والا پہلا ملک تھا۔ بعض مبلغین اس وقت سے تبلیغی دورہ جات کرتے رہے ہیں۔ 1990ء کی دہائی میں جرمنی کے علاقہ Neufahrn سے تعلق رکھنے والے احمدی دوست نذیر احمد صاحب اپنے ذاتی خرچ پر (غالباً کاروبار کے سلسلہ میں) سلووینیا کے شہر Velenje گئے جہاں ان کی تبلیغ سے ایک فیملی احمدی ہوئی۔ یہ لوگ جلسہ سالانہ یُوکے میں شامل ہوتے رہے لیکن بدقسمتی سے مقامی مُلّاں کے دباؤ اور منفی پراپیگنڈا کی وجہ سے یہ ثابت قدم نہ رہ سکے۔

اپریل 1996ء میں ایک تبلیغی پروگرام کے تحت نذیر احمد صاحب کو سلووینیا بھجوایا گیا۔ ایک ہفتہ کے دوران وہاں دس تبلیغی مجالس ہوئیں۔ اور سوال و جواب کے پروگرام ہوئے۔ اس موقع پر 22 افراد پر مشتمل پانچ فیملیز کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی۔

خدام الاحمدیہ جرمنی کے اجتماع کے موقع پر Slovenia جماعت کے چند نَو احمدی دوست جرمنی آئے اور حضور رحمہ اللہ کو اپنے ملک کا جھنڈا پیش کیا اور اجتماعی بیعت میں بھی شامل ہوئے۔

سال 2000ء اور 2001ء میں نذیر احمد صاحب کی سلووینیا کے دوسرے بڑے شہر Maribor میں تبلیغی کاوشوں سے کافی تعداد میں مسلمان گھرانوں سے تعلق رکھنے والے لوگ جماعت احمدیہ میں شامل ہو گئے۔ ان میں سے بہت سے لوگ بسوں میں قافلوں کی صورت میں جلسہ سالانہ جرمنی میں بھی شامل ہوتے رہے۔

....

بوسنیا

(BOSNIA)

بوسنیا کے بعض پرانے اخبارات سے پتہ چلا ہے کہ 1930ء میں یہاں احمدیت کا تعارف پہنچا اور بعض رسائل نے اس زمانہ میں کافی مثبت طور پر جماعت کا ذکر کیا۔ اس کے بعد کے بعض رسائل میں جو 1937ء کے ہیں حضرت مولانا محمد دین صاحب کا ذکر ملتا ہے کہ وہ بلغراد میں احمدیت کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ یہ ذکر مثبت اور منفی دونوں طور پر پایا جاتا ہے۔ یہاں کے حالات کی بنا پر مولانا محمد دین صاحب کو جلد ہی یوگوسلاویہ سے واپس جانا پڑا۔ ایک لمبے عرصہ تک ایسی کوئی صورت نہ بنی کہ جماعت یہاں مبلغ بھجواتی یا پیغام بھجواتی۔

6/اپریل 1992ء کو دنیا نے بوسنیا کو ایک آزاد ملک کی حیثیت سے قبول کیا تو یہاں جنگ چھڑ گئی۔ اس جنگ میں قریباً دو لاکھ مسلمانوں کو قتل کیا گیا اور کئی لاکھ نے یہاں سے ہجرت کی۔ یہ مہاجرین جب دوسرے یورپی ممالک میں گئے تو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ارشادات کی بنا پر جہاں تک ہو سکا احمدیوں نے ان مظلوموں کی خدمت کی۔ بوسنیا میں جاری جنگ 1995ء کے آخر میں اختتام پذیر ہوئی۔ تب جماعت نے یہاں مشن کھولنے کا فیصلہ کیا۔ 28/ستمبر 1996ء کو مرکزی مبلغ نے بوسنیا میں تزلہ (Tuzla) کے قریب ایک چھوٹے سے شہر غراچانقہ (Gračanica) میں ایک چھوٹے سے مکان سے کام کا آغاز کیا۔ پھر اکتوبر 1997ء سے سرائیوو سے کام کا آغاز ہوا۔

25/مارچ 2002ء کو جماعت نے مشن ہاؤس کے طور پر ایک عمارت خریدی۔ یکم مارچ 2003ء سے اس مشن سے باقاعدہ کام شروع ہو گیا۔ اس کا نام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے 'مسجد بیت السلام' رکھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بوسنین زبان میں بہت سا لٹریچر تیار ہو کر طبع ہوا۔

اپریل 2003ء یعنی دورِ خلافتِ رابعہ کے اختتام تک اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس ملک کے 2/صوبوں میں 5/جماعتیں قائم ہو چکی تھیں۔ اور اندازاً 100/احمدی یہاں موجود تھے۔ نیز یہاں کی مقامی زبان میں ہزاروں کی تعداد میں لٹریچر تیار ہو کر طبع ہو چکا تھا۔

....

قرغیزستان

(KYRGYZSTAN)

جمہوریہ قرغیزستان وسطی ایشیا میں واقع ایک ترک نژاد مسلمان ریاست ہے۔اس کے شمال میں قازخستان، مغرب میں ازبکستان، جنوب میں تاجکستان اور مشرق میں چین واقع ہیں۔اس کا دارالحکومت بشکیک ہے۔ 1919ء سے یہاں سوویت دَور شروع ہوا جو 31 اگست 1991ء میں جمہوریہ قرغیزستان کی آزادی کے ساتھ اپنے اختتام کو پہنچا۔

جولائی 1995ء میں ازبکستان سے مبلغ سلسلہ حافظ ظہور احمد مدثر صاحب قرغیزستان تبلیغ کے لئے پہنچے۔ان کے ساتھ ایک اوراحمدی بزنس مین مکرم نعیم اللہ خان صاحب بھی ازبکستان سے یہاں آئے۔اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور تھوڑے ہی عرصہ میں دس افراد نے بیعت کی توفیق پائی۔مکرم حافظ ظہور احمد مدثر صاحب کے عرصہ قیام 1995ء تا 2006ء کے دوران ہی باقاعدہ جماعت کا قیام عمل میں آیا۔ چنانچہ بشکیک شہر میں کرایہ پر ایک عمارت حاصل کر کے تبلیغی مرکز قائم کیا گیا۔مکرم حافظ ظہور مدثر صاحب 2006ء میں پاکستان واپس تشریف لے گئے۔

خلافت رابعہ کے دَور میں مکرم حافظ ظہور مدثر صاحب کے علاوہ دیگر چند مبلغین کو بھی قرغیزستان کی مختلف جماعتوں میں خدمت کی توفیق ملی۔مکرم بشارت احمد شاہد صاحب جون 1997ء میں ازبکستان سے قرغیزستان کے شہر اوش تشریف لے گئے۔ 1997ء تا جولائی 2002ء اوش میں رہے۔جولائی 2002ء تا 2009ء تک قرغیزستان کے دوسرے شہر کاراکول میں خدمت کی توفیق پائی۔2009ء تا 30 اپریل 2012ء تک بشکیک میں رہے۔30 اپریل 2012ء کو پاکستان واپسی ہوئی۔

مکرم ملک طاہر حیات صاحب ستمبر 1998 کو ازبکستان سے قرغیزستان کے شہر اوش تشریف لائے۔ستمبر 1998 تا اگست 2003 اوش میں رہے۔

مکرم ارشد محمود ظفر صاحب کی اکتوبر 1998ء میں ازبکستان سے قرغیزستان کے شہر اوش آمد ہوئی۔ اکتوبر 1998ء تا اپریل 2006ء اوش میں قیام رہا۔

• •

کروشیا

(CROATIA)

کروشیا میں **1997**ء میں احمدیت کا پودا نصب ہوا اور اُن کے نمائندے جلسہ سالانہ یُو کے میں شمولیت کے لئے تشریف لائے۔

یہ ملک سابقہ یوگوسلاویہ کی ایک آزاد شدہ ریاست ہے۔ یہاں سے ہجرت کر کے جرمنی میں آئی ہوئی ایک کروشین فیملی نے بیعت کی۔ بعد ازاں یہ فیملی واپس کروشیا چلی گئی۔ اورانہوں نے پیغام بھجوایا کہ ہم سے رابطہ کریں اور تبلیغی پروگرام بنائیں۔ چنانچہ جرمنی سے ایک تبلیغی وفد کو کروشیا بھجوایا گیا۔ اللہ کے فضل سے وہاں پر 18 بیعتیں حاصل ہوئیں اور جماعت کا قیام عمل میں آیا۔

....

نکاراگووا

(NICARAGUA)

1998ء میں نکاراگوا میں جماعت احمدیہ کا قیام عمل میں آیا۔ یہ ملک گوائٹے مالا کے ماتحت ہے۔ جماعت گوائٹے مالا کی طرف سے اس ملک کے دورہ جات کئے جاتے ہیں۔

اس ملک میں احمدیت کا پودا لگنے کا واقعہ بڑا دلچسپ ہے۔ محمد اکرم عمر صاحب مبلغ گوائٹے مالا نے اپنی رپورٹ 19 جولائی 1998ء میں لکھا کہ اس ملک میں احمدیت کا پودا اس طرح لگا کہ نکاراگووا سے ایک فیملی ذریعہ معاش کی تلاش میں 1996ء میں گوائٹے مالا آئی۔ فیملی کے سربراہ Diego Manuel Cordoba کے اسلام قبول کرنے کا واقعہ بڑا دلچسپ ہے جو انہوں نے خود سنایا ہے اور لکھ کر بھی دیا ہے۔

لکھتے ہیں: گوائٹے مالا آنے سے پہلے میں ایک کافر تھا۔ میرا کوئی دین ایمان نہ تھا۔ خدا کا تو قائل تھا لیکن مذہب میں تضادات کو پا کر متنفر تھا۔ (دوسری طرف ذریعہ معاش کی فکر مندی بھی تھی)۔

ایک دن ایک عورت نے مجھے ناحق پریشان کیا اور بہت تکلیف پہنچائی۔ میں نے خدا کے حضور رو رو کر دعا کی کہ میرے دل میں اس کے خلاف کوئی نفرت پیدا نہ ہو۔ اس وقت مجھے احساس ہوا کہ میں خدا سے دعا تو مانگ رہا ہوں لیکن میرا کوئی مذہب نہیں۔ تب میں نے معاً یہ دعا کی کہ خدایا مجھے سچائی کا نور عطا کر۔ اور تو خود مجھے سیدھی راہ دکھا۔ اگلے دن ایک کام کی غرض سے میں عبدل (احمدی دوست) سے ملا۔ باتوں باتوں میں اس نے مجھ سے اسلام کا ذکر کیا۔ میں نے دل میں سوچا یہ بھی کوئی مذہبی پاگل ہوگا۔ لیکن جوں جوں اس نے خدا کی وحدانیت اور اسلام کی معقول تعلیم کی وضاحت کی مجھے اس میں دلچسپی پیدا ہوگئی اور چند دن بعد میرا دل اسلام قبول کرنے کے لئے تیار تھا۔ میرے تمام شکوک رفع ہو چکے تھے۔ امام صاحب نے میرے بعض سوالات اور شکوک کا معقول جواب دے کر مجھے مطمئن کر دیا۔

یہ دوست اللہ کے فضل سے مخلص احمدی ہیں۔ تبلیغ بھی کرتے ہیں۔ بعد ازاں ان کی بیوی اور دو بچوں نے اسلام قبول کر لیا۔ ایک بیٹا نکارا گووا میں ہے اور باقی فیملی گوائٹے مالا میں ہے۔ ان کا اسلامی نام عابد رکھا گیا۔ انہوں نے 13 ستمبر 1996ء میں بیعت کرنے کی سعادت پائی۔ گوائٹے مالا میں تربیت حاصل کرنے کے بعد نکارا گووا واپس جا کر فریضہ تبلیغ ادا کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ مگر زندگی نے وفا نہ کی اور 29 جولائی 1998ء کو ٹریفک کے ایک حادثہ میں وفات پا گئے۔ اِنَّا للہ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُون۔

حادثہ میں ان کی اہلیہ بھی شدید زخمی ہوئیں اور صحت یاب ہونے کے بعد واپس اپنے ملک نکارا گووا چلی گئیں اور اپنے عزیز و اقارب و ماحول میں اشاعت اسلام کا فریضہ انجام دیتی رہیں۔ نکارا گووا میں 6 بیعتیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے عطا فرمائیں۔

....

مایوٹ آئی لینڈ
(MAYOTTE ISLAND)

سال 1998ء میں Mayotte Island میں احمدیت کا نفوذ ہوا۔ ماریشس سے داعیان الی اللہ مایوٹ آئی لینڈ کا دورہ کرتے رہے۔ مکرم نسیم تیجو صاحب اور مکرم امین جواہر صاحب دورہ کرنے والوں میں شامل تھے۔ تبلیغ کے نتیجہ میں چند افراد بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہوئے۔ جن میں ابوشیہابی صاحب، ابراہیم صاحب، سلیم سدی صاحب اور عبداللہ جاجا صاحب، سراج الدین صاحب، ریجاروصاحب شامل تھے۔ ابراہیم صاحب پہلے صدر جماعت مایوٹ آئی لینڈ مقرر ہوئے۔

....

چیک ری پبلک
(CZECK REPUBLIC)

سال **1999**ء میں جماعت احمدیہ جرمنی کے ذریعہ ملک چیک ری پبلک میں جماعت کا قیام اس طرح عمل میں آیا کہ یہاں چند پاکستانی احمدی نوجوان اور فیملیز آ کر آباد ہوئیں اور ان کو باقاعدہ منظّم کر کے نظام جماعت قائم کیا گیا۔

....

سلووک ری پبلک
(SLOVAK REPUBLIC)

1999ء میں جماعت جرمنی کے ذریعہ سلووک ری پبلک میں جماعت کا قیام عمل میں آیا۔ یہاں بھی مختلف جگہوں سے چند احمدی نوجوان آ کر آباد ہوئے جن کو باقاعدہ منظّم کر کے جماعت قائم کی گئی۔

....

لیسوتھو

(LESOTHO)

برّ اعظم افریقہ کے اس ملک میں جماعت احمدیہ ساؤتھ افریقہ کی تبلیغی مساعی سے **1999**ء میں احمدیت کا نفوذ ہوا۔

2002ء میں جامعہ احمدیہ گھانا سے تربیت یافتہ معلم کی تقرری یہاں پر ہوئی جنہوں نے Thaba Bosiu ٹاؤن میں کرایہ کا مکان لے کر کام کا آغاز کیا۔ یہ وہ گاؤں ہے جہاں سے جماعت کی ابتدا ہوئی تھی۔ رہائش کے علاوہ نماز کے لئے علیحدہ جگہ کرایہ پر لی اور تبلیغ و تربیت کے کام کو تیز کیا گیا۔ اُن کی کوشش سے مقامی جماعت کے علاوہ دو اور جگہوں Thaba Khufa اور Maseru شہر میں ابتدائی چھوٹی جماعتیں قائم ہوئیں۔ ان تین جماعتوں میں 50 رسے زائد تجنید تھی۔ نئے احمدیوں کو مالی قربانی کے نظام سے متعارف کروایا گیا۔

....

ایکواڈور

(ECUADOR)

1999ء میں ایکواڈور (Ecuodor) میں احمدیت کا نفوذ اس طرح ہوا کہ کینیڈا میں ایکواڈور کے ایک دوست [FERNANDO ASTUDILLO] نے احمدیت قبول کی تھی جن کا اسلامی نام ناصر احمد رکھا گیا۔ انہوں نے جلد جلد اخلاص میں ترقی کی۔ یہ اپنے عزیزوں سے ملنے ایکواڈور گئے اور ان کی دعوت الی اللہ کے نتیجہ میں خدا کے فضل سے اُن کے کٹر رومن کیتھولک خاندان میں سے پانچ افراد نے اسلام قبول کرلیا۔

....

سنٹرل افریقن ری پبلک

(CENTRAL AFRICAN REPUBLIC)

اس ملک میں جماعت کا قیام بینن (Benin) جماعت کی تبلیغی کوششوں کے نتیجہ میں **2000ء** میں ہوا۔ انہوں نے ایک علاقہ کا انتخاب کر کے کام شروع کیا۔ رابطے کر کے لٹریچر تقسیم کیا اور متعدد تبلیغی مجالس کا انعقاد کیا۔ اس کے نتیجہ میں 62 بیعتیں عطا ہوئیں۔ جن میں ایک مسجد کے امام بھی شامل ہیں۔ بعد ازاں یہاں بینن سے معلّمین دورہ کرتے رہے۔ پھر یہاں ایک عرصہ تک سول وار (Civil War) جاری رہی۔ اس کے بعد حالات بہتر ہونے پر یہاں باقاعدہ مرکزی مبلغ کا تقرر ہوا اور ایک عمارت حاصل کر کے باقاعدہ جماعتی سنٹر قائم کیا گیا۔

....

ساؤٹومے

(SAO TOME)

نومبر **1999ء** میں امیر صاحب بینن نے ایک مقامی معلم کے ساتھ اس ملک کا دورہ کیا۔ وہاں پہنچ کر مختلف لوگوں سے رابطے کئے جن میں مسلمان اور عیسائی شامل تھے۔ باوجود کوشش کے تبلیغی پروگراموں میں اُس وقت کامیابی نہ ہوسکی۔ **2000ء** میں یہاں جماعت کا نفوذ ہوا۔

یہاں سب سے پہلے احمدی کا نام ابراہیم ہے۔ مزید تبلیغی پروگراموں کے نتیجہ میں ابراہیم صاحب کے ساتھیوں نے بھی احمدیت قبول کر لی۔ یہاں کُل دس بیعتیں ہوئیں اور باقاعدہ صدر کا تقرر کر کے نظام جماعت قائم کر دیا گیا۔

....

سیشلز

(SEYCHELLES)

اکتوبر **1999**ء میں سیشلز سے پانچ افراد پر مشتمل ایک فیملی نے ماریشس میں احمدیت قبول کی اور واپس آ کر جماعتی وفد بھجوانے کی درخواست کی۔ ماریشس سے ایک داعی الی اللہ دورہ پر گئے۔ ان کے وہاں قیام کے دوران مزید بیعتیں ہوئیں اور اللہ کے فضل سے جماعت باقاعدہ رجسٹرڈ ہو گئی۔ بعدازاں ماریشس سے مبلغین مسلسل یہاں کے دورے کرتے رہے اور کام کو مزید آگے بڑھایا۔

....

سوازی لینڈ

(SWAZILAND)

فروری **2000**ء میں ساؤتھ افریقہ جماعت کے تبلیغی وفد نے اس ملک کا دورہ کیا۔ علاقہ HLATIKULU کا انتخاب کر کے وہاں تبلیغی مجالس منعقد کیں اور سوال و جواب ہوئے۔ علاقہ کے چیف بھی ان پروگراموں میں شامل ہوئے۔ ایک مجلس کے آخر پر پانچ افراد نے احمدیت میں داخل ہونے کا اعلان کیا۔ ان میں چیف کے دولڑکے اور تین اور نوجوان شامل ہیں۔

سوازی لینڈ میں ساؤتھ افریقہ سے مزید وفد تبلیغ کے لئے جاتے رہے جس کے نتیجہ میں HLATIKULU (ھلاٹی کولو) گاؤں میں جہاں سے ابتدا ہوئی تھی چھوٹی سی جماعت بن گئی اور چیف نے بھی بعد میں بیعت کر لی اور سڑک کے کنارے 40 X 50 مربع میٹر جگہ جماعت کو مسجد کی تعمیر کے لئے دے دی۔ اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی منظوری سے 2002ء میں غانا سے ایک معلم یہاں مقرر ہوئے جنہوں نے ابتدائی احمدیوں کی تربیت کا کام شروع کیا۔ آہستہ آہستہ احمدیوں کی تعداد یہاں 28 رہو گئی۔

....

بوٹسوانا

(BOTSWANA)

نومبر 1999ء میں جماعت ساؤتھ افریقہ نے پہلا وفد یہاں دورہ پر بھجوایا جس نے مختلف مقامات کا دورہ کیا، سوال وجواب کی مجالس ہوئیں۔ پھر جنوری 2000ء میں دوسرا وفد تبلیغی دورہ پر یہاں بارہ مقامات پر گیا۔ وہاں کے چیف اور مقامی باشندوں کو تبلیغ کا موقعہ ملا۔ چار دوست بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہوئے۔ تین افراد پر مشتمل ایک احمدی فیملی پہلے سے وہاں مقیم ہے۔ اس طرح سات افراد پر مشتمل وہاں باقاعدہ جماعت قائم ہوئی۔

....

نمیبیا

(NAMIBIA)

جنوری 2000ء میں ساؤتھ افریقہ جماعت نے پہلا وفد یہاں دورہ پر بھجوایا۔ الحمدللہ پہلے ہی دورہ میں نمایاں کام ہوا۔ مختلف علاقوں میں ہزاروں افراد تک احمدیت کا پیغام پہنچا۔ ملک کی چار بڑی لائبریریوں میں قرآن کریم اور دیگر اہم کتب رکھوائی گئیں۔ ایک علاقہ میں پہلی ہی تبلیغی مجلس میں ایک دوست رشید صاحب بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہوئے۔ اس کے بعد جولائی 2000ء میں ایک دوسرا وفد نمیبیا پہنچا اور تبلیغی پروگراموں اور مجالس سوال وجواب کے نتیجہ میں مزید تین افراد نے احمدیت قبول کی۔ اس طرح یہاں چار افراد پر مشتمل جماعت قائم ہوگئی۔ اس کے بعد مزید وفود بھی ساؤتھ افریقہ سے وہاں جاتے رہے اور مزید لوگوں سے رابطہ ہوا اور ایک اور دوست ابوبکر صاحب نے بھی بیعت کر لی۔

....

ویسٹرن صحارا

(WESTERN SAHARA)

سینیگال سے دو معلمین پر مشتمل وفد مئی 2000ء میں اس ملک کے تبلیغی سفر پر روانہ ہوا۔ موریطانیہ کے ریگستان میں سات دن رات کا بڑا تکلیف دِہ سفر کر کے یہ گروپ موریطانیہ کے آخری قصبہ زوعنیا (ZURIAT) اور ویسٹرن صحارا کے بارڈر کے علاقہ میں پہنچا۔ ایک معلم بیمار ہو گئے جن کو واپس آنا پڑا۔ دوسرے معلم نے اپنا پروگرام جاری رکھا اور تبلیغی مجالس منعقد کیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں کامیابی سے نوازا اور 13 افراد پر مشتمل 3 فیملیز نے احمدیت قبول کی اور یوں یہاں احمدیت کا نفوذ ہوا۔

....

جبوتی

(DHIBOUTI)

یہ ملک کینیا جماعت کے سپرد کیا گیا تھا۔ کینیا نے یہاں تبلیغی وفود بھجوائے۔ سال 2000ء میں معلّم UTHUMAN MWAVYOMBO اور معلّم ابراہیم دارا GUYE نے یہاں کا دورہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے تبلیغی پروگراموں میں برکت ڈالی اور یہاں 50/افراد کو جماعت میں شامل ہونے کی توفیق ملی۔ اس طرح یہاں احمدیت کا نفوذ ہوا۔ محمد عبدالرحمٰن صاحب صدر جماعت اور حسن عمر صاحب سیکرٹری تبلیغ مقرر ہوئے۔

....

اریٹریا

(ERITREA)

برّاعظم افریقہ کا یہ ملک بھی کینیا جماعت کے سپرد کیا گیا تھا۔ کینیا سے دو معلمین عثمان MWAVYOMBO اور ابراہیم دارا GUYE صاحب نے اس ملک کے دورے کئے۔ سال

2000ء میں JOBAT نامی گاؤں میں یکصد کے قریب افراد کو جماعت احمدیہ میں شامل ہونے کی توفیق ملی۔ یوسف ابراہیم صاحب صدر جماعت اور احسان ابوبکر صاحب سیکرٹری تبلیغ مقرر ہوئے۔

....

کوسووو

(KOSOVO)

سال **2000**ء میں جماعت احمدیہ جرمنی کی تبلیغی مساعی کے نتیجہ میں 21 افراد نے بیعت کرنے کی توفیق پائی اور جماعت کا قیام عمل میں آیا۔ اب (2019ء) اللہ کے فضل سے یہاں تین جماعتیں قائم ہیں۔ مرکزی مسجد اور مشن ہاؤس بھی ہے اور ایک مرکزی مبلغ اور لوکل معلّم بھی کام کر رہے ہیں اور جماعت مسلسل بڑھ رہی ہے۔

....

موناکو

(MONACO)

یکم جون **2000**ء کو فرانس سے چار داعیانِ الی اللہ پر مشتمل قافلہ اس ملک کے دورہ پر روانہ ہوا۔ موناکو میں قیام کے دوران مختلف لوگوں سے تبلیغی رابطے کئے اور پیغام حق پہنچایا۔ اپنا لٹریچر اور ہوٹل کا ایڈریس تقسیم کیا۔ صبح نماز فجر تک وہاں پر آنے والے لوگوں سے گفت وشنید جاری رہی۔ نماز فجر کے بعد ان میں سے دو افراد خدا کے فضل سے اسلام احمدیت قبول کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ پھر ان کے گھروں میں تبلیغی نشست منعقد کی گئی اور پانچ افراد پر مشتمل ایک فیملی نے بیعت کر لی اور یُوں موناکو میں جماعت کا قیام عمل میں آیا۔

....

اندورا

(ANDORRA)

جماعت احمدیہ فرانس کی طرف سے یکم جولائی **2000**ء کو چار افراد پر مشتمل وفد اس ملک کے تبلیغی دورہ پر روانہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے دو مساجد کے اماموں سے رابطہ ہوا۔ اُن میں سے ایک امام پروفیسر ہیں اور دوسرے ایک مقامی تنظیم کے صدر بھی ہیں۔ اُن کے ذریعہ تبلیغی پروگرام منعقد ہوئے۔ سوال و جواب کی پہلی مجلس پانچ گھنٹے جاری رہی۔ اگلے روز دو گھنٹے تک تبلیغی مجلس اور سوال و جواب کا پروگرام ہوا۔ اس کے بعد لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ اسی روز شام کو دونوں امام ہوٹل آئے اور کہا کہ آپ ہماری بیعت لے لیں۔ ہم احمدیت میں داخل ہونا چاہتے ہیں۔ انہوں نے مزید بیعت فارم بھی لئے اور کہا کہ اب ہم احمدیت کے پیغام کو آگے پہنچائیں گے۔ اس طرح اس ملک میں جماعت کا قیام عمل میں آیا۔

....

وینیزویلا

(VENEZUELA)

گیانا میں وینزویلا سے آئے ہوئے ایک دوست سیف الدین نامی نے بیعت کی جو دس سال وینزویلا میں مقیم رہ چکے تھے اور وہاں کی زبان پر بھی ان کو پورا عبور حاصل تھا۔ **2001**ء میں یہ صاحب گیانا کے مبلغ الحسن بشیر صاحب کے ساتھ وینزویلا کے سفر پر روانہ ہوئے اور اس سفر کے دوران پچیس افراد کو قبول احمدیت کی توفیق ملی۔

اپریل 2003ء یعنی دور خلافت رابعہ کے اختتام تک اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس ملک کے دارالحکومت کراکس (Caracus) میں جماعت قائم ہو چکی تھی۔ بعد میں گیانا سے مبلغین نے اس ملک کے مزید دورے کئے۔

....

قبرص
(CYPRUS)

2001ء میں جماعت احمدیہ ترکی اور جماعت احمدیہ جرمنی کی تبلیغی مساعی سے یہاں درج ذیل افراد بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں شامل ہوئے اور یوں جماعت کا آغاز ہوا۔مکرم Hassane Mahamat صاحب ، Mustafa Los صاحب ، Abdullah Bani صاحب، Sahin Taha صاحب، Sahin Nuray صاحب، Sahin Hasan صاحب، Sahin Sirvan صاحب، Sahin yonca صاحب، Esat Dundar صاحب، Esref Mehmet صاحب ، Niyazi Fellahoglu صاحب، Halit Mahmut صاحب، Arslan Turan صاحب، Tidin Hakan صاحب، Koc Yusuf صاحب، Yavas Emre صاحب، Eroglu Seckin صاحب۔

بعدازاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہاں باقاعدہ نظام جماعت قائم کیا گیا اور یہاں مجلس عاملہ کا قیام بھی عمل میں آیا۔ یونان کے مبلغ سلسلہ عطاء النصیر صاحب نے بھی اس ملک کا دورہ کیا اور جماعت کو منظّم کیا۔

....

مالٹا
(MALTA)

2001ء میں اس ملک میں جماعت احمدیہ جرمنی کو احمدیت کا پودا لگانے کی توفیق ملی۔ یہاں انہوں نے دو تبلیغی وفود بھجوائے جنہوں نے مالٹا پہنچ کر سات مختلف شہروں میں تبلیغی میٹنگز کیں اور لٹریچر تقسیم کیا۔ ملک کی بڑی لائبریریوں میں لٹریچر رکھوایا۔ یہاں تبلیغی پروگراموں کے دوران اللہ کے فضل سے چار افراد کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی۔

مالٹا بحیرہ رُوم (Mediterranean Sea) کے عین وسط میں واقع ہے۔ اس کے شمال میں

93 کلومیٹر دور سسلی (اٹلی) مغرب میں 350 کلومیٹر طرابلس (لیبیا) واقع ہیں۔ مالٹا تیونس کے مشرق میں 290 کلومیٹر دور ہے۔

مالٹا کے چاروں طرف پانی ہی پانی ہے اور سب سے قریب ترین خشکی کا علاقہ سسلی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا الہام "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" بڑی شان سے پورا ہو چکا ہے اور جہاں زمین کے کناروں تک امام الزمان کا پیغام پہنچ چکا ہے وہیں پر سمندروں اور پانیوں کے درمیان واقع آبادیاں بھی اس پیغام سے سیراب ہو رہی ہیں۔

مالٹا پانچ جزیروں مالٹا، گوزو، کومینو، کومینوٹو اور فلفلا پر مشتمل ایک چھوٹا سا ملک ہے تاہم کومینوٹو اور فلفلا نہایت چھوٹے ہیں اور وہاں پر لوگ رہائش نہیں رکھتے۔ مالٹا کی زیادہ آبادی دو جزیروں مالٹا (Malta) اور گوزو (Gozo) میں ہے۔ مالٹا کی کل آبادی چار لاکھ دس ہزار نفوس پر مشتمل ہے۔ اس چھوٹے سے ملک کا کل رقبہ 316 مربع کلومیٹر ہے۔ مالٹا کا دارالحکومت والیٹا (Valletta) ہے۔

روزنامہ الفضل ربوہ مؤرخہ یکم جنوری 2003ء کے مطابق 27 جولائی 1955ء کو مالٹا کے ایک انجینئر نے لندن میں حضرت مصلح موعودؓ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اور اس طرح مالٹا میں جماعت کی بنیاد رکھی گئی۔

مالٹا میں جماعت کے تعارف سے متعلق جماعت احمدیہ جرمنی کے صد سالہ خلافت جوبلی سوونیئر کے صفحہ نمبر 282 پر ایک مختصر رپورٹ شائع شدہ ہے۔ اس کے مطابق جرمنی سے مکرم منیر احمد منور صاحب مربی سلسلہ اور مکرم نعیم احمد صاحب نے مالٹا جا کر تبلیغ کا کام شروع کیا اور وہاں احمدیت کا پودا لگایا۔ اس کی آبیاری کے لئے جرمنی سے واقفین عارضی مکرم افتخار احمد بھٹی صاحب، مکرم ایاد عودہ صاحب اور مبلغین سلسلہ مکرم ڈاکٹر عبد الغفار صاحب اور مکرم عبد الباسط طارق صاحب نے دورہ جات کئے۔ انہوں نے کتب کے اسٹال لگائے، افراد سے انفرادی ملاقاتیں کیں۔

مالٹا میں جماعت احمدیہ کی باقاعدہ رجسٹریشن مؤرخہ 13 نومبر 2003ء کو ہوئی۔

....

آذر بائیجان

(AZERBAIJAN)

جرمنی سے تبلیغی وفود آذر بائیجان جاتے رہے۔ انہوں نے وہاں مختلف لوگوں سے رابطے کئے اور سوال وجواب کی مجالس ہوئیں۔ سال 2001ء میں جرمنی سے مکرم محمد جلال شمس صاحب مبلغ سلسلہ نے اس ملک کا دورہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے کامیابی عطا فرمائی اور اس دورہ کے دوران اُن کو 51 بیعتیں عطا ہوئیں اور اس طرح آذر بائیجان میں جماعت کا نفوذ ہوا۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے آذر بائیجان میں باقاعدہ ایک مرکزی مبلغ کا تقرر ہو چکا ہے۔ مقامی ریڈیو، TV پر پروگرام بھی نشر ہوتے ہیں اور مقامی زبان میں کتب کے تراجم کا کام بھی جاری ہے۔

....

مالدووا

(MALDOVA)

سال 2002ء میں اس ملک میں جماعت احمدیہ جرمنی کے ذریعہ احمدیت کا نفوذ ہوا۔ مجلس انصار اللہ جرمنی نے یہاں تبلیغ اور احمدیت کے قیام کے سلسلہ میں خصوصی مساعی کرنے کی توفیق پائی۔

....

کیوبا

(CUBA)

اِس ملک میں احمدیت کا آغاز 2003ء میں دہلی (انڈیا) کے ایک دوست مفیض الاسلام صاحب کے ذریعہ ہوا۔ یہ اپنے کام کی غرض سے وہاں گئے اور دورانِ قیام تبلیغی رابطے کیے اور مرکز کو ان لوگوں کے ایڈریسز بھجوائے۔ چنانچہ اِن ایڈریسز پر سپین مشن کے ذریعہ سپینش زبان میں لٹریچر بھجوایا گیا اور

اِن لوگوں سے مسلسل رابطہ رکھا گیا اور الحمدللہ وہاں کے دارالحکومت ہوانا (Hawana) میں 14 افراد بیعت فارم پُر کر کے جماعت میں شامل ہوئے۔ بعدازاں گوائیٹے مالا سے مرکزی مبلغ اس ملک کے دورے کرتے رہے۔

....

زائر

(ZAIRE)

قدرتی وسائل سے مالا مال ملک زائر (ZAIRE) موجودہ عوامی جمہوریہ کونگو (DEMOCRATIC REPUBLIC OF CONGO) سینٹرل افریقہ کا ایک وسیع وعریض اور نہایت اہم ملک ہے۔عوامی جمہوریہ کونگو کا دارلحکومت کنشاسا، دنیا کا سب سے بڑا فرنچ بولنے والا شہر ہے۔ یہ شہر دریائے کونگو پر واقع ہے۔موجودہ عوامی جمہوریہ کونگو، جو پہلے زائر کہلاتا تھا، کی سرحدیں نو ممالک کے ساتھ لگتی ہیں۔مشرق میں تنزانیہ، برونڈی، روانڈا، یوگنڈا، اور شمال میں ساؤتھ سوڈان، ری پبلک آف سینٹرل افریقہ، مغرب میں ری پبلک آف کونگو، اور جنوب میں انگولا اور ری پبلک آف زیمبیا واقع ہیں۔اس کے علاوہ جنوب مغرب میں بحر اٹلانٹک کے ساتھ 37 کلومیٹر کی ساحلی پٹی بھی ہے۔ سات کروڑ آبادی کے ساتھ یہ دنیا کا سب سے بڑا فرنچ ملک ہے۔رقبہ کے لحاظ سے افریقہ کا دوسرا جبکہ دنیا کا گیارہواں بڑا ملک ہے۔عوامی جمہوریہ کونگو کو اس کے دارالحکومت کے نام سے کونگو کنشاسا بھی لکھا اور پکارا جاتا ہے۔کونگو میں بولی جانے والی زبانیں لنگالا، کیکونگو، چلوبہ اور سواحیلی بڑی زبانیں ہیں۔فرنچ سرکاری زبان ہے۔جبکہ دیگر بہت سی لوکل زبانیں بھی بولی جاتی ہیں۔

عوامی جمہوریہ کونگو میں جماعت احمدیہ کی ابتدا:

کونگو کے ہمسایہ ممالک تنزانیہ، یوگنڈا اور کینیا میں ایک مدت سے مشن قائم تھے اور جماعت کی طرف سے سواحیلی زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ اور دیگر لٹریچر شائع ہو کر بکثرت علاقے میں پھیل چکا تھا۔بعض علاقوں میں 50-1945 کے سالوں میں جماعت کا پیغام پہنچ چکا تھا۔تاہم 65-1960

کے عرصہ میں یہ مطبوعات ان ممالک سے اور خاص طور پر کینیا سے کونگو میں پہنچیں۔ نیز کونگو کے رہنے والوں کی ان ممالک میں آمدورفت کی وجہ سے احمدیت ان میں متعارف ہوئی۔ خط وکتابت کے ذریعہ انفرادی طور پر بھی اس علاقے میں روابط قائم ہوئے۔

اولین احمدی:

ابتدائی طور پر جماعت کا پیغام کونگو کے مشرقی علاقوں میں آیا۔ یہ سواحیلی بولنے والے علاقے ہیں۔ یہاں کینیا سے آنے والے لٹریچر کے ذریعہ پیغام پہنچا تھا۔ اسی طرح کم وبیش اسی دور (1960-65ء) میں کونگو کے سینٹر میں واقع صوبہ کسائی اورینٹل کے ڈسٹرکٹ Tshilenge تحصیل Kabeya Kamuanga کے ایک گاؤں Bena Mulombo میں ایک آدمی عیسیٰ Musumadi نے جو نیروبی کینیا سے ہو کر آیا تھا لوگوں کو اسلام کا پیغام دینا شروع کیا۔ لیکن عیسائی چرچ کی طرف سے عوام میں اسلام مخالف پروپیگنڈا بہت زیادہ ہونے کی وجہ سے لوگ اسلام سے بہت خائف تھے۔ مکرم عیسیٰ صاحب اپنے گھر والوں کے ساتھ اپنے گھر میں ہی نماز ادا کرتے رہے۔

1960-61ء میں آپ کے پوتے ابراہیم Kanku نے بھی احمدیت قبول کر لی۔ مزید معلومات کے لئے تنزانیہ مشن کے ساتھ رابطہ میں رہے اور وہاں سے واپسی پر اپنے احمدی بھائیوں کے ساتھ مل کر جھیل Munkamba کے گاؤں Bena Mulombo میں ایک احمدی کیمپ کی بنیاد رکھی جس کا نام انہوں نے Rabwah Munkamba رکھا۔

1968-70ء میں صوبہ کسائی اوکسی ڈینٹل کے ایک مسلمان عثمان بادی نے بانتو (Usman Badi Ne Bantu) نے احمدیت قبول کر لی۔ یہ کسائی اوکسی ڈینٹل کی تحصیل Dimbelenge (جم بے لینگے) میں رہتے تھے۔ ان کو جماعت کا پیغام کینیا سے آنے والے ایک اخبار یا رسالے Mapenzi Ya Mungu (محبت الٰہی) کے ذریعہ ملا۔ یہ اخبار ان کی ایک بہن کے ذریعہ ان تک پہنچا تھا جس کی روانڈا میں شادی ہوئی تھی لیکن کینیا آتی جاتی رہتی

تھی۔ اس رسالے سے حاصل ہونے والی معلومات کو انہوں نے مکرم یوسف Kabasuasua صاحب تک پہنچایا تو انہوں نے بھی احمدیت کو قبول کر لیا۔ پھر یہ دونوں احباب Kananga کے مکرم ابرہیم Batubiabia کے پاس گئے۔ انہوں نے بھی پیغام حق کو قبول کر لیا۔ ان لوگوں نے رسالے پر دیئے گئے ایڈریس پر خط لکھا۔ اس خط کا جواب مئی 1976ء میں آیا جس کے ساتھ چند سواحیلی کتب بھی تھیں۔ ان کتب میں کسی جگہ دس شرائط بیعت بھی درج تھیں۔ انہوں نے شرائط بیعت والے حصے کو فوٹو کاپی کر کے دلچسپی رکھنے والے لوگوں کو دینا شروع کیا اور جب ایک تعداد نے بیعت کر لی تو یہ بیعت فارمز مرکز ارسال کر دیئے۔ مرکز کی طرف سے پیغام ملا کہ اپنا ایک نمائندہ چن کر اطلاع دیں۔ چنانچہ انہوں نے عثمان بادی نے بانتو' کو اپنا نمائندہ مقرر کیا اور مرکز اطلاع دی جہاں سے تقرری کا خط بھی موصول ہوا۔ احمدیت کو صوبہ کسائی اوکسی ڈینٹل میں متعارف کروانے کے لئے عثمان بادی نے بانتو صاحب نے بہت کوشش کی جس کے نتیجہ میں 1976ء میں 81 افراد نے احمدیت قبول کی۔

ابتدائی مساجد:

1978ء تک کانانگا میں مزید احمدی ہو چکے تھے۔ انہوں نے کانانگا کے نواحی گاؤں Ntambwe میں پیغام دیا تو یہاں لوگوں نے احمدیت کو قبول کر لیا۔ ان احمدیوں نے اعلانیہ تبلیغ شروع کر دی اور یہ دعا کی کہ خدا تعالیٰ پورے ملک میں احمدیت قائم کر دے اور احمدیہ مسجد قائم کرنے کا بھی فیصلہ کیا۔ جب وہاں کے چیف سے زمین کے حصول کے لئے درخواست کی گئی تو اس نے جگہ دے دی۔ مسجد کی تعمیر میں احباب جماعت نے بڑی محنت اور لگن سے کام کیا خصوصاً گیارہ آدمیوں نے خود کام کر کے کچی مسجد کی تعمیر کا کام مکمل کیا۔

کونگو کے مشرقی صوبہ Maniema (مانی اے ما) کے علاقے Karomo (کارومو) میں مکرم ادریس Kapaya صاحب نے خلافت ثانیہ کے دور میں بیعت کر لی تھی۔ پھر 1974ء میں ان کے ذریعہ مکرم حسن Mwiny Sefu صاحب نے احمدیت قبول کر لی۔ اسی طرح Maniema شہر

Kasongo کے بعض نوجوان تنزانیہ کے شہر Kianga تعلیم حاصل کرنے گئے جہاں انہیں احمدیت کے بارے میں معلومات حاصل ہوئیں۔

مکرم ادریس Kapaya صاحب نے حسن MwinySefu کو مخالفت کے پیش نظر کھلے عام تبلیغ کرنے سے منع کیا لیکن حسن MwinySefu نے احمدیت کا پیغام دوسروں کو دینا شروع کیا۔ یہاں تک کہ سُنّی مسلمانوں نے 1986ء میں حسن Mwiny Sefu سے مناظرہ کرنے کے لئے ایک وفد Karomo بھجوایا۔ اس مناظرے میں احمدیت کی فتح ہوئی اور اس کے بعد مزید بیعتیں ہوئیں۔مکرم حسن Mwiny Sefu صاحب نے اپنے خرچ پر جماعت کے متعلق مزید معلومات لینے کی خاطر تنزانیہ کا سفر کیا۔اس طرح جب انہیں کنشاسا میں امیر جماعت کے آنے کی اطلاع ملی تو کنشاسا کا سفر کیا اور مولانا صدیق احمد منور صاحب سے ملے۔یہ بات اہم ہے کہ karomo سے کنشاسا کا سفر آج بھی آسان نہیں ہے اور اُس زمانے میں بھی مشکل تھا۔دو ہزار کلومیٹر دُور سے کنشاسا آنا آسان کام نہیں تھا۔اس کے لئے ہمت کے علاوہ وسائل بھی درکار تھے۔ اس خدا کے بندے نے ان اسفار کے لئے یہ رقم کیسے اکٹھی کی اور کتنی قربانی کی، یہ خدا تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ بہرحال یہ غیر معمولی قربانی تھی۔کنشاسا سے واپس جا کر مکرم حسن MwinySefu نے تبلیغی سرگرمیاں مزید تیز کر دیں اوران کی کوششوں کے نتیجے میں مزید دس گاؤں میں جماعت قائم ہوگئی۔

1981ء میں کانانگا کے علاقے میں احمدیوں کا جینا دُوبھر کر دیا گیا۔مخالفین نے یہ بات مشہور کر دی کہ احمدی خون پر لوگوں کی بیعت لیتے ہیں اور اپنے مرکز ربوہ بھجواتے ہیں۔ جب حکومت کے دفتروں میں یہ بات گردش کرنے لگی تو کانانگا کے اہم احمدی احباب کو گرفتار کر لیا گیا۔ یہ احمدی جیل میں تو صرف چار دن رہے لیکن اس دوران میں ان پر تفتیش کے نام پر لرزہ خیز مظالم توڑے گئے۔عدالت میں بیعت فارم پیش کیا گیا اور جماعت کا تعارف کروایا گیا تو ان احباب کو چار دن بعد رہا کر دیا گیا۔ یہ گرفتاریاں بعد میں بھی مختلف اوقات میں ہوتی رہیں۔

مقامی احمدیوں کی طرف سے زائر میں مبلغ بھجوانے کی درخواستیں مرکز بھجوائی جا رہی تھیں۔ چنانچہ مختلف اوقات میں بعض مرکزی مبلغین کو زائر کا دورہ کرنے کی توفیق ملی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے حکم پر مولانا صدیق احمد منور صاحب ماریشس سے زائر کے دورے پر گئے۔ آپ نے ایک ماہ (2 جون تا 5 جولائی 1982ء) زائر موجودہ کونگو کنشاسا کا دورہ کیا۔ آپ کچھ دن کنشاسا ٹھہرنے کے بعد صوبہ کسائی اوکسی ڈینٹل کے صوبائی دارالحکومت Kananga (کانانگا) کے دورے پر تشریف لے گئے۔ یہاں آپ نے ایک احمدی مکرم محمد اسماعیل Mukanya (مکانیا) صاحب کے ہاں تین ہفتے قیام کیا، پھر کنشاسا گئے اور مشن کے قیام کا جائزہ لینے کے بعد واپس ماریشس چلے گئے۔ بعد ازاں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ارشاد پر زائر کے پہلے باقاعدہ مبلغ کے طور پر آپ جون 1984ء میں زائر پہنچے۔ ابتدا میں آپ کا قیام مکرم عثمان کلونجی (Kalunji) صاحب کے ہاں رہا۔ ان کے گھر سات ماہ رہ کر جماعت کی تعلیم وتربیت کی اور تبلیغی سرگرمیاں بھی انجام دیں۔ مکرم عثمان کلونجی صاحب کے تعاون اور تبلیغ سے بعض اور لوگوں نے احمدیت میں شمولیت اختیار کی۔ اس بار مولانا موصوف کی زائر آمد کے بعد سب سے پہلی بیعت کنشاسا کے ایک پروٹسٹنٹ نوجوان Mr.Nandu نے کی۔ ان کا اسلامی نام طاہر رکھا گیا۔ یہ گھر کنشاسا میں پہلا تبلیغی وتربیتی سینٹر بنا۔

1984ء کے آخر میں جماعت کی رجسٹریشن کے لئے کوشش شروع کی گئی۔ 1987ء میں دارالحکومت کنشاسا کی سٹی کونسل نے صوبہ کنشاسا میں تبلیغی سرگرمیوں کی اجازت دی۔

اپریل 1987ء میں اللہ تعالیٰ نے جماعت کو اپنے نیشنل ہیڈ کوارٹر کے لئے شہر کے ایک علاقہ میں عمارت خریدنے کی توفیق عطا فرمائی۔ یہ وہی عمارت تھی جس میں گزشتہ تین سال سے کرائے پر مشن قائم تھا۔ یہ عمارت چالیس ہزار امریکن ڈالرز میں خریدی گئی۔ احمدیہ مرکز کی خرید کے بعد جماعتی سرگرمیوں میں تیزی اور وسعت پیدا ہوگئی۔

کنشاسا میں دو سکولوں کا قیام:

قیام جماعت احمدیہ کا ایک بڑا مقصد بنی نوع انسان کی بلا امتیاز، بےلوث خدمت ہے۔ اس حوالہ سے جماعت احمدیہ زائرے نے اپنے منصوبوں کا آغاز تعلیم کے میدان سے کیا۔ ستمبر 1987ء میں

ایک پرائمری اور ایک سیکنڈری سکول کا آغاز کیا گیا۔ یہ ادارہ کنشاسا کے zone, Barumbu میں شروع کیا گیا۔ شروع میں عمارت کرایہ پر لی گئی۔ عمارت کے مالک نے کچھ عرصہ بعد جماعت احمدیہ کے کردار اور جماعت کے اعلیٰ مقاصد خدمت خلق دیکھ کر اچھی قیمت پر یہ عمارت جماعت کو فروخت کر دی۔

پرائمری سکول میں نرسری حصہ بھی تھا۔ پرائمری سکول صبح شروع ہو کر دوپہر کو بند ہو جاتا اور بعد دوپہر سیکنڈری سکول شروع ہوتا جو کہ شام تک جاری رہتا۔ آغاز میں صرف 75 طلبہ تھے۔

سکولوں کی اعلیٰ کارکردگی اور نیک شہرت کو دیکھ کر 1989ء میں وزیر تعلیم نے دونوں سکولوں کے لیے علیحدہ علیحدہ رجسٹریشن سرٹیفکیٹ جاری کئے۔ نرسری اور پرائمری سکول کا نام ''احمدیہ پرائمری اینڈ نرسری سکول'' ہے، جبکہ سیکنڈری سکول کا نام Institute Luvua ہے۔

احمدیہ کلینک کا قیام:

1987ء میں دارالحکومت کنشاسا کے Masina زون میں ایک احمدیہ کلینک کا آغاز کیا گیا۔ آغاز میں ایک لوکل ڈاکٹر کو یہ کام سپرد کیا گیا۔ کچھ وقت کے بعد نصرت جہاں سکیم کے ماتحت ماریشس کے ایک واقف زندگی ڈاکٹر مکرم ریاض امیر الدین صاحب زائر تشریف لائے۔ مکرم ڈاکٹر صاحب کی آمد زائر جماعت کی تاریخ میں اس لئے بھی اہم تھی کہ حکومت کے محکمہ صحت کے مطابق وہ زائر آنے والے پہلے ڈاکٹر تھے جو ایک مسلم تنظیم کی طرف سے زائر میں میڈیکل خدمات کے لئے باہر سے منگوائے گئے تھے۔ مکرم ڈاکٹر ریاض امیر الدین صاحب نے بہت محنت اور توجہ سے کلینک کو منظم کیا اور ان کے بے لوث جذبہ خدمت نے سارے ملک میں اس منصوبہ کو مشہور کر دیا۔

اس کلینک کے علاوہ مرکزی مشن ہاؤس میں ایک میڈیکل سینٹر ہے جو اس کلینک کی برانچ ہے اور آؤٹ ڈور سروسز (outdoor services) دیتا ہے۔

جماعت احمدیہ زائرے کی شوریٰ کا انعقاد:

جماعت احمدیہ زائر میں پہلی مرتبہ مجلس شوری کا انعقاد 18 ستمبر 1989ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ

کے نمائندہ مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید کی زیر صدارت ہوا۔ بعد میں مختلف اوقات میں کئی مرکزی نمائندگان بھی دورہ کے لئے آتے رہے۔

....

زمبابوے

(ZIMBABWE)

زمبابوے مشرقی افریقہ میں واقع ہے۔ اس کی سرحدیں زیمبیا، موزمبیق، ساؤتھ افریقہ اور سوڈسوانا سے ملتی ہیں۔

1981ء میں مکرم مولوی عبدالباسط صاحب مبلغ زیمبیا مرکز کی ہدایت پر زمبابوے گئے تا وہاں مشن قائم کرنے کے بارہ میں حالات کا جائزہ لیا جاسکے۔ زمبابوے میں ملازمت کے سلسلہ میں رہائش پذیر ایشیائی احمدیوں کے تعاون سے مکرم مولوی صاحب موصوف نے مشن کے لئے ایک مکان خریدا اور اس طرح احمدیوں کے لئے ایک مرکزی جگہ بن گئی۔

زمبابوے چونکہ سوشلسٹ ملک ہے جہاں مذہبی جماعتیں کھل کر کام نہیں کرسکتیں۔ مذہبی جماعتوں کی رجسٹریشن میں بہت سی قانونی مشکلات حائل ہیں۔ چنانچہ انفرادی رابطوں اور لٹریچر کے ساتھ ساتھ اہم مواقع پر سرکردہ شخصیتوں کو مل کر پیغام حق پہنچانے کا طریق اپنایا گیا۔ 1986ء میں غیر وابستہ تحریک میں شامل ملکوں کی کانفرنس ہرارے (Harare) میں منعقد ہوئی تو مختلف ممالک کے نمائندوں سے احباب جماعت نے ملاقات کی اور اُنہیں احمدیت کا تعارف کروایا۔

غانا سے تعلق رکھنے والے مبلغ احمدیت مکرم محمد بن صالح صاحب کو زمبابوے بھجوایا گیا جنہوں نے آٹھ ماہ تک وہاں رہ کر تبلیغ وتربیت کا کام کیا لیکن ویزا میں توسیع نہ ہونے کے باعث انہیں واپس آنا پڑا۔

....

نیوزی لینڈ

(NEW ZEALAND)

ملک نیوزی لینڈ دو بڑے جزیروں اور کئی چھوٹے جزیروں پر مشتمل ہے۔ بڑے جزائر کو شمالی اور جنوبی جزائر کہا جاتا ہے۔ اس کے قریب ترین ہمسایہ ملک شمال میں New Caledonia، فجی اور Tonga واقع ہیں جب کہ شمال مغرب میں دو ہزار کلومیٹر کے فاصلہ پر آسٹریلیا واقع ہے۔

نیوزی لینڈ کی آبادی 4.1 ملین ہے۔ یہاں کے مقامی باشندوں کو Maori کہا جاتا ہے ان کی شرح 14.7 فیصد ہے۔

اس ملک کا کل رقبہ دو لاکھ، 67 ہزار 844 مربع کلومیٹر ہے۔ عیسائیت یہاں کا سب سے بڑا مذہب ہے۔ دوسرے مذاہب میں ہندوازم، بدھ ازم اور اسلام شامل ہیں۔ یہ ملک 1841ء میں برطانوی کالونی بنا اور 1931ء میں یہ ایک مکمل آزاد ملک قرار پایا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے نیوزی لینڈ میں ایک فعال اور مستعد جماعت قائم ہے۔

نیوزی لینڈ وہ ملک ہے جس کے ایک باشندے پروفیسر کلیمنٹ ریگ (Clement Wragge) نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال سے چند روز قبل مئی 1908ء میں لاہور میں ملاقات کی سعادت حاصل کی۔

پروفیسر Lindley Wragge Clement کا تعارف یہ ہے کہ یہ غیر معمولی قابلیت اور جرأت کے حامل انسان تھے۔ آپ انگلستان میں پیدا ہوئے۔ Law Navigation Meteorology میں اعلیٰ تعلیم حاصل کی اور موسمیات اور علم ہیئت (Astronomy) کے میدانوں میں اپنا لوہا منوایا۔ آسٹریلیا میں بھی لمبا عرصہ قیام کیا۔ وہاں آپ کو ان علوم پر ایک اتھارٹی تسلیم کیا جاتا تھا۔

آپ نے ہندوستان کے سفر کے دوران 12 رمئی اور 18 رمئی 1908ء کو لاہور میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے دو بار ملاقات کی۔ اس ملاقات میں ان کے ساتھ ان کی بیوی اور چھوٹا لڑکا بھی تھا۔ پروفیسر صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے مختلف سوالات کئے۔ حضرت اقدس مسیح

موعود علیہ السلام نے ان کے جوابات عطا فرمائے جن سے آپ بیحد متاثر ہوئے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات جلد دس میں ان دونوں ملاقاتوں کا تفصیل سے ذکر ہے۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ جو اِن پروفیسر صاحب کو اپنے ساتھ لائے تھے، نے بھی اپنی کتاب ''ذکر حبیب'' میں پروفیسر Wragge کا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے ملاقات کا بڑی تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ ہندوستان کے اس سفر کے بعد پروفیسر صاحب نیوزی لینڈ چلے گئے تھے۔ بعد میں حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ سے آپ کی خط و کتابت رہی۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب پروفیسر ریگ کے بارہ میں لکھتے ہیں کہ پروفیسر بعد میں احمدی ہو گیا تھا اور مرتے دم تک اس عقیدہ پر قائم رہا اور اس کے خطوط میرے پاس آتے رہے۔

گویا یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہاں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ سے ہی احمدیت کا نفوذ ہو چکا تھا۔ 1987ء میں یہاں باقاعدہ جماعت کے قیام سے قبل مختلف ممالک سے احمدی طلباء نیوزی لینڈ میں آکر کچھ عرصہ قیام کرتے رہے۔ جن میں جلال مقبول صاحب (1980ء)، محمد اقبال صاحب (1981ء) ڈاکٹر محمد اسلم ناصر صاحب (1982ء) کے دوران یہاں رہے۔ 85-1984 کے عرصہ میں محمد اسلم ناصر صاحب نے یونیورسٹی کے شعبہ مطالعہ مذاہب کے صدر سے مل کر اسلام پر آٹھ لیکچر دیئے اور یونیورسٹی کے طلباء کو پیغام پہنچایا۔

(خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ بر موقع جلسہ سالانہ یوکے 1985ء دوسرا روز بعد دوپہر)

مئی 1987ء میں یہاں باقاعدہ جماعت کا قیام عمل میں آیا اور مکرم مبارک احمد خان صاحب اس کے پہلے صدر مقرر ہوئے۔ 19/اگست 1987ء کو جماعت کی رجسٹریشن کے لئے جسٹس ڈیپارٹمنٹ آک لینڈ میں درخواست دی گئی۔ 25/دسمبر 1987ء کو لجنہ اماء اللہ کی تنظیم قائم کی گئی۔ وسط 1988ء میں ڈاکٹر محمد سہراب صاحب نیشنل قائد خدام الاحمدیہ نیوزی لینڈ مقرر ہوئے۔ اسی سال اقبال احمد خان صاحب نیشنل زعیم انصار اللہ مقرر کئے گئے۔

اسی عرصہ کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی منظوری سے 'پیامِ امن' کے نام سے جماعتی رسالہ کا آغاز ہوا۔

1989ء کے ایک خطبہ جمعہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے احمدیوں کو نمازِ جمعہ باقاعدہ ادا کرنے کا ارشاد فرمایا تھا۔ چونکہ جماعتِ احمدیہ نیوزی لینڈ کے پاس اس وقت تک کوئی مسجد نہ تھی اس لیے فوری طور پر اس ارشاد کی تعمیل میں سینٹرل آک لینڈ کے علاقہ میں محترم محمد طاہر صاحب کی رہائشگاہ پر اور جنوبی آک لینڈ کے علاقہ میں محترم مبارک احمد خان صاحب کی رہائشگاہ پر باقاعدگی سے نمازِ جمعہ کی ادائیگی ہوتی رہی۔ جبکہ دیگر جماعتی تقریبات مثلاً جلسہ سالانہ و سالانہ اجتماعات وغیرہ کے لیے Aorere College جنوبی آک لینڈ یا دیگر جگہوں مثلاً کونسل ہال وغیرہ میں انتظام کیا جاتا۔

مسجد بیت المقیت

جماعت احمدیہ کا مرکز ''بیت المقیت'' نیوزی لینڈ کے دارالحکومت Auck Land کے علاقہ Manurewa میں واقع ہے۔ اس کا رقبہ 1.5 ایکڑ ہے مقامی جماعت نے یہ جگہ 1998ء میں خریدی تھی۔ یہاں ایک بڑے ہال کے علاوہ مشن ہاؤس، گیسٹ ہاؤس، دفاتر، لائبریری اور جماعتی تقریبات کے لئے کچن وغیرہ موجود ہیں۔ ہال کے دو حصے ہیں۔ ایک حصے میں مرد اور دوسرے حصہ میں مستورات نماز ادا کرتی ہیں۔ جماعت کا یہ سارا سینٹر ائیر کنڈیشنڈ ہے۔ اور اس سنٹر کے ارد گرد سارا احاطہ پختہ اور صاف ستھرا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا دورۂ آک لینڈ (Auckland) (نیوزی لینڈ)

جماعتِ احمدیہ کی صدسالہ جوبلی کے بابرکت سال (1989ء) میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے نیوزی لینڈ کے شہر آک لینڈ کا دورہ فرمایا۔ حضورِ انور نے مؤرخہ 15 /جولائی کو رات 11 /بجے آک لینڈ انٹرنیشنل ایئر پورٹ پر ورود فرمایا۔ حضورِ انور ایئر پورٹ کے احاطہ میں موجود ایک جگہ تشریف لے گئے جہاں نیوزی لینڈ کے قدیم روایتی ماؤری (Maori) طریق کے مطابق وہاں کے مقامی باشندوں نے حضورِ انور کا استقبال کیا۔ حضورِ انورؒ نے جواباً پُرخلوص انداز سے ان کا شکریہ ادا کیا اور اپنے گلے میں موجود ہار کو ایک ماؤری بچی کو پہنا دیا جسے ان لوگوں نے بہت سراہا۔

اس کے بعد حضور رحمہ اللہ اپنی قیامگاہ White Herron Hotel میں تشریف لے گئے جو Parnell میں واقع ہے۔ یہاں پہنچ کر حضور رحمہ اللہ نے احبابِ جماعت کو شرفِ ملاقات بخشا اور نمازِ مغرب وعشاء پڑھائیں۔

اپنے دورہ کے دوسرے روز مؤرخہ 16 ؍ جولائی کو حضورِ انور نے ممبرانِ مجلسِ عاملہ سے میٹنگ کی جس میں ازراہِ شفقت دیگر ممبرانِ جماعت کو بھی شامل فرمالیا۔ اس میٹنگ میں حضورِ انورؒ نے مختلف امور کی بابت رہنمائی اور ہدایات سے نوازا۔

ریڈیو پیسیفک نے لائیو جبکہ ریڈیو نیوزی لینڈ نے حضورِ انورؒ کے Recorded انٹرویوز براڈ کاسٹ کیے۔ جبکہ Holmes Show (نیوزی لینڈ ٹی وی) کے میزبان نے اپنے پروگرام کے لیے حضورِ انور کا انٹرویو بھی ریکارڈ کیا۔ اس کے علاوہ نیوزی لینڈ ہیرالڈ نے بھی حضورِ انورؒ کا انٹرویو لیا۔

اس دورہ کے دوران حضورِ انورؒ نے ایک پروقار تقریبِ ظہرانہ میں بھی شرکت فرمائی جس میں ملک کی نامور سیاسی وسماجی شخصیات جن میں وزیرِ تعلیم، ممبرانِ پارلیمنٹ، اپوزیشن پارٹی کے ممبران، مختلف علاقوں کے میئرز، ماہرین تعلیم اور کاروباری طبقہ سے تعلق رکھنے والے افراد اور ماؤری چیف Mr. Maurice Wilson وغیرہ شامل تھے۔ حضورِ انور نے ماؤری چیف کو جلسہ سالانہ یُوکے میں حضور کے ذاتی مہمان کے طور پر شرکت کی دعوت دی جسے انہوں نے بخوشی قبول کیا۔

اپنی واپسی سے پہلے حضورِ انورؒ نے ایئر پورٹ پر تین خواتین کی بیعت کو بھی قبول فرمایا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 2006ء اور پھر 2013ء میں نیوزی لینڈ کا دورہ فرمایا اور اس دوران ماؤری قبیلہ کے چیف کی دعوت پر اس کی طرف سے دیئے گئے استقبالیہ میں تشریف لے گئے۔ حضورِ انور ایدہ اللہ نے جماعت احمدیہ نیوزی لینڈ کے جلسہ سالانہ کو برکت بخشی اور وہاں موجود احمدیوں کو شرفِ ملاقات بخشا۔ اب تک اللہ تعالیٰ کے فضل سے ماؤری زبان میں قرآنِ کریم کا ترجمہ شائع ہو چکا ہے۔ (عہدِ خلافتِ خامسہ کے بیان میں ان امور کا تفصیلی ذکر اپنی جگہ پر آئے گا۔)

....

پولینڈ

(POLAND)

پولینڈ میں جماعت تو پہلے سے قائم تھی لیکن وہاں مشن قائم نہیں تھا۔نومبر 1990ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے مکرم حامد کریم صاحب مبلغ سلسلہ کو پولینڈ بھجوایا تا کہ وہاں جماعت کی رجسٹریشن اور مشن کے قیام کی کوشش کریں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسی سال میں مشن کی رجسٹریشن ہوگئی۔1992ء میں مشن ہاؤس کے لیے عمارت خریدی گئی اور باقاعدہ طور پر تبلیغ اور پولش زبان میں لٹریچر کی تیاری واشاعت کا کام ہونے لگا۔ پولش زبان میں ترجمہ قرآن کریم کے علاوہ سلسلہ کی کئی کتب پولش میں ترجمہ ہو کر طبع ہو چکی ہیں اور یہاں باقاعدہ ایک مرکزی مبلغ کا تقرر ہے اور جماعت فعّال ہو چکی ہے۔ پولینڈ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت پر منیر الدین شمس صاحب ایڈیشنل وکیل التصنیف نے دومرتبہ انٹرنیشنل بک فیئر وارسا میں جماعت احمدیہ کا بک سٹال لگایا۔اس موقع پر کثرت کے ساتھ اسلامی کتب اور جماعت کا لٹریچر تقسیم کرنے کے علاوہ پولش ترجمہ قرآن متعارف کروایا گیا۔ان دنوں بہت سی پابندیوں کی بناء پر مذہبی کتب پولینڈ میں نہیں لائی جاسکتی تھی۔ بک فیئر کے ذریعہ مکرم شمس صاحب نے دیگر کتب کے علاوہ رشین اور پولش ترجمہ قرآن کی کاپیاں وہاں تقسیم کیں نیز مرکزی لائبریری وارسا میں بک فیئر کے اختتام پر تحفۃً دیں۔ان مواقع پر مختلف بک سیلرز سے روابط بڑھے اور معروف شخصیات کے ساتھ تعارف ہوا۔

....

مالاوی

(REPUBLIC OF MALAWI)

مالاوی وسطی افریقہ کے جنوب میں واقعہ ایک چھوٹا سا ملک ہے جو افریقہ کے نقشے پر شمالاً جنوباً پھیلا ہوا ہے۔اس کے مشرقی حصہ میں جھیل مالاوی پائی جاتی ہے جو کہ سطح سمندر سے 1500 فٹ

بلند ہے۔اس کی لمبائی 350ر میل اور چوڑائی 25ر میل ہے۔اس جھیل کی وجہ سے اس ملک کا نام مالاوی پکارا جاتا ہے۔آزادی سے قبل اس کا نام ''نیاسالینڈ'' تھا۔1963ء میں آزادی کے فوراً بعد نئی حکومت نے اس کا نام مالاوی رکھ دیا یعنی ''چمکتے سورج اور پانیوں والی سرزمین''۔

یہ ملک نہایت خوبصورت مناظر اور سرسبز وشاداب وادیوں، بہت زیادہ نشیب وفراز اور ندی نالوں پر مشتمل ہے۔مشہور رِفٹ وَیلی اور جھیل مالاوی نے اس کی خوبصورتی اور زرخیزی میں کافی اضافہ کر رکھا ہے۔جبکہ اس کا رقبہ 118,485ر مربع کلومیٹر ہے۔یہ شمال مشرق میں تنزانیہ، مشرق مغرب اور جنوب میں موزمبیق اور مغرب میں زیمبیا سے گھرا ہوا ہے۔شمال اور جنوب میں اس کی چوڑائی زیادہ سے زیادہ 25ر سے 30ر کلومیٹر اور وسطی علاقہ میں سات آٹھ سو کلومیٹر ہے۔اس ملک کی بڑی پیداوار مکئی، تمباکو، مونگ پھلی اور تیل پیدا کرنے والی فصلیں ہیں۔ملکی تقسیم کے لحاظ سے اس کے تین ریجن شمالی، وسطی اور جنوبی ہیں۔اس کا صدر مقام Lilongwe ہے۔

احمدیت کا نفوذ:

مالاوی میں احمدیت کا نفوذ 1950ء کی دہائی میں ہو چکا تھا۔شمال میں تنزانیہ کی سرحد کے ساتھ ایک گاؤں میں ایک دوست آشم چیڈا حاجیری صاحب کو چند کتب مطالعہ کرنے کے بعد احمدیت قبول کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔آہستہ آہستہ انہوں نے تبلیغ شروع کی اور خال خال لوگ احمدیت میں داخل ہوئے۔مکرم حاجیری صاحب نے تنزانیہ میں احمدیہ مشن سے رابطہ قائم کیا۔وہاں سے ان کا رابطہ لندن کروایا گیا۔اس رسل ورسائل کے سلسلہ نے ترقی کی۔مکرم حاجیری صاحب کو دونوں اطراف سے لٹریچر ملنے لگا۔اور یوں وہ اپنے فرائض منصبی کے ساتھ ساتھ احمدیت کی تبلیغ بھی کرنے لگے اور دور ونزدیک چند مقامات پر کچھ لوگ احمدی ہو گئے۔مگر جماعت منظم نہیں تھی اور اسی طرح تربیت کی بھی محتاج تھی۔مشکل حالات کے باوجود مکرم حاجیری صاحب نے ہمت نہیں ہاری۔

جماعت احمدیہ کی صد سالہ جوبلی (1989ء) کے موقع پر ایسے ملک جن میں احمدی تو تھے مگر باقاعدہ مرکز ابھی قائم نہیں ہوا تھا ان کو ہمسایہ ملک جہاں پر باقاعدہ مرکز قائم تھا کی نگرانی میں دینے کا پروگرام

بنایا گیا اور یوں اس سکیم کے تحت زیمبیا کے حصہ میں مالاوی اور زمبابوے آئے۔

(الفضل انٹرنیشنل 8رتا14رمارچ1996ء)

مرکز کی طرف سے سوممالک میں تبلیغی منصوبہ کے تحت یہ ملک تنزانیہ اور زیمبیا مشن کے سپرد کیا گیا۔ ہر دو مشنز کی طرف سے تبلیغی کوششیں ہوتی رہیں۔ مالاوی(Malawi)افریقن ممالک میں سے ایک وہ ملک ہے جہاں بیرونی لوگوں کو تبلیغ کی ویسے اجازت نہیں ہے اس لئے زیادہ تر وہاں کیسٹس سے کام لیا گیا۔ مالاوی زبان میں کیسٹس تیار کروائی گئیں اور وہاں بھجوائی گئیں۔

1985ء میں زیمبیا مشن کی تبلیغی کوششوں سے بیعتوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ 86-85ء میں تنزانیہ مشن کی طرف سے کیاؤ زبان میں تین کیسٹس مالاوی بھجوائی گئیں۔ ایک دوست وقفِ عارضی کے تحت وہاں گئے۔ زیمبیا مشن نے چار مزید بیعتوں کی اطلاع دی۔ نیز مکرم مقبول احمد ذبیح صاحب مبلغ انچارج زیمبیا مشن نے 87-1986ء میں مالاوی کا تفصیلی دورہ کیا۔ اس دورہ کے دوران آپ کو اور اس ملک کے پرانے احمدی مکرم اے سی حاجیری صاحب کو قید و بند کی صعوبتیں بھی جھیلنا پڑیں۔ لیکن انہوں نے بڑی بہادری کے ساتھ ان مشکلات کا مقابلہ کیا۔ 1986ء میں وہاں خدا تعالیٰ کے فضل سے باقاعدہ جماعتی تنظیم قائم ہوگئی۔ اس کی مزید تفصیل مکرم مقبول احمد ذبیح صاحب مرحوم کے ایک مضمون مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل شمارہ نمبر 45ر اور 46ر سے خلاصۃً ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

مرکز کی اجازت سے مکرم مقبول احمد صاحب ذبیح مبلغ انچارج جماعت احمدیہ زیمبیا نے 13ر دسمبر 1987ء کو مالاوی کا سفر اختیار کیا۔ وہاں مکرم حاجیری صاحب سے ملے اور ان کے ہاں مہمان ٹھہرے۔ مکرم ذبیح صاحب کے جانے سے پہلے ہی مکرم حاجیری صاحب مالاوی میں جماعت کی باقاعدہ رجسٹریشن کی کوشش کر رہے تھے۔ اس کے بارہ میں لائحہ عمل طے کر کے کام کو مزید آگے بڑھایا گیا۔

تبلیغی سفر اور پُر اثر تقاریر:

مؤرخہ 15ر دسمبر 1987ء سے 2ر جنوری 1988ء تک انہوں نے دور دراز کے دیہی علاقوں کا دورہ کیا۔ جس کے دوران انہوں نے احمدیوں سے رابطہ جبکہ غیر احمدی مسلمانوں کو تبلیغ کا مقدس فریضہ سرانجام دیا۔ یہ گاؤں ایسے علاقوں میں واقع تھے جہاں نہ کوئی ٹرانسپورٹ پہنچ سکتی تھی اور نہ ہی راستہ

ہموار۔ لہٰذا اکثر وبیشتر خراب موسم اور نشیب وفراز سے بھر پور راستوں سے پیدل سفر کر کے خلقِ خدا کو احمدیت کا پیغام پہنچایا گیا۔ بعض سفروں میں مکرم حاجیری صاحب ہمراہ تھے جبکہ بعض دیگر میں ایک احمدی طالب علم Mr. Hamid Stanbuly ساتھ رہے۔

اللہ تعالیٰ کی راہ میں اسیری:

مالاوی جو آئینی لحاظ سے ایک سیکولر (Secular) ملک ہے اور یہاں اپنے مذہب کے پرچار کرنے کی بالکل آزادی ہے، اس ملک میں قائم 'مسلم ایسوسی ایشن' نے پولیس کی ملی بھگت سے احمدیت کا پیغام پہنچانے والے ان فرشتہ صفت احباب پر سراسر جھوٹے الزامات لگا کر انہیں گرفتار کروادیا۔ اور جیسا کہ قرائن سے معلوم ہوتا ہے مالاوی میں بغیر کسی عدالتی کارروائی کے کافی لمبے عرصے تک بھی لوگوں کو قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنا پڑتی ہیں۔ ہر تین احباب کے بیانات قلمبند ہونے کے بعد مکرم سٹانبولی صاحب کو بوجہ طالب علم ہونے کے رہا کر دیا گیا جبکہ مکرم مقبول احمد ذبیح صاحب اور مکرم حاجیری صاحب کو سخت ناگزیر حالات میں محض اللہ تعالیٰ کے مسیح کا پیغام پہنچانے کی پاداش میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنا پڑیں۔ جیل میں صفائی کے انتہائی ناقص انتظامات کی وجہ سے مکرم ذبیح صاحب بیمار رہنے لگے اور ہسپتال بھی جانا پڑا۔ اس دوران مکرم سٹانبولی صاحب کے ذریعہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کو حالات سے آگاہ کیا گیا اور باقاعدہ رپورٹ بھجوائی جاتی رہی۔ حضورِ انور رحمہ اللہ کی دعا، توجہ اور رہنمائی کی بدولت 30 ر مارچ کو ان اسیران کی معجزانہ رہائی کے سامان پیدا ہو گئے۔ اور جس پولیس آفیسر نے انہیں جیل میں ڈالتے ہوئے بڑے متکبرانہ انداز میں یہ کہا تھا کہ ''ایک انڈین کو بھی بند کیا ہوا ہے۔ اب وہ وہیں گل سڑ جائے گا اور کبھی رہا نہیں ہو سکے گا۔ وہ خدا خدا کرتا پھرتا ہے۔ پولیس میں خدا کا کوئی تصور نہیں ہے۔'' لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے نام کی غیرت فرماتے ہوئے چند ہی دنوں بعد اسی پولیس افسر کے ہاتھوں انہیں رہا کروایا۔ رہائی کے بعد مکرم ذبیح صاحب کا پاسپورٹ پولیس نے اپنے قبضہ میں رکھا اور پولیس سٹیشن میں روزانہ حاضری لگانے کی شرط پر رہا کیا گیا۔ اس دوران آپ نے لمبے (Limbe) میں ایک ریسٹ ہاؤس کا ایک کمرہ کرائے پر

لے لیا۔ ایک ہفتہ ہسپتال داخل بھی رہے۔ چنانچہ قریباً ایک ماہ مزید انہیں تکلیف پہنچانے کے بعد پولیس نے ان کا پاسپورٹ امیگریشن کے پاس بھجوا دیا۔ اور آپ 29/اپریل 1988ء کو مالاوی سے زیمبیا واپس تشریف لے آئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کا نمائندہ:

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے دعاؤں سے فیضیاب کرنے کے ساتھ ساتھ ازراہ شفقت مکرم ذبیح صاحب کی لمبے (Limbe) میں نظر بندی کے دوران مکرم الحاج محمد سالم کنگ لیلو صاحب کو تنزانیہ سے ان کی خبر گیری کے لیے بطور اپنے نمائندہ کے بھجوایا جو 4/دن قیام کر کے واپس تشریف لے گئے۔

رہائی کے بعد مکرم حاجیری صاحب کی سروس بھی دوبارہ بحال ہو گئی اور ان پر اللہ تعالیٰ نے کئی رنگ میں اپنے فضلوں کی بارشیں فرمائیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

جماعت احمدیہ مالاوی کی رجسٹریشن:

جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ مکرم آشم چیڈا حاجیری صاحب جماعت احمدیہ مالاوی کی باقاعدہ رجسٹریشن کے لئے بے انتہا کوشش کر رہے تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کی محنت کو 1994ء میں رنگ لگایا۔ جب مکرم وسیم احمد چیمہ صاحب امیر و مشنری انچارج جماعت احمدیہ تنزانیہ دس روزہ دورہ پر مالاوی تشریف لے گئے تو انہوں نے مختلف قانونی ماہرین سے ملاقاتیں کیں اور رجسٹریشن کے لئے خاص کوشش کی۔ انہی کوششوں کے نتیجے میں مالاوی حکومت نے جماعت احمدیہ کو 1994ء میں باقاعدہ رجسٹر کر لیا۔ اور یوں اللہ تعالیٰ کے فضل سے حکومتی سطح پر جماعت احمدیہ کو جانا جانے لگا۔

مکرم آشم چیڈا حاجیری صاحب جو کہ جماعت احمدیہ مالاوی کے اوّلین احمدی اور پہلے نیشنل صدر تھے اور بہت ہی متقی، پرہیزگار، حقیقی داعی الی اللہ تھے، کی وفات سال 2015ء میں ہوئی۔

نئے لٹریچر کی اشاعت:

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ مالاوی کی رجسٹریشن کے بعد اس کی ترقی کے لئے تنزانیہ مشن نے بہت سے اقدامات اٹھائے تا کہ وہاں جماعت مضبوط قدموں پر کھڑی ہو سکے۔ قرآن کریم کی

منتخب آیات اور منتخب احادیث کا مالاوین احمدیوں کے لئے یاؤ(Yao) زبان میں ترجمہ کروایا گیا۔

مکرم حمید سٹامبولی صاحب(Hamid Stambuli) جن کا قبل ازیں ذکر گزر چکا ہے کہ انہیں مولانا مقبول احمد ذبیح صاحب کے ساتھ بھی کچھ کام کرنے کا موقع ملا انہیں جامعہ احمدیہ تنزانیہ میں پڑھنے کے لئے بھیجا گیا اور پڑھائی مکمل کرنے کے بعد ان کی تقرری بطور معلم انچارج جماعت احمدیہ مالاوی ہوئی۔ انہیں بھی ایک لمبا عرصہ بطور معلم سلسلہ خدمت کرنے کا موقع ملا۔

....

ارجنٹائن

(ARGENTINA)

یہ ملک براعظم امریکہ کے جنوبی حصہ میں واقع ہے جسے لاطینی امریکہ بھی کہا جاتا ہے۔ اس کے شمال میں بولیویا اور پیراگوئے، شمال مشرق میں برازیل، مشرق میں یوراگوئے اور بحرِ اوقیانوس، مغرب میں چلّی جبکہ جنوب میں Drake Passage کے پانی واقع ہیں۔

2,780,400 مربع کلومیٹر (1,073,500 مربع میل) کے رقبے کے ساتھ یہ ملک دنیا کا آٹھواں بڑا، لاطینی امریکہ کا دوسرا بڑا جبکہ سپینش زبان کے لحاظ سے سب سے بڑا ملک ہے۔

مذہب:

یہاں کے 67% افراد عیسائی، 15% افراد لا مذہب، ایک فیصد مسلمان، 07% لوگ دیگر مذاہب سے تعلق رکھنے والے ہیں جبکہ 09% افراد ایسے ہیں جنہوں نے اپنا مذہب ڈیکلیئر نہیں کیا۔

ارجنٹائن میں 1936ء میں پہلی بار جماعت کا مشن قائم ہوا تھا اور تیس شامی نژاد باشندے احمدیت میں داخل ہوئے تھے۔ بعد ازاں ہنگری سے بھی کچھ خاندان منتقل ہو کر یہاں آباد ہوئے۔ جنگ عظیم دوم کی وجہ سے یہ رابطے قائم نہ رہ سکے۔ اِکّا دُکّا ان کی طرف سے خط کے ذریعہ مرکز سے رابطہ بھی رہا پھر اس کے بعد رفتہ رفتہ یہ رابطے بھی منقطع ہو گئے۔

1990ء میں برازیل کے ایک احمدی دوست مکرم سیّد محمود احمد صاحب اپنے خرچ پر وقفِ عارضی پر

ارجنٹائن تشریف لے گئے۔ انہوں نے ملک کے دارالحکومت Buenos Aires میں ایک مکان خرید کر بطور مشن ہاؤس جماعت کے سپرد کیا۔

برازیل سے ایک نوجوان معلم مکرم الفونسو بخاری صاحب کو عارضی طور پر بھجوایا گیا۔ برازیل سے وہاں کے مبلغ سلسلہ وسیم احمد ظفر صاحب نے بھی ارجنٹائن کے دورے کئے اور جماعتی رجسٹریشن کے حوالہ سے کوششیں کیں۔

....

ہندوستان میں

تحریک شدھی کے خلاف اعلان جہاد

1922ء، 1923ء اور 1924ء کے دَور میں جو مسلمانوں کے لئے ہندوستان میں ایک انتہائی دردناک دَور تھا۔ ملکانہ کے علاقہ میں ایک شدھی کی تحریک چلائی گئی تھی اور کثرت سے راجپوتوں کو یہ کہہ کر دوبارہ ہندو بنایا جارہا تھا کہ تمہارے آباؤ اجداد تو ہندو تھے اور تمہیں مسلمان بادشاہوں نے زبردستی مسلمان بنالیا تھا اس لئے تمہارا اصل مقام، تمہارا دائمی مقام ہندو سوسائٹی میں ہے اور اگر تم دوبارہ ہندو بن گئے تو تمہیں اَور بہت سی ایسی مراعات حاصل ہو جائیں گی جو اس سے پہلے حاصل نہیں ہیں۔ روپیہ کا بھی لالچ دیا گیا اور روپیہ خرچ بھی کیا گیا اور بعض جگہ جبر سے بھی کام لیا گیا اور ہندوؤں کی طرف سے اس علاقہ میں ایسے تنگ حالات کر دیئے گئے کہ بہت سے مسلمان مجبور ہو کر اس دباؤ کا مقابلہ کرنے کی طاقت نہ پا کر ہندو ہونے شروع ہوئے۔

اُس وقت جماعت احمدیہ ہی کو یہ توفیق ملی کہ اس انتہائی خوفناک سازش کو بے نقاب کرے اور حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو اللہ تعالیٰ نے اس شدھی کی تحریک کے خلاف ایک انتہائی کامیاب جہاد شروع کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ تمام ہندوستان کے مسلمان علماء کو خطوط بھی لکھے گئے، وفود بھیج کر ان سے ملاقاتیں کی گئیں، ان کی غیرت کو ابھارا گیا، ان کی حمیّت کو اکسایا گیا، ان کی منّتیں بھی کی گئیں، ان کو طرح طرح سے اسلام کی محبت کے واسطے دے کر اس بات پر آمادہ کیا گیا کہ اپنے وقتی اختلافات کو چھوڑ دو اور سارے مل کر اسلام کے خلاف اس انتہائی خوفناک سازش کا مقابلہ کرنے کے لئے متحد ہو جاؤ۔ کچھ عرصہ تک یہ کام بہت اچھا چلا اور چونکہ اس وقت کے اہل بصیرت مسلمان علماء یہ سمجھتے تھے کہ جماعت احمدیہ جب تک اس تحریک میں مرکزی کردار ادا نہ کرے یہ تحریک کامیاب نہیں ہوسکتی اس لئے انہوں نے جماعت احمدیہ کی تائید کی اور ہر طرح سے اس معاملہ

میں جماعت سے تعاون بھی کیا بلکہ حضرت مصلح موعودؓ کو خطوط لکھ کر کھلّم کھلا اس بات کا بھی اقرار کیا کہ اگر آپ نے اس تحریک کی پُشت پناہی نہ کی اور بھر پور حصہ نہ لیا تو ہمیں ڈر ہے کہ یہ تحریک مرجائے گی۔ یہ تاریخ کی باتیں ہیں اور مختلف اخبارات اور رسائل اور کتب کی زینت بن چکی ہیں۔

بیسویں صدی عیسوی میں اسّی کی دہائی میں ہندوستان میں دوبارہ ایک نہایت ہی خوفناک شدھی کی تحریک شروع کی گئی اور وہی ملکانہ کا علاقہ اس کے لئے منتخب کیا گیا اور اس دفعہ غالباً ہندوستان کے بعض انتہا پرست ہندوؤں کو جن میں آریہ بھی پیش پیش تھے یہ شَہ تھی کہ وہ جماعت جو اس معاملے میں اسلام کا فعّال دفاع کر سکتی تھی، جو مسلسل بے خوف قربانیاں دے سکتی تھی، اس کی اکثریت تو یہاں سے ہجرت کر کے پاکستان جا چکی ہے اور پاکستان میں وہ خود ایسے مصائب میں مبتلا ہے کہ اسے اس بات کی ہوش ہی نہیں ہوسکتی کہ ہندوستان کی سرزمین میں آ کر یہاں اس شدھی کی تحریک کے خلاف کسی جہاد کا آغاز کرے۔ اور جہاں تک ہندوستان کی جماعتوں کا تعلق ہے وہ جانتے ہیں کہ اس زمانے کی نسبت جب یہ شدھی کی تحریک انیس سو بائیس، تئیس، چوبیس کے سالوں میں آغاز پائی اور پھر انجام کو پہنچی۔ اس زمانے میں ہندوستان میں جماعت کو جو طاقت حاصل تھی اب اس کا عشرِ عشیر بھی حاصل نہیں ہے۔ اس وجہ سے بھی ان کی حوصلہ افزائی ہوگئی۔

(ماخوذ از خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرمودہ 22/اگست 1986ء۔ خطبات طاہر جلد 5/صفحہ 561-562)

لیکن جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا قرآن کریم میں وعدہ ہے کہ اس نے تمکنت دین کو خلافت سے وابستہ فرمایا ہے اس صورتحال کے مقابلہ کے لیے خلافت احمدیہ ہی میدان عمل میں اتری اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے شدھی کی اس تحریک نَو کا فوری نوٹس لیا اور اسلام اور مسلمانوں کے دفاع کے لئے ایک زبردست جہاد کا اعلان فرمایا۔ ظاہر ہے کہ یہ جہاد توپ و تفنگ اور مہلک ہتھیاروں کے ساتھ نہیں بلکہ اسلامی تعلیم کے عین مطابق اور جماعت احمدیہ کی عظیم الشان روایات کو قائم رکھتے ہوئے حجت و برہان اور دینی تعلیم و تربیت کے ساتھ کیا گیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے شدھی کی اس تحریک کے مقابلہ کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا:

”جیسا کہ مَیں نے بیان کیا ہے کچھ پاکستان میں جماعت کے حالات کی بنا پر ان کو اس بات کی جرأت ہوئی لیکن مَیں ہندوستان کے ان انتہا پسند آریوں اور دیگر مذہبی جنونیوں کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ کسی قیمت پر بھی جماعت احمدیہ اس جہاد سے باز نہیں آئے گی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی سنّت، آپ کا اُسوہ ہمارے لئے کافی ہے۔ اس معاملہ میں وہ سنّت اور وہ اُسوہ بعینہٖ ان حالات پر چسپاں ہو رہا ہے۔ جب ہر طرف اسلام کے خلاف، اسلامی حکومت کے خلاف بغاوت پھیل گئی اور تمام عرب میں قبائل نہ صرف مرتد ہونے لگے بلکہ مرکز اسلام پر حملہ آور ہونے لگے۔ بہت ہی دردناک طریق پر مسلمانوں کو جو چند مسلمان ان کے علاقوں میں ایسے تھے جنہوں نے ارتداد کا انکار کیا ان کو قتل کیا گیا، ان کے گھر جلائے گئے، ہر طرح کی اذیتیں دی گئیں یہاں تک کہ یوں معلوم ہوتا تھا کہ سارا عرب اسلام کا باغی ہو کر مدینہ پر حملہ آور ہوگا۔ اُس وقت حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جو حیرت انگیز اسلامی حمیّت اور غیرت کا نمونہ دکھایا اور انتہائی کمزور ہونے کے باوجود بڑی کامیابی اور عزم کے ساتھ اور کامل توکّل کے ساتھ، دعاؤں کے ساتھ، اس تحریک کے مقابلہ پر مسلمانوں کو صف آراء کیا اور انتہائی کامیابی کے ساتھ اس مہم کو آخر تک پہنچایا یہاں تک کہ سارے عرب میں ایک بھی باغی باقی نہیں رہا۔ اور یہ عظیم الشان واقعہ چند سالوں کے اندر اندر ہوا ہے۔ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کی طبیعت کا حلم اور بظاہر جو کمزوری تھی اور نرمی اور رِفق پایا جاتا تھا اس کے پیش نظر آپ کا یہ اُسوہ اَور بھی زیادہ حیرت انگیز دکھائی دینے لگتا ہے۔ کیسا عزم اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کیا، کیسی ہمّت بخشی کہ اتنے زیادہ غالب دشمن کے مقابل پر اتنے تھوڑے مسلمانوں کے ساتھ جن کی لڑنے کی اہلیت رکھنے والی اکثریت ایک ایسے سریّہ پر بھجوائی جا رہی تھی جو عرب کے شمال میں عالَم اسلام کی سرحدوں پر واقع ہونے والا تھا۔ اور باوجود اس کے کہ اس کی شدید ضرورت تھی مدینہ میں چونکہ حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ نے وہ سریّہ مقرر فرمایا تھا اس لئے آپ نے اس لشکر کو بھی نہیں روکا۔ گویا کمزوری کی حالت اس سے بہت زیادہ خطرناک تھی جو ویسے بھی مؤرخین کو صاف دکھائی دیتی ہے۔ اگر وہ لشکر باہر نہ بھی بھجوایا جاتا تو مدینہ کے مسلمانوں کی حالت ایسی نہیں تھی کہ سارے عرب کے قبائل کا مقابلہ کر سکے۔ اگر وہ لشکر نہ بھی بھجوایا جاتا تب بھی ان عرب قبائل کے مقابلہ کے لئے صف آراء ہو جانا ایک عظیم

ہمت کا مظہر ہے۔لیکن جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اکثر لڑنے والے بہادر جنگجو جوان عمر سے تعلق رکھنے والے صحابہ کرام کو سریہ پر بھجوایا جا رہا تھا تو پیچھے بظاہر کچھ بھی باقی نہیں رہتا لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل کے ساتھ آپ کو عظیم الشان کامیابی عطا فرمائی۔

پس قطع نظر اس کے کہ جماعت احمدیہ ہندوستان میں اس سے بھی بہت زیادہ کمزور ہے جتنی عرب کے دل میں مدینہ کی کیفیت تھی، باوجود اس کے کہ پاکستان میں بھی جماعت احمدیہ کو عظیم الشان مسائل اور مصائب کا سامنا ہے۔ مَیں ہندوستان میں شدھی کی تحریک کے خلاف جہاد کا اعلان کرتا ہوں اور اس سلسلہ میں پہلے ہی ناظر صاحب اعلیٰ قادیان کو ہدایات دی جا چکی ہیں اور وہ طریق جو پہلے رائج تھے اگر سو فیصدی ان کی پیروی نہیں ہو سکتی تو نئے طریق سوچے جائیں۔ بہر حال جب تک یہ شدھی تحریک وہاں چلتی رہے گی اس کے دفاع کا جھنڈا انشاءاللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کے ہاتھ میں رہے گا۔"

حضور رحمہ اللہ نے فرمایا کہ:

"اِس وقت تک کی اطلاعوں کے مطابق جو انتہا پرست ہندو مذہبی تحریکات اس تحریک کی سربراہی کر رہی ہیں ان کا اعلان یہ ہے کہ ہم چالیس ہزار راٹھ مسلمانوں کو دوبارہ ہندو بنا چکے ہیں اور حکومت نے اپنے ذرائع سے جائزہ لینے کے بعد دس ہزار کی تعداد تسلیم کی ہے۔انتہائی خوفناک حالت ہے۔لیکن جماعت احمدیہ کا جہاں تک تعلق ہے یہ بات نظر انداز نہیں کرنی چاہئے کہ ہم پہلے ہی ایک شدھی کی تحریک کے خلاف نبرد آزما ہیں۔ 23-1922ء کے مقابل پر آج ہمیں دو شدھی کی تحریکوں کا مقابلہ کرنا ہے۔ایک وہ تحریک جو ہندوؤں نے مسلمانوں کو غیر مسلم بنانے کی چلائی ہے اور ایک وہ تحریک جو پاکستان کے مُلّانوں نے مسلمانوں کو غیر مسلم بنانے کی چلائی ہے۔دو ملکوں میں دو مُنہی لڑائی ہمیں لڑنی ہے۔ایک ملک میں انتہائی کامیابی کے ساتھ ہم اس جہاد میں پہلے ہی مصروف ہیں۔

امر واقعہ یہ ہے کہ جب آپ ان دونوں تحریکات کے Features یعنی ان کے نقوش کا موازنہ کریں تو کوئی لحاظ سے پاکستان میں چلائی جانے والی شدھی کی تحریک ہندوؤں کی چلائی جانے والی شدھی کی تحریک سے زیادہ ظالمانہ اور زیادہ خطرناک ہے۔ 1923ء میں جو

تحریک اپنے عروج کو پہنچی تھی اس تحریک میں مسلمانوں کو جب تک ہندو بنا نہیں لیا جاتا تھا اور وہ اقرار نہیں کرتے تھے کہ ہم ہندو ہو گئے اس وقت تک ان کی مسجدوں کی شکل نہیں بدلائی جاتی تھی۔ ان سے ان کے مسلمان ہونے کے حقوق چھینے نہیں جاتے تھے۔ ان کی کتب مقدسہ کی بے حرمتی نہیں کی جاتی تھی۔ ان سے قرآن چھین چھین کر ان کو گلیوں میں نہیں پھینکا جاتا تھا۔ ان کی مساجد مسمار نہیں کی جاتی تھیں۔ ان کو اس حق سے محروم نہیں کیا جاتا تھا کہ وہ اللہ کا نام لیں اور خدا کی توحید کے گن گائیں۔ ان کو زبردستی آنحضرت ﷺ کے انکار پر اس طرح مجبور نہیں کیا جاتا تھا کہ اگر انکار نہیں کرو گے تو تمہیں گلیوں میں گھسیٹا جائے گا اور مارا جائے گا اور قید خانوں میں پہنچایا جائے گا۔ پس پاکستان میں چلائی جانے والی وہابی علماء کی شدھی کی تحریک ان تمام نقوش میں، ان تمام تفاصیل میں، ہندوؤں کی چلائی جانے والی اُس تحریک سے بھی زیادہ بھیانک ہے اور آج کی چلائی جانے والی تحریک سے بھی زیادہ بھیانک ہے۔"

آپؒ نے فرمایا:

"یہ بھی ایک تحریک ہے جو شدھی کی جس کا مقابلہ ہم بڑی کامیابی سے کر رہے ہیں۔ لیکن اگر ہندوستان کی حکومت یہ سمجھتی ہے کہ اتنے خوفناک حالات کا مقابلہ کرتے ہوئے جماعت اس طرح پھنس چکی ہے کہ وہ ہماری تحریک کو نظر انداز کر دے گی تو اس خواب وخیال کی دنیا سے باہر آجائیں۔ کسی قیمت پر بھی اسلام کے خلاف ہونے والے حملے کو جماعت احمدیہ ہرگز نظر انداز نہیں کر سکتی۔ کہیں بھی یہ حملہ ہوگا، کہیں بھی اسلام کو بُری آنکھ سے دیکھا جائے گا تو صفِ اوّل پر لڑنے کے لئے ہمیشہ جماعت احمدیہ کے خدّام اور انصار اور ضرورت پڑی تو مستورات بھی سامنے آئیں گی۔

اس لئے مَیں ہندوستان میں شدھی کی تحریک کے خلاف جہاد کا ایک عام اعلان کر رہا ہوں۔"

(خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع فرمودہ 22 راگست 1986ء۔ خطبات طاہر جلد 5 صفحہ 563-567)

چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی ہدایت کے تحت ہندوستان کی مختلف جماعتوں سے ملکانہ کے اس علاقہ ارتداد میں مبلغین و معلّمین کے وفود پہنچے۔ بعض خواتین نے بھی کچھ عرصہ وقف کر کے وہاں کام کیا۔ ابتدا میں ہمارے ان وفود کو شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ ان کو رہائش کے لیے جگہیں

نہیں دی گئیں۔ اگر کسی نے کرایہ پر کوئی مکان دے بھی دیا تو مالک مکان کو تنگ کیا گیا اور ان کو بھی معاندین کی طرف سے دھمکیاں ملتی رہیں۔ لیکن ہمارے مبلغین اور معلّمین نے اس علاقہ میں بہت اچھے رنگ میں شدھی کی اس تحریک کا مقابلہ کیا اور 'مسلماں را مسلماں باز کردند' کا عظیم الشان اور مبارک کام انجام دیتے ہوئے یہاں کے لوگوں کی تعلیم و تربیت کا سلسلہ شروع کیا۔

چنانچہ فروری 1987ء سے جون 1988ء تک کی ایک رپورٹ کے مطابق اس علاقہ ارتداد میں

562/افراد جن میں بچے، بڑے، عورتیں اور بچیاں سبھی شامل ہیں کلمہ طیبہ سیکھ چکے تھے۔

276/افراد مکمل نماز سیکھ چکے تھے۔

526/افراد کلمہ طیبہ اور نماز سیکھ رہے تھے۔

406/افراد قاعدہ یسرنا القرآن پڑھ رہے تھے۔

جبکہ 163/افراد قاعدہ یسرنا القرآن ختم کر چکے تھے۔

200/افراد قرآن کریم پڑھ رہے تھے۔

جبکہ 32/افراد قرآن کریم ناظرہ ختم کر چکے تھے۔ اسی طرح دیگر دینی تعلیمات حاصل کرنے والوں کی تعداد 532/تھی۔

اس دوران اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس علاقہ ارتداد میں 4 نئے جماعتی سنٹرز کا اضافہ ہوا۔ اس طرح یہاں سنٹرز کی کل تعداد 24 ہو گئی۔

یُوپی کے علاقہ میں 172/اور راجستھان کے علاقہ میں 208/بیعتیں ہوئیں۔ اس طرح اس علاقہ ارتداد میں اس عرصہ میں 380/بیعتیں ہوئیں اور 2 نئی جماعتوں کا قیام عمل میں آیا۔

اس علاقہ ارتداد میں کُل 26 مبلغین و معلّمین کام کرتے رہے۔

نمازوں میں مساجد بھرنا شروع ہو گئیں اور شدھی کی اس تحریک کو بڑی کامیابی سے شکست دے دی۔

اس علاقہ ارتداد میں مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت کے لیے تعلیمی و تربیتی جہاد کے ساتھ ساتھ ہمدردی بنی نوع انسان کے جذبہ کے تحت ہزاروں افراد تک بلا تمیز مسلم و غیر مسلم ہومیو پیتھک ادویہ بھی

تقسیم کی گئیں جس کے نتیجہ میں بہت سے لوگوں کو بیماریوں سے شفا ملی۔ جس کی وجہ سے اس علاقہ پر بہت نیک اثر قائم ہوا۔

جماعت احمدیہ کے تمام تبلیغی و دینی کاموں کی طرح اس عظیم الشان جہاد میں بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں کی غیر معمولی تائید و نصرت شامل حال رہی اور بہت سے ایسے واقعات رونما ہوئے جن سے مومنوں کے ایمان کو تقویت عطا ہوئی اور مخالفین ذلیل اور شرمندہ ہوئے۔

ایک ایسے ہی واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے مکرم سید سعید احمد صاحب لکھتے ہیں کہ:

"سُبحان نامی گاؤں میں ہمارے ایک دورہ کے دوران وہاں پر مقیم ایک غیر از جماعت مولوی نے (جو دیوبند کا پڑھا ہوا ہے) ہماری بہت مخالفت کی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف گستاخانہ کلمات کہے۔ ڈیڑھ ماہ کے اندر ہی اس مولوی کو بے شمار پریشانیوں نے گھیر لیا اور اسے مجبوراً "سُبحان" چھوڑ کر دہلی جانا پڑا۔ دہلی پہنچ کر اسے یہ احساس ہوا کہ اس پر جو یہ مصائب و تکالیف آئی ہیں یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان میں گستاخی کا نتیجہ ہیں۔ چنانچہ اس نے نادم ہو کر دہلی سے خط لکھا کہ مَیں چاروں طرف سے مصائب میں گھرا ہوا ہوں اور مجھ پر یہ مشکلات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تکذیب کے نتیجہ میں آئی ہیں۔ مجھے معاف کر دیا جائے۔ میں آج ہی احمدیت قبول کرنے کے لئے تیار ہوں۔ مجھ سے رابطہ کیا جائے اور میرے لئے دعا کی جائے"۔

اسی طرح مکرم ظہیر احمد صاحب خادم لکھتے ہیں:

"علاقہ ارتداد میں ہمارے ایک مبلغ گاؤں کے پٹواری کے ہاں مقیم تھے اور تقریباً ایک سال سے وہاں تعلیم و تربیت کے کام میں مصروف تھے۔ پٹواری صاحب فی ذاتہٖ انتہائی نیک فطرت ہیں۔ ان کا داماد جو فوج میں تھا کچھ عرصہ سے شدھ ہو چکا تھا اور چوہان سبھا کا سرگرم رکن تھا۔ اس فوجی کو لوگوں نے طعن و تشنیع کی کہ تو چوہان سبھا کا بڑا سرگرم رکن بنا پھرتا ہے اور تیرے سسرال والوں کا حال یہ ہے کہ انہوں نے ایک مولوی کو اپنے گھر میں رکھا ہوا ہے۔ جب تک تو اِس مولوی کو یہاں سے نہیں نکالے گا یہ سنٹر ٹوٹ ہی نہیں سکتا۔

چنانچہ وہ فوجی اپنی اہلیہ کو لے کر اپنے سسرال (یعنی پٹواری صاحب کے ہاں) آیا اور کہا کہ مولوی صاحب کو یہاں سے نکالو ورنہ اپنی بیٹی سنبھالو۔اب پٹواری صاحب بے چارے گھبرا گئے۔کچھ سمجھ نہیں آتی تھی کہ کیا کریں۔پٹواری صاحب کے گھر میں ایک کہرام کا سا عالم برپا ہو گیا۔آخر مجبوراً مولوی صاحب کو کمرہ خالی کرنے کے لئے کہہ دیا گیا۔مولوی صاحب نے بھی اپنا سامان باہر رکھنا شروع کر دیا مگر کچھ معلوم نہیں تھا کہ کہاں جانا ہے۔ساتھ دعائیں بھی کر رہے تھے۔

دوسری طرف قدرت نے یہ نشان دکھایا کہ اسی صبح دہلی سے ایک خاتون کچھ دنوں کے لئے گاؤں واپس آئی۔جب انہیں اس صورت حال کا علم ہوا تو انہوں نے مولوی صاحب کو اپنے مکان کی پیشکش کر دی اور کہا کہ چونکہ ہم دہلی میں رہتے ہیں اس لئے اس گاؤں میں ہمارا مکان خالی ہے آپ جب تک چاہیں رہیں۔اس خاتون نے مکان کی چابیاں مولوی صاحب کے سپرد کیں اور شام کو واپس چلی گئی اور یوں لگتا ہے کہ وہ دہلی سے صرف اسی غرض کے لئے آئی تھی۔اُدھر پٹواری صاحب کا داماد شرم کے مارے منہ چھپائے پھرتا رہا اور لوگوں کے سامنے آنے سے بھی کتراتا رہا۔"

اسی طرح مکرم سید سعید احمد صاحب لکھتے ہیں کہ:

"ساندھن یُوپی میں 15 افراد بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہوئے ہیں اور یہ وہ افراد ہیں جو 1924ء سے تحریک ارتداد میں شامل ہو چکے تھے۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے مبلغین کو نہ صرف موجودہ تحریک شدھی کے خلاف جہاد کرنے کی توفیق ملی بلکہ گزشتہ 1924ء کی تحریک شدھی کے نتیجہ میں ارتداد اختیار کرنے والوں میں سے جو بچے کھچے رہ گئے تھے اب ان کو بھی واپس اسلام میں لانے کی توفیق مل رہی ہے۔"

اسی طرح آپ لکھتے ہیں:

"کھاڑیا (اجمیر) جہاں ہمارا ایک سنٹر ہے۔وہاں ایک ہینڈ پمپ لگوانے کا پروگرام

بنایا گیا۔ اس علاقہ میں گورنمنٹ کی طرف سے پہلے چار ہینڈ پمپ لگوائے گئے تھے جو سب کے سب ناکام ہو چکے تھے۔ کہیں پانی نہیں نکلتا تھا اور کہیں نمکین اور کھارا پانی نکلتا تھا۔ چنانچہ جب ہم نے ہینڈ پمپ لگانے کا پروگرام بنایا تو ایک لمبی پُرسوز دعا کے بعد ایک جگہ کا انتخاب کیا گیا۔ مولوی بشیر احمد صاحب خادم جو اس موقع پر تشریف لے گئے تھے رات کو خواب میں بھی انہوں نے دیکھا کہ جو جگہ نلکا کے لئے منتخب کی گئی ہے وہاں سے نہایت شفّاف اور میٹھا پانی نکلا ہے۔ چنانچہ اُسی جگہ پر بورنگ کروائی گئی۔ جب دوسو فٹ تک پانی نہ نکلا تو ہمیں مایوسی ہونے لگی اور غیر مسلم و مخالفینِ احمدیت نے استہزاء کرنا شروع کر دیا اور یہ اعلان کرنا شروع کر دیا کہ یہ جماعت جھوٹی ہے۔ ان کے پاس حرام کا پیسہ ہے تبھی یہاں پانی نہیں نکلا۔''

سعید صاحب بتاتے ہیں ایک طرف ان کی یہ باتیں تھیں۔ دوسری طرف ہم سب دعاؤں میں لگے ہوئے تھے کہ اچانک جب بورنگ 220 فٹ تک پہنچی تو نہایت صاف اور میٹھا پانی نکلنا شروع ہو گیا اور تمام استہزاء کرنے والے مخالفین شرمندہ ہو گئے۔ جہاں اللہ تعالیٰ نے مخالفین کے منہ بند کر دیئے وہاں ہمارے اس سنٹر کے تمام افراد کے دل میں احمدیت کی صداقت گھر کر گئی۔

مکرم سید سعید احمد صاحب اپنے خط محررہ 21 دسمبر 1987ء میں لکھتے ہیں کہ:

''علاقہ ارتداد کے ایک ساندھن نامی گاؤں کے چند کھیتوں میں آگ لگ گئی۔ انہی کھیتوں کے درمیان ہمارے ایک نَو احمدی کا بھی کھیت تھا۔ اس کے اِردگرد کے تمام کھیت جل کر راکھ کا ڈھیر بن گئے لیکن احمدی کا کھیت اور اس کی فصل آگ سے بالکل محفوظ رہی۔ آگ اس کھیت کے قریب پہنچ کر ختم ہو گئی۔''

مکرم سید سعید احمد صاحب اپنی ایک رپورٹ میں لکھتے ہیں کہ:

''علاقہ بیادر کے تھانے کا انچارج ہمارے سخت خلاف تھا اور اُس نے ایک روز ہمیں بیادر چھوڑنے کا حکم دے دیا۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت بڑے عجیب رنگ میں ظاہر ہوئی کہ اس حکم دینے

کے عین تیسرے دن بعد وہ ایک کیس میں ملوّث ہو کر اُسی تھانہ میں مجرم کی حیثیت میں لایا گیا۔ پھر بعد میں اسے معطل کر دیا گیا"۔

الغرض جماعت احمدیہ بھارت کو حضرت خلیفۃ المسیح کی تحریک پر لبّیک کہتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی نصرت و تائید کے ساتھ شدھی کی تحریک کے خلاف جہاد میں غیر معمولی اور ثمر آور خدمات کی توفیق ملی۔

....

تحریک وقفِ نَو

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اصل توحید کو قائم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ کی محبت سے پورا حصہ لو۔ اور یہ محبت ثابت نہیں ہو سکتی جب تک عملی حصہ میں کامل نہ ہو۔ میری غرض یہ ہے کہ زبانی اقرار کے ساتھ عملی تصدیق لازمی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ خدا کی راہ میں اپنی زندگی وقف کرو۔ اور یہی اسلام ہے اور یہی وہ غرض ہے جس کے لئے مجھے بھیجا گیا ہے۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 138 ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

اگرچہ جماعت احمدیہ میں وقفِ زندگی کا سلسلہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مبارک زندگی میں ہی کسی نہ کسی شکل میں جاری ہو چکا تھا لیکن خلافتِ ثانیہ کے دَور میں وقفِ زندگی کا باقاعدہ ایک نظام قائم ہوا۔ خلفائے احمدیت نے مختلف وقتوں میں مختلف رنگ میں وقف کے لئے تحریکات فرمائیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان تحریکات پر لبّیک کہتے ہوئے کئی خوش نصیب افراد نے اپنی زندگیاں خدمتِ دین و اشاعتِ اسلام کے لئے وقف کر کے مختلف بلاد و امصار میں مختلف حیثیتوں میں عظیم الشان خدمات کی توفیق پائی۔

تاہم حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی تحریک وقفِ نَو جماعت میں رائج وقفِ زندگی کی تحریکات سے مختلف اور منفرد اور ایک نئے رنگ میں وقف کی تحریک تھی۔ اور اس تحریک کی بنیاد بھی قرآن مجید پر اور بالخصوص سورۃ آل عمران کی آیت 33 / میں مذکور حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ کی ایک دعا سے لطیف استنباط پر مشتمل تھی۔

چنانچہ حضور رحمہ اللہ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 3 / اپریل 1987ء بمقام مسجد فضل لندن میں اس تحریک کا پس منظر اور اس خاص موقع پر اس تحریک کی غرض وغایت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"انبیاء کی یہ سنت ہے کہ وہ اپنا سب کچھ دینے کی خاطر یہ سوچتے کہ ہم

اور کیا دیں اور کیا دیں؟ اپنی اولادیں بھی پیش کرتے ہیں اور بعض دفعہ ابھی اولاد پیدا بھی نہیں ہوتی تو پیش کر رہے ہوتے ہیں۔ ابرار کی یہ سنت ہے انبیاء کے علاوہ۔ جیسے حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ نے یہ التجا کی خدا سے: رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَکَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔ (آل عمران:36) کہ میرے رب جو کچھ بھی میرے پیٹ میں ہے مَیں تیرے لئے پیش کر رہی ہوں۔ نہیں پتہ کیا چیز ہے؟ لڑکی ہے یا لڑکا ہے۔ اچھا ہے یا بُرا ہے۔ مگر جو کچھ ہے وہ سب کچھ تمہیں دے رہی ہوں تو فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ مجھ سے قبول فرما۔ اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔ تُو بہت ہی سننے والا اور جاننے والا ہے۔ ۔ ۔ ۔ یہ دعا حضرت مریمؑ کی والدہ کی جو آل عمران سے تھیں خدا تعالیٰ کو ایسی پسند آئی جسے قرآن کریم میں آئندہ نسلوں کے لئے محفوظ کر لیا اور پھر حضرت ابراہیمؑ کی دعا اپنی اولاد کے متعلق اور دوسرے انبیاء کی دعائیں اپنی اولاد کے متعلق یہ ساری قرآن کریم نے محفوظ فرما دیں۔ بعض جگہ آپ کو ظاہر طور پر وقف کا مضمون نظر نہیں آئے گا جیسا کہ یہاں آیا ہے مُحَرَّرًا ۔ اے خدا! میں تیری راہ میں اس بچے کو وقف کرتی ہوں۔ لیکن بسا اوقات آپ کو یہ دعا نظر آئے گی کہ اے خدا جو نعمت تُو نے مجھے دی ہے وہ میری اولاد کو بھی دے اور ان میں بھی انعام جاری فرما۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس رنگ میں دعا کی۔ لیکن حقیقت میں اگر آپ غور کریں تو جو انعام مانگا جا رہا ہے وہ وقفِ کامل ہے۔ کامل وقف کے سوا نبوت ہو ہی نہیں سکتی اور سب سے زیادہ بنی نوع انسان سے آزاد یعنی محرّر اور خدا کی غلامی میں جکڑا جانے والا نبی ہوتا ہے۔ تو امر واقعہ یہ ہے کہ جب کوئی شخص یہ دعا کرتا ہے کہ میری اولاد میں نبوت کو جاری فرما تو اس دعا کا حقیقی معنی یہ ہے میری اولاد کو ہمیشہ میری طرح غلام در غلام در غلام بناتا چلا جا۔ اپنی محبت میں اپنی اطاعت میں جکڑتا چلا جا۔ اتنا کامل طور پر جکڑ لے کہ دنیا میں کوئی آزادی کا پہلو نہ رہے۔ تو مُحَرَّرًا ۔ ۔ ۔ دنیا سے آزاد کر کے مَیں تیرے سپرد کرتی

ہوں۔ یہ مضمون اور بھی زیادہ بالا ہے وقف کا کہ میری اولاد کو تُو اپنی غلامی میں جکڑ لے اور کوئی پہلو بھی آزاد نہ رہنے دے۔

بہر حال یہ بھی ایک پہلو ہے کہ جو کچھ تھا وہ تو دیا خدا کی راہ میں۔لیکن جو ابھی ہاتھ میں نہیں آیا وہ بھی پیش کرنے کی تمنا رکھتے تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی چلّہ کشی کی تھی اس مضمون میں۔ چالیس دن یہ گریہ وزاری کرتے رہے...کہ اے خدا! مجھے اولاد دے اور وہ دے جو تیری غلام ہو جائے۔ میری طرف سے تحفہ ہو تیرے حضور۔

پس میں نے یہ سوچا کہ ساری جماعت کو میں اس بات پر آمادہ کروں کہ اگلی صدی میں داخل ہونے سے پہلے جہاں روحانی اولاد بنانے کی کوشش کر رہے ہیں دعوت الی اللہ کے ذریعہ، وہاں اپنے آئندہ ہونے والے بچوں کو خدا کی راہ میں ابھی سے وقف کر دیں اور یہ دعا مانگیں کہ اے خدا! ہمیں ایک بیٹا دے۔لیکن اگر تیرے نزدیک بیٹی ہی ہمارے لئے مقدر ہے تو ہماری بیٹی ہی تیرے حضور پیش ہے۔ مَافِیْ بَطْنِیْ جو کچھ بھی میرے بطن میں ہے۔ یہ مائیں دعائیں کریں اور والدین بھی ابراہیمی دعائیں کریں کہ اے خدا! انہیں اپنے لئے چن لے اور اپنے لئے خاص کر لے۔ تیرے ہو کر رہ جائیں۔ اور آئندہ صدی میں ایک عظیم الشان بچوں کی فوج ساری دنیا سے اس طرح داخل ہو رہی ہو کہ وہ دنیا سے آزاد ہو رہی ہو اور محمد رسول اللہ ﷺ اور محمد رسول اللہ ﷺ کے خدا کے غلام بن کے اس صدی میں داخل ہو رہی ہو۔ چھوٹے چھوٹے بچے ہم خدا کے حضور تحفے پیش کر رہے ہوں۔ اور اس کی شدید ضرورت ہے۔ آئندہ سو سالوں میں جس کثرت سے اسلام نے ہر جگہ پھیلنا ہے وہاں لاکھوں تربیت یافتہ غلام چاہئیں جو محمد رسول اللہ ﷺ اور خدا کے غلام ہوں۔ واقفین زندگی چاہئیں کثرت کے ساتھ اور ہر طبقہ زندگی کے ساتھ واقفین زندگی چاہئیں۔ ہر ملک سے واقفین زندگی چاہئیں۔''

آپؒ نے فرمایا:

"اس سے پہلے جو ہم تحریک کرتے رہے ہیں بہت کوشش کرتے رہے لیکن بعض خاص طبقوں نے عملاً اپنے آپ کو وقف زندگی سے مستثنیٰ سمجھا اور عملاً جو واقفین سلسلہ کو ملتے رہے وہ زندگی کے ہر طبقے سے نہیں آئے۔ بعض بہت صاحب حیثیت لوگوں نے بھی اپنے بچے پیش کئے لیکن بالعموم دنیا کی نظر میں جس طبقے کو بہت زیادہ عزت سے نہیں دیکھا جاتا، درمیانہ درجہ کا غریبانہ جو طبقہ ہے اس میں سے وہ بچے پیش ہوتے رہے۔ اس طبقے کے ان واقفین زندگی کا آنا ان واقفین زندگی کی عزت بڑھانے کا موجب ہے۔ عزت گرانے کا موجب نہیں۔ لیکن دوسرے طبقے سے نہ آنا ان طبقوں کی عزت گرانے کا ضرور موجب ہے۔"

آپؒ نے فرمایا:

"مَیں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ان خاندانوں کی عزتیں باقی نہیں رہیں گی جو بظاہر دنیا میں معزز ہیں اور خدا کے نزدیک وہ خود اپنے آپ کو آئندہ ذلیل کرتے چلے جائیں گے اگر خدا کے حضور انہوں نے اپنے بچے پیش کرنے کا گُر نہ سیکھا۔ اور یہ سنت انبیاء ہے۔ انبیاء کے بچوں سے زیادہ معزز اور کوئی بچے دنیا میں نہیں ہو سکتے۔ انہوں نے اس عاجزی سے وقف کئے ہیں، اس طرح منتیں کر کے وقف کئے ہیں، اس طرح گریہ وزاری کے ساتھ دعائیں کرتے ہوئے، روتے ہوئے وقف کئے ہیں کہ انسان حیران رہ جاتا ہے ان کو دیکھ کر۔

پس اگلی صدی کو شدید ضرورت ہے کہ جماعت کے ہر طبقے سے لکھوکھہا کی تعداد میں واقفین زندگی آئیں۔ ایک صدی کے بعد ہم دراصل خدا کے حضور تحفہ پیش کر رہے ہوں گے لیکن استعمال تو اس صدی کے لوگوں نے کرنا ہے بہر حال۔ یہ تحفہ ہم اس صدی کو دینے والے ہیں۔ اس لئے جن کو بھی توفیق ہے وہ اس تحفے کے لئے بھی تیار ہو جائیں۔ ہو سکتا ہے اس نیت کی، اس نذر کی برکت سے بعض ایسے خاندان جن میں اولاد

نہیں پیدا ہورہی اور ایسے میاں بیوی جو کسی وجہ سے اولاد سے محروم ہیں اللہ تعالیٰ اس قربانی کی روح کو قبول فرماتے ہوئے ان کو بھی اولاد دیدے۔

خدا تعالیٰ اس سے پہلے یہ کر چکا ہے۔ جو انبیاء اولاد کی دعائیں مانگتے ہیں، وقف کی خاطر مانگتے ہیں تو بعض دفعہ بڑھاپے میں بھی تو اولاد ہو جاتی ہے ایسی صورت میں بھی ہو جاتی ہے کہ بیوی بھی بانجھ اور خاوند بھی۔

حضرت زکریا علیہ السلام کو دیکھیں اس شان سے دعا کی تھی یہ دعا کرتے ہیں کہ اے خدا! میں تو بوڑھا ہو گیا ہوں، میرا سر بھڑک اٹھا ہے بڑھاپے کے شعلوں سے اور ہڈیاں تک گل گئیں اور میری بیوی عَاقِر ہے۔ یعنی اس میں بچہ پیدا کرنے کی صلاحیت ہی کوئی نہیں ہے۔ لیکن میری یہی تمنا ہے کہ تیری راہ میں ایک بچہ پیش کروں اس لئے میری تمنا کو قبول فرما۔۔۔۔ اس عظمت کی، اس درد کی دعا تھی کہ اُسی وقت، دعا کی حالت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے تجھے یحییٰ کی خوشخبری دی۔ خود اس کا نام رکھا اور اس میں بھی عظیم الشان خدا کے پیار کا اظہار ہے۔۔۔

پس اس رنگ میں آپ اگلی صدی میں جو خدا کے حضور تحفے بھیجنے والے ہیں یا بھیج رہے ہیں۔۔۔ مجھے خدا نے یہ توجہ دلائی کہ میں آپ کو بتادوں کہ آئندہ دو سال کے اندر یہ **عہد کرلیں کہ جس کو بھی جو اولاد نصیب ہوگی وہ خدا کے حضور پیش کر دے گا اور اگر آج کچھ مائیں حاملہ ہیں تو وہ بھی اس تحریک میں اگر پہلے شامل نہیں ہو سکی تھیں تو اب ہو جائیں۔ وہ بھی یہ عہد کرلیں لیکن ماں باپ کو مل کر کرنا ہوگا۔** دونوں کو اکٹھے فیصلہ کرنا چاہئے تا کہ اس سلسلے میں پھر یکجہتی بھی پیدا ہو اولاد کی تربیت میں اور بچپن سے ان کی اعلیٰ تربیت کرنا شروع کر دیں اور اعلیٰ تربیت کے ساتھ ان کو بچپن سے ہی اس بات پر آمادہ کرنا شروع کریں کہ تم ایک عظیم مقصد کے لئے ایک عظیم الشان وقت میں پیدا ہوئے ہو جبکہ غلبہ اسلام کی ایک صدی، غلبہ اسلام کی دوسری صدی سے مل رہی تھی۔ اس جوڑ پر تمہاری پیدائش ہوئی ہے

اور اس نیت اور دعا کے ساتھ ہم نے تجھ کو مانگا تھا خدا سے کہ۔۔۔آئندہ نسلوں کی تربیت کے لئے اس کے عظیم الشان مجاہد بن جاؤ۔ اگر اس طرح دعائیں کرتے ہوئے لوگ اپنے آئندہ بچوں کو وقف کریں گے تو مجھے یقین ہے کہ بہت ہی حسین اور بہت پیاری ایک نسل تمہاری آنکھوں کے سامنے دیکھتے دیکھتے اپنے آپ کو خدا کی راہ میں قربان کرنے کے لئے تیار ہوگی۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 3/اپریل 1987ء۔ خطبات طاہر جلد 6 صفحہ 246-250)

....

تحریک وقفِ نَو کی ضرورت اور غرض وغایت

جیسا کہ قبل ازیں ذکر کیا جا چکا ہے کہ 'وقفِ نَو' کی تحریک سے قبل بھی جماعت میں وقفِ زندگی کا نظام قائم تھا اور لوگ خود اپنی یا اپنی اولاد کی زندگی خدمتِ دین کے لئے وقف کیا کرتے تھے۔ لیکن پیدائش سے قبل بچوں کو وقف کرنے کی اس نئی تحریک کی ضرورت کیوں پیش آئی اور اس میں کیا خاص بات پیشِ نظر تھی۔ اس پہلو سے حضور رحمہ اللہ نے خطبہ جمعہ فرمودہ 10/فروری 1989ء میں ایک تجزیہ پیش کرتے ہوئے فرمایا:

’’خدا کے حضور بچے کو پیش کرنا ایک بہت ہی اہم واقعہ ہے۔ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ اور آپ یاد رکھیں کہ وہ لوگ جو خلوص اور پیار کے ساتھ قربانیاں دیا کرتے ہیں وہ اپنے پیار کی نسبت سے اُن قربانیوں کو سجا کر پیش کیا کرتے ہیں۔ قربانیاں اور تحفے دراصل ایک ہی ذیل میں آتے ہیں۔۔۔ قربانیاں تحفوں کا رنگ رکھتی ہیں اور اُن کے ساتھ سجاوٹ ضروری ہے۔ آپ نے دیکھا ہوگا بعض لوگ تو مینڈھوں کو، بکروں کو بھی خوب سجاتے ہیں اور بعض تو اُن کو زیور پہنا کر پھر قربان گاہوں کی طرف لے کر جاتے ہیں، پھولوں کے ہار پہناتے ہیں اور کئی قسم کی سجاوٹیں کرتے ہیں۔ انسانی قربانی کی سجاوٹیں اور طرح کی ہیں۔ انسانی زندگی کی سجاوٹ تقویٰ سے ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے پیار اور اُس کی

محبت کے نتیجے میں انسانی روح بَن ٹُھن کر تیار ہوا کرتی ہے۔ پس پیشتر اس سے کہ یہ بچے اتنے بڑے ہوں کہ جماعت کے سپرد کئے جائیں گے۔ ان ماں باپ کی بہت ذمہ داری ہے کہ وہ ان قربانیوں کو اس طرح تیار کریں کہ ان کے دل کی حسرتیں پوری ہوں۔ جس شان کے ساتھ وہ خدا کے حضور ایک غیر معمولی تحفہ پیش کرنے کی تمنا رکھتے ہیں وہ تمنائیں پوری ہوں۔''

آپؒ نے فرمایا:

''اس سے پہلے جو مختلف ادوار میں واقفین جماعت کے سامنے پیش کئے جاتے رہے اُن کی تاریخ پر نظر رکھتے ہوئے میں سمجھتا ہوں کہ کئی قسم کے واقفین ہیں۔ کچھ تو وہ تھے جنہوں نے بڑی عمروں میں ایسی حالت میں اپنے آپ کو خود پیش کیا کہ خوش قسمتی کے ساتھ اُن کی اپنی تربیت بہت اچھی ہوئی ہوئی تھی اور وقف نہ بھی کرتے تب بھی وقف کی روح رکھنے والے لوگ تھے۔ صحابہ کی اولاد یا اوّل تابعین کی اولاد، اچھے ماحول میں، اچھی پرورش اور خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اچھی عادات سے سجے ہوئے لوگ تھے۔ وہ واقفین کا جو گروہ ہے وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہر پہلو سے زندگی کے ہر شعبے میں نہایت کامیاب رہا۔

پھر ایک ایسا دَور آیا جب بچے وقف کرنے شروع کئے گئے۔ یعنی والدین نے اپنی اولاد کو خود وقف کرنا چاہا۔ اس دور میں مختلف قسم کے واقفین ہمارے سامنے آئے ہیں۔ بہت سے وہ ہیں جن کو والدین سمجھتے ہیں کہ جب ہم جماعت کے سپرد کریں گے تو وہ خود ہی تربیت کریں گے اور اس عرصے میں انہوں نے اُن پر نظر نہیں رکھی۔ پس جب وہ جامعہ میں پیش ہوتے ہیں تو بالکل ایسے Raw میٹریل کے طور پر، ایسے خام مال کے طور پر پیش ہوتے ہیں جس کے اندر بعض مختلف قسم کی ملاوٹیں بھی شامل ہو چکی ہوتی ہیں اُن کو صاف کرنا ایک کارِ دارد ہوا کرتا ہے۔ اُن کو وقف کی روح کے مطابق ڈھالنا بعض دفعہ مشکل بلکہ محال ہو جایا کرتا ہے اور بعض بد عادتیں وہ ساتھ لے کر آتے ہیں۔ یعنی بعض باتیں جماعت ویسے

سوچ بھی نہیں سکتی لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ بعض لڑکوں کو جامعہ میں چوری کے نتیجے میں وقف سے فارغ کیا گیا ہے۔ کسی کو جھوٹ کے نتیجے میں وقف سے خارج کیا گیا ہے۔ اب یہ باتیں ایسی ہیں جن کے متعلق یہ تصور بھی نہیں کیا جاسکتا کہ اچھے نیک، صالح احمدی میں پائی جائیں کجا یہ کہ وہ واقفین زندگی میں پائی جائیں۔ لیکن معلوم یہی ہوتا ہے کہ والدین نے پیش تو کر دیا لیکن تربیت کی طرف توجہ نہ کی یا اتنی دیر کے بعد اُن کو وقف کا خیال آیا کہ اُس وقت تربیت کا وقت باقی نہیں رہا تھا۔ بعض والدین سے تو یہ بھی پتہ چلا کہ اُنہوں نے اس وجہ سے بچہ وقف کیا تھا کہ عادتیں بہت بگڑی ہوئی تھیں اور وہ سمجھتے تھے کہ اُس طرح تو ٹھیک نہیں ہوتا، وقف کر دو تو آپ ہی جا کر جماعت سنبھال لے گی اور ٹھیک کرے گی۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 10 رفروری 1989ء۔ خطباتِ طاہر جلد 8 صفحہ 85-86)

اسی طرح ایک موقع پر فرمایا:

"جہاں تک اولادوں کے وقف کا تعلق ہے اس ضمن میں ابھی اس شان کی قربانی پیدا نہیں ہوئی تھی کیونکہ مختلف اوقات میں جب وقف کے لئے زور دیا جاتا رہا تو جماعت اپنے جگر گوشے پیش کرتی رہی ہے لیکن درمیان میں بسا اوقات لمبے عرصے پڑ گئے، لمبے وقفے حائل ہو گئے کہ جب خلیفہ وقت نے وقف کی طرف توجہ نہیں دلائی اس لئے جماعت بھی اس معاملے میں خاموش ہو گئی۔

چنانچہ آئندہ کی ضرورتوں کے پیش نظر میں نے یہ تحریک کی کہ اپنے بچوں کو، اپنی آئندہ نسلوں کو وقف کرو۔ اگلی صدی میں ہمارے کام بہت کثرت سے پھیلنے والے ہیں۔ ان کے اندازے ابھی سے کچھ ہونے شروع ہو گئے ہیں۔ بالکل نئے نئے ممالک کی فتح کے اللہ تعالیٰ سامان پیدا فرمارہا ہے، نئی نئی قوموں میں جماعت کو داخل کر رہا ہے اور خود بخود ہو رہا ہے، ہماری کوششوں سے بعض دفعہ تعلق نظر آتا ہے، بعض دفعہ کوئی تعلق نظر نہیں آتا۔۔۔

خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک سازگار ہوا چلائی جارہی ہے، کچھ پھل ہیں جو پکائے جارہے ہیں۔ اس لئے کہ جماعت ترقی کے بالکل نئے دور میں داخل ہونے والی ہے۔

بہت ہی عظیم الشان ترقیات آپ کا انتظار کر رہی ہیں۔ ان کے لئے اللہ تعالیٰ آپ کو تیار فرما رہا ہے۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ اگلی صدی میں لکھوکھہا واقفین زندگی کی ضرورت پڑے گی۔ اسی لئے میں نے جماعت میں ایک تحریک کی تھی کہ ابھی سے اپنے بچے پیش کر دیں تا کہ پھر جب ہم صدی میں داخل ہوں تو خدا کے حضور پہلے ہی تیار ہو کر حاضر ہوں۔ اور جب بھی خدا کے حضور کوئی قربانی پیش کی جاتی ہے اس کے لئے مصارف کا انتظام بھی اللہ تعالیٰ خود ہی فرما دیتا ہے۔ اگر لاکھ واقفین آپ پیش کریں گے تو یقین جانیں کہ لاکھ واقفین کے لئے تمام ضروری سامان خدا خود مہیا فرمائے گا۔ مشنوں کے لئے جگہ عطا کرے گا، ان کے تبلیغ کے لئے جتنی بھی ضرورتیں ہیں وہ ضرورتیں پوری فرمائے گا، ان کے اپنے لئے رزق کا انتظام فرمائے گا اور پھر اسی نسبت سے نئی نئی قوموں میں، نئے نئے علاقوں میں احمدیت اور اسلام کی طرف رجحان پیدا فرما دے گا۔

تو بعض دعائیں ہوتی ہیں زبان کی دعائیں۔ بعض ہوتی ہیں عمل کی دعائیں۔ یہ بھی میرے ذہن میں ایک بات تھی کہ ہم عملاً خدا کے حضور دعا کے طور پر یہ بچے پیش کر دیں کہ اللہ! تیرے حضور حاضر ہیں اب تُو سنبھال تیرا کام ہے۔ اب ہمارے نہیں رہے تیرے ہو گئے ہیں۔ تُو نے ہی ان کو پالنا ہے۔ تُو نے ہی ان کے لئے سارے انتظامات فرمانے ہیں، ان سے کام لینے کے انتظامات فرمانے ہیں۔

یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ جماعت بالعموم بہت اچھے طریق پر اس آواز کا جواب دے رہی ہے۔ ... اگلی نسل کا وقف اس بات پر منحصر ہے کہ وہ خود بھی ایمان لانے والی ہو اور عمل صالح کرنے والی ہو۔ اگر وہ ایمان لے آئیں اور عمل صالح کریں تو پھر ان کی ساری نیکیاں تمہارے درجات کی بلندی کا موجب بھی بنیں گی۔ ...

پس جماعت کو اپنی اس اولاد کی تربیت کی طرف بہت توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ بچپن سے ہی ان بچوں کے دلوں میں خدا کی محبت اس طرح بھر دیں اور اس خلوص

کے ساتھ ان کے لئے دعائیں کریں کہ جو آپ کی کوتاہیاں ہیں ان کو نظر انداز فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے فرشتے ان کے دلوں میں خدا تعالیٰ کی محبت بھرنا شروع کر دیں۔ مائیں ان کو دودھ میں اللہ کی محبت پلائیں اور بچپن سے یہ مختلف دکھائی دینے لگیں۔

یہ جو مضمون ہے مختلف دکھائی دینے والا اس کا تعلق بھی ایک بچے کے وقف سے ہے۔ حضرت مریم کو ان کی والدہ نے وقف فرمایا اور خدا کے سپرد کر دیا کہ اب تُو جان، جو چاہے کر میں نے تو وقف کرنا تھا۔ لڑکا یا لڑکی عطا کرنا تیرا کام تھا۔ جو کچھ بھی ہے میں نے تیرے حضور پیش کر دیا اور قرآن کریم فرماتا ہے بچپن سے ہی ان کے حالات دوسرے بچوں سے مختلف تھے۔ اُن کے اندر بعض امتیازی شانیں تھیں جن کو حضرت زکریا نے محسوس فرمایا اور ان امتیازی نشانات کو دیکھ کر ان کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی اور جو دعا بن گئی کہ اے خدا! مجھے بھی تُو ایسی اولاد عطا فرما۔ جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ کی خوشخبری دی۔ پھر اسی ماں کے پیٹ سے جو بچہ پیدا ہوا اس کے بھی بچپن میں آثار دوسرے بچوں سے مختلف تھے ۔فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا۔ (آل عمران:47) وہ گفتگو کرتا تھا، خدائی گفتگو کرتا تھا، اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا تھا۔ توان دونوں مثالوں میں ہمارے لئے ایک سبق ہے کہ بچپن ہی سے وقف کرنے والی اولاد کے دل میں اللہ تعالیٰ کی غیر معمولی محبت پیدا کرنی چاہئے اور صرف کوشش سے مطمئن نہیں ہونا چاہئے۔ جب تک وہ آثار ان میں ظاہر نہ ہو جائیں اُس وقت تک اطمینان نہیں پکڑنا چاہئے۔

پس اب ان کی تربیت کا جو دَور ہے اس میں اللہ تعالیٰ ماں باپ کو زندگی عطا فرمائے کہ وہ خود محبت کے ساتھ ان وقف شدہ بچوں کی تربیت کر سکیں۔ اس تربیت کے دور میں دعائیں بھی آپ کو کرنی ہوں گی، ہر قسم کے ذرائع کو استعمال میں لانا ہوگا یہاں تک کہ آپ کی آنکھیں دن بدن اپنی اولاد کی طرف سے زیادہ ٹھنڈی ہوتی چلی جائیں گی۔... جو بچے بچپن سے ہی خدا تعالیٰ سے محبت کرنے لگ جائیں ان کے لئے اعجازی نشان عطا

ہونے میں دیر نہیں کی جاتی۔ یہ خیال نہ کریں کہ جب تک وہ بڑے نہ ہو جائیں، بالغ نہ ہو جائیں اللہ تعالیٰ ان سے کوئی اعجازی سلوک نہیں فرمایا کرتا۔ بچپن سے ہی ان کے اندر اعجازی طاقتیں پیدا ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ ان کی دعائیں قبول ہونے لگ جاتی ہیں۔ ان کی خواہشات دعا بن جاتی ہیں اور ایسے بچے نمایاں ہو کر باقی بچوں سے ایک الگ وجود دکھائی دینے لگتے ہیں۔

ایسے وقف کریں جو قرآن کریم کی وقف کی مثالوں کے اوپر پورے اُترنے والے ہوں۔ ایسے وقف کریں کہ اگلی صدیاں ناز کریں ان پر بھی اور آپ پر بھی جنہوں نے وقف کئے تھے کہ ہاں ہاں ایسی ایسی مائیں تھیں جنہوں نے یہ لعل ہمارے لئے تحفۃً بھیجے۔ ایسے باپ تھے جنہوں نے اس طرح دعاؤں کے ساتھ اور گریہ وزاری کے ساتھ ہماری آئندہ آنے والی نسلوں کا خیال رکھا تھا، اپنے جگر گوشے ہماری ہی بھلائی کے لئے پیش کر دیئے تھے۔ یہ جب آپ کریں گے تو اللہ تعالیٰ آپ سے وعدہ کرتا ہے کہ آپ کو ان نیکیوں کے برابر اجر نہیں بلکہ دوہرا تہرا، ہمیشہ بڑھتے رہنے والا اجر عطا ہو گا اور آپ کی نیکیاں Skyscrapers بنی شروع ہو جائیں گی، بالا خانے عطا ہوں گے۔ اس لئے کہ اگر پہلی نسل بھی نیکی پہ قائم ہو جائے تو ایک منزلہ نیکی کی بجائے دو منزلہ نیکی بن گئی اور اگر نسلاً بعد نسلٍ اسی طرح ان کی اولاد اور پھر اُن کی اولاد اور پھر اُن کی اولاد نیکیوں پہ قائم ہوتی چلی جائے تو آپ کو تو Skyscrapers ہی اس شان کے عطا ہوں گے کہ دنیا نے کبھی اس شان کے Skyscrapers نہیں دیکھے۔ امریکہ کے بنائے ہوئے Skyscrapers تو کوئی چودہ سو فٹ پہ جا کے ختم ہو جاتا ہے، کوئی پندرہ سو فٹ پہ جا کے ختم ہو جاتا ہے لیکن یہ جو بالا خانے ہیں یہ زمین سے اُٹھتے ہیں اور آسمان سے باتیں کرتے ہیں، ان کی بلندیاں آسمان کے کنگروں کو چُھوتی ہیں۔ اتنے عظیم الشان اجر ہیں اس نیکی کے جو اس آیت میں بیان کئے گئے ہیں کہ میں جماعت کو توجّہ دلاتا ہوں کہ اگر وہ اس کے پیچھے تتبّع کریں اور اس کی رُوح

کو قائم کرتے ہوئے پورے انہماک اور پورے خلوص کے ساتھ یہ کوشش کریں کہ ان کی قربانیاں قبولیت کا درجہ پا جائیں تو پھر اجرا تنا ہے کہ اس کی کوئی انتہا نہیں۔ ایسی رفعتیں آپ کے لئے مقدر ہیں خدا کی طرف سے کہ کسی انسان کا تصور بھی ان کو نہیں پہنچ سکتا۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔ آمین۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 10 رجولائی 1989ء۔ خطباتِ طاہر جلد 6 صفحہ 458 تا 462)

....

ابتدائی طور پر 'وقفِ نَو' کی یہ تحریک جماعت کی صد سالہ جوبلی کے استقبال کے حوالہ سے دو سال کے لئے جاری کی گئی تھی۔

حضور رحمہ اللہ نے اس تحریک کے آغاز (3 راپریل 1987ء) پر اور اس کے بعد بھی مختلف مواقع پر اپنے خطبات اور خطابات کے ذریعہ واقفینِ نَو کی صحیح خطوط پر تعلیم و تربیت کے سلسلہ میں تفصیلی ہدایات اور پروگرام عطا فرمائے اور والدین کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ اسی طرح ان واقفینِ نَو بچوں اور بچیوں کی نگہداشت اور رہنمائی کے لئے تحریک جدید میں باقاعدہ ایک وکالت 'وکالتِ وقفِ نَو' کے نام سے قائم فرمائی۔ جب اس تحریک پر قریباً دو سال کا عرصہ مکمل ہونے کو آیا اس وقت تک بارہ سو کے لگ بھگ واقفین اس تحریک میں شامل ہو چکے تھے۔

حضور رحمہ اللہ نے اس بارہ میں اپنی توقعات کا ذکر کرتے ہوئے اور اس بنا پر کہ ابھی بہت سے لوگوں تک یہ تحریک کماحقہٗ پہنچ نہیں سکی تھی اس میں شمولیت کی مدّت کی توسیع فرما دی۔ چنانچہ خطبہ جمعہ فرمودہ 10 رفروری 1989ء میں آپؒ نے فرمایا:

''آئندہ صدی کی تیاری کے سلسلے میں ایک بہت ہی اہم تیاری کا تعلق واقفین نَو سے ہے۔ وقفِ نَو کی جو میں نے تحریک کی تھی اس کے نتیجے میں خدا تعالیٰ کے فضل سے بارہ سو سے زائد ایسے بچوں کے متعلق اطلاع مل چکی ہے جو وقف نَو کی نیت کے ساتھ دعائیں مانگتے ہوئے خدا سے مانگے گئے تھے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اُن کی خیر و عافیت کے ساتھ ولادت کا سامان فرمایا۔ یہ چھوٹے چھوٹے بچے آئندہ صدی کے واقفینِ نَو

کہلاتے ہیں۔ . . . وقفِ نو کے لئے جتنی تعداد کی توقع تھی اتنی تعداد بلکہ اس کا ایک حصہ بھی ابھی پورا نہیں ہو سکا اور جہاں تک میں نے جائزہ لیا ہے اس میں پیغام پہنچانے والوں کا قصور ہے۔ بہت سے ایسے ممالک ہیں جہاں عامۃ الناس تک یہ پیغام پہنچایا ہی نہیں گیا اور جن دنوں یہ تحریک کی گئی تھی اُن دنوں کیسٹ کا نظام آج کی نسبت بہت کمزور حالت میں تھا اور افریقہ کے ممالک، ایسے دیگر ممالک جہاں اُردو زبان نہیں سمجھی جاتی اور بعض علاقوں میں انگریزی بھی نہیں سمجھی جاتی وہاں ترجمہ کر کے کیسٹس پھیلانے کا عملاً کوئی انتظام نہیں تھا۔ اس وجہ سے وہ جو براہ راست پیغام کا اثر ہو سکتا ہے اُس سے بہت سے احمدی علاقے محروم رہ گئے۔"

آپؒ نے فرمایا:

"میری خواہش یہ تھی کم سے کم پانچ ہزار بچے اگلی صدی کے واقفینِ نَو کے طور پر ہم خدا کے حضور پیش کریں۔ ابھی کافی سفر باقی ہے اس تعداد کو پورا کرنے میں۔ اور دوست یہ لکھ رہے ہیں کہ جہاں تک اُن کا تأثر تھا یا میں نے جو شروع میں خطبے میں بات کی تھی اس کا واقعۃً یہی نتیجہ نکلتا ہوگا کہ جو اس صدی سے پہلے پہلے بچے پیدا ہو جائیں گے وہ وقفِ نَو میں لئے جائیں گے اور اُس کے بعد یہ سلسلہ بند ہو جائے گا۔ لیکن جس طرح بعض دوستوں کے خطوط سے پتہ چل رہا ہے وہ خواہش رکھتے ہیں لیکن یہ سمجھ کر کہ اب وقت نہیں رہا وہ اس خواہش کو پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچا سکتے، اُن کے لئے اور مزید تمام دنیا کی جماعتوں کے لئے جن تک ابھی یہ پیغام ہی نہیں پہنچا میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ وقفِ نَو میں شمولیت کے لئے مزید دو سال کا عرصہ بڑھایا جاتا ہے اور یہ عرصہ فی الحال دو سال کا بڑھایا جا رہا ہے تا کہ اس پہلی تحریک میں شامل ہو جائے ورنہ یہ تحریک تو بار بار ہوتی ہی رہے گی۔ لیکن وہ خصوصاً تاریخی تحریک جس میں اگلی صدی کے لئے ایک واقفین بچوں کی پہلی فوج تیار ہو رہی ہے اُس کا عرصہ آج تا دو سال تک بڑھایا جا رہا ہے۔ اس عرصے میں جماعتیں کوشش کر لیں

اور جس حد تک بھی ممکن ہو یہ فوج پانچ ہزار تو ضرور ہو جائے۔اس سے بڑھ جائے تو بہت ہی اچھا ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 10رفروری 1989ء خطبات طاہر جلد 8۔صفحہ 83-84)

....

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جوں جوں اس تحریک کی تفصیلات افرادِ جماعت تک پہنچیں، خلیفۂ وقت کی طرف سے جاری ہونے والی ہر تحریک کی طرح افرادِ جماعت مرد وزن نے اس پر بھی والہانہ لبّیک کہا اور اللہ تعالیٰ نے اس میں غیر معمولی برکت عطا فرمائی۔ کئی ایسے لوگ جن کے ہاں سالہا سال سے کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی اس تحریک میں شمولیت کی نیّت اور وعدہ کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے انہیں اولاد کی نعمت سے نوازا۔ بعضوں کے ہاں لڑکیاں ہی لڑکیاں ہوتی تھیں لیکن وقفِ نَو کی مبارک تحریک میں شمولیت کی نیّت کے بعد اللہ تعالیٰ نے انہیں معجزانہ طور پر اولادِ نرینہ سے نوازا۔ ایسے بیسیوں واقعات جماعت کی تاریخ میں دنیا بھر میں پھیلے پڑے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے 1989ء میں اس خواہش کا اظہار فرمایا تھا کہ دو سال تک واقفینِ نَو کی پہلی فوج کی تعداد کم از کم پانچ ہزار تک ہو جائے۔ خلیفۂ وقت کے اس مطالبہ کے جواب میں 1991ء تک افرادِ جماعت نے بارہ ہزار جگر گوشوں کو اس تحریک میں شامل کرنے کی سعادت پائی۔ پھر 1991ء میں حضور رحمہ اللہ نے احبابِ جماعت کی خواہش اور اصرار پر اس تحریک کو مستقل فرما دیا۔ چنانچہ یہ تحریک آج بھی جاری وساری ہے۔

دَورِ خلافتِ رابعہ کے اختتام تک دنیا بھر کے واقفینِ نَو بچوں کی کُل تعداد 26321 تھی جن میں سے 17680 لڑکے اور 8641 لڑکیاں تھیں۔

....

اشاعتِ کتب ولٹریچر

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آیت قرآنی ھُوَ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَہٗ بِالۡھُدٰی وَدِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡھِرَہٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّہٖ (سورۃ الصف:10) کی تفسیر میں فرمایا:

"یعنی خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو ایک کامل ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تا اس کو ہر ایک قسم کے دین پر غالب کر دے۔ یعنی ایک عالمگیر غلبہ اس کو عطا کرے۔ . . . اس آیت کی نسبت ان سب متقدمین کا اتفاق ہے جو ہم سے پہلے گزر چکے ہیں کہ یہ عالمگیر غلبہ مسیح موعود کے وقت میں ظہور میں آئے گا۔"

(چشمۂ معرفت۔ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 91)

اس عالمگیر غلبہ اسلام کے لئے جن ذرائع اور وسائل کی ضرورت تھی وہ بھی اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں ظاہر فرمائے۔ حضور علیہ السلام نے اس عالمگیر غلبہ اسلام کے لئے اپنی تصنیف 'فتح اسلام' میں جو عظیم الشان منصوبہ پیش فرمایا اس کی پانچ شاخوں میں سے ایک شاخ تالیف و تصنیف کا سلسلہ اور دوسری شاخ اشتہارات کے جاری کرنے کا سلسلہ ہے۔ حضور علیہ السلام نے آج سے کم و بیش سوا سو سال پہلے ہندوستان کے ایک چھوٹے سے قصبہ قادیان میں بیٹھ کر اس زمانے کی مشکلات اور کئی قسم کی مالی تنگیوں کے باوجود نہایت محنت اور جانفشانی کے ساتھ، اپنا جگر خون کر کے احیائے دین اور اعلائے کلمہ اسلام کے لئے تن تنہا متعدد نہایت بلند پایہ علمی تصنیفات کے علاوہ ہزارہا اشتہارات شائع کر کے دنیا بھر میں بھجوائے جن میں اللہ تعالیٰ کی توحید اور قرآن مجید اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دین اسلام کی افضلیت کو نہایت قوی دلائل اور تازہ بتازہ روشن نشانات کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش کیا۔ آپ کی یہ تصنیفات و اشتہارات اردو، عربی، فارسی اور انگریزی وغیرہ زبانوں میں شائع ہوئے۔ چنانچہ 1890ء تک آپ بیس ہزار سے زیادہ اشتہارات 'اسلامی حجتوں کو غیر قوموں پر پورا کرنے کے لئے' شائع فرما چکے تھے۔

آپ اپنی کتاب 'ازالہ اوہام' میں جو 1891ء کی تصنیف ہے فرماتے ہیں کہ آپ نے "بارہ ہزار کے قریب اشتہارات دعوتِ اسلام رجسٹری کرا کر تمام قوموں کے پیشواؤں اور امیروں اور والیان ملک کے نام روانہ کئے۔"

(ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 156۔ حاشیہ)

اور "آئینہ کمالاتِ اسلام" میں جو 1892ء کی تصنیف ہے آپ فرماتے ہیں کہ آپ نے "بارہ ہزار کے قریب خط اور اشتہار الہامی برکات کے مقابلہ کے لئے مذاہب غیر کی طرف روانہ کئے بالخصوص پادریوں میں سے شاید ایک بھی نامی پادری یورپ اور امریکہ اور ہندوستان میں باقی نہیں ہوگا جس کی طرف خط رجسٹری کر کے نہ بھیجا ہو۔"

(آئینہ کمالاتِ اسلام۔ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 348)

دسمبر 1900ء تک آپ نے چالیس کتب تالیف فرمائی تھیں اور ساٹھ ہزار کے قریب اشتہارات شائع فرما چکے تھے۔ آپ کی زندگی میں صرف اشتہارات کی کل تعداد اشاعت کا اندازہ 76 سے 80 ہزار کا ہے۔ 1901ء تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اشتہارات اور چند کتب انگریزی میں ترجمہ ہو کر یورپ اور امریکہ میں پہنچ چکی تھیں لیکن آپ کا منشاء تھا کہ مغربی ممالک تک اسلام کی آواز پہنچانے کے لئے ایک ماہوار انگریزی رسالہ جاری کیا جائے جس میں خاص طور پر ان مضامین کے تراجم شائع ہوں جو تائید اسلام میں خود حضور علیہ السلام کے قلم سے نکلتے ہوں۔ چنانچہ اس وقت سے 'ریویو آف ریلیجنز' کے نام سے رسالہ شائع ہونا شروع ہوا۔ 1901ء میں ہی حضور علیہ السلام کی کتب کے انگریزی تراجم کے لئے ایک مستقل ادارہ "انجمن اشاعتِ اسلام" کے نام سے قائم کیا گیا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقدس ہاتھوں سے فتح اسلام کے منصوبہ کی جو شاخیں لگائی گئی تھیں وہ سب آپ کی محنت اور تنظیم اور متضرعانہ دعاؤں سے خوب پھلی اور پھولیں اور آپ کے بعد خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ کی زیر ہدایت ونگرانی ان میں سے ہر شاخ مثمر بثمراتِ حسنہ ہوئی۔ بڑی کثرت کے ساتھ مختلف اسلامی موضوعات پر نہایت بیش قیمت لٹریچر تیار ہوا اور اس کے دنیا کی مختلف زبانوں میں تراجم کر کے وسیع پیمانے پر اس کی تقسیم عمل میں آئی۔

• •

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے جماعت احمدیہ کے قیام پر سو سال کا عرصہ ہونے پر جس صدسالہ جشنِ تشکّر کا منصوبہ جماعت کے سامنے رکھا تھا اس کا ایک اہم حصہ دنیا کی مختلف زبانوں میں لٹریچر کی تیاری اور موجود لٹریچر کے تراجم اوران کی طباعت و تقسیم بھی تھا۔اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اس پہلو سے باقاعدہ منصوبہ کے تحت کام کو آگے بڑھایا گیا۔

....

خلافتِ رابعہ کے مبارک عہد میں اس میں مزید وسعت پیدا ہوئی۔آپؒ کے عہدِ خلافت کے پہلے دو سالوں (1982ء اور 1983ء) کے دوران جو لٹریچر مرکزی طور پر شائع ہوا اس کی تعداد ایک لاکھ 9ہزار 966 تھی۔ پھر 1984ء میں پاکستان میں جماعت کے خلاف حکومت نے ایک آرڈیننس کے ذریعہ لٹریچر کی اشاعت پر پابندی عائد کر دی۔ جماعت کے پریس کو سِیل (seal) کیا گیا۔ جماعت کے اخبار اور رسائل پر پابندیاں لگائی گئیں۔کئی کتب کو ضبط کیا گیا۔اخبار اور رسائل کے مدیران اور پبلشرز پر مقدّمات بنائے گئے۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کو اس آرڈیننس کی وجہ سے اپنے فرائض منصبی کی ادائیگی کے لئے ملک سے ہجرت کرنا پڑی اور جماعت ایک نئے اور انقلابی دَور میں داخل ہوئی۔

پاکستان میں آرڈیننس کے ذریعہ جماعت پر لٹریچر کی اشاعت پر جو پابندی لگائی گئی تھی اس کے مقابلہ کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے فرمایا کہ :

"مَیں نے فیصلہ کیا ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم اور اس کی توفیق کے ساتھ ساری دنیا میں اشاعت لٹریچر کے کام کو کئی گنا زیادہ بڑھا دینا ہے، اتنا کہ ان سے سنبھالا نہ جائے ،...تمام دنیا میں اشاعت کتب کا، اشاعت لٹریچر کا ایک بہت زبردست منصوبہ ہے میرے ذہن میں جس کو انشاء اللہ تعالیٰ حسب توفیق آہستہ آہستہ کھولوں گا اور جہاں تک خدا توفیق عطا فرمائے گا اس پر عمل درآمد شروع کیا جائے گا۔

لٹریچر کی اشاعت میں نئی زبانوں کو شامل کرنا ہے اور اس ذریعہ سے کثرت کے ساتھ ایسے ممالک میں داخل ہونا ہے جہاں ابھی تک احمدیت داخل نہیں ہوئی، ایسی قوموں میں داخل

ہونا ہے جہاں ابھی تک احمدیت داخل نہیں ہوئی، ایسے طبقات میں داخل ہونا ہے جہاں ابھی تک احمدیت داخل نہیں ہوئی۔۔۔ بہت سے خلا ہیں، کئی قسم کے لوگ ہیں، کئی قسم کی بولیاں بولنے والے، کئی قسم کے طبقات فکر سے تعلق رکھنے والے، اتنے بڑے بڑے خلا ہیں جن تک ہم ابھی اس لئے نہیں پہنچ سکتے ہیں کہ ہمارے پاس لٹریچر نہیں ہے۔ تو نہ صرف یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب اور موجود لٹریچر کو زیادہ شائع کرنا ہے بلکہ نئی زبانوں میں لٹریچر پیدا کرنا ہے...''۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 18 رمئی 1984ء۔ خطباتِ طاہر جلد 3 رصفحہ 262-263)

چنانچہ آپ نے اس طرف فوری توجہ فرمائی۔ انگلستان میں تصنیف اور اشاعت کے شعبے قائم فرمائے۔ پہلے سے موجود کتب ولٹریچر کی ری پرنٹنگ، ان کے تراجم اور مختلف زبانوں میں مختلف موضوعات پر نئے لٹریچر کی تیاری وطباعت کے کام کو نہایت ٹھوس بنیادوں پر منظم کیا گیا۔

حضور رحمہ اللہ کی پاکستان سے ہجرت کے بعد ایک سال کے اندر اندر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات پر مشتمل روحانی خزائن کی 23 جلدیں، اسی طرح آپ کے اشتہارات کے مجموعہ پر مشتمل تین جلدیں، اور ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دس جلدیں اور قرآنِ مجید کی تفسیر پر مشتمل حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی تفسیرِ کبیر کی دس جلدیں ملا کر کُل 46 رکتب کا سیٹ انگلستان سے شائع کیا گیا۔

اسی طرح عربی، اردو، انگریزی اور دیگر کئی زبانوں میں تعلیمی، تبلیغی اور تربیتی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے چھوٹی بڑی مختلف کتب کثرت سے شائع کی گئیں۔

لٹریچر کی طباعت کی بڑھتی ہوئی ضرورت کے پیشِ نظر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں رقیم پریس کے نام سے اپنا پریس لگایا گیا۔ اسی طرح افریقہ کے مختلف ممالک میں اس کی شاخیں قائم کی گئیں۔ چنانچہ خلافت رابعہ کے عہد میں افریقہ کے حسب ذیل چھ ممالک میں جماعت کے اپنے پریس قائم ہو چکے تھے جن سے لکھوکھہا کی تعداد میں جماعتی لٹریچر شائع ہوا:

1۔ تنزانیہ، 2۔ سیرالیون، 3۔ گھانا، 4۔ نائیجیریا، 5۔ گیمبیا، 6۔ آئیوری کوسٹ

مختلف زبانوں میں لٹریچر کی تیاری کے لئے ان زبانوں میں ماہرین کی تیاری کے علاوہ مرکز میں مختلف زبانوں کے ڈیسکس قائم کئے گئے۔ان میں عربک ڈیسک، بنگلہ ڈیسک، رشین ڈیسک، ٹرکش ڈیسک، فرنچ ڈیسک اور چینی ڈیسک شامل ہیں۔اسی طرح مختلف ممالک میں ان کی مقامی زبانوں میں موجود کتب کے تراجم اور نئے لٹریچر کی تیاری کے منصوبے بنائے گئے جن کے تحت مختلف موضوعات پر بڑی تیزی کے ساتھ اعلیٰ پایہ کا اسلامی لٹریچر وجود میں آیا۔اسی طرح دنیا بھر میں قرآن مجید کے مختلف زبانوں میں تراجم کے علاوہ منتخب آیات قرآنیہ، منتخب احادیث نبویہؐ اور منتخب تحریرات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے کم سے کم سو زبانوں میں تراجم کے عظیم الشان منصوبہ پر نہایت سرگرمی سے عمل شروع ہوا۔

چنانچہ 1984ء تا 1988ء کے چار سال کے قلیل عرصہ میں صرف انگلستان سے 11/زبانوں میں 120/مختلف کتب/پمفلٹس وغیرہ 8/لاکھ 9/ہزار کی تعداد میں طبع ہوئے۔

1989–1988ء میں 11 زبانوں میں 26/مختلف کتب و دیگر لٹریچر ایک لاکھ 19/ہزار کی تعداد میں طبع ہوا۔

1991–1990ء تک کم و بیش سو زبانوں میں منتخب آیاتِ قرآنیہ، منتخب احادیثِ نبویہ اور منتخب تحریرات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام طبع ہو چکی تھیں۔اور کئی زبانوں میں ان کتب کے تراجم زیرِ طبع تھے۔

1984ء سے 1994ء تک کے 10/سالوں میں 9/زبانوں میں تراجم قرآنِ کریم 81/ہزار کی تعداد میں ری پرنٹ ہوئے۔طبع ہونے والے نئے تراجم قرآن کریم اس کے علاوہ تھے۔مختلف زبانوں میں قرآنِ مجید کے تراجم اور ان کی طباعت سے متعلق کسی قدر تفصیل اس کتاب میں الگ عنوان کے تحت پیش کی جا چکی ہے۔

دشمنِ احمدیت تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آسمانی آواز کو دبانے کی تدبیریں کر رہا تھا لیکن خیر الماکرین خدائے ذوالجلال والاکرام اس آواز کو شش جہات میں پھیلانے کے سامان

فرمارہا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے پاکستان سے ہجرت کے بعد اشاعت لٹریچر کے سلسلہ میں ہونے والے اس وسیع کام کو اللہ تعالیٰ کی تقدیر اور اس کے غیر معمولی احسان اور انعام کے طور پر پیش کرتے ہوئے خطبہ جمعہ فرمودہ یکم دسمبر 1989ء میں فرمایا:

''پاکستان سے انگلستان کی طرف عارضی ہجرت کرنے کے بعض فوائد ایسے تھے جو رفتہ رفتہ روشن ہوئے اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کی اہمیت واضح ہوتی چلی گئی۔ ان بہت سے فوائد میں سے جو خدا کی تقدیر کے مطابق ہمیں لازماً اس طرح عطا ہونے تھے جیسے بچے کو دوا دی جاتی ہے اور اس کی شفا کے لئے اور اس کی زندگی کے لئے، اس کی بقا کے لئے وہ دوا ضروری ہوا کرتی ہے خواہ کیسی ہی کڑوی کیوں نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس طرح ہمیں رحمتیں گھونٹ گھونٹ کر پلائیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ بعض خدمت کے ایسے میدان نظر کے سامنے اُبھرے جن کی طرف پہلے کوئی توجہ نہیں تھی۔ مثلاً ایک لمبا عرصہ گزرنے کے باوجود مشرقی دُنیا جو اشتراکی دُنیا کہلاتی ہے یعنی مشرق کا وہ حصّہ جو اشتراکیت کے قبضہ میں ہے، اس میں بسنے والے اربوں انسانوں کے لئے ہم نے کوئی تیاری نہ کی تھی۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً یہ خوشخبری عطا فرمائی تھی کہ مَیں تجھے روس میں اس کثرت سے مسلمان عطا کروں گا کہ آپؑ نے اس نظارے کو یوں بیان فرمایا جیسے ریت کے ذرّے ہوں اور اس کے علاوہ روس کا عصا آپ کے ہاتھوں میں تھمایا گیا جو رؤیا میں یوں معلوم ہوا جیسے اس کے اندر دو نالی بندوق ہوتی ہے۔ یعنی عصا ایسا جو دُور مار ہو اور دور اثر ہو۔

جب تک انگلستان آنے کی تقدیر یا انگلستان لائے جانے کی تقدیر ظاہر نہیں ہوئی ان امور پر ان معنوں میں تو نظر تھی کہ یہ خدا کی طرف سے عطا کردہ خوشخبریاں تھیں اور ہر احمدی کا دل مطمئن تھا کہ یقیناً یہ پوری ہوں گی۔ لیکن کیسے ہوں گی؟ اور انہیں پورا کرنے کے لئے مومن کو جو اپنا کردار ادا کرنا چاہئے وہ ہم کیسے ادا کریں گے؟ ان چیزوں پر نظر نہیں تھی۔ نہ ان حالات میں ہو سکتی تھی۔ یہاں آنے کے بعد سب سے پہلے کاموں میں سے ایک یہ کام کرنے کی توفیق ملی کہ اشتراکی مشرقی دُنیا میں جتنے ممالک ہیں ان کی زبانوں میں اسلام کا پیغام پہنچانے کے لئے چھوٹے چھوٹے رسالے اور کتابیں تیار ہونا

شروع ہوئیں۔اور قرآن کریم کے بعض مکمل تراجم ان زبانوں میں کرنے کی توفیق ملی۔اور بعض زبانوں میں اقتباسات شائع کرنے کی توفیق ملی۔اسی طرح احادیث نبویہ میں سے منتخب احادیث جو ہم نے سوچا کہ اس زمانے کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے اور انسان کی ضرورتوں کے لحاظ سے پیاس بجھانے کے لئے اہمیت رکھتی ہیں ان کا ترجمہ کرنے کی اور ان کی اشاعت کی توفیق ملی۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بہت سے اقتباسات جو قرآن کریم کی آیات اور احادیث کے مضمون سے مطابقت رکھتے تھے اور انہیں کی تفسیر تھے ان کو اس نقطۂ نگاہ سے چننے کی توفیق ملی کہ ایک پڑھنے والا جب قرآن کریم کے مضامین سے گزر کر احادیث کے مضامین سے ہوتا ہوا حضرت مسیح موعودؑ کے اقتباسات تک پہنچتا ہے تو اسے پہلی دونوں تحریروں کا زیادہ لطف آنے لگے اور اس کا ذہن زیادہ عمدگی کے ساتھ ان کے مطالب کو پا سکے اور اس کے اندر یہ احساس قوی تر ہوتا چلا جائے کہ قرآن کریم کی تفسیر حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام میں ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کی تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام میں ہے۔تو اس طرح ان کے درمیان ایک تطبیق پیدا کرنے کی بھی کوشش کی گئی۔کسی حد تک اس کی توفیق ملی۔اور پھر ان کے تراجم کئے گئے اور کتابیں اشاعت کے لئے تیار ہوئیں۔یہ سب کچھ ہو رہا تھا لیکن کچھ علم نہیں تھا کہ ان کتابوں کو، اس لٹریچر کو ان ملکوں تک پہنچانے کے سامان کیسے میسر آئیں گے۔صرف یہی نہیں اور بھی بہت سے مضامین پر رسالے شائع کئے گئے، تراجم تیار کئے گئے اور ان کی طباعت کروائی گئی۔آپ شاید ہی اندازہ کر سکیں کہ یہ کام کتنا مشکل تھا اور کتنا ذمہ داری کا کام تھا۔کیونکہ صحیح آدمی کی تلاش کرنا اور اس سے رابطہ کرنا اور اس کو تیار کرنا کہ ان کتب کا ترجمہ کرے یا ان رسائل کا ترجمہ کرے اور پھر یہ نگاہ رکھنا کہ وہ ترجمہ درست اور اصل کے مطابق ہے جب کہ ہم خود ان زبانوں سے نابلد ہیں۔اس کے لئے متبادل ماہرین کی تلاش کرنا، ایسے جن میں سے بہتوں کی عربی پر بھی نظر ہو اور اسلام کی اصطلاحات سے بھی واقف ہوں۔یہ ایک بہت ہی وسیع کام تھا۔لیکن اللہ تعالیٰ نے آغاز ہی سے اس کو آسان فرمانا شروع کر دیا......بندوں کے ہاتھ حرکت تو کرتے ہیں مگر خدا کے ہاتھوں میں بندوں کے قدم آگے تو اُٹھتے ہیں لیکن خدا کی طاقت

سے آگے اُٹھتے ہیں اور تمام وہ امور جو دین کے لئے سرانجام دینے کی توفیق ملتی ہے ان پر جب آپ آفاقی نظر ڈالتے ہیں تو آپ کو جا بجا خدا تعالیٰ کی تقدیر کار فرما دکھائی دیتی ہے۔ نظر آنے لگتی ہے کہ کس طرح کس موقع پر خدا کی تقدیر نے کیا سامان پیدا فرمایا.....؟

تقدیر یہ مُہرے چلا رہی تھی اور اس تھوڑے سے عرصے میں حیرت انگیز طور پر کثرت کے ساتھ مشرقی یورپ کی زبانوں میں اسلام کا لٹریچر تیار کرنے کی توفیق ملی۔ روسی زبان میں لٹریچر تیار کرنے کی توفیق ملی، چینی زبان میں لٹریچر تیار کرنے کی توفیق ملی اور ہم انتظار میں بیٹھے رہے کہ اب دیکھیں خدا آئندہ کیا سامان کرتا ہے؟ بہت بڑی بڑی دیواریں رستے میں حائل تھیں لیکن اب دیکھیں کہ آپ کے دیکھتے دیکھتے وہ دیواریں ٹوٹنی شروع ہو گئیں۔ جب دیوار برلن گر رہی تھی اور ٹیلی ویژن پر لوگ دیکھ رہے تھے اور عجیب عجیب رنگ میں اپنی خوشیوں کے اظہار کر رہے تھے اور جوش کا اظہار کر رہے تھے تو میرا دل اللہ کی حمد کے ترانے گا رہا تھا۔ وہ سمجھتے تھے کہ اُن کی خاطر دیوار برلن گرائی جا رہی ہے۔ میں جانتا تھا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر دیوار برلن گرائی جا رہی ہے اور اب اسلام کے ان ملکوں میں پھیلنے کے دن آ رہے ہیں اور وہ تیاریاں جو خدا کی تقدیر نے ہم سے کروائی تھیں وہ رائیگاں نہیں جائیں گی۔ ان کو خدا تعالیٰ نے اس رنگ میں مکمل فرمایا اور ایسے وقت میں مکمل فرمایا جب کہ دوسری طرف سے روکیں توڑنے کے سامان بھی تیار تھے اور جونہی ہم یہاں خدمت کے لئے تیار ہوئے خدا تعالیٰ نے وہ حائل روکیں ساری دُور کرنی شروع کر دیں۔ یہ وہ زندہ خدا ہے جو احمدیت کا خدا ہے جس نے ہمیشہ احمدیت کی پُشت پناہی فرمائی ہے اور ہر قدم پر ہماری مدد فرمائی ہے۔ کون دُنیا کی طاقت ہے جو اس خدا کی محبت ہمارے دل سے نوچ کر پھینک سکتی ہے؟ کون ہے جو ہمارے دل میں شکوک پیدا کر سکتا ہے؟ ہم خدا کی اس تقدیر کو روزمرہ ہمیشہ ظاہر ہوتے دیکھتے ہیں۔ مختلف صورتوں میں ظاہر ہوتے دیکھتے ہیں۔ کبھی کبھی بکھری ہوئی مختلف صورتوں میں ظاہر دیکھتے ہیں اور کبھی کبھی ان صورتوں کا اجتماع ہوتا دیکھتے ہیں اور ایک نہایت ہی خوبصورت منظم شکل ان تدبیروں کی نظر آتی ہے اور اس وقت معلوم ہوتا ہے کہ ہم جب سوئے ہوئے ہوتے ہیں، جب ہم بعض باتوں سے غافل ہوتے ہیں، تو ہمارا

خدا واقعی جاگتا ہے اور واقعی ان کاموں کو ہمارے لئے کرتا ہے جن کاموں سے ہم غافل ہوتے ہیں، جن کاموں کو کرنے کی ہم میں طاقت نہیں ہوتی۔

پس خدا کی تقدیر نے ایک طرف وہ کام ہمارے لئے آسان کر دیئے جو کام بہت مشکل تھے اور اب بھی جب ماہرین ان باتوں کو دیکھتے ہیں تو یقین نہیں کرتے کہ اتنے تھوڑے عرصے میں اتنے حیرت انگیز کام کیسے انجام دینے کی توفیق ملی۔ لیکن ان کو نہیں پتہ کہ دراصل یہ اللہ کی قدرت کا ہاتھ ہے، اس کی محبت اور رأفت اور شفقت کا ہاتھ ہے جو ہر مشکل کو آسان کرتا چلا جاتا ہے اور اب جو نئے سامان پیدا ہوئے ہیں ان کے نتیجے میں مَیں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسلام کے غلبے کا یہ دوسرا دَور بڑی تیزی کے ساتھ اثر پذیر ہو جائے گا۔ دوسرے دَور سے مراد ''آخرین'' کا دور ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دَور ہے۔ اور تیزی کے ساتھ اثر پذیر ہونے سے مراد میری یہ ہے کہ اب اس رفتار میں مزید تیزی پیدا ہوگی اور وہ علاقے جو اَب تک خالی تھے اور وہ دنیا کی ایک بہت بڑی تعداد ہے ان علاقوں کی تعداد باقی دنیا کے علاقوں سے اگر زیادہ نہیں تو بہت کم بھی نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ انہیں علاقوں میں سارے چین کی آبادی شامل ہے۔ سارے روس کی آبادی شامل ہے، سارا مشرقی یورپ ہے۔ پھر اور ایسی مشرقی طاقتیں ہیں یا مشرقی ممالک ہیں جو اشتراکیت کے دام میں آئے ہوئے ہیں۔ تو بہت بڑی وسیع آبادی ہے۔ نصف دنیا کے قریب انسانوں کی ایسی آبادیاں ہیں جن تک پہلے اسلام کا پیغام پہنچنے کے کوئی سامان نہیں تھے تو اس لئے جہاں ان باتوں کو دیکھ کے دل شکر اور حمد سے بھر جاتا ہے اور یقین ہو جاتا ہے کہ یہ کام خدا ہی کے ہیں، خدا ہی نے کرنے ہیں۔ وہاں ذمہ داریوں کا احساس بھی بڑھتا ہے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ یکم دسمبر 1989ء۔ خطبات طاہر جلد 8 صفحہ 771 تا 776)

....

دَورِ خلافتِ رابعہ میں مختلف زبانوں میں شائع ہونے والی بعض اہم کتب کا مختصر تعارف

دَورِ خلافت رابعہ میں دنیا بھر میں سو سے زائد زبانوں میں شائع ہونے والے متفرق لٹریچر کی تفصیل اپنی ذات میں ایک الگ کتاب کی متقاضی ہے۔ ذیل میں بعض کوائف اور بعض کتب کا مختصر تعارف اور مختلف زبانوں میں ان کے تراجم کی تفصیل پیش کی جاتی ہے جن سے عہدِ خلافتِ رابعہ میں اشاعتِ کتب ولٹریچر کے غیر معمولی کام کا کسی قدر اندازہ ہوسکتا ہے۔ ان کتب کا مختصر تعارف اس غرض سے دیا جارہا ہے تاکہ قارئین کو ان کتب کی اہمیت سے آگاہی ہو اور وہ حسبِ ضرورت ان سے استفادہ کرسکیں۔ ان میں سے بہت سی کتب جماعت کی ویب سائٹ (www.alislam.org) پر دستیاب ہیں۔ بعض زبانوں میں ان کتب کے تراجم کے لئے ان متعلقہ مما لک کے مشنز سے رابطہ کیا جا سکتا ہے جہاں وہ زبان بولی جاتی ہے۔

....

قرآن کریم اردو ترجمہ مع سورتوں کا تعارف اور مختصر تشریحی نوٹس

قرآن کریم حیّ و قیوم، زندہ خدا کی کتاب ہے جو قیامت تک نوعِ انسانی کے لئے ہدایت اور رہنمائی کی دستاویز ہے۔ اس کی جڑیں فطرتِ انسانی میں مضبوطی سے پیوست ہیں اور اس کی شاخیں آسمان کی بلندیوں کو چھوتی ہیں اور یہ شجرۂ طیبہ ہر زمانے اور ہر دور میں تازہ بتازہ علوم و معارف کے اثمار نوعِ انسانی کو مہیا کرتا ہے۔ ہدایت اور رحمت کے یہ خزائن انسانی معاشرہ کی ضروریات، انسان کے فہم و ادراک اور تخلیقِ کائنات کے بارہ میں اس کے علم کی وسعت اور گہرائی کے مطابق وَ مَا نُنَزِّلُهٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ (الحجر:22) کے تحت ہر دور میں نازل ہوتے رہتے ہیں اور قیامت تک نازل ہوتے رہیں گے۔

امام آخر الزمان، حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے علوم، دقائق و معارف، اسرار و رموز اور روحانی نکات اس قدر کثرت سے نازل فرمائے ہیں کہ حضورؑ کی

تحریرات اور ملفوظات ان علوم کی فراوانی سے لبریز ہو کر چھلک رہے ہیں اور انہی آسمانی علوم سے سیراب ہو کر ذہنوں کو وہ جِلا ملی ہے جو خلفائے احمدیت کے تراجم اور تفسیر قرآن کریم میں نمایاں طور پر نظر آتی ہے۔ تاہم 'ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است' حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے ترجمہ و تفسیر کا رنگ الگ ہے اور حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے ترجمہ و تفسیر کی شان الگ ہے جو حضور کی معرکۃ الآراء اور شاہکار تفسیر صغیر اور تفسیر کبیر میں نمایاں ہے۔ اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے تفسیری نکات ایک منفرد رنگ رکھتے ہیں۔

حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کا یہ اردو ترجمہ قرآن کریم حضور رحمہ اللہ کے وسیع مطالعہ، غور و فکر اور سالہا سال کی شب و روز کی انتھک محنت کا نتیجہ ہے۔ اس ترجمہ میں بہت سے مشکل مقامات ایسے تھے جن کے حل کے لئے حضور رحمہ اللہ نے اللہ تعالیٰ سے خاص طور پر رہنمائی چاہی اور اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے حضور کو ایسے معانی سمجھائے جن سے وہ مشکل مقامات حل ہو گئے۔

یہ ترجمہ آسان، سلیس اور عام فہم ہونے کے باوجود اپنے اندر ایک نُدرت رکھتا ہے۔ اس ترجمہ میں اس بات کا خصوصی اہتمام کیا گیا ہے کہ یہ ترجمہ قرآن کریم کے متن کے بالکل مطابق ہو اور کسی صورت میں بھی یہ متن سے تجاوز نہ کرے۔ اس سلسلہ میں اتنی احتیاط برتی گئی ہے کہ اگر متن کے الفاظ کا اردو ترجمہ کرنے سے مفہوم واضح نہ ہوتا ہو تو ترجمہ کے ابلاغ اور سلاست کے لئے جو وضاحتی الفاظ ترجمہ میں شامل کئے گئے ہیں انہیں قرآن کریم کے تقدس کے پیش نظر بریکٹ میں رکھا گیا ہے تا کہ پڑھنے والے پر یہ امر واضح رہے کہ یہ اصل عربی متن کا ترجمہ نہیں بلکہ مترجم کے وضاحتی الفاظ ہیں۔ اس لحاظ سے یہ ایک قسم کا لفظی ترجمہ ہے لیکن اس کے باوجود رواں، سلیس اور اردو زبان کے رائج الوقت محاورہ کے بھی عین مطابق۔

اس ترجمہ میں جن مقامات پر قرآن کریم کے عربی الفاظ کا ترجمہ رائج اور معروف تراجم سے ہٹ کر کیا گیا ہے وہاں اختیار کردہ ترجمہ کی سند کے طور پر حاشیہ میں عربی لغات اور دیگر کتب کا حوالہ دیا گیا ہے۔

یہ ترجمہ ایک منفرد اسلوب رکھتا ہے۔ علومِ جدیدہ کے انکشافات کی روشنی میں اس دائمی کتاب کے

ایک ایک لفظ کو دوبارہ سمجھنے کی شعوری کوشش کی گئی ہے اور جن مقامات پر بھی عربی لغت اور قواعد صَرف ونحو نے اجازت دی ہے وہاں سابقہ تراجم کی بجائے بالکل نئے اور اچھوتے معنی اختیار کئے گئے ہیں۔

اس ترجمہ میں بعض منتخب آیات پر تشریحی نوٹس بھی دیئے گئے ہیں۔اور تمام سورتوں کے آغاز میں ہر سورۃ کے مضامین کا مختصر تعارف بھی درج ہے۔اس تعارف کو پڑھنے کے بعد سورۃ کے مضامین کو سمجھنا بہت آسان ہو جاتا ہے اور قارئین کو فہم قرآن کے لئے ایک جِلا نصیب ہوتی ہے۔ بارہ سو سے زائد صفحات پر مشتمل اس ترجمہ قرآن کریم کے آخر پر مضامین قرآن کا ایک تفصیلی انڈیکس بھی دیا گیا ہے جو تحقیق کرنے والوں کے لئے بہت مفید اور ممد ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اس ترجمہ سے متعلق فرمایا ہے:

> ”حتی المقدور یہ کوشش کی گئی ہے کہ قرآن کریم کا ایک ایسا ترجمہ تیار ہو جائے جو اپنے رنگ میں تفسیر کا بھی قائمقام ہوتا کہ غور کرنے والے اس میں سے مطالب نکال سکیں۔اللہ کرے کہ یہ ترجمہ ایک بھاری اکثریت کے لئے قرآن کریم سمجھنے، سمجھانے اور اس کی محبت دلوں میں بٹھانے کا موجب بنے۔“

قرآن کریم کی منتخب آیات، منتخب احادیث، منتخب تحریرات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے جماعت احمدیہ کی صد سالہ جوبلی کے موقع پر دنیا کی زیادہ سے زیادہ آبادی تک اسلام کا حقیقی پیغام پہنچانے اور اسلامی تعلیمات سے روشناس کرانے کے لئے ایک نہایت جامع پروگرام یہ بنایا کہ بعض اہم بنیادی موضوعات پر آیات قرآن کریم، احادیث نبویہ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات سے انتخاب فرمایا۔اور پھر ان کے مختلف زبانوں میں تراجم کر کے وسیع پیمانے پر ان کی اشاعت کا اہتمام فرمایا۔

ان آیات قرآنی، احادیث نبویہ اور تحریرات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا انتخاب خود

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے بنفس نفیس فرمایا۔ اوران تینوں کتب (یعنی قرآن کریم کی منتخب آیات، منتخب احادیث نبوی ﷺ اور منتخب تحریرات حضرت مسیح موعودعلیہ السلام) کو جماعت کی صد سالہ جوبلی کے موقع پر پاکستان میں راہِ مولا میں اسیری اور کلمہ طیبہ سے محبت کے جرم میں تشدّد و تعذیب برداشت کرنے والے احمدیوں کی طرف سے ایک تحفہ قرار دیتے ہوئے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ فنڈ سے ان کی اشاعت کا اہتمام فرمایا۔

چنانچہ ان تینوں کتب کے آغاز میں حسب ذیل الفاظ بطور انتساب شائع ہوئے:

"کلمۂ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ سے محبت کے جرم میں گرفتاریوں، مقدمات، قید و بند، تشدّد و تعذیب اور قتل و غارت کو بلالی روح کے ساتھ برداشت کرنے والے احمدیوں کی طرف سے جماعت احمدیہ عالمگیر کی صد سالہ جوبلی کے مبارک موقع پر ایک پاکیزہ تحفہ۔"

ذیل میں ان تینوں کتب کے مضامین کا مختصر تعارف اور ان زبانوں کی تفصیل ہدیۂ قارئین ہے جن میں ان کے تراجم اب تک شائع ہو چکے ہیں۔ بعض زبانیں ایسی بھی ہیں جو بولی تو جاتی ہیں لیکن ان کا تحریر میں استعمال عام نہیں ہے۔ ان زبانوں میں ان کتب کے تراجم تو طبع نہیں ہوئے لیکن ان کی آڈیو کیسٹس تیار کی گئیں۔

غیر مسلموں اور نومسلموں کو اسلام احمدیت کا ابتدائی اور مختصر تعارف کروانے کے لئے یہ تینوں کتب ایک بہت ہی جامع اور خوبصورت تحفہ ہیں۔

قرآن کریم کی منتخب آیات

اس میں حضور رحمہ اللہ نے 20 مختلف عناوین پر آیات قرآنی کا انتخاب فرمایا۔ یہ عناوین قرآنی متن کا حصّہ نہیں ہیں اور اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ مذکورہ عنوان سے متعلق صرف وہی آیات ہیں جو کتاب میں پیش کی گئی ہیں بلکہ یہ محض ایک نمونہ ہے تا کہ لوگوں کو اسلامی تعلیمات سے روشناسی ہو اور ان کے دلوں میں اس سے مزید آگاہی کے لئے ایک طلب پیدا ہو۔ اس کتاب میں جن عناوین کے تحت آیات درج کی گئی ہیں وہ حسب ذیل ہیں۔ اللہ تعالیٰ۔ فرشتے۔ قرآن مجید۔ انبیاء۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ۔ عبادات۔ روزہ۔ انفاق فی سبیل اللہ۔ حج۔ تبلیغ اسلام۔ اَخلاق۔ اقتصادی نظام کے

بنیادی اصول۔ جہاد۔ مومنوں کا کردار۔ مرد اور عورت کے مساوی حقوق۔ سُود کی ممانعت۔ پیشگوئیاں۔ فطرت کا مطالعہ۔ قرآنی دعائیں۔ حفظ کرنے کے لئے قرآن کریم کی بعض چھوٹی سورتیں۔

ان زبانوں کی فہرست جن میں قرآن کریم کی منتخب آیات کے تراجم طبع ہو چکے ہیں

No	Language
1	Afrikaans
2	Albanian
3	Amheric
4	Asante
5	Assamese
6	Azerbijani
7	Balinese
8	Balouchi
9	Bangali
10	Bassa
11	Batakese
12	Baoule
13	Bemba
14	Bete
15	Bhutani
16	Bosnian
17	Bulgarian
18	Burmese
19	Catalan
20	Chichiwa
21	Chinese
22	Chiyao
23	Creole
24	Czech
25	Dagbani
26	Danish
27	Dogri
28	Dusan
29	Dutch
30	English

31	Esperanto	52	Italian
32	Estonian	53	Japanese
33	Ewe	54	Javanese
34	Fante	55	Jula
35	Fijian	56	Kannada
36	Finnish	57	Kashmiri
37	French	58	Kikamba
38	Fula	59	Kikongo
39	Ga	60	Kikuyu
40	Georgian	61	Korean
41	German	62	Kpelle
42	Greek	63	Kurdish
43	Gujrati	64	Latvian
44	Gurmukhi	65	Lingala
45	Hausa	66	Lithuanian
46	Hebrew	67	Lugandan
47	Hindi	68	Mandinka
48	Hungarian	69	Malay
49	Igbo	70	Malayalam
50	Indonesian	71	Maori
51	Irish	72	Marathi

73	Mende	94	Swahili
74	Nepali	95	Swedish
75	Norwegian	96	Tamil
76	Nzema	97	Telugu
77	Oriya	98	Temme
78	Oromo	99	Tongan
79	Pashtu	100	Turkish
80	Persian	101	Tuvaluan
81	Polish	102	Ukranian
82	Portuguese	103	Urdu
83	Punjabi	104	Vai
84	Romanian	105	Vietnamese
85	Russian	106	Waale
86	Samoan	107	Welsh
87	Saraeki	108	Xhosa
88	Serbo-Croatian	109	Yao
89	Sindhi	110	Yiddish
90	Sinhala	111	Yoruba
91	Spanish		
92	Sundanese		
93	Suranan		

منتخب احادیث

قرآن کریم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت تک کے لئے ایک اُسوۂ حسنہ کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔آپ پر جو وحی الٰہی نازل ہوئی آپؐ نے اس کی کامل اتباع کی اور آپؐ کی اطاعت دراصل اللہ تعالیٰ کے احکامات کی ہی اطاعت ہے۔ اس پہلو سے آپؐ کی حیات طیبہ، آپ کے شب و روز کے معمولات اور آپؐ کے فرمودات پر مبنی یہ انتخاب بہت اہم اور بنیادی امور پر روشنی ڈالنے والا ہے۔

اس کتاب کے آغاز میں ایک مختصر مقدمہ میں احادیث کی اہمیت اور احادیث کی اہم اور مستند کتب کا مختصر تعارف بھی قارئین کے لئے دیا گیا ہے۔اس کے بعد مندرجہ ذیل 32/عنوانات کے تحت کُل 193/احادیث درج کی گئی ہیں۔

نیتوں اور اعمال کی نسبت۔اللہ تعالیٰ کے نام کی عظمت۔لاثانی توحید۔بہترین ذکر، ذکرِ الٰہی۔ محبت الٰہی۔قرآن کریم۔رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوۂ حسنہ۔اسلام کی بنیاد۔نماز کی شرائط اور آداب۔روزہ۔حج۔انفاق فی سبیل اللہ۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر۔ حلال وحرام۔ نکاح۔ حسنِ سلوک۔ اسلامی معاشرہ۔شکر گزاری و احسان مندی۔والدین سے حُسن سلوک۔ ہمسایہ سے حُسن سلوک۔کمزوروں سے شفقت۔عفوو درگزر۔کھانے پینے کے آداب۔لباس۔صفائی و پاکیزگی۔ حسد۔تکبّر۔جھوٹ۔مسلمانوں کا تنزّل۔امام مہدی کی بعثت۔خطبہ حجۃ الوداع۔

ان زبانوں کی فہرست جن میں منتخب احادیث نبوی ﷺ کے تراجم طبع ہو چکے ہیں

No	Language	No	Language
1	Afrikaans	5	Assamese
2	Albanian	6	Balinese
3	Amheric	7	Balouchi
4	Asante	8	Bangali

9	Bassa
10	Batakese
11	Bemba
12	Bulgarian
13	Burmese
14	Catalan
15	Chinese
16	Creole
17	Danish
18	Dogri
19	Dutch
20	English
21	Esperanto
22	Estonian
23	Fante
24	Fijian
25	French
26	Fula
27	Ga
28	Georgian
29	German

30	Greek
31	Gujrati
32	Gurmukhi
33	Hausa
34	Hebrew
35	Hindi
36	Hungarian
37	Igbo
38	Indonesian
39	Irish
40	Italian
41	Japanese
42	Javanese
43	Kannada
44	Kashmiri
45	Kikuyu
46	Korean
47	Kurdish
48	Lingala
49	Lugandan
50	Mandinkan

51	Malayalam
52	Maori
53	Marathi
54	Mende
55	Nepali
56	Norwegian
57	Nyanja
58	Oriya
59	Pashtu
60	Persian
61	Polish
62	Portuguese
63	Punjabi
64	Romanian
65	Russian
66	Samoan
67	Saraeki
68	Serbo-Croatian

69	Sindhi
70	Sinhala
71	Spanish
72	Sundanese
73	Swahili
74	Swedish
75	Tamil
76	Telugu
77	Temne
78	Tongan
79	Tshiluba
80	Turkish
81	Tuvaluan
82	Urdu
83	Welsh
84	Xhosa
85	Yao
86	Yiddish
87	Yoruba

....

منتخب تحریرات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی (1908ء-1835ء) مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر اس کی ہدایت کے تابع یہ اعلان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس زمانہ کی اصلاح کے لئے مامور فرمایا ہے اور آپ ہی وہ مہدی آخر زمان اور مسیح موعود ہیں جس کے ذریعہ تمام ادیان پر اسلام کا غلبہ مقدر ہے اور جس کے ظہور کی خبر حضرت خاتم النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی۔

جماعت احمدیہ کے پیغام، اس کی اقدار اور اس کے پیش کردہ پروگرام کا صحیح ادراک حاصل کرنے اور بانی جماعت احمدیہ کے دعاوی کو صحیح طور پر سمجھنے کے لئے بہترین اور یقینی ذریعہ یہی ہے کہ آپ کی تحریرات کا براہ راست غیر جانبدارانہ مطالعہ کیا جائے۔ چنانچہ اس مختصر کتاب میں بطور نمونہ 24 مختلف عناوین پر حضور علیہ السلام کی تحریرات سے ایک انتخاب دیا گیا ہے۔ یہ عناوین حسب ذیل ہیں۔

اللہ تعالیٰ۔ رؤیت الٰہی۔ خدا کا اپنے وفا شعار بندوں سے سلوک۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ قرآن کریم۔ وحی و الہام۔ ہمارے عقائد۔ مقام حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ پاک جماعت کا قیام اور نصائح۔ انجام سلسلہ۔ آخری فتح۔ رُوح۔ حیات بعد الموت۔ مذاہب عالَم۔ گناہ۔ نجات۔ جہاد۔ دُعا۔ ہمدردی بنی نوع انسان۔ فرشتے۔ یاجوج ماجوج۔ نُور کا موسم

ان زبانوں کی فہرست جن میں منتخب تحریرات حضرت مسیح موعود علیہ السلام طبع ہو چکی ہیں

No	Language	No	Language
1	Afrikaans	6	Balouchi
2	Amheric	7	Bangali
3	Asante	8	Bassa
4	Assamese	9	Batakese
5	Balinese	10	Bemba

11	Bulgarian	33	Hindi
12	Catalan	34	Igbo
13	Chinese	35	Indonesian
14	Creol	36	Irish
15	Czech	37	Italian
16	Dagbani	38	Japanese
17	Danish	39	Javanese
18	Dogri	40	Kannada
19	Dutch	41	Kashmiri
20	English	42	Kikamba
21	Esperanto	43	Kikongo
22	Estonian	44	Kikuyu
23	Ewe	45	Korean
24	Fante	46	Kurdish
25	Fijian	47	Lugandan
26	Ga	48	Madinka
27	Georgian	49	Malayalam
28	German	50	Maori
29	Greek	51	Marathi
30	Gujrati	52	Mende
31	Gurmukhi	53	Nepali
32	Hebrew	54	Norwegian

55	Nzema	69	Tamil
56	Oriya	70	Telugu
57	Oromo	71	Temne
58	Pashtu	72	Thai
59	Persian	73	Tongan
60	Polish	74	Turkish
61	Punjabi	75	Tuvaluan
62	Russian	76	Vietnamese
63	Samoan	77	Waale
64	Saraeki	78	Welsh
65	Sindhi	79	Xhosa
66	Sundanese	80	Yao
67	Swahili	81	Yiddish
68	Swedish		

••••••••••••••••••••••••••••••

اسلامی اصول کی فلاسفی

1896ء میں ایک صاحب سوامی سادھوشموگن چندر صاحب نے لاہور میں ایک مذہبی کانفرنس یا جلسہ اعظم مذاہب کے انعقاد کا اہتمام کیا اور اس میں شمولیت کے لیے مختلف مذاہب کے نمائندوں کو دعوت دی۔ ماہ دسمبر 1896ء کے آخر پر یہ کانفرنس منعقد ہوئی جس میں مختلف مذاہب کے نمائندوں نے کمیٹی جلسہ کی طرف سے اعلان کردہ پانچ سوالوں پر تقریریں کیں جو کمیٹی کی طرف سے بغرض جوابات پہلے شائع کر دیئے گئے تھے۔ اوران کے جوابات کے لیے کمیٹی کی طرف سے یہ شرط لگائی گئی تھی کہ تقریر کرنے والا اپنے بیان کو حتی الامکان اس کتاب تک محدود رکھے جس کو وہ مذہبی طور سے مقدس مان چکا ہے۔ سوالات یہ تھے۔

1۔ انسان کی جسمانی، اخلاقی اور روحانی حالتیں

2۔ انسان کی زندگی کے بعد کی حالت۔ یعنی عُقبیٰ

3۔ دنیا میں انسان کی ہستی کی اصل غرض کیا ہے اور وہ غرض کس طرح پوری ہو سکتی ہے؟

4۔ کرم یعنی اعمال کا اثر دنیا اور عاقبت میں کیا ہوتا ہے؟

5۔ علم یعنی گیان اور معرفت کے ذرائع کیا کیا ہیں؟

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کانفرنس کے لیے ایک مضمون تحریر فرمایا جسے حضور علیہ السلام کی موجودگی میں آپؑ کے ایک خادم مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے پڑھ کر سنایا۔ حضور علیہ السلام نے جلسہ کے انعقاد سے قبل 21/دسمبر 1896ء کو اپنے مضمون کے غالب آنے سے متعلق اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر ایک اشتہار شائع کیا جس میں آپ نے تحریر فرمایا کہ

"جلسۂ اعظم مذاہب جو لاہور ٹاؤن ہال میں 26، 27، 28 دسمبر 1896ء کو ہوگا۔ اُس میں اس عاجز کا ایک مضمون قرآن شریف کے کمالات اور معجزات کے بارہ میں پڑھا جائے گا۔ یہ وہ مضمون ہے جو انسانی طاقتوں سے برتر اور خدا کے نشانوں میں سے ایک نشان اور خاص اُس کی تائید سے لکھا گیا ہے۔ اِس میں قرآن شریف کے وہ حقائق اور معارف درج ہیں جن سے آفتاب کی طرح روشن

ہو جائے گا کہ درحقیقت یہ خدا کا کلام ہے اور رب العالمین کی کتاب ہے۔ اور جو شخص اس مضمون کو اول سے آخر تک پانچوں سوالوں کے جواب سنے گا میں یقین کرتا ہوں کہ ایک نیا ایمان اُس میں پیدا ہوگا اور ایک نیا نُور اُس میں چمک اٹھے گا اور خدا تعالیٰ کے پاک کلام کی ایک جامع تفسیر اُس کے ہاتھ آجائے گی۔ میری تقریر انسانی فضولیوں سے پاک اور لاف و گزاف کے داغ سے منزّہ ہے۔ مجھے اس وقت محض بنی آدم کی ہمدردی نے اِس اشتہار کے لکھنے کے لیے مجبور کیا ہے تا وہ قرآن شریف کے حسن و جمال کا مشاہدہ کریں اور دیکھیں کہ ہمارے مخالفوں کا کس قدر ظلم ہے کہ وہ تاریکی سے محبت کرتے اور نُور سے نفرت رکھتے ہیں۔ مجھے خدائے علیم نے الہام سے مطلع فرمایا ہے کہ یہ وہ مضمون ہے جو سب پر غالب آئے گا۔ اور اس میں سچائی اور حکمت اور معرفت کا وہ نُور ہے جو دوسری قومیں بشرطیکہ حاضر ہوں اور اس کو اوّل سے آخر تک سُنیں شرمندہ ہو جائیں گی اور ہرگز قادر نہیں ہوں گی کہ اپنی کتابوں کے یہ کمال دکھلا سکیں۔ خواہ وہ عیسائی ہوں، خواہ سناتن دھرم والے یا کوئی اور.....“

چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا اور اُس وقت کے اخبارات نے اس مضمون کی برتری کا اعتراف کیا۔ یہ مضمون پہلے ”رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب“ لاہور میں من وعن شائع ہوا۔ اور جماعت احمدیہ کی طرف سے ”اسلامی اصول کی فلاسفی“ کے عنوان کے ماتحت کتابی صورت میں شائع کیا گیا۔ انگریزی میں یہ مضمون The Philosophy of The Teachings of Islam کے نام سے شائع ہوا۔

خلافت رابعہ کے عہد میں 1996ء میں اس مضمون کی اشاعت پر سو سال کا عرصہ پورا ہوا۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ارشاد پر اس کے دنیا کی مختلف زبانوں میں تراجم کر کے بکثرت اس کی اشاعت کا اہتمام کیا گیا اور حسب ذیل 54 زبانوں میں اسے طبع کیا گیا۔

افریقان۔ البانین۔ عربی۔ اسانٹی۔ آسامی۔ بلوچی۔ بنگلہ۔ بوسنین۔ بلغارین۔ برمی۔ چینی۔ ڈینش۔ ڈچ۔ انگریزی۔ اسپرانٹو۔ فجین۔ فرنچ۔ جرمن۔ گریک۔ گجراتی۔ گورمکھی۔ ہاؤسا۔ عبرانی۔ ہندی۔ انڈونیشین۔ اٹالین۔ جاپانی۔ کیری باتی۔ سواحیلی۔ کورین۔ لوگنڈا۔ ملیالم۔ منی پوری۔ مراٹھی۔ نیپالی۔ نارویجین۔ پشتو۔ فارسی۔ پولش۔ پرتگیزی۔ پنجابی۔ رشین۔ سرائیکی۔ سپینش۔

سویڈش۔تامل۔تلگو۔تھائی۔چوئی(Twi)۔اردو۔ازبک۔خوزا(Xhoza)۔یڈش(Yiddish)۔یوروبا۔

مسیح ہندوستان میں

حضرت مسیح موعودعلیہ السلام نے اس کتاب میں خصوصیت سے مسیح ناصری علیہ السلام کی صلیبی موت سے نجات اور زندہ بجسدِ عنصری آسمان پر نہ اٹھائے جانے اور یروشلم کے علاقہ سے ہجرت اور طبعی زندگی گزار کر وفات پانے کے مسئلہ پر تفصیلی بحث کی ہے۔حضرت اقدسؑ فرماتے ہیں:۔

"اس کتاب کا اصل مدّعا مسلمانوں اور عیسائیوں کی اس غلطی کی اصلاح ہے جو ان کے بعض اعتقادات میں دخل پا گئی ہے۔...کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ چلے گئے ہیں...اور کسی وقت آخری زمانہ میں پھر زمین پر نازل ہوں گے اور ان دونوں فریق یعنی اہلِ اسلام اور مسیحیوں کے بیان میں فرق صرف اتنا ہے کہ عیسائی تو اس بات کے قائل ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے صلیب پر جان دی اور پھر زندہ ہو کر آسمان پر مع جسمِ عنصری چڑھ گئے اور اپنے باپ کے دائیں ہاتھ جا بیٹھے اور پھر آخری زمانہ میں دنیا کی عدالت کے لئے زمین پر آئیں گے...تب ہر ایک آدمی جس نے اس کو یا اس کی ماں کو بھی خدا کر کے نہیں مانا پکڑا جائے گا اور جہنّم میں ڈالا جائے گا جہاں رونا اور دانت پیسنا ہوگا۔مگر مسلمانوں کے مذکورہ بالا فرقے کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مصلوب نہیں ہوئے اور نہ صلیب پر مرے بلکہ اس وقت جبکہ یہودیوں نے ان کو مصلوب کرنے کے لئے گرفتار کیا۔خدا کا فرشتہ ان کو مع جسم عنصری آسمان پر لے گیا اور اب تک آسمان پر زندہ موجود ہیں...وہ آخری زمانہ میں دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے دمشق کے منارہ کے قریب یا کسی اور جگہ اُتریں گے...اور بجز ایسے شخص کے جو بلا توقف مسلمان ہو جائے اور کسی کو زندہ نہیں چھوڑیں گے۔"

(مسیح ہندوستان میں۔روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 6،5)

اور فرماتے ہیں:

"اس کتاب کو مَیں اس مراد سے لکھتا ہوں کہ تا واقعات صحیحہ اور نہایت کامل اور

ثابت شدہ تاریخی شہادتوں اور غیر قوموں کی قدیم تحریروں سے ان غلط اور خطرناک خیالات کو دُور کروں جو مسلمانوں اور عیسائیوں کے اکثر فرقوں میں حضرت مسیح علیہ السلام کی پہلی اور آخری زندگی کی نسبت پھیلے ہوئے ہیں۔''

اور فرماتے ہیں:

''سو میں اس کتاب میں یہ ثابت کروں گا کہ حضرت مسیح علیہ السلام مصلوب نہیں ہوئے اور نہ آسمان پر گئے اور نہ کبھی امید رکھنی چاہئے کہ وہ پھر زمین پر آسمان سے نازل ہوں گے بلکہ وہ ایک سو بیس برس کی عمر پا کر سرینگر کشمیر میں فوت ہو گئے اور سرینگر محلہ خانیار میں ان کی قبر ہے۔۔

(مسیح ہندوستان میں۔روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 14)

گو حضور کا ارادہ دس باب اور ایک خاتمہ لکھنے کا تھا مگر بعد میں صرف مندرجہ ذیل چار ابواب پر ہی اکتفا کی۔

باب اوّل: مسیح کے صلیبی موت سے بچنے پر انجیلی دلائل

باب دوم: اُن شہادتوں کے بیان میں جو حضرت مسیحؑ کے صلیبی موت سے بچ جانے کی نسبت قرآن وحدیث سے ملتی ہیں۔

باب سوم: اُن شہادتوں کے بیان میں جو طب کی کتابوں سے لی گئی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب سے زندہ اتر آئے اور ان کے زخموں کے علاج کے لئے ان کے حواریوں نے یہ مرہم تیار کی جس کا نام ''مرہمِ عیسیٰ'' ہے۔

باب چہارم: اُن شہادتوں کے بیان میں جو تاریخی کتب سے لی گئی ہیں جن میں حضرت مسیح علیہ السلام کے واقعہ صلیب کے بعد اپنے ملک سے ان کے نصیبین، افغانستان اور ہندوستان کی طرف ہجرت کرنے کا ذکر آتا ہے۔

اپنی تصنیف ''تریاق القلوب'' میں حضرت اقدسؑ اس کتاب کے متعلق فرماتے ہیں:

''جو شخص میری کتاب ''مسیح ہندوستان میں'' اوّل سے آخر تک پڑھے گا گو وہ مسلمان ہو یا عیسائی یا یہودی یا آریہ۔ ممکن نہیں کہ اس کتاب کے پڑھنے کے بعد اس بات کا وہ قائل نہ ہو

جائے کہ مسیح کے آسمان پر جانے کا خیال لغو اور جھوٹ اور افتراء ہے۔“

(تریاق القلوب۔روحانی خزائن جلد نمبر 15 صفحہ 145)

الغرض یہ کتاب ایک نہایت اہم مسئلہ کی علمی تحقیق پر مشتمل ہے جو دنیا کی تین بڑی اقوام سے تعلق رکھتا ہے یعنی یہودی، عیسائی اور مسلمان۔

1994ء میں اس انقلاب انگیز تصنیف پر سو سال کا عرصہ پورا ہونا تھا۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی ہدایت پر اردو زبان کے علاوہ جن 12 زبانوں میں اس کے تراجم کی اشاعت ہوئی وہ حسب ذیل ہیں۔

البانین۔عربی۔بلغارین۔انگریزی۔فرنچ۔جرمن۔انڈونیشین۔سواحیلی۔نارویجین۔پرتگیزی۔رشین۔سپینش۔

فتح اسلام

انیسویں صدی کے آخری عشروں میں ہندوستان میں عیسائی مشن بہت فعّال تھا۔ یہ وہ زمانہ تھا جبکہ سارے ہندوستان میں عیسائیوں کے مضبوط تبلیغی مشن قائم ہو چکے تھے۔ مشن سکول اور کالج جگہ جگہ کھولے اور کروڑوں کی تعداد میں کتب پمفلٹ اور اشتہارات مفت تقسیم کیے جا رہے تھے۔ اور ہر جگہ رَبُّنَا الْمَسِیْح رَبُّنَا الْمَسِیْح کی صدا بلند ہو رہی تھی اور ہمیشہ کے لیے زندہ اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا جو آخری زمانہ میں آسمان سے جلالی نزول فرما کر قوموں کی بادشاہت کرے گا جس کے سامنے تمام قومیں اپنا سر جھکائیں گی یسوع مسیح کو قرار دیا جا رہا تھا اور انگریزی حکومت کے اعلیٰ ارکان بھی تبلیغ عیسائیت کے پُشت پناہ بن رہے تھے اور پادریوں کی مساعی کو بنظر استحسان دیکھتے اور عیسائیت کی رفتارِ ترقی کو دیکھ کر یہ خیال کر رہے تھے کہ اب سارا ہندوستان چند سالوں میں عیسائیت کی آغوش میں آ گرے گا۔ چنانچہ پنجاب کے ایک لیفٹننٹ گورنر چارلس ایچی سن جنہوں نے 21 نومبر 1883ء کو مشن چرچ بٹالہ کا سنگ بنیاد رکھا تھا، 1888ء میں عیسائی مشنریوں کے ایک اجلاس کو جس کے صدر اس علاقہ کے بشپ تھے۔ خطاب کرتے ہوئے کہا:

"جس رفتار سے ہندوستان کی معمولی آبادی میں اضافہ ہو رہا ہے اس سے چار پانچ گنا زیادہ تیز رفتار سے عیسائیت اس ملک میں پھیل رہی ہے اور اس وقت ہندوستانی عیسائیوں کی تعداد دس لاکھ کے قریب پہنچ چکی ہے"۔

پھر جو عیسائی ہوتے تھے انہیں اچھی اچھی ملازمتیں مل جاتی تھیں۔ مثلاً عبداللہ آتھم اور پادری صفدر علی ڈپٹی بن گئے۔ پادری عمادالدین کو بھی یہ عہدہ پیش کیا گیا مگر اُس نے پادری رہنا بہتر خیال کیا۔

غرض سارے پنجاب میں پادریوں کا ایک جال پھیلایا گیا۔ عیسائی منّاد شہروں، قصبات اور دیہاتوں میں علانیہ عیسائیت کی تبلیغ کرتے۔ ہسپتالوں میں باقاعدہ مبلغ مقرر تھے۔ لیڈی ڈاکٹرز علاج کے ذریعہ عیسائیت کا اثر لوگوں کے گھروں تک پہنچاتی تھیں۔ مذہبی معتقدات کے لحاظ سے مسلمانوں کو مرتد بنانے کے لیے پادریوں کے پاس سب سے بڑا حربہ یہ تھا کہ یسوع مسیح آسمان پر زندہ موجود ہے اور وہی ہے جو دنیا کی رستگاری اور عالم کی نجات کے لیے آخری زمانہ میں جلالی شان کے ساتھ نازل ہوگا۔ اور تمام انبیاء بشمول محمد (ﷺ) وفات پا چکے ہیں اور وہ کسی کی مدد نہیں کر سکتے۔ پس زندہ کو چھوڑ کر مُردوں کے پیچھے لگنا عقلمندی نہیں ہے۔ اور یہی عقیدہ مسیح ناصری علیہ السلام کے متعلق مسلمانوں کا تھا۔ وہ انہیں خالق طیور، مُحیِ اموات، غیب کی باتیں بتانے والے اور غیر طبعی زندگی پانے والے، آسمان پر اَلْاٰنَ کَمَا کَانَ کا مصداق یقین کرتے تھے اور آسمان سے اُس کے جلالی نزول کے قائل اور منتظر تھے۔ وہ اُسی کو اپنی تمام مرضوں کا مداوا اور اپنی دینی و دنیاوی ترقیات کو اس کے نزول کے ساتھ وابستہ سمجھتے تھے۔ اسی وجہ سے بعض سمجھدار تعلیم یافتہ مسلمان لیڈر بھی یہ خیال کرنے لگے تھے کہ دنیا کا آئندہ مذہب عیسائیت ہوگا۔ اور اسلام کی نشأۃ ثانیہ سے کلیۃً مایوس ہو چکے تھے۔

ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے ملّت اسلامیہ کے حال پر رحم فرما کر حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام پر بذریعہ الہام منکشف کیا کہ "مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے اور اُس کے رنگ میں ہو کر وعدہ کے موافق تُو آیا ہے۔ وَکَانَ وَعْدُ اللّٰہِ مَفْعُوْلًا۔" چنانچہ آپؑ نے 1890ء کے آخر میں

رسالہ ''فتح اسلام'' لکھا جو 1891ء کے اوائل میں چھپ کر شائع ہوا۔اس میں آپ نے اعلان فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق ''مسیح جو آنے والے تھا یہی ہے۔ چاہو تو قبول کرو۔'' نیز فرمایا کہ ''مسیح کے نام پر یہ عاجز بھیجا گیا تا صلیبی اعتقاد کو پاش پاش کر دیا جائے۔''

یہ مختصر رسالہ بہت سے اہم مضامین پر مشتمل ہے۔آپ نے اس میں بتایا کہ مَیں وہی ہوں جو وقت پر اصلاح خلق کے لیے بھیجا گیا تا دین کو تازہ طور پر دلوں میں قائم کر دیا جائے۔آپ نے لکھا کہ ''سچائی کی فتح ہوگی اور اسلام کے لیے پھر اس تازگی اور روشنی کا دن آئے گا جو پہلے وقتوں میں آچکا ہے۔'' آپ نے اسلام کے احیاء کے تقاضوں کی نشاندہی کرتے ہوئے اس کے لیے عملی اقدامات پر مشتمل ایک وسیع منصوبہ بھی پیش فرمایا۔

عہد خلافت رابعہ میں اس نہایت اہم رسالہ کی تصنیف پر بھی سو سال کا عرصہ پورا ہوا۔ چنانچہ اس کے مختلف زبانوں میں تراجم کر کے وسیع پیمانے پر پھیلایا گیا۔حسب ذیل 6 زبانوں میں اس کی اشاعت ہوئی۔

بنگلہ۔انگریزی۔فرنچ۔جرمن۔انڈونیشین۔اردو۔

ہماری تعلیم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 5/اکتوبر 1902ء کو ایک کتاب کشتی نوح تحریر فرمائی۔اس کی وجہ تالیف یہ تھی کہ حضور علیہ السلام نے 6/فروری 1898ء کو ایک رؤیا دیکھا جس میں آپ کو ہندوستان میں طاعون کی وبا کے پھیلنے کی خبر دی گئی۔آپ نے اس انذاری خبر کی تشہیر فرمائی۔ اِس پیشگوئی کے مطابق پنجاب میں طاعون پھیلی اور ماہ اکتوبر 1902ء میں جبکہ طاعون زوروں پر تھی گورنمنٹ نے پنجاب میں طاعون کے ٹیکے کی سکیم وسیع پیمانہ پر شروع کی اور تقریر و تحریر کے ذریعے سے یہ پروپیگنڈا کیا کہ ہر شخص کے لئے ٹیکہ لگانا ضروری ہے۔مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ٹیکا لگوانے سے انکار کیا اور 5/اکتوبر 1902ء کو ''کشتی نوح'' کتاب شائع فرمائی جس میں آپؑ نے گورنمنٹ کی طرف سے ٹیکا کے انتظامات کو سراہتے ہوئے فرمایا:

''یہ وہ کام ہے جس کا شکرگزاری سے استقبال کرنا دانشمند رعایا کا فرض ہے۔''

اور اپنے اور اپنی جماعت کے متعلق فرمایا:

"اگر ہمارے لئے ایک آسمانی روک نہ ہوتی تو سب سے پہلے رعایا میں سے ہم ٹیکہ کراتے اور آسمانی روک یہ ہے کہ خدا نے چاہا ہے کہ اس زمانہ میں انسانوں کے لئے ایک آسمانی رحمت کا نشان دکھاوے۔ سو اُس نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ تُو اور جو شخص تیرے گھر کی چار دیوار کے اندر ہوگا اور وہ جو کامل پیروی اور اطاعت اور سچّے تقویٰ سے تجھ میں محو ہو جائے گا وہ سب طاعون سے بچائے جائیں گے اور ان آخری دنوں میں خدا کا یہ نشان ہو گا تا وہ قوموں میں فرق کر کے دکھلاوے۔ لیکن وہ جو کامل طور پر پیروی نہیں کرتا وہ تجھ میں سے نہیں ہے اس کے لئے مت دلگیر ہو۔ یہ حکم الٰہی ہے جس کی وجہ سے ہمیں اپنے نفس کے لئے اور ان سب کے لئے جو ہمارے گھر کی چار دیوار میں رہتے ہیں ٹیکا کی کچھ ضرورت نہیں؟

اور فرمایا:

"اگر یہ سوال ہو کہ وہ تعلیم کیا ہے جس کی پوری پابندی طاعون کے حملہ سے بچا سکتی ہے تو مَیں بطور مختصر چند سطریں نیچے لکھ دیتا ہوں۔"

اِس سے آگے حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہ تعلیم لکھی ہے۔ بعد میں اس تعلیم والے حصہ کو قدرے اختصار کے ساتھ ایک Abridged Version کے طور پر اردو میں 'ہماری تعلیم' کے عنوان سے شائع کیا گیا اور اس کا انگریزی ترجمہ Our Teaching کے نام سے شائع ہوا۔

عہد خلافت رابعہ میں یہ کتاب حسب ذیل 20 زبانوں میں شائع کی گئی۔

البانین۔ بنگلہ۔ بوسنین۔ بلغارین۔ ڈچ۔ انگریزی۔ فرنچ۔ جرمن۔ ہندی۔ انڈونیشین۔ جاپانی۔ خمیر (Khmer)۔ فارسی۔ پرتگیزی۔ رشین۔ سپینش۔ تھائی۔ ٹرکش۔ اُزبک۔ اردو۔

زَہَقَ الْبَاطِل

یوں تو الٰہی جماعتوں کو مکذّبین و مکفّرین کے فتنوں اور اشرّ النّاس کی شرارتوں سے نبرد آزما ہونا پڑتا ہے۔ لیکن یہ بھی خدائے لَمْ یَزَل کی تقدیر ہے کہ جبر و استبداد کے یہ مجسمے، دَورِ دجل و فریب کی یہ کٹھ پتلیاں آفتاب صدق کی تمازت کی تاب نہیں لاسکتیں اور دیکھتے ہی دیکھتے موم کی طرح پگھل

جاتی ہیں اور رخِ صداقت پر پہلے سے زیادہ نکھار آجاتا ہے اور حق ایک نئی شان کے ساتھ جلوہ گر ہوتا ہے۔ اس کی ایک مثال حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے خطبات کا وہ مجموعہ ہے جو ”زھق الباطل“ کے عنوان سے اس وقت منصۂ شہود پر آیا جب پاکستان کے فوجی آمر جنرل ضیاء الحق کی ایماء پر حکومتِ پاکستان کی طرف سے 1984ء کے آرڈیننس XX کی بزعمِ خود تائید میں ”قادیانیت اسلام کے لیے سنگین خطرہ“ کے نام سے ایک کتابچہ شائع کیا گیا جس میں جماعت احمدیہ مسلمہ کے خلاف جھوٹے پروپیگنڈے اور کذب وافتراء کی بھرمار کردی گئی اور تہذیب وشرافت اور شرم وحیا کی تمام اقدار بالائے طاق رکھ دی گئیں۔ اسے مختلف زبانوں میں ترجمہ کروا کر دنیا میں کثرت سے تقسیم کیا گیا اور اس پر مستزاد یہ کہ پاکستان میں احمدیوں کو اس ظالمانہ آرڈیننس (Ordinance XX) کے نفاذ کے ذریعے سے دفاع کے حق سے بھی محروم کردیا گیا۔

اس مبیّنہ ’قرطاس ابیض‘ میں جو جھوٹ کی سیاہی سے بھرپور تھا بانیٔ جماعت احمدیہ کی ذات کی کردار کُشی کی کوشش کے علاوہ جماعت احمدیہ کے عقائد کے خلاف انتہائی غلط تصویر پیش کی گئی اور ایسے بے بنیاد اعتراضات اٹھا کر نفرت اور اشتعال انگیزی کی مذموم کوشش کی گئی جن کے جوابات بارہا جماعت کی طرف سے دیئے جاچکے تھے۔

اس تناظر میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے حقیقت کے اظہار اور اس جھوٹے پروپیگنڈے کے ردّ کے لیے خطبات کا ایک سلسلہ شروع فرمایا جو 25؍جنوری 1985ء سے شروع ہو کر 31؍مئی 1985ء تک جاری رہا۔ خطبات کے اس گراں قدر علمی مجموعہ میں آپ کا وہ بصیرت افروز خطاب بھی شامل ہے جو آپ نے جماعت احمدیہ برطانیہ کے جلسہ سالانہ کے موقع پر ”عرفان ختم نبوت“ کے عنوان سے 7؍اپریل 1985ء کو اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں فرمایا تھا۔

یہ خطبات وخطاب کیا تھے؟ گویا استدلال و براہین کی ایک جُوئے نور تھی جو بے بنیاد الزامات اور بودے اعتراضات کو خس وخاشاک کی طرح بہا کر لے گئی۔ آپ نے ایک ایک اعتراض کو لیا، قرآن و سنت کے معیاروں پر پرکھا، عقل وخرد کی میزان پر تولا اور تاریخی شہادتوں کی روشنی میں اس کا ایسا رد کیا

کہ 'زھق الباطل' کی تصویر نگاہوں کے سامنے آ گئی۔ معترضین کی کمر ٹوٹ گئی اور متلاشیانِ حق پر اتمامِ حجت ہو گئی۔

آپ نے مخالفین کی سازشوں کو بے نقاب کرتے ہوئے فرمایا:

"تم کہہ رہے ہو کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابیں ہم اس لیے ضبط کر رہے ہیں کہ ان سے مسلمان عوام خصوصاً پاکستانی عوام کی دلآزاری ہوتی ہے اور اس دلآزاری کا علاج یہ کیا کہ وہ حصے جن سے دلآزاری نہیں ہوتی ان کا شائع کرنا تو قانوناً بند کر دیا اور جن سے تمہارے زُعم میں دلآزاری ہوتی ہے ان کو گورنمنٹ کے خرچ پر بصرفِ کثیر ساری دنیا میں پھیلا رہے ہو۔ پس بظاہر تو یہ ایک تضاد ہے لیکن یہ تضاد ایک چالاکی کے نتیجہ میں ہے۔ انہوں نے ایک ظالمانہ اور ناپاک حملہ کرنا ہی تھا کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب میں اعتراضات کے جوابات موجود ہیں۔۔۔۔

ایک طرف تو لکھتے ہیں کہ گزشتہ قومی اسمبلی کا واقعی یہ بڑا کارنامہ ہے لیکن باوجود اس کے وہ قومی اسمبلی ان کو dissolve کرنی پڑی اور اس پر یہ الزام لگایا گیا کہ اس کے سارے ممبران (اِلّا ماشاء اللہ) گندے اور بدکار تھے۔"

(خطبہ 25 جنوری 1985ء زھق الباطل)

اس طرح حضور رحمہ اللہ اس کا تضاد واضح کرتے ہیں اور ایک ایک اعتراض کو لے کر اس کا مُسکت جواب دیتے ہیں۔

ذیل میں صرف ان خطبات کے عناوین درج کیے جاتے ہیں۔

(1) کذب و افتراء کی دل آزار مہم اور اس کا پس منظر

(2) خود کاشتہ پودا۔ تاریخی واقعات کے آئینے میں

(3) ہندوستان میں انگریزوں کے مفادات اور ان کے اصل محافظ

(4) اسلام کا نظریہ جہاد اور جماعت احمدیہ

(5) مسلمانانِ ہندوستان کا قومی تحفّظ اور جماعت احمدیہ

(6) مسلمانانِ ہند کے مفادات کا تحفظ اور جماعت احمدیہ کی عظیم الشان قربانیاں

(7) کشمیر اور فلسطین کی تحریک آزادی اور جماعت احمدیہ کی عظیم الشان خدمات

(8) مسلمانانِ فلسطین کا المیہ اور جماعت احمدیہ کی خدماتِ جلیلہ

(9) عُلَمَآءُ هُمۡ ۔ امت مسلمہ کے لیے لمحہ فکریہ

(10) حضرت بانی جماعت احمدیہ پر چند اعتراضات کے مدلل اور مُسکت جوابات

(11) حضرت مسیح موعود (علیہ الصلوٰۃ والسلام) مہدی آخر الزماں کے دعاوی اور بزرگان سلف صالحین کی قوی شہادتیں

(12) عرفانِ ختم نبوت

(13) پُرحکمت تاویلات پر ظاہر پرستوں کا مضحکہ خیز ردّ عمل اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پُرشوکت کلام مسلمان مشاہیر کی نظر میں

(14) انتہائی ظالمانہ تکفیر و تکذیب کے مقابلہ میں حضرت بانیٔ سلسلہ کا صبر و تحمل، ہمت و حوصلہ اور ابلاغِ حق

(15) اسلام کی عالمگیر ترقی کا عظیم الشان منصوبہ۔ اسے سازش کا نام دینا اسلام دشمنی کے مترادف ہے

(16) مسلمانوں کے باہمی اختلافات۔ بگڑے ہوئے عقائد اور حکم و عدل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عظیم الشان خدمات

(17) عددی اکثریت کا غیر شرعی فیصلہ اور احمدیت کی عظیم الشان فتح

(18) ایک نشان۔ ایک انتباہ

یہ تمام خطبات اردو، عربی اور انگریزی میں شائع ہو چکے ہیں۔ اسی طرح بعض دوسری زبانوں میں بھی ان میں سے بعض خطبات کے تراجم شائع ہو چکے ہیں۔

مخالفینِ احمدیت کے اعتراضات کے جواب معلوم کرنے کے لئے یہ نہایت مفید علمی خزائن ہیں۔ جو بھی درد دل رکھنے والا صاحبِ بصیرت شخص اس مجموعہ خطبات کا مطالعہ کرے گا وہ حضور رحمہ اللہ کے

تدبّر اور بصیرت کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکے گا۔ یہ خطبات متلاشیان حق کے لئے مینارۂ نور ہیں۔

اسلام میں ارتداد کی سزا کی حقیقت

آغاز اسلام سے لے کر آج تک اسلام اور عالم اسلام کو دشمنوں سے اتنا نقصان نہیں پہنچا جتنا خود بعض سادہ لوح مسلمان علماء کے ہاتھوں پہنچا ہے۔ بلکہ حق یہ ہے کہ دشمنان اسلام نے بھی اکثر اوقات ان سادہ لوح علماء کے جاہلانہ فتووں کو ہی بنیاد بنا کر اسلام پر حملے کئے ہیں۔ علماء میں یہ غلط رجحان اس لیے پیدا ہوا کہ انہوں نے اپنے سیاسی اور تمدّنی ماحول سے متاثر ہو کر اسلام کے بعض احکامات کی ایسی تشریحات کو جو سیاسی رنگ لیے ہوئے تھیں ترجیح دی اور قرآن کریم کی واضح تعلیمات اور آنحضرت ﷺ کے اُسوۂ حسنہ کو پسِ پُشت ڈال دیا۔

''قتل مرتد'' کا عقیدہ بھی ان غلط رجحانات اور بے بنیاد نظریات میں سے ایک ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس خوفناک عقیدہ کی کوئی بنیاد نہ تو قرآن کریم میں ہے اور نہ ہی رسول اللہ ﷺ کی سنّت طیبہ میں، بلکہ یہ محض ایک سیاسی نظریہ تھا جسے عباسی خلفاء اور دوسرے حُکّام نے اپنے سیاسی مقاصد کے حصول کے لیے بعض متعصّب علماء کی مدد سے اختراع کیا یہاں تک کہ اس دَور کے دوسرے غیر متعصب علماء بھی اس سے متأثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ اور بد قسمتی سے بعد میں آنے والے علماء کی اکثریت نے، جو انہی سابقہ علماء کے مکاتب فکر کے زیر سایہ پروان چڑھی تھی، اس نہایت خطرناک غیر اسلامی نظریہ کو بغیر کسی تحقیق اور تنقید کے قبول کر لیا۔

اس ناپاک عقیدہ کے نہایت خوفناک نتائج نکلے۔ یہاں تک کہ علماء اسلام کو محض معمولی اختلافات پر خود علمائے اسلام نے مُرتد قرار دیا اور حُکّام اور صاحب نفوذ علماء نے اس ہتھیار کو اپنے مخالفین کے خلاف خوب خوب استعمال کیا۔ تاریخ اسلام کے یہ نہایت دردناک ابواب سپین میں عیسائی حکومتوں کی یاد دلاتے ہیں جب اسی قسم کے نظریات کے قائل عیسائیوں نے خود اپنے عیسائی بھائیوں کو معمولی اختلافات پر نہایت وحشت ناک سزائیں دیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اِس کتاب میں اُس تاریک دَور کے واقعات کی تفصیل میں

جانے کی بجائے اس ناپاک اور فاسد عقیدہ کا ہر پہلو سے تجزیہ کیا ہے اور قرآن کریم، سنت نبوی ﷺ اور خلفائے راشدین کے زمانہ کے تاریخی واقعات کی روشنی میں اس عقیدہ کا جھوٹا ہونا ثابت کیا ہے اور بتایا ہے کہ اسلام کے نہایت حسین چہرہ کو داغدار کرنے کی ناپاک کوشش اس بھیانک نظریہ کے ذریعہ کی گئی۔ چنانچہ یہ فاسد نظریہ ہی وہ سب سے خطرناک ہتھیار تھا جسے دشمنان اسلام نے سب سے بڑھ کر اسلام کے خلاف استعمال کیا۔

ان حقائق پر مشتمل یہ عظیم خطاب حضرت امام جماعت احمدیہ مرزا طاہر احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقع پر بتاریخ 27 جولائی 1986ء بمقام اسلام آباد ٹلفورڈ (Surrey) ارشاد فرمایا۔ جو بعد میں کتابی صورت میں شائع ہوا۔

امید ہے یہ خطاب غیر متعصب محققین کو اسلام کی صحیح اور پاک تعلیمات کو بہتر رنگ میں سمجھنے میں مدد دے گا اور اسلام کے دفاع کے لیے، خصوصاً اس میدان میں، ان کے اندر نئی روح پھونک دے گا۔ انشاء اللہ العزیز۔

اس خطاب کو کتابی صورت میں ڈھالتے وقت حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے بعض مناسب ترامیم اور مفید اضافے فرمائے۔

یہ خطاب انگریزی زبان میں The Truth About the Alleged Punishment for Apostasy in Islam کے نام سے اور عربی زبان میں حَقِيقَةُ عُقُوبَةِ الرِّدَّةِ فِي الْإِسْلَامِ کے نام سے شائع ہوا۔

عدل، احسان اور ایتاء ذی القربیٰ

حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع امام جماعت احمدیہ عالمگیر (1982ء تا 2003ء) نے 1982ء میں مسند خلافت پر متمکن ہونے کے بعد جلسہ سالانہ ربوہ (پاکستان) کے موقع پر اردو میں 'اسلام کا نظام عدل، احسان اور ایتاء ذی القربیٰ' کے عنوان سے خطابات کا ایک سلسلہ شروع فرمایا۔ اس سلسلہ کا دوسرا خطاب آپ نے جلسہ سالانہ ربوہ (پاکستان) کے موقع پر 1983ء

میں ارشاد فرمایا۔ 1984ء میں بوجوہ آپ کو انگلستان ہجرت کرنا پڑی جہاں آپ نے جلسہ سالانہ انگلستان کے موقع پر اسی موضوع پر دو مزید خطابات ارشاد فرمائے جن میں سے پہلا یعنی اس سلسلہ کا تیسرا خطاب 2 اگست 1987ء کو اور دوسرا یعنی اس سلسلہ کا چوتھا اور آخری خطاب 24 جولائی 1988ء کو ارشاد فرمایا۔

اس عنوان پر پہلے خطاب کا انگریزی میں ترجمہ Absolute Justice, Kindness and Kinship. The Three Creative Principles کے عنوان سے 1996ء میں شائع ہوا۔

بعد ازاں حضور انورؒ نے چاروں خطابات کے مسودات کی خود نظر ثانی کرتے ہوئے ان میں متعدد اضافے اور تبدیلیاں فرمائیں۔ کم وبیش 250 صفحات پر مشتمل یہ کتاب چار ابواب پر مشتمل ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ عدل، احسان، اور ایتاء ذی القربیٰ تین بنیادی تخلیقی اصول ہیں اور ان کا تعلق صرف انسان سے ہی نہیں بلکہ عالم نباتات اور عالم حیوانات سے بھی ہے۔ چنانچہ تخلیق کائنات، زمین کے ماحولیاتی نظام، عالم حیوانات، انسانی ارتقاء اور جسم انسانی کے اندر عدل اور توازن کے مضمون کے ساتھ ساتھ عدل سے انحراف کے نتائج کا ذکر کیا گیا ہے۔

اسی طرح مذہب کی تشکیل میں ان تینوں تخلیقی اصولوں کی کارفرمائی اور بالخصوص دین اسلام میں ان تینوں امور کے متعلق تعلیمات۔ مذہب میں آزادی ضمیر۔ اسلامی جہاد کے متعلق لوگوں میں پائی جانے والی غلط فہمی۔ عبادات میں عدل، احسان اور ایتاء ذی القربیٰ کا مقام۔ امانت واحتساب۔ مسلمانوں اور غیر مسلموں کی ایک دوسرے کے خلاف شہادت۔ اسلامی نظام شہادت۔ عام لین دین کی شہادات۔ اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور صاحب علم بندوں کی گواہی کا نظام۔ نبیوں کی ایک دوسرے کے حق میں شہادت۔ کائنات میں خدا کا ریکارڈنگ سسٹم۔ بندہ سے خدا کا معاہدہ اور ذیلی معاہدات۔ میثاق النبیین۔ اہلِ کتاب سے معاہدہ۔ قومی معاہدہ کی خلاف ورزی کی سزا۔ جرم اور سزا میں باہمی مناسبت۔ نقض عہد کی سزائیں، ایفائے عہد کی جزا۔ انفرادی معاہدات اور عہد شکنی کی سزا۔ غیروں سے معاہدات کی

قسمیں۔ معاہدہ صلح حدیبیہ۔ میثاقِ مدینہ۔ معاہدات کی پابندی میں اسوۂ رسولؐ۔ معاہدات کی پابندی کی مختلف مثالیں۔ قول میں عدل۔ بنی نوع انسان کے مابین قیام عدل کا بنیادی اصول۔ نسلی برابری کا عظیم الشان چارٹر۔ نسل پرستی سے بچاؤ کے لئے قرآن کریم کی حکیمانہ تعلیم۔ بین الاقوامی جھگڑوں کے فیصلہ کے لئے قرآن کی عادلانہ تعلیم اور قرآنی تعلیم کی خلاف ورزیوں کے نتیجہ میں آئندہ جنگوں کا خطرہ۔ بلاامتیاز تمام بنی نوع انسان کے معاملات میں نیکی کی قرآنی تعلیم۔ رشتہ داروں کے متعلق عدل و احسان کی تعلیم۔ والدین کے بچوں پر حقوق۔ والدین سے حسن سلوک کی تعلیم۔ اولاد کے والدین پر حقوق۔ اولاد کے مابین عدل کی تعلیم۔ اولاد سے عدل کی جزا۔ عدل کے بعد اولاد سے احسان کی تعلیم۔ تکریم اولاد۔ یتامیٰ کے حقوق۔ یتامیٰ کے بارہ میں احسان کی تعلیم۔ اقرباء کے حقوق۔ صلہ رحمی کی تعلیم۔ صلہ رحمی، رحم اور رحمانیت کا باہمی تعلق۔ یہ ان بہت سے موضوعات میں سے چند ایک ہیں جن پر اس کتاب میں قرآن وسنّت اور احادیث نبویہ کے حوالہ سے بہت عمدہ رنگ میں اور آسان انداز میں روشنی ڈالی گئی ہے۔ فی زمانہ ان موضوعات کی اہمیت بہت بڑھ چکی ہے۔ دنیا میں قیام امن کے لئے اسلامی تعلیم میں ان امور پر کافی رہنمائی موجود ہے۔ اس پہلو سے مسلمانوں اور غیر مسلموں کے لئے اس کتاب کا مطالعہ بہت مفید اور اہم ہے۔

یہ چاروں خطابات اردو کے علاوہ انگریزی میں بھی طبع ہو چکے ہیں۔

Revival of Religion

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے 1983ء میں فجی آئی لینڈ کے دورہ کے دوران 23 ستمبر کو فجی میں صووا کی یونیورسٹی آف ساؤتھ پیسیفک میں احمدیت اور مذاہب کے احیاء کی فلاسفی کے موضوع پر خطاب فرمایا جو پہلے Philosophy of The Revival of Religion کے نام سے اور بعد میں صرف Revival of Religion کے نام سے شائع ہوا۔ اس مختصر سے رسالہ میں آپ نے احیاءِ مذاہب کی فلاسفی پر بصیرت افروز روشنی ڈالتے ہوئے اسلام میں مسیح موعود کی بعثت سے متعلق پیشگوئیوں کا ذکر کرتے ہوئے تاریخ قرآنی کے حوالہ سے ان کی حقیقت کو پیش کیا ہے۔

یہ کتاب البانین، عربی، آذر بائیجانی، بوسنین، بلغارین، ڈینش، انگریزی، فرنچ، فارسی، پرتگیزی، رشین، سپینش، سویڈش، تھائی اور ٹرکش (کُل 15) زبانوں میں شائع ہو چکی ہے۔

Some Distinctive Features of Islam

1983ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے آسٹریلیا کے دورہ کے دوران 30/ستمبر کو آسٹریلیا میں جماعت احمدیہ کی پہلی مسجد ''مسجد بیت الہدیٰ'' کا سنگ بنیاد رکھا۔ اسی دورہ کے دوران 5/اکتوبر کو آپ نے کینبرا یونیورسٹی آسٹریلیا میں Some Distinctive Features of Islam کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ یہ مختصر رسالہ اسی خطاب پر مشتمل ہے۔ اس میں آپ نے بتایا کہ تمام سچے مذاہب خدا کی طرف سے پیدا ہوئے۔ اسلام ایک عالمی مذہب ہے۔ اسلام اور دوسرے مذاہب کی تعلیمات میں فرق کی وجہ اور اس کی حقیقت کو بیان کرنے کے بعد آپ نے دین اسلام کی کاملیت، قرآن مجید کے ہر قسم کی انسانی دست برد سے محفوظ ہونے کے علاوہ زکوٰۃ اور سود کے نظام میں فرق۔ سیاسی امور میں اسلام کی رہنمائی۔ عدل کے اسلامی تصور اور اسلام کی دیگر امتیازی خصوصیات کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ اسلام امن کا مذہب ہے۔ آخر پر آپ نے احمدیہ مسلم جماعت کا تعارف بھی پیش کیا ہے۔

اس مختصر مگر نہایت جامع خطاب کا ترجمہ حسب ذیل 17/زبانوں میں شائع ہو چکا ہے۔ البانین، آذر بائیجانی، بنگلہ، بلغارین، ڈینش، انگریزی، فرنچ، گریک، اٹالین، جاپانی، خمیر (Khmer)، سواحیلی، نارویجین، پولش، پرتگیزی، رشین، اُزبک۔

الہام، عقل، علم اور سچائی

اس کتاب کا آغاز 1987ء میں مکرم مسعود احمد صاحب جہلمی، سابق مبلغ انچارج سوئٹزرلینڈ کی ایک تجویز سے ہوا جو انہوں نے زیورک یونیورسٹی میں علم الملل (Ethnology) کے پروفیسر ڈاکٹر کارل ہیننگ کو پیش کی۔ انہوں نے پروفیسر صاحب سے درخواست کی کہ جماعت احمدیہ عالمگیر کے سربراہ کو اسلام کے متعلق لیکچر دینے کی دعوت دی جائے کیونکہ اس موضوع پر کبھی کسی مذہبی عالم نے یونیورسٹی

میں خطاب نہیں کیا۔ پروفیسر صاحب نے پہلے تو اس تجویز کو قبول نہ کیا کیونکہ ان کے خیال میں یونیورسٹی کے طلبا مذہب میں بہت کم دلچسپی رکھتے تھے۔ درحقیقت ان میں سے اکثر دہریہ ہونے میں فخر محسوس کرتے تھے اور کسی بھی مذہب کے لیے ان کے دل میں کوئی خاص احترام نہ تھا۔ تاہم چند دنوں کے بعد پروفیسر صاحب نے خود مسعود صاحب کو یہ تجویز دی کہ عنوان کچھ اس طرح بنایا جائے کہ عقلیت پسندی اس میں بنیادی موضوع ہو۔ موازنہ کی خاطر وحی والہام کو بھی اس میں شامل کیا جاسکتا ہے تاکہ یہ بتایا جاسکے کہ حقیقی علم اور ابدی صداقتوں تک لے جانے میں دونوں کا الگ الگ کیا کردار ہے۔ اُن کا خیال تھا کہ شاید اس قسم کے موضوع میں طلبا دلچسپی لیں۔ حضور رحمہ اللہ نے اس تجویز کو قبول فرمایا اور اپنی معمول کی دیگر تمام مصروفیات کے ساتھ ساتھ صرف ایک ہفتہ کے اندر A4 سائز کے قریباً ایک سو پچیس صفحات پر مشتمل ایک مضمون اردو زبان میں Dictate کروایا۔ جب یہ مضمون تیار ہو گیا تو جرمن زبان میں ترجمہ کی غرض سے مکرم شیخ ناصر احمد صاحب کو سوئٹزرلینڈ بھجوایا گیا۔ لیکن لیکچر کے لئے وقت چونکہ محدود تھا اور یہ ممکن نہ تھا کہ اس سارے مضمون کا ترجمہ اس مختصر اور محدود وقت میں سنایا جاسکتا اس لئے انہوں نے حضور رحمہ اللہ کی اجازت سے اردو میں تحریر فرمودہ اس مضمون کا خلاصہ جرمن زبان میں تیار کیا۔

14 رجون 1987ء بروز جمعرات، رات آٹھ بج کر پندرہ منٹ پر ,Rationality Revelation, Knowledge, Eternal Truth یعنی عقل، الہام، علم اور ابدی صداقت کے موضوع پر مجوزہ لیکچر کا یونیورسٹی کے Oule آڈیٹوریم میں اہتمام کیا گیا۔ طلبا اس موضوع کو سن کر کھنچے چلے آئے اور Oule آڈیٹوریم کی تمام نشستیں پُر ہو گئیں یہاں تک کہ ایک دوسرے ہال میں ٹیلی ویژن سکرینز اور لاؤڈ سپیکر کے اضافی انتظامات کے ذریعہ پروگرام دکھانا پڑا۔ یہ وہی آڈیٹوریم تھا جہاں سر ونسٹن چرچل نے 9 رستمبر 1946ء کو "Let Europe Arise" کے موضوع پر تاریخی خطاب کیا۔

حضور رحمہ اللہ کے ابتدائی تعارفی کلمات کے بعد جو آپ نے انگریزی میں فرمائے مکرم شیخ ناصر احمد

صاحب نے حضور رحمہ اللہ کے اردو میں تحریر فرمودہ مضمون کا خلاصہ جرمن زبان میں پیش کیا۔ انہیں اس تحریر شدہ تقریر کو پڑھ کر سنانے میں قریباً سوا گھنٹہ لگا۔ اس کے اختتام پر حاضرین کو سوالات کی دعوت دی گئی۔ سوال و جواب کی یہ مجلس اڑھائی گھنٹے تک جاری رہی۔

یوں اس کتاب کا آغاز ہوا جس کے لئے اس لیکچر کی حیثیت محض ایک بیج کی تھی۔ بعدازاں حضور رحمہ اللہ نے اردو مسوّدہ میں کئی اضافے فرمائے۔

الغرض یہ لیکچر حضور رحمہ اللہ کی اس معرکۃ الآراء کتاب کی بنیاد بنا جو بعدازاں Revelation, Rationality, Knowledge and Truth کے نام سے انگریزی زبان میں شائع ہوئی۔ یہ کتاب سات ابواب پر مشتمل ہے۔ ذیل میں اس کے عنوانات کی ایک جھلک پیش کی جارہی ہے جس سے اس کی اہمیت اور اس میں درج متنوّع مضامین کا کسی قدر اندازہ ہوسکتا ہے۔

یہ کتاب عصرِ حاضر میں انسانی ذہن میں اٹھنے والے بہت سے سوالات کے جوابات پر مشتمل ہے۔ یہ تمام جوابات قرآن مجید کی تعلیمات پر مبنی ہیں اور اس کی صداقتوں کو ظاہر کرنے والے ہیں۔

باب اوّل

تعارف: تاریخی تناظر میں۔

فرد اور معاشرہ۔ اسلامی مکاتب فکر (الاشعریہ، معتزلہ، صوفی ازم، مسلم سپین کا مکاتب فکر، عالم اسلام کی حالت زار)۔ فلسفۂ یورپ۔ یونانی فلسفہ۔

باب دوم

ہندومت۔ بدھ مت۔ کنفیوشن ازم۔ تاؤازم۔ زرتشت ازم۔ دکھ اور الم کا مسئلہ۔

باب سوم

سیکولر نقطہ ہائے نظر کا تجزیہ۔ آسٹریلیا کے قدیم باشندوں کا خدا کے بارہ میں تصور۔

باب چہارم

الہام کی حقیقت (وجدان، دیگر نفسیاتی تجارب، عمل تنویم یا ہپناٹزم، اشراق یا ٹیلی پیتھی، تحت الشعور

سے متعلق دیگر تجارب)۔الہام اور عقل۔ایمان بالغیب۔اَلْبَیِّنَہ۔ایک بیّن اصول،اَلْقَیِّمَۃُ :دائمی تعلیم۔قرآن کریم اور کائنات (قرآن کریم اور اجرام فلکی)۔عنطراپی اور محدود کائنات۔قرآن کریم اور غیر ارضی حیات۔

باب پنجم

حیات: وحی قرآن کی روشنی میں اجمالی تعارف۔(اولین جاندار اجسام کی تخلیق، تخلیق میں مٹی کا کردار، زندگی کی تخلیق یا بقا بامقصد ہے یا اتفاقی؟ سمتوں کی حقیقت، انتخاب طبعی اور اصول بقائے اصلح، شطرنج یا چانس کا کھیل)۔زندگی کے آغاز سے متعلق مختلف نظریات (آغاز حیات کے متعلق مختلف آراء، ایک نیا سنگ میل)۔جنّات کا وجود۔ ارتقا میں چکنی مٹی اور ضیائی تالیف کا کردار۔ بقا: حادثہ یا منصوبہ بندی؟ قدرت میں سمت یا کائریلیٹی (Chirality)۔نظریہ انتخاب طبعی اور بقائے اصلح۔مچھر۔شطرنج کی بازی یا اتفاقات کا کھیل؟ کرۂ ارض پر زندگی کا مستقبل۔وقت کا اندھا، بہرہ اور گونگا خالق۔

باب ششم

عالم غیب کا انکشاف اور قرآن کریم۔مستقبل قریب اور بعید کی پیشگوئیاں۔غزوۂ خندق، آثار قدیمہ کی دریافت کے متعلق پیشگوئی۔ عالمگیر ایٹمی تباہی۔ جینیاتی انجنیئر نگ۔ طاعون کا نشان۔ ایڈز کا وائرس۔

باب ہفتم

مستقبل میں وحی و الہام۔خاتمیت کی حکمت، حضرت امام مہدی علیہ السلام، غیر تشریعی نبی اور الہام۔کیا غیر تشریعی نبی آسکتا ہے؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ختم نبوت۔

آخر پر تتمّہ اور فرہنگ بھی ہے۔اور ایک جامع انداز میں انڈیکس بھی دیا گیا ہے جو خاص طور پر ریسرچ کرنے والے افراد کے لئے بہت مفید ہے۔

یہ کتاب انگریزی کے علاوہ اردو، عربی، رشین اور جرمن زبان میں بھی شائع ہو چکی ہے۔

مذہب کے نام پر خون

''انسان کی تاریخ خاک وخون میں لتھڑی پڑی ہے۔اس دن سے لے کر آج تک جب قابیل نے ہابیل کو قتل کیا تھا اس قدر خون ناحق بہایا گیا ہے کہ اگر اس خون کو جمع کیا جائے تو آج رُوئے زمین پر بسنے والے تمام انسانوں کے کپڑے اس خون میں رنگے جاسکتے ہیں بلکہ شاید اس پر بھی وہ خون بچ رہے اور ہماری آئندہ آنے والی نسلوں کے لباس بھی لالہ رنگ کرنے کے لئے کافی ہو۔مگر مقام حیرت ہے کہ اس پر بھی آج تک انسان کی خون کی پیاس نہیں بجھی!۔''

''....یہ خون کبھی عزت وناموس کے نام پر کئے گئے کبھی بُغض وعناد کی بنا پر۔کبھی رزق کی تلاش میں نکلی ہوئی فاقہ کش قوموں نے یہ مظالم ڈھائے اور کبھی محض تسخیر عالم جابر شہنشاہوں کا مطمح نظر تھی۔پھر ایسا بھی بہت مرتبہ ہوا کہ یہ خون ریزیاں خود خدا کے ہی نام پر کی گئیں اور مذہب کو آڑ بنا کر سفّاکانہ بنی نوعِ انسان کا خون بہایا گیا۔یہ سب کچھ ہوُا اور آج بھی ہو رہا ہے اور اپنے کردار کا یہ رُخ دیکھ کر انسان کا دل بسا اوقات یاس وناامیدی سے بھر جاتا ہے اور وہ سوچنے لگتا ہے کہ کیا اسی لئے انسان کو پیدا کیا گیا تھا؟ایک مذہب تھا کہ جس سے یہ توقع تھی کہ انسان کو انسانیت کے آداب سکھائے گا مگر خود اس کا دامن بھی خون آلود نظر آتا ہے۔''

مذکورہ بالا اقتباس کتاب ''مذہب کے نام پر خون'' کے ابتدائی چند صفحات سے ماخوذ ہے۔

حضرت (صاحبزادہ) مرزا طاہر احمد صاحب کی یہ کتاب سب سے پہلے دسمبر 1962ء میں شائع ہوئی۔ اس میں آپ نے بعض مسلمانوں کے اسلامی جہاد کے متعلق غلط تصور اور اسلام کے نام پر دہشت پسندی اور قتل وغارتگری کے فاسدانہ خیالات کا قرآن کریم، احادیث نبویہ اور آنحضرت ﷺ کے اُسوہ حسنہ کی روشنی میں پُرزور اور مدلّل بطلان ثابت کیا اور بتایا کہ ایسے افکار وخیالات کا اسلام کی حقیقی تعلیم سے دُور کا بھی تعلق نہیں بلکہ یہ خیالات اسلام کے دشمنوں اور متعصّب مستشرقین کے آئینہ دار ہیں۔

1989ء میں اس کتاب کا انگریزی ترجمہ Murder in The Name of Allah کے نام سے شائع ہوا۔ اُس وقت کے معروضی حالات کے پیش نظر اسلام کے متعلق اہل مغرب کی

غلط فہمیوں کو دُور کرنے کے لیے اس میں متعدد ابواب کا اضافہ کیا گیا۔ بعد میں ان اضافہ شدہ ابواب کا اردو ترجمہ کتاب کے اردو ایڈیشن میں بھی شامل کیا گیا۔

عہد خلافت رابعہ میں اردو کے علاوہ حسب ذیل 7 زبانوں میں اس کے تراجم شائع ہوئے۔

البانین، عربی، بنگلہ، انگریزی، سواحیلی، رشین، ٹرکش۔

The Seal of Prophets-

His Personality and Character

یہ کتاب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے اس لیکچر پر مشتمل ہے جو آپ نے آنحضرت ﷺ کی سیرت کے موضوع پر 15 اکتوبر 1989ء کو ہنسلو کے Heathland سکول میں منعقدہ جلسہ سیرۃ النبیؐ میں دیا۔ اس تقریب میں ممبران پارلیمنٹ اور علاقہ کے بہت سے سیاسی، سماجی اور مذہبی حلقوں سے تعلق رکھنے والے معززین نے شمولیت کی۔ اس میں آنحضرت ﷺ کی سیرت کے مختلف پہلوؤں بالخصوص آپ کی گھریلو زندگی اور جانوروں سے شفقت اور مساوات اور عدل وانصاف کے قیام سے متعلق تعلیمات اور واقعات کو پیش کیا گیا۔ اسی طرح توہین رسالت (Blasphemy) کے موضوع پر بھی اسلامی تعلیمات کو بیان کیا گیا۔ اور حضور اکرم ﷺ کی سیرت و کردار کی عظمت کے اعتراف پر مشتمل بعض مستشرقین و مغربی مصنفین کے اقتباسات بھی دیئے گئے ہیں۔

Islam's Response to Contemporary Issues

1989ء میں جماعت احمدیہ کے قیام کی صد سالہ جوبلی منائی گئی۔ صد سالہ جوبلی کی تقریبات کے پروگرام کے تحت 24رفروری 1990ء کو لندن کے کوئین ایلزبتھ II کانفرنس سنٹر (QE II Conference Centre London) میں ”Islam's Response to Contemporary Issues“ (اسلام اور عصر حاضر کے مسائل کا حل) کے موضوع پر حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے انگریزی زبان میں ایک تقریر فرمائی۔ اس تقریر کو سننے کے لئے دانشور طبقوں سے تعلق رکھنے والے آٹھ صد معزز مہمان تشریف لائے۔ ان میں

سیاست دان، صحافی، پروفیسر صاحبان، اساتذہ کرام، مذہبی علوم کے ماہرین، عربی دان اور دیگر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے معزز خواتین و حضرات شامل تھے۔ مکرم ایڈورڈ مارٹیمر (Edward Mortimer) صاحب نے اس تقریب کی صدارت کی جبکہ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کے خطاب کے بعد آنریبل ممبر پارلیمنٹ مکرم ہیوگو سمرسن (Hugo Summerson) نے جذبات تشکر کا اظہار کیا۔ بعد ازاں سوال و جواب کی ایک مختصر مجلس منعقد ہوئی۔

اس نوعیت کے پبلک اجتماعات میں بالعموم تقاریر کے لئے جتنا وقت مختص کیا جاتا ہے اس میں ایسے وسیع مضمون کو کماحقہٗ بیان کرنا ممکن نہیں ہوتا لیکن حضرت امام جماعت احمدیہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے مختصر وقت کے باوجود اس موضوع پر سیر حاصل بحث فرمائی۔

بعد میں یہ خطاب ضروری اضافوں کے ساتھ "Islam's Response to Contemporary Issues" کے نام سے 1992ء میں انگریزی میں شائع ہوا۔ اس خطاب میں حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی دُوربین نگاہ نے مستقبل کے جن امکانات اور خدشات کی نشاندہی فرمائی تھی وہ حیرت انگیز طور پر سچ ثابت ہوئے۔ مثال کے طور پر اشتراکیت کے زوال کے بعد مشرقی یورپ کے ممالک میں عظیم الشان تبدیلیاں رونما ہوئیں۔ اقوام متحدہ بین الاقوامی معاملات میں وہی کردار ادا کر رہی ہے جس کی طرف حضورؒ نے اشارہ فرمایا تھا۔ برطانیہ میں شرح سود کی پالیسی کا نتیجہ اقتصادی بدحالی کی صورت میں سامنے آیا۔ یہ تمام امور اور درحقیقت ان کے علاوہ بہت سے امور اس خطاب میں قبل از وقت پوری وضاحت کے ساتھ بیان کر دیئے گئے تھے۔ حضرت امام جماعت احمدیہؒ نے 1990ء کے آغاز میں جب یہ خطاب فرمایا تھا اس وقت ابھی ان تمام تبدیلیوں کے آثار دنیا کے افق پر ظاہر نہیں ہوئے تھے۔ حضور رحمہ اللہ کا یہ خطاب جس پیغام پر مشتمل ہے وہ دائمی اہمیت کا حامل ہے اور اس کا تعلق امن عالم کے مستقبل سے ہے۔

اس کتاب میں جن موضوعات پر اسلامی تعلیم کو پیش کیا گیا ہے۔ یہ موضوعات آج بھی اہمیت کے حامل ہیں۔ اور ان موضوعات پر غیر مسلموں کی طرف سے اٹھنے والے سوالات کے جوابات پر مشتمل یہ

کتاب غیر معمولی افادیت کی حامل ہے۔

اس کتاب کے ذیلی عنوانات میں سے بعض ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ان عنوانات سے بھی اس کی اہمیت کا کسی قدر اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

1۔مذاہب عالم کے مابین امن وآشتی اور ہم آہنگی

مذہبی اقدار کو فضول اور غیر ضروری سمجھ لیا گیا۔انبیاء ہر قوم میں مبعوث ہوتے رہے ہیں۔ بلحاظ منصب تمام انبیاء برابر ہیں۔کیا منصب میں برابری کے باوجود انبیاء کے مقام و مرتبہ میں فرق ہوسکتا ہے؟ نجات پر کسی ایک مذہب کی اجارہ داری نہیں ہوسکتی۔مذاہب کے مابین ہم آہنگی اور باہمی احترام کا فروغ۔مذہب کے عالمگیر ہونے کا نظریہ۔اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے۔اشاعت دین کے ذرائع۔جبر کی بکلّی نفی۔کون سا مذہب باقی رہے گا؟ (بقائے اصلح)۔آزادی تقریر۔آزادی کی حدود۔مذہبی تقدس کی پامالی۔مذاہب کا باہمی تعاون۔حاصل بحث۔

2۔معاشرتی امن

عصر حاضر کا معاشرتی نظام۔دو قسم کے معاشرتی ماحول۔مادہ پرست معاشرہ کا انجام۔حیات بعد الموت کا انکار۔مادہ پرست معاشرہ کی چار خصوصیات۔اعمال کی جوابدہی کا تصور۔اسلامی معاشرہ کا مخصوص ماحول۔اسلامی معاشرہ کے بنیادی اصول۔عفّت اور پاکدامنی۔ پردہ اور اس کی حقیقت۔ حقوق نسواں کے ایک نئے دور کا آغاز۔عورتوں کے لئے مساوی حقوق۔تعدّد ازدواج۔عمر رسیدہ افراد کی دیکھ بھال۔مستقبل کی نسلیں۔بے مقصد اور فضول مشاغل کی حوصلہ شکنی۔خواہشات پر قابو پانا۔ عہد و پیمان اور معاہدات کا احترام۔ برائی کا خاتمہ۔ایک اجتماعی ذمہ داری۔ اوامر و نواہی۔ اسلام نسل پرستی کو ردّ کرتا ہے۔

3۔معاشرتی اقتصادی امن

سرمایہ دارانہ نظام،سوشلزم اور اسلام میں معاشی انصاف کا تصور۔تنگ دستی کے باوجود اعلیٰ مقاصد کے لیے خرچ کرنا۔غرباء کے لیے خرچ کرنا۔شکر گزاری کا جذبہ۔نیکی کے اجر کی توقع کسی انسان سے نہ

رکھنا۔ بھیک مانگنا۔ مالی قربانی کے لیے طیّب مال کی شرط۔ خدا کے راستہ میں اعلانیہ اور پوشیدہ خرچ۔ معاشرتی ذمہ داریاں۔ تاریخ اسلام کا ایک واقعہ۔ خدا کی عطا کردہ سب نعمتوں میں سے خرچ کرنا۔ خدمت خلق۔ شراب نوشی اور جوئے کی ممانعت۔ شراب نوشی کے باعث ہونے والی اموات۔ شراب نوشی کے باعث ہونے والے سالانہ اقتصادی نقصانات۔

4۔اقتصادی امن

سرمایہ دارانہ نظام، اشتراکیت اور اسلام کا اقتصادی فلسفہ۔ سرمایہ دارانہ نظام۔ سائینٹفک سوشلزم۔ اسلامی نظریہ۔ سرمایہ دارانہ معاشرہ کی چار خصوصیات۔ دنیا کا بدلتا ہوا اقتصادی نظام۔ اسلام کا اقتصادی نظام۔ زکوۃ۔ سود کی ممانعت۔ برطانیہ میں شرح سود کا مسئلہ۔ سود کے دیگر نقصانات۔ سود، امن کے لئے ایک خطرہ۔ دولت کے انبار لگانے کی ممانعت۔ سادہ طرزِ زندگی۔ شادی و بیاہ کے اخراجات۔ غرباء کی دعوت قبول کرنا۔ کھانے پینے میں اعتدال۔ قرض کا لین دین۔ معاشی طبقاتی فرق۔ اسلام کا قانونِ وراثت۔ رشوت کی ممانعت۔ تجارتی ضابطۂ اخلاق۔ بنیادی ضروریات زندگی۔ عبادت۔ معاشرتی وحدت کا ایک ذریعہ۔ عالمی ذمہ داریاں۔

5۔قومی اور بین الاقوامی سیاسی امن

اسلام کسی سیاسی نظام کو کلّیۃً رد نہیں کرتا۔ بادشاہت۔ جمہوریت کیا ہے؟ جمہوریت کا اسلامی تصور۔ اسلامی جمہوریت کے دو ستون۔ مشاورت۔ اسلامی حکومت کیا ہے؟ مُلّائیت۔ کیا مذہب کا وفادار مملکت کا غدار ہوسکتا ہے؟ کیا صرف مذہب ہی کو قانون سازی کا حق حاصل ہے؟ اسلام اور ریاست۔ بین الاقوامی تعلقات کی بنیاد کامل انصاف پر ہے۔ اقوام متحدہ کا کردار۔

6۔انفرادی امن

مسابقت فی الخیرات۔ اعزّہ و اقرباء کے ساتھ محبت۔ خدمت خلق۔ رضائے باری تعالیٰ کا حصول۔ لوگوں کے دکھ درد سے ہمیشہ باخبر رہنا۔ محبت و شفقت کا وسیع دائرہ۔ تخلیق انسانی کا مقصد۔ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر کوئی امن نصیب نہیں ہوسکتا۔

عہد خلافت رابعہ میں یہ اہم تصنیف حسب ذیل 6 زبانوں میں شائع ہوئی۔
انگریزی۔عربی۔بنگلہ۔فرنچ۔نارویجین۔رشین۔
اور اس کا اردو ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے عہد میں 2005ء میں شائع ہوا۔

An Elementary Study of Islam

یہ کتاب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے اس لیکچر پر مبنی ہے جو آپ نے 12 مارچ 1990ء کو سپین کی Seville یونیورسٹی کے ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز کی دعوت پر دیا۔اس میں آپ نے اختصار کے ساتھ اسلام کے بنیادی عقائد و ایمانیات کا تعارف کرواتے ہوئے اس اہم نکتہ کو خاص طور پر نمایاں کیا ہے کہ بنیادی طور پر تمام مذاہب کی تعلیمات میں اشتراک پایا جاتا ہے۔اسی طرح اس لیکچر میں حضور نے اسلام اور اسلامی تعلیمات کی عالمگیریت کو پیش کیا ہے۔اسی طرح جہاد کے متعلق صحیح اسلامی تعلیمات کو پیش کرتے ہوئے غلط تصورات کی نفی کی گئی ہے۔

غیر مسلموں اور نومسلموں کو اسلام کے عمومی اور بنیادی عقائد سے متعارف کرانے کے لئے یہ کتاب بہترین تحفہ ہے۔

خلافت رابعہ کے عہد میں یہ کتاب انگریزی کے علاوہ البانین اور نارویجین میں بھی شائع ہوئی۔

خلیج کا بحران اور نظامِ جہانِ نَو

یہ کتاب حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ان خطباتِ جمعہ کا مجموعہ ہے جو آپ نے خلیجی جنگ کے دوران انگلستان میں ارشاد فرمائے تھے۔2 اگست 1990ء کو عراق نے کویت پر حملہ کیا اور اس کے ساتھ ہی خلیج کے ان ممالک میں آگ اور خون اور تباہی و بربادی کے ایک لمبے دَور کا آغاز ہوا جس میں لاکھوں افراد لقمۂ اجل ہوئے۔لکھوکھہا طرح طرح کی اذیتوں میں مبتلا ہوئے اور نہایت ہی دردناک اور المناک واقعات رونما ہوئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اس حملہ کے اگلے روز 3/اگست 1990ء کو اپنے خطبہ جمعہ میں عراق کے کویت پر حملہ کے پس منظر کا تجزیہ کرتے ہوئے قرآنی تعلیمات کی روشنی میں

ان دونوں ممالک کو بالخصوص اور تمام مسلمان حکومتوں کو بالعموم تنازعات کو حل کرنے کے بارہ میں نصیحت کی۔ اوراس کے ساتھ ہی خلیجی بحران اوراس کے مہلک مضمرات کے حوالہ سے خطبات کی ایک سیریز کا آغاز ہوا۔ اور آپ نے سترہ خطبات جمعہ میں اس ہولناک جنگ کے پس پردہ عوامل اور مہلک مضمرات کے علاوہ عالم اسلام پر مرتب ہونے والے اس کے دُوررس اثرات کا نہایت گہری نظر سے تجزیہ فرمایا اور صیہونیت اور مغربی طاقتوں کی ان خطرناک سازشوں سے پردہ اٹھایا جو وہ عالمِ اسلام کے خلاف کررہے ہیں۔

آپ نے اُمّت مسلمہ کو ان مہیب خطرات سے بھی متنبہ فرمایا جو مستقبل میں انہیں پیش آسکتے ہیں اور دردمندانہ دل کے ساتھ ایسی بیش قیمت نصائح سے نوازا جن پر عمل پیرا ہونے سے دین اور دنیا دونوں سُدھر سکتے ہیں۔

حضور رحمہ اللہ نے اپنے خطبات میں واضح فرمایا کہ دنیا میں پائیدار امن اور بنی نوع انسان کی حقیقی آزادی اور خوشحالی کی ضمانت صرف وہ نظام دے سکتا ہے جس کی بنیاد قرآن کریم کے پیش کردہ نظامِ عدل پر ہو۔ امریکہ کا پیش کردہ New world order اس کی ضمانت نہیں دے سکتا کیونکہ اس کی بنیاد تقویٰ اور عدل پر نہیں بلکہ خودغرضی، برتری کے احساس اور اخلاق سے عاری سیاست پر ہے۔ اس کے ہاں انصاف کے دوہرے معیار کارفرما ہیں اور وہ اقوام متحدہ کی تنظیم کو اپنے استعماری مقاصد کے لئے استعمال کررہا ہے جبکہ وہ خود صیہونیت اور اسرائیل کا آلہ کار بنا ہوا ہے۔

آپ نے نہ صرف عالم اسلام اور تیسری دنیا کو بلکہ امنِ عالم کے خواب کو حقیقت میں ڈھالنے کے لئے دنیا کی بڑی طاقتوں اوران کے رہنماؤں کو بھی مشوروں سے نوازا۔ آپ نے ان نصائح اور مشوروں کو نظرانداز کرنے کی صورت میں جن ہولناک اور تباہ کُن حالات سے خبردار کیا تھا افسوس ہے کہ ان نصائح پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے ایک دفعہ پھر خلیج کی جنگ پہلے سے بھی زیادہ خطرناک صورت میں رُونما ہوئی اور یہ خطہ آج تک لہورنگ ہے اور نہ صرف وہاں پر امن کا فقدان ہے بلکہ اس کے اثرات ساری دنیا میں پھیل چکے ہیں۔

خلیج کے حالات کے سچے اور دیانتدارانہ اور تقویٰ اور راستی پر مبنی بصیرت افروز اور چشم کشا تجزیہ پر مشتمل یہ کتاب امنِ عالم کے خواہاں افراد کے لیے غیر معمولی اہمیت رکھتی ہے۔

یہ کتاب اردو کے علاوہ عربی، انگریزی اور ٹرکش میں بھی شائع ہو چکی ہے۔

ذوقِ عبادت اور آداب دعا

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے خطبہ جمعہ فرمودہ 30 نومبر 1990ء میں فرمایا:

"بہت سے دوست مختلف ممالک سے جو خطوط لکھتے ہیں ان میں بارہا اس سوال کا اعادہ کیا جاتا ہے۔ یعنی تکرار سے بار بار مختلف دوستوں کی طرف سے یہ پوچھا جاتا ہے کہ عبادت میں مزا پیدا کرنے کی کیا ترکیب ہے؟ بعض لوگ علمی پیاس بجھانے کی خاطر بغیر کسی ہیجان کے لکھتے ہیں۔ اور بعض معلوم ہوتا ہے شدید اعصابی دباؤ کا شکار ہیں۔ بہت کوشش کرتے ہیں، بہت زور مارتے ہیں لیکن عبادت میں مزا نہیں آتا۔ بعض ایسے بھی ہوتے ہیں جو عبادت کے بیرونی دروازے تک پہنچے ہوتے ہیں اور عبادت کو چھوڑ کر جانے کا قصد کر چکے ہوتے ہیں اور وہ گویا مجھے آخری تنبیہ کر رہے ہوتے ہیں کہ ابھی بھی ہمیں سمجھا لو اور بچا لو ورنہ پھر اگر ہم نے عبادت سے منہ موڑ لیا تو ہم ذمہ وار نہیں ہوں گے۔ مختلف دوستوں کو میں مختصراً مختلف جواب دیتا ہوں لیکن یہ مضمون اتنا اہم ہے کہ باوجود اس کے کہ اس سے پہلے بھی اس پر روشنی ڈال چکا ہوں مگر میں سمجھتا ہوں کہ مختلف پہلوؤں سے، مختلف زاویوں سے بار بار اس مضمون کو جماعت کے سامنے کھولنا چاہئے۔"

چنانچہ اس کے ساتھ ہی حضور رحمہ اللہ نے خطبات کا ایک سلسلہ شروع فرمایا جس میں اس اہم سوال کے جواب پر سورۃ فاتحہ کے نقطۂ نگاہ سے مختلف پیرایوں میں روشنی ڈالی اور بتایا کہ کس طرح سورۃ فاتحہ عبادت کے رموز سکھاتی ہے اور عبادت میں لذت پیدا کرتی ہے۔ اسی تسلسل میں آپ نے ذوق عبادت کے حصول کے لئے دعا کی اہمیت، اس کے آداب اور خدا تعالیٰ کے انعام یافتہ بندوں کی دعاؤں کا مضمون بھی بیان فرمایا اور بتایا کہ ان میں اکثر دعائیں وہ ہیں جو خدا تعالیٰ نے ان کو خود سکھائیں۔ انہیں دعاؤں کے طریق سکھائے یا ان کے دل کی گہرائیوں سے بے ساختہ اٹھی ہوئی دعاؤں

کو قبول فرمایا اور ان کے ذکر کو بڑے پیار کے ساتھ قرآن کریم میں محفوظ فرمایا۔ دنیا کی کوئی کتاب ایسی نہیں جس نے تمام انبیاء کی دعاؤں کا خلاصہ اس شان کے ساتھ، اس حفاظت کے ساتھ پیش کیا ہو جس طرح قرآن کریم نے پیش کیا ہے۔

چنانچہ حضور رحمہ اللہ نے قرآنی دعاؤں کا ذکر کرتے ہوئے ان کے معانی و مطالب کو بڑی وضاحت سے بیان فرمایا اور اسی طرح نماز کی ظاہری حرکات اور نماز کے اندر پڑھے جانے والے کلمات کی پُر معارف تشریح و تفسیر بیان فرمائی۔

24 خطبات جمعہ پر مشتمل یہ بصیرت افروز مضمون یکجائی طور پر 'ذوق عبادت اور آداب دعا' کے نام سے شائع ہوا جو A5 سائز کے پانچ سو سے زائد صفحات پر مشتمل ہے۔

اس مضمون کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے روزنامہ الفضل ربوہ کے سیدنا طاہر نمبر (2003ء) کے لئے جو خصوصی پیغام عطا فرمایا اس میں آپ نے فرمایا:

"حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کا وجود نہایت پاک اور خدا تعالیٰ کی ذات میں ڈوبا ہوا وجود تھا۔ آپ کو خدا تعالیٰ پر کامل توکل تھا اور دعاؤں پر بہت زور دیتے تھے۔ آپ نے اپنی ساری زندگی سب سے زیادہ دعا کو اہمیت دی۔ خود بھی دعاؤں میں ہمیشہ مصروف رہتے اور دوسروں کو بھی اس کی نصیحت فرماتے رہتے۔ چنانچہ دعا کی اہمیت کو احمدیوں کے دلوں میں راسخ کرنے کے لئے آپ نے بڑے پُر معارف خطبات کا ایک طویل سلسلہ جاری فرمایا جن میں آپ نے قرآن کریم اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سوز میں ڈوبی ہوئی دعاؤں اور حضرت مسیح موعودؑ کی دعاؤں کا بڑی تفصیل سے ذکر فرمایا اور اس طرح جماعت کے ہر فرد کو خواہ چھوٹا ہو یا بڑا دعاؤں کے حسین انداز سکھلائے اور دعاؤں پر ہر احمدی کے یقین کو ایک نئی روشنی اور پختگی عطا فرمائی۔ کیونکہ یہ دعا ہی تو ہے جو ہماری عبادتوں کا مغز ہے۔

پس حضور رحمہ اللہ کی یادوں کو زندہ رکھتے ہوئے میں بھی آپ سب کو دعاؤں کی طرف ہی توجہ دلاتا ہوں۔ یاد رکھیں کہ دعاؤں سے ہی انسان اللہ تعالیٰ کا مقرب بنتا اور منعم علیہ میں داخل

ہوتا ہے۔ قرآن کریم کی اوّل بھی دعا پر ہے اور انتہا بھی دعا پر۔ دنیا میں کوئی نبی نہیں آیا جس نے دعا کی تعلیم نہیں دی اور انبیاء علیہم السلام کی زندگی کی جڑ اور ان کی کامیابیوں کا اصل اور سچا ذریعہ دعا ہی تھی اور یہی ایک عظیم الشان حربہ ہے جو اس آخری زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو فتوحات کے لئے عطا ہوا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”اگر مردے زندہ ہوسکتے ہیں تو دعاؤں سے اور اگر اسیر رہائی پاسکتے ہیں تو دعاؤں سے اور اگر گندے پاک ہوسکتے ہیں تو دعاؤں سے۔“

پس آپ اپنی ایمانی اور عملی طاقتوں کو بڑھانے کے لئے دعاؤں میں لگے رہیں اور یوں سمجھیں کہ آپ دعاؤں کے لئے پیدا کئے گئے ہیں اور یہ دعائیں ہی ہیں جو آپ کے کام سنوار دیں گی۔“

With Love to the Muslims of the World-

The Ahmadiyya Perspective

1990ء میں آذربائیجان کی Council of the Unionwide Voluntary Trade Union Sports Federation کی دعوت پر مسلم ٹائیگرز احمدیہ (MTA) ہاکی ٹیم یُوکے نے BAKU آذربائیجان کا دورہ کیا اور ہاکی کے میچز کھیلے۔ بعد میں وہاں کی ٹیم یُوکے آئی اور ایم ٹی اے ہاکی کلب کے ساتھ میچز کھیلے۔ اس موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے آذربائیجان کی قوم کو مخاطب کر کے اور اسی طرح سابقہ USSR کے افراد کو پیش نظر رکھ کر یہ پیغام تحریر فرمایا جس کا رشین میں بھی ترجمہ کیا گیا۔

یہ پیغام ایک عالمی حیثیت رکھتا ہے۔ اس میں جماعت احمدیہ کا تعارف۔ جماعت کے مخالفین کے سوالات و اعتراضات کے جوابات۔ مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی غرض و غایت۔ جماعت احمدیہ کے عقائد۔ جماعت احمدیہ کی مخالفت۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت اور جماعت احمدیہ مسلمہ کی امتیازی خصوصیات کا ذکر کیا گیا ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح ابنِ مریم کے حوالہ سے احمدیوں اور غیر احمدیوں میں فرق یعنی حیات و وفات مسیح کے موضوع پر بات کی گئی ہے۔ اور مسیح موعود کے کاموں

کسرِ صلیب اور قتلِ خنزیر۔ دجال اور خرِ دجال کی حقیقت۔ مسیح و مہدی کے ایک ہی وجود ہونے اور ختم نبوت کے موضوعات پر بحث کی گئی ہے۔ اسی طرح احمدیوں اور شیعہ عقائد میں فرق۔ امام مہدی کے مقام، رشیا میں احمدی مبلغ کی مساعی اور خلافت احمدیہ جیسے اہم موضوعات کو بیان کیا گیا ہے۔

Relationship between Religion and Politics in Islam

غیر مسلم دنیا میں اسلامی شریعت کے نفاذ کے حوالہ سے بہت سی غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں اور اس پہلو سے اکثر دین اسلام کو اعتراضات کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ اس غلط فہمی اور اسلام کو موردِ اعتراض بنانے میں بہت بڑا دخل نام نہاد مسلم علماء اور بعض مسلمان حکمرانوں کے اعمال اور نفاذ شریعت کے نام پر جبر و تشدّد پر مشتمل ظالمانہ کارروائیوں کا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ جب 1991ء میں سرینام کے دورہ پر تشریف لے گئے تو وہاں کی انٹر ریلیجس کونسل کے زیر اہتمام منعقدہ ایک تقریب میں آپ نے 3 جون 1991ء کو مذکورہ بالا عنوان پر ایک مختصر خطاب فرمایا۔ خطاب کے بعد سوال و جواب بھی ہوئے۔ یہی خطاب بعد میں مذکورہ بالا عنوان کے ساتھ شائع ہوا۔

اس میں حضور رحمہ اللہ نے پاکستان میں نفاذ شریعت کے قانون کا تجزیہ پیش کرتے ہوئے شرعی قانون کی حیثیت اور مذہب اور سیاست کے باہمی تعلق پر روشنی ڈالی ہے اور بتایا ہے کہ مُلّاں اور سیاستدان دراصل اپنے ذاتی مفادات کے لئے اقتدار کو حاصل کرنے یا اسے طول دینے کے لئے نفاذ شریعت کا نام استعمال کرتے ہیں۔ ورنہ خود ان کی اپنی زندگیاں اور روزمرّہ کے معمولات شریعت کے احکامات سے صریح طور پر متصادم ہیں۔

Christianity - A Journey from facts to fiction

حضرت مسیح ناصری کی ذات صرف مسیحیوں کے لیے ہی نہیں بلکہ دنیا کے دیگر دو بڑے مذاہب یہودیت اور اسلام کے نزدیک بھی بہت اہمیت رکھتی ہے۔ اگر مسیح علیہ السلام کی ذات کی نوعیت و

ماہیت اور آپ کی آمدِ اوّل اور موعودہ آمدِ ثانی کے بارہ میں وسیع اثر و رسوخ رکھنے والے یہ عظیم مذاہب کسی ایک مشترکہ تفہیم یا نظریہ پر باہم متفق ہو جائیں تو اس سے ان بہت سے مسائل کے حل ہونے کی راہ ہموار ہو سکتی ہے جن سے فی زمانہ نوعِ انسانی دو چار ہے اور ان ہر سہ مذاہب کے درمیان بہت سے اختلافات دور ہو کر باہمی رقابت و مخاصمت ختم ہو سکتی ہے۔ بدقسمتی یہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی زندگی سے تعلق رکھنے والے حقائق، ان کی آمد کے مقصد اور ان کی شخصیت یا ذات کو صحیح طور پر سمجھا ہی نہیں گیا اور ان کی زندگی کے جملہ پہلوؤں کو عجیب و غریب معنی پہنا دیئے گئے جن کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اس کتاب میں مسیح ناصری کی ذات اور ان سے متعلقہ مختلف افکار و نظریات، واقعہ صلیب، کفّارہ اور گناہوں سے نجات، تثلیث، واقعہ صلیب کے بعد مسیح کے دوبارہ جی اٹھنے، مسیح علیہ السلام کے ابتدائی حواریوں اور بعد میں سینٹ پال کے ذریعہ قائم ہونے والی موجودہ مسیحیت کے درمیان اعتقادی فرق اور مسیح کی آمدِ ثانی وغیرہ امور سے متعلق تمام امور کا خالصۃً منطقی نقطہ نظر سے جائزہ پیش کیا ہے۔ کیونکہ خود آپ کے الفاظ میں:

”منطقی نقطہ نظر ہی ذہنی اور فکری لحاظ سے ایک ایسا پلیٹ فارم یا مقامِ اِتّصال کی حیثیت رکھتا ہے جو سب کے مابین مشترک ہے اور اسے تعمیری اور بامقصد تبادلۂ خیالات کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ بصورت دیگر محض اناجیل کے بیانات اور ان کی متعدد تشریحات کی بنا پر کئے جانے والا کوئی بھی تبادلہ خیال، مباحثہ اور تبادلہ کسی ایسی الجھن میں ڈالنے کا موجب بنے گا کہ اس گنجلک سے باہر نکلنا بہت مشکل ہو جائے گا۔..... انسانی منطق اور استدلال کو (جبکہ نئے سائنسی علوم کی معاونت بھی اسے حاصل ہو چکی ہے) ایک ایسی منطق اور ایک ایسے استدلال کی حیثیت حاصل ہے جس کا نہ کوئی عقیدہ ہے اور نہ کسی مذہبی ملک کا ہی وہ پابند ہے اور نہ ہی کسی مخصوص رنگ و نسل کی آمیزش کا دخل اس میں ممکن ہے۔ اسی لیے جملہ اقوام اور مذاہب کے مابین اسے ایک مشترکہ قدر کی حیثیت حاصل ہے۔ لہٰذا ایک ایسے متفقہ نظریہ تک پہنچنے کے لیے جو سب کے نزدیک قابل قبول ہو صرف اور صرف منطقی استدلال ہی واحد بنیاد کا کام دے سکتا ہے۔“

اس کتاب کی غرض وغایت اور خالصۃً منطقی نقطہ نظر سے اس تجزیہ کی ضرورت واہمیت کا ذکر کرتے ہوئے آپ لکھتے ہیں کہ:

''اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ مرورِزمانہ سے حقیقت بگڑ کر افسانوں اور قصے کہانیوں کا رنگ اختیار کر لیتی ہے۔ ایسے قصے اور افسانے انسان کو زندگی کے اصل مقصد سے دُور لے جانے کا موجب بن جایا کرتے ہیں۔ اس کے نتیجہ میں مذہب یکسر ایسے خیالی اور تصوراتی روپ میں ڈھل جاتا ہے جس کا اصل حقیقت سے کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔ برخلاف اس کے حقیقی اور اصلی مذہب کی جڑیں تاریخی حقائق اور سچائیوں میں پیوست ہوتی ہیں اس لئے اصلی اور حقیقی مذہب انسانی معاشرے میں نمایاں تبدیلیاں لانے کی اہلیت اپنے اندر رکھتا ہے۔

اس لحاظ سے مسیح کے اہل مذہب اور اس کی تعلیم کو جاننے اور سمجھنے کے لیے حقیقت کو کہانیوں سے، اور سچائی کو افسانوی قصوں سے جدا اور پاک کرنا ضروری ہے۔ میری اس کوشش اور کاوش کا اصل مقصد بھی تلاش کر کے حق تک پہنچنا ہے۔''

کتاب کے آخر پر آپ نے مسیح کی آمد ثانی کے مضمون کو بھی بیان فرمایا ہے اور اس پیشگوئی کے بانیٔ جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام کے وجود میں ظہور پر روشنی ڈالی ہے۔

اس نہایت فاضلانہ کتاب کے انگریزی کے علاوہ عربی، فرنچ، انڈونیشین، سواحیلی، نارویجین، سپینش اور اردو میں تراجم طبع ہو چکے ہیں۔ یوں یہ کتاب 8 زبانوں میں دستیاب ہے۔

کلام طاہر

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے منظوم کلام کا مستند مجموعہ حضور رحمہ اللہ کی اجازت سے حضورؒ کی زندگی میں اور حضورؒ کی نظر ثانی کے بعد پہلی بار لجنہ اماء اللہ کراچی نے عمدہ کتابت اور دیدہ زیب طباعت کے ساتھ شائع کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اس کے آخر پر ایک Glossary بھی دی گئی ہے جس میں مشکل الفاظ کا تلفّظ اور معانی بھی درج کئے گئے ہیں۔

Universal and Moral Values,

Politics and World Peace

یہ مختصر رسالہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے اس خطاب کے بعض حصّوں کے انگریزی ترجمہ پر مشتمل ہے جو آپ نے 29 جون 1997ء کو جماعت احمدیہ کینیڈا کے جلسہ سالانہ کے اختتامی اجلاس میں فرمایا۔

اس میں حضور رحمہ اللہ نے سودی نظام پر مبنی معاشرہ کی خرابیوں اور اخلاقی انحطاط کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ یہ چیزیں کس طرح دنیا کے امن کو برباد کرنے والی ہیں۔ آپ نے تمام بنی نوع انسان کو اخلاقی اقدار کی طرف متوجہ کرتے ہوئے دنیا میں قیام امن کے لیے تمام مذاہب میں مشترک تعلیم یعنی توحید کے قیام کو لازمی قرار دیا۔

”ہومیو پیتھی یعنی علاج بالمثل۔ جدید ایڈیشن۔ مشتمل جلد اول و دوم (ترمیم و اضافوں کے ساتھ) مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل پر نشر کئے گئے حضرت مرزا طاہر احمد امام جماعت احمدیہ کے لیکچرز کا مجموعہ“

جیسا کہ اس عنوان سے ظاہر ہے اس کتاب کی بنیاد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ان لیکچرز پر ہے جو آپ نے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ (MTA) انٹرنیشنل پر دیئے۔ ان کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ اس سستے اور نہایت لطیف طریق علاج کو عام کیا جائے اور لوگ مہنگے ایلوپیتھک علاج کی بجائے ہومیو پیتھی کا علم حاصل کر کے اپنی روزمرّہ کی تکالیف میں اس سے استفادہ کرسکیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان لیکچرز کے نتیجہ میں دنیا بھر میں ہومیو پیتھی کو غیر معمولی مقبولیت حاصل ہوئی اور حضور رحمہ اللہ کی رہنمائی کے نتیجہ میں مختلف ممالک میں جماعت احمدیہ کے زیر انتظام کثرت سے فری ہومیو ڈسپنسریاں بھی وجود میں آئیں اور بلا مبالغہ لاکھوں افراد ان سے مستفیض ہوئے اور یہ سلسلہ خلافت احمدیہ کی سرپرستی میں مسلسل وسعت پذیر ہے۔

ہومیوپیتھی طریقہ علاج کے تعارف اور بعض اہم ادویہ کے خواص اور طریقِ استعمال اور روزمرّہ کام آنے والے بہت سے نسخے اور تجارب اس کتاب میں بیان ہیں اور لوگ اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اس کا پہلا ایڈیشن 1996ء میں شائع ہوا۔ بعدازاں نظر ثانی اور متعدد اضافوں کے ساتھ 1998ء میں یہ کتاب شائع ہوئی۔

اس کتاب کا انگریزی اور عربی میں ترجمہ بھی طبع ہو چکا ہے۔

....

بچوں کے لئے کتب

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے پاکستان سے ہجرت کے بعد شدت سے محسوس کیا کہ مغربی مما لک میں رہنے والے بچوں کے لیے اور نواحمدیوں کے لئے خصوصیت سے دینی، اسلامی، تعلیمی و تربیتی لٹریچر کی ضرورت ہے۔ چنانچہ آپ نے ایک چلڈرن بُک کمیٹی تشکیل فرمائی اور ذاتی طور پر اپنی زیرنگرانی و ہدایات بچوں کے لئے کتب تیار کروائیں۔ ذیل میں ایسی کتب کی فہرست دی جارہی ہے جو اس کمیٹی نے تیار کیں اور طبع ہوئیں۔ اس کے ساتھ ہی ان زبانوں کی فہرست بھی ہدیۂ قارئین کی جاتی ہے جن میں ترجمہ ہو کر یہ کتب شائع ہو چکی ہیں۔ ان کتب اور ان کے تراجم کی فہرست کے مطالعہ سے ہی اس کام کی وسعت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

پاکستان اور ہندوستان میں اردو زبان میں جماعت اور ذیلی تنظیموں کی طرف سے بچوں کے لئے شائع ہونے والی بیسیوں کتب اس کے علاوہ ہیں جو عہد خلافت رابعہ میں کثیر تعداد میں شائع ہوئیں۔

	Title	Language
1	A Book of Religious Knowledge	English, Kiswahili
2	ABC for Muslim Children	English, Danish, Bulgarian, Spanish, Kiswahili, Lithuanian

3	Ahmad and Sarah	English, Bulgarian, Portugese, Albanian, French, Danish, Spanish, Maltese, Bosnian
4	Ahmad And Sarah go to Mosque	English, Bulgarian, Russian, Uzbek, Albanian, Bosnian, Maltese, Bosnian
5	Holy Prophet's Kindness to Children	English, Danish, Spanish, Russian, Bulgarian, French, Bosnian, Maltese, Bosnian, Kiswahili
6	Golden Deeds of Muslims	English
7	Hadhrat Umar Farooq	Englsih, Bosnian
8	Hadhrat Nuh	English, Bosnian
9	Hadhrat Sayyedah Khadijah	English, Bosnian
10	Islamic Teachings for Ahmadi Muslim Children	English, German
11	The Words of Wisdom and Purification	English, Kiswahili
12	Stories from Early Islam	English, Arabic, Spanish, Bulgarian, Russian, Bosnian
13	Mosque, It's importance in the life of a Muslim	English, Bosnian
14	Muslim Festivals and Ceremonies	English, Maltese
15	My Book about God	English, Khemer, French, Norvegian
16	The True Story of Jesus	English, French, Kiswahili
17	Bilal	English, Bosnian

الغرض نہ صرف بیرونِ پاکستان بلکہ پاکستان میں بھی نامساعد حالات اور ناروا پابندیوں اور جماعتی پریس کی بارہا بندش جیسی مشکلات کے باوجود خدا تعالیٰ کے فضل سے اصحاب الکہف والرقیم کی مصداق اس جماعت نے کثرت سے نہ صرف نئی کتب، پمفلٹ، فولڈرز اور دیگر لٹریچر وغیرہ تیار کر کے

شائع کئے بلکہ بہت سی پہلے سے طبع شدہ کتب کو بھی بہتر اور عمدہ کمپوزنگ کے ساتھ شائع کیا۔ یہ کتب جماعتی نظام کے تحت مرکزی شعبہ جات نے بھی شائع کیں اور ذیلی تنظیموں نے بھی خوب اس نیک کام میں حصہ لیا۔ اور سینکڑوں مختلف موضوعات پر ہزارہا کی تعداد میں لٹریچر شائع کیا گیا جس کی تفصیلات کا احاطہ اس جگہ ممکن نہیں۔

....

ملینیم لٹریچر سکیم

جماعت احمدیہ سوئٹزرلینڈ کی طرف سے برطانیہ کے جلسہ سالانہ 1999ء کے موقع پر منعقد ہونے والی انٹرنیشنل مجلس شوریٰ میں یہ تجویز پیش ہوئی کہ تمام دنیا خصوصاً عیسائی دنیا سن 2000ء کو ملینیم سال کے طور پر منا رہی ہے۔ جماعت احمدیہ بھی اس مناسبت سے ملینیم کے آغاز یعنی 2001ء کے لئے کوئی خصوصی پروگرام بنائے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اس پر فرمایا کہ جماعت کے پروگرام تو ایک جاری وساری سلسلہ ہے۔ مختلف زبانوں میں لٹریچر کی تیاری اور تراجم کے کام کو تیز کیا جائے اور جماعت کے لئے مناسب ہے کہ وہ نئے ملینیم کے پہلے سال یعنی 2001ء میں کثرت سے لٹریچر کی اشاعت کے ذریعہ دنیا کی کم سے کم 1/10 آبادی تک احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا پیغام پہنچائے۔ اس سلسلہ میں حضورؒ نے تفصیل سے ہدایات ارشاد فرمائیں کہ کس نہج پر کام کیا جائے۔ چنانچہ اس سال کثیر تعداد میں لٹریچر کی طباعت اور تقسیم کے علاوہ دنیا کی 1/10 آبادی تک اسلام احمدیت کا پیغام پہنچانے کے لئے دیگر ذرائع مثلاً ملکی اخبارات ورسائل میں اعلانات، اشتہارات اور مضامین کی اشاعت، ریڈیو، ٹی وی پروگرام اور پبلک جلسوں میں تقاریر، بک فیئرز، بک سٹالز اور مختلف میلوں اور نمائش گاہوں اور لائبریریوں وغیرہ میں جماعتی لٹریچر کی نمائش کو بھی اس پروگرام کا حصّہ بنایا گیا۔ جماعتوں نے مقامی زبانوں میں جماعت کے تعارف پر مشتمل فولڈر کی تیاری و تراجم اور ان کی طباعت کا اہتمام کیا۔ اور اس کی مؤثر اور بھرپور تقسیم کے تفصیلی پلان بنائے۔

چنانچہ صرف اس ایک سال میں دنیا بھر میں 63 ؍زبانوں میں ایک کروڑ 83 لاکھ 91 ؍ہزار 194 کی تعداد میں لٹریچر طبع ہوا۔ اس سے قبل جماعت کی 111 ؍سالہ تاریخ میں اتنی قلیل مدّت میں کبھی اتنی

زیادہ زبانوں میں اور اتنی بڑی تعداد میں جماعتی لٹریچر شائع نہیں ہوا۔

اس کے علاوہ دنیا بھر میں 322/اخبارات میں 892/آرٹیکلز شائع ہوئے۔

اسی طرح صرف اس ایک سال کے اندر 4176/ بکسٹالز، بک فیئرز اور نمائشوں کے ذریعہ سوا کروڑ سے زائد افراد تک اسلام احمدیت کا پیغام پہنچا۔

....

دنیا بھر میں شائع ہونے والے جماعتی اخبارات ورسائل

اشاعت کتب ولٹریچر کے ضمن میں دنیا بھر میں مختلف زبانوں میں شائع ہونے والے جماعتی اخبارات ورسائل کا ذکر بھی نہایت اہمیت رکھتا ہے۔ ان اخبارات ورسائل کے ذریعہ بھی اسلام احمدیت کا پیغام بڑی کثرت سے پھیلتا ہے۔ اور ان میں شائع ہونے والے تعلیمی وتربیتی وتبلیغی نوعیت کے مضامین اپنی افادیت کے لحاظ سے غیر معمولی کردار ادا کرتے ہیں۔

خلافتِ رابعہ کے آغاز پر جون 1982ء تک ایسے جماعتی اخبارات ورسائل دنیا کے 20 ممالک میں شائع ہو رہے تھے اور ان کی تعداد 26/تھی۔

حضور رحمہ اللہ کی ہجرت کے وقت اپریل 1984ء تک 25/ممالک میں شائع ہونے والے ان اخبارات ورسائل کی تعداد 46/ہو چکی تھی۔ اور خلافتِ رابعہ کے پہلے دس سال کا عرصہ پورا ہونے پر جولائی 1992ء تک 38/ ممالک میں جماعت کے 94/ اخبارات و رسائل 17/ مختلف زبانوں میں شائع ہو رہے تھے۔ گویا ان سالوں میں 18/ممالک اور 68/رسائل کا اضافہ ہوا۔ اور 1994ء میں یعنی ہجرت کے دس سال بعد یہ تعداد 39/ممالک میں 107/اخبارات ورسائل تک پہنچ چکی تھی جو 17/ مختلف زبانوں میں شائع ہو رہے تھے۔ (گویا ہجرت کے دس سالوں میں 14/ممالک اور 61/رسائل کا اضافہ ہوا)۔ اس کے بعد بھی کئی ممالک میں نئے رسائل شائع ہوئے۔ ذیل میں مرکزی طور پر شائع ہونے والے عربی مجلّہ اور الفضل انٹرنیشنل کا مختصر تعارف درج کیا جاتا ہے۔

عربی مجلّہ ’’اَلتَّقْوٰی‘‘

عرب دنیا میں اور عربی بولنے والوں میں تبلیغ اسلام واحمدیت کے کام کو وسیع اور تیز تر کرنے، عرب احمدی احباب سے رابطہ رکھنے، ان کی تبلیغی، تربیتی اور علمی لٹریچر کی ضروریات کو پورا کرنے، اسی طرح عربی زبان میں تراجم، مزید لٹریچر کی تیاری، اور عربی زبان میں ایک رسالہ کے اجراء کے لئے جنوری 1986ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے لندن میں ایک مرکزی عربک ڈیسک قائم فرمایا۔

12 رجنوری 1988ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے عربک ڈیسک کے تحت عربی ماہانہ رسالہ کا اجراء فرمایا اور اس کا نام ’’التقویٰ‘‘ عطا فرمایا۔

اس مجلّہ کا پہلا شمارہ مئی 1988ء میں شائع ہوا۔ اب تک مجلّہ التقویٰ کے اہم ترین شمارہ جات میں صد سالہ جشن تشکّر کے موقع پر شائع ہونے والا نمبر اور خلافت جوبلی 2008ء کے موقع پر شائع ہونے والا ’’جوبلی نمبر‘‘ ہے۔ جن میں جماعت کی صد سالہ تاریخ بڑے ٹھوس اور دلآویز مقالات اور خوبصورت تصاویر کے ساتھ ایک اچھوتے انداز میں محفوظ کر دی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اس رسالہ میں بہت برکت ڈالی۔ باوجود مشکلات کے یہ رسالہ عرب دنیا میں اور عربی بولنے والے افراد تک پہنچا۔ بہتوں کے شکوک وشبہات دور ہوئے اور کئی روحوں نے ہدایت پائی۔ یہ رسالہ جماعت کی مرکزی ویب سائٹ پر موجود ہے اور بڑی کثرت کے ساتھ لوگ اس سے استفادہ کر رہے ہیں۔

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل

پاکستان سے اردو زبان میں جماعت کا مرکزی اخبار ’روزنامہ الفضل‘ شائع ہوتا تھا۔ لیکن 26 اپریل 1984ء کو جنرل ضیاء کے اینٹی احمدیہ آرڈیننس 20 کے نفاذ کے بعد جہاں جماعت احمدیہ پاکستان پر مظالم اور ناروا سختیوں کا ایک دور شروع ہوا وہاں جماعت کے مرکزی اخبار ’روزنامہ الفضل ربوہ‘ اور دیگر جماعتی رسائل کو بھی شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ جنرل ضیاء کے آمرانہ دَور میں خصوصیت کے ساتھ الفضل کی آواز کو دبانے اور اس کی آزادی پر قدغن لگانے کی ہر مذموم سعی کی گئی حتیٰ کہ ایک لمبا دَور ایسا

بھی آیا جبکہ یہ اخبار مسلسل بند رہا۔

روزنامہ الفضل اور دیگر جماعتی جرائد کے ایڈیٹرز، ان کے مضمون نگاروں، پبلشرز اور پریس کے خلاف متعدد مقدمات بنائے گئے اور قید و بند کی صعوبتوں میں مبتلا کیا گیا۔ ان حالات میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے لندن سے ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کے اجراء کی غرض سے 7 مارچ 1993ء کو الفضل انٹرنیشنل کمیٹی قائم فرمائی اور اسے مفصّل ہدایات سے نوازا۔ اس کمیٹی کا پہلا اجلاس 9 مارچ 1993ء کو محمود ہال مسجد فضل لندن میں ہوا۔

حضور رحمہ اللہ کی منظوری سے اخبار کا نمونہ کا ایک شمارہ جولائی 1993ء میں جلسہ سالانہ یُوکے کے موقع پر شائع ہوا۔ اس شمارہ کے لئے حضور رحمہ اللہ نے 22 جولائی 1993ء کو خصوصی پیغام عطا فرمایا جو 30 جولائی 1993ء کو شائع ہونے والے نمونہ کے شمارہ میں صفحہ اوّل پر شائع ہوا۔ اس پیغام میں حضور رحمہ اللہ نے فرمایا:

”اخبار الفضل سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے بابرکت دَورِ خلافت میں حضرت مصلح موعودؓ کے ذریعہ 18 جون 1913ء کو جاری ہوا۔ اس وقت آپ منصب خلافت پر مامور نہیں ہوئے تھے اور صاحبزادہ مرزا محمود احمد کے نام سے جانے جاتے تھے۔ آج الفضل کا پرچہ جس کا آغاز سادگی سے غالباً چند سو پرچوں سے ہوا تھا نئی آب و تاب اور شان کے ساتھ نئے عالمی دور میں داخل ہو رہا ہے اور لندن سے اس کے انٹرنیشنل ایڈیشن کی اشاعت کا آغاز ہو رہا ہے۔

...اخبار الفضل خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ تقسیم ہندو پاک سے پہلے برصغیر میں بلا روک ٹوک مکمل آزادی کے ساتھ جماعت کی علمی، روحانی اور مذہبی خدمات سرانجام دیتا رہا اور اس اخبار نے جماعت کے ایک بڑے حصہ کو دنیا کے روزمرّہ کے اخباروں سے بھی ایک حد تک مستغنی رکھا کیونکہ عالمی اور ملکی خبریں نہایت عمدہ اور دلچسپ انداز میں اختصار کے ساتھ اس اخبار میں شائع ہوتی رہیں۔ لیکن تقسیم ہندو پاکستان کے بعد جب پاکستان میں

مُلّائیت نے سر اٹھانا شروع کیا تو الفضل پر کئی ابتلاء کے دور آئے اور کئی قسم کی پابندیاں لگنی شروع ہوئیں یہاں تک کہ جنرل ضیاء صاحب کے آمرانہ دور میں تو حتی المقدور الفضل کی آواز کو دبانے اور الفضل کی آزادی پر قدغن لگانے کی ہر مذموم سعی کی گئی حتّٰی کہ ایک لمبا تکلیف دِہ دور ایسا بھی آیا جب یہ اخبار مسلسل بند رہا۔ اور پاکستانی جماعت خصوصیت کے ساتھ مرکزی خبروں کے اس اہم رشتے سے کٹ جانے سے بے چین اور بے قرار رہی۔ تربیتی لحاظ سے بھی خصوصاً چھوٹی جماعتوں میں اس کا منفی اثر ظاہر ہونا شروع ہوا لیکن جماعت احمدیہ نے بالآخر قانونی چارہ جوئی کے ذریعہ الفضل کے اجراء کا حق بحال کرالیا۔ اللہ تعالیٰ اس وقت کی عدلیہ کو جزائے خیر دے جنہوں نے جماعت احمدیہ کے معاملہ میں انصاف کا جھنڈا بلند کرنے کی جرأت دکھائی۔ اس از سر نو اجراء کے باوجود وہ مستقل پابندیاں جو ضیاء الحق کے آمرانہ آرڈیننس کے ذریعہ جماعت پر قائم کی گئیں ان پابندیوں سے الفضل اور جماعت کے دیگر جرائد ورسائل کو جو مستقل زخم لگائے گئے تھے وہ اسی طرح ہرے رہے اور رِستے رہے۔ چنانچہ آج بھی آپ جگہ جگہ الفضل کی عبارتوں اور جملوں میں جو خلا دیکھتے ہیں یا بریکٹوں میں بعض غائب عبارتوں کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے یہ سب انہی زخموں کے رِستے ہوئے ناسور ہیں۔

جماعت احمدیہ عالمگیر اپنے بہت ہی محبوب روزنامہ کے ساتھ یہ بدسلوکی ہوتے دیکھ کر ہمیشہ کرب محسوس کرتی رہی اور یہ خیال بار بار ابھرتا رہا کہ کیوں نہ الفضل کا ایک عالمگیر متبادل جاری کیا جائے۔ اس خیال کو اس وجہ سے بھی مزید تقویت پہنچی کہ محض الفضل کی آزادیٔ تحریر پر ہی پابندی نہیں تھی بلکہ اشاعت کی راہ میں ازراہ شرارت بار بار روکیں ڈالی جاتی رہیں۔ چنانچہ جس طرح بے باک حق گو ہفتہ وار ''لاہور'' کے ساتھ مستقلاً یہ سلوک جاری رہا کہ نامعلوم بے چہرہ اداروں کی طرف سے ڈاک خانوں سے بنڈل کے بنڈل غائب کر دیئے جاتے تھے اور اب بھی کم وبیش یہ سلسلہ جاری ہے ویسا ہی کچھ معاملہ الفضل

سے بھی گاہے بگاہے ہوتا رہا جس کی وجہ سے اچانک اخبار کی ترسیل میں خلا پیدا ہونا عالمگیر قارئین کے لئے مزید اذیت کا موجب بنتا رہا۔ یہ وہ پس منظر ہے جس نے بالآخر الفضل کی عالمگیر اشاعت کی ضرورت اور خواہش کو حقیقت کا روپ عطا کر دیا۔

...الفضل انٹرنیشنل بلاناغہ ہفتہ وار جاری کرنے میں ابھی کچھ اور وقت لگے گا لیکن اس کا ایک نمونہ پہلے پرچہ کے طور پر احباب کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔"

پیغام کے آخر میں حضور رحمہ اللہ نے دعا کی کہ:

"خدا کرے یہ اخبار نہ صرف جاری رہے بلکہ بیش از پیش ترقی کرتا ہوا ہفتہ وار کی بجائے روزنامہ میں تبدیل ہو جائے لیکن ابھی اس سفر میں بہت اہم مراحل اور بھی طے کرنے ہوں گے۔ جماعت احمدیہ عالمگیر کو الفضل کا یہ نیا دور مبارک ہو۔"

الفضل انٹرنیشنل کے پہلے مدیر اعلیٰ مکرم چوہدری رشید احمد صاحب نمونہ کے اس شمارہ کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

"اس شمارہ کے شائع ہونے کے بعد ہمارا خیال تھا کہ ہم چند ہفتوں کے بعد ہی اس قابل ہو جائیں گے کہ الفضل انٹرنیشنل کا باقاعدہ اجراء ہو سکے۔ اس سلسلہ میں تمام ممکن تدابیر اختیار کی جارہی تھیں مگر باوجود کوشش کے بعض معاملات طول پکڑتے گئے اور وقت سرعت کے ساتھ نکلتا گیا۔ حتّٰی کہ دسمبر کا مہینہ آ گیا اور حضور انور نے تمام انتظامات کا جائزہ لے کر فرمایا کہ جنوری 1994ء سے اس کی باقاعدہ اشاعت کا انتظام کریں۔

اسی دوران ایک روح پرور واقعہ پیش آیا جس کا... بیان ضروری ہے۔ وہ یہ کہ 30 جولائی 1993ء کے پرچہ کی اشاعت کے بعد جہاں مختلف ممالک سے احباب کرام کے تہنیت کے پیغامات موصول ہوئے وہاں کینیڈا سے مکرم مولانا نسیم مہدی صاحب نے حضور پرنور کی خدمت میں ایک فیکس 25/اگست 1993ء کو روانہ کیا جس میں لکھا کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے الہام "دیکھو میرے دوستو! اخبار شائع ہو گیا" کے حروف ابجد

کے حساب سے کل تعداد 1993 بنتی ہے اور خوش قسمتی سے الفضل انٹرنیشنل کے اجراء کا سال بھی 1993ء ہے گویا اس الہام میں یہ خوشخبری ہے کہ سال 1993ء میں ایک اخبار شائع ہوگا جو غیر معمولی اہمیت کا حامل ہوگا۔

یہ فیکس جب حضور انور کی خدمت میں پیش ہوئی تو اس کے حاشیہ پر حضور انور نے پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کے لئے ہدایت لکھی کہ وہ اس بارہ میں زبانی ہدایت لیں۔ مولانا نصیر احمد قمر صاحب جو اس وقت پرائیویٹ سیکرٹری تھے فرماتے ہیں کہ حضور نے انہیں بلا کر یہ ہدایت بھی کی تھی کہ اس فیکس کے بارہ میں ایڈیٹر الفضل یا الفضل کمیٹی کے کسی ممبر سے بات نہ کریں۔ ان کو اپنے طور پر تیاری کرنے دیں۔ زبردستی الہام کو چسپاں کرنے کی کوشش نہیں کرنی چاہئے۔ مولانا نصیر قمر صاحب بیان کرتے ہیں کہ اس ارشاد کی تعمیل میں مَیں نے کسی سے اس فیکس کا ذکر نہیں کیا اور نہ ہی خط پر کسی قسم کا نوٹ لکھا۔ اس واقعہ کے چند روز بعد مولانا نصیر احمد قمر صاحب رخصت پر پاکستان تشریف لے گئے اور یہ خط پرائیویٹ سیکرٹری کے دفتر میں پڑا رہا۔ اوائل دسمبر میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے الفضل کمیٹی کے ممبران کو بلایا اور ان کے کام کا تفصیلی جائزہ لیا اور یہ فیصلہ کیا گیا کہ ہفتہ وار الفضل انٹرنیشنل کا باقاعدہ شمارہ 7 جنوری 1994ء کو شائع کیا جائے۔

مولانا نصیر احمد قمر صاحب کے جانے کے بعد مولانا منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری مقرر ہوئے۔ انہوں نے جب ڈاک میں یہ خط دیکھا کہ اس کا جواب نہیں بھجوایا گیا تو دوبارہ حضور کی خدمت میں پیش کیا جس پر حضور نے مورخہ 10 دسمبر 1993ء کو مکرم مولانا نسیم مہدی صاحب کو ایک خط اس سلسلہ میں تحریر کیا جس میں لکھا کہ: ”الفضل انٹرنیشنل کے اجراء پر آپ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے الہام ”دیکھو میرے دوستو! اخبار شائع ہو گیا“ کے اعداد 1993 بیان کر کے 1993ء میں اس کی اشاعت کے واقعہ کو غیر معمولی اہمیت کا حامل قرار دیا ہے۔

جزاکم اللہ۔غیر معمولی تو خدا کے فضل سے ہے ہی لیکن لفظ ''شائع'' کے حرف ''ء''(ہمزہ) کا عدد ''1'' آپ نے چھوڑ دیا ہے۔حضور رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ''اس کی ضرورت نہیں تھی۔ کیونکہ الفضل عملاً جنوری 1994ء سے باقاعدہ شروع ہو رہا ہے اور ''ء'' کا ایک (1) عدد شامل کر کے یہ اعداد بالکل 1994 بن گئے ہیں جو کہ اخبار کے اجراء کا اصل سن ہے۔ہم نے جان بوجھ کر آپ کے اس خط کو Release نہیں کیا تھا اور الفضل کی انتظامیہ کو بتایا تک نہیں تھا تاکہ وہ اس کے باقاعدہ اجراء کی تاریخیں اس کے مطابق set کرنے کی کوشش نہ کریں۔لیکن اب جبکہ اس کے اجراء کی تاریخ طے ہو چکی ہے تو اوّل آپ کا یہ خط دوبارہ میرے سامنے پیش ہوا ہے۔دوسرے وہ تاریخ عین 1994ء کا آغاز ہے جو کہ اس الہام کے اعداد کا حقیقی مجموعہ ہے۔''

یوں خدا تعالیٰ نے سب کی نظروں سے اسے فیصلہ ہو جانے کے کئی روز بعد تک اوجھل رکھ کر یہ فعلی شہادت مہیّا فرمادی کہ یہ فیصلہ اس کا تائید یافتہ اور اس الہام کی تکمیل کا مظہر ہے۔فالحمد للہ علیٰ ذلک''

(الفضل انٹرنیشنل 6رفروری 2004ء صفحہ 3تا4)

7رجنوری 1994ء سے ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کی باقاعدہ ہفتہ وار اشاعت کا آغاز ہوا۔اسی دن ایم ٹی اے انٹرنیشنل کی روزانہ بارہ گھنٹے کی نشریات کا بھی آغاز ہوا۔

....

چینیوں میں تبلیغ اور چینی ڈیسک کا قیام

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اپنی خلافت کے ابتدا میں ہی چین میں تبلیغ کی طرف توجہ فرمائی۔ چینی زبان کے ماہر اور سلسلہ احمدیہ کے جیّد عالم مکرم محمد عثمان چُو صاحب کو چینی زبان میں لٹریچر کی تیاری اور چینیوں سے روابط کا فریضہ سونپا گیا۔ چنانچہ چینی زبان میں لٹریچر کی تیاری کا کام زور شور سے شروع ہوا اور چینیوں میں تبلیغ کا کام وسیع ہوا۔

1986ء میں انگلستان میں چینی ڈیسک کا قیام عمل میں آیا جس نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی زیرِ ہدایت اور نگرانی قرآن مجید اور دیگر اسلامی لٹریچر کے چینی زبان میں ترجمہ اور تیاری کا کام کیا۔ جماعت کی صد سالہ جوبلی کے سال 1989ء میں یہ ترجمہ قرآن مکمل ہو گیا۔ اسی طرح منتخب قرآنی آیات، منتخب احادیث اور منتخب تحریرات حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی شائع ہو گئیں۔

اس کے بعد لٹریچر کے ذریعہ تبلیغ کا پروگرام بنایا گیا۔ اور دنیا میں جہاں جہاں چینی آباد ہیں خصوصاً چین میں قرآن کریم کا چینی ترجمہ اور دیگر لٹریچر بھجوانا شروع کر دیا۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے کئے جانے والے ترجمہ قرآن کریم کا چینیوں خصوصاً مسلمانوں پر بہت اچھا اثر پڑا۔ قرآن کریم کے چینی ترجمہ کی تعریف میں بے شمار خطوط موصول ہوئے اور لوگ لٹریچر کا مطالبہ کرنے لگے۔ اکثر لوگوں کی رائے میں یہ ترجمہ اور نوٹس چینی تراجم میں سب سے اعلیٰ ہے۔ لوگوں نے خریدنے کی خواہش بھی کی اور خود چھپوانے کی اجازت بھی مانگی۔ اور ایک شخص نے تو بغیر اجازت ہی شائع کر دیا۔

حضورؒ نے آئندہ چینی زبان کے ماہرین تیار کرنے کے لئے بھی سکیم تیار فرمائی اور وقتاً فوقتاً واقفینِ زندگی کو زبان سیکھنے کے لئے چین بھجوانا شروع کیا۔ اسی طرح یہ تحریک بھی فرمائی کہ دنیا کے احمدی اپنے واقف زندگی بچوں کو چینی زبان سکھانے کا انتظام کریں۔

جب MTA شروع ہوا تو حضور رحمہ اللہ نے اس میں چینی زبان سکھانے کا پروگرام بھی رکھا۔ اور MTA کے ذریعہ چینیوں کو تبلیغ کا پروگرام بنایا۔ ایک تو چینی زبان سکھانے کا پروگرام شروع کرایا اور

دوسرے چینی زبان کے لٹریچر سے ان کو متعارف کرانے کے لئے ایک پروگرام تیار ہوا جس میں مختلف چینی کتب پڑھ کر سنائی جاتیں۔ چینی لٹریچر کی آڈیو اور ویڈیو بھی تیار کی گئیں۔ انٹرنیٹ کے ذریعہ چینیوں تک پیغام پہنچانے کی غرض سے تیار شدہ لٹریچر کو ویب سائٹ پر ڈال دیا گیا۔

جتنا بھی چینی زبان کا لٹریچر تیار ہوا ہے اسے کثیر تعداد میں چین کے اندر طبع کر کے تقسیم کرنے کا جائزہ بھی لیا گیا۔لیکن افسوس کہ اجازت نہ مل سکی۔ اگرچہ اپنے طور پر ایک چینی نے بغیر اجازت ہی ہمارا ترجمہ قرآن شائع کر دیا گو اس کی طباعت کا معیار اچھا نہیں ہے۔ ایم ٹی اے کی اگرچہ وہاں نشریات نہیں دیکھی جاتیں لیکن انٹرنیٹ اور ای میل کے ذریعہ ہمارا لٹریچر وہاں پہنچنا شروع ہو گیا جس کا دائرہ بہت وسیع ہے۔

حضور رحمہ اللہ کی یہ بھی خواہش تھی کہ کسی وقت خود چین جا کر تبلیغ کو وسیع کرنے کے پروگرام کا جائزہ لیا جائے لیکن حالات نے اجازت نہ دی۔ مگر آپ رحمہ اللہ کی خواہش کسی حد تک اس طرح پوری ہوئی کہ حضور نے چینی قوم کے لئے ایک پیغام کتابچہ "With Love to the Chinese brothers" کی صورت میں تیار کروایا۔

حضورؒ نے سنگاپور کو چینیوں میں تبلیغ کے لئے مرکز قرار دیا۔ اکثر چینی لٹریچر وہاں ہی تیار ہوا اور پھر وہاں سے ساری دنیا میں پھیلایا گیا۔ جماعت کے دوسرے مشنوں کو بھی یہیں سے یا یُو کے سے لٹریچر بھجوایا جاتا رہا۔

ملائشیا اور انڈونیشیا دونوں ملکوں میں کثیر تعداد میں چینی آباد ہیں۔ وہاں کے کتب خانوں میں بھی چینی کتب رکھوائی گئیں۔ وہاں کے مسلمان چینی لٹریچر سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

ملائشیا میں ایک مرتبہ کنفیوشس ازم کے متعلق انٹرنیشنل کانفرنس ہوئی تھی۔ اس میں سنگاپور کی چینی یونیورسٹی کے شعبہ چینی کے سربراہ نے کثیر تعداد میں ہمارا چینی ترجمہ قرآن تقسیم کیا۔

ہانگ کانگ اور مکاؤ میں بھی رابطے کئے گئے۔ لٹریچر تقسیم کیا گیا اور لائبریریوں اور دکانوں میں لٹریچر رکھوایا گیا۔

خلافتِ رابعہ کے مبارک دور میں چینی زبان میں جن کتب کا ترجمہ اور طباعت ہو چکی تھی ان کی فہرست درج ذیل ہے۔

1۔قرآن کریم عربی متن مع چینی زبان میں ترجمہ وتشریحی نوٹس

یہ قرآن کریم کے رواں چینی ترجمہ پر مشتمل ہے۔ہر سورۃ کے شروع میں اس کا تعارف اور گزشتہ سورۃ سے تعلق بیان کیا گیا ہے۔نیچے حاشیہ میں منتخب اہم آیات پر نوٹس دیئے گئے ہیں جس میں حلّ لغات،آیات کی تشریح وغیرہ موجود ہے۔اس طرح Cross Refrence کے لئے بھی آیات و سُوَر کے نمبر درج ہیں جس سے قاری کو ایک مضمون کی آیات ڈھونڈنے میں بے حد آسانی ہو جاتی ہے۔قرآن کریم کے آخر میں مضامین کے مطابق انڈیکس بھی تیار کیا گیا ہے۔

2۔منتخب قرآنی آیات

20 / مختلف عناوین کے تحت منتخب آیات مع چینی ترجمہ شائع کی گئی ہیں۔خصوصاً اللہ تعالیٰ، ملائکہ،قرآن کریم،انبیاء،جہاد اور پیشگوئیاں وغیرہ موضوعات پر آیات پیش کی گئی ہیں۔

3۔ منتخب احادیث

193 / احادیث منتخب کر کے مختلف عناوین کے تحت ان کو چینی ترجمہ کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔

4۔منتخب تحریرات حضرت مسیح موعودؑ

اس میں 24 / مختلف عناوین کے تحت حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات سے منتخبہ حصے مع چینی ترجمہ پیش کئے گئے ہیں۔مثلاً اللہ تعالیٰ،حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم،حضرت مسیح موعودؑ کا مشن،ملائکہ اور وحی،حیات بعد الموت کے مضامین کے متعلق حضورؑ کی تحریرات درج کی گئی ہیں۔

5۔اسلامی اصول کی فلاسفی

حضرت مسیح موعودؑ کے شہرہ آفاق لیکچر کا چینی ترجمہ ہے جو حضورؑ نے جلسہ اعظم مذاہب منعقدہ 1896ء کے لئے تحریر فرمایا تھا۔

6۔سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب

حضرت مسیح موعودؑ کی تحریر کردہ کتاب کے چینی ترجمہ پر مشتمل ہے۔اس میں حضورؑ نے ایک عیسائی پروفیسر سراج الدین کے چار سوالوں کا جواب تحریر فرمایا۔اور عیسائیوں کے عقیدہ کفّارہ کا ردّ فرمایا نیز نجات کا حقیقی مفہوم بیان فرمایا۔اسی طرح آنحضرت ﷺ کی بعثت کی ضرورت اور قرآن کریم کی تعلیم کی برتری ثابت فرمائی ہے۔

Revelation- its nature and characteristic_7

اس مختصر کتابچہ میں وحی اور الہام کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب ''براہین احمدیہ'' سے اقتباسات منتخب کر کے پیش کئے گئے ہیں۔

Absolute Justice, kindness and kinship_8

یہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ایک جلسہ سالانہ کے خطاب کا چینی ترجمہ ہے۔

With love to the Chinese brothers_9

یہ محبت اور بھائی چارے کا وہ پیغام ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنے چینی بھائیوں کو دیا۔اور فرمایا کہ چین میرے آباؤ اجداد کا ملک ہے اور میں اس پیغام کے ذریعہ اپنے بھائیوں سے ذہنی اور روحانی رابطہ قائم کرنے کا خواہاں ہوں۔

اس کتاب میں جماعت احمدیہ اور بانیٔ جماعت کا تعارف کروایا گیا ہے اور احمدی اور غیر احمدی نقطۂ نظر کا حسین موازنہ پیش کیا گیا ہے اور ثابت کیا گیا ہے کہ احمدیہ جماعت ہی حقیقی اسلام پر قائم ہے۔اس لئے سب کو اس جماعت کے متعلق سنجیدگی سے غور کرنا چاہیئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اس میں چینی قوم کے نام پیغام دیتے ہوئے فرمایا:۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیارے بھائیو اور بہنو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

چین میرے آباء واجداد کا ملک ہے۔میرے آباء واجداد منگولیا چین کے ایک حکمران خاندان سے تعلق رکھتے تھے اور ان کے جد امجد حاجی برلاس سلطان تیمور کے چچا تھے اور

سولھویں صدی کی ابتدا میں حاجی برلاس کی اولاد میں سے مرزا ہادی بیگ نے ہندوستان ہجرت کی اور صوبہ پنجاب میں دریائے بیاس کے پاس ایک جگہ رہائش اختیار کی اور اس جگہ کا نام ’’اسلام پور‘‘ رکھا۔ بعد ازاں انہیں قاضی کا عہدہ ملنے کے بعد اس جگہ کا نام ’’اسلام پور قاضی‘‘ تبدیل ہو گیا جسے بعد میں مقامی لوگوں نے صرف ’’قاضی‘‘ کے نام سے شہرت دی اور پھر یہ تلفظ بگڑتے بگڑتے ’’قادیان‘‘ بن گیا۔ میرے دادا مرزا غلام احمد صاحب، میرے والد مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب اور مَیں اسی جگہ پیدا ہوئے۔

بنی نوع انسان سے محبت کرنا اسلام کی بنیادی تعلیم ہے۔ اسی لئے مومن بنی نوع انسان سے پیار کرتے ہیں اور مَیں اسی محبت کی وجہ سے سالہا سال سے اس جدو جہد میں مصروف ہوں کہ دنیا کی ہر قوم تک اسلام کا پیغام پہنچانے کے لئے ان سے رابطہ کیا جائے، یعنی وہی اسلام جس پر میں خود ایمان رکھتا ہوں اور اس پر عمل پیرا ہوں۔

میرے عزیز بھائیو اور بہنو! آپ جو ملک چین میں رہتے ہیں۔ بعض وجوہات کی بناء پر آپ تک ذاتی رابطہ کے ذریعہ میں ان مذہبی حقائق کو نہیں پہنچا سکا جو میرے علم میں تھے لیکن حدیث نبوی ہے ’’حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِیْمَان‘‘ یعنی وطن کے ساتھ محبت ایمان کا حصہ ہے، چنانچہ آپ کے لئے میرے دل میں جو محبت کے جذبات ہیں وہ مجھے ان فرائض کو نہ صرف فراموش نہیں ہونے دیتے بلکہ اس فرض کی ادائیگی میں دیر ہونے کی وجہ سے غم و فکر میں بھی وقت کے ساتھ ساتھ اضافہ ہو رہا ہے۔ اب خدا تعالیٰ کے فضل سے مجھے یہ پیغام پہنچانے کا موقع میسر آ گیا ہے۔ میرا دل مطمئن ہے اور اس کے لئے میں خدا تعالیٰ کا شکر بجالاتا ہوں کہ اس نے مجھے یہ نہایت اہم موقع عطا فرمایا۔

دوسرے میں امید رکھتا ہوں کہ میرے آباء واجداد کے ملک سے تعلق رکھنے والے میرے بہن بھائی میرے جذبات محبت کو نظر انداز نہیں کریں گے بلکہ خدا تعالیٰ کے قرب کے حصول اور اس کی محبت کو پانے کی خاطر، تا وہ دونوں جہانوں کی ترقیات اور برکات سے حصہ پاویں، میرے اس پیغام کو سنجیدگی اور غیر جانبداری اور تحقیقی نگاہ سے دیکھیں گے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو غور و فکر کے ساتھ ان باتوں پر توجہ دینے اور صراط مستقیم پر

چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔"

10۔اسلام اور دیگر مذاہب

یہ مکرم محمد عثمان چُوچنگ شی صاحب کی تصنیف ہے جس میں مختلف مذاہب کا موازنہ پیش کیا گیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ اسلام وہ واحد مذہب ہے جو بنی نوع انسان کی ہر زمانہ کی ضروریات کو پورا کر سکتا ہے۔قرآن کریم ہی خدائے واحد کا کلام ہے۔آنحضرت ﷺ ہی وہ نبی ہیں جو ساری دنیا کے لئے مبعوث ہوئے۔قرآن کریم اور اسلام کی سچائی کو ثابت کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا ہے۔آپ کی صداقت کے دلائل بھی اس کتاب میں بڑے عمدہ طریق سے پیش کئے گئے ہیں۔

Positive and Negative Reviews of our Chinese_11 translation and commentary of The Holy Quran including the views of the editor.

اس کتاب میں قرآن کریم کے چینی ترجمہ کے متعلق چینی علماء،صحافیوں،مسلمانوں اور غیر مسلموں کے تبصرے درج ہیں۔اسی طرح بعض منفی تبصروں کے ردّ میں دلائل دیئے ہیں اور ثابت کیا ہے کہ جماعت احمدیہ کا چینی ترجمہ قرآن مجید اور تفسیر ہی مستند اور صحیح ہے۔

The Essence of Islam _12

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے لیکچر "احمدیت یعنی حقیقی اسلام" کو مدّ نظر رکھ کر یہ کتاب چینی زبان میں تیار کی گئی ہے۔اس میں مذہب کی چار اغراض کا ذکر ہے۔یعنی اسلام میں خدا کا تصور،اخلاق،اسلام کے معاشرتی پہلو اور حیاۃ بعد الموت وغیرہ۔آخر میں ان چینی مکاتب فکر کا ذکر کیا گیا ہے جن کی تعلیم اسلامی تعلیم سے قریب ہے۔

علاوہ ازیں درج ذیل فولڈرز چینی زبان میں طبع ہوئے:

What is Islam _1

Brief introduction of Islam_2

Ahmad ---The Promised Messiah_3

Was Jesus God or Son of God_4

Jesus in the Holy Quran_5

Deliverance of Jesus Christ from the cross_6

Why I believe in Islam _7

حضور رحمہ اللہ کے عہد سعادت میں چینی زبان میں لٹریچر پر جو کام ہوا اس کا اندازہ ذیل کی فہرست سے بھی ہو سکتا ہے۔ ان سب کتب کے تراجم چینی زبان میں ہو چکے تھے۔ ان پر نظر ثانی وغیرہ کا کام ہو رہا تھا۔

Murder in the name of Allah_1

Islam's responce to contemporary issues_2

Jesus in India_3

An Elementary study of Islam_4

Muslim prayer book _5

Ahmad-the Promsed Messiah_6

Promised Messiah has come_7

Institution of Khilafat_8

Consumption of pork_9

Five volume commentary of the Holy Quran_10

(اس میں سے دو جلدوں کا ترجمہ ہو چکا ہے۔)

Some Distinctive Features of Islam_11

Revival of Religion_12

چینی زبان میں حسب ذیل لٹریچر جماعت کی آفیشل ویب سائٹ www.alislam.org پر ڈال دیا گیا ہے۔

The Holy Quran (Surah Al-Fatihah and Al-Baqarah with commentary)_1

Slected Ahadith_2

The Philosophy of the teachings of Islam_3

Essence of Islam_4

Revelation-its nature and characteristics_5

Catalogue of Chinese books_6

Six folders_7

Four questions of Sirajuddin, a christian answered._8

چینی زبان کا وہ مواد جو MTA کے لئے مکرم محمد عثمان چو صاحب کی آواز میں ریکارڈ کیا گیا۔ اس

کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(1) قرآن کریم مکمل چینی ترجمہ ۔آڈیو

(2) قرآن کریم متن اور چینی ترجمہ کی تصویر کے ساتھ(سورۃ الفاتحہ اور سورۃ البقرۃ کا کچھ حصہ)

(3) قرآن کریم عربی مع چینی ترجمہ قاری کی تصویر کے ساتھ(سورۃ النساء جاری تھی)

(4) منتخب قرآنی آیات

(5) منتخب احادیث

(6) اسلامی اصول کی فلاسفی (از حضرت اقدس مسیح موعودؑ)

(7) سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب (از حضرت اقدس مسیح موعودؑ)

(8) وحی کی حقیقت۔(حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب سے اقتباس)

(9) عدل۔احسان اور ایتاء ذی القربیٰ (از حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ)

(10) میں اسلام کو کیوں مانتا ہوں۔

(11) With love to Chinese brothers

(12) Essence of Islam

(13) Positive and negetive reviews of our translation of the Holy Quran and views of the editor.

MTA چینی کلاس

اس کی نصف نصف گھنٹہ کی کل 351 کلاسیں ریکارڈ ہوئیں۔ان میں سے 250 براڈ کاسٹ ہو چکی تھیں۔

چینی ترجمہ قرآن کریم وچینی لٹریچر کی مقبولیت اور غیروں کی آراء

اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ ہمارے چینی ترجمہ قرآن کریم و دیگر لٹریچر کا سعید فطرت لوگوں پر غیر معمولی نیک اثر پیدا ہوا اور اندر ہی اندر دلوں میں پاک تبدیلیاں ہو رہی ہیں۔کئی ایک افراد و اداروں کی طرف سے ہمارے ترجمہ قرآن کریم ولٹریچر سے متعلق بہت حوصلہ افزا خطوط وتبصرے موصول

ہوئے۔ ذیل میں نمونۃً چند خطوط کے اقتباسات پیش ہیں۔

قرآن کریم کے بارہ میں چین سے ایک مسلمان جناب صالح وانگ (چینی زبان کے ایک ریٹائرڈ استاد) لکھتے ہیں:

"پیارے قابل احترام دوست چو چنگ شی

چینی اخبار سے یہ علم ہوا تھا کہ ایک سمندر پار چینی کی تیس سالہ محنت سے چار برس میں ترجمہ قرآن پایہ تکمیل کو پہنچ گیا ہے نیز یہ بھی علم ہوا کہ ترجمہ بہت عام فہم، رواں اور سنجیدہ ہے اور ایک اعلیٰ ترجمہ ہے۔ نیز علمی لحاظ سے اس پایہ کی علمی کتاب بہت کم پائی جاتی ہے۔ چنانچہ مجھے شدید خواہش تھی کہ میں اسے پڑھ سکوں لیکن یہ سمندر پار شائع ہوا تھا، اپنے ملک میں دستیاب نہیں تھا اور نہ ہی خریدا جاسکتا تھا۔

خدا کا شکر ہے کہ میں نے کچھ ہی عرصہ قبل Suzhou کی ایک مسجد میں ایک بزرگ Ba Shang Xiang کے پاس یہ ترجمہ پایا اور اسی وقت ان سے عاریۃً لے کر مطالعہ شروع کیا اور اس پر غور و فکر کیا۔ میرے پاس امام وانگ کا ترجمہ وتفسیر بھی ہے اور پروفیسر ماجنگ کا ترجمہ قرآن بھی۔ شمس الدین کا ترجمہ وتفسیر بھی اور پروفیسر سونگ لِن کا منظوم ترجمہ بھی۔ یہ سب تراجم خوبیوں کے حامل ہیں۔ لیکن آپ کے ترجمہ کی منفرد اور زائد خصوصیت ہر سورت کا تعارف اور فُٹ نوٹس کی موجودگی ہے۔ تعارف میں آپ نے سورۃ کی وجہ تسمیہ، جائے نزول، وقت نزول، سیاق و سباق کے حوالہ سے تعارف اور بیان ہونے والے مضمون کا خلاصہ بیان کیا ہے۔ اس طرح فُٹ نوٹس میں مواد وافر، سیر حاصل اور عمیق ہے۔ نیز عربی الفاظ کا ترجمہ اور تشریح بھی ہے اور اسی طرح بعض فقرات کی تشریح بھی۔ نیز آیات کی وجہ نزول اور تاریخی شخصیات کا تعارف بھی شامل ہے۔ اسی طرح عیسائیت اور یہودیت کو سامنے رکھ کر موازنہ مذاہب بھی کیا گیا ہے۔ چنانچہ تفسیر ٹھوس، جامع اور عملی زندگی سے گہرا ربط رکھتی ہے۔ مثلاً سورہ لہب کی تشریح میں یورپ کے دو گروہوں کا ذکر قاری کے لئے ایک گہرا انکشاف ہے اور بہت حوصلہ افزا بھی۔ آپ کے

ترجمہ کی ترتیب اعلیٰ ہے۔ نیز Cross Reference بھی دیئے گئے ہیں اور مختلف مضامین پر مشتمل انڈیکس بھی موجود ہے۔ بلاشبہ یہ ترتیب ایک مکمل ترتیب ہے جس سے قارئین کو بہت سی سہولیات اور فوائد ملتے ہیں اور جس کے پاس بھی آنکھ ہو وہ اسے دیکھ سکتا ہے۔''

....

ایک دینی ادارہ کے مسلمان طالب علم مالن چیے، نے مکرم محمد عثمان چُو صاحب کو ایک خط میں تحریر کیا:

''مجھے تو یہ خیال بھی نہ تھا کہ بہت سی ایسی قیمتی کتب کا تحفہ آپ مجھے ارسال کریں گے جس کی اپنے قلب وذہن کو سیراب کرنے کے لئے شب وروز مجھے تلاش تھی۔ چنانچہ جب مجھے یہ ملا تو میں ایک اچانک خوشی سے سرشار ہو کر 'الحمدللہ' کہنے لگا، اور مجھے احساس ہوا گویا صحرانوردی میں کوئی لالہ زار مل جائے یا کسی پہاڑ کی چوٹی تک پہنچنے کے لئے نوکیلے پتھروں میں سے کوئی صاف راستہ مل جائے، پس میرا دل خوشی سے بلیّوں اچھلنے لگا۔

ہر ایک دل جو اخلاص سے خالی ہو وہ سچائی کو قبول نہیں کرسکتا اور ہر وہ آنکھ جس میں وسعت نظر نہ ہو وہ پس پردہ صداقت سے نا آشنا رہتی ہے۔ آخر سچائی کی روشنی نے میرے دماغ کا درؔوا کر دیا ہے اور اب مجھے تنِ تنہا یخ بستہ موسم میں کھڑے ہوتے ہوئے بھی خوشگوار گرمی کا احساس ہونے لگا ہے۔

آپ کے لٹریچر سے مجھے صداقت کی وہ معرفت حاصل ہوئی ہے جس سے میرا باطن احساس کمتری اور گمراہی کی پریشانی سے پاک ہو رہا ہے گویا مجھے ایک ایسا سورج مل گیا ہے جس کے نور نے مجھے یہ فراست عطا کی ہے جس سے مجھے اپنے مقصد حیات یعنی صراط مستقیم سے بھٹکانے والے بتوں کا علم ہو جائے گا۔ اب میں تنہا نہیں ہوں بلکہ آپ میرے بزرگ ہیں، دوست اور شناسا ہیں، بھائی ہیں جو مشکل مراحل پر میری راہنمائی کریں گے۔ جو کتاب آپ نے مجھے ارسال کی ہے یہ وہ نور صداقت ہے جو چین میں

نورافشانی کرے گا اور اس ضیا پاشی کو اب کوئی روک نہیں سکے گا اور یہ ایک ایسا مصفّا چشمہ ہے جو چینی عوام کے قلوب کو سیراب کرے گا اور ہر ایک ایسی روح کو جو خشک ہو کر مرجھا چکی ہوگی، دوبارہ تروتازہ کردے گا۔

امر واقعہ یہی ہے کہ آج کا نوجوان جس روحانی تشنگی اور بھوک کا شکار ہے وہ اب ناقابل برداشت ہو چکی ہے اور جب بیابان میں سفر کرتے ہوئے اچانک مصفّا پانی مل جائے تو اس دم حاصل ہونے والی مسرت کا اظہار بھی مشکل ہوتا ہے۔ میرے والد نے مجھے خط میں یوں لکھا ہے ''میں اس وقت پریشان ہوں۔ تم میری طرف سے میرے محترم روحانی بھائی عثمان کو سلام پہنچادو۔ ان کا لٹریچر بادل کی اس گرج کی مانند ہے جس نے سارے چین کو لرزہ براندام کردیا ہے اور یہ قلوب کے لئے ایک ایسی تیز ہوا کی طرح ہے جو پانی میں لہریں پیدا کردیتی ہے۔ آپ کا قرآن کریم سے متعلق جو وسیع علم ہے اور پھر اس کے بیان میں جو سلاست ہے وہ آج کے دور میں مفقود نظر آتی ہے۔ اس لئے دراصل آپ نے ہمیں محض کتابیں ہی ارسال نہیں کی ہیں... اس پر ہم پدر و پسر کس طرح اپنے رب کا شکریہ ادا کریں اور کس طرح آپ کے بھی مشکور ہوں۔

خدا کی تقدیر نہایت عجیب ہے، گو ہمارے درمیان فاصلہ طویل ہے لیکن ہمارے دل بہت قریب ہیں، محض اس لئے کہ ہم ایک خدائے عظیم پر ایمان رکھتے ہیں۔ امید ہے کہ ہم خدا کی راہ میں مزید قربت حاصل کریں گے۔ آپ رضائے باری تعالیٰ کی خاطر میری روحانی نشوونما کریں، امداد کا ہاتھ پھیلائیں تا کہ میں اسلام کا ایک مضبوط سپاہی بن جاؤں اور اپنے خون جگر سے چینی بھائیوں میں روحانی بیداری پیدا کرسکوں۔''

....

Kung Ming شہر کی مسلم ایسوسی ایشن کے ایک سیکرٹری نے مکرم محمد عثمان چُو صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا:

”میں نے حال ہی میں آپ کے ترجمہ قرآن کے کچھ ابواب کا مطالعہ کیا تھا۔ میں نے اس کتاب کو گرانقدر جواہرات کی مثل پایا۔ قبل ازیں میرے پاس چار تراجمِ قرآن موجود ہیں۔ ان تراجم کے طرزِ بیان مختلف ہیں۔۔۔جبکہ آپ کا ترجمہ اعلیٰ تر ہے۔ نیز آپ کی تحریر نہایت پاکیزہ اور ٹھوس ہے اور ترجمہ جامع ہے۔ اور ایسا تحقیقی ترجمہ ہے جو عام طور پر مشاہدہ میں نہیں آتا۔

جو شخص بھی قرآن کریم کی تحقیق کی خواہش رکھتا ہے آپ کا یہ ترجمہ اس کے لئے وافر مواد مہیّا کرتا ہے۔ اور بصیرت کو جلا دینے والا ہے۔ کئی مسلمان مجھ سے پوچھتے ہیں کہ وہ یہ کتاب کہاں سے خرید سکتے ہیں۔“

....

چائنا اسلام ایسوسی ایشن کے مرکزی جریدہ ”چائنا مسلم“ کے مدیر نے لکھا:

”آپ کا چینی ترجمہ ایک عظیم الشان کامیابی ہے اور بلا شبہ اس کی اشاعت تعلیماتِ اسلامیہ اور اسلامی ثقافت کے لئے عظیم الشان contribution ہے۔ یہ کتاب چینی زبان جاننے والوں کے لئے قرآن کریم کے فہم اور اسلامی تعلیم کے ادراک کے لئے بہت ممدّ ہے۔ یہ کتاب ایک اہم اور روشن دستاویز کے طور پر تاریخ میں محفوظ رہے گی۔“

....

ٹیکسٹائل یونیورسٹی شنگھائی کے انگریزی کے ریٹائرڈ پروفیسر Zhou Jing-Av نے چینی ترجمہ قرآن پر تبصرہ کرتے ہوئے مکرم عثمان چینی صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا کہ:

”قرآن کریم کے عربی متن اور ترجمہ کے ساتھ شائع شدہ اب تک تمام کتب میں سے آپ کی کتاب زبان کی خوبصورتی، پرنٹنگ کی دلکشی اور فُٹ نوٹس کی سلاست و وضاحت کے اعتبار سے اس زمانہ میں ایک عظیم الشان کارنامہ ہے۔

آپ نے اسلام اور احمدیہ جماعت کے لئے عظیم تاریخی قربانی پیش کی ہے۔ میں امید رکھتا ہوں کہ یہ ترجمہ قرآن نہ صرف چین بلکہ دنیا بھر کے چینیوں میں وسیع طور پر پہنچایا جائے گا۔“

....

اَئِمَّۃُ التَّکْفِیْر کو مباہلہ کا چیلنج

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے رمضان المبارک 1988ء میں سورۃ آلِ عمران کی جن آیات کا درس ارشاد فرمایا ان میں ایک آیتِ مباہلہ

فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَآءَنَا وَأَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ۔

(آل عمران 62)

بھی تھی۔ اس درس کے دوران آپ نے مباہلہ سے متعلق اسلامی تعلیم کے اصول اور ان اصولوں کی روشنی میں مباہلہ کے طریقۂ کار پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ آپ خطبہ جمعہ فرمودہ 3 جون 1988ء میں فرماتے ہیں:

”اسی درس کے دوران میری توجہ اس طرف پھیری گئی کہ چونکہ یہ احمدیت کی پہلی صدی کے آخری ایام ہیں اس لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جو سو سال سے تکذیب کی جارہی ہے اور پہلی صدی کے اختتام پر مکذبین کا شور و غوغا بہت بلند ہو گیا ہے اس لئے اس وقت اس تکذیب کا جواب مباہلہ کے چیلنج ہی کے ذریعے دینا مناسب ہوگا۔“

(خطباتِ طاہر جلد 7 صفحہ 387)

چنانچہ اسی خطبہ میں آپؒ نے اختصار کے ساتھ مباہلہ کے مضمون کے بعض اہم نکات کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ:

”مباہلہ محض غلط بات پر ایمان رکھنے والوں سے نہیں کیا جارہا بلکہ ایسے غلط ایمان رکھنے والوں سے کیا جارہا ہے جو جھوٹے ہیں۔ جو جانتے ہیں کہ ان کے ایمان کی کوئی بنیاد نہیں ہے اور کوئی دلیل ان کے پاس نہیں ہے۔ جو واضح طور پر آنکھیں کھول کر خدا پر افترا کرنے والے ہیں۔ پس ایسا مکذب جو بے حیا ہو چکا ہو، ایسا مکذب جس پر بسا اوقات یہ بات واضح

ہو چکی ہو کہ اس کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے اور بالارادہ تکذیب سے باز نہ آئے اُس مکذّب کو دعوتِ مباہلہ ہے اور اس مباہلہ میں دو فریق ہوتے ہیں...''

''مباہلہ میں ایک طرف سے خدا کی طرف سے ہونے کے دعویدار کا ہونا ضروری ہے اور دوسری طرف اُس دعویدار کی تکذیب کرنے والوں کا ہونا ضروری ہے۔ قرآن کریم میں مباہلہ کا یہی مفہوم ہے۔ اس کے سوا اور کوئی مفہوم نہیں ہے...''

''قرآن کریم نے جو مباہلہ کا نقشہ کھینچا ہے اس نقشہ کی رُو سے جب بھی حالات ملتے جلتے دکھائی دیں اُس وقت... مباہلہ کا اختیار ہو جاتا ہے... تو دونوں طرف راہنما ہونے چاہئیں۔ معزز راہنما ہونے چاہئیں جن کے پیچھے پوری قوم ہو اور معاملہ کسی خدا کی طرف سے ظاہر ہونے کا دعویٰ کرنے والے کی سچائی کا معاملہ ہو اور ایک قوم اُسے جھٹلا رہی ہو اور دوسری اُس کو ماننے والی اُس کی تائید میں دل و جان کے نذرانے پیش کرنے کے لئے حاضر ہو رہی ہو اور اپنا سب کچھ داؤ پہ لگانے کے لئے تیار ہو۔''

حضور رحمہ اللہ نے فرمایا کہ:

''آج کل کے اس دَور میں جبکہ بدقسمتی سے پاکستان میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب کا اس دَور میں جھنڈا اٹھالیا ہے اور پاکستان کے بدنصیب سربراہ نے جو پہلے ڈکٹیٹر کے طور پر ظاہر ہوئے پھر اس کے بعد صدر کا چولہ پہنا... وہ اس وقت حضرت مسیح موعودؑ کی تکذیب کے سب سے بڑے علمبردار ہیں اور ان کے ساتھ بعض علماء نے جو حاشیہ بردار ہیں انہوں نے بھی بدزبانی اور بدکلامی کی حد کر دی ہے....''

''مَیں نے کئی طریق سے اس قوم کو سمجھانے کی کوشش کی کہ اپنی حیثیت اور اپنے مقام کو سمجھو۔ بے وجہ ایسے معاملات میں دخل نہ دو جن کے نتیجہ میں تم خود اپنی ہلاکت کو دعوت دینے والے ثابت ہو گے اور ادب کی زبان اختیار کرو۔ اگر تمہیں ایک دعویدار کے دعویٰ کی سچائی پر ایمان نہیں ہے تو خاموشی اختیار کرو۔ اور یا انکار کرنا ہے تو انکار میں بھی ادب کا پہلو ہاتھ سے نہ جانے دو۔''

آپؒ نے فرمایا:

"مختلف رنگ میں جس حد تک بھی خدا تعالیٰ نے مجھے توفیق بخشی گزشتہ چند سال مسلسل اس قوم کو اور تکذیب کے راہنماؤں اور ائمہ کو نیک نصیحت کے ذریعہ قرآن کریم کی زبان میں سمجھانے کی کوشش کرتا رہا لیکن معلوم ہوتا ہے کہ یہ ساری آوازیں بہرے کانوں پر پڑتی رہی ہیں... کسی نے ان نصیحتوں کی طرف توجہ نہ دی اور مسلسل یہ لوگ تکذیب اور شرارت میں اور ایذا رسانی میں بڑھتے چلے گئے۔

پس اس وقت یہ مناسب ہے کہ اس صدی کے اختتام سے پہلے اس قوم کو قرآن کی زبان میں مباہلہ کی طرف بلایا جائے... گزشتہ چند سالوں سے پاکستان میں ارباب پاکستان نے یہ وطیرہ اختیار کیا ہے کہ احمدیت کے خلاف ہر قسم کی ہرزہ سرائی کو کھلی چھٹی ہے، ہر قسم کا گندہ اور فساد والا لٹریچر اور دروغ اور افتراء پر مبنی لٹریچر کھلے عام شائع کیا جا رہا ہے، کثرت کے ساتھ شائع کیا جا رہا ہے۔ ملک میں ہی نہیں بلکہ غیر ملکوں میں بھی حکومت کے خرچ پر یا حکومت کے ظاہری خرچ پر نہیں تو مخفی خرچ پر امداد کے ساتھ پھیلایا جا رہا ہے، مختلف زبانوں میں اس کے تراجم کئے جا رہے ہیں...۔ اس لئے اب سمجھانے کا وقت گزر چکا ہے۔

دوسرا یہ کہ احمدیت کی طرف سے جب جوابی لٹریچر شائع کیا جاتا ہے تو شائع کرنے والوں اور تقسیم کرنے والوں کو قید کر لیا جاتا ہے، اُس لٹریچر کو ضبط کر لیا جاتا ہے۔ گزشتہ چند سالوں میں سینکڑوں احمدی رسائل اور اخبارات اور اشتہارات ضبط کئے گئے اور سینکڑوں احمدی نوجوانوں کو اس جرم کے ارتکاب میں قید کر لیا گیا...۔"

"...اس کے بعد لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اب تمہارے اور ہمارے درمیان حجت کی کوئی بات باقی نہیں رہی۔ جب یہ حالت پہنچ جائے تو اس کے بعد مباہلہ کے سوا چارہ کوئی نہیں رہتا۔ چونکہ اصل دعویٰ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دعویٰ (ہے)۔... مگر اس حیثیت میں کہ ہمیں بھی اس دعویٰ کی تصدیق کے لئے اپنے جان و مال اور عزتوں کو پیش کرنے کے لئے بلایا جا رہا ہے۔ اس حیثیت سے مَیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مباہلہ کی آواز کو آج پھر اٹھاتا ہوں۔"

(خطباتِ طاہر شائع کردہ طاہر فاؤنڈیشن ربوہ جلد 7 صفحہ 388 تا 395)

اسی طرح آپ نے 10 / جون 1988ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا:

''گزشتہ چند سالوں میں جماعت احمدیہ کے معاندین اور مخالفین اور مکذبین نے، خصوصاً علماء کے اُس گروہ نے جو ائمۃ التکفیر کہلانے کے مستحق ہیں ظلم اور افتراء اور تکذیب اور استہزاء اور تخفیف اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تذلیل کرنے کی کوشش میں تمام حدیں توڑ دیں ہیں اور انسانی تصور میں جتنی بھی حدیں ممکن ہیں شرافت اور نجابت کی، اُن سب سے تجاوز کر گئے ہیں۔ اور مسلسل پاکستان میں ہر روز کوئی نہ کوئی جھوٹ اور افتراء حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جماعت پر گھڑا جاتا ہے اور علی الاعلان کھلے بندوں اُس کذب اور افتراء کا کثرت کے ساتھ اعلان کیا جاتا ہے اور تشہیر کی جاتی ہے۔ کوئی ان کو روکنے والا بظاہر نہیں۔ ان شریروں کی مدد پر حکومت بھی کھڑی ہے اور دوسرے صاحب استطاعت اور صاحب اقتدار لوگ بھی ان کی پُشت پناہی کر رہے ہیں۔ عوام الناس کی اکثریت شریف ہے مگر شرافت کی زبان گونگی اور کمزور ہے اور ان کو جرأت اور حوصلہ نہیں کہ اس کذب و افتراء اور تعدّی اور ظلم کے خلاف آواز بلند کر سکیں کجا یہ کہ سینہ سپر ہو کر اس کی راہ روک دیں۔

یہ معاملہ اب اس قدر حد سے تجاوز کر چکا ہے اور اس طرح جماعت احمدیہ کے سینے چھلنی ہیں اور اس طرح ان کی روحیں اس کذب و افتراء کی تعفّن سے بیزار ہیں اور متلا رہی ہیں اور اس طرح اپنی بے بسی پر وہ خدا کے حضور گریہ کُناں ہیں اور کوئی دنیا کے لحاظ سے ان کی پیش نہیں جاتی۔ ان کے دلوں کی آواز حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس مصرعہ کی مصداق ہے کہ

حیلے سب جاتے رہے اک حضرتِ توّاب ہے

پس اب ظلم کی اس انتہا کے بعد باوجود اس کے کہ بار بار اس قوم کو ہر رنگ میں سمجھانے کی کوشش کی۔ اب مَیں مجبور ہو گیا ہوں کہ مکفّرین اور مکذّبین اور ان کے سربراہوں اور ان کے ائمہ کو قرآن کریم کے الفاظ میں مباہلہ کا چیلنج دوں یا کہنا چاہئے کہ قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق حق و صداقت میں امتیاز پیدا کرنے کی خاطر مباہلہ کا چیلنج دوں۔۔۔''

''۔۔۔ یہ معاملہ اس حال کو پہنچ چکا ہے اور جماعت احمدیہ کی پہلی صدی بھی جو کہ اختتام کو پہنچ رہی ہے اس لئے تمام احمدیوں کے دکھ اور بے قراری اور مسلسل صبر کی آہوں سے مجبور ہو کر

اب مَیں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ جماعت احمدیہ عالمگیر کی طرف سے ان سارے مُکفّرین، مُکذّبین افتراء کرنے والے ائمۃا لتکفیر کو مباہلہ کا چیلنج دوں اور پاکستان کے عوام النّاس سے درخواست کروں کہ آپ ان کی تائید میں آمین کہنےوالے نہ بنیں ورنہ خدا کی پکڑ آپ پر بھی نازل ہو گی...اورآپ اس سے بچ نہیں سکیں گے....لیکن مَیں یہ بتاتا ہوں کہ وہ ائمہ تکفیر جو جسارت کے ساتھ اس مباہلہ کے چیلنج کو قبول کریں گے مجھے خدا کی غیرت سے، اس کی حمیت سے توقع ہے کہ وہ ان کے خلاف اور جماعت احمدیہ کی صداقت اور حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃوالسلام کی صداقت کے حق میں عظیم الشان نشان دکھائے گا۔“

(خطباتِ طاہر شائع کردہ طاہر فاؤنڈیشن ربوہ جلد 7 صفحہ 409 تا 420)

حضور رحمہ اللہ نے اس خطبہ جمعہ میں پاکستان کے اخبارات میں شائع ہونے والے بیانات اور حکومت کے سربراہوں اور صاحب اقتدار لوگوں کی تقریروں اور ٹیلی وژن کے ذریعہ کئے جانے والے اعلانات میں سے بعض اقتباسات پیش کرتے ہوئے جماعت احمدیہ پر باندھے جانے والے افتراؤں کا ذکر کر کے جھوٹوں پر خدا کی لعنت ڈالی۔

ذیل میں مباہلہ کے اس چیلنج کا مکمل متن درج کیا جاتا ہے جو باقاعدہ طور پر طبع کروانے کے بعد بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک صدرِ پاکستان جنرل ضیاء الحق اور اسی طرح بعض دیگر معاندین، مکفّرین ومکذّبین کو بھجوایا گیا۔اور پاکستان میں بالخصوص اور دنیا کے تمام ممالک میں بھی اس کی کثرت سے اشاعت کی گئی۔

....

''جماعت احمدیہ عالمگیر کی طرف سے
دنیا بھر کے معاندین
اور مکفّرین اور مکذّبین کو

مباہلہ کا کھلا کھلا چیلنج

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جب سے حکومتِ پاکستان نے جماعتِ احمدیہ کا یہ بنیادی مذہبی اور انسانی حق غصب کیا ہے کہ وہ اپنے دعاوی اور ایمان کے مطابق اسلام کو اپنا مذہب قرار دے اس وقت سے حکومت پاکستان کی سرپرستی میں مسلسل جماعتِ احمدیہ کے خلاف نہایت جھوٹے اور شرانگیز پراپیگنڈہ کی ایک عالمگیر مہم جاری ہے۔ قرآنِ کریم کی تعلیم کی صریح خلاف ورزی کرتے ہوئے احمدیت کو قادیانیت اور مرزائیت کے فرضی ناموں سے پکارا جا رہا ہے۔ اسی طرح ایک فرضی مذہب بنا کر جماعتِ احمدیہ کی طرف منسوب کیا جا رہا ہے جو ہرگز جماعتِ احمدیہ کا مذہب نہیں۔

کِذب وافتراء کی اس عالمی مہم کو ہم دو حصّوں میں تقسیم کرسکتے ہیں۔

اوّل:۔ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی ذات کو ہر قسم کے ناپاک حملوں کا نشانہ بنانا، آپ کے تمام دعاوی کی تکذیب کرنا، آپ کو مفتری اور خدا پر جھوٹ بولنے والا، دجّال اور فریبی قرار دینا اور آپ کی طرف ایسے فرضی عقائد منسوب کرنا جو ہرگز آپ کے عقائد نہیں تھے۔

دوسرا پہلو آپ کی قائم کردہ جماعت پر سراسر جھوٹے الزامات لگانے اور اس کے خلاف شرانگیز پراپیگنڈہ کرنے سے تعلق رکھتا ہے۔ مسلسل جماعتِ احمدیہ کی طرف ایسے عقیدے منسوب کئے جا رہے ہیں جو ہرگز جماعتِ احمدیہ کے عقائد نہیں۔ اسی طرح جماعتِ احمدیہ اور امام جماعتِ احمدیہ کو سراسر ظلم اور تعدّی کی راہ سے بعض نہایت سنگین جرائم کا مرتکب قرار دے کر پاکستان اور بیرونی دنیا میں بدنام کرنے کی مہم چلائی جا رہی ہے۔

یہ جھگڑا بہت طُول پکڑ گیا ہے اور سراسر یکطرفہ مظالم کا یہ سلسلہ بند ہونے میں نہیں آرہا۔
جماعتِ احمدیہ نے ہر لحاظ سے صبر کا نمونہ دکھایا اور محض للہ ان یکطرفہ مظالم کو مسلسل حوصلے سے برداشت کیا اور جہاں تک ظالموں کو سمجھانے کا تعلق ہے، ہر پُرامن ذریعہ کو اختیار کرتے ہوئے معاندین و مکذّبین کے ائمہ کو ہر رنگ میں سمجھانے کی کوشش کی اور ایسی حرکتوں کے عواقب سے متنبہ کیا اور خوب کھلے لفظوں میں باخبر کیا کہ تم یہ ظلم محض جماعتِ احمدیہ پر نہیں بلکہ عالمِ اسلام اور خصوصیت سے پاکستان کے عوام پر کر رہے ہو اور دھوکہ اور فریب سے ان کو ان مظالم میں بالواسطہ یا بلاواسطہ شریک کر کے خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا مورد بنا رہے ہو اور دن بدن جو نت نئے مصائب پاکستان کے غریب عوام پر ٹوٹ رہے ہیں ان کے اصل ذمہ دار تم ہو اور یہ مصائب خدا تعالیٰ کی بڑھتی ہوئی ناراضگی کے آئینہ دار ہیں۔ لیکن افسوس کہ ظلم کرنے والے ہاتھ رکنے کی بجائے ظلم و تعدّی میں مزید بڑھتے چلے گئے اور اب معاملہ اس حدّ تک پہنچ چکا ہے کہ جماعتِ احمدیہ اس ظلم کو مزید برداشت نہیں کر سکتی۔ لہٰذا ایک لمبے صبر اور غور و فکر اور دعاؤں کے بعد میں بحیثیت امام جماعتِ احمدیہ یہ فیصلہ کرتا ہوں کہ تمام مکذّبین اور معاندین کو جو عمدًا اس شرارت کے ذمہ دار ہیں خواہ وہ کسی طبقہ سے تعلق رکھتے ہوں قرآنی تعلیم کے مطابق کھلم کھلا مباہلے کا چیلنج دوں اور اس قضیہ کو اس دعا کے ساتھ خدا تعالیٰ کی عدالت میں لے جاؤں کہ خدا تعالیٰ ظالموں اور مظلوموں کے درمیان اپنی قہری تجلّی سے فرق کر کے دکھا دے۔

ہم ان دونوں پہلوؤں کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے دو طریق پر مباہلہ کا چیلنج شائع کر رہے ہیں۔ ہر مکذّب، مکفّر کو کھلی دعوت ہے کہ مباہلہ کے جس چیلنج کو چاہے قبول کرے اور میدان میں نکلے تا کہ دنیا بھر کے سادہ لوح مسلمان یا ایسے علماء اور عوام النّاس جو احمدیت کے متعلق کوئی ذاتی علم نہیں رکھتے اور سنی سنائی باتوں پر یقین کر کے جماعت کی مخالفت پر کمر بستہ ہیں، خدا تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہونے والے آسمانی فیصلہ کی روشنی میں سچے اور جھوٹے کے درمیان تمیز اور تفریق کر سکیں۔

چیلنج نمبر 1

جہاں تک بانیٔ سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کے سچے یا جھوٹے ہونے کا

تعلق ہے، جنہوں نے امّتِ محمدیہ میں مبعوث ہونے والے مسیح موعود اور مہدی معہود ہونے کا دعویٰ کیا، ہمیں مباہلے کا کوئی نیا چیلنج پیش کرنے کی ضرورت نہیں۔ خود بانئ سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کے اپنے الفاظ میں ہمیشہ کے لیے ایک کھلا چیلنج موجود ہے۔

ہم سب مکذّبین و مکفّرین کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ اس چیلنج کو غور سے پڑھ کر یہ فیصلہ کریں کہ کیا وہ اس کے عواقب سے باخبر ہو کر اس کو قبول کرنے کے لئے جرأت کے ساتھ تیار ہیں۔

آپ کے الفاظ میں وہ چیلنج حسبِ ذیل ہے۔

"ہر ایک جو مجھے کذّاب سمجھتا ہے اور ہر ایک جو مکّار اور مفتری خیال کرتا ہے اور میرے دعویٰ مسیح موعود کے بارہ میں میرا مکذّب ہے اور جو کچھ مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے وحی ہوئی اس کو میرا افتراء خیال کرتا ہے وہ خواہ مسلمان کہلاتا ہو یا ہندو یا آریہ یا کسی مذہب کا پابند ہو اس کو بہر حال اختیار ہے کہ اپنے طور پر مجھے مقابل پر رکھ کر تحریری مباہلہ شائع کرے... کہ مَیں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے یہ بصیرت کامل طور پر حاصل ہے کہ یہ شخص (اس جگہ تصریح سے میرا نام لکھے) جو مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتا ہے درحقیقت کذّاب ہے اور یہ الہام جن میں سے بعض اُس نے اِس کتاب میں لکھے ہیں یہ خدا کا کلام نہیں ہے بلکہ سب اُس کا افتراء ہے اور مَیں اُس کو درحقیقت اپنی کامل بصیرت اور کامل غور کے بعد اور یقینِ کامل کے ساتھ مفتری اور کذّاب اور دجّال سمجھتا ہوں۔ پس اے خدائے قادر اگر تیرے نزدیک یہ شخص صادق ہے اور کذّاب اور مفتری اور کافر اور بے دین نہیں ہے تو میرے پر اس تکذیب اور توہین کی وجہ سے کوئی عذابِ شدید نازل کر ورنہ اس کو عذاب میں مبتلا کر۔ آمین۔

ہر ایک کے لئے کوئی تازہ نشان طلب کرنے کے لئے یہ دروازہ کُھلا ہے۔"

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 72،71)

چونکہ بانئ سلسلہ احمدیہ اس وقت اس دنیا میں موجود نہیں اور مباہلہ کا چیلنج قبول کرنے والے کے سامنے آپ کی نمائندگی میں کسی فریق کا ہونا ضروری ہے اس لئے مَیں اور جماعتِ احمدیہ اس ذمہ داری کو پورے شرحِ صدر، انبساط اور کامل یقین کے ساتھ قبول کرنے کا اعلان کرتے ہیں۔

چیلنج نمبر2

جماعتِ احمدیہ کے وہ تمام معاندین جن کا ذکر اوپر گذر چکا ہے خلقِ خدا کو مسلسل یہ باور کرانے کی کوشش کررہے ہیں کہ جماعتِ احمدیہ جسے وہ قادیانی یا مرزائی کہتے ہیں حسبِ ذیل عقائد رکھتی ہے۔ان کے نزدیک :

الف :۔ یہ جماعت دعویٰ کرتی ہے کہ اس کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی۔

- خدا تھے۔
- خدا کا بیٹا تھے۔
- خدا کا باپ تھے۔
- تمام انبیاء سے بشمول حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم افضل اور برتر تھے۔
- ان کی وحی کے مقابلہ میں حدیثِ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی شَے نہیں۔
- ان کی عبادت کی جگہ مسجد عزت واحترام میں خانہ کعبہ کے برابر ہے۔
- قادیان کی سرزمین مکّہ مکرمہ کے ہم مرتبہ ہے۔
- قادیان سال میں ایک دفعہ جانا تمام گناہوں کی بخشش کا موجب بنتا ہے۔
- اور حج بیت اللہ کی بجائے قادیان کے جلسہ میں شمولیت ہی حج ہے۔

مَیں بحیثیت سربراہ جماعتِ احمدیہ عالمگیر یہ اعلان کرتا ہوں کہ یہ سارے الزامات سراسر جھوٹے اور کھلم کھلا افتراء ہیں۔ان مذکورہ عقائد میں سے ایک عقیدہ بھی جماعتِ احمدیہ کا عقیدہ نہیں۔

لَعۡنَةُ اللّٰہِ عَلَی الۡکَاذِبِیۡنَ

☆☆☆

ب :۔ بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی عمومی تکذیب کے علاوہ ان کی مقدّس ذات سے دنیا کو بالخصوص مسلمانوں کو متنفر کرنے کے لئے حسبِ ذیل مکروہ الزامات بھی لگائے جارہے ہیں کہ بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے

- ختمِ نبوّت سے صریحی انکار کیا۔
- قرآنِ مجید میں لفظی ومعنوی تحریف کی۔
- روضۂ رسولؐ کی توہین کی اور اسے نہایت متعفّن اور حشرات الارض کی جگہ قرار دیا۔
- حضرت امام حسینؓ کی توہین کی اور ان کے ذکر کو گوبہ یعنی ٹٹی کا ڈھیر قرار دیا۔
- جھوٹے مدّعیانِ نبوّت کا مطالعہ کر کے دعویٰ نبوّت کیا۔
- انگریز کے ایماء پر اسلامی نظریہ جہاد کو منسوخ کیا۔
- شرعی نبی ہونے کا دعویٰ کیا اور نئی شریعت لے کر آئے اور قرآنِ کریم کے مقابل پر احمدیوں کی کتاب "تذکرہ" ہے جسے وہ قرآن کریم کے ہم مرتبہ قرار دیتے ہیں۔

مَیں بحیثیت امام جماعتِ احمدیہ عالمگیر اعلان کرتا ہوں کہ یہ سب الزامات بھی سراسر جھوٹے اور افتراء ہیں اور ان میں ایک بھی سچا نہیں۔

لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ

☆☆☆

ج:۔ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ذات پر گند اچھالنے کی خاطر مزید یہ کہا گیا کہ

- وہ دھوکہ باز اور بے ایمان ہے۔
- انہیں گھر کا مال غبن کرنے کی پاداش میں والد نے گھر سے نکال دیا تھا۔
- ان کی اکثر پیشگوئیاں اور مبینہ وحیٔ الٰہی جھوٹ کا پلندہ ہیں۔
- انگریز نے مرزا غلام احمد قادیانی کو لاکھوں ایکڑ زمینیں دیں۔

مَیں جماعتِ احمدیہ عالمگیر کی نمائندگی میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ یہ سب باتیں سراسر جھوٹ اور افتراء کا پلندہ ہیں۔

لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ

☆☆☆

د:۔ بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے علاوہ جماعتِ احمدیہ پر جو دیگر عمومی الزامات لگائے

جاتے ہیں وہ حسبِ ذیل ہیں:

- جماعت احمدیہ انگریز کا خود کاشتہ پودا ہے۔
- ملّتِ اسلامیہ کی دشمن ہے۔
- عالَمِ اسلام کے لئے ایک سرطان ہے۔
- انگریزوں اور یہودیوں کی اسلام دشمن سازش ہے۔
- اسرائیل اور یہودیوں کی ایجنٹ ہے۔
- امریکہ کی ایجنٹ ہے۔
- اس جماعت اور روس میں خفیہ مذاکرات کے ذریعہ تعلقات قائم ہو چکے ہیں۔
- نام نہاد اسرائیلی فوج کے اندر اس کا وجود ایک کھلا راز ہے۔
- قادیانی شرپسندی کے لئے اسرائیل میں ٹریننگ لیتے ہیں۔
- چھ سو پاکستانی قادیانی اسرائیلی فوج میں بھرتی ہو گئے۔
- جرمنی میں چار ہزار قادیانی گوریلا تربیت حاصل کر رہے ہیں۔

مَیں بحیثیت سربراہ جماعتِ احمدیہ عالمگیر یہ اعلان کرتا ہوں کہ یہ سب باتیں سرتاپا جھوٹ ہیں اور جھوٹ کے سوا کچھ نہیں۔

لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ

☆☆☆

ر:۔ ان الزامات کے علاوہ حسبِ ذیل نہایت مکروہ الزام بھی جماعت احمدیہ پر لگائے جاتے ہیں۔

- احمدیوں کا کلمہ الگ ہے اور مسلمانوں والا کلمہ نہیں۔
- جب احمدی مسلمانوں والا کلمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھتے ہیں تو دھوکہ دینے کی خاطر پڑھتے ہیں اور محمد سے مراد مرزا غلام احمد قادیانی لیتے ہیں۔
- احمدیوں کا خدا وہ خدا نہیں جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآنِ کریم کا خدا ہے۔
- قادیانی جن ملائکہ پر ایمان لاتے ہیں وہ وہ ملائک نہیں جن کا قرآن وسنّت میں ذکر

ملتا ہے۔

- قادیانیوں کے رسول بھی مختلف۔
- ان کی عبادت بھی اسلام سے مختلف۔
- ان کا حج بھی مختلف۔
- غرضیکہ تمام بنیادی اسلامی عقائد میں قادیانیوں کے عقائد قرآن وسنّت سے جدا اور الگ ہیں۔

مَیں بحیثیت سربراہ جماعت احمدیہ عالمگیر اعلان کرتا ہوں کہ یہ الزامات سراسر جھوٹ اور افتراء ہیں اور کوئی ایک بھی ان میں سے سچا نہیں۔

لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ

☆☆☆

ز:۔ جہاں تک پاکستان میں قومی اور ملی نقطۂ نگاہ سے احمدیوں کے خلاف نفرت پھیلانے کا تعلق ہے، حسبِ ذیل پروپیگنڈہ کیا جارہا ہے۔

- قادیانی عقیدہ کے مطابق پاکستان اللہ کی مرضی کے خلاف بنا ہے۔
- مرزا محمود احمد (خلیفۃ المسیح الثانی) نے پاکستان توڑنے کا عہد کیا تھا۔
- تمام قادیانی اکھنڈ ہندوستان کے متعلق مرزا بشیر الدین محمود احمد کی پیشگوئی کو پورا کرنے کے لئے کوشاں ہیں۔
- لیاقت علی خاں کو ایک قادیانی نے قتل کیا تھا۔
- قادیانیوں نے ملک میں خانہ جنگی کا منصوبہ تیار کر رکھا ہے۔
- قادیانی پاکستان کی سلامتی کے خلاف مسلسل سازشوں میں مصروف ہیں۔
- ملک میں موجودہ بدامنی قادیانی سازش کا نتیجہ ہے۔
- کراچی کے ہنگاموں کے پیچھے قادیانیوں کا ہاتھ ہے۔
- کراچی میں قادیانیوں نے کرفیو کے دوران دکانیں جلائیں۔
- بادشاہی مسجد کا واقعہ (جس میں دیوبندیوں اور بریلویوں کی آپس میں لڑائی ہوئی)

قادیانیوں کی سازش ہے۔

- قادیانیوں نے پانچ صد علماء کے قتل کا منصوبہ بنایا۔
- ملک میں بموں کے دھماکے، فرقہ واریت، لسانی تعصّبات اور تخریبی واقعات کے پیچھے قادیانی جماعت کا ہاتھ ہے۔
- اوجڑی کیمپ میں دھماکہ قادیانی افسروں نے کروایا ہے۔
- سانحہ راولپنڈی و اسلام آباد (اوجڑی کیمپ) سے دو روز قبل قادیانی اس علاقہ کو چھوڑ چکے تھے۔
- ربوہ میں روسی ساخت کا اسلحہ بھاری تعداد میں موجود ہے۔
- قادیانی ربوہ میں نوجوانوں کو روسی اسلحہ سے مسلّح کر کے ملک میں تخریب کاری کی تربیت دے رہے ہیں۔
- قادیانی افسر نے ایٹمی راز چوری کر کے اسرائیل کو دیئے۔

مَیں بحیثیت سربراہ جماعت احمدیہ اعلان کرتا ہوں کہ یہ تمام الزامات اوّل تا آخر جھوٹ اور افتراء کا پلندہ ہیں اور رتّی بھر صداقت نہیں۔

لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ

☆☆

س:۔ جماعتِ احمدیہ کے موجودہ امام یعنی اس عاجز کے متعلق حسبِ ذیل پروپیگنڈہ کیا جارہا ہے کہ موجودہ امام جماعت احمدیہ

- اسلم قریشی نامی ایک شخص کے اغواء اور قتل میں ملوّث ہے۔
- غیر مسلم حکومتوں کا آلۂ کار بنا ہوا ہے۔
- فرضی نام اور فرضی پاسپورٹ پر مع اہل وعیال ملک سے فرار ہوا۔
- لندن میں روسی سفیر سے طویل ملاقات کی۔
- نوبل انعام یافتہ ڈاکٹر عبدالسلام کے ہمراہ اسرائیل کا دورہ کیا۔

مَیں بحیثیت امام جماعت احمدیہ یہ اعلان کرتا ہوں کہ یہ تمام الزامات کلّیۃً جھوٹے اور

افتراء ہیں اور ان میں کوئی بھی صداقت نہیں۔

لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ

☆☆☆

سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر معاندین احمدیت کے مذکورہ بالا الزامات غلط ہیں اور احمدیت وہ نہیں جو اوپر بیان کی گئی ہے تو پھر جماعتِ احمدیہ کے دعویٰ کے مطابق اس کے عقائد کیا ہیں؟

مَیں جماعتِ احمدیہ کی نمائندگی میں بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کے وہ الفاظ دہراتا ہوں جو **احمدیت کے عقائد** پر کھلی کھلی روشنی ڈالتے ہیں۔ اور مخالفینِ احمدیت کو پھر یہ واضح چیلنج دیتا ہوں کہ اگر وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے وہ عقائد نہیں جو حسبِ ذیل تحریر میں بیان کئے گئے ہیں تو ان کے جھوٹا ہونے کا واشگاف اور کھلے کھلے الفاظ میں اعلان کریں اور لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ کہیں۔

بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:

''ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور سیّدنا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ ملائک حق اور حشر اجساد حق اور روزِ حساب حق اور جنت حق اور جہنم حق ہے۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو کچھ اللہ جلّ شانہٗ نے قرآنِ شریف میں فرمایا ہے اور جو کچھ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وہ سب بلحاظ بیان مذکورہ بالا حق ہے اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو شخص اس شریعتِ اسلام میں سے ایک ذرّہ کم کرے یا ایک ذرّہ زیادہ کرے یا ترکِ فرائض اور اِباحت کی بنیاد ڈالے وہ بے ایمان اور اسلام سے برگشتہ ہے۔ اور ہم اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ سچے دل سے اس کلمہ طیبہ پر ایمان رکھیں کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اور اسی پر مریں اور تمام انبیاء اور تمام کتابیں جن کی سچائی قرآنِ شریف سے ثابت ہے ان سب پر ایمان لاویں اور صوم وصلوٰۃ اور زکوٰۃ اور حج اور خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کے مقرر کردہ تمام فرائض کو فرائض سمجھ کر اور تمام منہیات کو منہیات سمجھ کر ٹھیک ٹھیک اسلام پر کاربند ہوں۔ غرض وہ تمام امور جن پر

سلف صالحین کو اعتقادی اور عملی طور پر اجماع تھا۔ اور وہ امور جو اہلِ سنّت کی اجماعی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں ان سب کا ماننا فرض ہے۔ اور ہم آسمان اور زمین کو اس بات پر گواہ کرتے ہیں کہ یہی ہمارا مذہب ہے۔“

(ایام الصلح۔ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 523)

”مَیں ہمیشہ تعجب کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمدؐ ہے (ہزار ہزار درود اور سلام اس پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے اس کے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہو سکتا اور اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔ افسوس کہ جیسا حق شناخت کا ہے اس کے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا۔ وہ توحید جو دنیا سے گم ہو چکی تھی وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اس کو دنیا میں لایا۔ اس نے خدا سے انتہائی درجہ پر محبت کی اور انتہائی درجہ پر بنی نوع کی ہمدردی میں اس کی جان گداز ہوئی اس لئے خدا نے جو اس کے دِل کے راز کا واقف تھا اُس کو تمام انبیاء اور تمام اوّلین و آخرین پر فضیلت بخشی اور اس کی مرادیں اس کی زندگی میں اس کو دیں۔ وہی ہے جو سرچشمہ ہر ایک فیض کا ہے اور وہ شخص جو بغیر اقرار افاضہ اس کے کے کسی فضیلت کا دعویٰ کرتا ہے وہ انسان نہیں بلکہ ذریتِ شیطان ہے۔ کیونکہ ہر ایک فضیلت کی کنجی اس کو دی گئی ہے اور ہر ایک معرفت کا خزانہ اس کو عطا کیا گیا ہے۔ جو اس کے ذریعہ سے نہیں پاتا وہ محرومِ ازلی ہے۔ ہم کیا چیز اور ہماری حقیقت کیا ہے۔ ہم کافرِ نعمت ہوں گے اگر اس بات کا اقرار نہ کریں کہ توحیدِ حقیقی ہم نے اسی نبی کے ذریعہ سے پائی اور زندہ خدا کی شناخت ہمیں اس کامل نبی کے ذریعہ سے اور اس کے نور سے ملی ہے اور خدا کے مکالمات اور مخاطبات کا شرف بھی جس سے ہم اس کا چہرہ دیکھتے ہیں اسی بزرگ نبی کے ذریعہ سے ہمیں میسّر آیا ہے۔“

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 118، 119)

یہ ہے جماعتِ احمدیہ کا عقیدہ اور مذہب اور یہ ہے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کا وہ مقام جو اُن کا اصلی اور حقیقی مقام ہے۔ جو شخص بھی اس کے سوا کسی اور مذہب کو جماعتِ احمدیہ کی طرف منسوب کرنے کی جسارت کرتا ہے وہ سراسر ظلم اور افتراء سے کام لیتا ہے۔ اور مَیں بحیثیتِ امام جماعت احمدیہ یہ دعوت دیتا ہوں کہ اگر کوئی شخص مذکورہ بالا عبارات پڑھنے کے بعد بھی اپنے

معاندانہ مؤقف پر قائم رہے اور جماعت پر جھوٹ بولنے سے باز نہ آئے تو ایسا شخص خواہ حکومتِ پاکستان سے تعلق رکھتا ہو یا کسی اور حکومت سے، رابطہ عالمِ اسلامی سے تعلق رکھتا ہو یا علماء کے کسی گروہ سے، سیاسی جماعت سے تعلق رکھتا ہو یا غیر سیاسی شخصیت ہو۔ غرضیکہ ہر وہ شخص جو کسی گروہ کی نمائندگی کرتا ہو میرے مباہلہ کے **چیلنج کو قبول** کرے اور حسبِ ذیل دعا میں میرے ساتھ شریک ہو اور اپنے اہل وعیال، اپنے مردوں اور عورتوں اور ان تمام متبعین کو بھی اپنے ساتھ شریک کرے جو اس کی ہمنوائی کا دم بھرتے ہیں اور فریق ثانی بن کر مباہلہ کے اس چیلنج پر دستخط کرے اور اس کا اعلانِ عام کرے اور پھر ہر ممکنہ ذریعہ سے اس کی تشہیر کرے۔

اے قادر وتوانا، عالم الغیبِ والشہادۃ خدا! ہم تیری جبروت اور تیری عظمت اور تیرے وقار اور تیرے جلال کی قسم کھا کر اور تیری غیرت کو ابھارتے ہوئے تجھ سے یہ استدعا کرتے ہیں کہ ہم میں سے جو فریق بھی ان دعاوی میں سچا ہے جن کا ذکر اوپر گذر چکا ہے اس پر دونوں جہان کی رحمتیں نازل فرما۔ اس کی ساری مصیبتیں دُور کر۔ اس کی سچائی کو ساری دنیا پر روشن کر دے۔ اس کو برکت پر برکت دے اور اس کی طرف منسوب ہونے والے ہر بڑے اور چھوٹے، مرد وعورت کو نیک چلنی اور پاکبازی عطا کر اور سچا تقویٰ نصیب فرما اور دن بدن اس سے اپنی قربت اور پیار کے نشان پہلے سے بڑھ کر ظاہر فرما تاکہ دنیا خوب دیکھ لے کہ تُو ان کے ساتھ ہے اور ان کی حمایت اور ان کی پُشت پناہی میں کھڑا ہے۔ اور ان کے اعمال، ان کی خصلتوں اور اٹھنے اور بیٹھنے اور اسلوبِ زندگی سے خوب اچھی طرح جان لے کہ یہ خدا والوں کی جماعت ہے اور خدا کے دشمنوں اور شیطانوں کی جماعت نہیں ہے۔

اور اے خدا! تیرے نزدیک ہم میں سے جو فریق جھوٹا اور مفتری ہے اس پر ایک سال کے اندر اندر اپنا غضب نازل فرما اور اسے ذلّت اور نکبت کی مار دے کر اپنے عذاب اور قہری تجلّیوں کا نشانہ بنا اور اس طور سے ان کو اپنے عذاب کی چکّی میں پیس اور مصیبتوں پر مصیبتیں ان پر نازل کر اور بلاؤں پر بلائیں ڈال کہ دنیا خوب اچھی طرح دیکھ لے کہ ان آفات میں بندے کی شرارت اور دشمنی اور بغض کا دخل نہیں بلکہ محض خدا کی غیرت اور قدرت کا ہاتھ یہ سب عجائب کام دکھلا رہا ہے۔ اس رنگ میں اس جھوٹے گروہ کو سزا دے کہ اس سزا میں مباہلہ میں شریک کسی

فریق کے مکروفریب کے ہاتھ کا کوئی بھی دخل نہ ہو۔اور وہ محض تیرے غضب اور تیری عقوبت کی جلوہ گری ہوتا کہ سچے اور جھوٹے میں خوب تمیز ہو جائے اور حق اور باطل کے درمیان فرق ظاہر ہو اور ظالم اور مظلوم کی راہیں جدا جدا کر کے دکھائی جائیں۔اور ہر وہ شخص جو تقویٰ کا بیج اپنے سینہ میں رکھتا ہے اور ہر وہ آنکھ جو اخلاص کے ساتھ حق کی متلاشی ہے اس پر معاملہ مشتبہ نہ رہے اور ہر اہلِ بصیرت پر خوب کھل جائے کہ سچائی کس کے ساتھ ہے اور حق کس کی حمایت میں کھڑا ہے۔

(آمین یارب العالمین)

ہم ہیں

فریق ثانی	فریق اوّل
بانی سلسلہ احمدیہ کے وہ تمام مکفرین ومکذبین جو پوری شرح صدر اور ذمہ داری کے ساتھ عواقب سے باخبر ہو کر اس مباہلہ کا فریقِ ثانی بنامنظور کرتے ہیں۔	(امام جماعت احمدیہ عالمگیر دنیا بھر کے احمدی مرد وزن چھوٹے بڑے کی نمائندگی میں) مرزا طاہر احمد ولد مرزا بشیر الدین محمود احمد امام جماعت احمدیہ عالمگیر جمعۃ المبارک 10رجون 1988ء

....

مباہلہ کے چیلنج پر مولویوں کا ردِّ عمل

مباہلہ کے اس چیلنج کے بعد دنیا بھر میں مختلف معاندین کی طرف سے کئی قسم کے تبصرے اخبارات و رسائل میں شائع ہوئے۔ بعض نے مباہلہ کے چیلنج کو قبول کرنے سے گریز کے لئے عجیب وغریب عذر تراشے اور بعض نے اپنے اپنے رنگ میں یہ اعلان کئے کہ مباہلہ منظور ہے لیکن تفصیلی بیان میں بعض اپنی عبارتیں داخل کر دیں جن کی رُو سے وہ بعد میں یہ کہہ سکیں کہ ہم نے مباہلہ منظور تو کیا تھا مگر فلاں شرط کے ساتھ کیا تھا اور چونکہ یہ شرط پوری نہیں کی گئی اس لئے مباہلہ بھی نہیں ہوا۔

چنانچہ مختلف قسم کے تبصرے اخبارات واشتہارات میں شائع ہوتے رہے۔ اُن میں سے بعض نے یہ کہا کہ فلاں میدان میں پہنچو، کوئی کہتا فلاں میدان میں پہنچو، کوئی کہتا مسجد نبوی میں داخل ہو کے مباہلہ کرواور مسجد نبوی کے متعلق پھر خود ہی فتویٰ دیتا کہ بعض کے نزدیک کافر کو وہاں آنے کی اجازت نہیں ہے لیکن بعض فقہاء نے بعض مجبوریوں کی خاطر کافروں کو اندر آنے کی اجازت دے دی ہے۔

جبکہ قرآن کریم صرف یہ فرماتا ہے ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ. کہ ہم پھر ابتہال کریں اور ابتہال کے بعد اللہ تعالیٰ کی لعنت جھوٹے پر ڈالیں۔ اب جھوٹے پر خدا کی لعنت ڈالنے میں کون سے مقام کی ضرورت ہے؟ کون سے ملک یا کسی خاص صوبے، علاقے یا شہر کی ضرورت ہے؟ سارے قرآن میں اس کا کوئی ذکر نہیں ملتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم جن کو مباہلے کا چیلنج دے رہے تھے اُن کے بیوی بچے، مرد، عورتیں بڑے چھوٹے سارے اُس جگہ سے بہت دُور تھے اور ہرگز یہ مقصود نہیں تھا کہ پہلے اُن سب کو یہاں لے کے آؤ پھر مباہلہ قبول ہوگا۔

لیکن اکثر علماء نے ابتہال کا مطلب گالیاں دینا سمجھ رکھا ہے۔ چنانچہ مباہلے کے اس چیلنج کے جواب میں معاند مولویوں کی طرف سے جماعت کے خلاف نہایت ہی گندے، لغو اور بیہودہ اعتراضات پر مشتمل رسالے شائع کر کے لوگوں میں شدید اشتعال پھیلایا گیا۔ شاید ان کے نزدیک ابتہال کا معنی اشتعال ہے۔ بہت سی جگہوں پر مباہلہ کا چیلنج تقسیم کرنے والے احمدیوں کو یہ کہہ کر اذیتیں دی گئیں اور قید میں ڈالا گیا اور ان پر کئی قسم کے مقدمے کھڑے کئے گئے کہ انہوں نے اس چیلنج مباہلہ کے ذریعہ

ابتہال کی طرف بلا کر انہیں اشتعال دلایا ہے۔ حالانکہ مباہلہ تو معاملہ کو خدا تعالیٰ کی عدالت میں لے کر جانے کا نام ہے اور اس کا تعلق دنیا کی عدالت سے ہے ہی نہیں۔

بعض اہلِ سنّت علماء کا یہ مؤقف تھا کہ غیر مسلم سے مباہلہ نہیں ہوسکتا یعنی ان معنوں میں کہ وہ کہتے ہیں کہ غیر مسلم کو حق نہیں ہے کہ مباہلہ کا چیلنج دے۔ اور چونکہ وہ احمدیوں کو غیر مسلم سمجھتے ہیں اس لئے وہ یہ مباہلہ کا چیلنج قبول نہیں کر سکتے۔

بعض نے یہ کہا کہ مباہلہ کا چیلنج ہم اس لیے قبول نہیں کر سکتے کہ قرآن کریم سے نصّ صریح سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں آسکتا۔ تو چونکہ ختم نبوت کا ہمارا عقیدہ قرآن کی نص صریح سے ثابت شدہ ہے اس لیے اس پر مباہلہ نہیں ہوسکتا۔

اب جہالت کی حد ہے کہ حضرت اقدس محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت سے بڑھ کر خاتمیت ثابت ہے۔ قرآن کریم نے تو مباہلہ کا چیلنج ہی اس بات پر دیا تھا کہ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہیں یا مخالف سچا ہے اور وہ ان کے نزدیک نص صریح سے ثابت نہیں تھا۔ **نعوذ باللہ من ذالك**۔ اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اجازت تھی کہ وہ چیلنج دے دیں۔ کیونکہ آپ کی صداقت خدانخواستہ **نعوذ باللہ من ذالك** چونکہ مبہم تھی اس لیے مباہلہ کے لئے گویا اس کی وضاحت چاہی گئی تھی۔

پھر انگلستان میں بعض علماء نے اس بات کا اظہار کیا کہ مباہلہ کا چیلنج منظور ہے۔ آپ بھی اپنے بیوی بچوں کو لے کے آجائیں ہم بھی آجاتے ہیں اور پھر ہم دریائے ٹیمز میں چھلانگ لگائیں گے اور جو پار اُتر جائے گا وہ سچا اور جو ڈوب جائے گا وہ جھوٹا۔

معاند مولویوں کے ایسے بیانات سے صاف پتہ چلتا ہے کہ وہ دین کے معاملے میں ہر گز سنجیدہ نہیں۔ وہ تمسخر سے یا گالیاں دے کر یا شور مچا کر سمجھتے ہیں کہ اپنا مقدمہ جیت جائیں گے لیکن فی الحقیقت خدا کی عدالت میں مقدمہ لے جانا ہی نہیں چاہتے۔ ان کے بیانات کو پڑھیں تو معلوم ہوگا کہ وہ آخر دنیا کے فیصلے کی طرف لوٹتے ہیں یا دنیاوی مقابلوں کے ذریعہ فیصلہ کرنا چاہتے ہیں۔

ایک صاحب نے پاکستان سے اس چیلنج کو قبول کرتے ہوئے یہ پیغام بھیجا کہ دنیا کی کسی چوٹی کی

عمارت سے یا پہاڑی سے کسی بلندی سے آپ بھی چھلانگ لگائیں میں بھی چھلانگ لگاتا ہوں جو بچ جائے وہ سچا۔ جو نہ بچے گا وہ جھوٹا۔ حالانکہ یہ وہی چیلنج ہے جو شیطان نے مسیح کو دیا تھا اور مسیح نے اسی سے اُس کو پہچانا تھا۔

لاہور سے طاہر القادری صاحب نے اعلان کیا کہ فلاں تاریخ کو ہم منٹو پارک پہنچ جائیں گے۔ اُس تاریخ کو مرزا طاہر احمد کا اپنے ساتھیوں سمیت رات کے بارہ بجے وہاں موجود ہونا ضروری ہے اور اگر وہ نہ پہنچے تو پھر ہم ایک مہینہ انتظار کریں گے۔ ایک مہینے کے بعد پھر ہم حکومت پاکستان سے کہیں گے کہ ان کے ہارنے کا اور ہمارے جیتنے کا اعلان کردیں۔ گویا ان کی عدالت ہی دنیا کی عدالت ہے، ان کا خدا گویا حکومت پاکستان ہے اور اُس نے فیصلہ کرنا ہے۔ کبھی کسی مباہلے کا فیصلہ اس طرح ہوا ہے کہ فلاں حکومت نے اعلان کردیا کہ فلاں ہار گیا فلاں جیت گیا؟ وہ سمجھتے ہیں چالاکی سے، ہوشیاری سے، چرب زبانی سے اگر ہم دنیا پر اور اپنے مریدوں پر یہ اثر ڈال دیں کہ ہم جیت گئے اور دشمن ہار گیا تو یہی مباہلہ کا انجام ہے اور یہی بہت کافی ہے۔ حالانکہ یہ کافی نہیں ہے۔ اب تک خدا تعالیٰ نے مباہلہ کے بعد جو نشان ظاہر فرمائے ہیں اس سے ایک بات تو ثابت ہوئی کہ ان کا جھوٹا ہونا دن بدن کھلتا چلا جارہا ہے۔

(ماخوذ از خطبہ جمعہ فرمودہ 5/اگست 1988ء۔ خطباتِ طاہر جلد 7 صفحہ 531 تا 545)

مباہلہ کا چیلنج اور پروفیسر طاہر القادری

حضور رحمہ اللہ کی طرف سے مباہلہ کے چیلنج کے جواب میں جناب طاہر القادری صاحب کے اس قسم کے بیانات پر جماعت احمدیہ کے پریس سیکرٹری رشید احمد چوہدری صاحب کی طرف سے ان کے نام ایک خط لکھا گیا۔ یہ خط روزنامہ آغاز کراچی 24/اکتوبر 1988ء میں شائع ہوا۔

(یہ خط ہفت روزہ بدر قادیان 17/نومبر 1988ء میں بھی شائع ہوا۔ اور ذیل میں ہدیۂ قارئین ہے۔)

”جناب طاہر القادری صاحب!

آپ کی طرف سے امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کے مباہلہ کے چیلنج کے جواب میں جو اشتہاری قسم کے خطوط اور بیانات اخباروں میں شائع ہورہے ہیں ان کے

مطالعہ کے بعد ہم پُورے وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ نہ صرف یہ کہ آپ اس معاملہ میں سنجیدہ نہیں بلکہ آپ کا دل تقویٰ سے خالی ہے۔ اور آپ کی حیثیت ایک مجمع باز کی سی ہے جو سستی شہرت حاصل کرنے کے لئے چالاکیوں سے کام لے رہا ہے۔

سب سے پہلے تو آپ کا یہ ظاہر کرنا کہ گویا امام جماعت احمدیہ نے چیلنج قبول کرنا ہے صریحًا عوام کی آنکھوں میں دھول ڈالنے کے مترادف ہے۔ کیونکہ امام جماعتِ احمدیہ تو نہ صرف چیلنج دے چکے ہیں بلکہ کھلم کھلا خطبات میں بھی اور تحریر کے ذریعہ بھی متعدد بار آپ لوگوں کے الزامات کے جواب میں لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہہ چکے ہیں اور مباہلہ کے چیلنج کا ایک فریق بن چکے ہیں جس کے بعد تو آپ کی طرف سے ہی قبولیت کا سوال باقی تھا، نہ کہ دوبارہ ان کی طرف سے۔ آپ کو بھی چاہئے تھا کہ جس طرح جماعت احمدیہ نے چیلنج شائع کروایا ہے۔ اخبارات میں اکیلے یا مِل کر اپنے دستخطوں کے ساتھ امام جماعتِ احمدیہ کے چیلنج کے الفاظ کو شائع کراتے اور تحدّی کے ساتھ اعلان کراتے کہ مرزا طاہر احمد ان سب باتوں میں جھوٹا ہے اور جس شخص پر یہ بطور مسیح موعود اور امام مہدی ایمان لایا ہے وہ بھی یقینًا جھوٹا ہے۔ پس جس طرح اس نے لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہہ کر جھوٹے پر لعنت ڈالی ہے ہم بھی قرآن کریم کے بیان کردہ الفاظ میں لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہہ کر پوری ذمّہ داری کے ساتھ یہ اعلان کرتے ہیں کہ مرزا طاہر احمد کے دیئے ہوئے مباہلہ میں جن الزامات کو وہ علماء کی طرف سے بہتان قرار دے رہے ہیں وہ سارے الزامات سچّے ہیں اور اگر ہم جھوٹ بول رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی ہم پر لعنت پڑے۔ اگر آپ میں ذرا سا بھی تقویٰ ہوتا تو یہ سیدھا سادا طریق اختیار کرتے۔

دوسرا پہلو اس مطالبہ سے تعلق رکھتا ہے جو آپ کی طرف سے پیش ہو رہا ہے کہ فلاں میدان میں اکٹھے ہوں اور اگر لاہور فلاں تاریخ کو نہ پہنچیں تو ہم تمہیں جھوٹا سمجھیں گے۔ یا ہمیں وقت دو کہ ہم تمہاری مقرّر کردہ جگہ پر پہنچ کر مباہلہ کریں۔ ہمارے نزدیک یہ سب نفس کی بہانہ سازیاں ہیں اور مباہلہ سے فرار کی راہ! ہمارا یہ ایمان ہے کہ خدا تعالیٰ کائنات میں ہر جگہ ہے اور اس کے قبضۂ قدرت سے کوئی جگہ باہر نہیں اور کوئی مقام اس کے تسلّط اور جبروت سے خالی نہیں۔ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ۔ اس کی کرسی زمین و آسمان پر محیط ہے، نہ کسی دُنیاوی بادشاہ

کی طرح پاکستان یا انگلستان میں کسی مقام پر پڑی ہوئی ہے۔ اُس کو مخاطب کر کے لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہنے میں آپ کو آخر کیا خطرہ ہے؟ اور کیوں فریقین کی موجودگی ضروری ہے؟ کیا خدا تعالیٰ اِس بات پر قادر نہیں کہ آپ کی لاہور میں ڈالی ہوئی لعنت کا انہیں لندن میں شکار بنا دے یا اُن کی دنیا میں کسی مقام سے ڈالی ہوئی لعنت کا آپ کو شکار بنا دے۔ خواہ کہیں بھی آپ ہوں۔

تیسری بات یہ ہے کہ اگر آپ آیتِ مباہلہ سے یہ استنباط کر رہے ہیں کہ آمنے سامنے ہونا ضروری ہے تو اس کی رُو سے پھر تمام "اَنْفُس" جو خواہ کسی فریق سے تعلق رکھتے ہوں، ان کا اپنے سارے بیوی بچّوں کے ہمراہ وہاں موجود ہونا ضروری ہوگا۔ اور کیا پھر ساری دُنیا کے ایک کروڑ احمدیوں کا اور آپ کے مریدوں کا، خواہ وہ ہزاروں میں ہوں یا لاکھوں میں، کسی ایک مقام پر اکٹھا ہونا ممکن ہے؟ آپ اپنی ایک لغو تاویل کو قرآنِ پاک کی طرف منسوب نہ کریں۔

مزید برآں کیا آپ یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ مباہلہ کا چیلنج جو نجران کے عیسائی وفد کو دیا گیا تھا، اس میں اُن سے یہ مطالبہ کیا گیا تھا کہ تم اپنے بیوی بچّوں اور اَنفس کو مدینہ میں حاضر کرو ورنہ مباہلہ نہیں ہو سکے گا۔ یا رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پیشکش فرمائی تھی کہ آپؐ اور آپؐ کے اعزّہ و اقارب اور دیگر مسلمان اَنفس سب نجران میں کسی جگہ اکٹھے ہوں گے۔ پس آپ ایسی لغو تاویل کرتے ہیں جو عقل اور واقعات، دونوں کے خلاف ہے۔

4۔ بہر حال اگر آپ نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ مباہلہ سے بچنے کے لئے یہ بہانہ اختیار کرنا ہے کہ خدا تعالیٰ، نعوذ باللہ، اس بات پر قادر نہیں ہے کہ وہ دُور بیٹھے ہوئے لوگوں پر لعنت کے ابتہال کو قبول فرمائے تو پھر ہم آپ کی توجہ قرآنِ کریم کی ایک دوسری آیت کی طرف مبذول کراتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِيَآءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔ (سورۃ الجمعہ 7) آپ چونکہ سمجھتے ہیں کہ آپ مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے متّبعین کی نسبت خدا تعالیٰ کو زیادہ پیارے ہیں۔ لہٰذا اس آیت کی روشنی میں موت کی تمنّا کر کے دکھائیں کہ اگر آپ اِس دعویٰ میں جھوٹے ہیں تو اللہ تعالیٰ آپ کو ایک عبرتناک موت دے کر دُنیا کے لئے ہدایت کا موجب بنا دے۔

5۔ ہم چونکہ قطعی طور پر اس یقین پر قائم ہیں کہ مباہلہ کے لئے کسی ایک جگہ اکٹھا ہونا ضروری

نہیں۔صرف وضاحت کے ساتھ دنیا کے علم میں لا کر یہ دُعا کرنی ضروری ہے کہ جھوٹے پر خدا کی لعنت ہو۔تا کہ یہ محض انفرادی بددعا نہ رہے بلکہ اس کے نتیجہ میں ظاہر ہونے والے نشان بنی نوع انسان کے لئے ہدایت کا موجب بنیں۔ اِس لئے امام جماعت احمدیہ نے جو پیشکش کی تھی، اس میں ایسی کوئی شرط نہیں رکھی تھی اور وہ خود اپنی جماعت کے ساتھ 10/جون 1988ء بروز جمعۃ المبارک جھوٹے پر لعنت ڈال کر مباہلہ کا ایک فریق پہلے ہی بن چکے ہیں۔پس اگر آپ میں اخلاقی اور ایمانی جرأت ہے تو آپ بھی صاف صاف اعلان کریں کہ آپ کو یہ دعوت منظور ہے یا نہیں؟ اگر منظور ہے تو پھر وہ الزامات دُہرائیں جو آپ لوگ مدّت سے جماعت احمدیہ پر لگاتے چلے آرہے ہیں اور جن کا ذکر مباہلہ کے چیلنج میں کیا گیا ہے اور لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین کہہ کر مباہلہ کا فریق بن جائیں۔

لیکن ہم آپ کو نصیحت کرتے ہیں کہ تقویٰ اختیار کریں اور استغفار سے کام لیں اور خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ امام کے خلاف بے باکی چھوڑ دیں تا کہ آپ خدا کی ناراضگی سے بچیں۔ اور اب تک خدا تعالیٰ نے جو تائیدی نشان ظاہر فرمائے ہیں، ان سے عبرت حاصل کریں۔

مباہلہ کا لبِّ لباب تو یہ ہے کہ دوسرے فریق کا جھوٹ دنیا پر ظاہر ہو جائے۔اگر آپ نے بقیہ امور کے متعلق ضِد کا مظاہرہ کرنے کا فیصلہ بھی کر لیا ہو تو بھی مخالف علماء کے اس جھوٹ کا آپ کیا عذر پیش کریں گے جس کا مباہلہ میں ذکر ہے۔ اور وہ جھوٹ سب دنیا کے سامنے طشت از بام ہو چکا ہے۔یعنی جماعت احمدیہ اور امام جماعت احمدیہ پر اسلم قریشی کے قتل کا الزام۔

اگر آپ اِس تنبیہ کے باوجود بھی دھوکہ دہی سے باز نہ آئے اور عوام پر یہ تأثر ڈالا کہ آپ مباہلہ کا چیلنج دے رہے ہیں اور گویا ہم راہِ فرار اختیار کر رہے ہیں تو ہماری دُعا ہے کہ خدا تعالیٰ آپ کے اِس فعل کو مباہلہ کی قبولیت کے مترادف سمجھتے ہوئے آپ کے متعلق اپنا قہری نشان ظاہر فرمائے۔

خاکسار:

رشید احمد چوہدری

پریس سیکرٹری جماعت احمدیہ۔لندن''

(بحوالہ ہفت روزہ بدر قادیان۔17/نومبر 1988ء صفحہ 11)

جماعت اسلامی کے سربراہ کو مباہلہ کا چیلنج اور ان کا ردِّ عمل

جماعت اسلامی کے سربراہ میاں طفیل محمد کو بھی مباہلہ کا چیلنج بھجوایا گیا تھا۔ انہوں نے جو جواب دیا اس کے اہم نکات کا جواب دیتے ہوئے انہیں مکرم رشید احمد چوہدری صاحب پریس سیکرٹری نے لکھا:

''جناب میاں طفیل محمد صاحب!

آپ کا خط حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمتِ اقدس میں موصول ہوا۔ آپ کے خط کے اہم نکات کا جواب اختصار کے ساتھ درج ذیل ہے۔

1۔ آپ نے فرمایا ہے کہ احمدیوں کو قرآن پاک کی اصطلاحیں استعمال کرنے کا کوئی حق نہیں کیونکہ ''ہماری پارلیمان، ہماری عدالتیں اور ہمارے علماء و مفکّرین سب کے سب مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے پیروکاروں کو خارج از اسلام اور غیر مسلم قرار دے چکے ہیں''۔

آپ کی اس تحریر سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آپ محض ایک دنیا دار آدمی ہیں اور مذہب کو بھی صرف سیاست کے ترازو میں تولنا جانتے ہیں۔ تبھی تو آپ نے خدا اور اس کے رسول کے فیصلوں کو یکسر نظر انداز کر کے پارلیمان کے فیصلے کا حوالہ دیا ہے۔ یہ پارلیمان وہ ہے جس کی اکثریت خود آپ کے نزدیک دینی علم و عمل سے عاری تھی۔ آپ نے قرآن کریم، احادیث اور تمام سابقہ ائمہ اسلام سے ہٹ کر یہ عجیب مسلک اختیار کر لیا ہے کہ کسی شخص یا جماعت کے مسلمان ہونے کا فیصلہ خدا اور اس کا رسولؐ نہیں کریں گے۔ بلکہ ملکی پارلیمان، عدالتیں اور ملّاں مجاز ہیں کہ جس کو چاہیں مسلمان قرار دیں اور جس کو چاہیں دائرہ اسلام سے خارج کر دیں۔

جماعت احمدیہ کا مؤقف ہمیشہ سے یہی رہا ہے کہ ہر وہ شخص جو کلمۂ شہادت پڑھتا ہے اور اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے، اس کے مسلمان کہلانے کا حق دنیا میں کوئی اس سے نہیں چھین سکتا۔ یہ حق اس کو خدا اور رسولؐ نے دیا ہے۔ اور دنیا کی طاقت نہیں کہ اس سے اس حق کو چھین سکے جو خدا اور رسول نے اس کو عطا کیا ہے۔

آپ کے خط سے یہ بھی کوتاہ نظری معلوم ہوئی کہ اسلام تو عالمگیر ہے اور آپ پاکستان کی پارلیمنٹ

کے فیصلے کو ایک عالمگیر مذہب کے اوپر چسپاں کرنے کا زعم رکھتے ہیں۔ پاکستان کا قانون تو پاکستان کی جغرافیائی حد سے باہر نہیں جاتا جبکہ اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین تھے۔ اِس لئے پاکستان ہو یا کوئی اور ملک کسی کے سیاسی فیصلے کا مذہبِ اسلام پر کوئی اثر نہیں ہو سکتا۔

2۔ آپ نے یہ بھی لکھا ہے کہ ''ہمارے نزدیک مباہلہ تو کجا، کسی بحث وتکرار کے لئے آمادگی بھی ارتکابِ کفر کے مترادف ہے۔''

آپ کی یہ بات بھی قرآن کریم اور سنتِ رسولؐ کے بالکل برعکس ہے۔ اور آپ کا مؤقف یہ بنتا ہے کہ چونکہ آپ کو احمدیت کے جھوٹا ہونے اور اپنے سچا ہونے پر کامل اعتماد ہے، اس لئے کسی مباہلہ کی گنجائش ہی نہیں رہتی۔ آپ نے یہ اتنا خطرناک مؤقف اختیار کیا ہے اور حضرت اقدس محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی ایسی ہتک کی ہے کہ آپ پر کثرت سے استغفار لازم ہے۔ جب حضورِ اکرمؐ نے نجران کے عیسائیوں کو مباہلہ کی دعوت دی تو کیا نعوذ باللہ آپؐ کو ان کے جھوٹا ہونے اور اپنے سچا ہونے میں کسی قسم کا شک تھا؟ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ کر آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی پر ایمان ہے؟ آپ کی ذہنی الجھنوں اور تضاد پر افسوس ہوتا ہے کہ عالم دین کہلا کر کس قدر دین کی مبادیات سے غافل ہیں۔

آپ کے خط کے دوسرے حصے میں جن الزامات کا ذکر کیا گیا ہے یہ تو سب وہی الزامات ہیں جو ہمیشہ جماعت پر لگائے جاتے ہیں اور آپ کی اس قسم کی دل آزاریوں کی وجہ سے ہی تو آپ کو دعوتِ مباہلہ دی گئی ہے۔ آپ پھر انہی باتوں کو دہرا رہے ہیں۔

حضرت امام جماعت احمدیہ کو ان الزامات کے جھوٹا ہونے پر اتنا یقین ہے کہ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْن کہا ہے۔ اگر آپ کو ان الزامات کی صداقت پر اتنا ہی یقین ہے تو پھر لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْن کہنے میں کیا حرج ہے؟ کیا عالم الغیب والشہادۃ خدا کو علم نہیں کہ کون سچا ہے اور کون جھوٹا؟ آپ کے لئے تو یہ بہترین موقعہ ہے کہ آپ حضرت امام جماعت احمدیہ کا یہ چیلنج قبول کر کے عوام الناس

کو گمراہی سے بچالیں۔ ہماری تو سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ آخر آپ فیصلہ خدا تعالیٰ کی عدالت میں لے جانے سے ہچکچاہٹ کیوں ظاہر کر رہے ہیں۔''

(بحوالہ ہفت روزہ 'بدر' قادیان 19/ جنوری 1989ء صفحہ 1 اور 6)

مباہلہ کا اصل مقصود

حضور رحمہ اللہ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 5/ اگست 1988ء میں بتایا کہ مباہلہ سے مقصد صرف اتنا ہے کہ خدا تعالیٰ ایسے روشن نشان ظاہر فرمائے جس کے نتیجہ میں کثرت سے لوگ ہدایت پائیں۔ آپؒ نے فرمایا:

''...اس لیے اگر عبرت انگیز نشان چاہتے ہیں تو اس وجہ سے کیونکہ عبرت میں دنیا کا ایک نشان کو دیکھنے کا مضمون شامل ہوتا ہے۔ جب کہتے ہیں کہ فلاں سزا میں عبرت پائی جاتی ہے تو مراد یہ ہے کہ لوگ کثرت سے اُسے دیکھیں اور اُس سے استفادہ کریں۔ تو آپ عبرت کے نشان ضرور مانگیں اور یہ دعا ضرور کریں کہ وہ علماء جو بد کلامی سے باز نہیں آرہے، جو مباہلہ کے مضمون کو بھی دھوکے کے لیے استعمال کر رہے ہیں اور مزید خلقِ خدا سے مکرو فریب سے کام لے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کے مکرو فریب ننگے کر دے، اُن کے جھوٹ ظاہر فرما دے اور انہیں عبرتناک سزائیں دے۔ تا کہ دنیا اُن کی سزاؤں سے استفادہ کرے اور وہ جو ڈرنے والے ہیں اور وہ خاموش اکثریت جو دراصل تماشابین ہے اُسے بھی اس عذاب سے بچائے... خدا تعالیٰ سے یہ دعا کریں کہ صرف وہ معاندین تیرے عذاب کے نیچے آئیں اور عبرت کا نشان بنیں جنہوں نے عمداً جانتے بوجھتے حق کی مخالفت کا بیڑہ اُٹھا رکھا ہے... اور کھلم کھلا کذّاب ہیں اور شرارت اور افترا پردازی سے باز نہیں آرہے اور اُن کے وہ مرید اور ماننے والے جو ہمیشہ فساد میں اُن کا ساتھ دیتے ہیں اور جب وہ انہیں معصوم انسانوں پر ظلم کے لیے بلاتے ہیں تو لبیک کہتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں صرف ان کو اپنے عذاب کا نشان بنا اور عبرت کا نشان بنا۔

...اگر عبرت کے نشان کے ساتھ ساری قوم ہی مٹ جائے تو پھر حق کو قبول کون کرے گا۔ اس خیال سے بھی... کہ اکثریت بچ جائے، اکثریت اس نشان کو دیکھے، اکثریت اس نشان سے فائدہ اُٹھائے اور اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ اس مباہلہ کے بعد احمدیت ایک عظیم

الشان طاقت کے طور پر اُبھرے اور اتنا عظیم نشان ظاہر ہو کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ علاقوں کے علاقے مسلمانوں کے احمدیت کے ساتھ شامل ہو جائیں اور وہ فتح کا دن جو ہمیں دُور دکھائی دے رہا ہے۔ اس بڑھتی ہوئی، پھیلتی ہوئی توانا تر ہوتی قوت کے ساتھ جلد تر ہمارے قریب آجائے اور تمام دنیا پر ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کا جھنڈا نصب کر سکیں۔"

(خطباتِ طاہر شائع کردہ طاہر فاؤنڈیشن ربوہ جلد 7 صفحہ 538 تا 540)

....

اس مباہلہ کے نتیجہ میں احمدیت کی صداقت کو ظاہر کرنے والے اور مکذّبین و مکفّرین کے جھوٹ اور افتراء پر مبنی الزامات کی قلعی کھولنے والے متعدد عظیم الشان نشانات ظاہر ہوئے۔ احمدیت کے مخالف وہ علماء اور مسلمان حکومتوں کے سربراہ جو جماعت احمدیہ پر کبھی انگریزوں کے، کبھی امریکہ کے اور کبھی یہودیوں کے ایجنٹ ہونے کے الزام دھرتے تھے اس مباہلہ کے بعد عالمی سطح پر ایسے واقعات رونما ہوئے کہ خود انہی لوگوں پر یہ الزام ٹھوس حقائق کے ساتھ واپس لَوٹائے گئے اور دنیا پر خوب آشکار ہو گیا کہ کون کس کا ایجنٹ ہے اور کون کس کے مفادات کا محافظ ہے۔

اسی طرح وہ لوگ جو احمدیوں کو پاکستان کا دشمن اور ملکی سلامتی کے لئے خطرہ قرار دیتے تھے اور ملک کے اندر ہر قسم کی بدامنی اور فساد کا اور دہشتگردی اور تخریب کاری کا ذمہ دار احمدیوں کو ٹھہراتے تھے خود وہی ان حرکتوں میں ملوّث ثابت ہوئے۔ ایک ایک جھوٹ اور افتراء انہی پر واپس لَوٹا۔ اور یہ تمام امور قطعی شواہد کے ساتھ اخبارات اور میڈیا میں محفوظ ہو گئے۔ خدا کی لعنت کی مار ان جھوٹوں پر پڑی اور وہ طرح طرح کی ذلّت و نکبت اور عذاب اور قہری تجلّیوں کا نشانہ بنے۔ ان سب باتوں کی عبرت انگیز تفصیلات بہت طویل ہیں۔ وقت آئے گا اور لکھنے والے تحقیق کر کے ان باتوں کو لکھیں گے۔ لیکن سرِ دست ہم اس تفصیل میں جانا نہیں چاہتے۔

....

اس کے بالمقابل خلافت حقّہ اسلامیہ احمدیہ سے وابستہ جماعت احمدیہ پر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور فضلوں کی برسات خوب کھل کر برسی۔ جماعت کو برکت پر برکت عطا ہوئی اور اس مباہلہ کے بعد

آنے والا ہر دن، ہر مہینہ اور ہر سال احمدیت کی صداقت کو روشن تر کرنے والا ثابت ہوا۔ یہ مضمون بھی بہت طویل اور حد درجہ ایمان افروز ہے۔

اس کتاب میں صرف بعض پہلوؤں سے احمدیت کی ترقی کا اختصار کے ساتھ ذکر کیا جا رہا ہے۔ اور احمدیت کی حقّانیت کو ثابت کرنے والے لاتعداد نشانوں میں سے بعض کا تذکرہ ہدیۂ قارئین ہے۔ امرِ واقعہ یہ ہے کہ

؎ اِک نشاں کافی ہے گر دِل میں ہو خوفِ کردِگار

....

مباہلہ کے نتیجہ میں دشمنوں کو ذلیل و رُسوا کرنے والا ایک حیرت انگیز نشان

مبیّنہ 'مقتول' اسلم قریشی کی زندہ سلامت واپسی

مباہلہ کے چیلنج میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اپنے اوپر لگائے جانے والے اس الزام کا خاص طور پر ذکر فرمایا تھا جس میں کہا گیا تھا کہ آپ اسلم قریشی نامی ایک شخص کے اغواء اور قتل میں ملوّث ہیں (نعوذ باللہ)۔ حضورؒ نے اس الزام کا معیّن طور پر ذکر کرتے ہوئے اور اسے سراسر جھوٹ اور افتراء قرار دیتے ہوئے 'لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ' کی دعا کی تھی۔ اللہ تعالیٰ کی یہ شان ہے کہ ابھی اس مباہلہ کے چیلنج کو ایک ماہ ہی گزرا تھا کہ اسلم قریشی نامی وہ شخص جس کے قتل کا الزام بحیثیت سربراہ جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع (رحمہ اللہ) پر لگایا جاتا تھا اور ساری جماعت کو اس پر متّہم کیا جاتا تھا زندہ سلامت ایران سے کوئٹہ (پاکستان) پہنچ گیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے جلسہ سالانہ یُو کے 1988ء کے موقع پر 22/ جولائی کو اپنے افتتاحی خطاب میں اسلم قریشی کی واپسی اور مخالفین پر مباہلہ کی اس زبردست مار اور ان کے جھوٹ اور افتراء کا پردہ فاش ہونے کا ذکر کرتے ہوئے اسے خدا تعالیٰ کا ''ایک حیرت انگیز نشان'' قرار دیا ''جس نے دشمنوں کو رُسوا اور ذلیل کر دیا۔''

یہ اسلم قریشی وہی شخص ہے جو اسلام آباد (پاکستان) میں ایک لِفٹ آپریٹر تھا۔ جس نے صاحبزادہ

مرزا مظفر احمد صاحب پر اسلام آباد میں قاتلانہ حملہ کیا تھا۔ اس قاتلانہ حملہ کے نتیجہ میں یہ صاحب اچانک مولانا بن گئے اور مولانا بھی اس پایہ کے کہ تحفظ ختم نبوّت کی مجلس میں اور مجلس احرار میں ان کو بے بدل عاشقِ رسول کے خطاب دیئے گئے۔ اس شخص کے متعلق مخالف احمدیت مُلّاؤں نے حلف اٹھا اٹھا کر اور واشگاف الفاظ میں یہ اعلان کیے ہوئے تھے کہ احمدیوں کی طرف سے نہ صرف یہ کہ اس کو اغوا کیا گیا ہے بلکہ اغوا کر کے قتل کر دیا گیا ہے۔ یہاں تک اعلان تھے کہ قصرِ خلافت (ربوہ) کی عمارت کو اکھاڑیں اس کی زمین میں سے اس مولوی کی لاش نکلے گی۔ اور یہ اعلان کیے گئے تھے کہ اگر ہم جھوٹے ثابت ہوں تو ہمیں بر سر عام پھانسی دی جائے، کوڑے لگائے جائیں، گولی سے اڑا دیا جائے۔ (ملاحظہ ہوں اخبار جنگ لاہور 26/فروری 1983ء بیان مولانا عبدالقادر روپڑی، لولاک 20/مئی 1983ء صفحہ 5، لولاک 27/مئی 1983ء، جسارت 11/جولائی 1984ء، ہفت روزہ ختم نبوّت انٹرنیشنل جلد 4 شمارہ 31 صفحہ 15، امروز 12/فروری 1986ء، ہفت روزہ چٹان 19/نومبر 1984ء، لولاک 14 جولائی 1983ء صفحہ 14، وفاق لاہور 25/نومبر 1984ء، نوائے وقت لاہور 18/فروری 1984ء)

اسلم قریشی کی رُوپوشی کے حوالہ سے اخبارات میں شائع ہونے والی مختلف خبروں کے تجزیہ سے یہ بات خوب کھل جاتی ہے کہ یہ ایک باقاعدہ سازش تھی اور کوئی اتفاقی حادثہ نہیں تھا۔ اس حوالہ سے عوام میں جماعت کے خلاف خوب اشتعال پھیلایا گیا اور احمدیوں کو طرح طرح کے مظالم کا نشانہ بنایا گیا۔ اس ساری مہم میں اُس وقت کے فوجی آمر جنرل ضیاء الحق کی پُشت پناہی مُلّاؤں کو حاصل تھی۔

چنانچہ 8/مئی 1984ء کے روزنامہ نوائے وقت میں حکومت پاکستان کے فوجی آمر جنرل ضیاء الحق کی طرف منسوب یہ خبر شائع ہوئی کہ ”اسلم قریشی کی گمشدگی کا معاملہ میرے لئے باعث تشویش ہے۔“

اسی طرح اخبارات میں یہ بھی ذکر ہوا کہ جنرل ضیاء نے پولیس کو جلد سے جلد اور کم سے کم وقت میں اپنی تحقیقات فائنلائز کرنے کی تاکید کی ہے۔

22/فروری 1985ء کو یہ اعلان اخبار میں شائع ہوا کہ صدر پاکستان نے سیالکوٹ کے مولانا اسلم قریشی کی گمشدگی کا معاملہ حل نہ کرنے پر سخت نوٹس لیا اور پولیس کو ڈرایا دھمکایا ہے کہ تم کیوں اس معمّہ کو جلد

حل نہیں کرتے۔صدر پاکستان نے پنجاب پولیس کو تمام وسائل بروئے کار لانے کی ہدایت کی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اسلم قریشی کی رُوپوشی اور مباہلہ کے چیلنج کے بعد اس کی بازیابی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ نے جب مجھے یہ توفیق عطا فرمائی کہ مَیں تمام معاندین احمدیت کو مباہلہ کا چیلنج دوں تو اس میں مَیں نے یہ بات بطور خاص لکھی، خطبے میں بھی بیان کی اور تحریر میں یہ بات شامل کی کہ تم بحیثیت سربراہ جماعت احمدیہ مجھ پر ایک شخص اسلم قریشی کے قتل کا الزام لگا رہے ہو...اس لئے تمہیں مباہلہ کا چیلنج دیتے ہوئے مَیں اس بات کو بھی شامل کرتا ہوں۔تم بھی خدا کی قسم کھا کر کہو کہ واقعۃً اس شخص کو اغوا کر کے قتل کر دیا گیا ہے اور جماعت احمدیہ کے سربراہ نے ایسا کیا ہے اور مَیں بھی اعلان کرتا ہوں کہ ’الف‘ سے ’ی‘ تک یہ سارا دروغ ہی دروغ، جھوٹ ہی جھوٹ ہے۔ پس تم بھی خدا کی لعنت ڈالو جھوٹے پر اور مَیں بھی خدا کی لعنت ڈالتا ہوں جھوٹے پر۔ یہ اس تاریخ کا اعلان ہے اور ایک مہینے کے اندر اندر بلکہ بعینہٖ ایک مہینے پر عین اس تاریخ کو، جولائی ہی کی اس تاریخ کو اسلم قریشی صاحب ایران سے کوئٹہ پہنچ گئے۔ گو ان کے پہنچنے کی خبریں کچھ دن بعد شائع ہوئیں۔لیکن یہ بات مسلّمہ اور مصدّقہ ہے کہ وہ عین دس تاریخ کو پاکستان میں داخل ہوئے ... 13/ جولائی 1988ء کو ایک پریس کانفرنس بلائی گئی جس میں آئی جی پنجاب پولیس نے یہ انکشاف کیا اور اس پر مولانا اسلم صاحب کے ساتھ پریس والوں نے کچھ سوال بھی کئے جن کے جواب بھی اخبار میں شائع ہوئے۔“

اس پریس کانفرنس میں اسلم قریشی صاحب نے کہا کہ مَیں نے نامساعد گھریلو اقتصادی حالات اور ناموافق دینی ماحول سے تنگ آ کر خود ہی رختِ سفر باندھا اور یہاں سے پہلے گوادر اور پھر ایران چلا گیا اور بعد میں ایرانی فوج میں بھرتی ہو گیا۔...اس نے یہ بھی کہا کہ میں خود اس لئے گم نہیں ہوا کہ قادیانی اقلیت کو پریشان کروں۔اس نے یہ بھی اقرار کیا کہ مجھے کسی نے اغوا نہیں کیا تھا بلکہ میں اپنی مرضی سے بعض وجوہ کی بنا پر ایران گیا تھا۔(دیکھیے اخبارات نوائے وقت لاہور 13/ جولائی 1988ء، مشرق لاہور 13/ جولائی 1988ء ، روزنامہ جنگ لاہور 13 جولائی 1988ء ،

اِمروز 13/جولائی 1988ء، جنگ 14/جولائی 1988ء، روزنامہ ملّت لندن 14/جولائی 1988ء وغیرہ)

اسلم قریشی کی رُوپوشی اور واپسی اور اس کے بیانات سے یہ بات خوب واضح ہوگئی کہ جماعت احمدیہ پر اس کے اغوا اور قتل کا الزام سراسر جھوٹ اور افتراء تھا۔ اسلم قریشی کے اس طرح اچانک سامنے آنے سے معاند احمدیت علماء کا نہ صرف جھوٹا ہونا ثابت ہوا بلکہ ان کی ذلّت و رسوائی بھی ہوئی اور یہ واقعہ عین اس وقت ہوا جبکہ ایک مہینہ پہلے باقاعدہ ان کو مباہلہ کا چیلنج دیا گیا تھا اور اُس میں اس الزام کا ذکر کرتے ہوئے جھوٹوں پر خدا کی لعنت ڈالی گئی تھی۔ بلاشبہ یہ ایک حیرت انگیز نشان تھا جو مباہلہ کے نتیجہ میں ظاہر ہوا اور جس نے جھوٹوں کو ذلیل و رسوا کر دیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اپنی ایک نظم میں اس نشان کا ذکر فرمایا جو جلسہ سالانہ یُوکے 1988ء پر پڑھی گئی۔ آپ فرماتے ہیں:۔

دیکھو اِک شاطر دُشمن نے کیسا ظالم کام کیا
پھینکا مکر کا جال اور طائرِ حق زیرِ الزام کیا
ناحق ہم مجبوروں کو اِک تُہمت دی جلّادی کی
قتل کے آپ ارادے باندھے ہم کو عبث بدنام کیا
دیکھو پھر تقدیرِ خدا نے، کیسا اُسے ناکام کیا
مکر کی ہر بازی الٹا دی، دَجل کو طشت از بام کیا
اُلٹی پڑ گئیں سب تدبیریں کچھ نہ دَغا نے کام کیا
دیکھا اِس بیماریٔ دل نے، آخر کام تمام کیا
زِندہ باد غلامِ احمد، پڑ گیا جس کا دُشمن جھوٹا
جَاءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا
جب سے خدا نے اِن عاجز کندھوں پر بارِ اَمانت ڈالا
راہ میں دیکھو کتنے کٹھن اور کتنے مہیب مَراحِل آئے

بھیڑوں کی کھالوں میں لپٹے، کتنے گُرگ ملے رَستے میں
مقتولوں کے بھیس میں دیکھو، کیسے کیسے قاتل آئے
آخر شیرِ خدا نے بپھر کر، ہر بَن باسی کو للکارا
کوئی مُبارِز ہو تو نکلے، سامنے کوئی مباہل آئے
ہمت کس کو تھی کہ اُٹھتا، کس کا دِل گردہ تھا نکلتا
کس کا پِتّا تھا کہ اُٹھ کر، مردِ حق کے مُقابل آئے
آخر طاہر سچا نکلا، آخر مُلّاں جھوٹا نکلا
جَاءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلِ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا
مُلّاں کیا رُوپوش ہوا اِک، بلّی بھاگوں چھینکا ٹُوٹا
اپنے مریدوں کی آنکھوں میں جھونکی دُھول اور پیسہ لُوٹا
قَریہ قَریہ فساد ہوئے تب، فتنہ گر آزاد ہوئے سب
احمدیوں کو بستی بستی پکڑا دھکڑا مارا کوٹا
کر ڈالیں مِسمار مساجِد لُوٹ لئے کتنے ہی معابد
جن کو پلید کہا کرتے تھے، لے بھاگے سب اُن کا جُوٹھا
کاٹھ کی ہنڈیا کب تک چڑھتی، وہ دِن آنا تھا کہ پھٹتی
وہ دِن آیا اور فریب کا، چوراہے میں بھَانڈا پُھوٹا
کہتے ہیں پولیس نے آخر، کھود پہاڑ نکالا چُوہا
جَاءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلِ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا
جاؤں ہر دَم تیرے وارے، میرے جانی میرے پیارے
تُو نے اپنے کرم سے میرے، خود ہی کام بنائے سارے
پھر اِک بار گڑھے میں تُو نے، سب دُشمن چُن چُن کر اُتارے

کر دیئے پھر اک بار ہمارے آقا کے اونچے مینارے
اے آڑے وقتوں کے سہارے، سُبحان اللہ یہ نظّارے
اِک دُشمن کو زِندہ کر کے مار دیئے ہیں دُشمن سارے
دیکھا کچھ۔ مغرب کے اُفق سے کیسا سچّ کا سُورج نکلا
بُجھ گئے دیپ طِلسمِ نظر کے، مِٹ گئے جھوٹ کے چاند ستارے
اپنا منہ ہی کر لیا گندا، پاگل نے جب چاند پہ تھوکا
جَاءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا

(جلسہ سالانہ یُوکے 1988ء بحوالہ کلامِ طاہر صفحہ 31 تا 33)

جنرل ضیاء الحق سے متعلق نشان

حکومتِ پاکستان کے صدر جنرل ضیاء الحق نے برسرِ اقتدار آنے کے چند ہفتے بعد ہی احمدیت کے خلاف زہر اُگلنا شروع کر دیا تھا۔ چنانچہ اس نے فخریہ بیان دیا کہ ''ہم قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے چکے ہیں۔''

(نوائے وقت 13ر ستمبر 1977ء صفحہ 4)

6 تا 8 اکتوبر 1978ء کو ضیاء حکومت کے زیرِ اہتمام پہلی ایشیائی کانفرنس کراچی میں منعقد ہوئی جس میں احمدیوں کے غیر مسلم ہونے اور ان کے بائیکاٹ کرنے کی قرارداد منظور کی گئی۔

(مطبوعہ رپورٹ کانفرنس صفحہ 69 تا 71)

24ر مارچ 1981ء کو جنرل ضیاء نے عبوری آئین کے لئے ایک نئی شِق کا اضافہ کر کے وضاحت کی کہ قادیانی غیر مسلم ہیں۔

30ر مئی 1981ء کو ضیاء حکومت نے تفسیر صغیر کو ضبط کر لیا جس کے بعد مخالف احمدیت سرگرمیوں میں اضافہ ہو گیا۔

18ر نومبر 1983ء کو جنرل ضیاء نے بیان دیا کہ میں قادیانیوں کو کافر سے بھی بدتر سمجھتا ہوں۔

(روزنامہ جنگ 18 دسمبر 1983ء)

اس پس منظر میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اپنے عہد خلافت کے دوسرے جلسہ سالانہ (دسمبر 1983ء) کے موقع پر اپنی ایک پُرشوکت نظم میں جو اِنذار فرمایا وہ بعد میں حیرت انگیز طور پر ایک نشان کی صورت میں پورا ہوا۔ آپ نے فرمایا:

دو گھڑی صبر سے کام لو ساتھیو! آفتِ ظلمت و جور ٹل جائے گی
آہِ مومن سے ٹکرا کے طوفان کا، رُخ پلٹ جائے گا، رُت بدل جائے گی
تُم دعائیں کرو یہ دُعا ہی تو تھی، جس نے توڑا تھا سَر کِبر نمرود کا
ہے ازل سے یہ تقدیرِ نمرودیت، آپ ہی آگ میں اپنی جل جائے گی
یہ دُعا ہی کا تھا معجزہ کہ عصا، ساحروں کے مقابِل بنا اژدھا
آج بھی دیکھنا مردِ حق کی دعا، سحر کی ناگنوں کو نگل جائے گی
ہے ترے پاس کیا گالیوں کے سوا، ساتھ میرے ہے تائیدِ ربّ الورىٰ
کل چلی تھی جو لیکھو پہ تیغِ دعا، آج بھی اِذن ہوگا تو چل جائے گی
دیر اگر ہو تو اندھیر ہرگز نہیں، قولِ اُمْلِیْ لَهُمْ اِنَّ کَیْدِیْ مَتِیْن
سُنّت اللہ ہے، لَا جَرَمْ بِالْیَقِیْن، بات ایسی نہیں جو بدل جائے گی

19/دسمبر 1983ء کو جنرل ضیاء نے ایک غضب آلود بیان میں احمدیوں کو منافقین اور مشرکین قرار دیتے ہوئے دھمکی دی کہ انہیں ختم نبوّت یا نظریہ اسلام سے کھیلنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔

(روزنامہ جنگ لاہور 20/دسمبر 1983ء)

اگلے سال 17/فروری 1983ء کو ایک خاص سازش کے تحت اسلم قریشی کی پُراسرار گمشدگی کا ڈھونگ رچایا گیا اور اس کے اغوا اور قتل کی تہمت جماعتِ احمدیہ کے مقدس امام حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ پر لگائی گئی۔

(یہ شخص 12/جولائی 1988ء کو ڈرامائی انداز میں واپس آ گیا۔ اس کی تفصیل الگ بیان ہو چکی ہے۔)

15/اپریل 1984ء کو جنرل ضیاء الحق نے لاہور میں ایک سیمینار میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ قادیانیوں کو اپنے عقائد کی تشہیر کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ اگر انہوں نے اپنی تبلیغ بند نہ کی تو ان کے

خلاف سخت اقدامات کئے جائیں گے۔ان کے اخبار ورسائل اور کتب ضبط کرلی جائیں گی۔

(ڈان کراچی، نوائے وقت لاہور، جنگ لاہور، مشرق لاہور 15/اپریل 1984ء)

26/اپریل 1984ء کو جنرل ضیاء نے جماعت احمدیہ کے خلاف بدنامِ زمانہ صدارتی آرڈیننس نمبر 20 نافذ کردیا جس کے نتیجہ میں جماعت احمدیہ کے خلاف مخالفت کا طوفان اٹھ کھڑا ہوا۔

ضیاء حکومت کی وسیع اور خطرناک سازش کو پاش پاش کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ خدا تعالیٰ کے فرشتوں کے جلو میں بخیریت 30/اپریل 1984ء کو انگلستان پہنچ گئے۔

اس رُسوائے عالَم آرڈیننس کے بعد جنرل ضیاء کے دَور میں پاکستان کے احمدیوں پر قافیۂ حیات مزید تنگ کردیا گیا۔اذانیں بند کردی گئیں۔کلمہ طیبہ پڑھنے، لکھنے اور اس کے بیج اپنے سینوں پر آویزاں کرنے کی پاداش میں بہت سے مظلوم احمدی جیلوں میں ٹھونس دیئے گئے۔جماعت کی متعدد کتابوں پر پابندی لگادی گئی۔ضیاء الاسلام پریس ربوہ کو سربمہر کردیا گیا۔روزنامہ الفضل کو بند کردیا گیا۔جلسہ سالانہ اور دوسرے اجتماعات بھی ختم کردیئے گئے۔پاسپورٹ میں مذہب کے خانہ کا اضافہ کیا گیا۔

جنرل ضیاء کی ہرزہ سرائی اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی زبردست پیشگوئی

جنرل ضیاء نے 8/دسمبر 1984ء کو قومی سیرت کانفرنس میں جماعت احمدیہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ''مَیں ان تمام لوگوں کو جو غلط راستے پر ہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ کلمہ پڑھیں۔اسلام کی صفوں میں شامل ہوجائیں۔ختم نبوت پر ایمان لے آئیں۔اور قرآن پاک کو اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب سمجھیں۔ اگر یہ لوگ ایسا کرلیں تو مَیں انہیں سینے سے لگانے کے لیے تیار ہوں''۔

نیز کہا ''ملک میں اقلیتیں محفوظ ہیں لیکن مشرکین کے لئے کوئی گنجائش نہیں۔''

(روزنامہ مشرق ایوننگ اسپیشل کراچی 8/دسمبر 1984ء)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اس کے جواب میں 14/دسمبر 1984ء کو مسجد مبارک ہالینڈ میں ایک باطل شکن اور جلالی خطبہ ارشاد فرمایا اور بتایا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جماعت احمدیہ پر یہ الزام کہ (نعوذ باللہ من ذالک) وہ گستاخ رسول ہیں اس سے زیادہ جھوٹا، بہیمانہ اور ظالمانہ الزام اور کوئی نہیں لگایا جاسکتا۔نیز یہ پُرشوکت پیشگوئی فرمائی کہ

"خدا تعالیٰ کی عظمت کی قسم کھا کر ہم کہتے ہیں، خدا کے جتنے بھی مقدّس نام ہیں ان سب ناموں کی قسم کھا کر کہتے ہیں، ان ناموں کی بھی جو دنیا کو معلوم ہیں اور ان مقدّس ناموں کی بھی جن کی کُنہ اور جن کی انتہا کا کسی کو کوئی علم نہیں کہ ہم حضرت اقدس محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے سر سے پاؤں تک عاشق ہیں۔ آپؐ کے قدموں کی خاک کے بھی عاشق ہیں۔ اس زندگی پر ہم لعنت بھیجتے ہیں جو حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلق سے عاری ہو۔ اگر یہ الزام سچ ہے تو اے خدا! ہم پر بھی لعنتیں نازل فرما اور ہماری نسلوں پر قیامت تک لعنتیں کرتا چلا جا کیونکہ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سے دُوری کا ہم کوئی تصوّر نہیں کر سکتے۔ یہی وہ لعنت ہے، اس لعنت کو ہم کسی قیمت پر قبول کرنے کے لئے تیار نہیں۔ اور اگر یہ جھوٹ ہے تو پھر قرآن کریم کی زبان سے زیادہ مَیں اور کوئی زبان استعمال نہیں کرتا کہ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ۔ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ۔ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ۔ اب یہ آسمان کا خدا بتائے گا اور آنے والی تاریخ بتائے گی کہ آسمان کس پر لعنتیں برسا رہا ہے اور کس پر رحمتیں نازل فرماتا ہے؟ کس کو عزت اور شرف سے یاد رکھا جاتا ہے اور کس کو ذلّت اور نامرادی کے ساتھ یاد رکھا جاتا ہے؟ . . ."

اسی طرح فرمایا:

"جماعت احمدیہ تو خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک والی رکھتی ہے، ایک ولی رکھتی ہے۔ جماعت احمدیہ کا ایک مولا ہے اور زمین و آسمان کا خدا ہمارا مولا ہے۔ لیکن مَیں تمہیں بتاتا ہوں کہ تمہارا کوئی مولا نہیں۔ خدا کی قسم جب ہمارا مولا ہماری مدد کو آئے گا تو کوئی تمہاری مدد نہیں کر سکے گا۔ خدا کی تقدیر جب تمہیں ٹکڑے ٹکڑے کرے گی تو تمہارے نام ونشان مٹا دیئے جائیں گے اور ہمیشہ دنیا تمہیں ذلّت اور رُسوائی کے ساتھ یاد کرے گی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام عاشقِ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہمیشہ روز بروز زیادہ سے زیادہ عزت اور محبت اور عشق کے ساتھ یاد کیا جایا کرے گا۔"

جہاں تک صدر پاکستان کی طرف منسوب بیان کے اس حصہ کا تعلق تھا کہ احمدیوں کے لئے دو ہی راستے ہیں یا تو ملک چھوڑ جاؤ یا پھر سیدھی طرح کلمہ پڑھ کر مسلمان بن جاؤ تو ہم تمہیں چھاتی سے لگا لیں گے۔ اس کا بھی حضور رحمہ اللہ نے بہت پُرزور، مدلّل اور باطل شکن جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ:

"احمدیوں کو کہا جا رہا ہے کہ وطن چھوڑ دو۔ اور پھر اگلی بات، ورنہ کلمہ پڑھ لو۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ کلمہ پڑھنے کے نتیجے میں تو مارے جا رہے ہیں ابھی تک بے چارے۔ اس جرم میں تو وہ سزائیں دیئے جا رہے ہیں کہ کلمہ کیوں پڑھتے ہیں؟ اسی جرم کی پاداش میں جیلیں بھر رہے ہو تم کہ احمدی کلمہ کیوں پڑھتے ہیں اور سیاہیاں پھروا رہے ہو۔ یہ وہ اسلامی حکومت ہے جو اسلام کے نام پر قائم کی گئی تھی اور اب اسلام ہی کے نام پر کلمے مٹانے پر لگی ہوئی ہے۔۔۔ کلمہ مٹانے والے تو تم ہو، کلمہ کو سینے سے لگانے والے تو ہم ہیں اور ہمیں کون سا کلمہ پڑھوانا چاہتے ہو؟ تمہارا کلمہ تو ہم نہیں پڑھیں گے۔ تمہارے مُلّاؤں کا کلمہ تو ہم نہیں پڑھیں گے۔ ہماری زبانیں گُدّی سے کھنچوا دو اگر کھنچوانے کی طاقت ہے۔ ہماری گردنیں کاٹ دو اگر کاٹنے کی طاقت ہے۔ ہمارے اموال تلف کر دو اگر تلف کرنے کی طاقت ہے۔ مگر خدا کی قسم محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھیں گے اور تمہارا کلمہ نہیں پڑھیں گے۔ ایک بھی احمدی ماں یا بیٹا نہیں ہے، ایک جوان یا بوڑھا نہیں ہے جو محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمہ کو چھوڑ کر کسی صدر مملکت، کسی سربراہِ حکومت کا کلمہ پڑھ لے۔ اس لئے اُن سے کلمے پڑھواؤ، اُن کو چھاتیوں سے لگاؤ جن کو تمہاری چھاتیوں سے لگنے کی پروا ہے۔ جو مرتے ہیں کہ کسی طرح تمہاری چوکھٹ تک پہنچیں اور سجدے کریں تمہاری حکومت کو۔ ہمیں تو ان چھاتیوں کی کوئی پرواہ نہیں جن چھاتیوں میں جھوٹ ہے، جن چھاتیوں میں بُغض ہے، جن چھاتیوں میں کوئی انسانی قدر باقی نہیں رہی۔ ہم کیسے محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام کی چھاتی کو چھوڑ کر تمہاری چھاتی سے لگنا گوارا کریں؟

کیسی دھمکی ہے! کیا لالچ ہے! اس قوم کو تو چھاتی سے لگاتے نہیں جو تمہارے نزدیک وہی کلمہ پڑھ رہی ہے جو تم پڑھ رہے ہو۔ اس قوم کی عزت سے تو کھیل رہے ہو جس قوم سے تمہارا کوئی مذہبی اختلاف نہیں ہے۔ وہ کونسی چھاتیاں تھیں جن کو تم نے چھلنی کیا سندھ میں، جن کو بلوچستان میں چھلنی کیا، جن کو پنجاب اور صوبہ سرحد میں چھلنی کیا؟ کیوں کیا؟ کیا وہ، وہ کلمہ نہیں پڑھتی تھیں جو تم سمجھتے ہو کہ تم پڑھتے ہو؟ پھر کس جرم اور کس کی سزا میں تم نے ان پر یہ مظالم روا رکھے اور بعض گلیوں کو خون سے بھر دیا؟ بڑوں کے خون لئے، بچوں کے خون لئے، جوانوں

کے خون لئے، عورتوں کو شدید اذیت ناک مصیبتوں قیدوں میں مبتلا رکھا اور ان کی بے عزتیاں کروائی گئیں۔ اس اسلامی حکومت میں تم یہ کہہ رہے ہو کہ ہماری چھاتی سے لگو کلمہ پڑھ کر۔ کلمہ پڑھ کر تو ہم چھاتی سے لگنے کے اہل نہیں رہتے، ہم تو جیلوں کے قابل ہو جاتے ہیں۔ لیکن جن کے متعلق تم سمجھتے ہو کہ کوئی مذہبی اختلاف نہیں ہے، ایک ہی کلمہ ہے، ایک ہی زبان ہے، ان کی چھاتیوں سے کیوں نہیں لگتے؟ ان کو کیوں اپنی چھاتیوں سے نہیں لگاتے۔ ان کو کیوں پاؤں تلے روندتے ہی روندتے چلے جارہے ہو؟"

حضور رحمہ اللہ نے فرمایا:

"فراعین کے مظالم اور بڑے بڑے بدکردار اور متکبرین کے مظالم کا ذکر کرتے ہوئے قرآن کریم کئی قسم کی آفات کا ذکر کرتا ہے جنہوں نے ایسے لوگوں کو گھیر لیا جو زمینی بھی تھیں اور سماوی بھی تھیں۔ کچھ ایسی بھی تھیں جن میں بندوں کا دخل نہیں تھا۔ محض وہ آسمان سے نازل ہوئیں یا زمین سے پھوٹیں اور کچھ ایسی بھی تھیں جن میں بندوں کا بھی دخل تھا اور بندوں کو استعمال کیا گیا۔ ان کا ذکر کرتے ہوئے قرآن کریم آئندہ کے بارہ میں ایک ایسی پیشگوئی فرماتا ہے جو بعینہٖ ان حالات پر پوری لگتی ہوئی دکھائی دیتی ہے کہ کہنے والے کی زبان سے قرآن کریم یہ کہلواتا ہے **وَيٰقَوْمِ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ يَوْمَ التَّنَادِ۔** (المؤمن 33) کہ اے میری قوم میں تم پر ایک ایسے عذاب سے بھی ڈرتا ہوں جو تمہیں آلے گا جس کی شکل صورت یہ ہو گی کہ اہل وطن ایک دوسرے کو تمہارے خلاف مدد کے لئے پکاریں گے۔ **اَلتَّنَاد** اس کو کہتے ہیں جب شور پڑ جائے اور واویلا شروع ہو جائے اور وہ لوگ جو پنجاب کے دیہات سے خصوصاً واقف ہیں ان کو علم ہے خصوصاً جھنگ وغیرہ کے علاقے میں اگر رات کو کوئی چوری ہو جائے یا کوئی اور آفت پڑ جائے تو لوگ، زمیندار چھتوں پر نکل جاتے ہیں اور واویلا شروع کر دیتے ہیں اور سارے ملک کو اپنی مدد کے لئے پکارتے ہیں ظالم کے خلاف۔ چنانچہ وہ آواز جہاں پہنچتی ہے پھر وہ آگے آواز چل پڑتی ہے۔ پھر اس سے آگے چل پڑتی ہے۔ پھر اس سے آگے چل پڑتی ہے۔ اور جہاں جہاں وہ آواز پہنچتی ہے لوگ گھروں سے نکل کر جو اُن کے ہاتھ میں آتا ہے وہ لے کر نکل کھڑے ہوتے ہیں کہ ایک مظلوم کی مدد کے لئے چلیں۔ تو اس کو کہتے ہیں **يَوْمَ التَّنَادِ**.... خدا کی اس تقدیر

سے ڈرو جب کہ زمین میں تمہارے خلاف یَوْمَ التَّنَادِ کی سی کیفیت پیدا ہو جائے اور سارا ملک ایک دوسرے کو تمہارے ظلم اور جبر کے خلاف آواز دینے لگے کہ اٹھو اور اس ظالم کو چکنا چور کر کے رکھ دو۔ اس کو ملیا میٹ کر کے رکھ دو۔ اور اگر یہ بس نہ جائے تو قومیں دوسری قوموں کو اپنی طرف بلائیں۔ یہ تقدیر الٰہی ہے تو لازماً پوری ہو کر رہے گی۔ آج نہیں تو کل تم اس کا نمونہ دیکھو گے کیونکہ خدا تعالیٰ کے ہاں دیر تو ہے اندھیر کوئی نہیں۔ وہ ڈھیل تو دیا کرتا ہے مگر جب اس کی پکڑ آیا کرتی ہے تو وَّلَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ (ص 4) کوئی بھاگنے کی جگہ باقی نہیں رہتی۔ ایسا کامل گھیرا پڑ جاتا ہے کہ سوائے حسرت و نامرادی کے اور کچھ بھی انسان کے قبضہ قدرت میں نہیں ہوتا۔ اس وقت وہ یاد کرتا ہے کہ کاش! میں اس سے پہلے اس دائرے سے باہر نکل چکا ہوتا مگر نکلنے کی کوئی راہ باقی نہیں۔ لیکن افسوس ہے ان قوموں پر جو ایسے وقت تک انتظار کریں کہ جب خدا کی تقدیر ایسی غضبناک ہو چکی ہو تو ان سربراہوں کے ساتھ قوموں پر بھی خدا کی ناراضگی کا عذاب ٹوٹ پڑے۔"

(خطبات طاہر شائع کردہ طاہر فاؤنڈیشن ربوہ جلد 3 صفحہ 723 تا 739)

جنرل ضیاء الحق نے لندن میں مجلس تحفظ ختم نبوّت کی ایک کانفرنس منعقدہ 1985ء کے لئے ایک خصوصی پیغام میں جماعت احمدیہ کو ایک کینسر قرار دیتے ہوئے اسے جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کے عزم کا اظہار کیا۔ اپنے اس پیغام میں اس نے کہا:

"In the last few years, in particular, the Government of Pakistan has taken several stringent administrative and legal measures to prevent the Qadianis from masquerading as Muslims, and from practising various Shaure-Islami. We will Insha'Allah, persevere in our effort to ensure that the cancer of Qadianism is exterminated."

(Message from General M. Zia-Ul-Haq President Islamic Republic of Pakistan to International Khatm-e-Nabuwwat Conference, London, August, 4-6, 1985)

جنرل ضیاء اور تمام مکذّبین کو دعوتِ مباہلہ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے 10/ جون 1988ء کو نہایت پُر شوکت انداز میں

جنرل ضیاء، شریعت کورٹ کے ججوں اور سب مُکفّرین اور مکذّبین کو دعوتِ مباہلہ کے لئے للکارا۔
جنرل ضیاء الحق کو مباہلہ کا چیلنج 11 رجولائی کو ڈاک کے ذریعہ بھجوایا گیا۔

جنرل ضیاء کو آخری تنبیہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کو ہرگز اس بات سے خوشی نہیں تھی کہ جنرل ضیاء اپنے مظالم کی پاداش میں خدا تعالیٰ کی قہری تجلّی کا نشانہ بنے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور نے انہیں بار بار تنبیہ فرمائی، نجات کے رستے بتائے اور یہاں تک ارشاد فرمایا کہ اگر دنیوی وجاہت کھل کر توبہ کرنے میں مانع ہے تو کم از کم ظلم سے ہاتھ روک لیں اور خاموش رہیں۔ ہم یہ سمجھ لیں گے کہ آپ نے مباہلہ کا چیلنج قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے اور ظلم سے باز آ گئے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی یکم جولائی 1988ء کے خطبہ جمعہ میں انہیں بتایا کہ چونکہ وہ ائمۃ التکفیر کے سردار ہیں اور معصوم احمدیوں پر ظلم کر کے لذّت محسوس کرتے ہیں۔ اس لئے خواہ چیلنج قبول کریں یا نہ کریں اگر وہ اپنے ظلم سے باز نہ آئے تو ان کا یہ فعل چیلنج قبول کرنے کے مترادف ہوگا۔ آپ نے فرمایا:۔

''جہاں تک صدر پاکستان ضیاء صاحب کا تعلق ہے ان کے متعلق ہمیں ابھی ان کو کچھ وقت دینا چاہئے۔ ابھی ابھی انہوں نے کچھ سیاسی کارروائیاں کی ہیں اور اگرچہ وہ اسلام کے نام پر کی ہیں مگر بہر حال سیاسی کارروائیاں ہیں اور ان میں وہ مصروف بہت ہیں۔ ابھی تک ان کو یہ بھی قطعی طور پر علم نہیں کہ آئندہ چند روز میں کیا واقعات رونما ہو جائیں گے۔ اس لئے ہوسکتا ہے وہ تردّد محسوس کرتے ہوں کہ یہ نہ ہو کہ اِدھر مَیں چیلنج قبول کروں اُدھر کچھ اور واقعہ ہو جائے۔ اس لئے جب تک ان کی کرسی مضبوط نہ ہو جائے، جب تک وہ اپنے منصوبوں پر کاربند نہ ہو جائیں اور محسوس نہ کریں کہ ہاں اب وہ اس مقام پہ پہنچ گئے ہیں جہاں جس کو چاہیں چیلنج دیں، جس قسم کی عقوبت سے ڈرایا جائے اس کو وہ آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے قبول کریں۔ اس مرتبے و مقام تک ابھی وہ پہنچے نہیں ہیں۔ اس لئے ہم انتظار کرتے ہیں کہ خدا کی تقدیر دیکھیں کیا ظاہر کرے۔ لیکن چیلنج قبول کریں یا نہ کریں چونکہ تمام ائمۃ المکفرین کے امام ہیں اور تمام اذیت دینے والوں میں سب سے زیادہ ذمہ داری اس ایک شخص پر عائد ہوتی ہے۔ جنہوں نے معصوم احمدیوں پر ظلم کئے ہیں اور اس ظلم کے پیچھے پڑ کر جھانکنے کی کوشش کی ہے کہ جو مَیں نے حکم جاری کیا تھا وہ

جاری ہو بھی گیا ہے کہ نہیں اور ایک معصوم احمدی کیسے تکلیف محسوس کر رہا ہے۔ جب تک یہ پتہ نہ چلے، اُن کو لذّت محسوس نہیں ہوتی تھی۔ ایسے شخص کا زبان سے چیلنج قبول کرنا ضروری نہیں ہوا کرتا۔ اس کا اپنے ظلم و ستم میں اسی طرح جاری رہنا اس بات کا نشان ہوتا ہے کہ اس نے چیلنج کو قبول کرلیا ہے۔ اس لئے اس پہلو سے بھی وقت بتائے گا کہ کس حد تک ان کو جرأت ہے خدا تعالیٰ کے مقابلے کی اور انصاف کا خون کرنے کی۔"

(خطباتِ طاہر شائع کردہ طاہر فاؤنڈیشن ربوہ جلد 7 صفحہ 461 تا 462)

ازاں بعد حضور نے قریباً ڈیڑھ ماہ تک انہیں مہلت دی کہ وہ اپنے طرزِ عمل پر نظر ثانی کر کے جبر و تشدّد سے دست کش ہو جائیں لیکن ان کے ظالمانہ رویّہ میں ذرہ برابر تبدیلی نہ آئی۔ جس پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے دل میں القائے ربّانی کے تحت ایک زبردست جوش پیدا ہوا اور حضور نے 12/ اگست 1988ء کے خطبہ جمعہ میں اپنی ایک انذاری رؤیا کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ:

"جس قوم کو آج ہم مخاطب کر رہے ہیں، جس کو ہم نے مباہلہ کی دعوت دی ہے بدقسمتی سے ان کے مقدر میں خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا دن دیکھنا ہے۔"

آپ نے فرمایا:

"یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ سزا ایک قسم کا مقدر بن گئی ہے اور لازماً ان میں سے ایک طبقہ، مَیں اب بھی یہی کہتا ہوں کہ سب نہیں، ایک طبقہ عبرت کا نشان بنے گا۔"

چنانچہ آپ نے نہایت پُر جلال لب و لہجہ میں انہیں آخری بار انتباہ کرتے ہوئے فرمایا:

"اس موقع پر جبکہ مباہلہ کی دعوت غیروں کو دی گئی ہے اس وجہ سے خصوصیت سے کہ یہ استہزاء میں بڑھ رہے ہیں اور اپنے گزشتہ کردار میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں کر رہے۔ استہزاء میں بھی بڑھ رہے ہیں، ظلم میں بھی بڑھ رہے ہیں اور حکومت کا جہاں تک تعلق ہے وہ معصوم احمدیوں پر قانونی حربے استعمال کر کے طرح طرح کے ستم ڈھا رہی ہے۔ اور آپ کو یاد ہوگا کہ مَیں نے آغاز ہی میں حکومت کو متنبہ کیا تھا کہ آپ اگر اپنی شان کے خلاف بھی سمجھتے ہوں چیلنج کو قبول کرنا، اگر آپ زیادتیوں سے باز نہ آئے اور ظلم و ستم کی یہ راہ نہ چھوڑی تو جہاں تک مَیں سمجھتا ہوں خدا کی تقدیر اسے مباہلہ کا چیلنج قبول کرنے کے مترادف بنائے گی اور آپ سزا سے بچ نہیں سکیں گے۔ تو یہ

حالات جس طرف اشارہ کر رہے تھے وہاں تک ہمارے ظن کا تعلق تھا۔اندازہ ہو رہا تھا کہ بہت سے ایسے مکذّبین ہیں جو شرارت سے باز نہیں آرہے بلکہ تمسخر اور استہزاء میں اور ظلم وستم میں بڑھ رہے ہیں۔چنانچہ سارے پاکستان میں بار بار یہ کوشش کی گئی ہے علماء کی طرف سے کہ اس مباہلہ کو ابتہال کی بجائے اشتعال کا ذریعہ بنایا جائے اور کثرت کے ساتھ احمدیوں کے خلاف عوام النّاس کے جذبات مشتعل کر کے اُنہیں ان کو مارنے پیٹنے، قتل کرنے، لُوٹنے اور ان کے گھر جلانے پر آمادہ کیا جائے۔وہ سمجھتے ہیں اس طرح ہم ایک اپنی تقدیر ظاہر کریں گے۔۔۔ہم اپنے ہاتھوں سے ان کو سزا دے سکتے ہیں اور ہم ان کو بتائیں گے کہ خدا کون ہے۔چنانچہ اس عزم کے ساتھ وہ اُٹھے ہیں کہ دنیا سے خدا کی خدائی کی بجائے اپنی خدائی منوائیں اور یہ بتائیں کہ ہم میں طاقت ہے ان کو مٹانے کی۔۔۔اور یہی انہوں نے مباہلے کا مطلب سمجھا ہے۔اس لیے اگرچہ بارہا کثرت کے ساتھ احمدیوں کی تکلیفوں کی خبریں مل رہی ہیں۔لیکن مجھے کامل یقین ہے کہ یہ مقابلہ خدا سے ہے ان لوگوں کا اور اس میں جماعت احمدیہ نہ کچھ کر سکتی ہے نہ اُس کے کرنے کا کوئی محل اور مقام ہے، صرف انتظار ہے۔خدا کی تقدیر لازماً ان کو پکڑے گی اور لازماً ان کو سزا دے گی جو ان شرارتوں سے باز نہیں آئیں گے کیونکہ وہ معصوم احمدی جن کو اب سزا دی جارہی ہے اُن کو صرف اس جرم کی سزا دی جارہی ہے کہ ہم خدا کی طرف اپنے مقدمے کو لے جاتے ہیں۔“

(خطباتِ طاہر شائع کردہ طاہر فاؤنڈیشن ربوہ جلد 7 صفحہ 553 تا 555)

ضیاء نمرودیت کی آگ میں

آخر خدا کے مقدّس خلیفہ کی زبانِ مبارک سے نکلی ہوئی بات حرف بہ حرف پوری ہوئی اور جنرل محمد ضیاء الحق جس نے احمدیت کو کینسر قرار دے کر مٹا دینے کی دھمکی دی تھی 17 راگست 1988ء کو C-130 طیارہ میں حادثہ کا شکار ہو گیا اور خدائے ذوالجلال نے اس کے پرخچے اڑا دیے اور ان جرنیلوں کو بھی صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جو اس کے دست و بازو بنے ہوئے تھے۔برطانوی اخبار فنانشل ٹائمز کے مطابق صدر ضیاء الحق کے تابوت میں مرحوم صدر کے صرف جبڑے کی ہڈی تھی کیونکہ ان کی لاش میں صرف یہی ایک جزو تھا جس کی شناخت کی جاسکی۔

(روزنامہ ملت لندن 27، 28، اگست 1988ء)

فنانشل ٹائمز اپنی سوموار 22/ اگست 1988ء کی اشاعت میں اسلام آباد پاکستان میں موجود اپنی رپورٹر کرسٹینا لیمب کے حوالہ سے تحریر کرتا ہے:

"The President was burried on the lawn outside Pakistan's Faisal Mosque, which resembles a spaceship. As the coffin containing only his jaw (nothing else of him could be found) was lowered into the grave, a 21-gun salute sounded."

(Financial Times 22 August 1988)

تحقیقاتی ٹیم اپنے سائنسی تجزیہ اور تحقیقات کے باوجود آج تک اس راز سربستہ سے پردہ نہیں اٹھا سکی کہ وہ حادثہ کیسے رونما ہوا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے جولائی 1986ء میں فرمایا تھا۔

تمہیں مٹانے کا زُعم لے کر اٹھے ہیں جو خاک کے بگولے
خدا اڑا دے گا خاک ان کی کرے گا رُسوائے عام کہنا

ضیاء کی ہلاکت کے اس نشان سے ایک مردِ خدا کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ بڑی شان کے ساتھ پورے ہوئے۔

خدا کی نصرت کے دو نشان

ایک دشمن کی زندگی کا اور ایک دشمن کی موت کا

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے مباہلہ کے نتیجہ میں مبیّنہ 'مقتول' اسلم قریشی کی زندہ سلامت واپسی اور جنرل ضیاء الحق کی عبرتناک ہلاکت کے اعجازی نشانوں کا ذکر کرتے ہوئے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 19/ اگست 1988ء میں فرمایا:

"خدا نے حال ہی میں دو نشان دکھائے ہیں۔ ایک دشمن کی زندگی کا اور ایک دشمن کی موت کا۔ جب ہم نے خدا کی طرف سے دشمن کی زندگی کا نشان دیکھا تب بھی ہم خوش ہوئے اور جب ہم نے اپنے مولیٰ کی طرف سے دشمن کی موت کا نشان دیکھا تب بھی ہم خوش ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت کے نشان پر ہم خوش ہیں۔ کسی کی موت اور زندگی سے ہماری خوشیوں کا کوئی تعلق

نہیں۔اس کے برعکس وہ لوگ جن کے ذاتی تعلقات تھے گمشدہ مولوی سے، جو شور مچا رہے تھے کہ اُس کی موت کا غم ہمیں ہلاک کر رہا ہے۔ جب تک ہم اُس کے خون کا بدلہ نہ لے لیں ہمیں چین نہیں آئے گا۔اُس کی زندگی کی خوشی کی خبر سُنتے ہی اُن پر موت طاری ہو گئی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے ہر طرف سوگ کا عالم ہو، جھوٹے کی یہ پہچان ہوا کرتی ہے اور اس طرح خدا سچوں اور جھوٹوں میں امتیاز کر کے دکھا دیا کرتا ہے۔

آج جنرل ضیاء الحق صاحب کی موت پر جو یہ علماء صدمے کا اظہار کر رہے ہیں یہ وہی ہیں جو کل تک اُن کو گالیاں دے رہے تھے۔ اس لیے اُن کے اس ردّ عمل نے بتا دیا کہ موت کا صدمہ نہیں ان کو اس بات کا صدمہ ہے کہ خدا کا ایک نشان احمدیت کے حق میں ظاہر ہو گیا۔ اُس کی سیاہی ان کے چہروں پر پھر گئی ہے۔"

(خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرمودہ 19 راگست 1988ء۔ خطباتِ طاہر جلد 7۔ صفحہ 560-561)

اسی طرح آپؒ نے فرمایا:

"بہر حال یہ ایک ایسا عظیم الشان تاریخی نوعیت کا نشان ہے جس کے اوپر ہمارے لئے اللہ تعالیٰ کی نصرت ظاہر ہونے کے نتیجہ میں شکر واجب ہو گیا ہے اور یہ شکر خدا تعالیٰ کی حمد کے ذریعہ ظاہر ہونا چاہئے۔"

(خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرمودہ 19 راگست 1988ء۔ خطباتِ طاہر جلد 7۔ صفحہ 563)

مباہلہ سے متعلق ایک نئی صورت حال

13 نومبر 1988ء کو اہل سنّت والجماعت برطانیہ نے "کُل یورپ ختمِ نبوّت کانفرنس" کا انعقاد کیا اور حضرت امام جماعت احمدیہ کے مباہلہ کے چیلنج کے جواب میں ایک پمفلٹ بعنوان "مرکزی جماعت اہلسنّت یُوکے کی طرف سے دنیا بھر کے منکرین ختم نبوت، مرزائیوں، قادیانیوں، اور غلام احمدیوں کے سربراہ مرزا طاہر احمد کا چیلنج مباہلہ (محض اتمام حجت کے لئے) قبول" شائع کیا اور کثیر تعداد میں برطانیہ کے شمالی علاقوں میں تقسیم کیا گیا مگر جماعت احمدیہ کو اس کی کاپی نہ بھجوائی گئی۔ مولوی احمد نثار بیگ صاحب قادری خطیب جامع مسجد مانچسٹر نے اس پمفلٹ میں اعلان کیا کہ:

''ہم آپ کو اس سنہری موقع کے لئے پورا مہینہ دیتے ہیں۔ آپ ہمارا پمفلٹ ملتے ہی خود یا اپنے چوہدری رشید کے ذریعے مقام و تاریخ کا اعلان کریں۔ اور اس کا خوب خوب چرچا اور پروپیگنڈہ کریں۔ اخبارات میں اعلانات اور اشتہارات دیں۔ پمفلٹ نکالیں تاکہ ہمارے تمام علماء اہلسنّت و عوام اہلِ سنّت کو بھی معلوم ہو جائے۔ ادھر ہم بھی آپ کی مقرر کردہ تاریخ و مقام پر حاضر ہونے کا خوب خوب اعلان و چرچا کریں گے۔ تاکہ زیادہ سے زیادہ افراد اس موقع پر جمع ہو سکیں۔ اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تائید ربانی سے حق و باطل میں فیصلہ ہو جائے۔

اور اگر آپ کو یہ بھی منظور نہیں جس میں اگرچہ کوئی راہ فرار باقی نہیں رہتی۔ تو ہم آپ کو مکانی مشارکت کی بجائے زمانی مشارکت کا موقع دینے کے لئے بھی تیار ہیں، تاکہ آپ کسی بھی طرح کا کوئی بھی عذر پیش کرنے کے قابل ہی نہ رہیں اور آنکھ والے عبرت پکڑیں۔۔۔ وہ اس طرح کہ ہم آج سے پانچ ہفتے بعد کی تاریخ مقرر کر دیتے ہیں، یعنی 23/ دسمبر بروز جمعہ۔۔۔ حق و باطل میں فیصلے کا دن آپ اپنی جگہ پر ہی دُعا میں مشارکت کر سکتے ہیں۔ تمام علمائے اسلام جمعۃ المبارک کے خطبوں میں قادیانیت کے کفریات پر اظہار فرمائیں گے۔

آپ علماء اسلام کے خلاف اپنی تقریر میں اپنا نکتۂ نظر پیش کریں۔ اس کے بعد ایک مقررہ وقت پر مثلاً دن کے ڈیڑھ (1:30) بجے یا 2 بجے جس کا اعلان کر دیا جائے گا۔ ادھر پوری ملّت اسلامیہ اللہ ربّ العزت کی بارگاہ میں بوسیلہ حضرت محمد مصطفیٰؐ علیہ التحیّۃ والثناء فتنۂ قادیانیت سے نجات کے لئے دعا مانگے گی۔ ادھر آپ ہمارے خلاف دعائیں مانگیں۔ اور احکم الحاکمین اہل حق کے بارے میں فیصلہ فرما دے گا۔ یقیناً یہ تجویز تو آپ کو ضرور منظور ہو گی۔

بہر حال پہلی تجویز ہو یا دوسری! جو بھی منظور ہو اس کا آپ اعلان کریں۔ اور اعلان میں جلدی کریں۔ چیلنج آپ نے دیا ہے اور ہم نے اللہ تعالیٰ کی تائید سے قبول کیا ہے! آپ جتنا جلدی جواب دیں گے۔ اتنا زیادہ چرچا کیا جا سکے گا۔ نشر و اشاعت کی جا سکے گی۔

فریقِ ثانی مباہلہ	فریقِ اوّل مباہلہ
مرکزی جماعت اہلسنّت	جماعت احمدیہ قادیانیہ، مرزاعیہ کے دنیا بھر کے
یُو۔ کے۔	مردوزن اور چھوٹے بڑے کے نمائندہ،
(مسلمانانِ عالم کی نمائندگی میں)	مرزا طاہر احمد

نوٹ: فریق ثانی میں علماء کرام کے نام اس لئے نہیں لکھے کہ سینکڑوں ہزاروں علماء حق اس کے لئے تیار ہیں۔ جبکہ یہاں اتنی جگہ نہیں ہے۔ مرتب۔ احمد نثار بیگ، قادری ایم اے خادم اہلسنت والجماعت (مؤرخہ 13/ نومبر 1988ء بمقام مہر المّلت جامع مسجد 21 شیکسپیئر سٹریٹ، برمنگھم زیرِ اہتمام مرکزی جماعت اہلسنّت یُو کے، کُل یورپ ختم نبوّت کانفرنس کے موقع پر جماعت اہلسنّت کی طرف سے شائع کیا گیا۔)

....

جماعت احمدیہ کے پریس ڈیسک کو اس پمفلٹ کا علم مانچسٹر کے دو دوستوں کے ذریعہ مؤرخہ 16/ دسمبر کو ہوا۔ معاملہ کی نزاکت کے باعث جماعت احمدیہ کے پریس ڈیسک کی طرف سے فوری طور پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ سے ضروری ہدایات لے کر مولوی نثار بیگ صاحب کو اپنی اپنی مساجد میں جمعہ 23/ دسمبر کو ایک بجے سے ڈیڑھ بجے تک دعائے مباہلہ میں شرکت کی اطلاع دے دی گئی۔ اس جوابی خط کے ہمراہ حضورؒ کے ارشاد کے ماتحت قادری صاحب کو کتاب ''حقیقۃ الوحی'' بھی بھجوادی گئی تا کہ وہ جماعت احمدیہ کے عقائد اور تعلیم سے بخوبی آگاہی حاصل کرسکیں۔ اور اسی مضمون کی خبریں اخبارات کو ارسال کر دی گئیں۔ نیز یورپ کی جماعتوں کو بالخصوص اور دیگر جماعتوں کو بالعموم اطلاع کر دی کہ وہ مقررہ دن اپنے طور پر خصوصیت سے مباہلہ کی کامیابی اور مزید واضح اور روشن نشانوں کے ظہور کے لئے دعائیں کرتے رہیں۔

برطانیہ کے اخبارات میں ''مباہلہ'' سے متعلق جلی حروف میں اس بارہ میں خبریں شائع ہوئیں۔

(ملاحظہ ہوں اخبار روزنامہ ملّت لندن 22/، 24/ اور 25/ دسمبر 1988ء۔ روزنامہ جنگ لندن

22، 24 اور 25 دسمبر 1988ء)

23 دسمبر 1988ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے مسجد فضل لندن میں اپنے خطبہ جمعہ میں اس بارہ میں تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا:

"ایک تازہ صورتحال مباہلہ کی یہ پیدا ہوئی ہے کہ کم وبیش چھ ماہ کے بعد یہاں انگلستان کے ایک مولوی نے جماعت احمدیہ کو یا مجھے خصوصیت کے ساتھ یہ چیلنج دیا کہ آپ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ ایک جگہ اجتماع ضروری نہیں۔ یعنی مشارکت مکانی ضروری نہیں۔ مکان یعنی جگہ کے اعتبار سے ایک جگہ اکٹھا ہونا ضروری نہیں۔ تو ہم آپ کے لئے ایک اور صورت پیش کرتے ہیں۔ گویا کہ نعوذ باللہ وہ ہماری پیروی کر رہے ہیں اور ہم بھاگ رہے ہیں۔ حالانکہ ہم ان کے پیچھے جا رہے ہیں۔ ہم تو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم خدا کے حضور کہہ چکے ہیں جو کہنا ہے، لعنت ڈال چکے ہیں جھوٹوں پر۔ تمہیں جرأت ہے! تم بھی ڈال کے دکھادو۔ صرف یہ بات تھی۔ لیکن دنیا کو دھوکہ دینے کی خاطر اور شاید اس خیال سے کہ ہم اس بات کو نہیں مانیں گے انہوں نے یہ ایک مضمون شائع کر کے سب جگہ بھجوایا، صرف ہمیں نہیں بھجوایا۔ اِس سے یہ شبہ اور قوی ہوتا ہے کہ ان کی نیت یہ تھی کہ ان کو پتہ ہی نہ لگے۔ غیر احمدیوں میں مضمون تقسیم ہو گیا۔ ہمیں نہیں بھجوایا گیا۔ اور مضمون یہ تھا کہ ہم 23 دسمبر کو جمعہ ہے اس میں آپ کو دعوت دیتے ہیں کہ مشارکت مکانی نہیں تو مشارکتِ زمانی کر لیں۔ یہ مولویانہ محاورہ ہے۔ مراد یہ ہے کہ آپ ایک جگہ اکٹھے ہونا نہیں چاہتے تو ایک وقت میں اکٹھے ہو جائیں اور کوئی وقت مقرر کر لیں۔... مَیں نے کہا فوراً ان سے رابطہ کرو۔ ان کو کہو ہمیں منظور ہے۔ اگرچہ ہمارا موقف یہی ہے کہ اس قسم کی انہوں نے جو مشارکتیں بنائی ہوئی ہیں اس کی ضرورت نہیں ہے بلکہ صرف اس اتفاق کی ضرورت ہے ذہنی طور پر کہ ہم خدا کے حضور اپنا سب کچھ، اپنے مال و دولت، اپنی عزتیں، اپنے بچے، اپنے مرد، اپنی عورتیں لے کر حاضر ہو جاتے ہیں۔ یہ نہیں کہ کسی خاص جگہ پر ان سب کو سمیٹ کر گٹھوں کی طرح حاضر ہو رہے ہیں بلکہ خدا کے حضور پیش کر رہے ہیں اور یہ عرض کرتے ہیں کہ اے خدا! اگر ہم جھوٹے ہیں تو ہم پر لعنت کر اور اگر ہمارے دشمن جھوٹ بول رہے ہیں اور وہ ظلم سے باز نہیں آرہے تو ان پر لعنت کر۔ یہ مضمون ہے جس کی رُو سے ہم تو مباہلہ میں داخل ہو چکے ہیں۔ لیکن

چونکہ آپ کا اصرار ہے اور آپ ہی اس کو تماشا بنانا چاہتے تھے... ہم اس کو اسی طرح تسلیم کرتے ہیں اور اس مشارکت زمانی کے ساتھ اب وقت مقرر کرلو اور ہم بھی آتے ہیں میدان میں، تم بھی میدان میں نکلو۔ اب ان کے لئے بھاگنے کی راہ کوئی نہیں تھی۔ کیونکہ وہ جو شرائط پیش کر چکے تھے ہم مان گئے۔ لیکن آخری وقت میں ایک چالاکی انہوں نے کرلی ہے۔ جنگ اخبار میں جو خبر شائع ہوئی ہے اگر وہ درست ہے تو اس کی رُو سے انہوں نے آخری چالاکی بچنے کے لئے یہ کی ہے کہ ہم چونکہ ہیں ہی سچے اس لئے ہم اپنے اوپر لعنت نہیں ڈالیں گے بلکہ صرف احمدیوں پر لعنت ڈالیں گے۔ یعنی قادیانیوں کے خلاف لعنتیں ڈالیں گے کہ اللہ ان کو ساری دنیا میں برباد کردے، ذلیل ورسوا کردے، کچھ نہ ان کا چھوڑ، ان کے گھر بار کو آگیں لگادے وغیرہ وغیرہ۔ یعنی کوسنے کوسیں گے لیکن قرآن کی زبان میں لَعۡنَتُ اللّٰہِ عَلَی الۡکٰذِبِیۡنَ (آل عمران 62) نہیں کہیں گے چونکہ ہم تو ہیں ہی سچے۔"

حضور رحمہ اللہ نے فرمایا:

"عجیب بات ہے کہ اگر سچے ہیں تو کاذبین کی لعنت کس طرح تم پر پڑ جائے گی۔ تمہیں یہ یقین کیوں نہیں ہے کہ جب ہم کہیں گے کہ لَعۡنَتُ اللّٰہِ عَلَی الۡکٰذِبِیۡنَ تو خدا تمہیں معاف کر دے گا کیونکہ تم جھوٹے نہیں ہو۔ دل بتا رہے ہیں کہ جھوٹے ہیں اور اس لئے اس سے فرار کی یہ راہ اختیار کی ہے کہ ہم تو کہتے ہیں کہ ہم نے تو اپنے اوپر لعنت ہی نہیں ڈالی تھی کہ اے خدا! یہ کیا بات ہے۔ ہم نے تو قادیانیوں پر لعنت ڈالی تھی۔ ان پر لعنت ڈال۔ ہم پر نہ ڈالنا ہمیں جھوٹ کی اجازت ہے۔

دوسرا ایک عجیب تمسخر ہے مباہلہ سے بلکہ ظلم ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی شدید ہتک ہے اور خدا کی شدید گستاخی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جب حضرت اقدس محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرمایا کہ اپنے مقابل جھوٹوں کے پاس جاؤ اور ان کو یہ کہو کہ لَعۡنَتُ اللّٰہِ عَلَی الۡکٰذِبِیۡنَ مَیں بھی کہتا ہوں تم بھی کہو تا کہ جو شخص جھوٹا ہے خدا اس پر لعنت ڈالے۔ کیا نعوذ باللہ من ذالک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنی صداقت کا یقین نہیں تھا؟ اس یقین کے باوجود کیا خدا کو علم نہیں تھا کہ کائنات میں سب سے بڑا سچا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

تو پھر آپ ؒ کو کیوں کہا کہ اس لعنت کی طرف دعوت دو کہ لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ جو بھی فریق جھوٹا ہے خدا کی لعنت اس پر پڑے۔

تو ایسے جاہل ہیں اپنی نجات کے لئے اگر ان کو خدا اور رسول پر بھی حملے کرنے پڑیں تو اپنی فرار کی راہیں یہ ضرور نکالیں گے اور دنیا کے سامنے اپنی عزت بچانے کی کوشش کریں گے۔ مگر چونکہ یہ فرار کی راہ نکالنا بذات خود ایک ملعون فعل ہے۔ ایسی ذلیل قیمت ان کو دینی پڑی ہے اس نجات کی راہ کے نکالنے کی خاطر کہ یہ خود اپنی ذات میں خدا کے نزدیک ایک کبیر گناہ ہے۔ اس طرح مباہلہ کے مضمون کو توڑ مروڑ کے خواہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حرف آئے، خواہ خدا کی آپ سے محبت اور غیرت پر حرف آئے۔ انہوں نے اپنی فرار کی راہ ضرور نکال لینی ہے۔ اس لئے میں امید رکھتا ہوں بلکہ یقین رکھتا ہوں کہ جتنی لعنتیں یہ ہم پر ڈالیں گے یہ ساری لعنتیں اُلٹ کر ان پر پڑیں گی۔ اور جتنی لعنتیں یہ ہم پر ڈالیں گے وہ ساری رحمتوں کے پھول بن کر جماعت پر برسیں گی۔ اس لئے میری تو یہ دعا رہی ہے، خواہش رہی ہے کہ کثرت سے لوگ ان کے ساتھ مل کر لعنتیں ڈالیں لیکن مَیں نے نہ خود یہ دعا کی ہے، نہ جماعت کو ایسی دعا کے لئے کہا ہے کہ نعوذُ باللہ من ذالک تمام غیر احمدی مسلمانوں پر لعنت ڈالیں، ہر گز نہیں... بلکہ یہ دعا کرنی ہے کہ ان لعنت ڈالنے والوں پر ان کی لعنتیں پڑیں اور یہ دعا جو ہے کسی انتقامی کارروائی کی وجہ سے نہیں۔ ایک مجبوری ہے، اس سے ایک خیر کی راہ نکلتی ہے۔

مباہلہ کا ایک پہلو یہ ہے جس کی طرف مَیں آپ کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہ وہ دشمن ہیں جو معاندین کے سر کردہ امراء اور بڑے بڑے لیڈر جو دراصل ہدایت کی راہ روکے کھڑے ہیں اور تمام عوام الناس بیچارے دنیا میں ہر جگہ، اس لئے احمدیت میں داخل نہیں ہو سکتے کہ انہوں نے آگے دروازے بند کئے ہوئے ہیں۔ احمدیت جو ہے، جس قسم کی حقیقت ہے، جو سچائی ہے، جو پیغام ہے اگر بعینہٖ اسی طرح بغیر مبالغہ کے اور بغیر اس کو توڑے مروڑے آج عوام الناس کے سامنے آپ رکھ دیں تو آپ دیکھیں کتنا عظیم الشان اس کا نتیجہ اور اثر ظاہر ہوتا ہے۔ بہت سے لوگ جن کو مباہلہ کا اشتہار دیا گیا یہ پڑھ کر احمدی ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں آج پتہ لگ رہا ہے کہ سچے عقیدے آپ کے کیا ہیں اور جس طرح جرأت کے ساتھ یہ خدا تعالیٰ کے حضور عرض

کیا گیا ہے کہ اے خدا! اگر ہم جھوٹے ہیں تو ہم پر لعنت ڈال، سچوں کو تو یہ توفیق مل سکتی ہے جھوٹوں کو نہیں مل سکتی۔ اس لئے بہت سے لوگ مباہلہ کی اس تحریر کو پڑھ کر احمدی ہو گئے ہیں...''۔

آپؒ نے فرمایا:

''مجھے یقین ہے کہ یہ ایک نیا Impetus مل گیا ہے اس سے مباہلہ کو۔ تقریباً چھ ماہ گزرے تھے اور اگلے چھ ماہ کے لئے دوبارہ متوجہ کرنے کے لئے جماعت کو اللہ تعالیٰ نے یہ سامان فرما دیا ہے اور مَیں امید رکھتا ہوں کہ جس طرح پہلے چھ ماہ میں خدا تعالیٰ نے عظیم الشان نشان دکھائے ہیں اور حیرت انگیز تاریخی نوعیت کے نشان دکھائے ہیں۔ اسی طرح انشاء اللہ یہ باقی چھ ماہ بھی بلکہ اس کے بعد بھی اگلا سارا سال اور اگلی صدی، پوری کی پوری صدی بھی اس مباہلہ کی برکتوں کے پھل کھاتی رہے گی۔ پھر آئندہ اگلی صدی کے لئے خدا جن کو مباہلوں کے لئے کھڑا کرے گا پھر اللہ، انشاء اللہ، ان کی دعاؤں کے پھل اگلی صدی کو بھی عطا کرے گا۔

لیکن مجھے یقین ہے کہ یہ مباہلہ ایک سال کا یا دو سال کا یا تین سال کا مباہلہ نہیں۔ یہ خدا تعالیٰ نے ایسے موقع پر بنایا ہے کہ اس کی رحمتیں اور اس کی برکتیں اور اس کے پھل اگلی صدی میں آنے والی ساری مخلوق کو عطا ہوتے چلے جائیں گے جو خدا تعالیٰ کے فضل اور رحمت کے ساتھ صداقت کو قبول کرے گی۔ اللہ تعالیٰ ہماری دعاؤں کو قبول فرمائے اور ان کی سب لعنتوں کو ان پر لعنتیں بنا کر برسائے جو لعنت ڈال رہے ہیں۔ اُن پر نہ کہ باقی غریبوں اور مظلوموں اور بیچاروں پر جن کو کچھ پتہ نہیں کہ احمدیت کیا ہے۔ اور اُن کی ہر لعنت ہم پر خدا کی رحمتوں اور برکتوں کے پھول بن کر آج بھی برسے، کل بھی برسے اور آئندہ ہمیشہ برستی رہے۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔ آمین۔''

(خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرمودہ 23/دسمبر 1988ء۔ خطباتِ طاہر جلد 7 صفحہ 867 تا 870)

....

چنانچہ جماعت احمدیہ پر لعنتیں ڈالنے والوں پر خدا کی لعنتیں کچھ اس طرح سے برسیں کہ ان لوگوں میں باہم افتراق اور فرقہ واریت اور ایک دوسرے کی مسجدوں پر حملے اور دہشتگردی اور قتل و غارتگری کی وارداتوں میں مسلسل اضافہ ہوتا چلا گیا۔ اغواء برائے تاوان اور ڈکیتی اور منشیات کے

استعمال کے واقعات میں کئی گنا اضافہ ہوا۔ یہاں تک کہ خود مُلّاؤں نے اور بہت سے دانشوروں نے اور لکھنے والوں نے یہ لکھا اور کہا اور تسلیم کیا کہ ہم ایک لعنتی قوم ہو گئے ہیں۔ اور یہ سلسلہ اُس وقت سے آج تک مسلسل جاری ہے۔

دوسری طرف جماعت احمدیہ کے خلاف ان کی ہر لعنت جماعت پر خدا کی رحمتوں اور برکتوں کے پھول بن کر برسی اور برستی چلی جا رہی ہے۔ جماعت احمدیہ خلافت حقّہ اسلامیہ احمدیہ کے زیر سیادت دنیا بھر میں اسلام کی اشاعت اور تمکنتِ دین، اشاعتِ قرآن کریم اور خدمت بنی نوع انسان کی مختلف عظیم الشان مہمات میں مصروف ہے اور شاہراہِ غلبۂ اسلام پر تیزی سے گامزن ہے۔ اس کی کسی قدر جھلکیاں اس کتاب میں پیش کی جا رہی ہیں۔

بعض متفرق عبرت انگیز واقعات

مباہلہ کے نتیجہ میں عالمی طور پر جماعت احمدیہ کی ترقی و استحکام کے ساتھ ساتھ مقامی طور پر بعض نہایت عبرت انگیز واقعات بھی ظاہر ہوئے۔ ان میں سے چند ایک ہدیۂ قارئین ہیں۔

پاکستان کے صوبہ پنجاب کے ضلع شیخوپورہ کے ایک قصبہ شاہ کوٹ میں احمدیوں کے چند گھرانے تھے۔ وہاں ایک صاحب عاشق حسین نامی جوزر گر کا کام کرتے تھے جماعت احمدیہ کی مخالفت میں اور جماعت پر گند اچھالنے میں اتنا پیش پیش تھے کہ انہیں جماعت کے مخالف ٹولے میں ایک نمایاں مقام حاصل ہو گیا اور مولوی نہ ہونے کے باوجود بھی یہ گویا مخالف علماء کے سربراہ بن گئے۔

جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کا مباہلہ کا چیلنج وہاں تقسیم ہوا تو عاشق حسین صاحب نے ایک جلوس اکٹھا کیا۔ جماعت کے خلاف نہایت اشتعال انگیز تقریریں کی گئیں اور اس جلوس کو اس بات پر آمادہ کیا کہ احمدیوں کی دکانیں لُوٹو، جلاؤ اور ان کو اپنے گھروں میں زندہ جلا دو یا قتل کر دو تا کہ دنیا پر ثابت ہو جائے کہ احمدی جھوٹے ہیں اور ان کا مباہلہ ان کو پڑ گیا ہے۔ یہ ارادہ باندھ کر جلوس کو تیار کر کے انہوں نے کہا کہ آپ انتظار کریں مَیں ابھی دکان سے ایک چھوٹا سا کام کر کے آتا ہوں۔ وہ دکان میں پہنچے، پنکھا چلایا مگر وہی پنکھا جو روز چلایا کرتے تھے الٰہی تقدیر سے اس میں بجلی کا کرنٹ آچکا

تھا اور وہ وہیں بجلی کے جھٹکے سے مر گئے۔ یہ بجلی سے مرنا بھی اپنے اندر ایک قہری نشان رکھتا ہے۔ اس میں کسی انسانی ہاتھ کا دخل نہیں تھا۔ اور وہ جلوس جو احمدیوں کے گھر اور ان کی دکانیں جلانے یا ان کو مارنے لوٹنے کے لئے بنایا گیا تھا وہ ان کی تجہیز و تکفین میں مصروف ہو گیا اور ان کے جنازے کا جلوس بن گیا۔

(ماخوذ از خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ 5/اگست 1988ء خطباتِ طاہر جلد 7)

....

ایک اور شدید معاند احمدیت کے متعلق مجیب الرحمان صاحب ایڈووکیٹ بتاتے ہیں کہ 1984ء میں شریعت کورٹ میں ایک شخص قاضی مجیب الرحمان پشاوری نے جماعت کے خلاف انتہائی شر انگیز بیان دیئے۔ یہ وہ صاحب ہیں جنہوں نے ٹیلی ویژن پر جماعت کے خلاف ارتداد کی بنا پر واجب القتل ہونے کا فتویٰ دیا۔ اس مباہلہ کے چیلنج کے کچھ عرصے کے بعد اچانک یہ صاحب دل کا دورہ پڑنے سے مر گئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 5/اگست 1988ء میں فرمایا:

''چونکہ یہ وہ صاحب ہیں جن کے متعلق جب مجھے اطلاع ملی تھی اُس وقت بھی دل سے ایک لعنت نکلی تھی۔ اس لیے مَیں نہیں جانتا کہ انہوں نے کھلم کھلا مباہلہ کا چیلنج قبول کیا تھا یا نہیں کیا۔ لیکن اس بات میں شک نہیں کہ چونکہ انہوں نے احمدیوں کے قتل کا فتوی دیا تھا۔ اس لیے مباہلہ کے چیلنج کے بعد ان کا مر جانا خود یہ بھی ایک نشان ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔ کوئی اتفاقی واقعہ نہیں ہے۔''

آپؒ نے مزید فرمایا:

''مَیں آپ کو بتا دیتا ہوں کہ خدا کی چکّی حرکت میں آچکی ہے اور جب خدا کی تقدیر کی چکّی حرکت میں آجائے تو کوئی نہیں جو اس کو روک سکے اور کوئی دنیا کی طاقت نہیں ہے کہ جب خدا چاہے کہ کوئی اُس چکّی میں پیسا جائے تو اُس چکّی کے عذاب سے بچا سکے۔''

(خطباتِ طاہر شائع کردہ طاہر فاؤنڈیشن ربوہ جلد 7 صفحہ 542 تا 543)

....

مولوی محمود احمد میر پوری کی ہلاکت

برطانیہ میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے شدید معاند اہلحدیث لیڈر مولانا محمود احمد میر پوری خدا تعالیٰ کی قہری تجلّی کا نشانہ بن گئے۔ مولانا محمود احمد میر پوری کے مرنے پر اخبار 'حیدر' (راولپنڈی) اپنی 27/اکتوبر 1988ء کی اشاعت میں لکھتا ہے:

''ریاست جمّوں وکشمیر کے مایہ ناز سپوتِ اعظم، مذہبی سکالر، مدینہ یونیورسٹی کے فارغ التحصیل، عالم دین، اسلامک شریعت کونسل برطانیہ کے سیکرٹری جنرل، مرکزی جمعیت اہلحدیث برطانیہ کے ناظم اعلیٰ، ماہنامہ صراطِ مستقیم برطانیہ کے ایڈیٹر اور تحریکِ آزادی کے صفِ اوّل کے راہ نما تھے۔ مولوی میر پوری تحریر اور تقریر دونوں کے ذریعہ جماعت احمدیہ کی مخالفت پر کمر بستہ تھے اور اپنے رسالہ صراط مستقیم اور دیگر اخبارات میں اکثر سلسلہ احمدیہ کے خلاف زہر اگلتے رہتے تھے۔ چنانچہ 7/مارچ 1985ء کو جماعت کے خلاف ان کا ایک طویل خط روزنامہ جنگ لندن میں شائع ہوا جس میں انہوں نے عوام النّاس کو یہ تأثر دینے کی کوشش کی کہ بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے اپنی وفات سے ایک سال قبل ایک اشتہار شائع کیا جس میں انہوں نے مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کو مباہلہ کا چیلنج دیتے ہوئے لکھا کہ:

''اگر مَیں ایسا ہی کذّاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے پرچہ 'اہلحدیث'' میں مجھے یاد کرتے ہیں تو مَیں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا۔''

حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ بانیٔ سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام نے مباہلہ کا چیلنج 1897ء میں دیا تھا مگر مولوی ثناء اللہ امرتسری دس سال تک اس کے جواب میں خاموش رہے۔ لیکن مولانا میر پوری اس تحریر سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ گویا حضرت مرزا صاحب کی وفات مباہلہ کے اس چیلنج کی وجہ سے ہوئی تھی۔ اسی طرح مولوی صاحب نے ان تمام تحریرات کو جو مولوی ثناء اللہ امرتسری نے حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے مباہلہ کے چیلنج کے جواب میں لکھیں اور جن سے واضح طور پر اُن کا مباہلہ سے فرار اور خوف ثابت ہوتا ہے پردۂ اخفاء میں رکھ کر عوام النّاس کو صریح دھوکے میں مبتلا کیا اور جانتے بوجھتے ہوئے یہ مؤقف پیش کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

(نعوذ باللہ) مولوی ثناء اللہ امرتسری کے ساتھ مباہلہ کے نتیجہ میں فوت ہوئے تھے اور ترنگ میں آ کر اسی اخبار کے ذریعہ مولانا میرپوری نے حضرت امام جماعت احمدیہ کو درج ذیل الفاظ میں مباہلہ کا چیلنج بھی دے دیا:

''مَیں مرزا طاہر احمد کو چیلنج دیتا ہوں کہ وہ ہمارے ساتھ اس بات پر مباہلہ کریں کہ مرزا غلام احمد سچا نبی تھا یا جھوٹا، ہمارا دعویٰ اور ایمان ہے کہ سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں...ان کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں آئے گا اور جو بھی نبوّت کا دعویٰ کرے گا وہ جھوٹا اور کذّاب ہوگا۔ وہ حضرات جو بیچارے کسی لالچ وطمع کی بناء پر قادیانیت قبول کر لیتے ہیں انہیں قربانی کا بکرا بنانے کی بجائے مرزا صاحب سامنے آئیں تا کہ ایک ہی بار فیصلہ ہو جائے۔''

(روزنامہ جنگ لندن 7/مارچ 1985ء)

10/جون 1988ء کو جب حضرت امام جماعت احمدیہ نے تمام مکفّرین اور مکذّبین کو مباہلہ کا چیلنج دیا تو اتمام حجت کی غرض سے اس کی ایک کاپی بذریعہ ریکارڈ ڈ ڈیلوری 15/جولائی 1988ء کو مولوی محمود احمد میرپوری صاحب کو بھی بھجوا دی گئی۔ لیکن اپنے اسلاف کی طرح انہوں نے اسے قبول کرنے سے گریز کیا اور حجت بازی سے کام لیتے ہوئے اپنے رسالہ صراطِ مستقیم میں لکھا:

''جہاں تک مباہلہ کا تعلق ہے تو وہ تو نبوت کا دعویٰ کرنے والا ہی دعوت دے سکتا ہے اور وہ بھی اس وقت جب اللہ کی طرف سے اُسے اس امر کا حکم ہو۔''

مزید لکھا کہ:

''اس لئے اب مرزا طاہر احمد کو مرزا صاحب کی نمائندگی کرنے یا فریق بننے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ جس نے نبوّت کا دعویٰ کیا تھا وہ اپنے اعلان دعا کے انجام سے دوچار ہو چکا ہے۔''

(صراط مستقیم جولائی 1988ء)

یہ تو اب مولوی محمود میرپوری صاحب کا کوئی معتقد ہی بتا سکتا ہے کہ 1985ء میں جب انہوں نے امام جماعت احمدیہ کو مباہلہ کا چیلنج دیا تھا تو کیا وہ نبوت کے مقام پر فائز تھے؟ اور انہوں نے خدائی حکم سے ایسا کیا تھا یا جھوٹ بولا تھا؟

صرف اسی پر بس نہیں مولانا میر پوری صاحب نے مباہلہ 10 / جون 1988ء کے جواب میں ایک مضمون بعنوان ''قادیانیوں کی طرف سے مباہلہ کا چیلنج'' لکھا اور اس میں بعض ایسے الفاظ بھی تحریر کر ڈالے جو خدا تعالیٰ کے غیظ و غضب کو بھڑکانے والے اور مباہلہ جیسے قرآنی طریق فیصلہ کی کھلی بے ادبی کرنے والے الفاظ تھے۔ چنانچہ انہوں نے لکھا:۔

''نئے چیلنج اور دعوے محض چکّر اور فراڈ ہیں۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ انہیں ذرّہ برابر اہمیت نہ دیں۔''

(صراط مستقیم جولائی 1988ء صفحہ 9)

اسی اخبار کے ذریعہ انہوں نے ''قادیانیوں کی موجودہ مہم کو شر انگیز قرار دیتے ہوئے مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ ان کے اس پراپیگنڈے سے متاثر نہ ہوں اور ان کا بائیکاٹ جاری رکھیں''

ابھی مولانا کے اس مضمون پر ایک ماہ بھی نہ گزرنے پایا تھا کہ خدا تعالیٰ نے صداقتِ احمدیت کے اظہار کے لئے ایک زور دار نشان دکھایا اور دشمن احمدیت جنرل ضیاء الحق ایک عبرتناک موت کا شکار ہو گئے۔ مگر افسوس کہ مولانا محمود میر پوری نے اس سے سبق نہ لیا بلکہ الٹا یہ بیان بازی شروع کر دی کہ:۔

''قادیانیوں نے شاہ فیصل اور بھٹو کی موت کو بھی اپنی بددعاؤں کا نتیجہ قرار دیا تھا۔ جنرل ضیاء کی موت کو مباہلہ کا چیلنج قرار دینا مضحکہ خیز ہے... فیصلے کا معیار یہ حادثاتی موتیں نہیں ہیں بلکہ اس مسئلہ کا فیصلہ تو 1908ء میں ہو چکا ہے...''

(روزنامہ ملت لندن 7 / ستمبر 1988ء)

ان تحریرات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مولانا محمود میر پوری صاحب شوخی شرارت اور بے باکی میں شرافت کی تمام حدیں پھلانگ چکے تھے۔ لہٰذا آیت مباہلہ کی شرائط کے مطابق اللہ تعالیٰ کی لعنت نے ان کا پیچھا اسی طرح کیا جس طرح انہوں نے قرآنی آیت کے مقابلہ پر گستاخی دکھائی تھی اور وہ اللہ تعالیٰ کی قہری تجلّی کا نشانہ بن گئے۔

10 / اکتوبر 1988ء کو جب مولانا میر پوری بمعہ افرادِ خاندان نیوکاسل (Newcastle) سے واپس آرہے تھے تو راستہ میں اچانک ان کی کار جام (jam) ہو گئی اور پیچھے سے آنے والا تیز رفتار ٹرک ان کی کار کے اوپر چڑھ گیا اور آناً فاناً پانچ کاریں آپس میں متصادم ہو گئیں۔ جس کے نتیجہ میں مولوی محمود

میرپوری، ان کا آٹھ سالہ بیٹا اور خوشدامن موقع پر ہی ہلاک ہو گئے اوران کی اہلیہ اور ایک چھوٹے بچے کو زخمی حالت میں ہسپتال جانا پڑا۔

ممکن ہے مولوی میرپوری کے ہم خیال اس واقعہ کو بھی فقط ''حادثاتی موت'' قرار دیں۔مگر خدا تعالیٰ کی قہری تجلّی کی پہلی چمکار کے بعد ایک اور واضح نشان رونما ہوا کہ جب مولانا کی تعزیت پر ان کے ہمنوا اور اقارب اس مکان پر جمع ہوئے جہاں ان کی میّت رکھی تھی تو یکا یک کمرے کے فرش نے جواب دے دیا اور وہاں موجود مرد وزن اور بچے دھڑام سے نیچے تہ خانہ میں جا گرے۔اس حادثہ میں مولانا کی بیوی دوبارہ زخمی ہو گئیں جو ہسپتال سے محض جنازے کی خاطر گھر آئی تھیں۔دوبارہ پھر ہسپتال جا پڑیں۔

(مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو برمنگھم کا انگریزی اخبار Daily News، 12 راکتوبر 1988ء)

....

کوڈیا تھور (کیرلہ) میں مباہلہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی خاص اجازت سے کوڈیا تھور (کیرلہ) میں انجمن اشاعت اسلام اور جماعت احمدیہ کے مابین مورخہ 28 رمئی 1989ء کو شام کے پانچ بجے ایک مباہلہ ہوا۔ ہر دو جماعتوں میں چالیس چالیس افراد اس مباہلہ میں شریک ہوئے۔ انجمن اشاعت اسلام، جماعت اسلامی، اہلِ حدیث، تبلیغی جماعت کا مرکب تھا۔دس ہزار افراد دعائے مباہلہ کا نظارہ کرنے کے لئے جمع ہوئے تھے۔کوڈیا تھور میں منعقدہ اس دعائے مباہلہ کا موضوع 'مقامِ نبوّت' تھا۔

سب سے پہلے احمدیہ مسلم جماعت کی طرف سے کیرلہ احمدیہ مسلم جماعت کے چیف مشنری مولوی محمد ابوالوفا صاحب نے مندرجہ ذیل دعا کی:

''ہمارا یہ ایمان ہے کہ جس کا ہم اعلان کرتے ہیں کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسلمانوں کے لئے وعدہ کیے گئے مسیح و مہدی اور مسیح ابنِ مریم ہیں۔آپ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے متبع اور غیر تشریعی اُمّتی نبی رسول ہیں۔اے قادرِ مطلق خدا! اگر ہم اپنے ایمان اور دعویٰ میں جھوٹے ہیں تو ہم پر سخت عذاب نازل فرما۔اگر ہم سچے ہیں تو ہم پر اپنا فضل نازل فرما۔'' اس وقت تمام احمدیوں نے

آمین کہا۔

اس کے بعد انجمن اشاعت اسلام کی طرف سے ایم۔محمد مدنی نے مندرجہ ذیل دعا کی:

''ہمارا یہ ایمان ہے کہ جس کا ہم اعلان کرتے ہیں کہ مرزا احمد قادیانی نہ خدا کے مامور تھے اور نہ ہی نبی یا رسول یا اُمّتی نبی تھے۔محمد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ کوئی نبوت ہوگی اور کوئی رسالت ہوگی۔ اگر ہم اپنے ایمان اور دعویٰ میں جھوٹے ہیں تو خدایا تیری لعنت ہم پر نازل ہو۔اگر ہم سچے ہیں تو ہم پر اپنا فضل نازل فرما۔''

اس وقت ان کے ساتھ والوں نے آمین کہا۔

اس کے بعد فریقین کی طرف سے مشترکہ دعا کی گئی کہ''خدایا ہم میں جو فریق حق وصداقت پر قائم ہے لوگوں پر اس کے اظہار کے لئے اور جھوٹوں کی نشان دہی کے لئے تُو چھ ماہ کے اندر اندر واضح نشان ظاہر فرما۔''

انجمن اشاعت اسلام کے سیکرٹری نے اس مباہلہ کے بارے میں ایک بیان میں کہا کہ''انجمن کی ایک واضح خصوصیت یہ ہے کہ کیرلہ میں کام کرنے والے تمام اسلامی فرقے اپنے فروعی اختلاف کو بھول کر قادیانیت کے خلاف متحد ہوئے ہیں۔''(خروج ہند 2/جولائی 1989ء)

اس تحریر میں درحقیقت جماعت احمدیہ کو خراج تحسین پیش کیا گیا تھا۔کیونکہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آخری زمانہ میں میری امّت 73/فرقوں میں تقسیم ہوجائے گی۔وہ سب کے سب جہنم میں جانے والے ہوں گے سوائے ایک کے۔

مباہلہ کیرلہ کے بعد یہ اطلاع ملی کہ کیرلہ کے اسلامی فرقوں کو پھر اپنے فروعی اختلاف یاد آگئے ہیں۔انہوں نے مباہلہ کرنے کی وجہ سے انجمن اشاعت اسلام کی سخت مذمت کی ہے۔جماعت احمدیہ اور انجمن اشاعت اسلام کے مابین ہوئے مباہلہ کے دوسرے دن جمعیت علمائے اسلام کی طرف سے وہیں ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں تمام مقررین نے انجمن اشاعت اسلام کی شدید طور پر مذمت کی۔گویا یہ پہلی لعنت ہے جو انجمن اشاعت اسلام پر پڑی۔

دوسری لعنت

انجمن اشاعت اسلام نے ایک اخباری نوٹ میں کہا کہ مباہلہ کے دوسرے دن ہی جماعت احمدیہ کے صوبائی امیر محترم ڈاکٹر منصور احمد صاحب اور چیف مشنری مولانا محمد ابوالوفا صاحب وفات پا گئے ہیں۔حالانکہ یہ دونوں بزرگ ایک عرصہ تک زندہ رہے۔

احمدی مبلغ مکرم مولانا محمد عمر صاحب تحریر کرتے ہیں کہ قادیان میں (دسمبر 1989ء میں) منعقدہ جماعت کے جلسہ سالانہ میں مباہلہ کے بارے میں خاکسار کی تقریر تھی۔انجمن اشاعت اسلام کے اس صریح جھوٹ کو ثابت کرنے کے لئے جلسہ سالانہ کے اسٹیج پر دونوں بزرگوں نے کھڑے ہو کر اور اپنے آپ کو پیش کر کے انجمن اشاعت اسلام کا جھوٹ ثابت کیا۔

یہ دوسری لعنت ہے جو مباہلہ کے نتیجہ میں ظاہر ہوئی۔یعنی دعائے مباہلہ میں جھوٹ بولنے والے پر لعنت اللہ علی الکاذبین عائد ہوتی ہے۔

تیسری لعنت

جماعت احمدیہ کے دو شدید مخالف عبداللطیف اور حارث سے نشہ آور Ampule پکڑے گئے۔ عبداللطیف کے پاس 1680 اور حارث کے پاس 1667 Ampules فروخت کرنے کے لئے رکھے ہوئے تھے جس کی قیمت سترہ لاکھ بتائی جاتی ہے۔ یہ دونوں اشخاص انجمن اشاعت اسلام کی نمائندگی کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کے خلاف سرگرم عمل تھے۔پولیس ایک عرصہ ان کا تعاقب کرتی رہی بالآخر پکڑے گئے۔یہ بات انجمن اشاعت اسلام کے لئے ایک اور لعنت کا موجب بنی۔

دوسری طرف مباہلہ کے بعد وسیع پیمانے پر جن لوگوں کے اندر سعادت تھی سینکڑوں کی تعداد میں بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں شامل ہوئے۔

مباہلہ کے بعد جماعت اسلامی کا ایک شعبہ SIMI (Student Islamic Movement of India) کے ایک سرگرم ممبر مولوی محمد سلیم صاحب کو مؤرخہ 30رستمبر 1989ء کو بیعت کرنے کی توفیق ملی۔ بیعت کرنے کے بعد موصوف قادیان تشریف لے گئے۔وہاں معلم کورس مکمل کر کے

آندھرا پردیش میں بطور مبلغ مقرر ہوئے۔ اس کے بعد موصوف کیرلہ میں کوڈنگلور بطور مبلغ مقرر ہوئے۔ مکرم مولوی محمد سلیم صاحب جو کوڈنگلور کے رہنے والے تھے اس بستی کے ارد گرد موصوف کی تبلیغ کے نتیجہ میں 78/ افراد کو بیعت کرنے کی توفیق ملی۔ وہاں ایک شاندار مسجد تعمیر ہوئی جس کا نام خلیفۂ وقت نے 'دارالعافیت' رکھا۔

مباہلہ کے بعد کوڈیا تھور کے مضافات مُلکم، چنیدہ منگلم وغیرہ کے لوگوں نے بیعت کی اس میں جماعت اسلامی کے سرگرم ممبران بھی شامل ہیں۔ اس کے بعد کوڈنگلور کے ہی رہنے والے اور جماعت اسلامی کے ایک سرگرم رکن مکرم مولوی محمد یوسف صاحب کو بھی بیعت کرنے کی توفیق ملی۔ جماعت اسلامی کے سرکردہ ممبران پی۔ کے۔ شمس الدین صاحب، پی۔ پی بیران صاحب وغیرہ افراد قابل ذکر ہیں۔ علاوہ ازیں بارہ خاندان بھی بیعت کر کے جماعت میں شامل ہوئے۔

الغرض مباہلہ کے بعد بیعت کر کے جماعت میں شامل ہونے والے سینکڑوں افراد کا اس وقت نام لینا ممکن نہیں۔ ان بیعت کنندگان میں زیادہ تر جماعت اسلامی کے سرکردہ ممبران اور ان کے عہدیداران تھے۔ انجمن اشاعت اسلام کے صدر کا کیری عبداللہ نے اپنی شکست کا اعتراف کرتے ہوئے ایک موقع پر کہا۔ ''جماعت احمدیہ کا ہم مقابلہ نہیں کر سکتے۔ ان کے اب دو خلیفہ ہو گئے ہیں۔ ایک خلیفۃ المسیح پنجم، دوسرا ایم۔ ٹی۔ اے کے ذریعہ وعظ و نصیحت کرتے رہتے ہیں۔''

مباہلہ کے وقت کیرلہ میں 33/ جماعتیں تھیں۔ مباہلہ کے بعد 18/ جماعتوں کا اضافہ ہوا۔

مباہلہ سے قبل کیرلہ میں 34/ مساجد تھیں۔ مباہلہ کے بعد 8/ مزید مساجد کی تعمیر ہوئی۔ کئی مساجد کی renovation کی گئی۔ کوڈیا تھور میں مباہلہ سے قبل ایک چھوٹی سی مسجد تھی۔ اب یہ مسجد بھی دو منزلہ نہایت خوبصورت اور پُر وقار مسجد میں تبدیل ہو چکی ہے۔

مباہلہ کے بعد انجمن اشاعت اسلام منتشر ہو گئی۔ اب اس کا نام لینے والا بھی کوئی نہیں۔ اس کا سیکرٹری عبدالرحمٰن اب خاموش ہے۔

خدا تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ مباہلہ کے بعد کیرلہ کے احباب و مستورات میں مالی قربانی اور لازمی چندہ جات، حصہ آمد، چندہ عام، چندہ تحریک جدید اور چندہ وقف جدید میں ہندوستان کی دیگر جماعتوں کی نسبت بہت اونچا مقام حاصل ہے۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

الغرض اس مباہلہ کے نتیجہ میں بھی جماعت احمدیہ نے خدا کے فضل سے ترقی کی نئی منزلیں سر کیں اور جو جھوٹے اور مفتری تھے وہ مزید افتراق و انتشار کا شکار ہوئے۔

....

مباہلہ کا سال مکمل ہونے پر
احمدیت کے حق میں ظاہر ہونے والے عظیم الشان نشانوں کا ذکر

اس مباہلہ کے موضوع پر آخر میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے اس خطبہ جمعہ سے بعض اقتباسات کا پیش کرنا نہایت موزوں اور مناسب ہوگا جو حضور رحمہ اللہ نے مباہلہ کے چیلنج پر ایک سال کا عرصہ مکمل ہونے پر 9رجون 1989ء کو مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ حضور رحمہ اللہ نے اس خطبہ جمعہ میں مباہلہ کے سال میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہونے والے متعدد نہایت روشن اور درخشاں نشانات میں سے چند کا تذکرہ بھی فرمایا۔ حضور رحمہ اللہ نے فرمایا:

''آج سے ایک سال پہلے 10رجون 1988ء کو جماعت احمدیہ عالمگیر کی نمائندگی میں جو مباہلہ کا چیلنج میں نے دشمنان احمدیت کے سربراہوں اور مکفّرین اور مکذّبین کے امراء کو دیا تھا اس پر آج ایک سال گزرتا ہے۔ اس دوران میں جو جو خدا تعالیٰ کی طرف سے نشانات ظاہر ہوئے ان میں سے چند کا تذکرہ آج مَیں کروں گا لیکن اس سے پہلے کچھ وضاحتیں کرنی ضروری سمجھتا ہوں۔

مباہلہ کی تاریخ کا آغاز 10رجون سے ہوتا ہے اور 9رجون کو ایک سال یعنی آج وہ سال پورا ہوتا ہے۔ لیکن اس کے علاوہ بھی کچھ مباہلے اس دوران پیدا ہوئے ہیں۔ چونکہ ایک سال کی مدت مَیں نے مکذّبین، مکفّرین کے امراء کو دے رکھی تھی اس لئے اس سال کے دوران ہی جب انہوں نے قبول کرنے کا اقرار کیا تو مَیں نے اسے تسلیم کر لیا اس لئے جہاں تک احمدیہ جماعت کی طرف سے اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے چیلنج دینے کا تعلق ہے ہمارا یہ سال آج پورا ہو رہا ہے۔ جہاں تک دشمنان احمدیت کے اس چیلنج کو قبول کرنے کا تعلق ہے بعض نے عمومی طور پر اسی وقت قبول کیا اور اخبارات میں اس کا اظہار کیا لیکن ساتھ شرطیں ایسی لگائیں جن کے نتیجے میں ان کے لئے فرار کی راہ کھلی تھی اور یہ کہنے کا موقع باقی تھا کہ ہم نے تو یہ

کہا تھا کہ فلاں جگہ پہنچو تو مباہلہ ہوگا اور فلاں جگہ پہنچو تو نہیں ہوگا۔ اُن مباہلوں کو مَیں مباہلوں میں شمار نہیں کرتا۔ لیکن اس کے علاوہ جن لوگوں نے مثلاً انگلستان کے بعض علماء نے مشارکت زمانی کہہ کر یعنی یہ کہہ کر کہ اگرچہ ایک جگہ ہم اکٹھے نہیں ہو سکتے لیکن زمانے میں مشترک ہو سکتے ہیں اس لئے فلاں تاریخ کو آپ بھی دعائیں کریں، ہم بھی دعائیں کرتے ہیں اور ہمارے نزدیک یہ مباہلہ ہو جائے گا۔ تو اس کو مَیں مباہلہ تسلیم کرتا ہوں ان معنوں میں کہ دونوں طرف سے برابر کا مباہلہ ہے اور دونوں کی طرف سے خوب وضاحت کے بعد اس ذمہ داری کو قبول کر لیا گیا ہے۔ اسی طرح ہندوستان میں ابھی چند دن پہلے ایک مباہلہ میری اجازت سے ہوا اور وہ بھی چونکہ اس سال کے اندر ہوا اس لئے اسے بھی بطور مباہلہ کے ہم تسلیم کر چکے ہیں۔

... اس دوران بعض انفرادی واقعات بھی ہوئے ہیں جن کا جماعت کی طرف سے اجتماعی مباہلہ سے تعلق نہیں تھا لیکن اس مباہلہ کے سائے میں اس سے جرأت اور حوصلہ پا کر بعض احمدیوں نے انفرادی طور پر بعض دوسرے غیر احمدی مخالفین کو انفرادی طور پر چیلنج دیا اور وہ انہوں نے قبول کیا۔ اس کی تاریخ بھی ہم باقاعدہ منضبط کر رہے ہیں، محفوظ کر رہے ہیں اور بہت سے ایسے نشانات ظاہر ہو چکے ہیں جو حیرت انگیز ہیں، کچھ اور انشاء اللہ ہوں گے پھر اس بارے میں بھی میں علیحدہ بعد ازاں کسی وقت جماعت کو مطلع کروں گا۔

آج جو گفتگو کر رہا ہوں اس کا اس سال کے عمومی حالات سے تعلق ہے اور مباہلہ کی دعا سے تعلق ہے۔ مباہلہ کی دعا میں مَیں نے یہ نہیں کہا تھا کہ اس عرصے میں کوئی احمدی نہیں مرے گا اور سارے دشمنانِ احمدیت مر جائیں گے۔ ایسی لغویات میں کرنے کی جسارت نہیں کر سکتا تھا کیونکہ یہ خدا کی تقدیر میں دخل دینے والی بات ہے اور مباہلہ کے مضمون کو حد سے آگے بڑھانے والی بات ہے۔ سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ کسی دشمن کی موت کی معیّن خبر دے، مباہلہ کو معیّن کرنا انسان کے اختیار میں نہیں ہے۔ اس لئے جیسے کہ میں آپ کے سامنے اب عبارت پڑھ کے سناؤں گا آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ جو دعا میں نے تجویز کی تھی اور جس کو ملحوظ رکھ کر دشمنوں نے مباہلہ کو قبول کیا ہے وہ دعا یہ تھی:

"اے قادر و توانا عالم الغیب والشہادۃ خدا! ہم تیری جبروت اور تیری عظمت، تیرے وقار اور تیرے جلال کی قسم کھا کر اور تیری غیرت کو اُبھارتے ہوئے تجھ سے یہ

استدعا کرتے ہیں کہ ہم میں سے جو فریق بھی ان دعاوی میں سچا ہے جن کا اوپر ذکر گزر چکا ہے اس پر دونوں جہان کی رحمتیں نازل فرما، اس کی ساری مصیبتیں دور کر، اس کی سچائی کو ساری دنیا پر روشن کر دے، اس کو برکت پر برکت دے اور اس کے معاشرہ سے ہر فساد اور ہر شر کو دور کر دے اور اس کی طرف منسوب ہونے والے ہر بڑے اور چھوٹے مرد و عورت کو نیک چلنی اور پاکبازی عطا کر اور سچا تقویٰ نصیب فرما اور دن بدن اس سے اپنی قربت اور پیار کے نشان پہلے سے بڑھ کر ظاہر فرما تا کہ دنیا خوب دیکھ لے کہ تُو اُن کے ساتھ ہے اور ان کی حمایت اور ان کی پشت پناہی میں کھڑا ہے اور ان کے اعمال، ان کی خصلتوں اور اُٹھنے اور بیٹھنے اور اسلوب زندگی سے خوب اچھی طرح جان لے کہ یہ خداوالوں کی جماعت ہے اور خدا کے دشمنوں اور شیطانوں کی جماعت نہیں ہے۔

اور اے خدا! تیرے نزدیک ہم میں سے جو فریق جھوٹا اور مفتری ہے اس پر ایک سال کے اندر اپنا غضب نازل فرما اور اسے ذلّت اور نکبت کی مار دے کر اپنے عذاب اور قہری تجلّیوں کی نشانی بنا اور اس طور سے ان کو اپنے عذاب کی چکّی میں پیس اور مصیبتوں پر مصیبتیں ان پر نازل کر اور بلاؤں پر بلائیں ڈال کہ دنیا خوب اچھی طرح دیکھ لے کہ ان آفات میں بندے کی شرارت اور دشمنی اور بغض کا دخل نہیں بلکہ محض خدا کی غیرت اور قدرت کا ہاتھ یہ سب عجائب کام دکھلا رہا ہے۔ اس رنگ میں اس جھوٹے گروہ کو سزا دے کہ اس سزا میں مباہلہ میں شریک کسی فریق کے مکر و فریب کے ہاتھ کا کوئی بھی دخل نہ ہو اور وہ محض تیرے غضب اور تیری عقوبت کی جلوہ گری ہو، تا کہ سچے اور جھوٹے میں خوب تمیز ہو جائے اور حق اور باطل کے درمیان فرق ظاہر ہو اور ظالم اور مظلوم کی راہیں جُدا جُدا کر کے دکھائی جائیں اور ہر وہ شخص جو تقویٰ کا بیج اپنے سینے میں رکھتا ہے اور ہر وہ آنکھ جو اخلاص کے ساتھ حق کی متلاشی ہے اس پر معاملہ

مُشتبہ نہ رہے اور ہر اہل بصیرت پر خوب کھل جائے کہ سچائی کس کے ساتھ ہے اور حق
کس کی حمایت میں کھڑا ہے۔(آمین یارب العالمین)''

(مباہلہ کا کھلا کھلا چیلنج صفحہ 14،15)

اس ضمن میں مزید بات کو آگے بڑھانے سے پہلے ایک اور وضاحت بھی ضروری ہے کہ دعا میں انسان کبھی کوئی کمی نہیں رکھتا اور دعا مانگتے ہوئے خدا تعالیٰ پر حدیں قائم نہیں کیا کرتا۔ اسی لئے جب میں یہ دعا تحریر کر رہا تھا تو باوجود اس کے کہ میرا ذہن بار بار اس طرف گیا کہ ایسی دعا مانگنا کہ ہر احمدی کے ساتھ یہ سلوک ہو، ہر احمدی بچہ، بوڑھا، جوان نیک ہو جائے اور تمام مصیبتیں دور ہو جائیں یہ میں اپنے آپ کو باندھ رہا ہوں اور دشمن کو اعتراض کا موقع مہیا کر رہا ہوں اور خدا کی تقدیر کو بظاہر گویا مجبور کر رہا ہوں کہ وہ ہم سے ایسا سلوک کرے جو اس سے پہلے کبھی دنیا میں کسی سے سلوک نہیں ہوا۔ اس کے باوجود میں نے یہ عبارت تحریر کی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ قرآن کریم کے مطالعہ سے مجھ پر یہ بات روشن تھی کہ انبیاء نے دعاؤں میں کنجوسی نہیں کی اور کمی نہیں کی اور خدا نے قبولیت کے وقت اپنی قدرت کا نشان دکھایا ہے، اپنی مالکیت کا ثبوت دیا ہے۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا دیکھیں اور خصوصیت سے وہی دعا میرے پیش نظر تھی کہ اپنی اولاد کے لئے قیامت تک کے لئے یہ دعا کی کہ وہ سارے نیک اور پارسا ہوں کوئی بھی ان میں بد نہ نکلے اور پھر ان کو آئمہ بنا اور پھر ان کے ساتھ یہ سلوک فرما۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس دعا کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ (البقرہ 125) اے ابراہیم تُو مجھے بہت پیارا سہی، ساری کائنات کا آج تُو خلاصہ ہے اور یہ فقرہ مَیں نہیں کہہ رہا خدا تعالیٰ نے آپ کو اُمّت کہہ کر یہی بیان فرمایا کہ تُو ایک ہوتے ہوئے اُمّت ہے۔ یعنی اس وقت ساری کائنات کا خلاصہ تُو ہے۔ پھر بھی میرا عہد ظالموں کو نہیں پہنچے گا۔ چنانچہ اسی لئے میں جماعت کو اس سال کے دوران اس دعا کے باوجود یہ نصیحت کرتا رہا کہ ہوش سے قدم اٹھائیں۔ اگر اس سال میں انہوں نے اپنی برائیاں دور کرنے کی کوشش نہ کی اور بدیوں پر قائم رہے تو خدا کی تقدیر ان کو معاف نہیں کرے گی۔ اس غلط فہمی میں مبتلا نہ ہوں، چونکہ مباہلہ کی دعا سب پر حاوی دکھائی دیتی ہے اس لئے وہ جو چاہیں کریں اُن سے کوئی باز پُرس نہیں کی جائے گی۔ یہ وجہ تھی جو میں نے دعا میں بظاہر اپنے لئے کوئی گنجائش نہیں چھوڑی۔ کیونکہ میرا توکّل خدا پر تھا اور دعا خدا سے مانگ

رہا تھا اور سنت انبیاء مجھے یہی دکھا رہی تھی کہ دُعا ئیں کامل ہو جاؤ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کا فضل جتنا بھی نازل ہو اس کو خوشی سے قبول کرو اور تسلیم و رضا کے ساتھ اس پر راضی ہو جاؤ۔ پس یہ ہے اس کا پس منظر۔ لیکن جہاں تک حالات کے فرق ہونے کا تعلق ہے۔ حالات کے جدا جدا ہونے کا تعلق ہے یا جدا جدا کر دکھانے کا تعلق ہے، یہ ایسا مضمون ہے جس میں کوئی اشتباہ باقی نہیں رکھا کرتا اور کوئی اشتباہ باقی نہیں رہا۔

جہاں تک جماعت احمدیہ کا تعلق ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اتنی حیرت انگیز پاک تبدیلیاں پیدا ہوئی ہیں، اتنی برکتیں نازل ہوئی ہیں اِس دَور میں کہ دنیا کا ایک ملک بھی ایسا نہیں جہاں احمدیوں کو نمایاں طور پر یہ احساس نہیں ہوا کہ ہاں ہم ایک نئے وجود کے طور پر اُبھر رہے ہیں اور جہاں غیروں نے ان کے ساتھ پہلے سے بہت بڑھ کر محبت اور تعظیم کا سلوک نہیں کیا۔ اور وہ ممالک جہاں ان کو پوچھتا بھی کوئی نہیں تھا، وہاں بڑے بڑے لوگوں کی، اخبارات کی، ٹیلی ویژنز کی، ریڈیوز کی توجہ ان کی طرف مبذول ہوئی اور حالات پلٹ گئے۔ ابھی کل ہی کی بات ہے مشرقی افریقہ سے ایک دوست تشریف لائے جو آج خطبہ میں بھی بیٹھے ہوئے ہیں قریشی عبدالمنان صاحب وہ اخبارات کے تراشے لائے اور کچھ اصل اخبارات لائے اور مجھے بتایا کہ ہمارے آنے سے قبل یعنی اسی سال جو اس ملک کے حالات تھے، جو احمدیوں کی وہاں عزت تھی یا احمدیوں سے تعارف تھا لوگوں کو کہتے ہیں اس کا حال آپ نے خود دیکھ لیا تھا۔ ایک مجلس میں جب ایک بہت ہی معزز اور معروف جج نے، منصف نے آپ کو یہ کہا کہ میں نے تو پہلے احمدیت کا کوئی ذکر نہیں سنا اور آج یہ حال ہے کہ ملک کا بچہ بچہ احمدیت کو جانتا ہے۔ اخبارات میں تشہیر ہوئی اور ایسی زبردست، اتنی خوبصورت۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصاویر، خلفاء کی تصاویر نہایت ہی عمدہ رنگ میں دے کر اور بہت بڑے بڑے پوسٹرز کی صورت میں اخبارات میں احمدیت کے متعلق یہ اعلانات شائع ہوئے اور پھر ریڈیو نے بھی وہ باتیں سنائیں دنیا کو اور ٹیلی ویژن نے بھی بلکہ پورا پیغام جو میں نے دیا تھا وہ بھی پڑھ کے سنایا۔ تو یہ عجیب اللہ کی شان ہے کہ مباہلہ کا سال وہی مقرر فرمایا جو جماعت احمدیہ کا نئی صدی میں داخل ہونے کا سال تھا اور اس کے نتیجے میں محض تمام دنیا میں حیرت انگیز تائید کے کرشمے ہی نہیں دکھائے بلکہ اس کے نتیجے میں احمدیوں کو خاص طور پر اپنی حالت سُدھارنے کی طرف متوجہ فرما دیا۔ کیونکہ یہ احساس صدی کے اختتام کے ساتھ ساتھ احمدیوں میں بڑھتا چلا گیا کہ ہم نے اگلی صدی میں اپنی پہلی

برائیوں کے ساتھ داخل نہیں ہونا اور احمدی بڑوں نے بھی اور بچوں نے بھی نہ صرف کوششیں کیں بلکہ مجھے مسلسل دعا کے بھی خط لکھتے رہے کہ ہم نے فیصلے کئے ہیں جو بعض برائیاں ہیں ان کو لے کر ہم نے اگلی صدی میں سانس نہیں لینا۔ بعض ایسی برائیاں ہیں جو ہم پر قابض ہو چکی ہیں، ہماری زندگی کا ساتھ تھیں ان کو جدا کرنا آسان کام نہیں اس لئے ہم بھی دعا کرتے ہیں، کوشش کرتے ہیں، آپ بھی دعائیں کریں۔ مجھے بار بار اس سے یہ محسوس ہوتا رہا کہ یہ عجیب اللہ کی شان ہے کہ اس نے مباہلہ کی دعا ایسے سال میں کروائی جب کہ تمام حالات کا رُخ احمدیوں کی اصلاح کی جانب تھا اور وہ اس مباہلہ کی کامیابی میں ممد ثابت ہوئے۔

...پس آج ہم بالعموم تمام دنیا کی جماعتوں کی نمائندگی میں یہ اعلان کر سکتے ہیں کہ مباہلہ کے اس سال میں جماعت احمدیہ کے اکثر افراد کو اس توجہ اور غیر معمولی انہماک کے ساتھ اپنی برائیاں چھوڑنے اور نیکیاں اختیار کرنے کی توفیق ملی ہے کہ اس سے پہلے شاذ کے طور پر بھی کبھی ایسا واقعہ ہوا ہو۔ مختلف وقتوں میں خلفاء کی تحریک پر جماعتیں اصلاح کی طرف متوجہ ہوتی ہیں مگر ایک عالمگیر حیثیت سے کہ تمام دنیا میں ہر ملک میں، ایک سو بیس ممالک میں یہ توجہ بڑی نمایاں شان کے ساتھ بیدار ہوئی ہو اور اس کا گہرا اثر دور دور تک مردوں، عورتوں اور بچوں پر پڑا ہو۔ یہ واقعہ کوئی معمولی واقعہ نہیں ہے اور خدا کی غیر معمولی توفیق کے بغیر ہونا ممکن نہیں ہے۔ میں نے کئی دفعہ ان علماء کو چیلنج کیا ہے کہ بھئی! اگر تم نیکی کے علمبردار ہو اور واقعی اسلام سے محبت رکھتے ہو تو ایک شہر کو چن لو پاکستان میں، چنیوٹ لے لو، فیصل آباد لے لو اور ساری قوتیں وہاں مجتمع کر لو اور وہاں سے برائیاں دور کرنے کی کوشش کرو۔ یہ مقابلہ ہے، یہ مسابقت کی روح ہے جو اسلام پیش کرتا ہے۔ پھر دیکھو کہ خدا تمہیں توفیق عطا فرماتا ہے یا ہمیں توفیق عطا فرماتا ہے۔ کہاں یہ کہ ساری دنیا میں ایک سو بیس ممالک میں پھیلی ہوئی ہزار ہا بلکہ لاکھوں بستیوں میں پھیلی ہوئی جماعت کو خدا تعالیٰ یہ توفیق بخشے کہ ہر جگہ خدا اصلاح کے کرشمے دکھائے، اصلاح کے معجزے دکھائے۔

پس خدا کا یہ بہت عظیم الشان احسان ہے مگر میں جماعت احمدیہ کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ اصل معجزہ اصلاح کا معجزہ ہی ہوا کرتا ہے۔ مَیں دوسری قسم کے معجزے کا بھی ذکر کروں گا لیکن آپ یاد رکھیں کہ سب سے بڑا معجزہ دنیا میں صداقت کے ثبوت کے لئے اصلاح کا معجزہ ہوا کرتا ہے۔ باقی ساری باتیں آنے جانے والی ہیں، باقی ساری باتیں وقت کے تماشے ہیں یا ایک وقت میں ایمان افروز باتیں ہی ہیں

لیکن ان کی حیثیت ایک وقتی ہے، ایک عارضی حیثیت ہے۔ وہ آتی ہیں دل پر نیک اثر چھوڑ کر چلی جایا کرتی ہیں۔ لیکن نیکیوں کو خدا تعالیٰ قرآن کریم میں ہمیشہ اَلْبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ (الکہف 47) کے طور پر پیش فرماتا ہے۔ جو نیکیاں آپ نے اختیار کر لیں وہ ہمیشہ ہمیش کے لئے نہ صرف آپ کے وجود کو سنوار گئیں بلکہ آنے والی نسلوں میں بھی منتقل ہونی شروع ہو جائیں گی اور اگر نسلاً بعد نسلٍ کسی قوم کو نیکیاں اختیار کرنے کی توفیق ملے تو وہ عادتوں کا حصہ بن جایا کرتی ہیں اور پھر وہی ہیں جو Genetic Symbols میں منتقل ہو جاتی ہیں اور خدا نے جو نظام وراثت کا قانون بدن کے اندر جاری فرمایا ہے اس نظامِ وراثت کا حصہ بن جایا کرتی ہیں۔

اس لئے اس سال کی نیکیوں کو اس سال کے آخر پر بھلانا نیکی نہیں ہے بلکہ سارے ما حصل کو ضائع کرنے والی بات ہے۔ آپ یہ کوشش کریں کہ ان نیکیوں کو جن کو آپ نے اختیار کیا ہے نہ صرف ان کو صبر کے ساتھ پکڑ کر بیٹھیں اور ہرگز ضائع نہ ہونے دیں بلکہ ان نیکیوں کا ایک اور فائدہ اٹھائیں کیونکہ کہا جاتا ہے اور تجربہ یہی ہے اور قرآن کریم کے مطالعہ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ نیکیاں دوسری نیکیوں کو پیدا بھی کرتی ہیں۔ ... آپ کے خون میں نیکیاں آ جانی چاہئیں۔ وہ نیکیاں جو ہمیشہ ہمیش کے لئے آپ کے خاندانوں کا حصہ اور طرّہ امتیاز بن جائیں۔ وہ احمدیت کا نشان بن جائیں اور امتیازی شان احمدیت ان نیکیوں کے ذریعے دنیا میں ظاہر ہونے لگے۔ یہی میری دعا تھی، اس دعا کو خدا نے بڑی شان کے ساتھ، بڑے وسیع پیمانے پر قبول فرمایا ہے۔ لیکن ابھی بہت سفر باقی ہے اور ابھی بہت سی کمزوریاں ایسی ہیں جنہیں ہمیں گرانا ہے اپنے وجود سے اور بہت سی نیکیاں ہیں جنہیں داخل کرنا ہے اور سینے کے ساتھ لگانا ہے اس لئے میں جماعت سے اپیل کرتا ہوں کہ اس مباہلہ کے سال کی برکتوں کو دائمی کرنے کی کوشش کریں۔

اس عرصے میں خصوصاً ان علاقوں میں جو ہماری مخالفت میں پیش پیش رہے ہیں اور ان علماء کے دائروں میں جہاں احمدیت پر بے حد گند اچھالے گئے، جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب میں ہر حد اعتدال سے تجاوز کیا گیا اور انتہائی بے باکی سے آپ پر ناپاک حملے کئے گئے۔ اتنی بدیاں پھیلی ہیں اس عرصے میں، اتنی بدامنی ہوئی ہے، اتنے فساد بڑھے ہیں، اس طرح گھر گھر کا، گلی گلی کا امن اُٹھ گیا ہے کہ جو پاکستان جاتا ہے وہ اس بات سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا اور خوفزدہ ہو کر واپس آتا ہے۔ بعض

لوگ مجھے بتاتے ہیں کہ جس پاکستان کو آپ چھوڑ کر آئے تھے اس کا خیال بھول جائیں۔اب ایک اور جگہ ہے وہاں۔ جہاں درندگی ہے، جہاں وحشت ہے، جہاں خودغرضی ہے، جہاں مستقبل پر اعتماد اُٹھ چکا ہے اور اخبارات میں ایسے روزمرہ واقعات چھپتے رہتے ہیں جن کو پڑھ کر آدمی حیران ہو جاتا ہے کہ وہ ملک جو ساری دنیا میں اپنے اسلام کا ڈنکا بجا رہا ہے اور یہ کہتے ہوئے نہیں تھکتا کہ ہم اسلام کے مجاہد ہیں، ہم اسلام سے محبت کرنے والے ہیں وہاں اس قسم کی بدیاں اس کثرت کے ساتھ پھیل رہی ہوں۔ڈر گز ہیں تو وہ ہاتھ سے بے قابو ہوتی جا رہی ہیں اور دوسری بدیاں ہیں ان کا حال یہ ہے کہ ابھی کچھ عرصہ پہلے یہ خبر بھی شائع ہوئی اخبارات میں جس کی کوئی تردید شائع نہیں ہوئی کہ ستائیسویں رات رمضان المبارک کو انڈین ایمبیسی کی دعوت پر بہت سے پاکستانی عمائدین تشریف لے گئے اور ساری رات شراب پیتے گزاری۔ یہاں تک کہ بعض کو جس طرح لاشوں کو اُٹھا کر ڈھیریوں کے طور پر منتقل کیا جاتا ہے اس طرح اٹھا اٹھا کر ان کی ڈھیریاں موٹروں میں ڈالی گئیں۔ان میں یہ بھی طاقت نہیں تھی کہ وہ خود ڈگمگاتے ہوئے قدموں کے ساتھ ہی اپنی موٹر تک پہنچ سکیں۔لیکن صرف یہی نہیں بے انتہا دردناک حالات ہیں۔ان کی تفصیل میں بیان نہیں کرنا چاہتا کیونکہ یہ دکھ کی باتیں ہیں اور اس ضمن میں مَیں آپ کو سمجھانا چاہتا ہوں کہ یہ جو دعا تھی اس میں فرق ظاہر کرنے کے لئے مجبوراً یہ بددعا بھی دینی پڑی۔مگر خدا گواہ ہے کہ ہمیں اس میں کوئی خوشی نہیں ہے۔ صرف ایک تفریق کی خاطر، ایک امتیاز کی خاطر، دشمن کے دکھوں سے تنگ آ کر بعض دفعہ انسان ایسی بات کر دیتا ہے۔جب میں نے دوبارہ اس کو پڑھا تو ہمیشہ مجھے تکلیف ہوئی اور بعض دفعہ میں نے کہا کاش یہ میں نے نہ کہا ہوتا، صرف یک طرفہ بات ہی کہہ دیتا۔اس لئے اس پر آپ خوش نہ ہوں ورنہ یہ خوشی آپ کے دلوں کو زنگ لگائے گی۔اُمّتِ مصطفی ﷺ میں برائیاں کسی رنگ میں بھی بڑھیں وہ ہمارے لئے دکھ کا موجب ہونی چاہئیں، ہمارے لئے تکلیف کا موجب ہونی چاہئیں۔اس کے ذمہ دار یہ علماء ہوں یا دیگر محرکات یا واقعات ہوں لیکن ایک سچے اسلام سے محبت کرنے والے کے لئے اس میں خوشی کا کوئی مقام نہیں ہے۔ہاں استغفار کا مقام ہے۔پس جہاں تک خدا کی تقدیر کا تعلق ہے اس نے بڑے وسیع پیمانے پر اس معاملے کو کھول کر رکھ دیا ہے۔

لیکن اس کے علاوہ بعض انفرادی نشانات بھی ظاہر ہوئے ہیں اور وہ ایسے نشانات ہیں جن کی ضرورت اس لئے پڑتی ہے کہ بعض لوگ ان وسیع پیمانے پر پھیلے ہوئے نشانات کے مطالعہ کی بصیرت نہیں رکھتے۔ان کی نظر میں یہ توفیق نہیں ہوتی، نگاہیں محدود ہوتی ہیں۔ یہ توفیق نہیں ہوتی کہ اس عالمی حیثیت سے ان نشانات کا مطالعہ کریں اور موازنہ کریں اور اس طرح صداقت اور جھوٹ میں تفریق کر کے دیکھ سکیں۔ پس ان کے لئے پھر خدا تعالیٰ بعض نشانات کی انفرادی چوٹیاں قائم کرتا ہے۔ ایسے لوگ جن پر ان کی نظر ہوتی ہے ان کے ساتھ خاص سلوک کرتا ہے اور وہ سلوک دیکھ کر پھر بعض دفعہ وہ عبرت کا نشان بنتے ہیں، بعض دفعہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنتے ہوئے وہ دنیا کے لئے ایک نمونہ بن جاتے ہیں کہ اس طرح خدا تعالیٰ کی برکتیں عطا کی جاتی ہیں۔

ضیاء الحق کی ہلاکت

اس پہلو سے سب سے زیادہ اہم ذکر ضیاء الحق صاحب سابق صدر پاکستان اور سابق ڈکٹیٹر پاکستان کا ہے۔اس کی تفاصیل میں اب دوبارہ جانا مناسب نہیں۔لیکن آپ جانتے ہیں کہ یہ مباہلہ کا چیلنج جو دراصل جس کا آغاز رمضان مبارک 1988ء مئی میں ہوا تھا غالباً 14 رمئی یا 17 رمئی کو یہ پہلی دفعہ درس میں مَیں نے اس کا ذکر کیا تھا۔لیکن چیلنج باقاعدہ 10 رجون کے خطبے میں یعنی بروز جمعہ دیا گیا۔اس کے بعد بار بار مرحوم صدر کو یہ توجہ دلائی جاتی رہی کہ آپ اگر چیلنج قبول کرنے میں سبکی محسوس کرتے ہیں، کسی قسم کی خفّت محسوس کرتے ہیں اس خیال سے کہ آپ بہت بڑے آدمی ہیں اور میں بالکل بے حیثیت اور چھوٹا انسان ہوں یا جماعت کی آپ کی نظر میں کوئی بھی قدر و قیمت نہیں ہے تو کم سے کم ظلم سے باز آ جائیں۔اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو میری دعا یہ ہے کہ خدا کی نظر میں یہ مباہلہ قبول سمجھا جائے۔یعنی خدا کی نظر میں آپ کی حیثیت مباہلہ قبول کرنے والے کی شمار ہو اور پھر خدا کا عذاب آپ پر نازل ہو۔اس لئے میں آپ کو متنبہ کرتا ہوں۔ہاں اگر آپ ان چیزوں سے باز آ جائیں تو آپ کا پیغام ہمیں یہی ہوگا کہ ہاں میں مباہلہ قبول کرنے کی اہلیت نہیں رکھتا یعنی مباہلہ قبول کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا اس لئے میں اپنے ظلموں سے توبہ کر رہا ہوں۔ایسی صورت میں ہم یہ دعا کریں گے کہ اللہ تعالیٰ آپ پر فضل فرمائے، آپ کو مزید ہدایت

عطا کرے۔ نہ صرف یہ کہ انہوں نے اس نصیحت پر عمل نہیں کیا بلکہ مخالفانہ عمل کیا اور شرارت میں بڑھنا شروع ہوئے۔ یہاں تک کہ مرنے سے چند دن پہلے ایک مبہم ساذکر بھی کیا کہ میں عنقریب ایک خوشخبری اور سناؤں گا۔ اللہ بہتر جانتا ہے کہ کیا خباثت پنپ رہی تھی جس کو پایۂ تکمیل پر پہنچنے سے پہلے ہی خدا نے نوچ کر پھینک دیا۔ مگر بہر حال وہاں سے جو اطلاعات مل رہی تھیں اس سے یہی معلوم ہوتا تھا کہ جو انہوں نے مرنے سے کچھ عرصہ پہلے علماء کی کانفرنس بلائی تھی جس میں یہ وعدہ کیا تھا خوشخبری کا اس میں کچھ احمدیوں کے خلاف سازشیں ہوئی تھیں اور انہیں پھر مزید قوانین کی صورت میں ڈھال کر احمدیوں کا عرصہ حیات مزید تنگ کرنے کا فیصلہ کیا گیا تھا۔ یعنی گیارہ اور بارہ کی درمیانی رات۔ میں نے اس سے پہلے ہی یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ اس خطبے میں مَیں یہ ذکر کروں گا کہ ضیاء الحق صاحب نے عملاً یہ ثابت کر دیا ہے کہ وہ مباہلہ کو تخفیف کی نظر سے دیکھتے ہیں، حقارت سے دیکھ رہے ہیں اور چیلنج کو قبول کرتے ہوئے مخالفانہ کوششوں میں بڑھ رہے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ ان کو لازماً بد انجام تک پہنچائے گا۔ لیکن اسی رات یہ عجیب رؤیا میں نے دیکھی کہ وہ تفصیل آپ جانتے ہیں، صرف خلاصہ اس کا یہ ہے کہ خدا کے غضب کی چکی جس طرح پہلے دشمنوں کو پیستی رہی ہے اس طرح لازماً اب بھی چلے گی اور کوئی دنیا کی طاقت اس قانون کو روک نہیں سکتی۔ جو دشمنوں کے ساتھ خدا کے سلوک کی تاریخ آپ قرآن کریم میں پڑھتے ہیں وہ آج بھی دہرائی جائے گی۔ چنانچہ اس رؤیا سے جرأت پاتے ہوئے اور یقینی طور پر اس کی یہی تعبیر سمجھتے ہوئے کہ چونکہ ضیاء صاحب میرے ذہن میں تھے اور خطبے کا موضوع بننے والے تھے اس لئے ان کے متعلق ہی ہے۔ مَیں نے کھل کر آپ کے سامنے ذکر کیا کہ اب خدا کی تقدیر سے یہ شخص بچ نہیں سکتا اور لازماً وہ جاری ہوگی۔ چنانچہ دیکھئے کہ اللہ تعالیٰ نے حیرت انگیز یہ نشان دکھایا۔ 12 اگست کا یہ خطبہ ہے اور سترہ تاریخ کو وہ ایک دھماکے کے ساتھ صفحہ ہستی سے مٹا دیئے گئے۔

بعد ازاں مَیں نے احمدیوں کی بھیجی ہوئی رؤیا کے پرانے رجسٹر کا مطالعہ کیا اور وہ مضمون بہت ہی دلچسپ ہے وہ انشاء اللہ بعد میں کسی وقت یا بیان کروں گا یا وہ شائع کر دیا جائے گا۔ حیرت انگیز طور پر اللہ تعالیٰ نے احمدیوں کو اسی انجام کے متعلق پہلے ہی باخبر کر دیا تھا۔ ایک خاتون نے لکھا کہ میں نے دیکھا

کہ ضیاء صاحب آسمان کی طرف اُٹھتے ہیں اور ایک غبارے کی طرح پھٹ کر تباہ ہو جاتے ہیں۔ اب ایک آدمی کے عام تصور میں یہ بات نہیں آتی کہ آسمان کی طرف اٹھے اور غبارے کی طرح پھٹ کر تباہ ہو جائے اور بالکل ایسا ہی واقعہ ہوا ہے۔ ایک شخص نے رؤیا میں دیکھا کہ شیخ مبارک احمد صاحب امریکہ والے جو آج کل امریکہ میں ہیں وہ کہہ رہے ہیں کہ ضیاء کا جہاز ہوا میں تباہ ہو جائے گا اور یہ ساری رؤیاء پہلے لکھ کر انہوں نے بھیجی ہوئی ہیں۔ ایک شخص نے لکھا کہ مجھے خدا تعالیٰ نے واضح طور پر خبر دی ہے کہ 1988ء کا سال ضیاء کے انجام کا سال ہے۔ پس اور بھی اب میں مطالعہ کروا رہا ہوں رجسٹروں کا۔ ان کی تاریخیں، خط کس تاریخ کو ملے، کون کون صاحب ہیں... جماعت کے ازدیاد ایمان کے لئے اور دنیا کے لئے ہدایت کا ذریعہ بنانے کی خاطر انشاء اللہ ان چیزوں کو شائع کر دیا جائے گا۔

اب میں ایک ایسے شخص کا ذکر کرتا ہوں جس کے انجام کی جماعت احمدیہ انگلستان گواہ ہے اور یہ بھی ایسا انجام ہے جو اتفاقی حادثے کا نتیجہ نہیں بلکہ اس کا گہرا مباہلہ سے تعلق ہے۔ ضمناً میں آپ کو یہ بتا دوں کہ دنیا میں لوگ مرتے ہی رہتے ہیں، احمدی بھی فوت ہوئے اس عرصے میں، غیر احمدی بھی کثرت کے ساتھ فوت ہوئے۔ سینکڑوں احمدی ہوئے تو لکھوکھہا غیر احمدی بھی فوت ہوئے۔ نہ کبھی میں نے سوچا، نہ آپ کو سوچنا چاہئے کہ مباہلہ کے نتیجے میں لوگ مر رہے ہیں۔ اس معاملے میں احتیاط ضروری ہے۔ خدا تعالیٰ کی تقدیر جتنا نشان دکھائے اُسی کو قبول کرنا چاہئے اور اپنی طرف سے نشان بنا بنا کر خدا کی طرف منسوب نہیں کرنے چاہئیں۔ یہ ایک بہت ہی جاہلانہ طریق ہے کہ ہم سوچ سوچ کے آپ ہی خدا نے نشان نہیں دیئے ہم بنا لیتے ہیں۔ جس طرح مولویوں نے کیا کہ خدا نے ان کو نہیں مارا، ہم مارتے ہیں۔ اس کو تو ہم ایک جہالت کے طور پر ردّ کرتے ہیں۔ نہایت ہی بیوقوفوں والا طریق ہے اس لئے جماعت احمدیہ کو تقویٰ کی باریک راہیں اختیار کرنی چاہئیں۔ اتنی بات کریں جس کے متعلق آپ کامل یقین کے ساتھ شواہد پر قائم ہوتے ہوئے دنیا کو بتا سکیں، خود یہ یقین رکھتے ہوں کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک نشان ہے۔ پس ان میں سے ایک میں نے چنا ہے۔

مولوی محمود احمد میرپوری کی وفات

...ایک مولوی محمود احمد صاحب میرپوری یہاں ہوا کرتے تھے۔ سیکرٹری جنرل اسلامک شریعت کونسل برطانیہ، ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث برطانیہ، ایڈیٹر صراط مستقیم برمنگھم برطانیہ۔ مباہلہ کے کچھ عرصہ بعد انہوں نے یہ اعلان شائع کیا کہ مباہلہ تو یونہی فضول بات ہے لوگ مر بھی جاتے ہیں خوامخواہ پھر احمدیوں کو عادت پڑتی ہے بتانے کی کہ یہ اس کی وجہ سے مر گیا۔ ضیاء بھی اسی طرح اتفاقاً مرا ہے اور دیکھ لو احمدیوں نے کیا کہنا شروع کر دیا ہے۔ اس لئے یہ لغو بات ہے۔ اور پھر یہ بھی کہا کہ مباہلہ کے چیلنج دینا تو صرف نبیوں کا کام ہے اور مرزا طاہر احمد کا دعویٰ ہی نہیں نبوت کا اس لئے اس کو کیا حق ہے مباہلہ کا چیلنج دینے کا۔ اس کے بعد یہ واقعہ ہوا جو بظاہر حیرت انگیز تھا اور یوں معلوم ہوتا تھا کہ خدا کی تقدیر ظاہر ہوئی ہے کہ ایک ایسا حادثہ ہوا جس کے متعلق سب کو تعجب ہے کہ حادثہ ہونا چاہئے ہی نہیں تھا۔ اس کی تفاصیل اخبارات میں بڑی دردناک چھپی اور جب ان کی لاش گھر لائی گئی اور ان کے ساتھ ان کے عزیزوں کی ساس کی اور بچے وغیرہ کی تو جس جگہ وہ لاش رکھی گئی تھی وہ صحن ہی گر کر نیچے گر پڑا اور اس کے نتیجے میں پھر کثرت سے لوگ زخمی ہوئے، واویلا پڑ گیا، کہرام مچ گیا۔ تو یہ واقعہ ایسا تھا جس سے مجھے خیال ہوا کہ اس کی تحقیق کروانی چاہئے کہ اگر ایک شخص مباہلہ کو قبول کرنے سے انکار کر رہا ہے تو اس کے اوپر خدا تعالیٰ کیوں ایسا ایک دم غضبناک ہوا۔ اس کے لئے کوئی وجہ ہونی چاہئے، اس کی تحقیق ہونی چاہئے۔ چنانچہ جب میں نے تحقیق کی تو ایک حیرت انگیز بات یہ معلوم ہوئی کہ انہی مولوی صاحب نے 7 رمارچ 1985ء کو مجھے چیلنج دیا تھا اور وہ چیلنج چھپا ہوا روزنامہ جنگ میں موجود ہے۔ وہی شخص جو کہتا ہے کہ نبوت کے دعویٰ کے سوا کوئی چیلنج دے ہی نہیں سکتا، وہی شخص جو کہتا ہے کہ یہ بہانہ خوریاں ہیں اور یہ کوئی نشان نہیں وہ اس سے پہلے مجھے چیلنج دے چکا تھا۔ پس جب میں نے وہ چیلنج دیا معاً دونوں فریق میں مقبولیت ہو گئی اس کی۔ کیونکہ وہ پہلے ہی چیلنج دے چکا تھا اس میں ذکر کرتا ہے کہ جب وہ قبول کرے گا اسی وقت مباہلہ ہو جائے گا۔ پس یہ وجہ تھی، خدا کی تقدیر یونہی بے وجہ کوئی کام نہیں کیا کرتی۔ اب میں اس پس منظر میں ان کا یہ چیلنج پڑھ کر آپ کو سناتا ہوں اس سے آپ کو اندازہ ہو گا کہ کس طرح خدا کی تقدیر باریک نظر سے فیصلے فرماتی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"میں مرزا طاہر احمد کو چیلنج دیتا ہوں کہ وہ ہمارے ساتھ اس بات پر مباہلہ کریں کہ مرزا غلام احمد سچا نبی تھا یا جھوٹا۔ ہمارا دعویٰ اور ایمان ہے کہ سرورِ دوعالم ﷺ آخری نبی ہیں اُن کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں آئے گا اور جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ جھوٹا اور کذاب ہوگا۔ وہ حضرات جو بیچارے کسی لالچ وطمع کی بناء پر قادیانیت قبول کر لیتے ہیں انہیں قربانی کا بکرا بنانے کی بجائے مرزا صاحب سامنے آجائیں تاکہ ایک ہی بار فیصلہ ہو جائے۔"

یہ 7/مارچ 1985ء کو ان کا چیلنج شائع ہوا ہوا تھا اور قطعاً میرے علم میں نہیں تھا۔ لیکن جب میں نے تحقیق کروائی، اس وجہ سے کروائی کہ یہ جس قسم کے واقعات ہیں یہ کوئی اتفاقی حادثات نظر ہی نہیں آتے۔ صاف پتہ چل رہا ہے کہ مباہلہ کا کوئی اثر ہے۔ تب پتہ چلا کہ وہ اس بدبختی کی وجہ سے مارا گیا ہے۔ مجھے کہتا ہے کہ جماعت کو قربانی کا بکرا نہ بناؤ خود کیوں نہیں بنتے تاکہ ایک دفعہ قصہ پاک ہو جائے۔ پس خدا تعالیٰ نے اس کو قربانی کا بکرا بنا دیا اور وہ قصہ ہمیشہ کے لئے پاک کر دیا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت پر اس کی یہ ہلاکت ہمیشہ کے لئے مہر تصدیق بن کر ثبت ہو چکی ہے۔ کوئی طاقت اب دنیا میں نہیں جو اس صداقت کی گواہی کو مٹا سکے۔

جو دوسرے حوالے جن سے مجھے تعجب ہوا تھا جس میں اس نے انکار کیا ہوا ہے وہ ہیں "صراطِ مستقیم"، برمنگھم جولائی 1988ء۔ اس میں لکھتا ہے:

"اس لئے اب مرزا طاہر احمد کو مرزا صاحب کی نمائندگی کرنے یا فریق بننے کی کوئی ضرورت نہیں۔ کیونکہ جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا وہ اپنے اعلان یا دعا کے انجام سے دوچار ہو چکا ہے۔"

چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب پر اس نے تلبیس کی تھی یعنی تضحیک کی خاطر حق کی تلبیس کی تھی، حق کو چھپایا تھا اور پہلے خود چیلنج دے بیٹھا تھا اس لئے خدا کی سزا سے بچ نہیں سکا۔

اس میں ایک بات اور لکھی جہاں تک مباہلہ کا تعلق ہے وہ تو نبوت کا دعویٰ کرنے والا ہی دے سکتا ہے۔ گویا پہلا مباہلہ جب اس کا چیلنج دیا تھا وہ نبوت کا دعویٰ کر رہے تھے اُس وقت اور جھوٹا دعویٰ نبوت کرنے

والا ویسے ہی ہلاک ہو جایا کرتا ہے۔10/ اکتوبر 1988ء کو اس کار کے حادثے کی خبر چھپی ہے۔ واقعۃً یہ بھی ایک دردناک خبر ہے۔ اس پر ہمیں خوشی نہیں ہے۔ پھر برمنگھم کے Daily News میں جو واقعہ شائع ہوا ہے غم زدہ بیوہ کو ایک اور حادثہ سے دو چار ہونا پڑا اور اس طرح سوگواروں کا ہجوم (یہ انگریزی اخبار میں شائع ہوا اس کا ترجمہ کیا گیا ہے۔) ہجوم کا ہجوم تہہ خانے میں جا پڑا اور پھر اس سے بہت سے زخمی ہوئے۔ قریباً پچیس کے قریب اور واویلا پڑ گیا۔ اس پر ہمیں کوئی خوشی نہیں، حقیقت ہے اللہ بہتر جانتا ہے کہ یہ تکلیف دِہ واقعہ ہے اور کسی کی تکلیف پر مومن خوش نہیں ہوا کرتا لیکن خدا کے نشان پر ضرور خوش ہوا کرتا ہے۔

مولوی منظور احمد چنیوٹی کی ذلّت و رسوائی

اب میں آپ کے سامنے ایک دوسرے شخص کا ذکر کرتا ہوں جو دریدہ دہنی میں آج اپنی مثال آپ ہے اور ان صاحب کا نام ہے منظور احمد چنیوٹی۔ انہوں نے ایک اعلان شائع کیا مباہلہ کے جواب میں اور اخبار جنگ لندن میں ایک سرخی لگی 21/ اکتوبر 1988ء کو

> ''اگلے سال 15/ ستمبر تک میں تو ہوں گا قادیانی جماعت زندہ نہیں رہے گی، مولانا منظور احمد چنیوٹی کا جوابی چیلنج''۔

جب یہ بات شائع ہوئی تو اس کے جواب میں مَیں نے ایک خطبہ پڑھا اور خطبے میں اس کا ذکر کیا اور میں نے کہا منظور چنیوٹی صاحب ہمیشہ بہانے سے کسی نہ کسی طرح اپنے فرار کی راہ اختیار کر لیا کرتے تھے اب قابو آ گئے ہیں۔ کھلم کھلا انہوں نے یہ کہہ دیا، اعلان یہ کیا، جماعت احمدیہ نہیں رہے گی اور اس اعلان کی مماثلت کے طور پر مجھے لیکھرام یاد آیا اور اُس کا بھی میں نے ذکر کیا کہ اس نے بھی اسی قسم کا ایک اعلان کیا تھا کہ حضرت مرزا صاحب تو جھوٹے نکلیں گے اور میں اس طرح سچا نکلوں گا کہ جس عرصے میں یہ کہتے ہیں کہ میں مٹنے والا ہوں، جماعت احمدیہ صفحہ ہستی سے مٹ جائے گی۔ تو میں نے کہا ایک وہ لیکھرام تھا ایک آج لیکھرام پیدا ہوا ہے جس نے یہ چیلنج کیا ہے۔ اس کے نتیجے میں بعد میں ان کو بڑی سخت گھبراہٹ ہوئی کہ یہ تو میں ایسے چیلنج کر بیٹھا ہوں کہ جو بظاہر پورا ہوتے دکھائی نہیں دیتا تو انہوں نے ایک پریس کانفرنس میں شائد یا ویسے ہی کسی جگہ اعلان کیا اور روزنامہ جنگ لاہور میں 30/ جنوری 1989ء کی اشاعت میں یہ آپ

اس کو پڑھ سکتے ہیں۔ منظور احمد چنیوٹی نے دعویٰ کیا کہ انہوں نے 15 ستمبر 1989ء تک صرف مرزا طاہر احمد کے ختم ہو جانے کی بات کی تھی ساری جماعت احمدیہ کی نہیں۔ چلیں ایک یہ بھی اُن کو وقت کے او پر توبہ کی وضاحت کی توفیق مل گئی۔

اب مَیں آپ کو بتاتا ہوں کہ منظور احمد صاحب چنیوٹی کے ساتھ جو خدا کا سلوک ہوا اور جو اُن کے متعلق میں نے کہا تھا وہ کیا تھا؟ انہوں نے بعد میں بہت واویلا کیا کہ جماعت احمدیہ کے امام نے میرے متعلق قتل کی پیشگوئی کی ہے اور جس طرح ضیاء کو انہوں نے قتل کروایا ہے اس طرح میرے قتل کے بھی در پے ہیں۔ اس لئے انہوں نے اعلان کیا اپنے خطبات میں کہ میں اس کا نوٹس صدر پاکستان کو بھی دے چکا ہوں، پرائم منسٹر کو بھی دے چکا ہوں باقی پولیس کے سب افسران کو بھی دے چکا ہوں کہ اگر میں قتل ہوا تو میرا قاتل مرزا طاہر احمد ہوگا کیونکہ اس نے یہ اعلان کروا دیا ہے۔ یعنی مباہلہ تو جھوٹ اور سچ پر تھا اور جواب میں جھوٹ بولا جا رہا ہے وہ بھی کھلا کھلا اور "چہ دلاور است دُزدے کہ بکف چراغ دارد" بھی کہا کہ میرے کف میں ان کی وہ کیسٹ ہے جس میں یہ اعلان کیا گیا اور آپ سب سن چکے ہیں اس خطبے کو، وہاں ہرگز یہ اعلان نہیں کیا گیا تھا۔ کھلم کھلا جھوٹ۔ وہ اعلان کیا تھا میں آپ کو پڑھ کر سناتا ہوں پھر دیکھیں آپ کہ خدا تعالیٰ نے وہ باتیں سچی کر دکھائیں یا نہیں جو ان کے متعلق میں نے کہی تھیں۔ میں نے یہ کہا تھا کہ

> "یہ مولوی لازماً اب اپنی ذلّت اور رسوائی کو پہنچنے والا ہے۔ (یہ ہے پیشگوئی) یہ مولوی لازماً اب اپنی ذلت اور رسوائی کو پہنچنے والا ہے کوئی دنیا کی طاقت اب اس کو اس ذلّت اور رسوائی سے بچا نہیں سکتی جو خدا تعالیٰ مباہلہ میں جھوٹ بولنے والے باغیوں کے لئے مقدر کر چکا ہے اور لَعْنَتُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ (آل عمران 62) کے اثر سے اور اس کی پکڑ سے اب کوئی دنیا کی طاقت اسے بچا نہیں سکتی۔ پس انشاء اللہ ستمبر آئے گا اور ہم دیکھیں گے کہ احمدیت نہ صرف زندہ ہے بلکہ زندہ تر ہے۔ ہر زندگی کے میدان میں پہلے سے بڑھ کر زندہ ہو چکی ہے۔ اگر مولوی

منظور چنیوٹی زندہ رہا (یہ الفاظ ہیں) تو ایک ملک بھی اس کو ایسا دکھائی نہیں دے گا جس میں احمدیت مرگئی ہو۔''

اس کے متعلق وہ کہتا ہے کہ میرے قتل کے متعلق دھمکی دی گئی ہے۔

''اگر منظور چنیوٹی زندہ رہا تو ایک ملک بھی اس کو ایسا دکھائی نہیں دے گا جس میں احمدیت مرگئی ہو اور کثرت سے ایسے ملک دکھائی دیں گے جہاں پر احمدیت ازسرِنو زندہ ہوئی ہے یا احمدیت نئی شان کے ساتھ داخل ہوئی ہے اور کثرت کے ساتھ مُردوں کو زندہ کر رہی ہے۔

پس ایک وہ اعلان تھا جو منظور چنیوٹی نے کیا تھا۔ ایک یہ اعلان ہے جو مَیں آج آپ کے سامنے کر رہا ہوں اور مَیں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ دنیا اِدھر سے اُدھر ہو جائے، خدا کی خدائی میں یہ بات ممکن نہیں ہے کہ منظور چنیوٹی سچا ثابت ہو اور مَیں جھوٹا نکلوں۔ منظور چنیوٹی جن خیالات و عقائد کا قائل ہے وہ سچے ثابت ہوں اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو عقائد ہمیں عطا فرمائے ہیں، آپ اور مَیں جن کے علمبردار ہیں، یہ عقائد جھوٹے ثابت ہوں۔ یہ ممکن نہیں ہے۔ اس لئے یہ شخص بڑی شوخیاں دکھاتا رہا اور جگہ جگہ بھاگتا رہا۔ اب اس کی فرار کی کوئی راہ اس کے کام نہیں آئے گی اور خدا کی تقدیر اس کے فرار کی ہر راہ بند کر دے گی اور اس کی ذلّت اور رسوائی دیکھنا آپ کے مقدر میں لکھا گیا ہے۔ انشاء اللہ۔''

(خطبہ جمعہ 25 رنومبر 1988ء)

اس کے بعد جو واقعات رونما ہوئے۔ روزنامہ مِلّت 6 رمارچ 1989ء لندن میں یہ خبر شائع ہوئی۔ پنجاب اسمبلی میں بحث کے دوران خواجہ یوسف نے کہا کہ مولانا منظور احمد چنیوٹی نے مولانا اسلم قریشی کی گمشدگی کے موقع پر دعویٰ کیا تھا کہ وہ بازیاب ہوئے تو مَیں پھانسی چڑھ جاؤں گا۔ ایک اور نشان کی طرف بھی اشارہ کر دیا ایک غیر احمدی اسمبلی کے ممبر نے۔ اب یہ خدا نے اس کے دل میں ڈالی ہے بات ورنہ کسی کو اس ماحول میں کیسے جرأت ہوئی کہ احمدیوں کی تائید میں ایسی بات، ایسی جرأت سے

کرے۔ کہتا ہے کہ اس نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ وہ بازیاب ہوئے تو مَیں پھانسی پر چڑھ جاؤں گا لیکن وہ اس وعدے پر پورا نہ اُترے اسی لئے زیر بحث معاملہ میں بھی ان کے دعویٰ کو تسلیم کرنا مشکل ہے۔ یہ زیر بحث معاملہ کیا تھا؟ سنیے! وہ کہتے ہیں قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا طاہر احمد نے ایک من گھڑت خبر کو بنیاد بنا کر اپنے خطبہ جمعہ میں تقریر کرتے ہوئے 15 ستمبر 1989ء سے قبل میرے قتل کی پیشگوئی کی ہے اور مَیں تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں۔ تو وہ ہے تو جھوٹا ہی آپ جانتے ہیں۔ یعنی خدا نے اسمبلی کے ممبروں سے اس کا جھوٹ ہونا ثابت کروایا حالانکہ ان کو علم نہیں تھا کہ یہ جھوٹا ہے۔ لیکن کیسا عمدہ استدلال کیا اس نے کہ یہ شخص اتنا جھوٹا ہے کہ کہتا تھا اسلم قریشی کو مرزا طاہر احمد نے قتل کروا دیا اور اگر وہ زندہ ثابت ہو جائے، نکل آئے دوبارہ، تو برسرِ عام مَیں پھانسی چڑھ جاؤں گا۔ پھر ابھی تک زندہ ہے سامنے بیٹھا ہوا ہے۔ اتنا جھوٹا شخص۔ اس کا اعتبار کیا جا سکتا ہے؟ تو لَعْنَتُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ (آل عمران 62) تو پڑ گئی۔

پھر ان کے متعلق ایک مولوی صاحب نے بیان دیا علامہ سیّد زبیر شاہ صاحب بخاری 29 اپریل 1989ء کو مساوات میں یہ اعلان شائع ہوا ان کی طرف سے کہ منظور چنیوٹی عملاً اسمبلی کی رکنیت کھو چکے ہیں اب وہ صرف چنیوٹ کے کھال فروش قصاب کے سوا کچھ نہیں ہیں۔ جو اپنی عزتوں کے اتنے دعوے کیا کرتا تھا کہ میں سارے پاکستان کا مولوی ہوں اور درباروں تک میری رسائی ہے، اس کے ساتھ یہ سلوک ہو رہا ہے۔ پھر جو کہتا تھا کہ مَیں حملہ کرواؤں گا خود اس کو تسلیم ہے کہ مَیں نے نہیں کروایا مگر خدا کی تقدیر نے حملہ ضرور کروا دیا اس پر۔ اور روزنامہ جنگ لاہور 22 نومبر 1988ء کی خبر ہے۔ منظور چنیوٹی پر قاتلانہ حملہ بیٹا اور بھتیجا زخمی۔ مولانا کے اظہارِ دعوت ارشاد پر مخالفین کی فائرنگ اور پتھراؤ۔ چنیوٹی کے لڑکے ثناء اللہ اور بھتیجے امیر حمزہ کو قاضی صفدر علی کے حامیوں نے کافی مارا پیٹا۔ کوئی اشتباہ بھی کسی کے ذہن میں پیدا ہوا، نہ مقدمہ میرے خلاف درج کروانے کی اس کو توفیق ملی اور واقعۃً جو اس کے منہ سے بات نکلی تھی وہ خدا نے اس طرح پوری کی کہ اس کو جھوٹا کرتے ہوئے پوری کی۔ اس کو سچا کرتے ہوئے نہیں کہ قتل کا ارادہ تو ہوا، قتل کی کوشش بھی کی گئی لیکن مَیں نے نہیں کروائی۔ خدا نے وہیں بعض لوگوں سے کوشش کروائی۔

جنگ لندن 22 دسمبر کو یہ خبر شائع ہوئی ایک اسمبلی کی روئداد کے متعلق ایک صاحب نے یہ

اعلان کیا۔ پنجاب اسمبلی کے اندر ہونے والا واقعہ ہے یہ بھی۔ وہاں ایک ممبر نے کھڑے ہو کر یہ اعلان کیا کہ مولانا منظور احمد چنیوٹی نے کہا کہ پیپلز پارٹی کے دور حکومت میں انہیں بے گناہ طور پر پکڑا گیا تھا اور انہوں نے کوئی جرم نہیں کیا تھا۔ اس پر اپوزیشن (Opposition) کے رکن محمود الحسن ڈار نے کہا کہ میں ان کا ہمسایہ ہوں یہ اخلاقی جرم میں اندر گئے تھے۔ یہ اسمبلی کی گواہی، مہر لگ گئی اس کے اوپر۔

ہنگامی اجلاس چنیوٹ بار ایسوسی ایشن روزنامہ حیدر راولپنڈی 13 رجنوری 1989ء۔ منظور چنیوٹی اُوچھے ہتھکنڈوں پر اُتر آئے ہیں اور انہوں نے جھوٹا مقدمہ درج کرایا ہے۔ مقامی انتظامیہ اور پولیس منظور چنیوٹی کی نازیبا الفاظ پر مبنی تقاریر سے خوفزدہ ہو کر جان بوجھ کر بے گناہ لوگوں کو جھوٹے مقدمات میں ملوث کر رہی ہے۔ متفقہ قرارداد بار ایسوسی ایشن چنیوٹ۔ یعنی جس جگہ کے یہ ہیں اور جس فخر کے ساتھ جس کے نمائندہ بنتے ہیں وہاں کی بار ایسوسی ایشن کی متفقہ قرارداد ہے۔ منظور چنیوٹی اور اس کے بیٹے کے خلاف 182 ت پ کے تحت کارروائی عمل میں لائی جائے اور منظور چنیوٹی کو تحفظ امن عامہ کے تحت فوری طور پر گرفتار کیا جائے۔

... جہاں تک عمومی طور پر ان علماء کا تعلق ہے جو بڑے کرّ وفرّ کے ساتھ انتخابات میں حصہ لے رہے تھے اور ایسے ایسے مقامات سے حصہ لے رہے تھے جہاں تاریخی طور پر وہ پہلے منتخب ہوتے چلے آئے تھے اور یوں معلوم ہوتا تھا کہ وہ مقامات ان کی جاگیریں ہیں مثلاً کراچی، حیدر آباد اور بہت سے ایسے مقامات ہیں جہاں پہ مسلسل پاکستان کے بننے کے بعد مولویوں کا اثر بڑھتا رہا اور بعض ایسی سیٹیں تھیں جن پر وہ ہمیشہ سے قابض ہوئے چلے آ رہے تھے۔ انتخابات کے بعد روزنامہ حیدر راولپنڈی 27 رنومبر 1988ء میں یہ خبر شائع ہوئی۔ پاکستان کے عام انتخابات میں مولویوں کی اکثریت کی ناکامی۔ انجمن سادات جعفریہ اسلام آباد کے سیکرٹری نشرواشاعت ملک اختر جعفری اور جنرل سیکرٹری سیّد نقی حسین کاظمی نے عام انتخابات میں مذہبی سیاستدانوں کی شکستِ فاش کو ضیاء ازم کے خاتمے کی طرف ایک بڑی پیش قدمی قرار دیا ہے۔

... تو مَیں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ مباہلہ کا جو پہلا راؤنڈ ہے یعنی وہ سال جو آج ختم ہو رہا ہے اور وہ چیلنج جو ہم نے دیا تھا وہ عظیم الشان کامیابی کے ساتھ روزِ روشن کی طرح ظاہر ہو کر تمام دنیا پر احمدیت کی سچائی کو روشن کر رہا ہے۔ اس سچائی کے نور کو بڑھانے میں آپ نے

بھی کچھ کام کرنا ہے اور وہ ہے آپ کی نیکی، آپ کا تقویٰ، آپ کی دعائیں۔ یہ وہ سورج نہیں ہے جو نکلنے کے بعد پھر ایک وقت کے بعد مدھم پڑا کرتے ہیں۔ جو سچائی کے نشان کے طور پر خدا کی طرف سے سورج اُبھرا کرتے ہیں وقت کے ساتھ ان کی روشنی بڑھتی رہتی ہے اور ان کا نور پھیلتا چلا جاتا ہے۔ وہ نشانات جو حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کے زمانے میں کور باطن دشمن نزدیک سے نہیں دیکھ سکتے تھے اور جن کی شہرت زیادہ سے زیادہ مکّہ کے اردگرد تک پہنچی تھی آج دنیا کے کناروں تک وہ شہرت پا چکے ہیں اور دنیا کی عظیم قوموں تک بھی وہ نشان اپنی روشنی پہنچا رہے ہیں اور دن بدن اپنی چمک میں بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ اس لئے **مباہلہ کا یہ جو نشان ہے یہ بھی آج اور کل تک کا نشان نہیں۔ نہ پرسوں تک کا نشان ہے۔ یہ ہمیشہ ہمیش کا ایک نشان ہے** جس کی روشنی بڑھ سکتی ہے۔ اور اس کا احمدیت کے کردار سے گہرا تعلق ہے۔ پس اپنے کردار کو جتنا روشن کریں گے، اپنے سینے کو جتنا منور کریں گے اتنا ہی احمدیت کی صداقت کا سورج روشن تر ہوتا چلا جائے گا۔ پس میری آپ سے یہی اپیل ہے کہ خدا کا شکر بھی کثرت سے کریں۔ اس نے بے انتہا ہم پر فضل نازل فرمائے۔ بے انتہا برکتیں دیں، جماعت کو اتنی ترقی دی اور جماعت کی تاریخ میں ایسے ایسے دن آئے جن کی کوئی مثال اس سے پہلے نظر نہیں آتی۔ مثلاً اسی سال چند دن پہلے ایک ملک سے یہ اطلاع ملی جہاں صرف پانچ سو احمدی تھے کہ آج خدا تعالیٰ نے یہ ہمیں دن دکھایا ہے کہ تیرہ ہزار آٹھ سو کچھ احباب بیعت کر کے باقاعدہ جماعت احمدیہ میں داخل ہو رہے ہیں۔ اس سے پہلے دس ہزار تک کی خبر تو ہم نے سنی ہوئی تھی غالباً پرانے زمانے میں کہیں، لیکن وہ بھی اس قسم کی تھی کہ ایک قبیلے میں جا کے اعلان کیا اور اندازہ لگایا کہ وہ دس ہزار ہوگا لیکن یہ کہ دس ہزار باقاعدہ افراد ہوں یہ واضح نہیں تھا، اب پوری گنتی بتائی گئی ہے۔ تیرہ ہزار اتنے سو افراد جماعت میں داخل ہوئے ہیں اور ہر طرف یہی نظارہ ہے۔ خدیجہ نذیر صاحبہ جن کو میں نے بیعتوں کے اوپر مقرر کیا ہے جب وہ آتی ہیں ان کی بشاشت سے ان کا چہرہ کھل اُٹھتا ہے۔ کہتی ہیں اب تک خدا کے فضل سے وہ دگنا ہونے کا جو آپ نے کہا تھا وہ خدا تعالیٰ پورا کر کے دکھا رہا ہے۔ پچھلے سال اگر چودہ ہزار تھی تو آج اٹھائیس ہزار ہو چکی ہے ایک خطے میں اور کل کی پچاس ہزار ہونے کی توقعات بڑی نمایاں ابھی سے نظر آ رہی ہیں۔ تو اس طرح خدا تعالیٰ نے

اس سال جماعت پر فضل کثرت سے نازل فرمائے ہیں اور بعض ایسے ممالک میں جماعت کو از سرِ نو زندہ کیا ہے جہاں ہمارا کوئی اختیار نہیں تھا۔

مَیں نے اس مباہلہ کی دعا میں یہ بھی کہا تھا کہ تم دیکھو گے اگر تم زندہ رہو گے۔ میں نے منظور چنیوٹی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا کہ اگر تم زندہ رہے تو دیکھو گے کہ جماعت مرنے کی بجائے بعض ملکوں میں از سرِ نَو زندہ ہو جائے گی۔ چنانچہ چین ایک ایسا ملک ہے جہاں خدا کے فضل سے پچھلے چند دنوں میں از سرِ نَو جماعت زندہ ہوئی ہے اور نہ صرف یہ کہ چین میں کئی جگہ جماعت قائم ہوئی ہے بلکہ چین سے باہر جو بعض علماء نکلے تھے انہوں نے بیعت کر کے جماعت میں شمولیت کا اعلان کیا اور مجھے ان کے خط موصول ہوئے ہیں کہ ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہم واپس جائیں گے تو احمدیت کا بڑے زور سے پرچار کریں گے اور وہ اپنے علاقوں کے بڑے لوگ ہیں۔ عجیب اتفاق ہے اور یہ اتفاق نہیں، خدا کی تقدیر ہے کہ ہمارے عثمان چینی صاحب کے خسر چند دن ہوئے چین سے آئے وہ اپنے علاقے کے بڑے عالم ہیں اور اسمبلی کے ممبر ہیں وہاں کی پراونشل اسمبلی کے اور جماعت کے بڑے سخت مخالف۔ ان کی بیٹی مخلص احمدی ہو گئی لیکن خود مخالف۔ جب یہاں تشریف لائے تو بیٹی تنگ آ گئی تھی ان کی مخالفت سے۔ میرے پاس آ کے رونے والی ہو گئی۔ باپ کو ساتھ لے کے آئی کہ ان کی سمجھ میں کچھ نہیں آتا مَیں کروں کیا؟ آپ میرے لئے خدا کے لئے دعا کریں مَیں تو بہت پریشانی میں مبتلا ہو گئی ہوں۔ مَیں سمجھانے کی کوشش کرتی ہوں بات ان کے پلّے ہی نہیں پڑتی۔ ان کو میں نے کچھ سمجھایا، کچھ دعا کی اور عثمان چینی صاحب کو بھی بلا لیا کہ بقیہ کسر وہ پوری کریں۔ چنانچہ عجیب اتفاق، میں اسے اتفاق کہہ دیتا ہوں مگر اس کو کہنا چاہئے خدا کی تقدیر ہے۔ ایک دوست ان دنوں میں میرے پاس تشریف لائے۔ لاہور سے تھے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے ایک خواب دیکھی ہے کہ علماء بعض آپ کے پاس آ رہے ہیں دوسرے ملکوں کے بڑے دور دور سے اور غالباً چین کا بھی اس کا ذکر تھا۔ ... اور وہ ایسے علماء ہیں جو اپنے علاقے پر بڑا اثر رکھتے ہیں اور آپ کے پاس چند دن ٹھہر کے احمدیت قبول کر کے واپس چلے جاتے ہیں اور ان علاقوں میں پھر آگے احمدیت کے چرچے چل پڑتے ہیں۔ تو میں نے ان کو کہا کہ ایک عالم تو آج کل یہاں پہنچا ہوا ہے۔ اب دیکھیں۔ چنانچہ جانے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے

فضل سے ان کے سارے شکوک صاف ہوئے۔ انہوں نے بیعت کی، آ کے مجھے دعا کے لئے تاکید کی اور ساتھ میں یہ وعدہ کیا کہ آپ دیکھیں گے کہ مَیں اپنے عہد پر پورا اُترنے والا انسان ہوں، مَیں جا کر اپنی ساری کوشش صَرف کروں گا کہ وہ سارا علاقہ عنقریب احمدیت کے نور سے منور ہو جائے۔ تو یہ مباہلہ کا ایک یہ بھی پھل ہے۔ میں نے کہا تھا اگلی صدیاں اس کے پھل پائیں گی انشاء اللہ۔ پس چنیوٹ میں جو از سرِنو احمدیت زندہ ہوئی ہے اس کا پھل تو اگلی صدیاں کیا، قیامت تک انشاء اللہ چنیوٹ کے لوگ کھاتے رہیں گے اور استفادہ کرتے رہیں گے۔ پس الحمد للہ جتنا بھی شکر کیا جائے کم ہے۔ لیکن ابھی دعائیں جاری رہنی چاہئیں اور نیک اعمال کے ساتھ مباہلہ کے نشان کو روشن تر کرنے کی ضرورت باقی ہے۔

(خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرمودہ 9رجون 1989ء۔ خطباتِ طاہر جلد 8 صفحہ 383 تا 404)

(مولوی منظور احمد چنیوٹی کی ذلّت و رسوائی کی مزید تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو کتاب ''فتح مباہلہ یا ذلّتوں کی مار''۔ شائع کردہ اسلام انٹرنیشنل پبلیکیشنز لمیٹڈ)

....

صد سالہ جشنِ تشکّر

جماعت احمدیہ عالمگیر

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے 23/ مارچ 1889ء کو سلسلہ بیعت کا آغاز کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی تھی۔ اور 23/ مارچ 1989ء کو اس پر سو سال کا عرصہ پورا ہو رہا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے 1973ء کے جلسہ سالانہ (منعقدہ ربوہ۔ پاکستان) کے موقع پر اپنے اختتامی خطاب میں فرمایا کہ:

"حضرت مصلح موعودؓ کی یہ خواہش تھی کہ جماعت صد سالہ جشن منائے۔ یعنی وہ لوگ جن کو سوواں سال دیکھنا نصیب ہو وہ صد سالہ جشن منائیں۔ اور مَیں بھی اپنی اس خواہش کا اظہار کرتا ہوں کہ صد سالہ جشن منایا جائے۔"

اس صد سالہ جشن کی غرض وغایت کا ذکر کرتے ہوئے حضور رحمہ اللہ نے فرمایا:

"حمد وعزم یہ دو لفظ ہیں جن کا انتہائی مظاہرہ انشاء اللہ 1989ء میں ہماری طرف سے کیا جائے گا۔ وباللہ التوفیق۔ اور اس حمد اور عزم کے عظیم مظاہرے کے لئے قرآن کریم کی عین ہدایت کے مطابق ہم نے تیاری کرنی ہے۔ اشاعتِ اسلام کے پروگرام بنانے ہیں۔ خدا کی راہ میں قربانیاں دینی ہیں۔ نئی نئی سکیمیں سوچنی ہیں۔"

حضور رحمہ اللہ نے اس سلسلہ میں جماعت کو دعاؤں، عبادات اور تسبیحات پر مشتمل ایک روحانی پروگرام بھی عطا فرمایا۔ اور دنیا بھر میں اشاعت اسلام اور تعلیم وتربیت کے کاموں کو تیز تر کرنے اور ساری دنیا کے انسانوں کو اُمّتِ واحدہ بنانے کے سلسلہ میں درپیش چیلنجز اور کاموں کا ذکر کرتے ہوئے ان عظیم دینی وروحانی مقاصد کو حاصل کرنے اور اس نہایت مبارک منصوبہ کی تکمیل کے لئے مالی تقاضوں کے پیشِ نظر افرادِ جماعت کو اڑھائی کروڑ روپیہ پیش کرنے کی اپیل کی۔ اور ساتھ ہی فرمایا کہ:

”میں اپنے رب کریم پر کامل بھروسہ رکھتے ہوئے آج ہی یہ اعلان کر دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان سولہ سالوں میں ہمارے اس منصوبہ کے لئے پانچ کروڑ روپے کا انتظام کر دے گا۔“

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے عہدِ خلافت میں خلافت جوبلی کا یہ منصوبہ خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ بتدریج اپنے اعلیٰ مقاصد کے حصول کی طرف نہایت کامیابی کے ساتھ بڑھتا رہا۔ اشاعت اسلام اور تعلیم و تربیت کے کام کو تیز کرنے کے لئے دنیا کے مختلف علاقوں میں مراکز کے قیام، مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم و تفاسیر اور دیگر اسلامی لٹریچر کی اشاعت، مساجد کی تعمیر اور خدمت انسانیت وغیرہ متعدد پہلوؤں سے گہرے غور وفکر اور مشوروں کے بعد متعدد پروگرام تشکیل دیئے گئے اور بہت سے عملی اقدامات کئے گئے اور یوں صد سالہ جوبلی منصوبہ کی خدا تعالیٰ کے فضل سے نہایت کامیابی کے ساتھ اپنے عظیم مقاصد کی طرف پیش رفت جاری رہی۔ اس کا کسی قدر احوال سلسلہ احمدیہ جلد سوم میں گزر چکا ہے۔

اسی طرح یہ بھی بیان کیا جا چکا ہے کہ جب بھی الٰہی جماعت ترقی کی طرف قدم بڑھاتی ہے تو یہ امر مخالفانہ قوتوں کو غصّہ دلانے کا موجب ہوتا ہے اور وہ بھی اپنی معاندانہ کارروائیوں میں مزید زور لگاتے اور جماعت مومنین کے نیک ارادوں کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کرنے اور انہیں ظلم و ستم کا نشانہ بنانے میں سرگرم ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے اس منصوبہ کے اعلان کے ساتھ آغاز میں ہی اس بارہ میں بھی جماعت کو متنبہ فرما دیا تھا اور بتایا تھا کہ اب تک ہماری مخالفت ملکی مخالفت تھی یا مقامی مخالفت تھی لیکن اب ہماری مخالفت بین الاقوامی اتحاد کی شکل میں ہمارے سامنے آئی ہے اور اس میں نہ صرف ظاہری طور پر اسلام پر کاربند جماعتیں بلکہ ان کے ساتھ اہلِ کتاب جو دشمنانِ اسلام ہیں اور اہل الحاد جو مذہب کے بھی شدید مخالف ہیں اکٹھے ہو کر احمدیت کو مٹانے کے درپے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی آپ نے یہ بشارت بھی دی کہ یہ لوگ اپنے بد ارادوں میں ناکام و نامراد ہوں گے۔ آپؒ نے فرمایا:

”... اب ہماری مخالفت بین الاقوامی اتحاد کی شکل میں ہمارے سامنے آئی ہے اور افقِ اسلام پر جو حالات جنگ احزاب کے موقع پر ابھرے تھے کہ اہل کتاب اور مشرکین نے

گٹھ جوڑ کر کے مدینہ پر حملہ کیا تھا اور اسلام کو مٹانے کی کوشش کی تھی، اسلام کی اس نشاۃ ثانیہ میں پھر وہی حالات پیدا ہو گئے ہیں۔ چنانچہ ظاہری علوم رکھنے والے اہلِ قرآن اور اسلام کے دشمن اہلِ کتاب اور انسانیت اور مذہب کے دشمن اہلِ الحاد یہ تینوں طاقتیں اکٹھی ہو کر نشاۃ ثانیہ کو مغلوب کرنے کے لئے افقِ اسلام پر ابھری ہیں۔ جو وعدہ اس وقت مسلمانوں کو دیا گیا تھا میں سمجھتا ہوں انہی آیتوں میں ہمارے لئے بھی وعدہ ہے کہ سَیُهْزَمُ الْجَمْعُ وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ (القمر 46) تم جمع تو ہو گئے ہو۔ تم مخالف متضاد طاقتیں ہو جو اسلام کو مغلوب کرنے کے لئے اکٹھی ہو کر سامنے آ گئی ہو۔ لیکن سَیُهْزَمُ الْجَمْعُ تمہارا اتحاد تمہیں کامیابی کی طرف نہیں لے جائے گا بلکہ تم پیٹھ پھیر کر بھاگ جاؤ گے اور ناکام ہو گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔۔۔‘‘

چنانچہ بعد کے حالات نے مخالفین کی سازشوں کو بے نقاب کیا۔ 1974ء میں پاکستان میں جماعت کی مخالفت اور عالمی سطح پر جھوٹ اور افتراء پر مبنی پراپیگنڈہ اور احمدیوں کے خلاف ظالمانہ کارروائیاں اور احمدیوں کی اپنے ایمان کی حفاظت میں ہر قسم کی قربانیاں اور شہادتیں اور صبر و استقامت کے عظیم الشان نمونے اور پھر خدا تعالیٰ کی طرف سے ظالموں کی گرفت کے عبرتناک واقعات تاریخ کا حصّہ ہیں۔ ان کا کسی قدر ذکر بھی سلسلہ احمدیہ جلد سوم میں گزر چکا ہے۔ الغرض مخالفین اسلام و احمدیت کی نہایت بھیانک سازشوں اور ظالمانہ کارروائیوں کے علی الرغم کاروانِ احمدیت خلافت حقّہ اسلامیہ احمدیہ کی آسمانی قیادت میں مسلسل آگے بڑھتا رہا۔

جون 1982ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی وفات پر دشمنانِ احمدیت نے کوشش کی کہ جماعت ایک ہاتھ پر جمع نہ ہو سکے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے ان کو سخت ہزیمت دی اور اپنے وعدہ کے مطابق خوف کے حالات کو امن میں بدلا اور حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ہاتھ پر ساری جماعت متحد ہو کر تمکنت دین کی شاہراہ پر نئے عزم اور ارادوں کے ساتھ اور اسلام کے عالمگیر غلبہ کے لئے نئے جوش و جذبہ اور ولولہ کے ساتھ نہایت تیزی سے آگے بڑھنے لگی۔ دنیا بھر میں اشاعتِ اسلام کے مختلف منصوبوں کی تکمیل کے لئے افرادِ جماعت نے اموال و نفوس کی قربانی کے نئے اور بلند معیار قائم کئے۔ لیکن جیسا کہ الٰہی جماعتوں کی تقدیر ہے حاسدوں کی حاسدانہ کارروائیاں بھی

تیز تر ہو گئیں اور شریروں نے جماعت احمدیہ کی ترقی کو روکنے اور خلافت احمدیہ کو بزعمِ خود نابود کرنے کے نہایت مکروہ اور گھناؤنے منصوبے بنائے اور اس سلسلہ میں خصوصیت کے ساتھ پاکستان کے اُس وقت کے فوجی ڈکٹیٹر جنرل ضیاء الحق نے صدارتی آرڈیننس نمبر 20 کے ذریعہ ایسے ظالمانہ اقدامات کئے کہ اگر یہ جماعت خدائے قادر و قیوم کی قائم کردہ اور اس کی حفاظت کے حصار میں نہ ہوتی تو کب کی فنا ہو چکی ہوتی۔ لیکن خدا تعالیٰ نے ایک دفعہ پھر دشمن کے مکر اس پر الٹائے اور جو آگ اس نے احمدیوں کو جلانے کے لئے بھڑکائی تھی وہ خود اس کی لپیٹ میں آ گیا۔ اور احمدیت کا قافلہ عہدِ خلافتِ رابعہ میں بھی نہایت اعزاز کے ساتھ اور بشاشت کے ساتھ راہِ مولا میں ہر قسم کی قربانیاں دیتے ہوئے کامیابیوں کے ساتھ سَرفراز ہوا۔

بالخصوص 1984ء میں حکومت پاکستان کے ظالمانہ آرڈیننس نمبر 20 کے نتیجہ میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کو پاکستان سے ہجرت کرنا پڑی اس کے بعد سے تو جماعت کی ترقی کی رفتار میں حیرت انگیز اضافہ ہوا۔ دنیا بھر میں اشاعت اسلام، تبلیغ و دعوت الی اللہ، مختلف ممالک میں نئے مشن ہاؤسز اور تبلیغی مراکز کے قیام، صد سالہ جوبلی تک کم سے کم سو ممالک میں جماعت احمدیہ کے نفوذ، سو زبانوں میں قرآنِ کریم کے تراجم، مختلف زبانوں میں اسلام کے بنیادی تعارف اور قرآن مجید و احادیث نبویہ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیغام کی بکثرت اشاعت، مساجد کی تعمیر، عالمی جماعت کی تعلیم و تربیت، بنی نوع انسان کی فلاح و بہبود اور خدمتِ انسانیت کے مختلف منصوبوں پر جو کام ہوا اور جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنی تائید و نصرت کے روشن نشانوں سے ان مساعی کو مثمر بثمرات حسنہ بنایا اور قدم قدم پر دشمنان احمدیت کو ناکامیوں اور ذلتوں سے ہمکنار کیا، اس کا کسی قدر اندازہ اس کتاب کے مندرجات سے لگایا جا سکتا ہے۔

امرِ واقعہ یہ ہے کہ صد سالہ جوبلی منصوبہ کا وہ پودا جو 1973ء میں لگایا گیا تھا وہ مخالفت کی تیز آندھیوں اور ہولناک طوفانوں کے باوجود محض خدا کے فضل سے اور اسی کی حفاظت میں اپنی سرسبزی و شادابی میں مسلسل بڑھا اور پھلا اور پھولا اور ایک عالَم اس کے شیریں ثمرات سے فیضیاب ہوا۔

عہدِ خلافتِ رابعہ میں 1982ء سے صد سالہ جشنِ تشکّر 23؍مارچ 1989ء تک اور اس کے بعد بھی جوں جوں جماعت ترقی کرتی رہی مخالفین کی شرانگیزیاں، فتنہ وفساد اور حاسدانہ کارروائیاں بھی بڑھتی رہیں۔ ان کی پوری کوشش رہی کہ صد سالہ جوبلی کے جشن کو ناکام بنایا جائے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے مختلف مواقع پر اس پہلو سے جماعت کے خلاف عالمی سازشوں سے نہ صرف پردہ اٹھایا بلکہ آسمانی رہنمائی اور خدائی تائید کے ساتھ ان سب سازشوں کو نہایت جرأت کے ساتھ اور حکمت بالغہ کے ساتھ ناکام کیا اور احمدیت کی کشتی کو ان تمام طوفانوں سے کامیابی سے نکال کر اس کی منزل کی طرف رواں دواں رکھا۔

صد سالہ جوبلی سے قریباً دو سال قبل 30؍جنوری 1987ء کو خطبہ جمعہ میں دشمنوں کی شرارتوں اور بدارادوں کا ذکر کرتے ہوئے آپؒ نے فرمایا:

"صد سالہ جوبلی کے متعلق مَیں نے بتایا تھا کہ صرف دو سال باقی رہ گئے ہیں اور صد سالہ جوبلی دراصل ہمارے دشمنوں کا اس وقت وہ خاص نشانہ بنی ہوئی ہے ان کی نفرتوں کا، ان کے حسد کا اور وہ ہر طرح سے پورا زور لگا رہے ہیں کہ صد سالہ جوبلی کے جشن کو ناکام بنا دینا ہے۔ ربوہ کے خلاف جو سازشیں ہوئیں، جماعت احمدیہ کے خلاف جو پاکستان میں سازشیں ہوئیں، جن کا سب سے بڑا نقطہ ربوہ پہ جا کے ختم ہوتا تھا کہ ربوہ کی مرکزی حیثیت کو ختم کیا جائے، ربوہ کی شان لُوٹ لی جائے، ربوہ میں ہر قسم کے جلسے بند کر دیئے جائیں کیونکہ بالآخر بڑی تیزی کے ساتھ جماعت صد سالہ جوبلی کے جشن کی طرف بڑھ رہی ہے اور اس مقام نے وہ ساری دنیا کا مرکز اور مطمح نظر بن جانا ہے۔ یہاں اگر کوئی شاندار سطح پر سو سالہ جشن منایا گیا تو اس کے نتیجے میں سارے پاکستان میں نہیں ساری دنیا میں یہ بات لازماً مستحکم ہو جائے گی کہ اب اس جماعت کو دنیا میں کوئی مٹا نہیں سکتا۔ اس درجہ کمال کو پہنچ چکی ہے، اس بڑے مرتبے کو پہنچ چکی ہے، اتنی قوت حاصل کر چکی ہے کہ اب اس جماعت کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ یہ وہ خطرہ تھا جس کے پیشِ نظر ساری سازشوں نے جنم لیا اور اسی لئے کھیلیں بند کیں پہلے، درجہ بدرجہ دشمن نے اپنی سکیم کو کھولا ہے۔ کھیلیں بند کیں، چھوٹے چھوٹے اجتماعات بند کئے، لاؤڈ اسپیکر کا استعمال بند کیا، پھر گاڑیاں جو

چلا کرتی تھیں خاص وقت میں ان کی سہولت کھینچ لی۔ ہر طرح سے رخ بالآخر جلسے کی طرف ہی تھا اور جلسہ سالانہ بند کر کے انہوں نے اپنی طرف سے جوبلی کے جلسے کی راہ میں وہ دیوار کھڑی کردی جو وہ سمجھتے ہیں کہ ٹوٹ نہیں سکتی۔ لیکن ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے جہاں تک اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہے یہ تو یقینی ہے کہ اس کے بدلے میں جو دشمن ہم سے کر رہا ہے خدا تعالیٰ بہت بڑی عظمتیں دینے والا ہے۔

جس شان کا تصور کر کے انہوں نے نقصان پہنچانے کی کوشش کی تھی ان کے ذہن سے یہ بات نکل گئی کہ ہم جس کے غلام ہیں وہ تو لحظہ لحظہ نئی شان دکھانے والا آقا ہے اور جس خدا نے اس کو پیدا کیا وہ تو کُلَّ یَوۡمٍ ھُوَ فِیۡ شَاۡنٍ کا مقام رکھتا ہے۔ اسی سے ہر شان پھوٹتی ہے۔ تو جو محمد مصطفی ﷺ کا غلام ہو اور اللہ کا غلام ہو اس کی شان کیسے کوئی نوچ کے چھین سکتا ہے، ناممکن کام ہے یہ ان کے لئے۔ اگر خدانخواستہ ربوہ میں حالات ایسے نہ ہوئے کہ وہاں جشن اس طرح منایا جائے جیسا کہ جماعت نے منانا تھا تو دنیا کے کونے کونے میں اس شان اور اس قوت کے ساتھ یہ جشن منایا جائے گا کہ دشمنوں کے کانوں کے پردے پھٹ جائیں گے اس کے ولولے سے اور ان کے دبدبے سے۔ جس شوکت سے نعرۂ تکبیر بلند ہوں گے دنیا میں وہ ان کے دلوں کو دہلا دینے والی شوکت ہو گی۔ اس لئے کہاں ان کی طاقت، کہاں ان کی مجال کہ محمد مصطفی ﷺ کے غلاموں کی شان کھینچ سکیں، شان نوچ سکیں۔ یہ نہیں نوچ سکتے۔ یہ ملک جہاں میں اس وقت مخاطب ہو رہا ہوں آپ سے، یہ ملک بھی نئی اور دوبالا شان کے ساتھ اسلام کا حسن دنیا کے سامنے پیش کر رہا ہو گا۔ اور آپ ہوں گے جو اس حسن کو دنیا کے سامنے پیش کر رہے ہوں گے۔ افریقہ بھی ایک نئی شان کے ساتھ نئے ولولے کے ساتھ پیش کر رہا ہو گا۔ نئے روپ کے ساتھ یہ شان ایشیا کے سارے ممالک میں دکھائی جائے گی، نئے روپ کے ساتھ یہ شان دنیا کے ہر برِّاعظم میں دکھائی جائے گی۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 30رجنوری 1987ء بمقام مسجد فضل لندن (یوکے)۔ خطباتِ طاہر جلد 6 صفحہ 70-71)

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ پاکستان بھر میں اور خصوصیت سے پنجاب میں احمدیوں پر صد سالہ جشنِ تشکّر کی خوشیاں منانے پر پابندی لگا دی گئی اور اس سلسلہ میں حکومت کی طرف سے ایک نہایت مضحکہ خیز اور

جاہلانہ آرڈر جاری کیا گیا۔ یہ حکم نامہ اس بات کا بھی ایک زبردست ثبوت تھا کہ جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی اور اس پر خدا تعالیٰ کے فضلوں اور احسانات کی موسلا دھار بارش نے کس طرح معاندینِ احمدیت کے دلوں میں حسد کی آگ بھڑکا رکھی ہے۔ ان کا یہ حکم دینا بتاتا ہے کہ ان کے دلوں میں ایک آگ لگی ہوئی ہے اور وہ اس جہنم میں جل رہے ہیں کہ احمدیوں کو کیوں خدا تعالیٰ نئی نئی رفعتیں اور نئی نئی برکتیں عطا کرتا چلا جا رہا ہے۔ وہ شخص جو کسی کی خوشی پر عذاب میں مبتلا ہو اس کے لئے اس سے زیادہ اور کیا جہنم سوچی جا سکتی ہے۔ ذیل میں اس حکومتی آرڈر کے بعض حصے ہدیۂ قارئین ہیں۔

ڈپٹی کمشنر صاحب جھنگ نے اپنے اس حکم نامہ میں لکھا کہ:

"جبکہ میرے علم میں یہ بات لائی گئی ہے کہ ضلع جھنگ میں قادیانی 23ر مارچ 1989ء کو قادیانیت کی اپنی صد سالہ جوبلی منعقد کر رہے ہیں اور اس کے لئے انہوں نے چراغاں کرنے، عمارات سجانے، سجاوٹی گیٹ کھڑے کرنے، پمفلٹ تقسیم کرنے، دیواروں پر پوسٹر لگانے، شیرینی بانٹنے، سپیشل کھانے، بیجز کی نمائش، بینر لگانے اور جھنڈیاں وغیرہ لگانے کا انتظام کیا ہے جو کہ مسلمانوں کے نزدیک سخت قابل اعتراض ہے"۔

اسی طرح اس میں لکھا کہ:

"پنجاب گورنمنٹ کے ہوم ڈپارٹمنٹ نے بذریعہ ٹیلی پرنٹر پیغام بتاریخ 20ر مارچ 1989ء میں متذکرہ بالا قادیانیوں کے صد سالہ جشن پر صوبے بھر میں پابندی لگانے کا فیصلہ کیا ہے۔۔۔۔۔۔"

"اور جبکہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ 298-C، PPC ایکٹ XLV 1860ء کے تحت قادیانی گروہ کے کسی شخص کو یہ اختیار نہیں کہ وہ بلا واسطہ یا بالواسطہ خود کو مسلمان ظاہر کرے یا اپنے دین کو اسلام کہے یا قرار دے یا اپنے دین کی تبلیغ یا پرچار کرے یا دوسروں کو اپنے دین کی تحریری زبان یا کسی مرئی طریق سے دعوت دے یا کسی بھی انداز سے مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچائے تو مستوجب سزا ٹھہرے گا جبکہ میری رائے اور گورنمنٹ کے مندرجہ بالا فیصلے اور تعزیرات پاکستان کے مندرجات کے مطابق اور زیر دفعہ 298-C

ایکٹ XLV آف 1860ء ایسی کافی وجوہات موجود ہیں کہ اس کی (یعنی صد سالہ تقریبات کی) فوری روک تھام کی جائے اور ایسی ہدایات کا اجراء ضروری ہے جو انسانی زندگی، املاک اور امن وسکون عامہ کو درپیش خطرہ کا انسداد کریں۔ اس لئے اب میں چوہدری محمد سلیم ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ جھنگ دفعہ 144 PPC 1998ج کے تحت اپنے اختیارات کو بروئے کار لاتے ہوئے قادیانیوں کو ضلع جھنگ میں مندرجہ ذیل سرگرمیوں سے باز رکھنے کے لئے حکم صادر کرتا ہوں۔ عمارات اور ان کے احاطوں میں چراغاں کرنا"۔ (یعنی اپنے گھروں کے اندر بھی نہیں چراغاں کر سکتے) "سجاوٹی گیٹ لگانا، جلسے اور جلوس کا انعقاد، لاؤڈ سپیکر یا میگافون کا استعمال، نعرے لگانا، بیجز آویزاں کرنا، رنگ برنگے قمقمے اور بینرز لگانا، پمفلٹ تقسیم کرنا، پوسٹر لگانا، دیواروں پر لکھنا، مٹھائی یا کھانا یا تقسیم کرنا اور کوئی ایسی حرکت جو بالواسطہ یا بلاواسطہ مسلمانوں کے مذہبی جذبات انگیخت یا مجروح کرنے کا موجب ہو"۔......

"میرے ہاتھ اور عدالت کی مہر سے آج مورخہ 21/مارچ 1989ء کو جاری کیا گیا۔

چوہدری محمد سلیم ڈپٹی کمشنر۔"

(ماخوذ از خطبہ جمعہ فرمودہ 24/مارچ 1989ء بمقام اسلام آباد ٹلفورڈ۔ خطبات طاہر جلد 8 صفحہ 199-197)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کو جب اس ظالمانہ حکم نامے کی اطلاع ہوئی تو حضور رحمہ اللہ نے پاکستان کے احمدیوں کو پیغام دیا کہ جو کچھ بھی ہو آپ نے اپنے حوصلہ کا سر بلند رکھنا ہے اور قطعاً ان لوگوں سے مرعوب نہیں ہونا۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے آپ رحمہ اللہ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 24/مارچ 1989ء میں فرمایا:

"ایک سو سال کے خدا تعالیٰ کے بے انتہا احسانات ہیں جو جماعت پر نازل ہوئے ہیں۔ اس کے نتیجے میں جو خوشیاں دلوں سے پھوٹ رہی ہیں ان کو دنیا کی کوئی طاقت دبا نہیں سکتی۔ اس لئے آج میرا آپ کو پیغام یہ ہے کہ آپ نے لازماً خوش رہنا ہے۔ جو کچھ سر پر گزرے آپ نے اپنی خوشی کو مغلوب نہیں ہونے دینا۔...... جب میں ربوہ سے روانہ ہو رہا تھا تو میں نے آپ سے ایک وعدہ لیا تھا اور وہ وعدہ یہ تھا کہ آپ اس غم کو مرنے نہیں دیں گے اور ہمیشہ اس غم کو تازہ رکھیں گے۔ اس وعدے کو آج آپ بھول جائیں، آج میں آپ سے ایک نیا

وعدہ لینا چاہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے بے انتہا فضلوں نے جو جماعت کو خوشیاں دی ہیں آپ ان خوشیوں کو زندہ رکھیں اور کسی ظالم کو اجازت نہیں دیں گے کہ اس کے پنجے آپ کے دلوں سے ان رحمتوں کی خوشیوں کو چھین لیں۔ آپ کو نئے کپڑے پہننے کی اجازت نہیں تو پھٹے پرانے بوسیدہ کپڑوں میں بازاروں میں پھریں اور خوشیوں سے آپ کے چہرے دمک رہے ہوں۔ آپ کے وجود کا ذرّہ ذرّہ ان دشمنوں کو ناکام اور نامراد کر رہا ہو اور ان کو کہہ رہا ہو کہ ہماری مقدّس خوشیوں تک پہنچنے کی تمہارے بہیمانہ پنجوں کو اجازت نہیں دی جائے گی۔ پھر دیکھیں یہ لوگ کس طرح آپ کو ناکام اور نامراد کر سکتے ہیں؟ کوئی دنیا کی طاقت آپ کو ناکام اور نامراد نہیں کر سکتی۔ خدا کے فضلوں کی خوشیاں کوئی دنیا میں روک سکتا ہے؟ خدا کی رحمتوں کی خوشیاں کوئی دنیا میں روک سکتا ہے؟ چنانچہ اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہاں ایک بالکل نئی فضا پیدا ہو گئی اور پنجاب میں جہاں جہاں یہ پیغام پہنچا وہاں بہت سے شہروں میں تو انہوں نے اس بات کی بھی پرواہ نہیں کی کہ کوئی ہمیں قید کرتا ہے، مارتا ہے، گلیوں میں گھسیٹتا ہے، گالیاں دیتا ہے۔ انہوں نے خوب جشن منائے۔ ربوہ کی تو دوسری حیثیت کے پیش نظر اگر چہ وہاں بتّیاں تو نہیں جل سکیں لیکن میں نے ان سے کہا کہ اتارنی آپ نے نہیں ہیں۔ یہ دن ایسا ہے یعنی 23 مارچ کا دن کہ جس دن یہ ساری قوم مجبور ہو گئی ہے بتیاں جلانے پر اور خوشیاں منانے پر کیونکہ خدا کی تقدیر نے اس دن کو یوم پاکستان بنا دیا ہے۔ اس لئے ان گھروں کی بتّیاں احمدیت کی خوشیاں منا رہی ہوں گی خدا کی نظر میں، اور وہ بتّیاں جو اُن کو نظر نہیں آتیں جلتی ہوئی آپ کے گھروں پر وہ خدا کی نظر میں سب سے زیادہ روشن قرار دی جائیں گی۔ اور ایسا ہوتا ہے، خدا کی تقدیر میں ایسا ہوتا آیا ہے۔ اس لئے احمدیت کو دنیا کی کوئی طاقت ناکام اور نامراد نہیں کر سکتی۔ یہ بات یاد رکھیں ہمارے لئے خوشیوں کے دن آئے ہیں اور خوشیوں کے دن بڑھتے چلے جائیں گے ہمارے لئے۔ ہمارے لئے خوشیاں ایسی مقدّر ہو چکی ہیں جو ہماری راتوں کو بھی دن بنا دیں گی۔ مَیں آپ کو یقین دلاتا ہوں ایک ذرّہ بھی مجھے اس بات میں شک نہیں کہ نئی صدی احمدیت کے لئے نئی نئی خوشیاں لے کر آنے والی ہے۔ پس خوشی سے اچھلو اور کودو اور خدا کی رحمتوں پر شکر کے لئے اَور تیاری کرو۔ اپنے شکروں کے معیار کو اَور زیادہ بڑھاؤ کیونکہ ہم نے تو آج خدا تعالیٰ کے گزشتہ فضلوں کو

جو دیکھا ہے اس کی روشنی میں ہم یقین کے طور پر کہہ سکتے ہیں کہ مستقبل اتنا روشن ہے اور اتنا عظیم الشان ہے کہ جس طرح آج سے سو سال پہلے کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ دنیا کے ایک سو بیس ممالک میں جماعت احمدیہ پھیل چکی ہو گی اور کوئی یہ تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ اس سے پہلے تیرہ سو سال میں ساری دنیا کے مسلمانوں نے جتنی زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم کئے ہیں اس سے دوگنی زبانوں میں، چند سال میں جماعت احمدیہ کو توفیق ملی کہ تراجم کر کے ساری دنیا میں اس مقدس صحیفے کے ترجمے کو پھیلا دے۔"......

"پس مَیں ربوہ کے رہنے والے ہوں یا پنجاب کے دوسرے علاقوں کے لوگ جو اس حکم کو سن کر غمزدہ ہیں ان کو مَیں دوبارہ یقین دلاتا ہوں کہ آپ کی خوشیاں ان کی پہنچ سے بالا ہیں۔ آپ خوش رہیں اور خدا تعالیٰ مزید آپ کی خوشیاں بڑھاتا چلا جائے گا۔ یہ کیوں نہیں سوچتے آپ کہ کس قدر ان کے دل مغضوب ہو چکے ہیں۔ کس قدر ان کی تکلیف کے نئے نئے سامان خدا تعالیٰ نے پیدا کر دیئے ہیں۔ یعنی وہ شخص جو کسی کی خوشی پر عذاب میں مبتلا ہو اس سے زیادہ اور کیا جہنم سوچی جا سکتی ہے۔ بڑے ہی سادہ لوح ہیں وہ لوگ جو سمجھتے ہیں کہ انہوں نے حکم دے کر ہماری خوشیاں چھین لی ہیں۔ ان کا حکم دینا بتاتا ہے کہ ان کے دلوں میں آگ لگی ہوئی ہے۔ اس جہنم میں جل رہے ہیں کہ احمدیوں کو کیوں خدا تعالیٰ نئی نئی رفعتیں، نئی نئی برکتیں عطا کرتا چلا جا رہا ہے۔ حیرت ہوتی ہے کہ کس قدر بیوقوف اور جاہل قوم ہے یہ کہ جو اس طرح دوسرے کی خوشیاں چھیننے کی کوشش کر رہی ہے اور یہ رذیل کوشش بتا رہی ہے کہ دلوں میں ایک آگ لگی ہوئی ہے، جہنم برپا ہے۔ بہت انہوں نے کوشش کی، بہت زور مارے کہ احمدیت کو ناکام اور نامراد کر دیں۔ آج سو سال کے بعد اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ رہے ہیں کہ کوئی پیش نہیں گئی، کوئی سختی کام نہ آئی، کسی قسم کے رذیل ارادوں نے احمدیت کو ناکام تو کیا کرنا تھا احمدیت کے پاؤں کی خاک کو بھی وہ ناکام و نامراد نہیں کر سکے۔ یہ وہ کیفیت ہے جو اس حکم سے ظاہر ہے۔ ایک شکست کا اعتراف ہے کہ ہم سب کچھ کر بیٹھے ہیں، ہم نامراد ہو گئے ہیں، اب خدا کے لئے خوش نہ ہو کیونکہ تمہاری خوشیاں ہمیں تکلیف دیں گی۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 24 ر مارچ 1989ء بمقام اسلام آباد، ٹلفورڈ۔ خطبات طاہر جلد 8 صفحہ 194-196)

جماعت احمدیہ عالمگیر کے صد سالہ جشنِ تشکّر کے موقع پر
اقوامِ عالَم میں امن واتّحاد پیدا کرنے کے لئے
سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کا
نہایت بصیرت افروز پیغام

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم
وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ۔ ھُوَالنَّاصِرُ

مُلکِ ہند میں مشرقی پنجاب کے ایک چھوٹے سے قصبہ میں آج سے ایک سَو سال پہلے ایک عجیب ماجرا گزرا، جسے آئندہ بنی نوع انسان کے لئے ایک عظیم عہد آفریں واقعہ بننا تھا۔ وہاں ایک ایسا مذہبی راہنما مبعوث ہوا جس نے خدا کے اِذن سے دَورِ آخر میں ظاہر ہونے والے آسمانی مُصلح ہونے کا دعویٰ کیا۔ یُوں تو دنیا میں ایسے سینکڑوں دعویدار پیدا ہوئے اور آئندہ بھی پیدا ہوتے رہیں گے۔ لیکن اس کے دعویٰ میں ایک ایسی بات تھی جو سب سے الگ اور سب سے عجیب تھی۔ اُس نے ایک ایسا دعویٰ کیا جس نے ایک نئے انداز میں اقوامِ عالَم کے اتّحاد کی بناء ڈالی اور توحیدِ باری تعالیٰ کی ایک ایسی تفسیر کی جس نے دَورِ آخر میں ظاہر ہونے والے متفرق مصلحین کے پراگندہ تصوّر کو وحدت کا جامہ پہنایا۔

وہ انقلاب آفریں اعلان کیا تھا جس نے اِس دَور کی مذہبی دنیا میں ایک ہیجان برپا کر دیا اور جس کا ارتعاش زمین کے کناروں تک محسوس کیا گیا۔ یہ وہ دَور تھا جسے ہم بالعموم دَورِ انتظار کہہ سکتے ہیں۔ تمام دنیا کے بڑے بڑے مذاہب کے پیروکار، کیا یہودی اور کیا عیسائی، کیا مسلمان اور کیا ہندو، کیا بدھ اور کیا زرتشتی اور کیا کنفیوشس کے ماننے والے۔ سبھی اپنے اپنے مذہب کی راہ پر آخری زمانہ کے موعود مصلح کی آمد کا انتظار کر رہے تھے۔ یہود کو بھی ایک مسیح کی انتظار تھی جس نے دورِ آخر میں ظاہر ہونا تھا۔ اور عیسائیوں کو بھی ایک مسیح کی آمد کا انتظار تھا۔ مسلمان بھی ایک موعود مسیح کی آمد کے منتظر تھے اور ایک

مہدیٔ معہود کی راہ دیکھ رہے تھے۔ ہندو کرشن کی آمدِ ثانی کے منتظر اور بُدھ مت کے ماننے والے بُدھا کے نئے روپ میں ظاہر ہونے کا انتظار کر رہے تھے۔ ہر مذہب میں ایسی قطعی اور واضح پیشگوئیاں موجود تھیں کہ آخری زمانے میں سچائی کے عالمگیر غلبہ کی خاطر خدا تعالیٰ کسی مصلح کو ضرور بھیجے گا۔لیکن مشکل یہ تھی کہ ہر مذہب اس ظاہر ہونے والے مصلح کو الگ الگ ناموں سے یاد کر رہا تھا۔

بانیٔ جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کو اللہ تعالیٰ نے یہ راز سمجھایا کہ مختلف مذاہب میں جو مختلف ناموں سے آخری موعودِ عالم کی پیشگوئیاں ملتی ہیں اگرچہ وہ سب بنیادی طور پر درست ہیں لیکن یہ درست نہیں کہ خُدائے واحد و یگانہ نے ہر مذہب میں الگ الگ مصلح بھیجنا تھا بلکہ مُراد یہ تھی کہ ایک ہی مذہب میں جسے خدا تعالیٰ اپنے جلوۂ توحید کے لئے اختیار فرماتا، ایک ایسے موعُودِ عالَم کو مبعوث فرمانا تھا جو تمام مذاہب کے موعود مصلحین کی بھی نمائندگی کرتا۔ تا بنی آدم کو ایک عالمی وحدت کی لڑی میں پرو کر توحیدِ خالق کا ایک رُوح پرور نظارہ توحیدِ خَلق کے آئینہ میں دکھایا جاوے۔

آپ نے اِذنِ الٰہی کے تابع یہ اعلان کیا کہ وہ مذہب اسلام ہے جسے خدا تعالیٰ نے اپنی توحید کے عالمگیر جلوہ کے لئے اختیار فرمایا ہے اور محمد عربی احمدِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم وہ آخری صاحبِ قانون رسول ہیں جو سب جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں اور جن کی غلامی میں وہ مصلح عالَم پیدا ہونا تھا جس کا مختلف ناموں کے ساتھ مختلف لبادوں میں مختلف مذاہب میں ذکر ملتا ہے۔

بہت عجیب یہ دعویٰ تھا اور وہ یکا و تنہا آواز جو ہندوستان کی ایک چھوٹی سی گمنام بستی سے بلند ہوئی تھی بظاہر کوئی اہمیت نہ رکھتی تھی کہ قابلِ توجّہ اور قابلِ پذیرائی سمجھی جاتی۔لیکن تعجب ہے کہ دنیا نے اِس آواز کی طرف بڑی سنجیدگی سے توجّہ کی۔ اور جہاں آپ کی تائید میں دُنیا کے مختلف ممالک سے بعض آوازیں بلند ہونا شروع ہوئیں، وہاں مخالفت کا بھی ایک ایسا شور برپا ہوا جس کی نظیر انسانی تاریخ میں شاذ شاذ ملتی ہے اور ایسے تاریخ ساز اَدوار کی یاد دلاتی ہے جب خدا تعالیٰ اپنی نمائندگی میں اپنے بعض کمزور بندوں کو پیغامِ حق کے لئے کھڑا کرتا ہے اور باوجود اس کے کہ تمام دُنیوی طاقتیں ان کی

مخالف ہو جاتی ہیں پھر بھی وہ ان کی پشت پناہی کرتا، ہر لحظہ ان کی حفاظت کے سامان فرماتا اور قدم بقدم ان کی کمزوری کو طاقت میں تبدیل فرماتا چلا جاتا ہے۔ پس یہی معاملہ اِس دعویدار اور اس کی جماعت کے ساتھ کیا گیا۔

دُنیا نے آپ کی مخالفت کو انتہا تک پہنچا دیا۔ آپ کے خلاف کُفر و الحاد کے فتاویٰ صادر کئے گئے۔ جھوٹے مقدّموں میں ملوّث کیا گیا۔ قتل کے منصوبے باندھے گئے۔ آپ کے متّبعین کو ہر لحاظ سے ستایا گیا۔ ان کی مذہبی آزادی کو پائمال کیا گیا اور بنیادی انسانی حقوق سے محروم کر دیا گیا۔ ان کے نفوس و اموال کو مباح قرار دے کر ان کو واجب القتل ٹھہرایا گیا۔ ظالمانہ طور پر وہ شہید کئے گئے۔ اذیّت ناک جسمانی سزائیں دی گئیں۔ دُکانیں لوٹی گئیں۔ تجارتیں برباد کر دی گئیں اور گھر جلا دیئے گئے۔ حتّٰی کہ بارہا مساجد بھی منہدم کر دی گئیں۔ غرضیکہ مخالفت کا ہر وہ ذریعہ اختیار کیا گیا جس کا مقصد آپ کے پیغام اور آپ کی جماعت کو صفحۂ ہستی سے مٹا دینا تھا۔ لیکن دشمنی اور عناد کا یہ طوفان اِس آواز کو دبا نہ سکا اور مخالفت کی ہر لہر سے جماعتِ احمدیہ پہلے سے قوی تر اور بلند تر ہو کر اُبھری۔

پس جماعت کے قیام سے لے کر ایک سَو سال تک بلا شبہ اِس نحیف اور کمزور جماعت کو قادر و توانا خدا کی تائید اور پُشت پناہی حاصل تھی۔ اور ہر لمحہ اُس کا دستِ قدرت اس کی حفاظت فرما رہا تھا۔

اِن بے شمار فضلوں اور پیہم نوازشات پر اپنے محسن خدا کا ذکر بلند کرنے اور اظہارِ تشکّر کی خاطر جماعتِ احمدیہ 1989ء کا سال صدسالہ جشنِ تشکّر کے طور پر منا رہی ہے۔

اِس مبارک موقعہ پر بڑے خلوص اور عجز کے ساتھ مَیں اپنے تمام انسان بھائیوں کو جماعت احمدیہ مُسلِمہ میں شمولیت کی دعوت دیتا ہوں اور عالم الغیب والشہادۃ خدا کو گواہ ٹھہرا کر کہتا ہوں کہ یہ ایک سچّی اور مخلص جماعت ہے جو اسلام کو دینِ حق تسلیم کرتی ہے اور ایمان رکھتی ہے کہ آج بنی نوع انسان کی نجات اسلام ہی کے دامن سے وابستہ ہے۔ اسلام تمام بنی آدم کو وحدت اور امن کا پیغام دیتا ہے اور اپنی اشاعت کے لئے کسی قسم کے جبر و تشدّد کے ذرائع کو اختیار کرنے کی اجازت نہیں دیتا اور انسانی آزادیٔ ضمیر کا علمبردار ہے۔ اسلام انسان کو ہوائے نفس کی غلامی سے نجات بخشتا ہے اور ایک سادہ

مگر انتہائی ترقی یافتہ نظام عطا کرتا ہے جو اس کے تمام اقتصادی، تمدّنی اور معاشرتی مسائل کا مؤثّر حل اپنے اندر رکھتا ہے۔ اسلام ایک ایسا سیاسی نظریہ دنیا کو عطا کرتا ہے جس میں جھوٹ اور فریب دہی کی کوئی گنجائش نہیں اور ایسے کامل عدل کی تعلیم دیتا ہے جو انفرادی، قومی اور گروہی مصالح سے بالاتر ہے۔ اور دوست دُشمن کے حقوق کو مساوی میزان سے تولتا ہے۔

جماعتِ احمدیہ ایمان رکھتی ہے کہ یہی دین ہے جو صلاحیت رکھتا ہے کہ آج تمام اقوامِ عالم کو ایک ہاتھ پر جمع کرے اور توحید کی لڑی میں پرو دے۔ پس مَیں اس اہم اور مبارک موقعہ پر بحیثیت امام جماعت احمدیہ مُسلِمہ عالمگیر رُوئے زمین پر بسنے والے اپنے تمام انسان بھائیوں کو اسی دینِ امن اور دینِ توحید کی طرف دل کی گہرائی اور پُر خلوص جذبۂ اخوّت کے ساتھ بلاتا ہوں۔ ہر چند کہ احمدیت بادیٔ النظر میں ابھی ایک ایسی قوت کے طور پر نہیں اُبھری جو ایک عالمی انقلاب برپا کرنے کی قدرت رکھتی ہو لیکن ہر صاحبِ بصیرت یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہوگا کہ گزشتہ ایک سَو سال میں شدید مخالفتوں کے باوجود اس جماعت کی حیرت انگیز عالمی ترقّی کوئی ایسا معمولی واقعہ نہیں جسے نظر انداز کیا جاسکے۔

اس عرصہ میں جماعتِ احمدیہ خدا تعالیٰ کے فضل سے دُنیا کے 120 / ممالک میں قائم اور مستحکم ہو چکی ہے اور اس کی ترقّی کی رفتار لحظہ بہ لحظہ تیز سے تیز تر ہوتی چلی جا رہی ہے اور اس جماعت کے حق میں وہ سب کچھ رونما ہو رہا ہے، جس کا ایک سَو سال پہلے انسانی تخمینوں کے لحاظ سے کوئی تصوّر نہیں کیا جا سکتا تھا۔ پس یقیناً وہ خدا کی ہی آواز تھی جس نے اس جماعت کے مستقبل کے بارہ میں بانیٔ سلسلہ احمدیہ کو ان الفاظ میں خبر دی:۔

> ”مَیں اپنی چمکار دکھلاؤں گا۔ اپنی قُدرت نمائی سے تجھ کو اُٹھاؤں گا۔ دُنیا میں ایک نذیر آیا۔ پر دُنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔“......
>
> ”مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔“

انہیں الٰہی بشارات سے روشنی اور قوت پا کر بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے بنی نوعِ انسان کو یہ عظیم خبر دی کہ:۔

> ”قریب ہے کہ مَیں ایک عظیم الشّان فتح پاؤں کیونکہ میری زبان کی تائید میں ایک اَور

زبان بول رہی ہے اور میرے ہاتھ کی تقویت کے لئے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے جس کو دُنیا نہیں دیکھتی مگر مَیں دیکھ رہا ہوں۔ میرے اندر ایک آسمانی رُوح بول رہی ہے جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشتی ہے اور آسمان پر ایک جوش اور اُبال پیدا ہوا ہے جس نے ایک پُتلی کی طرح اس مُشتِ خاک کو کھڑا کر دیا ہے۔ ہر یک وہ شخص جس پر توبہ کا دروازہ بند نہیں، عنقریب دیکھ لے گا کہ مَیں اپنی طرف سے نہیں ہوں۔ کیا وہ آنکھیں بینا ہیں جو صادق کو شناخت نہیں کر سکتیں؟ کیا وہ زندہ ہے جس کو اِس آسمانی صدا کا احساس نہیں؟''

(ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد نمبر 3 صفحہ 403)

سعید بخت ہے وہ انسان جو آسمانی آواز پر کان دھرے اور خُدا کے قائم کردہ امام کی دعوت پر لبّیک کہنے کی سعادت پائے۔

والسلام

خاکسار

مرزا طاہر احمد

خلیفۃ المسیح الرابع''

....

اس زمانے میں رُوئے زمین پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم روحانی فرزند اور مامور زمانہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ خدا تعالیٰ کی توحید اور تمام بنی نوع انسان کے درمیان عالمی وحدت کے قیام کے آسمانی منصوبہ کے ذکر پر مشتمل یہ اہم پیغام دنیا کی مختلف زبانوں میں ترجمہ کر کے نہ صرف جماعت احمدیہ کے اخبارات و رسائل میں شائع ہوا بلکہ کئی ممالک کے مقامی و نیشنل اخبارات میں بھی اس کی اشاعت ہوئی اور ریڈیو اور ٹی وی چینلز پر بھی نشر ہوا۔ اس کے علاوہ بھی بڑی کثرت سے اسے الگ سے شائع کر کے تقسیم کیا گیا۔ جماعت احمدیہ کی دوسری صدی کے آغاز پر حضرت خلیفۃ المسیح کا یہ غیر معمولی پیغام جماعت احمدیہ کے قیام کی غرض و غایت اور اس کے لائحہ عمل اور اس سلسلہ میں دی گئی قربانیوں پر بھی بخوبی روشنی ڈالتا ہے۔

الغرض انہی جذبات اور عزم اور ارادوں کے ساتھ عالمگیر جماعت احمدیہ اپنی دوسری صدی میں داخل ہوئی اور خلافت احمدیہ کی بابرکت آسمانی قیادت میں نہایت کامیابی کے ساتھ اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے۔

....

افرادِ جماعت احمدیہ کے نام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کا جماعت کی دوسری صدی کے آغاز پر پہلا پیغام

جماعت احمدیہ کی دوسری صدی کے پہلے خطبہ جمعہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے عالمگیر جماعت احمدیہ کے افراد کو جو پہلا پیغام دیا وہ یہ تھا کہ گزشتہ صدی میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونے والے عظیم اور اَن گنت احسانوں کو ہمیشہ یاد رکھیں اور احسان مندی کے جذبات کو پیدا کریں۔ آپ رحمہ اللہ نے فرمایا:

"گزشتہ صدی میں ہم پر اتنے احسانات کی بارشیں نازل فرمائیں، اس کثرت کے ساتھ خدا کی رحمتوں کے نشان ہم نے نازل ہوتے دیکھے، اتنے عظیم خطرات سے خدا تعالیٰ نے جماعت کو محفوظ اس طرح نکالا جس طرح محبت کرنے والے دو بازوؤں میں سمیٹ لیا گیا ہو اور بسا اوقات ایسے سخت وقت آئے، ایسے کڑے وقت آئے کہ خطرہ تھا کہ بعض علاقوں سے جماعت کی صف لپیٹ دی جائے گی مگر خدا تعالیٰ کی غیر معمولی قدرت نے حیرت انگیز جلوے دکھائے۔ پس ان سب امور کی طرف جب ہم نگاہ دوڑاتے ہیں تو شکر کے جتنے بھی جذبات دل میں پیدا ہوتے ہیں یوں معلوم ہوتا ہے کہ پیاس نہیں بجھی۔...... پس اس صدی کو شکر کی صدی بنانا ہے اور خدا تعالیٰ کے احسانات کو یاد رکھنے اور احسانات کو پہچاننے کی صدی بنانا ہے۔"

فرمایا:

"ہم جب کہتے ہیں کہ اَن گنت احسانات ہیں۔ بارش کی طرح اس کے فضل نازل ہوتے ہیں تو ہم جانتے ہیں کہ ہم درست کہہ رہے ہیں اس میں کوئی مبالغہ نہیں۔ ایک قطرے کا مبالغہ بھی اس میں نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ کی رحمتوں کی بارشوں نے ایک سو سال تک جماعت احمدیہ پر ہر قسم کے فضل نازل فرمائے۔ ع

اک قطرہ اس کے فضل نے دریا بنا دیا

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ میں قطرہ تھا اس کے فضل نے دریا بنا دیا اور ایک خاک کا ذرہ تھا جسے خدا نے ثریا بنا دیا ہے۔ پس آج جو ایک کروڑ احمدی اس دنیا

میں بس رہے ہیں یہ اسی قطرے کے بنے ہوئے دریا ہیں۔ پس اگر آپ خدا تعالیٰ کے احسانات کے ہر قطرے پر شکر ادا کرنے کا سلیقہ سیکھ جائیں گے تو آپ میں سے ہر ایک قطرہ یہ صلاحیت رکھتا ہے کہ اگلی صدی کے آغاز سے پہلے ایک ایک کروڑ بن جائے۔ اور اگر زمین پر آپ کے پھیلنے کی جگہ نہیں ہوگی تو اس صدی کا خدا آسمان میں وسعتیں عطا کرے گا اور آسمان میں آپ کے پھیلنے کے لئے گنجائشیں نکالی جائیں گی۔ زمانہ بڑی تیزی سے تبدیل ہو رہا ہے اور ہم نہیں جانتے کہ آئندہ کیا ہونے والا ہے۔ لیکن یہ مَیں آپ کو بتا دیتا ہوں کہ اگر آپ احسان مند رہیں گے تو خدا کے فضلوں کے ساتھ آپ کے احسان مندی کا کوئی مقابلہ نہیں ہو سکتا۔ وہ فضل آپ سے سینکڑوں ہزاروں گنا تیز رفتاری کے ساتھ آگے آگے بھاگیں گے اور آپ کا احاطہ کر لیں گے اور آپ میں استطاعت نہیں ہوگی کہ اُن فضلوں کا احاطہ کر سکیں۔

پس اس اگلی صدی کا پہلا پیغام ساری جماعت احمدیہ کے نام یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے احسانات کا شمار کرنے کی کوشش کریں اور خدا تعالیٰ کے احسانات میں ڈوبنے کی کوشش کریں۔ آپ کے سارے مسائل احسان مندی کے ذریعے سے حل ہو سکتے ہیں۔ ساری مشکلات جذبہ احسان مندی کے ساتھ دُور ہو سکتی ہیں۔ لیکن احسان مندی حقیقی ہونی چاہئے، محض زبانی نہیں ہونی چاہئے۔ عادت ڈالیں، اپنی فطرت ثانیہ بنالیں کہ خدا تعالیٰ کے پیار اور محبت کا ذکر کر کے سوچوں میں ڈوب جایا کریں اور سوچا کریں کہ یہ بھی خدا کا احسان ہوا، وہ بھی خدا کا احسان ہوا۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 24/مارچ 1989ء بمقام اسلام آباد، ٹلفورڈ۔ خطباتِ طاہر جلد 8 صفحہ 182-189)

....

جماعت احمدیہ کی دوسری صدی کے آغاز پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہلا الہام

حضور انور رحمہ اللہ نے اپنے اسی خطبہ جمعہ (فرمودہ 24 مارچ 1989ء) میں عالمگیر جماعت احمدیہ کے افراد کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دوسری صدی کے آغاز پر آپؒ کو ہونے والے پہلے الہام کا ذکر بھی فرمایا۔

آپؒ نے فرمایا:

''آئندہ صدی بہت سے انعامات ہمارے لئے لانے والی ہے۔ خدا کے بیشمار انعامات جو صدی کے آغاز سے نازل ہونے شروع ہوئے ہم ان کا احاطہ نہیں کر سکتے۔ بہت سی ایسی باتیں ہیں جن کا علم بعد میں ہوگا۔ لیکن ایک بات مَیں آپ کو بتانا چاہتا ہوں سب سے آخر پر لیکن سب سے اہم۔

اس صدی کا پہلا الہام جو مجھے ہوا وہ صدی کے آغاز کے ساتھ ہی ہوا وہ تھا ''اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ الله''... وہ خدا جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اس خدا کو گواہ ٹھہرا کر کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس صدی کا پہلا پیغام مجھے یہ دیا ہے کہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ دُنیا خواہ چاہے آپ پر ہزار لعنتیں زبانی ڈالتی پھرے، ہزار، لاکھ وکروڑ کوششیں کرے آپ کو مٹانے کی مگر اس صدی کے سر پر خدا کی طرف سے نازل ہونے والا اسلام ہمیشہ آپ کے سروں پر رحمت کے سائے کئے رکھے گا اور ان رحمتوں اور سلامتیوں کے سائے تلے آپ آگے بڑھیں گے۔ یہ صرف میرے نام پیغام نہیں ہے بلکہ تمام دُنیا کی جماعت کے لئے یہ پیغام ہے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ الله۔ یہ بَرَكَاتُهٗ کا لفظ تو مجھے یاد نہیں لیکن اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ الله تو بالکل صاف کھلی آواز میں روشن آواز میں کہا اور اس سے میرا دل حمد سے بھر گیا کہ خدا تعالیٰ کی کیسی شان ہے کہ پہلی صدی کے آغاز پر ہی وہی وقت جب صدی شروع ہو رہی تھی اس وقت خدا تعالیٰ نے بڑے پیار اور محبت کی آواز میں اور بڑی کھلی کھلی واضح آواز میں ''اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ کا تحفہ مجھ پر نازل فرمایا تا کہ مَیں اسے تمام دنیا کی جماعتوں کے سامنے پیش کر سکوں۔''

آپؒ نے فرمایا کہ :

''مجھے کامل یقین ہے کہ سلام ان احمدیوں کو بھی پہنچے گا جو ابھی پیدا نہیں ہوئے۔ اُن

احمدیوں کو بھی پہنچے گا جو ابھی احمدی نہیں ہوئے۔ ان قوموں کو بھی پہنچے گا جن تک ابھی احمدیت کا پیغام نہیں پہنچا۔ آئندہ ایک سو سال میں احمدیت نے کتنی ترقی کرنی ہے، ہم اس کا ابھی تصور بھی نہیں باندھ سکتے۔ کن کن نئی سرزمینوں میں اس احمدیت نے جڑیں پکڑنی ہیں اور تنومند درخت بننے ہیں اور عظیم الشان خدا تعالیٰ کی رحمتوں کے سائے ان درختوں کے ذریعے ان تمام زمینوں پر محیط ہونے ہیں، ہم ان باتوں کا آج تصور بھی نہیں کر سکتے۔ لیکن یہ مَیں جانتا ہوں کہ جہاں تک بھی احمدیت پھیلے گی، دنیا کے جس جس خطے میں بھی احمدیت کا پیغام قبول کیا جائے گا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو امامِ زمانہ تسلیم کیا جائے گا، جہاں جہاں حضرت محمد مصطفی ﷺ کی سرداری کے سامنے احمدیت کے ذریعے سرِ تسلیم خم کئے جائیں گے اُن سب کو اس سلام کا تحفہ ہمیشہ ہمیش پہنچتا رہے گا۔ پھر آئندہ صدی میں کیا ہونا ہے؟ اللہ بہتر جانتا ہے، کیسے لوگ ہوں گے۔ مجھے امید ہے اور مجھے کامل یقین ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ خدا تعالیٰ تقویٰ کی ایک نئی لہر جاری کرے گا اس صدی کے لئے بھی اور رحمتوں کے نئے پیغام آئندہ صدی کے لئے خود پیش فرمائے گا۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 24/ مارچ 1989ء بمقام اسلام آباد، ٹلفورڈ۔ خطباتِ طاہر جلد 8 صفحہ 182–189)

....

تاریخ انسانی میں 1989ء کے سال کی اہمیت

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے 1989ء کے سال کی غیر معمولی اہمیت کا ذکر کرتے ہوئے بعض نہایت لطیف اور ایمان افروز پہلوؤں کا ذکر فرمایا۔ چنانچہ خطبہ جمعہ فرمودہ 29/دسمبر 1989ء میں آپؒ نے فرمایا:

"یہ جمعہ جس کی ادائیگی کے لئے آج ہم اکٹھے ہوئے ہیں، سال 1989ء کا آخری جمعہ ہے اور دو روز تک یہ سال اختتام پذیر ہونے والا ہے۔ یہ سال نہ صرف یہ کہ جماعت احمدیہ کی تاریخ میں ایک غیر معمولی سال ہے بلکہ دنیا کی تاریخ میں بھی یہ سال ایک غیر معمولی سال بن کر ابھرا ہے اور اس میں خدا تعالیٰ کی گہری حکمتیں پوشیدہ ہیں۔ آپ کو یاد ہوگا جب ہم ربوہ میں 23/مارچ کا دن خوشی کے دن کے طور پر منانا چاہتے تھے تو جماعت کے دشمنوں نے پورا زور لگایا کہ وہ ربوہ میں یا دوسری جگہوں پر بھی جماعت احمدیہ کو اس دن کی خوشی نہ منانے دیں۔ لیکن خدا کی تقدیر نے ان کو مجبور کر دیا تھا کہ وہ سارے ملک میں وہ دن خوشیوں کے دن کے طور پر منائیں اور 23/تاریخ یوم پاکستان کی ایسی تاریخ ہے جسے پاکستان کبھی نظر انداز نہیں کر سکتا۔

تو بہت لمبا عرصہ پہلے جب 23/مارچ کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لدھیانہ میں بیعت لی، اس بات کو پاکستان بنانے والوں نے یا پاکستان کی راہ میں خدمتیں کرنے والوں نے تو کبھی سوچا بھی نہ ہوگا اور 23/مارچ کا دن یوم پاکستان مقرر ہونا ایک ایسا فعل ہے جس میں پاکستان کی تحریک سے تعلق رکھنے والوں کا کوئی بھی عمل دخل نہیں۔ تقدیر نے یہ دن ان پر مسلط کر دیا، ان پر ٹھونس دیا۔ جب تک وہ اس دن کو جماعت احمدیہ کی خوشیوں کے دن کے طور پر نہیں مناتے، یہ دن ان پر مسلط ہو چکا ہے اور جب وہ اس کو پہچان جائیں گے تو پھر وہ اصلی خوشیوں کا دن ابھرے گا، جب 23/مارچ کو پاکستان کے قیام کا دن بھی ہوگا اور احمدیت کے قیام کا دن بھی ہوگا۔ اور یہ دونوں خوشیاں مل کر عیدیں بن جایا کریں گی۔

اسی طرح کی ایک حکمت اس سال میں بھی پوشیدہ ہے۔ اس سال میں ایسے حیرت انگیز تغیرات برپا ہوئے ہیں کہ دنیا کے دانشوروں کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔ یورپ میں جو کچھ

ہوا ہے اور جو کچھ ہو رہا ہے اور اسی طرح دنیا کے دیگر بعض ممالک میں تبدیلیوں کے جو آثار ظاہر ہو رہے ہیں۔ یہ وہ سب تبدیلیاں ایسی ہیں جن میں سیاستدانوں کا کوئی عمل دخل نہیں۔ ان کے لئے یورپ میں ہونے والی عظیم تبدیلیاں اور اشترا کی ممالک میں ہونے والے انقلابات اسی طرح تعجب انگیز تھے جس طرح باقی دنیا کے لئے تعجب انگیز تھے۔ ان کی کوششوں کا جہاں تک دخل ہے وہ کوششیں تو چین میں کی گئی تھیں اور انسانی کوششیں ناکام ثابت ہوئیں اور ساری دنیا کے ترقی یافتہ ممالک کے سیاست دانوں نے مل کر چین میں جو انقلاب برپا کرنے کی کوشش کی تھی اس میں وہ کلیۃً ناکام رہے۔ وہاں انقلابات ہوئے جہاں محض خدا کی تقدیر کو دخل تھا۔ جہاں انسانی کوششوں کا کوئی بھی ہاتھ نہیں تھا۔ اس لئے ابھی سے دانشور یہ لکھنے لگے ہیں اور مختلف مواقع پر یہ بیان دینے لگے ہیں کہ یہ سال جو 1989ء کا سال ہے، یہ انسانی تاریخ میں ایک ایسا بلند اور ممتاز سال بن کر ابھرا ہے کہ اسے قیامت تک مؤرخ بھلا نہیں سکے گا۔ ایک غیر معمولی شان ہے اس سال میں اور آئندہ کے لئے بنیادیں ڈالنے والا سال ہے۔ پس اس کی بلندی محض اپنی ذات کی بلندی نہیں بلکہ آئندہ دنیا کی سربلندی کے لئے اس سال میں بنیادیں قائم کی گئی ہیں۔ اور یہ وہی سال ہے جس کو خدا تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کا عالمی جشن تشکر قرار دیا۔‘‘

آپؒ نے فرمایا:

’’اللہ تقدیر بنا رہا ہے اور تمام دنیا کو مجبور کر دیا گیا ہے کہ وہ جماعت احمدیہ کے صد سالہ جشن تشکر کے سال کو کبھی نہ بھلا سکے اور ہمیشہ اس سال کو سنہری حروف سے لکھتی چلی جائے۔ پس خدا کی بہت سی تقدیریں مخفی طور پر ایسے کام کر رہی ہوتی ہیں کہ سطح پر ان کے کوئی اثرات ظاہر نہیں ہوتے۔ اچانک جس طرح سمندروں میں جزیرے ابھر آتے ہیں اس طرح جب وہ خدا کی تقدیر آخری صورت میں ابھرتی ہے تو دنیا حیرت سے اس کو دیکھنے لگتی ہے۔ پس ان دونوں باتوں میں حکمت ہے۔ یہ دونوں باتیں اتفاقی نہیں ہیں۔‘‘

آپؒ نے فرمایا:

23رمارچ کے دن کو پاکستان کی خوشیوں کا دن قرار دے دینا اور صد سالہ جشن تشکر کے سال کو تمام عالَم کی خوشیوں کا سال قرار دے دینا اور اس سال میں حیرت انگیز تبدیلیاں پیدا کرنا اور

حیرت انگیز تبدیلیوں کی بنیادیں قائم کرنا، یہ ایسی باتیں تو نہیں ہیں جو اتفاقاً اکٹھی ہوگئی ہیں۔ان کے اندر خدا کی تقدیر کارفرما دکھائی دیتی ہے اور جماعت احمدیہ کی تاریخ میں اس کثرت کے ساتھ فضل کبھی نازل نہیں ہوئے جتنے اس سال نازل ہوئے ہیں اور اس میں کسی حد تک تو آپ یہ کہہ سکتے تھے کہ ہم نے جشن تشکر کی تیاریاں کی تھیں، اس کے نتیجے میں کچھ نہ کچھ تو ہونا ہی تھا۔لیکن خدا کے جن فضلوں کا مَیں پہلے ذکر کرتا چلا آیا ہوں ان میں سے بہت سے ایسے ہیں جن کا ہماری تیاری سے کوئی دُور کا بھی تعلق نہیں تھا۔خدا کی طرف سے آسمان سے فضل نازل ہوئے ہیں اور اُن کو ہم نے نازل ہوتے دیکھا ہے اور ہر پہلو سے جماعت کو اس سال میں غیر معمولی عظمت عطا ہوئی، غیر معمولی تقویت نصیب ہوئی اور ہمارے دشمنوں کو غیر معمولی ہزیمت کا منہ دیکھنا پڑا۔یہ سب باتیں اتفاقی تو نہیں ہوسکتیں۔“

آپؒ نے فرمایا:

”یہ وہ سال ہے کہ جب بیعتوں کے لحاظ سے بھی اس کثرت سے خدا تعالیٰ نے لوگوں کو جماعت احمدیہ میں داخل ہونے کی توفیق عطا فرمائی ہے کہ جب آپ اس کا گراف دیکھیں تو آپ حیران رہ جائیں گے۔یوں لگتا ہے جیسے ایک بلند ہوتی ہوئی سڑک پر اچانک مینار بنا دیا گیا ہو اور مینار کے ساتھ وہ سڑک اٹھنی شروع ہو جائے۔لیکن یہ بھی مجھے یقین ہے، میں خدا کے فضل سے یہ امید رکھتا ہوں کہ چونکہ یہ اتفاقی واقعہ نہیں اس لئے یہ جو ترقی کی رَو ہے یہ آگے بڑھے گی اور پیچھے نہیں ہٹے گی۔

دنیا کی تاریخ میں تو یہ سال ابھرا ہے اور ابھر کر پھر کسی حد تک نیچے گرنے والا ہے۔مگر مَیں خدا تعالیٰ کے فضل سے امید رکھتا ہوں اور اسی کے لئے آپ کو دعا کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ دعا یہ کریں کہ مڑ کر دیکھیں تو اس سال کے پیچھے گہرائی دکھائی دے۔مگر آگے دیکھیں تو پھر اور اٹھتے ہوئے بلند تر مینار دکھائی دیں اور یہ سال آئندہ ترقی کے لئے رفتاریں سیٹ کرنے والا Pace Maker بنے۔“

آپؒ نے فرمایا:

”دعائیں کریں کہ ہمارے لئے خدا ایسی ہوائیں چلائے کہ ہمارے دن کا سفر بھی

ایک سال کے سفر کے برابر ہو جائے اور ہماری راتوں کا سفر بھی ایک سال کے برابر ہو جائے اور اس تیزی کے ساتھ ہم دنیا میں ترقی کرتے ہوئے خدا کی توحید کا پیغام تمام عالم کو پہنچائیں اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے حسن سے کُل عالَم کو خیرہ کر دیں۔ دعاؤں کے ساتھ، کوشش کے ساتھ، محکم عزم کے ساتھ اور صبر کے ساتھ اب ہمیں بہت تیز رفتار سے آگے بڑھنا ہے اور خدا کرے کہ ہمارا اگلا سال یہ ثابت کرنے والا ہو کہ ہم 1989ء کے سال کو مڑ کر ایک بلندی کے سال کے طور پر نہیں بلکہ بلندیاں پیدا کرنے والے سال کے طور پر دیکھا کریں گے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 29 ردسمبر 1989ء خطبات طاہر جلد 8 صفحہ 835 تا 838)

....

صدسالہ جشن تشکر کی تقریبات پر ایک طائرانہ نظر

اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ساری دنیا میں افراد جماعت نے جماعت احمدیہ کی دوسری صدی کا آغاز حسب پروگرام نماز تہجد (اور اکثر مقامات پر باجماعت نماز تہجد) اور صدقات اور نوافل اور دعاؤں اور تسبیح وتحمید اور درود سے فضاؤں کو معطّر کرتے ہوئے کیا۔ کئی جماعتوں نے پہلی صدی کے آخری دن نفلی روزہ رکھا۔ مساجد و جماعتی مراکز اور احمدی ہسپتالوں، سکولوں اور دیگر جماعتی عمارات کے علاوہ افراد جماعت نے اپنے گھروں پر بھی چراغاں کیا اور انہیں جھنڈیوں اور خوبصورت بینرز سے سجایا۔ ہمسایوں، دوستوں اور غیر از جماعت اور غیر مسلموں کو تحائف دیے۔ شیرینی تقسیم کی۔ کثرت سے ایسی دعوتوں کا اہتمام کیا جن میں خصوصیت سے غرباء اور یتیموں اور بے سہاروں کو بلایا گیا۔ کئی جماعتوں نے جوبلی کی مناسبت سے کئی ایک خصوصی سوونیئرز تیار کیے جو کثرت سے تقسیم کیے گئے۔ پاکستان میں جہاں احمدیوں پر ہر قسم کی ناروا اور غیر انسانی پابندیاں تھیں وہاں بھی افراد جماعت نے حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشادات کے مطابق مسکراتے ہوئے اور سر بلند کر کے خوشی و مسرت کے اس تاریخی موقع کے مناسب حال پروگرام منعقد کیے۔ کئی جگہوں پر شریف النفس معززین، مقامی سیاسی و سماجی رہنما اور ڈاکٹرز، وکلاء اور اہلِ علم و دانش ان پروگراموں میں شامل ہوئے اور جماعت احمدیہ کی خدماتِ اسلام و خدمتِ قرآن کو سراہا۔

راولپنڈی (پاکستان) میں ایک عصرانہ میں ایک ایسی ہی تقریب میں ایک صحافی نے دوران تقریر کہا اور درست کہا کہ "یہ جشن حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی صداقت کا ایک چمکتا ہوا نشان ہے۔"

کئی ممالک میں خصوصیت سے جوبلی جلسے منعقد کیے گئے جن میں وہاں کے ممبران پارلیمنٹ، وزراء، دیگر سرکردہ سیاسی و سماجی شخصیات، مذہبی و غیر مذہبی رہنما اور مختلف مذاہب کے نمائندگان شامل ہوئے اور جماعت احمدیہ کی امن پسندی اور ملک و قوم کی خدمت اور معاشرتی ہم آہنگی کے لیے نمایاں کردار کو سراہا۔

کئی ممالک میں افراد جماعت نے مارچ پاسٹ کیے اور جلوس نکالے جو اللہ تعالیٰ کی تکبیر و تحمید اور

آنحضرت ﷺ پر درود وسلام کے پاکیزہ نغمات گاتے ہوئے مختلف شاہراہوں سے گزرے۔

اس سلسلہ میں سب سے بڑا مارچ پاسٹ سالٹ پانڈ (غانا) میں ہوا جہاں غانا کے مختلف علاقوں سے آئے ہوئے بیس ہزار افراد نے مارچ پاسٹ میں حصہ لیا اور اللہ تعالیٰ کی حمد کے ترانے گاتے ہوئے آنحضرت ﷺ پر درود وسلام بھیجتے ہوئے شہر کی تمام بڑی سڑکوں پر احمدیت اور غانا کے جھنڈے لہراتے ہوئے چکّر لگایا۔

سیرالیون میں بھی تمام بڑی بڑی جماعتوں میں کامیاب مارچ پاسٹ ہوئے جن میں احمدیہ سکولوں کے طلباء وطالبات اور اساتذہ بھی شامل ہوئے۔ کثیر تعداد میں غیر از جماعت افراد بھی جماعت کے اس جشن تشکّر کے جلوس میں شامل ہوئے۔ مختلف جگہوں پر ان جلوسوں میں شامل ہونے والوں کی تعداد اوسطاً پانچ سے چھ ہزار رہی۔ تقریباً ہر جگہ پر گورنمنٹ کے اعلیٰ حُکّام وافسران، ممبران پارلیمنٹ اور مقامی وعلاقائی چیفس اور دیگر سرکردہ افراد بھی شامل ہوئے اور بعض نے خطاب بھی کیے۔

☆ فری ٹاؤن میں منسٹر آف سٹیٹ فار پریذیڈنشل آفیئرز آنریبل ڈاکٹر اے۔ کے۔ ٹُورے نے اپنے خطاب میں جماعت احمدیہ کی خدمات انسانیت کا اعتراف کرتے ہوئے کہا:

> ''احمدیہ مشن سیرالیون میں **50** سالوں سے جبکہ ساری دنیا میں **100** سالوں سے دکھی انسانیت کی خدمت میں مصروف ہے۔''

☆ دارو (سیرالیون) میں مارچ پاسٹ کی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے ایک عیسائی میجر نے کہا:

> ''آج اگر اسلام کی طرف سے کوئی جماعت اسلام کو قوت اور فروغ دے رہی ہے تو وہ جماعت احمدیہ ہے جس نے اسلام کی خدمت کرتے ہوئے یہ ثابت کر دیا ہے کہ اسلام انسانیت کے لیے آرام اور سکون کا ٹھکانہ ہے۔''

☆ الحاج مصطفیٰ سینوسی صاحب سابق نائب وزیر اعظم سیرالیون اور صدر مسلم کانگرس نے تقریر کرتے ہوئے کہا:

> ''سیرالیون میں احمدیہ مشن کے آنے سے پہلے عیسائی چھائے ہوئے تھے۔ مسلمان اپنے آپ کو مسلم ظاہر کرنے میں خفت محسوس کرتے تھے۔ ہم احمدیہ مشن کے ممنون ہیں کہ

انہوں نے تبلیغ اسلام کا کام کر کے عیسائی منّادوں کو کھلا چیلنج دیا اور تعلیمی مدارس قائم کیے۔ اگر جماعت احمدیہ سیرالیون میں نہ آئی ہوتی تو سارے مسلمان عیسائی ہو چکے ہوتے۔"

☆ روکوپر (سیرالیون) میں ٹاؤن چیف نے جماعت کے بارہ میں کہا:

"جماعت احمدیہ کا امن و امان سے دینی خدمات میں مصروف رہنا ان کی کامیابی اور سچا ہونے کی دلیل ہے جبکہ شہر کی دوسری مساجد سیاست کا اکھاڑہ بنی ہوئی ہیں۔"

☆ مگبورکا (سیرالیون) میں ڈسٹرکٹ آفیسر مسٹر کیبی نے خود تقریب میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا صدسالہ جوبلی کے موقع پر دیا گیا پیغام پڑھ کر سنایا اور کہا کہ:

"جو کچھ اس پیغام میں کہا گیا ہے وہ سو فیصد درست ہے۔"

☆ مورگورو (تنزانیہ) میں جشن تشکر کے سلسلہ میں منعقدہ ایک تقریب میں ممبرانِ پارلیمنٹ، ریجنل کمشنر، تعلیمی اداروں کے پرنسپلز، میڈیکل آفیسرز، سیاسی پارٹیوں کے لیڈرز اور مذہبی جماعتوں کے نمائندگان بھی شامل ہوئے اور حاضرین سے خطاب بھی کیا۔ مقررین نے بڑے واضح الفاظ میں کہا کہ:

"جو شخص سو سال میں اس قدر مخلص اور جوشیلی جماعت پیدا کر سکتا ہے وہ ہرگز جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ بلکہ وہ یقیناً خدا کی طرف سے ہے اور خدا کا سچا موعود ہے۔"

☆ انڈونیشیا میں صد سالہ جشن تشکر کے ایک جلسہ میں ایک یونیورسٹی کے غیر احمدی پروفیسر نے خطاب کرتے ہوئے کہا:

"آج دنیا میں صرف جماعت احمدیہ ہی ہے جو عیسائیت کا مقابلہ کر سکتی ہے۔"

☆ گیمبیا کے پریذیڈنٹ آفس کے پارلیمانی سیکرٹری الحاجی یحییٰ سیسے نے جماعت احمدیہ کے جوبلی سال کے جلسہ سالانہ کے موقع پر افتتاحی تقریب میں خطاب کے دوران کہا:

"احمدیہ مشن اہلِ گیمبیا کی نہ صرف روحانی بلکہ مادی ترقی کے لیے جو اہم کردار ادا کر رہا ہے گیمبیا گورنمنٹ اس کی معترف ہے اور اسے نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ جماعت احمدیہ کی 17 مساجد، 3 ہائی سکول اور 5 میڈیکل سنٹر جن میں سات ڈاکٹر کام کر رہے ہیں جماعت کی طرف سے اہلِ گیمبیا کے لیے کی جانے والی خدمت کو نمایاں طور پر ظاہر کر رہے ہیں۔"

☆لائبیریا (مغربی افریقہ) میں LARGO کی جماعت میں جشن تشکر کے سلسلہ میں منعقدہ ایک تقریب میں علاقہ کی انیس (19) سرکردہ شخصیات شامل ہوئیں۔ ان میں کاؤنٹی کے سپرنٹنڈنٹ، کمشنر، چیف امام، ائمہ مساجد اور ٹاؤن چیفس شامل تھے۔ جلسہ کی صدارت کاؤنٹی کے سپرنٹنڈنٹ صاحب نے کی جو اس تقریب میں شمولیت کی غرض سے بطور خاص 80 میل کا سفر طے کر کے آئے۔ سپرنٹنڈنٹ صاحب نے اپنے صدارتی خطاب میں کہا:

"جماعت احمدیہ نہ صرف مذہب کی بلکہ انسانیت کی بھی بھرپور خدمات بجا لا رہی ہے۔ جماعت کی ان خدمات کو دیکھتے ہوئے مَیں کہہ سکتا ہوں کہ جماعت احمدیہ لائبیریا میں مستقبل قریب میں ضرور اپنی جڑیں مضبوط کرے گی۔"

انہوں نے مزید کہا کہ:

"گو مَیں عیسائی ہوں لیکن اسلام کے بارہ میں مَیں نے جتنا بھی علم حاصل کیا ہے وہ صرف اور صرف احمدیہ لٹریچر کے ذریعہ حاصل کیا ہے اور اس لٹریچر کے ذریعہ ہی مجھے قرآن کریم پڑھنے کی ترغیب ہوئی اور مجھے جماعت کی طرف سے ترجمہ شدہ قرآن پڑھنے کا موقع ملا۔"

☆مغربی جرمنی کی تریسٹھ (63) جماعتوں نے نہایت شاندار طریق پر جشن تشکّر منایا۔ ہر جماعت نے کثرت سے ایسی تقاریب منعقد کیں جن میں علاقہ کے جرمن افراد کو خصوصیت سے شمولیت کی دعوت دی گئی۔ بہت سے مسلم وغیر مسلم مہمان ان میں شامل ہوئے۔ اکثر مقامات پر علاقہ کے میئرز نے تقاریب میں شرکت کی۔ فرینکفرٹ کے مشہور ہوٹل "فرینکفرٹ ہوف" میں ایک استقبالیہ تقریب میں 150 سے زائد جرمن مہمان شامل ہوئے۔ اس تقریب میں نظریاتی فزکس میں معروف نوبیل لارئیٹ پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب نے پریس کانفرنس سے خطاب کیا۔

☆کالمار (سویڈن) میں جشن تشکر کے سلسلہ میں منعقدہ ایک تقریب میں صوبے کے چیف، پارلیمنٹ کے ممبرز، یونیورسٹی کے ڈائریکٹرز، صوبے کے تمام سکولوں کے ریلیجیئس ٹیچرز، ایمپلائمنٹ ایکسچینج کے ڈائریکٹر اور دیگر کئی اہم افراد شامل ہوئے۔ اس موقع پر ایمپلائمنٹ ایکسچینج کے ڈائریکٹر نے خطاب کرتے ہوئے کہا:

”ہمیں ان احمدیوں سے سبق سیکھنا چاہئے کہ جو خوبیاں مثلاً سچ بولنا، خدمت کرنا، ایک دوسرے کی مدد کرنا اور خیر خواہی کرنا ہم چاہتے ہیں کہ ہم میں ہوں وہ ان احمدیوں میں پہلے سے ہی موجود ہیں۔“

☆ آسٹریلیا میں جلسہ کے موقع پر ایک غیر از جماعت عرب پروفیسر نے علی الاعلان کہا کہ مجھے حضرت مسیح ناصریؑ کی وفات سے متعلق جماعت احمدیہ کے نظریات سے مکمل اتفاق ہے اور اسی طرح ہر وہ شخص جو کلمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھتا ہے وہ مسلمان ہے اور کوئی بھی ایسے شخص کو غیر مسلم قرار نہیں دے سکتا۔

☆ ٹورنٹو (کینیڈا) میں تئیس مارچ کی رات ایک تقریب عشائیہ کا اہتمام کیا گیا جس میں دو ہزار سے زائد افراد شریک ہوئے۔ ان میں چھ فیڈرل ممبرز آف پارلیمنٹ کے علاوہ اونٹاریو کے پریمیئر کے نمائندہ، ججز، ڈائریکٹرز، مختلف فرموں کے مالکان اور دیگر سرکردہ شخصیات شامل تھیں۔ اس موقع پر گورنر جنرل آف کینیڈا، وزیر اعظم کینیڈا اور مختلف سیاسی جماعتوں کے لیڈرز اور وزراء کی طرف سے خیر سگالی اور مبارکباد کے پیغامات بھی پڑھے گئے۔

اس موقع پر ایک ممبر پارلیمنٹ آنریبل Bob Horner نے اپنے خطاب کے دوران سٹیج پر لگے ہوئے ایک بینر ”مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔“ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا:

”مسیح (موعود) نے ایک سو سال پہلے یہ کہا تھا اور آج یہ بات پوری ہو گئی ہے اور اگلی صدی کے اختتام پر نجانے اَور کیا کچھ ہو جائے گا۔“

....

بعض ممالک کے صدور، وزرائے اعظم و دیگر معزّزین کے پیغامات

☆ بعض ممالک کے صدران اور وزرائے اعظم نے ہمارے جشن تشکر کے سلسلہ میں منعقدہ جلسوں اور استقبالیہ تقریبات کے لیے خصوصی پیغام بھی دیے۔

ذیل میں چند ایک پیغامات ہدیہ قارئین ہیں جو جماعت احمدیہ کی اسلامی اور ملکی اور للّٰہی خدمات کی ایسی شہادتیں ہیں جنہیں جھٹلایا نہیں جاسکتا۔

کینیڈا کے وزیراعظم کا پیغام

☆ کینیڈا کے وزیراعظم Brian Mulroney نے اپنے پیغام میں کہا:

"It is my sincere pleasure to extend to the members of the Ahmadiyya Movement in Islam my congratulations and best wishes on the centenary of the founding of your Movement.

The Ahmadiyya community represents an important and valued part of the Canadian mosaic, and contributes much to the enrichment of our society.

I wish you well in your celebrations not only on March 23 but throughout the year."

کینیڈا کی پارلیمنٹ کے اپوزیشن لیڈر کا پیغام

☆ کینیڈا کی پارلیمنٹ میں اپوزیشن لیڈر John Turner نے اپنے پیغام میں کہا:

"The Ahmadiyya Movement brings with it a commitment to work selflessly and tirelessly to promote universal love and brotherhood. Your belief that no barrier of race or colour or nationality should stand in the way of this objective is a welcome contribution to the tolerance necessary in our diverse Canadian scoiety.

It is a pleasure for me to offer my best wishes to the Canadian members of the Ahmadiyya Movement in

Islam as they celebrate their centennial with thanksgiving."

کینیڈا کے گورنر جنرل کا پیغام

کینیڈا کے گورنر جنرل Jean Sawve نے اپنے پیغام میں کہا:

"I am pleased to extend my warmest greetings to all those participating in the centenary thanksgiving celebrations of the Ahmadiyya Movement.
On behalf of all Canadians, I convey my sincere congratulations and appreciation for the contribution of your Movement to the spiritual life and well-being of our nation.
The philanthropic activities undertaken by the Ahmadiyya Movement and its work with hospitals, clinics and schools in the poorer parts of the world bear eloquent testimony to the invaluable role played by those inspired by faith and spiritual values. May you continue to embrace the future in a spirit of hope and optimism.
To all Canadians celebrating this special anniversary of the Ahmadiyya Movement, I send my best wishesh for a successful event."

وزیر اعظم ماریشس کا پیغام

وزیر اعظم ماریشس Hon. Anerood Jugnauth نے اپنے پیغام میں کہا:

"مجھے یہ سن کر بے حد خوشی ہوئی ہے کہ احمدیہ مسلم ایسوسی ایشن ماریشس، عالمگیر جماعت احمدیہ کے صد سالہ یوم تاسیس کے موقع پر ایک استقبالیہ منعقد کر رہی ہے۔

مَیں اس موقع پر آپ کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میری یہ دلی خواہش ہے کہ اس تاریخی موقع پر آپ کی تقریبات انتہائی کامیاب رہیں۔

عالمگیر جماعت احمدیہ گزشتہ ایک صدی سے انسان کی مستقل روحانی ترقی کے لیے

کوشاں ہے۔ یقیناً یہ ایک عظیم الشان اور قابل قدر کاوش ہے۔ ممکن ہے اس مہم میں اپنے نیک اور عظیم مقاصد کے حصول میں آپ کو مشکلات کا بھی سامنا کرنا پڑا ہو جیسے کہ تمام مثبت اور مفید تحریکات کے ساتھ ہوتا آیا ہے۔ لیکن ہمیں یہ دیکھ کر خوشی ہوتی ہے کہ اس سے آپ کے حوصلے نہ ہی پست ہوئے اور نہ ہی آپ کے عزم میں کمی آئی بلکہ آپ مسلسل ترقی کی راہ پر گامزن رہے۔

مجھے اس امر کو ریکارڈ پر لاتے ہوئے خوشی محسوس ہوتی ہے کہ آپ کی جماعت نے ہمارے ملک کی مختلف النوع معاشرت میں اتحاد قائم کرنے میں شاندار خدمات سرانجام دی ہیں۔

آئیے ہم سب مل کر ماریشس کو پہلے سے بہتر، زیادہ مضبوط اور زیادہ ماڈرن مملکت بنانے کے لیے اپنی کاوشوں کو تیز تر کر دیں۔"

صدر مملکت لائبیریا کا پیغام

21 مارچ 1989ء کی شام کومنرو ویا (لائبیریا) میں جلسہ مسیح موعود منعقد ہوا۔ اس موقع پر صدر مملکت لائبیریا کی نمائندگی میں کابینہ کے ڈائریکٹر جنرل نے جلسہ میں شرکت کی اور صدر مملکت لائبیریا Hon. Dr. Samuel Kanyon Doe کا پیغام پڑھ کر سنایا۔ صدر مملکت نے اپنے پیغام میں کہا:

"جماعت احمدیہ کی صد سالہ جوبلی کے موقع پر آپ کو مبارکباد بھیجتے ہوئے میں بے حد خوشی محسوس کر رہا ہوں۔

گزشتہ سال جب آپ کے امام حضرت مرزا طاہر احمد صاحب نے لائبیریا کا دورہ کیا تو ان سے ملاقات کر کے مجھے بالخصوص خوشی ہوئی۔

ہماری ملاقات میں آپ نے مجھے جماعت احمدیہ کی عالمگیر کوششوں سے آگاہ کیا۔ خصوصی طور پر تعلیم، صحت اور زراعت کے شعبوں میں مغربی افریقہ میں خدمات کا ذکر فرمایا۔ نیز لائبیریا میں جو نئے اقدامات کیے جا رہے ہیں ان کا بھی تذکرہ ہوا۔ جماعت احمدیہ کی ان عظیم الشان خدمات کے ہم سب معترف ہیں اور ان خدمات کو قدر کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ آج اس موقع پر آپ کو مبارکباد پیش کرتے ہوئے میں امید کرتا ہوں کہ جماعت احمدیہ

بنی نوع انسان کی پہلے سے بھی زیادہ خدمت کے جذبہ سے دوسری صدی میں داخل ہوگی۔

مَیں آپ کی کامیابی کے لیے دعا گو ہوں اور امید کرتا ہوں کہ جماعت احمدیہ، لائبیریا کے عوام کی بہبود کے لیے اپنی کوششوں کو جاری رکھے گی۔"

سیرالیون کے صدر کا پیغام

سیرالیون کے صدر نے اپنے پیغام میں کہا:

"آپ نے میرے متعلق جن جذبات کا اظہار کیا ہے مَیں ان کے لیے ممنون ہوں۔ ہمیں مذہب کے میدان میں ایک نئی طرح کو رواج دینا چاہیے۔ آپ کی جماعت سو سال قبل معرض وجود میں آئی۔ جو کوششیں اس دوران آپ کی جماعت نے کی ہیں وہ قابل تشکر ہیں۔

امتدادِ زمانہ فی نفسہٖ کوئی بڑی بات نہیں ہوتی۔ اصل بات تو یہ ہوتی ہے کہ اس لمبے وقت سے کیا فائدہ اٹھایا گیا۔ بعض وہ ہوتے ہیں جو ایک لمبا عرصہ گزرنے کے بعد جب اس جہان سے رخصت ہوتے ہیں تو ان کے بعد ان کو کوئی جانتا بھی نہیں۔ جبکہ بعض اس دنیا میں تھوڑا عرصہ رہتے ہیں اور اپنے پیچھے ایک درخشاں باب چھوڑ جاتے ہیں اور تاریخ میں ہمیشہ کے لیے زندہ رہ جاتے ہیں۔ آپ کی جماعت ایسی ہے جنہوں نے یہ دونوں باتیں اپنے اندر پیدا کر لی ہیں۔ یعنی ایک لمبا زمانہ اور درخشاں باب۔ جو کہ بہت کم کسی کو نصیب ہوتے ہیں۔

مَیں سیرالیون کو لیتا ہوں۔ اس ملک میں احمدیت کی آمد نے اس ملک کے لوگوں کے اندر ایک غیر معمولی تبدیلی پیدا کر دی ہے۔ خصوصاً تعلیم اور صحت میں۔ ان دونوں شعبوں میں آپ نے ایک حیران کُن کام کیا ہے۔ احمدیہ سکول ہر جگہ نظر آتے ہیں جو کہ تعداد اور تعلیم دونوں لحاظ سے بدرجہا آگے ہیں۔ مَیں ان کو دیکھ کر انتہائی خوشی محسوس کرتا ہوں۔ یہی حال ہسپتالوں، کلینک اور ہیلتھ سنٹرز کا ہے۔ یہ لوگوں کی بے لوث اور قابل قدر خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔

گورنمنٹ کے ذہن میں بہت سی سکیمیں اور پروگرام ہوتے ہیں لیکن ان کو پورا نہیں کر سکتے۔ ہم ہر جگہ ہسپتال، کلینک یا ہیلتھ سنٹرز اور سکول نہیں بنا سکتے۔ گو ہماری خواہش ہوتی ہے لیکن کچھ ہماری مجبوریاں ہوتی ہیں۔ اس واسطے جب آپ کی طرح کے نیک لوگ آتے ہیں اور ہمارے ان علاقوں میں ہسپتال یا سکول جاری کرتے ہیں تو اس طرح آپ نہ صرف گورنمنٹ بلکہ

عوام کی مدد کررہے ہوتے ہیں۔آپ اپنے اس نیک اور نہایت شاندار کام کو جاری رکھیں۔‘‘

....

صدسالہ جوبلی نمائشیں

صدسالہ جشنِ تشکّر کے پروگراموں کا ایک اہم حصّہ جماعت احمدیہ کی سو سالہ خدماتِ اسلام اور خدمتِ بنی نوع انسان کی اہم جھلکیوں پر مشتمل خصوصی نمائشوں کا انعقاد بھی تھا۔اس سلسلہ میں مرکزی طور پر بہت سا مواد تیار کر کے دنیا بھر میں پھیلے ہوئے جماعت کے مشنز کو بھجوایا گیا۔ان میں جماعت احمدیہ کے زیر اہتمام مختلف زبانوں میں مکمل قرآنِ مجید کے تراجم، کم وبیش سو زبانوں میں اسلامی تعلیمات کے مختلف اہم اور بنیادی مضامین پر مشتمل منتخب آیاتِ قرآنی، منتخب احادیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور منتخب تحریرات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علاوہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تحریر فرمودہ کتب اور آپ کے ملفوظات کا سیٹ، تفسیرِ کبیر از حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اور دیگر متفرق موضوعات پر نہایت اہم اسلامی لٹریچر کی اشاعت کے ساتھ ساتھ جماعت احمدیہ کی عالمگیر اشاعتِ اسلام کی سو سالہ مساعی اور بنی نوع انسان کی فلاح و بہبود کے لئے کی گئی کوششوں، دنیا بھر میں مساجد کی تعمیر، تعلیمی و طبی اداروں اور مختلف میدانوں میں افرادِ جماعت کی قربانیوں اور جماعت کی عالمی ترقی کی عکاس منتخب تصاویر اور گرافس شامل تھے۔ کئی ممالک نے خاص طور پر جوبلی کی اس نمائش کے لئے باقاعدہ نمائش ہال تعمیر کئے۔ چنانچہ 23/مارچ 1989ء تک اُس وقت تک کی موصولہ رپورٹس کے مطابق 41/ممالک میں 123/مقامات پر باقاعدہ طور پر مستقل نمائش گاہیں قائم کی جا چکی تھیں اور بہت سے مقامات پر مختصر یا عارضی اور موبائل نمائشوں کا اہتمام کیا گیا تھا۔ اسلام احمدیت اور ملک وملّت اور نوعِ انسانی کی فلاح و بہبود کے لئے جماعتی خدمات کی عکّاس ان نمائشوں سے جہاں افرادِ جماعت کو اور بالخصوص نئی نسلوں اور نو احمدیوں کو اپنے اَسلاف کی عظیم قربانیوں اور اسلامی خدمات سے آگاہی ہوئی، ان کے ایمانوں میں اضافہ ہوا اور بشاشت قلبی سے خدمات کے اس سلسلہ کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے قربانیوں کے لئے نئے عزم اور ولولے بیدار ہوئے، وہاں یہ نمائشیں بہت سے شریف النفس غیر از جماعت مسلمانوں کے دلوں سے بھی جماعت کے متعلق مُلّاؤں کے منفی پراپیگنڈہ کے ازالہ کا

موجب ہوئیں۔لوگ جب دیکھتے کہ کس طرح ایک چھوٹی سی جماعت نے سوسال کے عرصہ میں تن تنہا دنیا کی تمام بڑی بڑی زبانوں میں تراجم قرآن کریم شائع کرنے کی توفیق پائی ہے اور ساری دنیا میں اشاعت اسلام کا بیڑا اٹھائے ہوئے ہے تو اس کا ان پر بہت اچھا اثر پڑتا۔ اسی طرح افریقہ اور دوسرے کئی غریب ممالک میں وہاں کے عوام کی تعلیمی وطبی میدان میں خدمات اور سکولز، کالجز اور اسپتالز اور کلینکس کے قیام اور معاشرتی ہم آہنگی کے لئے کی گئی مساعی کو تصویری زبان میں دیکھ کر وہاں کے عوام اور حکمران اور دیگر سیاسی وسماجی اہم شخصیات اور لوکل چیفس اور انتظامیہ سے تعلق رکھنے والے افراد ان کاموں کو سراہتے ہوئے جماعت کو خراجِ تحسین پیش کرتے اور جماعت احمدیہ کی صداقت اور ترقی کی شہادت دیتے۔

☆ گھانا کے شہر اکرا (Accra) میں صد سالہ جوبلی کی نمائش کے افتتاح کے موقع پر ڈائریکٹر انفارمیشن گھانا کو خصوصی طور پر دعوت دی گئی تھی۔ انہوں نے جب نمائش میں قرآن مجید کے کئی زبانوں میں تراجم، مختلف زبانوں میں شائع شدہ اسلامی لٹریچر، تصاویر اور چارٹس وغیرہ دیکھے تو اس نمائش کا افتتاح کرتے ہوئے برملا طور پر یہ ریمارکس دیئے کہ آپ کے ان کاموں اور حیرت انگیز ترقی کو دیکھ کر یہ کہنا بالکل سچ ہے کہ آپ کی جماعت سوسال نہیں بلکہ پانچ سوسال پرانی ہے۔

☆ سیرالیون میں دارو (Daru) کے مقام پر ایک عیسائی میجر نے کہا کہ:

”جماعت احمدیہ نے متعدد زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم اور کم و بیش سو زبانوں میں قرآنی پیغام کی اشاعت اور بے شمار کتب ولٹریچر شائع کر کے یہ ثابت کر دیا ہے کہ احمدیہ مسلم جماعت نہ صرف زندہ جماعت ہے بلکہ آئندہ دنیا میں زبردست ترقی کرے گی۔“

☆ ئن سپیٹ (ہالینڈ) میں وہاں کے لارڈ میئر Mr. C. Kove نے مشن ہاؤس میں لگائی گئی نمائش کا افتتاح کیا۔اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے لارڈ میئر نے کہا کہ:

”یہ صد سالہ جوبلی کی نمائش ہے۔ جماعت احمدیہ نے ان سو سالوں میں دنیا کے کناروں تک شہرت پائی ہے۔ہم اس بات کے شاہد ہیں کہ جماعت احمدیہ امن سے محبت رکھنے والا فرقہ ہے۔“

☆ فرینکفرٹ (جرمنی) میں قرآن کریم اور دیگر لٹریچر کی نمائش کی بہت شہرت ہوئی۔آٹھ سو سے زائد افراد نے اسے دیکھا۔کولون میں ایک ایسی نمائش میں کینیا کے کونسلر اور قائمقام ایمبیسڈر تشریف لائے۔ یہ کیتھولک عیسائی تھے۔انہیں جب سواحیلی زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ تحفۃً پیش کیا گیا تو اسے بڑی عقیدت اور احترام سے سینے سے لگایا اور انتہائی خوشی کا اظہار کیا۔

کولون (جرمنی) میں ایک تقریب میں ایک ترک دوست جو اسلامک انویٹیشن ایسوسی ایشن سے تعلق رکھتے تھے اور بڑے پڑھے لکھے تھے نمائش کو دیکھ کر کہنے لگے :

''مَیں آج تک آپ لوگوں کو کافر کہتا تھا لیکن اب معلوم ہوا کہ اسلام تو آپ ہی لوگوں میں ہے۔''

قرآن کریم کے تراجم کی طرف اشارہ کر کے کہا : **''کیا یہ غیر مسلموں کے کام ہیں؟''**

☆ کرسچیئن ساند (ناروے) میں جشنِ تشکّر کے سلسلہ میں لگائی گئی نمائش کا افتتاح شہر کے میئر نے کیا۔اس موقع پر میئر نے کہا:

''عیسائی ہوتے ہوئے احمدی مسلمانوں کے زیر اہتمام ایک نمائش کا افتتاح کرنا میرے لئے ایک خاص تجربہ ہے۔یہ تقریب ہمیں ایک نئی دنیا دکھاتی ہے جہاں ہمیں لازماً ایک دوسرے کے پہلو بہ پہلو زندگی گزارنے کے لئے ایک دوسرے کو سمجھنا ہوگا اور ایک دوسرے کے ساتھ عزت واحترام کے ساتھ پیش آنا ہوگا۔''

کئی ممالک میں صدسالہ جوبلی نمائش کی تصاویر بالخصوص مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم کو اخبارات میں نمایاں طور پر شائع کیا گیا اور ٹی وی میں بھی تشہیر ہوئی۔

الغرض صدسالہ جوبلی نمائشوں نے بھی اسلام احمدیت کی اشاعت میں نہایت اہم کردار ادا کیا۔

....

غریبوں، بیواؤں، یتیموں اور ناداروں میں تحائف کی تقسیم

جشن تشکر کی خوشیوں میں بیواؤں، یتیموں، ناداروں اور معذوروں کو شامل کرنے کے لیے محض رضائے باری تعالیٰ کی خاطر دنیا بھر میں کثرت کے ساتھ افراد جماعت نے ذاتی طور پر اور بہت سے مقامات پر اجتماعی طور پر اجتماعی صدقات وخیرات کا اہتمام کیا۔ کئی مقامات پر ایسی دعوتوں کی تقریبات منعقد کی گئیں جن میں علاقہ کے غرباء ویتامیٰ و بیوگان کو خصوصیت سے شرکت کی دعوت دی گئی۔ بعض چھوٹی چھوٹی جماعتوں نے اپنے پورے گاؤں کے ایسے مستحق افراد تک کھانا اور جشن تشکر کے سلسلہ میں مٹھائی اور دیگر تحائف تقسیم کیے۔ اسی طرح یتیم خانوں اور ہسپتالوں میں تحائف دیے گئے اور یوں ایسے ہزار ہا افراد کو جشن تشکر کی خوشی میں شامل کیا گیا۔

☆ سیرالیون میں نادار اور غریب افراد کے لیے جماعت کی طرف سے منسٹر آف سٹیٹ فار سوشل ویلفیئر (مادام ایم کونٹے) کو عطیہ پیش کیا گیا تو انہوں نے تحفہ وصول کرتے ہوئے کہا:

> ’’مَیں آج عزت مآب صدر مملکت کی نمائندگی میں جماعت احمدیہ کی طرف سے اس عظیم اور نہ بھولنے والی قربانی پر مشن کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔
>
> احمدیہ مشن آج سرزمین سیرالیون میں اپنی خدمات کی وجہ سے جانا پہچانا مشن ہے۔ وہ طبّی اور تعلیمی میدانوں میں ملک کے عوام کی فلاح وبہبود کی خاطر کام کر رہا ہے۔ جہاں تک غریب لوگوں کی خدمت کا تعلق ہے تو ہر ایک سمجھدار اور ملک کا وفادار جماعت احمدیہ کی خدمات کو قدر کی نگاہوں سے دیکھے گا۔‘‘

☆ آئیوری کوسٹ میں ایک یتیم خانہ میں جماعت کی خدمت کو عجیب رنگ میں سراہا گیا۔ جماعت کا وفد جب تحائف کے ساتھ یتیم خانہ پہنچا تو عجیب اتفاق ہوا کہ اس وقت یتیم خانہ کا انچارج ایک عیسائی نَن کے ساتھ یتیم خانہ کے مسائل پر گفتگو کر رہا تھا کہ یتیم خانہ تو قائم کر دیا ہے اب عیسائی اس کے لیے کچھ بھی نہیں کر رہے۔ جو کچھ حکومت کی طرف سے ملتا ہے وہ ٹھیک آج ختم ہو جائے گا۔ اس پر اس عیسائی نَن نے کہا اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کے لیے فرشتے بھجوا دے گا۔ یہ بات کرتے کرتے وہ باہر نکل رہی تھی کہ اس کی نظر جماعت احمدیہ کے وفد پر پڑی تو کہنے لگی! لگتا ہے یہ فرشتے آ گئے۔

یتیم خانہ کے مینجر نے بہت گرم جوشی سے وفد کا استقبال کیا۔ جب وفد نے اسے اپنا تعارفی کارڈ پیش کیا جس پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے یہ مبارک الفاظ تحریر تھے

''میں اس زمانہ کی تاریکیوں کا نور ہوں۔''

تو یہ تحریر دیکھتے ہی یتیم خانے کا مینیجر کہنے لگا کہ:

''یہ جو آپ کے کارڈ پر لکھا ہے ''میں اس زمانہ کی تاریکیوں کا نور ہوں'' واقعی درست ہے۔ آج آپ ایسے وقت میں ان یتیم بچوں کے لیے امید کی کرن بن کر آئے ہیں کہ جب کسی اور طرف سے امید باقی نہ رہی تھی۔''

عطیہ خون

کئی مقامات پر جماعتوں نے مقامی ہسپتالوں میں خون کا عطیہ پیش کیا۔ ان خون کا عطیہ پیش کرنے والوں میں مرد بھی تھے اور خواتین بھی۔ یوں خوشی کے اس موقع پر انسانیت کی خدمت کا ایک بہت ہی اعلیٰ نمونہ پیش کیا گیا۔ مثلاً:

سرینگر (کشمیر) میں سو سے زائد احمدی مردوں اور عورتوں نے گورنمنٹ کے ہسپتال کے لیے عطیہ خون دیا۔ انڈونیشیا کی مختلف جماعتوں کے 462 خدام نے خون کا عطیہ پیش کیا۔ گھانا میں اکرا، کماسی اور سنٹرل ریجن میں مجموعی طور پر 176 خدام نے مقامی اسپتالوں میں خون کا عطیہ دیا، علاوہ ازیں اور بھی کئی مقامات پر عطیہ خون کے خصوصی پروگرام ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسی تمام مساعی کو مقامی انتظامیہ اور دیگر افراد نے بھی بہت سراہا۔

جیل خانوں میں قیدیوں کے لیے تحائف

پاکستان کے احمدی اسیران راہ مولیٰ کی یاد میں دنیا کی مختلف جیلوں میں قید افراد کو بھی جشن تشکّر کی خوشی میں شامل کرنے کے لیے کئی ممالک میں احمدی وفود نے جیل خانوں کو وزٹ کیا اور قیدیوں کے لیے تحائف وغیرہ لے کر گئے۔ ایسے مواقع کی چند ایک نہایت دلچسپ تفصیلات درج ذیل ہیں۔

☆ تنزانیہ (مشرقی افریقہ) میں قیدیوں کے لیے جیل کے افسران کو ایک گائے تحفۃً پیش کی گئی۔

اس پر انسپکٹر جنرل جیل نے کہا :

"ہماری تنزانیہ کی تاریخ میں یہ پہلا موقع ہے کہ ایک جماعت کی طرف سے قیدیوں کے لیے ایک گائے پیش کی گئی ہے۔"

☆ انڈونیشیا کی جماعت نے وسیع پیمانے پر جیلوں سے رابطہ کیا اور قیدیوں میں کھانا، مٹھائی اور تحائف تقسیم کیے۔ تاسک ملایا کی جیل میں جا کر جماعتی وفد نے قیدیوں کو جائے نماز اور کھانے اور مٹھائی کے ڈبے تحفۃً دیے اور اس تقریب کا پس منظر بتایا تو جیل کے افسران نے برملا کہا:

"جماعت احمدیہ پہلی اسلامی آرگنائزیشن ہے جس نے قیدیوں سے یہ ہمدردی دکھائی ہے۔"

☆ آئیوری کوسٹ میں جب قیدیوں کے لیے تحائف دیئے تو جیل خانہ میں مسلمانوں کے نمائندوں نے کہا کہ:

"دوسرے مسلمان بھی تبلیغ کے لیے یہاں آتے ہیں لیکن کبھی کسی نے ہماری مشکلات اور ضروریات کی طرف توجہ دینے کی زحمت نہیں کی۔ آج صرف جماعت احمدیہ نے ہی اس انداز میں سوچا ہے۔"

☆ پونچھ (کشمیر) میں جیل کے احاطہ میں ایک خصوصی تقریب کا انعقاد کیا گیا جس میں تمام قیدیوں کو تحائف دیے گئے۔ اس تقریب میں قیدیوں، پولیس اور جیل کے عملہ کے علاوہ بعض دیگر سرکردہ شخصیات نے بھی شرکت کی۔ اس موقع پر مقامی ڈپٹی کمشنر نے خطاب کرتے ہوئے کہا:

"ضلع کا کمشنر ہونے کے باوجود مجھے کبھی یہ خیال نہیں آیا کہ جیل کی اونچی دیواروں کے اندر بھی جا کر دیکھوں۔ لیکن آج جماعت احمدیہ کے اس پروگرام نے میرے اندر احساس پیدا کر دیا ہے۔ مَیں جماعت احمدیہ کا ممنون ہوں۔"

....

صد سالہ جشن تشکر کی مناسبت سے جماعت وذیلی تنظیموں کے اخبارات ورسائل کے خصوصی نمبرز اور دیگر سوونیئرز کی اشاعت

صد سالہ جشن تشکر کے پروگراموں کا ایک اہم حصہ جماعت کی سوسالہ تاریخ کے اہم واقعات اور اس کی خدمتِ اسلام وخدمتِ انسانیت کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کرنے والے مضامین وتصاویر پر مشتمل اخبارات ورسائل وسوونیئرز کی اشاعت بھی تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس پہلو سے بھی دنیا بھر میں جماعتی وذیلی تنظیموں کے اخبارات ورسائل نے خصوصی نمبرز شائع کیے اور کئی ایک ضخیم اور نہایت اہم اور وقیع مضامین پر مشتمل خوبصورت اور دیدہ زیب باتصویر سوونیئرز شائع کیے۔ یہ خصوصی نمبرز اردو، انگریزی، ڈچ، جرمن، فرنچ، سویڈش، انڈونیشین، ڈینش، بنگلہ وغیرہ مختلف زبانوں میں شائع ہوئے۔

جن اخبارات ورسائل نے خصوصی نمبرز شائع کئے ان میں سے بعض درج ذیل ہیں:

ملک	رسائل
پاکستان	روزنامہ الفضل ربوہ۔ ماہنامہ خالد۔ ماہنامہ تشحیذ الاذہان، ماہنامہ انصار اللہ، ماہنامہ مصباح، ماہنامہ تحریکِ جدید۔
برطانیہ	ماہنامہ ریویو آف ریلیجنز، ماہنامہ التقویٰ، اخبار احمدیہ، طارق، النصرت، The Muslim Herald، البصیرت
انڈیا	ہفت روزہ اخبار بدر
جرمنی	اخبار احمدیہ
سوئٹزرلینڈ	Der Islam
ہالینڈ	Alislam
ڈنمارک۔ ناروے	الجہاد
کینیڈا	احمدیہ گزٹ

امریکہ	احمدیہ گزٹ۔The Muslim Sunrise۔عائشہ
ماریشس	خالد
بنگلہ دیش	The Ahmadi

☆ اس کے علاوہ اسلام آباد، لاہور اور کراچی (پاکستان) کی جماعتوں نے سوونیئر شائع کئے۔ انٹرنیشنل ایسوسی ایشن آف آرکیٹیکٹس اینڈ انجینیئرز نے **100 Years of Realization** کے نام سے سوونیئر شائع کیا۔ جماعت جرمنی نے بھی دو سوونیئر شائع کئے۔ ان میں سے ایک مکمل جرمن زبان میں شائع کیا گیا۔ برطانیہ کی جماعت نے بھی ایک سوونیئر شائع کیا۔ اور خدام الاحمدیہ بنگلہ دیش نے انگریزی اور بنگلہ میں ایک سوونیئر شائع کیا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان خصوصی نمبرز اور سوونیئرز کی اشاعت نے بھی جماعت کی مساعی کے تعارف اور اسلام احمدیت کے پیغام کی تشہیر میں بہت مفید اور قابل تحسین کردار ادا کیا۔

....

یادگاری ٹکٹ کا اجراء

گورنمنٹ سیرالیون نے احمدیہ مسلم جماعت سیرالیون کی ملکی وملّی خدمات کے اعتراف کے طور پر جماعت کے صد سالہ جشن تشکر کے تاریخی موقع پر ایک یادگاری ٹکٹ جاری کیا۔ جماعت کی تاریخ میں یہ پہلا موقع تھا کہ کسی ملک کے محکمہ ڈاک نے جماعت احمدیہ کی کسی تقریب کی یاد میں ٹکٹ جاری کیا ہو۔ اس ٹکٹ کے اجراء کی تقریب کا اہتمام فری ٹاؤن (سیرالیون) کے مرکزی پوسٹ آفس کے ہال میں کیا گیا۔ اس تقریب کی سب سے اہم بات یہ تھی کہ گورنمنٹ نے اس کو اپنی سرکاری تقریب قرار دے دیا تھا۔ دوران تقریب احمدیہ مسلم سیکنڈری سکول فری ٹاؤن کے طلباء نے ان ممالک کے جھنڈوں کو اپنے ہاتھوں میں تھام رکھا تھا جن میں اس وقت تک احمدیت کا نفوذ ہو چکا تھا۔ تین سو کی تعداد میں یہ طلباء بار بار ایک خوبصورت نغمہ

Ahmadiyya Came to Serve,

To Serve for ever

اپنی سریلی آواز میں پڑھ کر حاضرین کو محظوظ کرتے رہے۔ اسی طرح اس موقع پر صبح سے ہی پولیس بینڈ بھی اپنی سازوں سے عوام کے لیے کشش کا موجب بنا رہا۔

اس تقریب میں ممبران پارلیمنٹ، مختلف ممالک کے سفراء، مختلف سرکاری محکموں کے آفیسرز اور دیگر سرکردہ لوگ شامل ہوئے۔ الحاج مصطفیٰ سنوسی نائب وزیر اعظم نے بھی تقریب میں شمولیت کی۔ تقریب کی صدارت کے فرائض چیف سیکرٹری وزارت مواصلات مسٹر ماطوری نے ادا کیے۔ اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے سیکرٹری موصوف نے کہا:

> ”آج جماعت احمدیہ کے قیام پر سو سال کا عرصہ پورا ہونے پر گورنمنٹ سیرالیون کی طرف سے یادگاری ٹکٹ کا اجراء اس بات کی علامت ہے کہ گورنمنٹ جماعت احمدیہ کو قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے اور یہ ٹکٹ جماعت احمدیہ کی 52 سالہ ملکی خدمات کا صلہ ہے اور اس صورت میں آج ہم جماعت احمدیہ کی خوشی میں شامل ہو رہے ہیں۔ جماعت احمدیہ جب اپنی دوسری جوبلی منا رہی ہو گی تو اس وقت نہ معلوم کتنے ممالک جماعت کی خدمات کو قدر کی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے یادگاری ٹکٹیں جاری کریں گے۔“

☆ جماعت احمدیہ کے اس صد سالہ جشن تشکر کے موقع پر سرینام پوسٹ آفس نے جماعت کے تیار کردہ جوبلی کے Logo پر

Ahmadiyya Muslim 100 Years 23-29 March

(احمدیہ مسلم 100 سال 23 تا 29 مارچ)

کے الفاظ کے ساتھ تین مختلف مہریں تیار کیں جو سرینام جنرل پوسٹ آفس اور دوسرے بڑے شہروں کے پوسٹ آفسز میں اس ہفتہ کے دوران لفافوں پر لگائی گئیں۔

....

صدسالہ جوبلی کے سلسلہ میں ہونے والی تقریبات کی پریس اور الیکٹرانک میڈیا میں وسیع پیمانے پر تشہیر

جیسا کہ پہلے ذکر گزر چکا ہے کہ پاکستان میں حکومت نے احمدیوں کے جشن تشکّر پر قانونی پابندیاں عائد کیں اور ہر ایسے ذریعہ کو اختیار کیا گیا جس سے احمدیت کی آسمانی آواز کو دبایا جا سکے۔ لیکن بھلا آسمان سے برسنے والی خدا تعالیٰ کے فضلوں کی موسلا دھار بارش کو بھی کبھی انسانی طاقتیں روک سکتی ہیں؟ ایسا نہ کبھی پہلے ہوا اور نہ آئندہ ہو سکتا ہے۔ مخالفین کی تمام تر معاندانہ کوششوں کے باوجود احمدیت کی صدائے فقیرانہ حق آشنا شش جہات میں پھیلتی چلی گئی۔ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت اور قبولیت کے ایسے حیرت انگیز نظارے ظاہر ہوئے اور ایسے علاقوں میں بھی احمدیت کا پیغام پریس اور میڈیا کے ذریعہ پہنچا جہاں جماعت کی کسی قسم کی کوشش کا کوئی بھی دخل نہیں تھا۔

اس کی تفصیلات کو چھوڑتے ہوئے جو اپنی ذات میں بہت طویل اور حد درجہ ایمان افروز ہیں، ذیل میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے فرمودہ ایک خطبہ جمعہ سے اور جلسہ سالانہ یُوکے 1989ء کے موقع پر فرمودہ خطاب سے چند اقتباسات پیش کیے جاتے ہیں جن سے یہ اندازہ ہو سکتا ہے کہ کس طرح محض خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جماعت احمدیہ کے اس صدسالہ جشن تشکّر کو دنیا بھر کے پریس اور میڈیا میں پذیرائی عطا ہوئی۔ اگرچہ بعض جگہوں پر مخالفین نے جماعت کے خلاف سراسر جھوٹ اور افتراء پر مبنی مضامین بھی شائع کیے اور منفی پراپیگنڈہ بھی کیا لیکن اکثر مقامات پر بہت ہی مثبت انداز میں کوریج ہوئی اور بڑے اعزاز کے ساتھ جماعت احمدیہ کی سو سالہ خدمات اور اس کی کامیابیوں کا تذکرہ ہوا۔ جہاں تک معاندین کے منفی پراپیگنڈہ کا تعلق ہے تو وہ بھی جماعت کے حق میں مفید ہی ثابت ہوا اور بہت سے لوگوں میں حقیقت کو جاننے کا اشتیاق پیدا کرنے کا موجب ہوا اور کئی مقامات پر تو خود غیر مسلموں نے معاندین احمدیت کے جھوٹے پراپیگنڈہ کا منہ توڑ جواب دیا اور احمدیت کی امن پسندی اور خدمت اسلام اور خدمت انسانیت کے کاموں کو سراہا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے جشن تشکر کی تقریبات کے اہتمام کے قریباً

ایک ماہ بعد 21 اپریل 1989ء کو مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ میں فرمایا:

"اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ صد سالہ جشن تشکر کی جو رپورٹیں دنیا کے مختلف ممالک سے موصول ہو رہی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ جماعت کی بہترین توقعات سے بہت بڑھ کر اللہ تعالیٰ نے جماعتی تقریبات کو اپنے فضل سے نوازا اور برکتیں عطا فرمائیں۔ اگرچہ یہ رپورٹیں ابھی دنیا کے تقریباً ایک بٹا دس (1/10) ممالک سے ملی ہیں یعنی ایک اندازہ ہے، کم و بیش دسواں حصہ رپورٹوں کا موصول ہوا ہے اور باقی رپورٹیں کچھ بن گئی ہوں گی، کچھ رستے میں ہوں گی۔ لیکن تمام رپورٹوں میں بلا استثناء اس حیرت کا اظہار کیا گیا ہے کہ ہمارے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان تقریبات کو اتنی مقبولیت عطا ہو گی اور اس کثرت کے ساتھ جماعت احمدیہ کا پیغام تمام ملک ملک کے کونے کونے میں پہنچ جائے گا۔

ایک تعجب کی بات یہ ہے کہ جن جن ممالک میں ریڈیو موجود تھے یعنی ریڈیو کا نظام موجود تھا وہاں ہماری کوششوں کے بغیر ایک دم ریڈیو والوں نے رابطے پیدا کئے اور جہاں جماعتیں سمجھتی تھیں کہ ہماری آواز اس ملک کے اس حصہ میں نہیں پہنچ سکتی کیونکہ اس سے پہلے ان کا رویہ نہ صرف غیر دوستانہ تھا بلکہ بعض جگہ معاندانہ بھی تھا۔ تو ان کی رپورٹوں سے پتہ چلتا ہے کہ ہم حیران رہ گئے کہ وہ ریڈیو جو پہلے معاندانہ پراپیگنڈے میں خاص طور پر آگے اور نمایاں تھے انہوں نے اچانک اپنا رویہ تبدیل کیا اور خود ہم تک پہنچ کر وہ پیغام لیا جو صد سالہ جوبلی کا میں نے اپنی آواز میں بھروایا تھا اور جماعت احمدیہ کے متعلق دوسری معلومات لے کر انہیں کثرت کے ساتھ نشر کرنا شروع کیا۔ اور جہاں ٹیلی ویژن تھی وہاں خلاف توقع ٹیلی ویژن والوں نے کثرت کے ساتھ جماعت کے پروگرام نشر کئے اور پھر ایک ملک کے حصے سے دوسرے ملک کے حصے کے ٹیلی ویژنوں نے ان کو پکڑا اور پھر اس کو آگے پہنچایا اور تمام ملک کے کونے کونے میں خدا تعالیٰ کے فضل سے جہاں جہاں ٹیلی ویژنز موجود تھے وہاں ٹیلی ویژنز کے ذریعے جماعت کا پیغام پہنچا۔

ہندوستان کے متعلق خود قادیان کے پہلے اندازے یہ تھے کہ اتنا بڑا ملک ہے اور تقسیم کے بعد کیونکہ تناسب کے لحاظ سے جماعت کی تعداد بہت تھوڑی رہ گئی ہے اس لیے ہمارا اس

ملک سے کوئی اثر ورسوخ نہیں ہے اور ہم دہلی سے درخواست تو کر رہے ہیں اور اسی طرح جالندھر والوں سے درخواست کر رہے ہیں لیکن ہمیں یہ توقع نہیں کہ ہم سے بھر پور تعاون ہوگا اس لیے ایک آدھ خبر میں بھی اگر ذکر آ جائے تو ہم ممنون ہوں گے۔ یہ تمہید باندھ کر انہوں نے یہ درخواست کی کہ ہمیں اجازت دی جائے کہ ہم لکھوکھہا روپیہ خرچ کر کے بعض ٹیلی ویژنز اور بعض ریڈیو اسٹیشنز کو اس بات پر آمادہ کریں کہ اشتہار کے طور پر ہمارا ذکر کر دیں۔ مَیں نے ان سے کہا کہ ایک پیسہ بھی اشتہار پر خرچ نہیں کرنا۔ یا تو جماعت کا رسوخ ہو اور اس رسوخ کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ بعض ممالک کے متعلقہ شعبے تعاون کریں یا پھر دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ایسے سامان پیدا کر دے۔ اشتہار بازی کے پراپیگنڈے کا مَیں قائل نہیں ہوں۔ چنانچہ ایک پیسے کی بھی مَیں نے ان کو اشتہار بازی کی اجازت نہیں دی۔ لیکن جو واقعہ گزرا ہے وہ حیرت انگیز ہے۔

ہندوستان کے کونے کونے سے یہی خبریں مل رہی ہیں کہ ٹیلی ویژن والے خود پہنچے اور اتنی تشہیر کی اور بار بار حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پوری تصویر دکھائی گئی اور ایسے اچھے انداز میں ذکر ہوا ہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہماری جماعت جب یہ نظارے دیکھتی تھی تو زار زار خوشی سے روتی تھی کہ کہاں ہم اور کہاں ہماری کوششیں اور کہاں یہ اللہ تعالیٰ کے فضل۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر کو ٹیلی ویژن پر دیکھتے تھے تو دل بلیوں اچھلتے تھے اور بے اختیار ہو جاتے تھے۔ بچے، بڑے، مرد، عورتیں سارے خوشی سے زور زور سے روتے تھے۔ کہتے ہیں ایسا نظارہ ہم نے دیکھا ہے کہ ساری زندگی میں وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ اتنی عظیم روحانی مسرتیں ہمیں نصیب ہوں گی۔ اور پھر ایک جگہ یہ واقعہ ہوا اس ٹیلیویژن نے دوسرے ٹیلی ویژن کو یہ اپنی فلمیں بھجوائیں۔ انہوں نے ان کو دکھایا۔ پھر انہوں نے سنٹر میں بھجوائیں انڈیا کے دہلی میں اور دہلی سنٹرل ٹیلی ویژن یا نیشنل ٹیلی ویژن نے پھر ان نظاروں کو دکھایا اور سارے ملک میں اس کا چرچا ہوا اور یہاں تک کہ بمبئی میں جہاں کی جماعت کی تعداد بہت ہی مختصر، بہت ہی چھوٹی ہے اور بہت بڑا شہر ہے۔ ایک عظیم الشان شہر ہے۔ بمبئی کے بعض حصے تو یورپ کے سب سے زیادہ ترقی یافتہ شہروں کا مقابلہ کرتے ہیں اور بعض حصے اتنے

پسماندہ ہیں کہ یُوں معلوم ہوتا ہے کہ انسانیت وہاں جانوروں سے نچلی سطح پر بس رہی ہے اور بیشمار انسان ہے جو کہ سڑکوں پر پھیلا پڑا ہے۔ وہیں رہتا ہے، وہیں سوتا ہے، وہیں جاگتا ہے، وہیں اپنی ضروریات پوری کرتا ہے۔ اس پہلو سے بھی وہاں کوئی حیثیت نہیں جماعت کی جہاں دس دس پندرہ پندرہ لاکھ کے جمگھٹ ہیں سڑکوں پر بسنے والے وہاں جماعت کا نام ہی نہیں پہنچ سکتا، کوئی سُن ہی نہیں سکتا۔ ان علاقوں میں جماعت کو رسائی نہیں ہے۔ اور جہاں اتنی دنیاوی عظمتیں ہوں اور شانیں ہوں وہاں بھی جماعت کو کوئی حیثیت نہیں دی جاتی۔ لیکن مجھے جو رپورٹ کل ملی ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ مسلسل تین دن تک ٹیلی ویژن پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر اور پھر میرا پیغام اور تصویر کے ساتھ، پھر بار بار جماعت کے تذکرے، جماعت کے جو غیر معمولی کام ہیں بنی نوع انسان کی خدمت کے سلسلے میں، جماعت کے مقاصد کیا ہیں اور جماعت کے عقائد کا باقیوں سے فرق کیا ہے؟ کون سے اصول ہیں جن پر جماعت ہمیشہ سے قائم ہے؟ کیا کیا عظیم قربانیاں دیتی رہی ہے اور دیتی چلی جارہی ہے؟ یہ تمام باتیں بار بار دہرائی گئیں۔ تو یہ رپورٹیں ہمیں بتا رہی ہیں کہ یہ خدا کے فضل کے ساتھ آسمان کی تحریک ہے۔ انسانوں کا اس میں کوئی دخل نہیں۔

افریقہ کے بعض ایسے ممالک جہاں سوائے ہماری دشمنی کے اور کوئی پراپیگنڈا کرنے کی اجازت نہیں تھی، جہاں ہمارے مبلغ کو قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کرنی پڑتی تھیں۔ ادنیٰ سی بات کے اوپر ان کو جیلوں میں گھسیٹا جاتا تھا اور بہت ہی تکلیفیں دی جاتی تھیں، ایسے بھی بعض ممالک ہیں افریقہ میں اور اچانک وہاں کایا پلٹ گئی، فضا تبدیل ہوگئی۔ اور ٹیلی ویژن تو وہاں نہیں ہے غالباً، لیکن ریڈیو اور اخبارات نے بہت نمایاں طور پر جماعت کی خبریں نشر کرنا شروع کر دیں۔

یہ مَیں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ یہ ساری دنیا میں جو تحریک چلی ہے یہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے نتیجے میں ہے۔ جماعت کی کوششوں کا اگر کوئی دخل ہے تو صرف اتنا کہ جماعت درمندانہ دعائیں کرتی رہی۔ سب سے پہلے تو مَیں آپ کو اس بات کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ تدابیر کو اختیار کرنا ہمارا فرض ہے، تدابیر کو حدِّ امکان تک آگے بڑھانا اور کوشش کو اس کے

منتہا تک پہنچا دینا یہ ہمارا فرض ہے۔ لیکن تدبیروں میں سب سے اعلیٰ تدبیر دعا ہے اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہم پر یہ نقطہ کھولا اور بار بار کھولا کہ دعا کو تدبیر سے الگ نہ کرو۔ دعا تدبیر کا حصہ ہے اور تدبیروں میں سے سب سے اعلیٰ درجہ کی تدبیر دعا ہے۔ کیونکہ تدبیر کے نتیجے میں، عام تدبیر کے نتیجے میں تقدیریں نہیں بدلا کرتیں لیکن دعا ایک ایسی تدبیر ہے کہ جو تقدیروں کو تبدیل کر دیا کرتی ہے۔ پس اس سے زیادہ اعلیٰ پایہ کی تدبیر ممکن نہیں ہے جس کا براہ راست تقدیر الٰہی سے گہرا تعلق ہے۔ اسی لیے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیشہ جماعت کو یہی نصیحت کی کہ تمام تدابیر میں دعا کی تدبیر کو سب سے زیادہ اہمیت دو اور اسلام کی عظیم الشان ترقی کا اور اسلام کے عظیم الشان غلبہ کا یہی تجزیہ پیش فرمایا کہ یہ فانی فی اللہ حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کی دعائیں ہی تھیں جنہوں نے اسلام کے عظیم الشان غلبہ کا معجزہ دکھایا۔

پس آج ہم اپنی آنکھوں کے سامنے جو یہ غیر معمولی خدا کے فضلوں اور رحمتوں کے نظارے دیکھ رہے ہیں اور یہ دیکھ رہے ہیں کہ گویا آسمان کی تقدیر ہم پر رحمتیں برسانے کے لیے جھک گئی ہے، جس طرح کوئی رحمت کی گھٹا آتی ہے اور جب وہ پانی سے بوجھل ہو جاتی ہے تو زمین کی طرف جھک جاتی ہے۔ بعض دفعہ یوں لگتا ہے کہ آسمان سے بادل اتر آئے ہیں اور ہمارے گھروں میں داخل ہو گئے ہیں۔ پس یہ وہ دَور ہے جس میں ہم نے خدا کی رحمت کو اس طرح گھٹاؤں کی طرح اور بوجھل گھٹاؤں کی طرح اپنے اوپر اترتے دیکھا ہے اور ہر ملک میں جماعت احمدیہ یہی مشاہدہ کر رہی ہے اور یہی جو نظارے ہیں یہ خالصۃً دعاؤں کے نتیجے میں ظاہر ہوا کرتے ہیں اور دعاؤں کی مقبولیت کا نشان ہوا کرتے ہیں۔''

آپ نے فرمایا:

''کینیڈا میں جو مرکزی تقریب ہوئی جشن تشکر کے سلسلے میں وہاں ایک تو پرائم منسٹر کا پیغام بھی سنایا گیا۔ دوسرے بڑے بڑے لوگ حاضر ہوئے اور بڑی فراخدلی کے ساتھ جماعت کی عظمتوں کا اقرار کیا۔ لیکن جو سب سے زیادہ جذبات میں ہیجان پیدا کرنے والی بات تھی وہ یہ تھی کہ ایک وزیر نے مڑ کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر کو دیکھا اور آپ کی طرف

اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ وہ شخص ہے جس نے آج سے ایک سو سال پہلے یہ اعلان کیا تھا کہ خدا نے مجھے بتایا ہے کہ مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ آج مَیں گواہی دیتا ہوں کہ یہ شخص سچا تھا اور واقعۃً اس کے منہ سے نکلی ہوئی ہر بات پوری ہوگئی۔ اور ایک شخص نے کہا، غالباً وہ وزیر تھا یا کوئی اور نمائندہ، اس نے کہا کہ تم آج کی ایک صدی کے آخر پر تو دیکھ رہے ہو کہ کیا ہو رہا ہے دنیا میں۔ مگر تم اندازہ ہی نہیں کر سکتے کہ اگلی صدی کے آخر پر خدا تعالیٰ کے کتنے فضل تمہارا انتظار کر رہے ہوں گے۔ ایسے واقعات ایک ملک میں نہیں ہوئے، ملک ملک میں، دیس دیس میں، خدا کے فضل اسی طرح نازل ہوئے ہیں اور غیروں نے اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی تحریک کے تابع، اس کے فرشتوں کی تحریک کے تابع جماعت احمدیہ کی عظمت اور اسلام کی عظمت اور سربلندی کا اقرار کیا ہے۔

پس یہ ساری خبریں جب اکٹھی ہوں گی تو ایک وقت میں تو بتائی بھی نہیں جا سکتیں اور ایک وقت میں ہمارے دل برداشت نہیں کر سکتے۔ پتہ نہیں کتنے سال تک اس کے تذکرے اور چلنے ہیں۔ لیکن ابھی تو یہ آغاز ہے اور مَیں آپ کو اس طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے جشن کے چند دن نہیں تھے۔ ایک پورا سال ہم نے ان جشنوں کو منانے کا مقرر کیا ہے۔ ایک جشن نہیں ہے بے شمار جشن ہیں۔ گزشتہ سو سال کا ہر سال ایک جشن کا پیغام لے کر آیا تھا۔ کون سا ایسا سال ہے جس میں آپ نے اللہ کے فضلوں کے نظارے نہیں کئے۔ کون سا ایسا سال ہے جو شکر کے لئے اپنی طرف متوجہ نہیں کر رہا۔ پھر ہر سال کے مہینے تھے۔ ہر مہینے میں خدا کے فضل نازل ہوتے دیکھے گئے۔ پھر ہر مہینے کے ہفتے تھے۔ اور ہر ہفتے کے دن اور پھر راتیں۔ کوئی ایک لمحہ بھی ان دنوں، ان راتوں، ان ہفتوں، مہینوں اور ان سالوں کا ایسا نہیں جس میں خدا تعالیٰ نے جماعت کے اوپر اپنے احسانات اور فضلوں کی بارشیں نہ برسائی ہوں۔ تو ایک جشن تو نہیں ہے۔ یہ تو اَنگنت جشن ہیں جو ہم نے منانے ہیں۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 21/اپریل 1989ء۔ خطباتِ طاہر جلد 8 صفحہ 245 تا 254)

پھر جماعت احمدیہ برطانیہ کے جلسہ سالانہ 1989ء کے موقع پر دوسرے روز بعد دوپہر کے خطاب میں حضور رحمہ اللہ نے فرمایا:

”جشن تشکر کے سلسلہ میں مَیں آپ کو یہ بات بتاتا ہوں کہ دنیا بھر میں جماعتوں نے بار بار مجھ پر یہ زور ڈالا اور اصرار کیا کہ بظاہر ہمارا کوئی رسوخ اتنا نہیں کہ یہاں کے ٹیلی ویژن، یہاں کے ریڈیو سٹیشن، یہاں کے اخبارات جشن تشکّر میں ہماری خبروں کو شائع کریں اور نمایاں طور پر اپنے ملکوں میں پیش کریں۔ اس لیے آپ ہماری بات مان جائیں اور ہمیں کچھ روپیہ اشتہاروں پر خرچ کرنے دیں اور کچھ روپیہ ان ایجنسیوں کو دینے دیں جو ان کاموں میں ماہر سمجھی جاتی ہیں۔ چنانچہ انگلستان والوں نے بھی اور باہر کی بعض دوسری بڑی بڑی جماعتوں نے، مغرب کی جماعتوں نے خصوصیت سے بہت اصرار کیا اور ہندوستان نے بھی بہت اصرار کیا کہ بعد میں یہ نہ کہنا کہ خبریں شائع نہیں ہوئیں۔ آپ کچھ دل کھولیں، کچھ پیسہ دیں، ہم اشتہار پر لگائیں۔ کچھ ان کمپنیوں کو دیں، یہ ماہر کمپنیاں ہیں۔ مَیں نے ان سے کہا کہ مَیں جھوٹے پراپیگنڈے کا قائل نہیں ہوں۔ جماعت احمدیہ کا پراپیگنڈا اگر جماعت احمدیہ میں لوگوں کی دلچسپی کے نتیجہ میں ہو تو اس میں برکت ہوگی اور مجھے یہ تسلی ہوگی کہ خدا کی تقدیر نے یہ کام دکھائے ہیں۔ اگر یہ جو پروفیشنل کمپنیاں ہیں ان کی معرفت آپ یہ کام کر کے دکھائیں گے تو مجھے تو ذرہ بھی اطمینان نہیں ہوگا اور دنیا کو بھی پتہ ہوتا ہے دراصل کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ دراصل دنیا ان باتوں میں دھوکے میں نہیں آیا کرتی۔ اس لیے آپ اس معاملے کو خدا پر چھوڑ دیں اور لوگوں سے ملیں، درخواستیں کریں۔ وہ قبول کریں یا نہ کریں لیکن جتنا پراپیگنڈا دنیا میں ہونا چاہیے یہ طبعی ہونا چاہیے اور مصنوعی طور پر یہ پراپیگنڈا نہیں ہونا چاہیے...... یاد رکھیں پراپیگنڈا کی اُس وقت قیمت ہے جب یہ سچا ہو ورنہ یہ جھوٹ ہے اور مذہبی جماعتوں کو جھوٹا پراپیگنڈا تباہ تو کر سکتا ہے ان کو تقویت نہیں دے سکتا۔“

”...... تو اس لیے مَیں نے انکار کیا اور خدا کے فضل سے جن ممالک سے کوئی بھی توقع نہیں تھی وہاں حیرت انگیز طور پر خدا کی قدرت نمائی کے نشان ظاہر ہوئے اور اتنا پراپیگنڈا ہوا ہے کہ ہمارے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتا تھا۔ پورے پاکستان میں ہمارے لیے جشن حرام قرار دے دیا گیا تھا اور اخبارات میں اور ریڈیو اور ٹیلی ویژن میں احمدیت کے خلاف منفی باتیں تو آ رہی تھیں لیکن احمدیت کے جشن تشکّر کے سلسلے میں ایک لفظ بھی تحسین کا نہیں آ رہا تھا۔ اُدھر قادیان میں جو جشن تشکّر منایا جا رہا تھا وہاں ہندوستان کا مرکزی ٹیلی ویژن کا نظام پہنچا ہوا تھا،

ریڈیو کا نظام پہنچا ہوا تھا۔ وہاں کے ممبرز پارلیمنٹ وہاں تشریف لائے ہوئے تھے۔ جلوس میں قادیان کے غیر احمدیوں، سکھوں، ہندوؤں نے شرکت کی اور سارے بازار جلوس سے بھر گئے اور بعض ہندوؤں نے اپنی مٹھائی کی دُکانیں احمدیوں کے لیے کھول دیں اور ان تمام واقعات کو فلمایا گیا اور پاکستان کی طرف رُخ کر کے پاکستان کو منہ دکھایا گیا اور وہ احمدی جو وہاں جشن تشکر منانے سے محروم تھے وہ مَوجیں لُوٹ رہے تھے لاہور میں اور ارد گرد کے علاقے میں بیٹھے ہوئے ہندوستان کی یہ فلمیں دیکھ کر۔ صرف یہی نہیں بلکہ سارے ہندوستان میں یہ فلمیں دکھائی گئیں اور مختلف ہندوستان کے حصوں میں صوبائی طور پر ٹیلی ویژن نے جو فلمیں دیں ان کو پھر مرکزی ٹیلی ویژن سٹیشن کے Hook up کے ساتھ وابستہ کیا اور نیشنل Hook up میں پھر وہ فلمیں دوبارہ دکھائی گئیں۔ تو اتنا حیرت انگیز پراپیگنڈا ہوا ہے اور اخبارات میں اس کثرت کے ساتھ خبریں شائع ہوئی ہیں کہ صرف ہندوستان میں ہی محفوظ تخمینہ یہ ہے کہ چالیس کروڑ سے زائد آدمیوں تک احمدیت کا پیغام پہنچ چکا ہے۔ آپ اگر کروڑوں روپیہ بھی خرچ کرتے اشتہار بازی پہ تو کبھی یہ کام نہیں کر سکتے تھے۔"

آپ نے فرمایا کہ:

"عرب دنیا کا وہ حصہ جو جماعت احمدیہ کی مخالفت میں نمایاں کردار ادا کر رہا ہے۔ غیر ملکوں سے رائٹرز کے ذریعہ جو خبریں وہاں پہنچیں تو خود بخود ان کے ریڈیو اور ان کے ذرائع ابلاغ میں نشر ہونی شروع ہو گئیں اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل کے ساتھ وہاں بھی احمدیت کا پیغام پہنچانے کا انتظام فرما دیا۔"

الغرض کیا ایشیا اور کیا یورپ، کیا افریقہ اور کیا امریکہ اور جزائر کے ممالک ساری دنیا میں اس سال میں جماعت احمدیہ کی صد سالہ تقریبات کا چرچا رہا۔ بعض ایسے ممالک جہاں گنتی کے چند افراد تھے وہاں بھی نصرت وقبولیت الٰہی کی ایسی ہوا چلی کہ وہاں کے اخبارات میں بھی وسیع پیمانے پر احمدیہ جشن تشکر اور جماعت احمدیہ کے تعارف پر مشتمل خبریں کثرت سے شائع ہوئیں۔

ملک وار دنیا بھر کے اخبارات ورسائل اور ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے ذریعے صد سالہ جشن تشکر کی

تقریبات کی کوریج کی تفصیلات کو چھوڑتے ہوئے مختصر طور پر یہ کہنا کافی ہوگا کہ صرف چھ ماہ کے عرصہ میں ہونے والی کوریج کے مطابق ایک محتاط تخمینے کی رُو سے دنیا کی تقریباً ایک چوتھائی آبادی تک اس عرصہ میں احمدیت کا پیغام اور جشنِ تشکّر کی تقریبات کی خبریں پہنچیں۔ وَذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ۔

صد سالہ جوبلی سال مکمل ہونے پر 23 مارچ 1990ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ میں اس سال میں نازل ہونے والے اللہ تعالیٰ کے بے انتہا فضلوں اور اس کی رحمت کے بیشمار نشانوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"کل بائیس تاریخ کو ہمارے جشن تشکّر کے سال کا آخری دن تھا اور آج اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جماعت احمدیہ کی دوسری صدی کے دوسرے سال کا پہلا دن جو جمعۃ المبارک سے شروع ہو رہا ہے اور ابھی چند دن تک رمضان المبارک بھی آنے والا ہے۔ گزشتہ رمضان مبارک میں جماعت احمدیہ نے غیر معمولی طور پر اظہار تشکّر کی کامیابی کی دعائیں مانگی تھیں۔ اس رمضان مبارک کو اظہار تشکّر کا، شکریہ ادا کرنے کا رمضان المبارک بنا دینا چاہئے کیونکہ اس کثرت کے ساتھ خدا تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوئیں اور اس کثرت سے جماعت کی ادنیٰ کوششوں کو فضل کے پھل لگے کہ اس کا بیان انسان کے لئے ممکن نہیں۔ ہر سطح پر جماعت کے بڑوں اور چھوٹوں نے خدا تعالیٰ کی رحمتوں اور غیبی تائیدات کے نمونے دیکھے اور ہر جگہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جماعت کے ایمان کو نئی تقویت اور نئی زندگی ملی۔ یہ تفاصیل .... ساری دنیا کے ایک سو بیس ممالک پر پھیلی پڑی ہیں اور ان کا اگر بہت ہی معمولی خلاصہ بھی نکال کر پیش کرنے کی کوشش کی جائے تو جیسا کہ آپ نے گزشتہ جلسے میں دیکھا تھا کئی گھنٹوں میں بھی اُس خلاصے کا حق بھی ادا نہیں ہو سکا۔"

سال تشکّر کا غیر معمولی پھل

حضور رحمہ اللہ نے جشن تشکّر کے سال میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہونے والی خوشخبریوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

''آخر پر یہ بہت بڑی خوشخبری آپ کو دینا چاہتا ہوں۔ یہ بھی سب خوشخبریاں ہیں اور بڑی خوشخبری ان معنوں میں ہے کہ مَیں سمجھتا ہوں کہ ہر خوشخبری کے پیٹ سے بہت ہی عظیم الشان اور خوشخبریاں ملنے والی ہیں۔ یعنی ایسی خوشخبریاں ہیں جن کے بطن سے خوشخبریاں پیدا ہوتی ہیں۔ لیکن یہ جو خوشخبری ہے یہ ایک ایسا پھل ہے جو اس سالِ تشکّر کا غیر معمولی پھل ہے۔ مَیں نے کئی دفعہ جماعت کو اس دُعا کی طرف توجہ دلائی تھی کہ میری بڑی دیر سے دلی تمنّا ہے کہ سالِ تشکّر میں ہم ایک لاکھ بیعتوں کا ٹارگٹ پورا کرلیں اور اُس کے لئے سارے ممالک کو یاددہانی بھی کروائی گئی اور ساری جماعت نے دعائیں کیں..... ابھی اس میں ساری رپورٹیں شامل نہیں کیونکہ بہت سے ایسے ممالک ہیں جو غیر معمولی محنت کر رہے تھے لیکن ان کی رپورٹ نہیں پہنچی۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک لاکھ ساٹھ ہزار سے زائد بیعتیں ہو چکی ہیں اور یہ سال ایک عظیم...... سنگِ میل کی حیثیت رکھنے والا سال بن گیا ہے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 23 رمارچ 1990ء۔ خطبات طاہر جلد 9 صفحہ 157)

....

Friday The 10th

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے یورپ کے مختلف ممالک کے دورہ کے دوران 27؍تا 29؍دسمبر 1984ء کو فرانس کا پہلا دورہ فرمایا۔ اگرچہ اس سے قبل 1982ء میں یہاں باقاعدہ طور پر جماعت کا قیام عمل میں آچکا تھا لیکن جماعت کا اپنا کوئی مشن ہاؤس یا مسجد نہ تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے اس دورہ کے دوران SARCELLES کے مقام پر ایک ہوٹل LES FLANDES میں قیام فرمایا۔ اس وقت افراد جماعت احمدیہ فرانس کی کُل تعداد ساٹھ کے قریب تھی۔ جماعت نے اس موقع پر پریس کے نمائندگان کو دعوت دی تا کہ اس ذریعہ سے حضرت خلیفۃ المسیح کے اپنے الفاظ میں میڈیا کے توسّط سے اہلِ فرانس تک اسلام احمدیت کا پیغام پہنچ سکے۔ لیکن ایسا ہوا کہ پریس کا کوئی بھی نمائندہ وہاں نہیں آیا۔ حضور رحمہ اللہ کے قیام کے دوران اس ہوٹل میں نمازوں کی ادائیگی، افرادِ جماعت سے ملاقاتوں اور مجالس عرفان کا سلسلہ جاری رہا۔ اس عرصہ میں 28؍دسمبر 1984ء کا جمعہ حضور نے پیرس میں ہی پڑھایا اور 29؍دسمبر کو Lille, Valencien تشریف لے گئے اور وہاں جماعت کے تمام افراد کو شرفِ ملاقات بخشا اور پھر وہاں سے لندن تشریف لے گئے۔

28؍دسمبر 1984ء کے خطبہ جمعہ میں حضور رحمہ اللہ نے اپنے ایک تازہ کشف کا ذکر فرمایا جو غیر معمولی طور پر حیرت انگیز پیغام اپنے اندر رکھتا تھا۔ حضور رحمہ اللہ نے فرمایا کہ چند دن پہلے۔۔۔کی بات ہے کہ بعض اطلاعات کے نتیجہ میں شدید بے چینی اور بے قراری تھی اور

"ظہر کے بعد مَیں سستانے کے لئے لیٹا ہوں تو میرے منہ سے جمعہ جمعہ کے الفاظ نکلے اور ساتھ ہی ایک گھڑی کے ڈائل کے اوپر جہاں دس کا ہندسہ ہے وہاں نہایت ہی روشن حروف میں دس چمکنے لگا۔ اور خواب نہیں تھی بلکہ جاگتے ہوئے ایک کشفی نظارہ تھا۔ اور وہ جو دس دکھائی دے رہا تھا باوجود اس کے کہ وہ دس کے ہندسے پر دس تھا جو گھڑی کے دس ہوتے ہیں۔ لیکن میرے ذہن میں وہ

دس تاریخ آرہی تھی کہ Friday the 10th۔ یہ انگریزی میں مَیں یہ کہہ رہا تھا۔ Friday the 10th۔ اور ویسے وہ گھڑی تھی اور گھڑی کے اوپر دس کا ہندسہ تھا۔ تو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ وہ کون سا جمعہ ہے جس میں خدا تعالیٰ نے یہ روشن نشان عطا فرمانا ہے۔ مگر ایک دفعہ یہ واقعہ نہیں ہوا، ہر دفعہ یہ ہوا کہ جب بھی شدّت کی پریشانی ہوئی ہے جماعت کے متعلق، اللہ تعالیٰ نے مسلسل خوشخبریاں عطا فرمائیں۔"

اس ضمن میں حضورؒ نے فرمایا کہ

"اس سے چند دن پہلے رؤیا میں اللہ تعالیٰ نے بار بار خوشخبریاں دکھائیں اور چار خوشخبریاں اکٹھی دکھائیں۔ جب میں اٹھا تو اس وقت زبان پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ شعر تھا۔

غموں کا ایک دن اور چار شادی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ"

حضور رحمہ اللہ نے اس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"یعنی چار خوشخبریاں دکھانے کی حکمت یہ ہے کہ ایک غم پہنچے گا تو خدا تعالیٰ چار خوشخبریاں دکھائے گا اور دشمنوں کو بہر حال ذلیل کرے گا کیونکہ اس وقت جماعت کی حالت سب سے زیادہ دنیا کی نظر میں گری ہوئی ہے۔ کلّیۃً بیچارگی کا عالم ہے اور کامل بے اختیاری ہے۔ یہ وقت ہے خدا کی طرف سے خوشخبریاں دکھانے کا اور یہ وقت ہے ان خوشخبریوں پر یقین کرنے کا۔ آج جو اپنے خدا کے دیئے ہوئے وعدوں پر یقین رکھتا ہے، آج جس کے ایمان میں کوئی تزلزل نہیں ہے، وہی ہے جو خدا کے نزدیک معزز ہے۔ وہی ہے جس کو دنیا میں غالب کیا جائے گا اور اسے خدا کبھی نہیں چھوڑے گا۔ کیونکہ جو تنزّل کے وقت اپنے خدا کی باتوں پر ایمان اور یقین رکھتا ہے، اس کے ایمان میں کوئی تزلزل نہیں آتا۔ اللہ تعالیٰ کی تقدیر اس کے لئے ایسے کام دکھاتی ہے کہ دنیا ان کا تصور بھی نہیں کرسکتی۔

...اگر آج آپ نے خدا پر اپنے ایمان کو کمزور کردیا، اگر آج خدا کے وعدوں پر آپ کو شک پیدا ہونے شروع ہو گئے تو کل اگر تقدیر بگڑی تو آپ اس تقدیر کو بگاڑنے والے ہوں گے۔ اس لئے اپنے یقین کی حفاظت کریں اور جہاں تک آپ کا بس چلتا ہے تدبیر کا بھی ہر طریق اختیار کریں۔

...اس لئے جتنا دشمن جماعت احمدیہ کی مرکزیت پر حملہ کرنے کے لئے کوشش کر رہا ہے یا حملے کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے اسی حد تک اس کا جماعت کی طرف سے برعکس ردّعمل پیدا ہونا چاہئے۔ چنانچہ میں نے جماعت کو بار ہا یہ توجہ دلائی ہے کہ جب یہ آپ کی زندگی پر حملہ کر رہے ہیں، یہ آپ کو نیست و نابود کرنے کے خواب دیکھ رہے ہیں اور یہی منصوبے بنا رہے ہیں تو اس کا ردّعمل یہ ہونا چاہئے کہ اس قوت کے ساتھ آپ ابھریں اور بڑھیں اور پھیلیں کہ دشمن کلّیۃً خائب و خاسر اور نامراد ہو جائے۔ حسرتوں کے سوا اُس کے ہاتھ کچھ نہ آئے۔ ایک جگہ جماعت کو دباتے ہیں تو دس جگہ آپ پھیل جائیں۔ ایک احمدی کو شہید کرتے ہیں تو ہزاروں لوگوں کو احمدی بنائیں۔ ایک ملک میں جماعت احمدیہ کی مسجدوں کو ویران کیا جاتا ہے تو ہزاروں، ملکوں میں، جماعت احمدیہ مسجدیں بنائے۔ یہ جواب ہے ایک زندہ قوم کا۔ یہ جواب ہے ایک صاحب ایمان قوم کا۔ اس لئے مَیں بار بار جماعت کو تبلیغ کی طرف متوجہ کر رہا ہوں اور خدا کے فضل سے بعض ممالک میں بہت ہی اچھے نتائج پیدا ہو رہے ہیں۔"

آپؒ نے احباب جماعت فرانس کو تبلیغ کی طرف خصوصی توجہ دلاتے ہوئے جہاں اس امر پر خوشی کا اظہار فرمایا کہ بعض احمدی اللہ کے فضل سے حرکت میں آ گئے ہیں۔ وہاں آپؒ نے فرمایا کہ:

"لیکن بحیثیت جماعت، زندہ فعّال جماعت کے طور پر منصوبہ بنا کر اہلِ فرانس کو اسلام میں داخل کرنے کے وہ آثار ابھی ظاہر نہیں ہوئے جن کی مَیں آپ سے توقع رکھتا ہوں۔"

اسی طرح آپؒ نے فرمایا:

"ہر احمدی اپنے اوپر فرض کر لے کہ مَیں نے ضرور یہاں احمدیت کا پودا لگانا ہے اور صرف پاکستانیوں میں کام نہ کریں۔ ان کا بھی حق ہے، ان میں بھی بے شک کام کریں۔ لیکن کوشش یہ کریں کہ اہلِ فرانس سے آپ کے تعلّقات ہوں اور فرانسیسیوں تک آپ پیغام پہنچائیں۔"

(ماخوذ از خطبہ جمعہ فرمودہ 28؍دسمبر 1984ء۔ خطباتِ طاہر جلد 3 صفحہ 777 تا 781)

....

سورۃ الجمعہ کی تفسیر اور Friday the 10th کی تشریح

10 رمئی 1985ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے گلاسگو (سکاٹ لینڈ) میں جماعت کے نئے مشن ہاؤس کا افتتاح فرمایا۔ خطبہ جمعہ میں حضورؒ نے سورۃ الجمعہ کی آیات 10 تا 12 کی تلاوت کی اور پھر ان کی نہایت پُر معارف تفسیر بیان فرمائی۔ اس خطبہ میں حضور رحمہ اللہ کے سالِ گزشتہ کے اس کشف کا بھی ذکر ہوا جو آپ نے فرانس میں دیکھا تھا اور جس کا ذکر آپ نے 28 ردسمبر 1984ء کے خطبہ میں فرمایا تھا۔ Friday the 10th کے حوالہ سے حضورؒ نے اس کی مختلف توجیہات و تشریحات کا بھی اس خطبہ میں ذکر فرمایا۔ ذیل میں اس خطبہ کے بعض حصّے درج کئے جاتے ہیں۔

حضور رحمہ اللہ نے فرمایا:

”یوں تو ہر جمعہ بہت مبارک ہوتا ہے اور مومن کی زندگی کے لئے ایک خاص برکتوں کا دن ہے۔ جمعہ کے ساتھ بہت سے فضل وابستہ ہیں ۔ بہت سی برکات جمعہ کے ساتھ وابستہ ہیں۔ اور آنحضرت ﷺ کے ارشادات کے مطابق جمعہ کے دن، جمعہ کے بعد اور سورج غروب ہونے سے پہلے بعض ایسی گھڑیاں بھی آتی ہیں کہ جن کو نصیب ہو جائیں ان کے مقدر جاگ اٹھتے ہیں۔ ایسی گھڑیاں بھی آتی ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے غیر معمولی طور پر دعائیں مقبول ہوتی ہیں۔ حدیث میں جو یہ خوشخبری دی گئی ہے اس کی بنیاد بھی سورۃ جمعہ میں موجود ہے: فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ۔ یہاں اللہ کے جس فضل کا ذکر ہے اسی کی تشریح آنحضرت ﷺ نے فرمائی ہے۔ اگرچہ بظاہر عام دنیا کے کاروبار اور دنیا کی منفعتیں مراد لی جاتی ہیں اور عام لوگ یہی سمجھتے ہیں کہ فضل سے مراد تجارتوں کے منافع ہیں۔ لیکن ہرگز ایسا نہیں۔ وہ بھی اس آیت کا ایک منطوق ہے مگر بہت معمولی۔ اس آیت کا اصل منطوق وہی ہے جس کا ذکر آنحضرت ﷺ کی تفسیر میں ملتا ہے کہ جمعہ کے بعد اللہ تعالیٰ کے خاص فضلوں کا نزول ہوتا ہے۔ دراصل جو فضل مراد ہیں وہی فضل اور اس کے ساتھ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ جوڑا گیا ہے کہ پھر کثرت کے ساتھ اللہ کی تسبیح کرو، اس کا ذکر کرو، تا کہ تم غیر معمولی طور پر فلاح پاؤ۔

بہر حال جمعہ کا دن کسی پہلو سے بھی دیکھیں بہت ہی بابرکت دن ہے اور مومن کی زندگی میں

ہر ہفتہ ایک نئی تازگی کا پیغام لے کر آتا ہے۔

جماعت احمدیہ سکاٹ لینڈ کے لئے یہ جمعہ خصوصیت کے ساتھ بہت مبارک ہے کیونکہ آج ہم جس عمارت کا افتتاح کر رہے ہیں جو ہم نے خالصتاً لِلّٰہ، اللہ کی رضا جوئی کی خاطر بہت مدت کے انتظار کے بعد حاصل کی ہے۔ جماعت احمدیہ سکاٹ لینڈ میں بڑی دیر سے یہ کمی محسوس ہوتی رہی کہ کوئی ایسا مرکز نہیں جہاں بیٹھ کر اپنی اجتماعی زندگی کو ترتیب دے سکیں اور اس علاقہ کو ایسی مرکزیت عطا ہو جائے جہاں جماعت اکٹھی ہو اور پھر مل کر خدا کی رضا کی خاطر، اس کے دین کی ترقی کے لئے منصوبے بنائیں اور اس مرکز کے گرد ہماری اجتماعی زندگی گھومنے لگے۔"

حضورؒ نے فرمایا:

"... جمعہ اور خوشخبریوں کی باتیں ہو رہی تھیں اس ضمن میں مجھے یاد آیا کہ یہ جمعہ اتفاق سے ایسا ہے کہ آج دس تاریخ کو ہو رہا ہے۔ یعنی آج مئی کی دس تاریخ ہے اور جمعہ بھی ہے اور جب میں یورپ کے سفر پر تھا تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک کشفی نظارہ دکھایا تھا کہ سامنے ایک گھڑی ہے جس پر صرف دس کا عدد بہت نمایاں اور روشن ہے اور وہ جمعہ کا دن ہے اور جس روز یہ نظارہ دیکھا وہ بھی جمعہ کا دن تھا یا ایک دن پہلے کی بات ہے۔ مگر بہر حال میری زبان پر یہ جاری ہوتا ہے FRIDAY THE 10TH۔ اس پر مجھے تعجب بھی ہوتا ہے کہ The 10th سے مراد بظاہر تو تاریخ لگتی ہے اور گھڑی پر تاریخ تو نہیں لکھی گئی وہ تو گیارہ سے پہلے دس کا جو مقام ہوتا ہے عین اسی مقام پر دس کا عدد روشن ہے جو تاریخ کے طور پر نہیں بلکہ وقت کے طور پر ہے۔ لیکن میں کہہ کیا رہا ہوں۔ اس پر چونکہ اختیار نہیں تھا یعنی باوجود اس کے کہ ذہن اس حد تک کام کر رہا تھا، اس وقت یہ پتہ تھا کہ یہ گھڑی کا ہندسہ ہے، تاریخ نہیں ہے۔ لیکن منہ پر جو الفاظ جاری تھے ان پر کوئی اختیار نہیں تھا۔ اور میں یہ کہہ رہا تھا کہ FRIDAY THE 10TH۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں یہ بات ڈالی کہ جماعت کے لئے بہت بڑی خوشخبری عطا کی جا رہی ہے۔ بہر حال میں نے اس کا ذکر خطبہ میں کیا تو متفرق رنگ میں اس کی تعبیریں کی جانے لگیں۔ اوّل تو خود مجھے تعجب تھا کہ اگر تاریخ مراد ہو تو پھر گھڑی پر دس کے عدد کے طور پر کیوں بنائی گئی ہے۔ لیکن دل میں یہ تسلّی

تھی کہ اللہ تعالیٰ جب بھی اس کی تعبیر ظاہر فرمائے گا اس وقت بات سمجھ میں آجائے گی۔لیکن اس وقت سے لے کر اب تک جماعت کی طرف سے مختلف رنگ میں مسلسل اس کی تعبیریں ہو رہی ہیں اور بعض لوگ تو اپنی تعبیر پر ایسی بناء کرتے ہیں کہ شرطیں تک لگا دیتے ہیں اور پھر مجھے بھی لکھ دیتے ہیں۔۔۔۔ بہر حال اس کی مختلف تعبیریں جو مجھ تک پہنچی ہیں ان میں سے چند قابل ذکر مَیں آپ کو بتاتا ہوں۔

جب دورہ سے واپس آرہے تھے تو جلنگھم میں قیام کے دوران ایک گھر میں ایک صاحب نے اپنی ایک رؤیا بتائی جس میں خدا تعالیٰ نے چاند کی دسویں کی خوشخبری دی ہوئی تھی تو اس نے کہا کہ جب مجھے کسی عزیز نے فون پر یہ اطلاع دی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ کشفی نظارہ دکھایا ہے تو مجھے اپنی رؤیا یاد آگئی اور مَیں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سے چاند کی دسویں تاریخ مراد ہے۔ نہ کہ انگریزی مہینوں کی دسویں۔ میں نے ان سے کہا کہ ٹھیک ہے آپ بے شک یہ مراد لیں کیونکہ خدا نے آپ کو ایک رؤیا دکھائی ہے۔ ہوسکتا ہے کہ اس کا تعلق اس سے ہو۔لیکن جب تک خدا تعالیٰ یہ تعبیر ظاہر نہ فرمادے اس وقت تک ہم یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتے۔ **ایک بات بہر حال یقینی ہے کہ خدا تعالیٰ جب جماعت کے لئے خوشخبری دکھائے گا تو اتنی نمایاں اور روشن ہوگی کہ دیکھنے والے کو نظر آئے گا۔ اس وقت تعبیروں کا وقت نہیں رہے گا بلکہ صاف دکھائی دے گا کہ ہاں یہ بات پوری ہوگئی۔**

پھر بعض لوگوں نے مجھے خط لکھا کہ ہم نے حساب کیا ہے کہ یہ تاریخ مئی کی دسویں بنتی ہے یعنی آج۔ تو میں نے کہا کہ اللہ آپ کی زبان مبارک کرے۔ اگر یہی دسویں ہو تو میرے لئے اس سے بہتر اور کیا ہوسکتا ہے کہ خدا تعالیٰ یہ کشف جلدی پورا فرمادے۔لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے تو سال نہیں بتایا صرف تاریخ ہی بتائی ہے۔ تو خدا تعالیٰ کرے اور ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ اسی مئی کی دسویں کو وہ خوشخبری کا دن بنادے۔لیکن جہاں تک نظارے کا تعلق ہے مَیں نے جو دیکھا بعینہٖ وہی آپ کو کھول کر بتا دیا ہے۔ اس سے کیا مطلب ہے؟ اس کی تعبیر کیا ہوسکتی ہے؟ یہ سوچنے والی باتیں ہیں۔لیکن تعبیر پر بناء رکھتے ہوئے کوئی قطعی فیصلہ نہیں کیا جاسکتا۔

اسی تعبیر کے تعلق میں کسی نے تو یہ لکھا کہ سال کا نہ ہونا ایک انذار کا پہلو بھی رکھتا ہے۔ دیکھئے جتنے

دماغ ہیں وہ مختلف رنگ میں کام کرتے ہیں۔ پھر انہوں نے کہا کہ مجھے تو یہ ڈر ہے کہ آپ کی واپسی پر کئی سال لگیں گے ورنہ خدا تعالیٰ جس طرح بعض اوقات بتا دیتا ہے کہ چند سالوں میں یہ واقعہ ہوگا یا فلاں سال ہوگا اس کی بجائے دن بتا دیا ہے اور سال کا اخفاء رکھ لیا ہے تو یہ طریق ہے یہ بتانے کا کہ ابھی کچھ وقت لگے گا تا کہ صدمہ نہ پہنچے۔ اس لئے بڑی نرمی سے آپ کو بتایا گیا ہے جس طرح کہ ایک پیار کرنے والی ماں بچے کو کوئی خبر دیتی ہے اس طرح آپ کو یہ خبر دی گئی ہے لیکن اخفا کے ساتھ۔ اب ایک دماغ اس طرف بھی چلا گیا۔

جو سب سے زیادہ دلچسپ اور عرفان کا پہلو رکھنے والی تعبیر مجھے ملی ہے۔ وہ لاہور کے ایک دوست کی ہے جو بڑے ذہین اور فہیم انسان ہیں اور ایسے معاملات پر غور کرتے رہتے ہیں۔ انہوں نے مجھے یہ لکھا کہ میں نے بہت غور کیا ہے اور میری توجہ اس طرف گئی ہے کہ یہاں نہ ظاہری تاریخ کا ذکر ہے اور نہ ظاہری جمعہ کا ذکر بلکہ سورۂ جمعہ کا ذکر ہے اور سورۂ جمعہ کی دسویں آیت بتائی گئی ہے۔

FRIDAY انگریزی میں جمعہ کا نام ہے اور The 10th, Verse (آیت) کو بھی کہہ سکتے ہیں۔ اور چونکہ سورۂ جمعہ بارہ آیات پر مشتمل ہے اس لئے یہ گھڑی کے ساتھ عین مطابقت کھاتی ہے کیونکہ اس کے بھی بارہ اعداد ہوتے ہیں۔ اور اگر دسویں آیت دکھانی مقصود ہو تو توجہ مبذول کروانے کے لئے گھڑی کا دسواں حصہ روشن دکھایا جائے گا۔ تو انہوں نے کہا یہ باقاعدہ ٹیلی (telly) کر رہا ہے ورنہ گھڑی کی صورت میں تاریخ دکھانے کی کوئی سمجھ نہیں آتی، اگر تاریخ مراد ہو، تو ایک تعبیر یہ بھی کی گئی۔

مَیں نے جب غور کیا تو اس میں مجھے کافی گہرائی نظر آتی ہے اگرچہ آپ کی طرح میری خواہش بھی یہی ہے کہ کسی معین تاریخ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے غیر معمولی نشان ظاہر ہو اور پھر اس کے نتیجے میں خدا تعالیٰ ان لوگوں کے لئے بھی جو کم فہم ہیں اور ظاہری چیزوں کو دیکھنا چاہتے ہیں ہدایت کو قبول کرنے کا رستہ پیدا کر دے۔ یہ خواہش تو میری بھی ہے اور تعبیر کا یہ پہلو بھی قابل غور ضرور ہے کیونکہ بعض دفعہ خدا تعالیٰ ایک خوشخبری کو ایک سے زیادہ رنگ میں بھی پورا کر دیتا ہے۔ بہر حال جب میں نے غور کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ سورۂ جمعہ کے ساتھ تو جماعت احمدیہ کا بہت گہرا تعلق ہے۔ اتنا گہرا تعلق ہے کہ کسی

اور سورت سے جماعت احمدیہ کا براہ راست اتنا گہرا تعلق نہیں ہے کیونکہ اس میں آنحضرت ﷺ کی بعثت ثانیہ کا ذکر ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ پوری ہوئی۔ وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ کا ذکر ہے، ان آخرین کا جو صحابہ سے نہیں ملے تھے لیکن ایک دن انہوں نے مل جانا تھا۔ اس مضمون کا ذکر ہے جسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یوں بیان فرماتے ہیں:۔

صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا

اس مصرع کی بنیاد بھی اسی سورۃ جمعہ پر ہے۔ چنانچہ جب میں نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ سورۃ جمعہ تو جماعت احمدیہ کے ساتھ بہت گہرا تعلق رکھتی ہے۔ نہ صرف ایک عام تعلق بلکہ کئی رنگ میں تعلق رکھتی ہے اس لیے اگر وہاں (کشف میں) Friday سے سورۃ جمعہ مراد ہو اور دس سے مراد دسویں آیت ہو تو یہ کوئی بعید کی بات نہیں ہے۔ یہ محض کوئی ذوقی نکتہ نہیں بلکہ ایک گہرا عارفانہ نکتہ ہے۔

سورۃ جمعہ کے تعلق کو آپ دیکھیں تو اس سلسلہ میں سب سے پہلے آپ کو لفظ جمعہ پر غور کرنا ہوگا۔ جمعہ دراصل اجتماع یعنی اکٹھے ہونے کو کہتے ہیں۔ اس میں جمع کا مضمون پایا جاتا ہے۔ یہ وہ سورت ہے جس میں کئی قسم کی جمعیں اکٹھی ہوگئیں اور جیسا کہ میں نے آپ کو بتایا ہے جمعہ کے ساتھ فضل بھی وابستہ ہیں۔ اور وہ فضل کیا کیا ہیں؟ اس کی ادنیٰ شکلیں بھی خدا تعالیٰ نے سورۃ جمعہ میں بیان فرمادی ہیں اور اعلیٰ شکلیں بھی۔ اور یہ سورۃ ان سارے فضلوں کو بھی جمع کرنے والی ہے۔ اس میں جمع کی کئی شکلیں موجود ہیں۔ مثلاً وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔

وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ کا ایک عام معنیٰ یہ ہے کہ جب تجارت چھوڑ کر خدا کے ذکر کے لئے اکٹھے ہو تو ذکر کے بعد دوبارہ تجارتیں شروع کر دو تو تمہیں ان میں فائدہ پہنچے گا۔ اللہ فضل عطا فرمائے گا۔ اور ایک اَور فضل کا بھی اس میں ذکر ہے۔ یہ انتہائی فضل ہے جسے فضلِ نبوت کہا جاتا ہے۔ چنانچہ بعثت ثانیہ کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔ یہ جو آنحضرت ﷺ کی بعثت ثانیہ کا ذکر ہے۔ فرمایا یہ اللہ کا فضل ہوگا اور

وہ فضل جسے چاہے گا عطا فرمائے گا اور خدا تعالیٰ عظیم فضلوں والا ہے۔ تو فضل کے دو کنارے بیان فرما دیئے۔ ایک عام فضل جو دنیا کی تجارتوں کے ذریعے دنیا کے رزق کی صورت میں انسان کو ملتا ہے۔ ایک وہ فضل جس کی انتہا نبوت ہے اور ان سارے فضلوں کو سورۃ جمعہ نے اپنی ذات میں اکٹھا کر لیا۔ دونوں کا ذکر فرما دیا۔

پھر سورۃ جمعہ کے ذریعے تمام دنیا کا اجتماع جو حضرت محمد مصطفی ﷺ کے جھنڈے تلے ہونا ہے، ...اس کی خوشخبری بھی دے دی گئی۔ کیونکہ مفسرین کی بھاری اکثریت یہ تسلیم کرتی ہے کہ خدا تعالیٰ نے جو یہ وعدہ دیا تھا کہ وہ تمام دنیا کے ادیان پر محمد رسول اللہ ﷺ کے دین کو غالب کر دے گا، یہ وعدہ مسیح اور مہدی کے زمانے میں پورا ہونا ہے اور اس سورت میں جب آنحضرت ﷺ کی بعثت ثانیہ کا ذکر آیا تو وہ مہدی کی شکل میں ہی آیا ہے۔

پس یہ سورۃ عجیب طور پر جمع کے مضمون کو جمع کر رہی ہے۔ مہدی کے ذریعے تمام عالم کو جمع کیا جائے گا اور وہ جو تحریک چلائے گا اس کا بھی اس سورت میں ذکر موجود ہے۔ اور زمانوں کو بھی جمع کر دیا جائے گا۔ تیرہ سو سال کے فاصلے بیچ میں حائل ہوں گے لیکن ایک عجیب واقعہ ہوگا کہ اگلا زمانہ پچھلے زمانے سے جمع ہو گا۔ خدا تعالیٰ کے ہر قسم کے فضل جمع ہوں گے۔ اس زمانے میں دنیاوی ترقیات بھی اتنی عظیم الشان ہوں گی کہ انہیں دیکھ کر عقل دنگ رہ جائے گی۔ رزق کی بھی ایسی فراوانی ہوگی کہ حیرت ہوگی کہ انسان کو اتنا وسیع رزق بھی مل سکتا ہے اور بعض فضل ڈھونڈنے والے اپنے فضل کے تصور کی انتہا یہی سمجھیں گے کہ بس یہ دنیا کا رزق مل گیا ہے یہی اللہ کا فضل ہے۔ اور کچھ اور لوگ ہوں گے جو رضائے باری تعالیٰ کو فضل سمجھیں گے اور اس طرف اِبتغاء کریں گے اور دنیا کے رزق کو چھوڑ دیں گے اور اب خدا کے فضل کو اس کی رضا میں ڈھونڈیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کی راہ میں کوئی روک نہیں رکھے گا۔ ان پر بھی بے انتہا فضل نازل فرماتا چلا جائے گا یہاں تک کہ ان میں سے ایسے بھی ہوں گے جو محمد مصطفی ﷺ کے غلامِ کامل کا درجہ پالیں گے اور انہیں مہدویت اور مسیحیت عطا ہوگی اور پھر خدا تعالیٰ ان کا ذکر کر کے فرماتا ہے ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ۔ اے فضل کے ڈھونڈنے والو! اے فضل کے متلاشیو! یہ ہوتا ہے فضل۔ تم کیوں ادنیٰ ادنیٰ باتوں پر راضی

ہو گئے۔ تم کیوں دنیا کی نعمتوں کو فضل قرار دے کر اس سے تسلی پا گئے ہو۔ فضل کا ایک یہ بھی مفہوم ہے، ایک یہ بھی بلندی ہے۔ اس کی طرف بھی تو دیکھو۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ ۔اس کو کہتے ہیں اللہ کا فضل۔ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ جسے چاہتا ہے وہ عطا کرتا ہے۔

پس سورۃ جمعہ کا جماعت احمدیہ کے ساتھ بہت ہی گہرا تعلق ہے اور اس میں ہر قسم کی خوشخبریاں عطا کر دی گئی ہیں۔ آپ کے ذریعے زمانے کی تقدیر بدلی جائے گی۔ آپ کے ذریعہ تمام دنیا کی قوموں کو ایک ہاتھ پر جمع کیا جائے گا اور ایک نئی قسم کی اقوام متحدہ کی بنیاد ڈالی جائے گی۔ اس اقوام متحدہ کی بنیاد ڈالی جائے گی جس کا ذکر سورۃ جمعہ میں ملتا ہے۔ آپ کے ذریعے مختلف زمانے اکٹھے کر دیئے جائیں گے۔ اور انسانوں کو ہر قسم کی نعمتیں اور رحمتیں عطا کی جائیں گی۔ کتنی عظیم الشان سورت ہے اور کتنا اس میں ذکر ملتا ہے۔ لیکن ایک شرط کے ساتھ اور وہ شرط یہ ہے۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ(سورۃ الجمعہ10) کہ جب تمہیں جمعہ کے دن بلایا جائے، جمعہ کے دن سے مراد اگر ظاہری جمعہ کا دن لیا جائے تو یہ بھی درست ہے، ہر ہفتہ آپ کو بلایا جاتا ہے۔ لیکن یہ سورت جن وسیع معانی میں جمعہ کا ذکر کر رہی ہے اگر ان معنی میں آپ اس پر غور کریں تو اس آیت کا یہ مطلب ہوگا کہ اے ایمان والو! جب خدا کی طرف سے ایک بلانے والا تمام بنی نوع انسان کو ایک ہاتھ پر اکٹھا ہونے کی آواز دے اور جب یہ آواز دے کہ آؤ اور میرے ذریعہ زمانوں کو بھی اکٹھا ہوتے دیکھو اس وقت تجارتوں کو ترجیح نہ دو۔ اس کی آواز پر دنیا کے منافع کی قدر نہ کرو۔ اس کی اس آواز پر دنیا کے مقابل پر ان سب کو تج کر کے اس کی طرف دوڑے چلے آؤ، اس کی آواز پر لبّیک کہو۔ اگر تم دنیا کو اس آواز کی خاطر چھوڑ دو گے اور دنیا کے منافع کی پرواہ نہیں کرو گے تو پھر ہم تمہیں خوشخبری دیتے ہیں کہ ہم تمہیں فضلوں سے محروم نہیں کریں گے۔ اس آواز کو قبول کرنے کے بعد تم دنیا میں پھیل جاؤ گے۔ جب تم اپنا فریضہ ادا کر دو گے، جب تم سب کچھ خدا کے حضور پیش کر دو گے پھر فرمایا فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ۔ قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ جب عبادت کے تقاضے پورے

ہو جائیں، جب تم اپنی نیتیں پوری کر دکھاؤ گے اور لبّیک کہہ دو گے۔ فَانْتَشِرُوْا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ پھر خدا تعالیٰ تمہیں تمام دنیا میں پھیلا دے گا، زمین کے کناروں تک تمہیں پہنچائے گا، وہاں دنیا کے لحاظ سے بھی فضل جوئی کرو گے اور دین کے لحاظ سے بھی فضل جوئی کرو گے۔ بظاہر تم دنیا کے کاموں کے لئے بھی نکلو گے لیکن اللہ کے ذکر کے ساتھ نکلو گے۔ اگر تم صنّاع ہو تو صنّاعی کے ساتھ ذکر الٰہی بلند کر رہے ہو گے۔ اگر تم تاجر ہو تو اپنی تجارتوں کے ساتھ ذکر الٰہی بلند کر رہے ہو گے۔ اگر تم ڈاکٹر ہو تو اپنی ڈاکٹری کے ساتھ ذکر الٰہی بلند کر رہے ہو گے۔ اگر تم سائنسدان ہو تو سائنس کے کاموں کے ساتھ ذکر الٰہی کو بلند کر رہے ہو گے۔ غرضیکہ تمام دنیا میں ذکر پھیلانے کا ایک ذریعہ یہ ہو گا۔

پس اس آیت میں کئی قسم کے وقف کا ذکر ہے۔ ایک وقفِ خاص بھی مذکور ہے کہ دنیا کے سب کام کلّیۃً چھوڑ کر جب آواز آئے تو اپنی ساری زندگی خدا کے حضور پیش کر دو۔ دوسرا وقفِ عام کا بھی ذکر ہے کہ یہ فیصلہ کر لو کہ مَیں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔ دنیا کو چھوڑ کر دین کی آواز پر لبّیک کہنے کا یہ مطلب ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جو شرائط بیعت ہیں ان میں یہ داخل ہے کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔

تو اس آیت سے مراد یہ ہے کہ جب خدا کے نام پر بلانے والا تمہیں عظیم جمعہ کے لئے بلائے تو تم یہ فیصلہ کر کے اس کے حضور حاضر ہو کہ ہم دنیا کو ترک کر دیں گے اور جب بھی دین کے ساتھ مقابلہ ہو گا تو دین کو ترجیح دیں گے۔ فرمایا جب تم یہ عہد کر کے اس کے حضور حاضر ہو جاؤ گے پھر تمہیں اس شرط کے ساتھ اجازت مل جائے گی کہ چونکہ تم سب کچھ خدا کو دے بیٹھے ہو اب تمہارا کچھ نہیں رہا۔ اس لئے اب تم جاؤ اور پھیلو اور دنیا کے کام بھی کرو لیکن اس عزم کے ساتھ کہ دنیا کے کاموں کے ساتھ ذکر الٰہی کو نہیں بھولنا بلکہ اسے غالب رکھنا ہے۔

اس مضمون کو اس طرح بیان فرمایا وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ۔ اللہ کے فضل کو ڈھونڈو۔ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا۔ وَابْتَغُوْا کے ساتھ كَثِيْرًا کا لفظ استعمال نہیں کیا۔ لیکن وَاذْكُرُوا اللّٰهَ

کے ساتھ کَثِیْرًا کا لفظ استعمال فرمایا۔ دنیا کے کام کرو مگر ذکر الٰہی غالب رہے۔ اللہ کی محبت اور پیار تمہارے دنیا کے ہر ایک کام پر چھا جائے اور اسے مغلوب کر لے۔ چونکہ اِبتغاءِ فضل دنیا کے معنوں میں بھی مراد ہے اس لئے مَیں یہ معنی لے رہا ہوں کہ دنیا کے کاموں میں خدا کا فضل ڈھونڈو لیکن کثرت کے ساتھ ذکر کرتے ہوئے، اس کثرت کے ساتھ کہ تمہاری دنیا کی جستجو پر غالب آجائے۔ اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ تمہیں عظیم الشان فتوحات عطا فرمائے گا۔ اِس وقت بھی یہی ہو رہا ہے۔

اِس وقت خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ دونوں قسم کے وقف پورے کر رہی ہے۔ ایسے بھی ہزاروں لوگ ہیں جنہوں نے سب کام چھوڑ کر اپنے آپ کو کلیۃً خدمت دین کے لئے پیش کر دیا ہے اور اپنا کچھ بھی باقی نہیں رہنے دیا۔ اگر جماعت ان کو چپڑاسی لگاتی ہے تو وہ خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے اسے بھی رحمت اور فضل کے طور پر قبول کرتے ہیں۔ اگر جماعت انہیں مبلغ لگاتی ہے تو اس پر بھی خدا کا شکر ادا کرتے ہیں، اگر ماتحت لگاتی ہے تو تب بھی شکر کرتے ہیں، اگر حاکم اور افسر بناتی ہے تب بھی شکر کرتے ہیں۔ شکر اس بات پر نہیں کرتے کہ انہیں کیا بنایا گیا ہے۔ شکر اس بات پر کرتے ہیں کہ ہر حالت میں ان کو قبول کر لیا گیا ہے اور انہیں اس فوج میں داخل کر لیا گیا جس کا سورۂ جمعہ میں ذکر ہے کہ سب کچھ چھوڑ کر خدا کے حضور حاضر ہو جاؤ۔ اور ان میں لکھو کھہا ایسے بھی ہیں جیسا کہ آپ میں سے اکثریت یہاں ایسی ہے جو اپنے دنیا کے کاموں پر نکلے ہوئے ہیں۔ اپنے وطن سے دُور سکاٹ لینڈ میں۔ کبھی آپ بچپن میں سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ اللہ کے فضلوں کی تلاش میں اتنی دور نکل جائیں گے۔ لیکن خدا نے انتظام کر دیا۔ آپ جیسے کروڑوں اور لوگ ہیں جو اپنے اپنے وطنوں کو چھوڑ کر دوسرے ملکوں میں چلے گئے ہیں۔ لیکن ان میں اور آپ میں کتنا فرق ہے۔ وہ دنیا کمانے کے لئے آئے اور دنیا کما کر واپس چلے جاتے ہیں۔ پھر آپ بظاہر دنیا کمانے کے لئے آئے ہیں مگر چونکہ آپ نے ہر جگہ ذکر الٰہی کو غالب رکھا ہوا ہے اور ہر جگہ آپ خود بھی ذکر الٰہی کرتے ہیں اور اس کو آگے پھیلاتے بھی جاتے ہیں۔ ذکر الٰہی خود بھی کرتے ہیں اور ذکر الٰہی کرنے والے بھی پیدا کرتے چلے جاتے ہیں اور وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا کے اس مفہوم کو آپ ادا کر رہے ہیں۔ پس اس قسم کے بھی واقفین ہیں اور یہی نظام ہے جس کی بنیاد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے رکھی گئی تھی اور جس

کے نتیجہ میں سب دنیا نے فتح ہونا ہے۔

پس یہ جو اشارہ ہے کہ جمعہ اور دس۔یعنی Friday کے معنی اگر سورۃ جمعہ کے لئے جائیں اور 10th سے مراد دسویں آیت مراد لی جائے تو اس میں ایک بہت بڑی خوشخبری یہ ہمیں ملتی ہے کہ وہ وقت بطور خاص آ گیا ہے جبکہ آپ نے دنیا کو کلیۃً ترک کرنے کے فیصلے کر لینے ہیں، جب اپنے عزم دہرانے ہیں، جب اس عہد بیعت کی تجدید کرنی ہے کہ ہم ہرگز کسی قیمت پر بھی اپنی دنیا کو اپنے دین کی راہ میں حائل نہیں ہونے دیں گے۔ جہاں تک ہمارے نفوس کا تعلق ہے ہم سب کچھ چھوڑ بیٹھے ہیں۔اگر ہمیں اجازت ملتی ہے تو ہم دوسرے کام بھی کریں گے مگر اس عہد کے ساتھ کہ دوسرے کاموں پر ذکر الٰہی کو ہمیشہ غالب رکھیں گے۔کثرت کے ساتھ ذکر کرتے چلے جائیں گے اور خدا کے فضل کی تلاش کرتے چلے جائیں گے۔اب ذکر کے ساتھ جب آپ خدا کے فضل کے مضمون کو ملاتے ہیں تو فضل کا مضمون عام دنیاوی معنوں کے سوا دوسرے معنی بھی اختیار کر لیتا ہے۔

وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ کا حکم عام دنیا کے انسانوں پر بھی لگتا ہے۔اس کے معنی یہ بھی ہیں کہ دنیا کی چیزیں تلاش کرو، دنیا کے رزق تلاش کرو، دنیا کے عہدے تلاش کرو، دنیا کی ترقیات تلاش کرو لیکن جب خدا کے بعض بندے ذکر الٰہی کو ساتھ شامل کر لیتے ہیں تو وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا کے ساتھ اس فضل کا مضمون وسیع ہو جاتا ہے۔اس صورت میں اس کا مطلب یہ بنتا ہے کہ اس دنیا میں ہی اپنے دین کی سعادتیں بھی ڈھونڈ لو، اسی دنیا میں اپنے بلند دینی اور روحانی مراتب بھی تلاش کرو کیونکہ تم ذکر الٰہی ساتھ ساتھ کرتے چلے جا رہے ہو۔خدا کا فضل محدود صورت میں تم پر نازل نہیں ہوگا۔تم بظاہر دنیا کمانے والوں میں سے بھی خدا کے ولی پیدا ہوں گے۔تم بظاہر دنیا کمانے والوں میں سے عظیم الشان روحانی بندے پیدا ہوں گے۔تم بظاہر دنیا کمانے والوں میں سے خدا کے ایسے ایسے پیارے پیدا ہوں گے کہ ان کو وہ ساری دنیا پر ترجیح دے گا۔ اپنے علاقے کے قطب وغوث اور ولی پیدا ہوں گے۔اگر وہ ذکر الٰہی کو کثرت سے ادا کرنے کے عہد پر پورا اترتے ہیں تو ان کا فضل لامتناہی ہو جائے گا۔جو فضل وہ تلاش کرتے ہیں وہ محدود نہیں رہے گا بلکہ اس کی حدیں پھیل جائیں گی۔دنیا پر بھی پھیل جائیں گی اور دین پر بھی پھیل جائیں گی۔اس نقطہ نگاہ سے آپ

اللہ تعالیٰ کے اس منشاء کو پورا کرنے کی سعی کریں۔ منشائے الٰہی یہ ہے کہ آج جماعت جس دور میں داخل ہوئی ہے اس میں پہلے سے بہت زیادہ بڑھ کر کثرت کے ساتھ ہمیں اپنی طاقتوں کو اور اپنے ان تمام قویٰ کو، جسمانی یا روحانی یا ذہنی قویٰ ہوں، ان ساری طاقتوں کو جو خدا نے ہمیں عطا فرمائی ہیں اللہ تعالیٰ کی خاطر وقف کر دیں۔ دنیا کمائیں اس شرط کے ساتھ کہ دین اس پر غالب رہے۔ یہ ایک خاص وقت آ گیا ہے۔ اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ بڑی کثرت کے ساتھ جماعت کو دنیا میں پھیلا دے گا اور دنیا کی ہر قوم کے اوپر، دنیا کے ہر دین پر حضرت محمد مصطفی ﷺ کی قوم اور آپؐ ہی کے دین کو غالب فرما دے گا۔

پس یہ جمعہ اس لحاظ سے بھی ہمارے لئے اہمیت رکھتا ہے کہ ہم آج اس جمعہ پر یہ عہد کریں گے۔ اس جمعہ پر یہ ارادے لے کر پھر دنیا میں پھیلیں گے۔ **اگر خدا کا منشاء اس کشفی نظارے سے یہی ہے کہ جماعت سے مزید قربانی چاہتا ہے، جماعت احمدیہ کو اپنی مزید قربانی پیش کرنے کی ہدایت فرما رہا ہے تو ہم حاضر ہیں اس کے لئے بھی۔ جو ہم سے چاہتا ہے ہم حاضر ہیں ہمارا کچھ بھی اپنا نہیں۔ ہم اسی کی خاطر زندہ رہیں گے اور اسی کی خاطر مریں گے لیکن اپنے اس عہد سے پیچھے نہیں ہٹیں گے کہ جب تک تمام دنیا پر محمد مصطفی ﷺ کی بادشاہی کو غالب نہ کر دیں اس وقت تک ہم چین سے نہیں بیٹھیں گے۔** اب ایک ملک نہیں ہے جس کو ہم نے اسلام کے لئے فتح کرنا ہے، دو چار یا پچاس یا سو ملک نہیں ہیں، ساری دنیا میں ایک بھی ملک ایسا نہیں چھوڑنا جہاں ہم نے اسلام کو غالب کر کے نہیں دکھانا۔ کوئی ملک بھی ایسا نہیں رہنے دینا جس کے ہر حصہ پر اسلام کو غالب نہیں کرنا۔ اتنے بڑے کام کو ہم نے سرانجام دینا ہے۔

... احمدی کو از سر نو زندہ احمدی بنانے کے لئے بہت محنت کی ضرورت ہے اور پھر ان سب کو تبلیغ میں جھونکنا اور پھر ان سے نئے نئے کام لینا اور پھر عظیم الشان فتوحات کی توقع رکھنا اور دعائیں کرنا کہ اللہ وہ دن ہمیں دکھا بھی دے۔ بہت بڑے کام پڑے ہوئے ہیں۔ تو آج اس افتتاح پر ان سارے امور کو مدّنظر رکھ کر آپ دعائیں کریں اور یہ فیصلہ کر کے یہاں سے اٹھیں کہ سکاٹ لینڈ کو آپ نے فتح کرنا ہے۔ یہ درست ہے آپ مٹھی بھر ہیں۔ بہت تھوڑے ہیں۔ آپ کے مقابل پر بہت وسیع علاقہ ہے لیکن یہ کام آپ ہی کے سپرد ہے۔ سکاٹ لینڈ کی فتح کے لئے سکاٹ لینڈ کے احمدی نے

اٹھنا ہے،... ہر ملک کے احمدی باشندے کا فرض ہے کہ وہ اپنے ملک کو فتح کرے۔ اور یہ کام ہے اگر آپ بلند ارادے اور ہمت کے ساتھ اس کام کو شروع کردیں اور دعاؤں سے غافل نہ ہوں تو یہ کام آسان ہو جائے گا۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 10 رمئی 1985ء بمقام گلاسگو (سکاٹ لینڈ) ۔ خطبات طاہر جلد 4 صفحہ 425 تا 445)

ایک نشان اور قوم کو انتباہ

حضور رحمہ اللہ کے خطبہ جمعہ فرمودہ 31 رمئی 1985ء میں ایک دفعہ پھر Friday the 10th کے کشف کا ذکر ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اس حوالہ سے فرمایا:

"آج صبح تہجد کے وقت فون کی گھنٹی بجی تو پتہ چلا کہ کراچی سے فوری ٹیلی فون ہے جس میں یہ بتایا گیا کہ کراچی میں محکمہ موسمیات (جس میں بین الاقوامی ماہرین موسمیات بھی شامل ہیں) کی طرف سے ایک ایسی تنبیہ کی گئی ہے جو عام طور پر پاکستان کے جغرافیائی حالات میں نہیں کی جاتی اور اس لحاظ سے یہ ایک غیر معمولی واقعہ ہے اور وہ یہ کہ پاکستان میں کراچی کے ساحل کی طرف ایک نہایت ہی خوفناک سمندری طوفان بڑی تیزی سے بڑھ رہا ہے جس کے متعلق یہ خیال کیا جاتا ہے کہ جمعہ کے دن صبح دس بجے وہ کراچی کے ساحلی علاقے کو Hit کرے گا۔ اس قسم کے سمندری طوفان مشرقی بنگال میں تو آتے رہتے ہیں اور وہ لوگ ان سے واقف بھی ہیں۔ ایسے طوفانوں میں لکھوکھہا جانیں ضائع اور اربوں کی جائیدادیں تلف ہوتی رہتی ہیں لیکن کراچی کے ساحلی علاقوں کے لئے یہ ایک بالکل اجنبی اور انوکھا واقعہ تھا اس لئے تمام نیوی کو Alert (الرٹ) کر دیا گیا۔ شہری دفاع کے تمام ادارے اور رضا کار اس طرف متوجہ ہوئے۔ رات کے پچھلے حصہ اور صبح کے پہلے حصہ میں ساحلی علاقوں سے آبادی کا انخلاء ہوا۔ خصوصاً ڈیفنس ہاؤسنگ سوسائٹی سے جو بہت دور دور تک پھیلی پڑی ہے اس کے کئی Phases ہیں، اس میں لاکھوں آدمیوں کا انخلاء کروایا گیا۔ ڈیفنس کی نصف سے زائد آبادی اپنے مکان خالی کر گئی اور اتنی افراتفری میں یہ واقعہ ہوا کہ کسی کو اپنا سامان لے جانے کی بھی ہوش نہ تھی۔... یہ وہ کیفیت تھی جس میں آبادی کا انخلاء عمل میں آیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور پیشتر اس کے کہ یہ طوفان کراچی میں دور دور تک پھیلے ہوئے ساحلی علاقوں میں

تباہی مچاتا اللہ تعالیٰ نے اس کا رخ پھیر دیا اور یہ بلا ٹل گئی۔

جہاں تک جماعت احمدیہ کا تعلق ہے اس واقعہ کو ایک غیر معمولی اہمیت بھی حاصل ہوگئی۔ کراچی کی جماعت خاص طور پر اس لئے بھی پریشان تھی کہ اگرچہ آج یہاں جمعہ کا دن رمضان کی گیارہویں تاریخ ہے لیکن پاکستان میں جمعہ کا دن آج رمضان کی دسویں تاریخ ہے۔ اور اس سے پہلے ایک خطبہ میں جو میں نے گلاسگو میں دیا تھا اس میں بھی میں نے جماعت کو مطلع کیا تھا کہ بعض ایسی رؤیا معلوم ہوتی ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے Friday The 10th کا جو کشفی نظارہ دکھایا تھا اس کا تعلق بعید نہیں کہ چاند کی راتوں سے ہو۔ چنانچہ اس خطبہ کے بعد اس عرصہ میں پاکستان سے ایک دوست ڈاکٹر طارق صاحب نے ایک اور عجیب اور بڑی دلچسپ رؤیا لکھ کر بھجوائی۔ اس کا بھی اس سے تعلق معلوم ہوتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ایک رات میں بہت ہی پریشان ہوا اور خدا کے حضور بہت رؤیا اور دعائیں کیں کہ ابتلاء کے یہ دن کب کٹیں گے اور کیا ہونا ہے؟ کچھ تو پتہ لگے۔ کہتے ہیں میں نے اس رات رؤیا میں جو نقشہ دیکھا ہے اس کی مجھے کچھ سمجھ نہیں آئی کہ یہ ہے کیا؟ لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ آپ کو رؤیا کی تعبیریں بتا دیتا ہے اور آپ کا تعلق ہے جماعت کے معاملات سے اس لئے میں آپ کو لکھ رہا ہوں۔ چنانچہ وہ رؤیا یہ تھی کہ ایک کاغذ پر ایک طرف ایک چوکھٹا بنا ہوا ہے اس کے اوپر کی طرف دس کا ہندسہ لکھا ہوا ہے اور نیچے قمر لکھا ہوا ہے اور بائیں طرف ایک لمبا چوکھٹا ہے اور اس کے اندر تاریخیں لکھی ہوئی ہیں یا ہندسے لکھے ہوئے ہیں اور اکتیس پر جا کر وہ شمار ختم ہو جاتا ہے اور اکتیس کا ہندسہ نمایاں چمک رہا ہے۔ انہوں نے اس کی کوئی تعبیر نہیں لکھی اور نہ ان کا ذہن اس طرف گیا مگر چونکہ Friday The 10th والے کشف سے مجھے اس کا تعلق معلوم تھا۔ اس لئے واضح طور پر مجھے یہ سمجھ آئی کہ 31 رمئی کو چاند کی دسویں تاریخ ہے اور دن جمعہ کا ہے اور اس جمعہ کے روز کوئی ایسا واقعہ رونما ہونے والا ہے جس کا تعلق اس کشف سے بھی ہے اور اس رؤیا سے بھی ہے۔ چنانچہ اس خیال سے میں نے پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کو پہلے ہی متوجہ کر دیا تھا وہ نظر رکھیں کہ 10 ررمضان کو کیا غیر معمولی واقعہ پیش آتا ہے۔ ہمارے عزیز سیفی (صاحبزادہ مرزا سفیر احمد صاحب داماد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع) خود ساری رات بیٹھے رہے اور ریڈیو چلا کر خبریں سنتے رہے لیکن عجیب واقعہ ہوا کہ جو فون ان کے نام

آنا تھا وہ غلطی سے میرے نام آ گیا اور یہ اطلاع پہلے مجھے ملی بجائے اس کے کہ ان کو ملتی۔

اس واقعہ میں کئی اسباق پنہاں ہیں۔ ایک یہ کہ یہ تو بہرحال پختہ بات ہے کہ یہ ایک ایسا غیر معمولی واقعہ ہے جو اس علاقہ میں دسیوں سالوں میں بھی کبھی رونما نہیں ہوا اور پھر جمعہ کے دن اور رمضان المبارک کی دس تاریخ کو رونما ہوا ہے۔ ان حقائق کو دنیا مٹا نہیں سکتی، کوئی ان کو غلط نہیں کر سکتا۔ لیکن ایک خطرہ پیدا ہوا اور ٹل گیا۔ خواہ وہ کتنا ہی غیر معمولی خطرہ تھا لیکن بہرحال ٹل گیا۔ اس کا کیا نتیجہ نکلتا ہے یا اس کا کیا نتیجہ ہمیں نکالنا چاہئے۔ یہ دیکھنے والی بات ہے۔ میرے ذہن میں اس کے کئی نتائج آتے ہیں جن کے بارہ میں مَیں احباب جماعت کو مطلع کرنا چاہتا ہوں۔

پہلی بات تو یہ کہ اگرچہ یہ رؤیا اس واقعہ پر چسپاں ہوتی نظر آ رہی ہے اور یہ ایک غیر معمولی بات ہے لیکن یہ ضروری نہیں ہوا کرتا کہ ایک ہی دفعہ ایک بات پوری ہو۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے بعض ایسے کشوف اور الہامات ہوتے ہیں جو بار بار تکرار کے ساتھ پورے ہوتے ہیں۔ قرآن کریم کی بعض آیات سے بھی پتہ چلتا ہے کہ بعض نشان پیچھے پڑ جانے والے ہوتے ہیں اور وہ بار بار پورے ہوتے ہیں۔ پس ایک تو یہ امکان بھی ہے۔ اس کے علاوہ بھی اگر خدا تعالیٰ چاہے تو زیادہ وضاحت کے ساتھ اس نشان کو پورا فرما سکتا ہے۔

دوسرے جب ہم اس واقعہ پر غور کرتے ہیں تو کئی سبق ملتے ہیں۔ پہلا یہ کہ خدا تعالیٰ جب کسی قوم کو پکڑنے کا فیصلہ کرتا ہے تو اس کی پکڑ کے رستے بہت ہیں۔ بسا اوقات وہ ایسے رستہ سے بھی پکڑتا ہے جس کی قوم توقع ہی نہیں کر سکتی، وہم و گمان بھی نہیں کیا جا سکتا کہ اس طرف سے بھی کوئی واقعہ رونما ہوگا۔

1974ء کے فسادات کے بعد قوم مختلف ابتلاؤں میں بار بار پکڑی گئی۔ مثلاً بلوچستان کی خشک پہاڑیوں پر غیر متوقع بارش کے نتیجہ میں سندھ میں ایک ایسا سیلاب آیا تھا جس کا آدمی وہم و گمان بھی نہیں کر سکتا کہ بلوچستان کے خشک پہاڑ سیلاب کا موجب بن جائیں گے۔ لیکن بلوچستان کے پہاڑوں کے سیلاب کی وجہ سے سندھ کا بہت سا علاقہ تباہ ہوا۔ چنانچہ اخباروں میں اس بات کی نمایاں سرخیاں لگیں۔ پس اللہ تعالیٰ کی جب پکڑ آتی ہے تو معلوم بھی نہیں ہوتا کیونکہ اس کی پکڑ کے مختلف رستے ہیں۔ وہ قادر و توانا

خدا ہے۔ وہ اپنی قدرت کے نشان دکھاتا ہے اور زمین کی ہر چیز کو جب چاہے وہ امر فرما سکتا ہے۔ تب وہ جگہ جو امن کا ذریعہ سمجھی جاتی ہے خطرہ کا موجب بن جاتی ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ جب کسی کو پکڑنے کا فیصلہ کرلے تو پھر کوئی آدمی امن میں نہیں رہ سکتا اور یہ مضمون بھی قرآن کریم کی مختلف آیات میں بڑی وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔ خدا کی تقدیر سے تم کس طرح امن میں رہ سکتے ہو۔ وہ تو پابند نہیں ہے۔ وہ جس طرح چاہے تمہیں پکڑنے کا فیصلہ کرلے تو پھر تمہارے لئے بچنے کی کوئی صورت باقی نہیں رہتی۔

اس نہایت مہیب خطرہ کے ایک دم ظاہر ہونے اور پھر اس کے ٹل جانے میں ایک خوشخبری بھی ہے اور وہ یہ کہ خدا تعالیٰ عذاب دینے میں خوش نہیں ہے۔ وہ تنبیہ فرماتا ہے اور خطرات سے متنبہ کرتا ہے اور قوم کو استغفار کا موقع دیتا ہے۔ اگر قوم استغفار کرے اور توبہ کرے اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرے تو اللہ تعالیٰ اس بات میں راضی نہیں ہے کہ لوگوں کو ہلاک کرے۔ اور وہ پکڑ میں ڈھیلا ہے اور نرمی کرتا ہے۔ یہاں تک نرمی کرتا ہے کہ بسا اوقات انبیاء بظاہر جھوٹے ہوتے دکھائی دے رہے ہوتے ہیں اور دنیا کو ان کی تضحیک اور تمسخر کا موقع مل جاتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ پھر بھی اپنی پکڑ میں نرمی اور غیر معمولی مغفرت کا سلوک فرماتا ہے۔ پس اگر یہ وہی نشان ہے جس کا خدا تعالیٰ نے وعدہ فرمایا تھا تو اس میں جماعت کے لئے بھی اور قوم کے لئے بھی ایک بہت ہی خوشخبری کا پہلو ہے کہ قوم کے لئے ابھی نجات کی راہ باقی ہے۔ مہیب خطرات کا ایک نمونہ دکھا دیا گیا ہے لیکن اگر قوم نے استغفار سے کام لیا اور توبہ کی تو ہرگز بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس قوم کو بچائے اور یہی ہم بھی چاہتے ہیں اور اسی کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔

اور اس سے سبق کا تیسرا پہلو یہ نکلتا ہے کہ تنبیہ موجود ہے اور نمونہ دکھا دیا گیا ہے کہ اگر تم باز نہیں آؤ گے تو پھر خدا تعالیٰ تم سے کیا سلوک فرمائے گا۔ اب معاملہ وہاں تک جا پہنچا ہے کہ جہاں قومی عذابوں کے ذریعہ اور بار بار سزاؤں کے ذریعہ پکڑے جاؤ گے۔ اگر تم توبہ اور استغفار سے کام نہیں لو گے اور تکبر میں اسی طرح مبتلا رہو گے اور خدا تعالیٰ کے پاک بندوں سے تمسخر اور استہزاء کرنے سے باز نہیں آؤ گے تو پھر یہ ایک معمولی سا نمونہ ہے جو تمہیں دکھا دیا گیا ہے۔ پھر آئندہ تمہارے لئے اسی قسم کا خدا کا سلوک ظاہر ہونے والا ہے۔ لیکن جب وہ ایک دفعہ ظاہر ہو جاتا ہے تو پھر اس کے بعد

کوئی روک نہیں، کوئی ہاتھ نہیں ہے جو اسے چلنے سے روک رکھے۔ خدا کی چکّی ہے جب چل پڑتی ہے تو پھر کوئی اسے روک نہیں سکتا۔ اس لئے یہ سارے نشانات یا ایسے اسباق ہیں جو اس واقعہ پر غور کرنے سے ہمیں ملتے ہیں۔"

(ماخوذ از خطبہ جمعہ فرمودہ 31رمئی 1985ء۔ خطبات طاہر جلد 4 صفحہ 490 تا 494)

Friday the 10th کے دو نشان

پھر 21رجون 1985ء کے خطبہ جمعہ میں حضور رحمہ اللہ نے (فرائیڈے دی ٹینتھ) Friday the 10th کے دو نشانوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"گزشتہ سال کے آخر پر سفر یورپ کے دوران اللہ تعالیٰ نے جو کشفی نظارہ دکھایا تھا جس میں جمعہ کے روز ایک ڈائل کی شکل میں "10" کا ہندسہ چمکتا ہوا اور نبض کی طرح دھڑکتا ہوا دکھایا گیا تھا اور اُس پر میں یہ کہہ رہا تھا کہ Friday the 10th ۔ باوجود اس علم کے کہ یہ "10" وقت کا ہندسہ ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے تصرف کے تابع زبان سے یہی فقرہ جاری ہوا Friday the 10th۔

اس کی جماعت کی طرف سے تشہیر بھی کی گئی اور اندازے بھی لگائے گئے۔ کئی قسم کے خطوط آئے اور 10رمئی جو جمعہ کا روز تھا اس پر جماعت نگاہیں لگائے بیٹھی رہی لیکن اس روز کچھ نہیں ہوا اور اطلاعات کے مطابق بعض علماء نے یہ کہا کہ اب ہم 17رمئی کو اس کچھ نہ ہونے کا جشن منائیں گے۔ لیکن اس کے بعد بھی ایک جمعہ آنے والا تھا جو رمضان المبارک کا، پاکستان کے لحاظ سے دسویں رمضان المبارک کا جمعہ بنتا تھا۔ اور جیسا کہ بعض دوسرے احباب کو بھی اللہ تعالیٰ نے چاند کی 10 کی خبر دی تھی اور مجھے اطلاعیں دے چکے تھے اس لئے ہمیں اس کا انتظار تھا دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ اس تاریخ کو اپنی کیا تجلّی دکھاتا ہے؟

چنانچہ دس کی صبح کو جو خبریں آنی شروع ہوئیں تہجد کے وقت سے اس کے متعلق میں پہلے جماعت کو اطلاع دے چکا ہوں اور گزشتہ کسی خطبہ میں مَیں نے یہ بتایا تھا کہ میں سمجھتا ہوں کہ خدا کا نشان ایک رنگ میں اس روز پورا ہو گیا۔ لیکن بعد کی جو آنے والی اطلاعیں ہیں ان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک رنگ والی بات نہیں، اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ بڑی شان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی یہ بیان فرمودہ خبر پوری ہوئی۔

اور اس کے اَور بھی بہت سے پہلو سامنے آئے ہیں۔ چنانچہ جو اطلاعیں ہمیں ملی تھیں وہ تو احباب جماعت کراچی کی طرف سے اس وقت کی اطلاعیں تھیں۔لیکن بعد کے اخبارات کے جو تراشے موصول ہوئے ہیں۔ نہ صرف یہ کہ ان سے اس خبر کی غیر معمولی اہمیت واضح ہوتی ہے اور اس واقعہ کا غیر معمولی پن بھی واضح ہوتا ہے بلکہ ایسے لوگ جو احمدیت کے شدید معاند ہیں ان کے منہ سے اللہ تعالیٰ نے یہ اقرار کروایا کہ یہ کوئی معمولی واقعہ نہیں، یہ کوئی حادثاتی بات نہیں بلکہ خدا کی طرف سے یہ ایک بڑی بھاری تنبیہ ہے۔

اور اس کے علاوہ پاکستان کی شمالی سرحد پر بھی ایک واقعہ رونما ہوا جس کو غیر معمولی اہمیت دی گئی اور اسے بھی ایک آنے والے خطرے کے نشان کے طور پر پیش کیا گیا اور یہ واقعہ بھی دس جمعۃ المبارک رمضان شریف ہی کو ہوا۔

چنانچہ جو اخبار کے تراشے آئے ہیں ان میں اس موضوع پر بڑے بڑے مضامین چھپے ہیں، شہ سرخیاں جمائی گئی ہیں اور بتایا گیا ہے کہ یہ کوئی بہت ہی غیر معمولی اور نہایت ہی خوفناک واقعہ تھا۔

''جنگ لنڈن'' نے تو یہ خبر اس سرخی کے تابع شائع کی کہ کراچی میں طوفان کے خطرے نے افراتفری مچادی۔ساحلی علاقوں کے لوگوں کی بڑی تعداد گھروں سے نکل بھاگی۔''ڈان''(Dawn) نے شہ سرخی جمائی ''Cyclone Threat'' اور اس پر ایک لمبی خبر شائع کی جو ایک صفحہ پر نہیں بلکہ دوسرے صفحہ پر بھی جاری رہی اور اسی طرح ایک مضمون شائع کیا جس کے اوپر یہ عنوان لگا تھا Panic Grips Karachi اور ان دونوں مضامین کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ لکھوکھہا آدمی متاثر ہوئے تھے اور اپنا سب کچھ گھروں پر اسی طرح چھوڑ کر بھاگ گئے تھے اور تمام ذرائع کو بروئے عمل لا کر حکومت کو بڑی محنت کے ساتھ ان علاقوں کی نگرانی کروانی پڑی۔تمام نیوی کی کشتیاں، پولیس کی کشتیاں جو نیول پولیس کی کشتیاں ہیں وہ سارے علاقے میں پھیل گئیں اور پولیس بھی گشت کرنے لگی۔لیکن اتنی Panic تھی کہ چور بھی وہاں باقی نہیں رہے۔ وہ بھی بھاگ گئے۔ ورنہ عموماً تھوڑی Panic کے وقت تو چوروں کی موجیں ہو جایا کرتی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کوئی بات نہیں دیکھی جائے گی۔ بالکل اسی طرح گھر چھوڑ کر لوگ بھاگے ہیں، نوکر تک بھی چلے گئے اور کوئی چوری کا واقعہ نہیں ہوا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کا خوف بھی طاری تھا

اس وقت دلوں پر اور یہ بھی پتہ چلا کہ کثرت کے ساتھ اذانیں دی جانے لگیں اور اذان دینا یہ عموماً علامت ہے ہمارے ملک میں بہت بڑا خطرہ اور اس پر استغفار، ایسے موقع پر اذان دی جاتی ہے اور استغفار کی علامت ہے۔ اس لئے لوگ سمجھتے ہیں جب اذان دی جائے گی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو بھی عذاب مقدر ہے وہ ٹل جائے گا۔

جماعت احمدیہ کے ایک شدید مخالف پروفیسر عبدالغفور صاحب جو جماعت اسلامی سے تعلق رکھتے ہیں ان کے متعلق "جنگ لاہور" 2 رجون نے یہ سرخی جمائی کہ وہ کہتے ہیں "اللہ تعالیٰ طوفان کا رخ نہ موڑتے تو ہمارا کیا حشر ہوتا"۔ اور اس طوفان پر تبصرہ کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں یعنی یہ 'جنگ' ان کی طرف یہ بات منسوب کرتا ہے کہ انہوں نے لکھا "کراچی چھوٹا پاکستان ہے لیکن لبنان اور بیروت بن رہا ہے جو مارشل لاء کے اس دور کا ثمرہ ہے"۔ پھر انہوں نے کہا کہ "مسلمانوں نے تحریک پاکستان کی اس لئے حمایت کی تھی کہ بھارت میں ان کے جان و مال خطرے میں تھے"۔ انہوں نے کہا "بھارت میں اب بھی مسلمانوں کے ساتھ ظلم ہو رہا ہے لیکن صدمہ اس بات کا ہے کہ اب پاکستان میں بھی شہریوں کے جان و مال محفوظ نہیں"۔ اور یہ وہی صاحب ہیں جن کے نزدیک جماعت احمدیہ کے جان و مال کی کوئی قدر اور کوئی قیمت نہیں ہے انسانی نگاہوں میں، نہ خدا کی نگاہ میں اور بے دھڑک یہ لوگ تیاریاں کر رہے ہیں، کرتے رہے ہیں جماعت اسلامی کے کارندے اور فسادات میں ہمیشہ پیش پیش رہے اور پچھلے جو 74ء کے فسادات تھے ان میں تو تمام قصبات میں جو نمایاں کردار ادا کیا ہے احرار کے علاوہ وہ جماعت اسلامی کے کارندوں نے ادا کیا تھا اور اب جب کہ خدا کی پکڑ کو اپنے سامنے دیکھا تو اس وقت ان کو خیال آیا کہ پاکستان میں لوگوں کے جان و مال محفوظ نہیں ہیں۔ یہ اللہ کی تقدیر ہی بتائے گی کہ خدا کی پکڑ کس کے جان و مال کو خطرہ لاحق ہونے کے نتیجے میں آتی ہے، جو پاکستان میں عام دستور چل رہا ہے وہ تو سال ہا سال سے اسی طرح چل رہا ہے۔ ان کو تو خدا نے خبر نہیں دی کہ یہ دس جمعہ کو کوئی واقعہ ہونے والا ہے۔ جن کے جان و مال کی خدا کو قدر تھی، جن کے جان و مال پر خدا کے پیار کی نظر تھی ان کے امام کو بتایا ہے کہ دس جمعہ کو ایک بہت بڑا خطرہ یا نشان ظاہر ہونے والا ہے جو تجلی کے رنگ میں ہوگا کیونکہ وہ چمکتا ہوا ہندسہ تھا جو بار بار دل کی طرح دھڑک رہا تھا۔

ایک اور شدید معاند احراری اخبار ''لولاک'' جو جماعت احمدیہ کی مخالفت پر وقف ہے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جماعت کے خلاف انتہائی گند بولتا ہے، وہ بھی یہ لکھنے پر مجبور ہو گیا اور ادارتی سرخی اس نے جمائی ''خدائی وارننگ'' اب یہ بھی تصرف الٰہی ہے کہ جماعت کے جان و مال اور عزت کی دو بڑی دشمن جماعتیں ایک جماعت اسلامی اور ایک جماعت احرار ان دونوں کے منہ سے خدا نے یہ اقرار کروا دیا کہ یہ دس تاریخ کا واقعہ کوئی معمولی واقعہ نہیں بلکہ ایک غیر معمولی نشان ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک وارننگ ہے۔ اور پھر اس اداریہ میں ''لولاک'' کے مدیر لکھتے ہیں۔ ''ہمیں بار بار سوچنا چاہئے کہ ہم کہاں کہاں اور کیسے خدائے بزرگ و برتر کی نافرمانی کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ اہل کراچی کو آپس کی سر پھٹول اور باہمی مخاصمت چھوڑ کر خدا تعالیٰ کے حضور سجدہ شکر بجالانا چاہئے اور خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری کا عہد کرنا چاہئے۔ وہ خوش قسمت ہیں کہ ایک بڑی آزمائش سے بچ گئے۔ یہ سمندری طوفان ان کے لئے خدائی وارننگ ہے''۔

حضورؒ نے اس مضمون کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے فرمایا :

''یہ تو پاکستان کے جنوب میں واقع ہونے والا ایک نشان تھا۔ اب شمال کی خبر سنیں وہاں کی اطلاعات کے مطابق جو اخبارات میں بڑی بڑی نمایاں سرخیوں کے طور پر شائع ہوئیں اور پھر اس کے ساتھ مضامین بھی آئے۔ 31 رمئی بروز جمعہ دس رمضان المبارک کو افغانستان کے Mig21 ہوائی جہازوں نے چترال میں دروش کے مقام پر جو چترال کا دوسرا بڑا شہر ہے ایک بھرپور حملہ کیا۔ اسمبلیوں اور اخباروں میں خوب شور اور غوغا اور نالہ و فریاد کئے گئے۔ صوبہ سرحد کے اخباروں نے شہ سرخیاں جمائیں۔ صوبہ سرحد کے گورنر اور وزیر اعلیٰ وہاں پہنچے۔ یعنی یہ کوئی معمولی عام بمباری کا واقعہ نہیں تھا بلکہ غیر معمولی قومی سطح کی اہمیت کا واقعہ تھا اور اس کے بعد صدر ضیاء الحق صاحب خود وہاں پہنچے اور وہاں جا کر انہوں نے جو بیان دیا ہے اخباروں میں وہ شائع ہو چکا ہے۔ چنانچہ صدر ضیاء الحق صاحب کو بھی آپ جانتے ہیں کوئی جماعت کے ہمدردوں میں سے نہیں ہیں۔ تو حکومت کی سطح پر جو شرارت کروانے والے لوگ ہیں ان کو بھی خدا نے نشان دکھایا اور ان سے اقرار کروایا کہ دس رمضان کا جو جمعہ ہے یہ تمہارے لئے ایک تنبیہ کے طور پر آیا ہے اور

اس کو نظر انداز نہ کرو۔ انگلستان کی ٹیلی وژن جو ITV کہلاتی ہے اس نے بھی ایک خاص رنگ میں اس خبر کو دکھایا۔ جنرل ضیاء الحق صاحب کی تصویر بھی دکھائی اور یہ اعلان کیا کہ پاکستان کے بارڈر کے نزدیک روس نے بمباری کی ہے جو غالباً افغانستان اور پاکستان کی سرحد کے قریب تھی۔ یہ کہنے کے بعد نیوز کاسٹر نے یہ فقرہ بولا General Zia of Pakistan flew himself to examine bombed area and it was on the Friday the 31st of May اب یہ فقرہ کہنا It was on the Friday 31st of May یہ بھی اللہ تعالیٰ کی تقدیر نے نمایاں طور پر نکلوایا اور اس دن کو غیر معمولی اہمیت دی گئی۔

پس جہاں تک جماعت احمدیہ کا تعلق ہے وہ تو پہلے ہی انتظار میں لگے ہوئے تھے، دیکھ رہے تھے اور ان کا دل چاہتا تھا کہ کچھ ظاہر ہو اور ہم اپنے دوستوں اور ان لوگوں میں جن میں تشہیر کر چکے ہیں ان کو کہہ سکیں کہ دیکھو یہ خدا کی طرف سے ایک نشان تھا جو ظاہر ہو گیا۔ اس لئے دشمن کہہ سکتا ہے کہ یہ ان کی خوش فہمیاں تھیں۔ Wishful Thinking تھی۔ چاہتے تھے کہ کچھ ہو جائے۔ کچھ ہوا اور انہوں نے کہہ دیا کہ دیکھو ہو گیا، ہو گیا۔ لیکن ضیاء الحق صاحب تو نہیں چاہتے کہ کچھ ہو جائے۔ "لولاک" کے مدیر تو نہیں چاہتے تھے کہ کچھ ہو جائے۔ جماعت اسلامی کے سربراہ تو نہیں چاہتے تھے کچھ ہو جائے۔ ان کی تو نگاہیں خدا نے دس مئی پر ہی مرکوز رکھیں اور وہ بھول ہی گئے کہ دس رمضان کا بھی ایک جمعہ آنے والا ہے۔ اگر ان کے وہم و گمان میں بھی یہ بات آجاتی کہ جماعت احمدیہ اسے خدا تعالیٰ کے ایک نشان کے طور پر پیش کرے گی تو شاید قیامت بھی ٹوٹ پڑتی تو وہ منہ سے کچھ نہ بولتے یا اپنے قلم سے کچھ نہ لکھتے۔ تو یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک واضح نشان تھا جو اللہ تعالیٰ کے فضل اور احسان کے نتیجہ میں پورا بھی ہوا اور ایک رنگ میں عذاب ٹل بھی گیا۔"

اسی طرح آپؒ نے فرمایا:

"دس جمعۃ المبارک رمضان شریف میں جو واقعہ رونما ہوا ہے اس کے یہ پہلو کھل کر اب سامنے آ گئے ہیں۔ اوّل اِن نشانوں کا ایک سلسلہ جاری ہوا ہے جو وہیں رُک جانے والا نہیں اور جب میں غور کرتا

ہوں اس نظارے پر جو میری آنکھوں کے سامنے ابھی بھی اُسی طرح روشن ہے کہ گھڑی کا دسواں ہندسہ دھڑک رہا تھا روشن الفاظ میں۔ روشنی، تجلّی کا بھی نشان ہوتی ہے اور رحمت کا بھی نشان ہوا کرتی ہے۔ یعنی روشنی بعض دفعہ عذاب کی تجلّی کا بھی نشان ہوتی ہے اور بعض دفعہ تبشیر کی تجلّی کا بھی نشان ہوتی ہے۔ تو اس ہندسے کا دھڑکنا بتاتا ہے کہ یہ ایک دفعہ ہونے والا واقعہ نہیں ہے۔ اس کا آغاز دسویں جمعہ کو جو چاند کی دسویں ہوگی اس سے ہوگا۔ اس جمعہ کو یہ بات شروع ہو جائے گی اور پھر یہ نشان دھڑکے گا اور بار بار رُونما ہوگا۔ اور قرآن کریم کے مطالعہ سے یہ خوشخبری ملتی ہے کہ اس لئے ہوگا تا کہ قوم میں جو لوگ ہدایت پانا چاہتے ہیں، جن کے مقدر میں ہدایت ہے ان کو خدا تعالیٰ اس کا موقعہ عطا فرما دے۔ دوسرا ئیں اس سے یہ سمجھا ہوں کہ پاکستان کو جو خطرات درپیش ہیں ان کی نشان دہی کر دی گئی ہے کہ کہاں کہاں سے وہ خطرے ہیں۔

ایک پاکستان کو جنوب سے خطرہ درپیش ہوگا اور جس طرح سمندری طوفان کی صورت میں یہ تنبیہ کی گئی بعید نہیں کہ وہ خطرہ سمندر ہی کی طرف سے درپیش ہو۔ وہ کس شکل میں ہوگا؟ یہ ہم ابھی نہیں جانتے۔ جب ظاہر ہوگا تو خدا تعالیٰ کی تقدیر خود کھول کر بتا دے گی۔ لیکن جو خطرہ جنوب سے پاکستان کو پیش آنے والا ہے وہ سمندر سے تعلق رکھنے والا خطرہ مجھے معلوم ہوتا ہے کیونکہ سمندر کی ایک غیر معمولی حرکت کے ذریعہ خدا نے اس تجلّی کو ظاہر فرمایا جو عموماً اس علاقے میں دیکھی نہیں جاتی جو جغرافیہ کی تاریخ کے لحاظ سے ایک بالکل اجنبی بات تھی۔

اور شمالی سرحد سے ہوائی خطرہ ہے پاکستان کو۔ گو آسمانی نشان کے طور پر تو دونوں ہی نشان ظاہر ہوں گے۔ لیکن اس کا ظاہری فضا میں بھی آسمان سے تعلق معلوم ہوتا ہے کیونکہ وہ خطرہ ایک ہوائی حملہ کی صورت میں ظاہر ہوا تھا۔ پس یہ باتیں تو ہم بہت کھل کر اب دیکھ رہے ہیں کہ یہ مراد تھی اور آنے والے وقت نے یہ بات واضح کر دی کہ یہی رنگ ہے اس پیشگوئی کا اور ابھی یہ ختم نہیں ہوئی بلکہ جاری ہوئی ہے۔

اس کے بعد میں جماعت کو ایک نصیحت کرنا چاہتا ہوں۔ بہت سے کراچی کے دوستوں نے جو خطوط لکھے ان میں اگرچہ بھاری اکثریت نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اللہ کا بڑا احسان ہے کہ نشان ظاہر تو ہوا مگر اس نے نقصان نہیں کیا اور ہم بہت خوش ہیں کہ لاکھوں جانیں بچ گئیں کیونکہ اندازہ یہ تھا کہ اگر یہ واقعۂ پوری طرح

خطرہ درپیش آجاتا تو معمولی نقصان نہیں تھا بلکہ لکھوکھہا جانیں تلف ہوسکتی تھیں۔ بچاس فٹ اونچی سمندر کی لہر تھی جوتقریباً سومیل فی گھنٹہ کی رفتار سے کراچی کی طرف بڑھ رہی تھی اور یہ جواخبارات میں نے دیکھے ہیں ان میں لکھا ہے کہ بعض نے تو یہ کہا ہے کہ سومیل یااس سے زائداس کے پیچھے رہ گئی تھی جب رخ پلٹا ہے۔ بعض نے لکھا ہے کہ صرف پچاس میل قریب آ کر یعنی نصف گھنٹہ کا فرق رہ گیا تھا تو پھر وہ مڑی ہے اور جوتنبیہات کی گئیں ان میں صبح دس بجے کے وقت اس کا پہنچنا بھی بتایا گیا تھا کہ اگر یہ پہنچ جاتا تو صبح دس کے لگ بھگ اس نے کراچی کو Hit کرنا تھا۔ اب پچاس فٹ اونچی سمندری لہریں جوسومیل کی رفتار سے آگے بڑھ رہی ہوں اس نے تو کراچی کے میل ہا میل تک کلیۃً صفایا کر دینا تھا۔ اس علاقے سے نام ونشان شہر کے مٹ جانے تھے۔ تو اس لئے جوسمجھ دار ہیں جوصاحب دل لوگ ہیں وہ مجھے خط لکھتے ہیں اور اللہ کا شکرادا کرتے ہیں کہ اللہ نے فضل فرمایا اور ایک نشان پورا بھی فرمادیا، ہماری سرخروئی بھی کردی اور بنی نوع انسان کو ایک بڑے دکھ سے بھی بچالیا۔ لیکن بعض نوجوان بیچارے جو یہ حکمتیں نہیں سمجھتے یا پوری تربیت نہیں رکھتے، بہت چند ہیں گنتی کے، مگر انہوں نے یہ لکھا کہ اللہ میاں نے جب یہاں تک پہنچا دیا تھا تو آگے تک جاتے کیا تکلیف تھی۔ پچاس میل رہ گیا تھا۔ خدا کو آگے کیا حرج تھا آگے کر دیتے تو پھر ذرا اور ہوتا۔ ان کو اندازہ نہیں کہ دکھ کیا چیز ہے اور قومی دکھ کیسے کیسے خوفناک نتائج پیدا کرتا ہے۔ اوران کو پتہ نہیں کہ اللہ رحیم وکریم ہے۔ نشانات ظاہر ہوتے ہیں اور ہمیشہ ہوتے رہیں گے لیکن جن کی خاطر نشان ظاہر ہوتے ہیں ان کا دل نشانات کے ظاہر ہونے سے زیادہ قوم کی ہمدردی میں مبتلا ہوتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ طریق تھا جوصحابہ کی روایات سے ثابت ہے کہ بعض موقع پر جب ایک شدید معاند کی ہلاکت کی آپ نے خبر دی اور وہ دن قریب آرہا تھا تو صحابہ ساری ساری رات اٹھ کر روتے اور گریہ وزاری کرتے تھے کہ اے خدا یہ نشان ظاہر فرمادے۔ پکڑا جائے، پکڑا جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پتہ چلا تو آپؑ نے فرمایا کہ میں تو رات بھر یہ دعائیں کرتا رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کو بچالے۔ نہ پکڑا جائے، نہ پکڑا جائے، نہ پکڑا جائے اور ہدایت نصیب ہو جائے۔‘‘

حضورؒ نے فرمایا:

غور کریں کہ یہ معمولی بات نہیں۔ دسمبر کے آخر پر ایک عاجز بندے کو خدا تعالیٰ نے یہ خبر دی کہ دس جمعۃ المبارک کو کچھ ہونے والا ہے۔ کس کے اختیار میں ہے۔ ہم تو ایسے بے اختیار لوگ ہیں کہ پردیس میں نکالے گئے اور کوئی اختیار نہیں ہے۔ وہاں کے حالات پر ہمارا کوئی اختیار نہیں۔ سمندر کی طاقتوں پر کوئی اختیار نہیں۔ لوگ ہنسنے اور مذاق اڑانے کے لئے تیار بیٹھے تھے، بے بس تھے اور ایک لمحہ کے لئے میرے دل میں خیال آیا کہ اگر میں اس کا اعلان کر دوں تو بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے بعض دفعہ وہ نشانوں کو ٹال بھی دیتا ہے۔ جماعت پہلے ہی دکھوں میں مبتلا ہے، لوگ ہنسیں گے اور مذاق اڑائیں گے۔ لیکن اس وقت میرے دل نے مجھے بتایا کہ یہ بھی ایک قسم کا شرک ہے۔ خدا کی مرضی ہے وہ بتائے اور نہ پورا کرے۔ انبیاء کی شان کے مطابق غلاموں کو بھی وہی رنگ اختیار کرنے چاہئیں اس لئے وہ اس بات سے نہیں ڈرتے تھے کہ دنیا مذاق اڑائے گی یا نہیں اڑائے گی۔ کیا کہے گی؟ بے پرواہ ہو کر ناممکن باتیں کہہ دیا کرتے تھے اور بظاہر کوئی امید نظر نہیں آتی تھی۔۔۔۔ جو خدا نے مجھے دکھایا امانت کے طور پر میں نے جماعت کے سامنے پیش کر دیا اور جو ظاہر ہوا ہے یہ۔۔۔ شمال سے بھی ظاہر ہونا، جنوب سے بھی، سمندر سے بھی اور ہوا سے بھی اور پھر معاندین احمدیت کا اس کو نشان اور تنبیہ قرار دے دینا، اب جو چاہیں کر لیں۔ اب یہ قلم سے نکلی ہوئی تحریریں اور زبان سے نکلے ہوئے کلمات اب واپس نہیں لے سکتے۔

اس لئے خدا کا نشان تھا جو بڑی شان کے ساتھ پورا ہوا اور ہمارے دل اس کے لئے شکر اور حمد سے لبریز ہیں۔ مگر ساتھ میں آپ کو تنبیہ کرتا ہوں کہ دعائیں کریں اور استغفار کریں اور قوم کا برا نہ چاہیں۔"

(ماخوذ از خطبہ جمعہ فرمودہ 21 / جون 1985ء۔ خطبات طاہر جلد 4 صفحہ 551 تا 561)

Friday the 10th کے تناظر میں تاریخی اہمیت کی حامل خوشخبریاں

حضور رحمہ اللہ نے خطبہ جمعہ فرمودہ 10 / اپریل 1987ء میں Friday the 10th کے حوالہ سے فرمایا:

"ہم جو Friday The 10th خدا تعالیٰ کی طرف سے جو خبر ملی تھی اسے خواہ مخواہ محض انذاری خبر

بنائے ہوئے ہیں حالانکہ خدا کی طرف سے تو کوئی شرط نہیں تھی کہ یہ انذاری خبر ہے اور جو چمک دکھائی گئی ہے بار بار کی وہ اس کو دونوں طرح سے سمجھا جاسکتا ہے۔ انذار کی بھی چمک ہوتی ہے اور خوشخبریوں کی بھی چمک ہوتی ہے۔ تو میرے دل میں یہ بات خدا تعالیٰ نے گاڑ دی ہے کہ جمعہ جو Friday The 10th آنے والا ہے اس میں ہی آئندہ کسی Friday The 10th میں جماعت کے لئے ویسی ہی خوشخبری بہت بڑی دکھائی جائے گی۔''

حضورؒ نے اس خطبہ جمعہ میں تبلیغ و دعوت الی اللہ کی مہم میں عطا ہونے والی بعض کامیابیوں اور خوشخبریوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

''ایک سب سے بڑی خوشخبری ابھی آپ کو بتانے والی باقی ہے۔ جس کا تعلق Friday The 10th سے ہے۔ ایک بہت بڑے مسلمان راہنما کہ جن کا اتنا وسیع اثر ہے کہ کروڑوں مسلمان ان کی عزت و احترام کرتے ہیں۔ انہوں نے کئی کتب لکھیں۔ بہت بڑے عالم دین، کئی زبانوں کے ماہر اور بہت بارسوخ انسان۔ ان سے کچھ عرصہ پہلے جمعرات کی شام کو ملاقات مقرر ہوئی تھی۔ لیکن یہ بھی عجیب تصرف ہے اللہ تعالیٰ کا کہ کسی وجہ سے تاخیر ہوتے ہوتے جب تک جمعہ شروع نہیں ہو گیا وہ ملاقات بھی شروع نہیں ہوئی۔

میں اس سلسلے میں فکر مند تھا اس نقطہ نگاہ سے کہ یکطرفہ باتیں انہوں نے احمدیت کے متعلق سنی ہوں گی اور چونکہ ان سے ملاقات اس نقطۂ نگاہ سے بڑی اہم ہے کہ بہت بڑی تعداد جو کروڑوں کی تعداد ہے مسلمانوں تک احمدیت کا پیغام پہنچانے میں ہمیں سہولت ہو جائے گی اگر ان پر نیک اثر پڑے۔ تو فکر مند بھی تھا، دعا بھی کی تھی اور اس مجلس میں اپنے دو احمدی دوستوں کو بھی شامل کیا تا کہ ان کی بات کا بھی اچھا اثر پڑے۔ جب وہ ہماری ملاقات شروع ہوئی تو عین سورج غروب ہوا جب تو اس وقت اتفاق ایسا ہوا۔ اتفاق نہیں بلکہ تصرف کہنا چاہئے کہ میں سات بجے سے انتظار کر رہا تھا مگر آٹھ بجے سے پہلے ملاقات نہ ہو سکی جو سورج غروب ہوا اور جمعہ کا دن شروع ہوا۔ ملاقات کے دوران یہ نظر آیا کہ انہوں نے جماعت کے متعلق دوسروں سے باتیں سنی ہوئی تھیں۔ جماعت کے متعلق کوئی علم نہیں اور ان کا رویہ بھی درمیانہ سا تھا کیونکہ شریف انسان تعلیم یافتہ اس لئے وہ بغض کا اظہار تو بہر حال نہیں

کرر ہے تھے۔لیکن ایک خشک ساجس طرح ہوتا ہے کوئی قلبی تعلق نہ ہو، کوئی دلچسپی نہ ہو۔لیکن رفتہ رفتہ پھر باتیں شروع ہوئیں، تفصیل سے سارے مسائل ان کے سامنے میں نے بیان کئے۔ جماعت کیا ہے؟ کیا کررہی ہے؟ اور امام مہدی کا ذکر کیا، دعویٰ کیا ہے؟ دوسرے مسلمان کیوں مخالف ہیں؟ اور انہوں نے... اشارہ اس طرح کیا کہ دلیل بھی ہونی چاہئے۔تو میں نے پھر ان کو ایک دو دلائل دیئے اور اس دوران ان کی شکل تبدیل ہونی شروع ہوئی۔یعنی محبت کے واضح آثار پیدا ہونے شروع ہوئے اور دیکھتے دیکھتے یوں لگا کہ جس طرح دل پگھل جاتا ہے ایک آدمی کا اور وہ بڑے کم گو ہیں، دو باتیں انہوں نے کہیں۔ایک یہ کہی کہ میں اپنی یہ خوش نصیبی سمجھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے مجھے یہاں آنے کا موقع دیا کیونکہ کانوں سے سنی ہوئی باتیں بسا اوقات جھوٹی نکلتی ہیں۔جب تک آنکھیں نہ دیکھ لیں اس وقت تک انسان کو صحیح پتہ نہیں لگ سکتا اور آج مجھے خدا نے یہ موقع دے دیا کہ میں اپنی آنکھوں سے دیکھ لوں اور خود پتہ کرلوں کہ آپ کیا لوگ ہیں۔دوسرا ایک بڑی معنی خیز فقرہ انہوں نے کہا جس سے مجھے بہت ہی امید پیدا ہوئی ہے۔انہوں نے کہا کہ ایک لمبے عرصے سے میں اسلام کا تاریخی مطالعہ کررہا تھا آنحضرتؐ کے زمانے سے لے کر اب تک کا اور میں نے ہر طرف نظر دوڑائی اور خوب چھان پھٹک کی، سب تلاش کی لیکن جس چیز کی مجھے تلاش تھی مجھے ملی نہیں۔آج مجھے وہ مل گئی ہے... بیعت تو انہوں نے نہیں کی لیکن اتنا حیرت انگیز فقرہ تھا ایک کم گو، اتنے بڑے عالم اور اتنے بڑے لیڈر کے منہ سے نکلا ہوا اتنا معنی خیز ہے کہ اس وقت مجھے یہ معلوم ہوا کہ یہی وہ خوشخبری تھی جو پیر کے دن۔

...خدا نے میرے دل میں ڈالا کہ Friday The 10th صرف جلال نہیں لے کے آئے گا بلکہ جمال لے کے بھی آئے گا اور احمدیت کی ترقی کے لئے انشاء اللہ نئے نئے دروازے کھولے گا۔"

(ماخوذ از خطبہ جمعہ فرمودہ 10 / اپریل 1987ء خطبات طاہر جلد 6 صفحہ 253 تا 256)

Friday the 10th کی پیشگوئی کا ایک اور عظیم الشان رنگ میں ظہور

حضور رحمہ اللہ نے خطبہ جمعہ 23 / فروری 1990ء میں Friday the 10th کی پیشگوئی کے ایک اور عظیم الشان رنگ میں ظہور کو بیان فرمایا۔حضورؒ نے فرمایا:

"گزشتہ سال ایک خطبے میں مَیں نے دیوارِ برلن کے گرنے کا ذکر کیا تھا اور یہ بتایا تھا کہ اس صدی کے اہم ترین واقعات میں سے ایک یہ واقعہ ہے اور بلاشبہ سال 1989ء میں ہونے والے تمام واقعات میں سب سے زیادہ اہم یہ واقعہ تھا۔ چنانچہ تمام دنیا کے اخبارات میں اس روز یعنی... رات کو واقعہ ہوا صبح دوسرے دن یہی شہ سرخیاں لگیں اور سب سے زیادہ اہم اس بات کو قرار دیا گیا کہ دیوارِ برلن گرگئی ہے۔

اس سلسلے میں مجھے چند دن ہوئے اسلام آباد سے نصیر احمد صاحب طارق کی ایک چٹھی موصول ہوئی جس میں انہوں نے بعض ایسی باتوں کی طرف میری توجہ مبذول کروائی جن کی طرف پہلے میرا خیال نہیں گیا تھا۔ چنانچہ ان کا خط پڑھ کر میں نے اس پر پوری تحقیق کروائی تو معلوم ہوا کہ جو باتیں انہوں نے لکھی تھیں وہ بالکل درست ہیں۔

اس دن جس دن یہ دیوار گرائی گئی ہے، سورج غروب ہو چکا تھا اور اگلے دن کی رات پڑ چکی تھی۔ اسلامی حساب سے گویا دن کی تاریخ سورج کے غروب ہونے کے ساتھ ختم تھی اور ایک نئے دن کی رات طلوع ہوئی تھی۔ جہاں تک انگریزی کیلنڈر کا تعلق ہے، نیا دن رات کے بارہ بجے شروع ہوا اور پھر وہ اگلے دن رات کے بارہ بجے تک جاری رہا۔ قابلِ توجہ بات یہ ہے کہ وہ دس تاریخ تھی اور جمعہ کا دن تھا اور جتنے اخبارات میں دنیا میں یہ خبریں شائع ہوئیں، ان پر Friday the 10th عنوان لگا ہوا تھا۔ Date Line اس کی یہ بنتی تھی۔ اور دلچسپ بات یہ بھی ہے کہ جب سے خدا تعالیٰ نے کشفًا مجھے یہ واقعہ دکھایا تھا، یہ وہ پہلا Friday ہے جو اسلامی مہینے کے لحاظ سے بھی اور انگریزی مہینے کے لحاظ سے بھی Friday the 10th کہلا سکتا ہے اور پوری طرح یہ دونوں تاریخیں ایک دوسرے کے ساتھ منطبق ہو گئی تھیں۔ تو اوّل تو انگریزی تاریخوں کا اسلامی تاریخوں کے ساتھ منطبق ہو جانا یہ کم کم ہوتا ہے۔ اور پھر یہ اس پر مزید اضافہ کہ صرف تاریخوں کا انطباق نہیں تھا بلکہ جمعہ کے دن یہ انطباق ہوا اور اسی دن یہ حیرت انگیز واقعہ بھی رُونما ہوا۔

اس کے متعلق اخبارات نے جو مختلف خبریں لگائی ہیں، یہ اس کی تفصیل میں جانے کا تو وقت

نہیں لیکن ایک اخبار وطن Weekly London نے جو بیان کیا ہے، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اگلا دن یعنی دس تاریخ شروع ہونے کے وقت دراصل دیوارِ برلن کے اوپر حملہ ہوا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ: ''حکومت نے اپنی سرحدیں کھولنے اور اپنے شہریوں کو مغرب کی طرف جانے کی اجازت دے دی اور پھر کیا تھا، شہریوں کا ایک سیلاب آ گیا اور نصف شب کے بعد لوگوں نے دیوارِ برلن پر ہلّہ بول دیا''۔

پس نصف شب کے بعد ہلّہ بولنا بھی معنی رکھتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ صرف اسلامی لحاظ سے ہی وہ دس تاریخ شروع نہیں ہوئی تھی بلکہ انگریزی کیلنڈر کے لحاظ سے بھی دیوارِ برلن پر جب ہلّہ بولا گیا ہے تو دس تاریخ شروع ہو چکی تھی۔ اس سلسلہ میں مذہبی نقطۂ نگاہ سے جو اہمیت ہے، اس کے متعلق مَیں کچھ باتیں آپ کو یاد دلانا چاہتا ہوں جو جماعت احمدیہ کی تاریخ سے تعلق رکھتی ہیں۔

روس کے متعلق تقریباً سب احمدی جانتے ہیں، بچے بچے کو یہ علم ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے یہ خوشخبری دی تھی کہ جماعت احمدیہ کو روس میں وہ ریت کے ذرّوں کی طرح پھیلا دے گا اور ایک رؤیا میں آپ نے روس کے عصا کو اپنے ہاتھوں میں تھامے ہوئے دیکھا اور وہ عصا بھی تھا اور بندوق کی نالیوں کی طرح اس عصا کے اندر نالیاں بھی تھیں۔ یہ پیشگوئیاں جماعت میں عام ہیں۔ یعنی ان کا علم عام ہے اور سب نظریں لگائے بیٹھے رہے کہ کب خدا تعالیٰ ان پیشگوئیوں کے پورا ہونے کے آثار ظاہر فرمائے گا۔ اس سلسلے میں حضرت مصلح موعودؓ نے جماعت کو بار بار تحریک بھی کی۔ ان دنوں میں یعنی انقلاب روس کے بعد شروع کے دس پندرہ سال تک باہر کی دنیا کے لئے روس کے علاقے میں داخل ہونا بہت ہی مشکل تھا۔ بعد ازاں سہولتیں پیدا ہوئیں لیکن پابندیاں بھی جاری رہیں۔ ان دنوں میں تو بہت ہی مشکل کام تھا اور خطرناک کام تھا اس لئے باقاعدہ جماعت کی طرف سے مبلغ تو بھجوایا نہیں جا سکتا تھا یعنی اجازت لے کر اور ویزا حاصل کر کے۔ لیکن حضرت مصلح موعودؓ نے جماعت کو یہ توجہ دلائی کہ کچھ ایسے لوگ نکلیں جو روس تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیغام پہنچانے کے لئے اپنے آپ کو پیش کریں اور اس راہ میں قربانیاں دیں۔

اس سلسلے میں جو اہم کردار حضرت مولوی ظہور حسین صاحب نے اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ ادا کیا وہ تاریخ مَیں دہرانی چاہتا ہوں تا کہ روس کے تعلق میں ابتدائی خدمت کے وہ واقعات بھی آپ کے سامنے آجائیں اور اس مجاہد اوّل مولوی ظہور حسین صاحب کے لئے اور ان کے لئے جو اُن کے ساتھ شامل ہوئے تھے دعا کی بھی تحریک ہو۔ انہوں نے روس سے واپس آنے کے بعد کچھ عرصہ تو ایسی حالت میں گزارا کہ ان کو اپنے دماغ پر کوئی کنٹرول نہیں تھا۔ اتنا شدید ان کو وہاں عذاب دیا گیا، ایسی تکلیفیں دی گئیں کہ اس کے نتیجے میں وہ اپنے حواس کھو بیٹھے تھے۔ جب ان کو ترکی کی سرحد سے پار پھینک دیا گیا تو اتفاق سے کسی نے اندازہ لگا کر کہ یہ ہندوستانی ہے، ان کو برٹش ایمبیسی میں پہنچا دیا اور چونکہ وہ پاگل پن کی حالت میں بھی ''قادیان قادیان'' بار بار کہتے تھے اس لئے کسی برٹش آفیسر کو یہ معلوم ہو گیا کہ یہ ہندوستان کے شہر قادیان کا رہنے والا ہے۔ چنانچہ انہوں نے جماعت سے تعلق قائم کیا اور پھر ان کو وہاں بھجوا دیا گیا۔ یہ وقتی دَور جو بدحواسی کا تھا یہ زیادہ لمبا عرصہ نہیں چلا۔ لیکن وہ جو تعذیب کے نشانات تھے وہ ساری عمر بدن پر قائم رہے اور جو ہم نے بھی بچپن میں بارہا دیکھے۔ سارے جسم پر جھلسنے کے اور تکلیفوں کے آثار باقی رہے تھے۔ مولوی ظہور حسین صاحب نے بعد میں ایک بہت لمبا عرصہ جماعت احمدیہ کی مختلف حیثیتوں سے خدمت کی اور ایک کتاب ''آپ بیتی'' کے نام سے شائع کی جس میں مختصراً روس کے واقعات کا ذکر ہے۔

اس کتاب سے پتہ چلتا ہے کہ جولائی 1924ء میں آپ دو دیگر مبلغین محمد امین خاں صاحب اور صاحبزادہ عبدالمجید صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ روس کے سفر پر روانہ ہوئے۔ عبدالمجید صاحب کو تو رستے میں ایران میں ٹھہر جانا تھا کیونکہ وہ ایران کے لئے مبلغ مقرر ہوئے تھے اور محمد امین خان صاحب اور مولوی ظہور حسین صاحب کے سپرد یہ کام تھا کہ یہ... جس طرح بھی بس چلے ایران کی طرف سے روسی سرحد پار کر کے روس میں داخل ہو جائیں۔ مولوی ظہور حسین صاحب مشہد میں بیمار ہو گئے اور وہاں رکنا پڑا۔ مولوی محمد امین صاحب کچھ انتظار کے بعد اکیلے ہی سفر پر روانہ ہو گئے اور بخیریت بخارا پہنچ گئے۔

... مولوی ظہور حسین صاحب بعد میں جب اکیلے روس میں داخل ہوئے تو وہ بھی دس تاریخ تھی اور یہ دس دسمبر کا دن تھا۔ آپ آرتھاک (Qrthak) پہنچے لیکن جب آپ بخارا جانے کے لئے (یہاں طے ہوا تھا کہ یہ اور محمد امین خاں صاحب ملیں گے) ریلوے سٹیشن پر پہنچے تو وہاں آپ کو گرفتار کر لیا گیا اور اس کے بعد پھر ایک لمبا دور آپ کو اذیتیں دینے کا شروع ہوا۔ اسی حالت میں جب آپ قید تھے (چونکہ آپ کو رشین زبان نہیں آتی تھی، کوئی ساتھیوں سے رابطہ نہیں تھا) تو آپ نے رؤیا میں دیکھا کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ظہور حسین! آپ جیل میں تبلیغ نہیں کرتے۔ اس رؤیا سے وہ خدائی منشاء سمجھ گئے اور اپنے ساتھیوں سے روسی زبان سیکھنا شروع کر دی اور چونکہ کچھ مسلمان قیدی بھی ساتھ تھے اس لئے ان سے زبان بھی سیکھی اور ان کو تبلیغ بھی شروع کی۔ چنانچہ سب سے پہلا روس میں جو احمدی ہوا ہے وہ جیل میں ہوا ہے اور اس طرح سُنّتِ یوسفی دہرائی گئی۔ مولوی صاحب کو نمازوں میں منہمک دیکھتے اور جس طرح ان کی طبیعت میں غیر معمولی رقّت پائی جاتی تھی (یہ انہوں نے کتاب میں تو ذکر نہیں کیا لیکن ہم جو بچپن سے ان کو جانتے ہیں۔ ہمیں علم ہے کہ بہت ہی رقیق القلب تھے اور جلد جذباتی ہو جایا کرتے تھے تو نمازوں میں بھی ان کی یہی کیفیت ہوا کرتی تھی) اس کا اور ان کی تلاوت کا ان کے ساتھیوں پر گہرا اثر ہوا اور اسی کے نتیجے میں ان کو زیادہ دلچسپی پیدا ہوئی۔ ان کی کتاب سے معلوم ہوتا ہے کہ روس میں وہ شخص جو سب سے پہلے احمدی مسلمان ہوا ہے وہ عبداللہ خان تھا۔ یہ عبداللہ خان تاشقند کا رہنے والا تھا اور اپنے علاقے کا بہت بڑا اور بارسوخ انسان تھا۔ عبداللہ خان کے ذریعے پھر اور قیدیوں میں بھی احمدیت میں دلچسپی پیدا ہوئی اور کئی قیدیوں نے ان کی معرفت پھر بیعتیں کیں۔

یہ واقعہ... 1924ء کا ہے۔ اس کے بعد مولوی ظہور حسین صاحب کے ساتھ مرکز کا بھی رابطہ کچھ عرصہ کٹا رہا۔ پھر جب وہ واپس آئے تو اس وقت اتنی ہوش نہیں تھی کہ بتائیں کہاں کہاں احمدی ہیں اور ان سے کس طرح رابطہ قائم کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ رابطہ بالکل کٹ گیا اور رابطہ کٹنے کے باوجود مولوی ظہور حسین صاحب ہمیشہ اس بات پر مصِرّ رہے اور اس بات کے قائل رہے کہ وہاں احمدیہ جماعتیں قائم

ہو چکی ہیں، جو قائم ہیں اور پھیل بھی رہی ہوں گی لیکن ہمیں ان کی تفاصیل کا کوئی علم نہیں تھا۔

سب سے پہلے جب مجھے روس میں جماعت احمدیہ کے متعلق جو علم ہوا ہے وہ ایک روسی انسائیکلو پیڈیا کے مطالعہ سے ہوا جو انگلستان سے غالباً بشیر احمد صاحب رفیق نے یا کسی نے معلوم کر کے مجھے مطلع کیا کہ یہاں ایک روسی انسائیکلو پیڈیا شائع ہوا ہے جس میں جماعت احمدیہ کے اوپر ایک روسی سکالر نے مقالہ لکھا ہے اور اس مقالے میں احمدیت کے متعلق کئی قسم کی باتیں درج ہیں۔ چنانچہ میں نے تحقیق کر کے اس مقالے کو حاصل کیا اور اس کے انگریزی اور اردو میں تراجم کروائے اور ان تراجم سے بعض بہت دلچسپ باتیں سامنے آئیں۔ ان میں سے ایک یہ تھی کہ روسی مقالہ نگار نے بڑی تحدّی کے ساتھ یہ لکھا کہ روس میں بھی احمدیہ جماعتیں موجود ہیں لیکن ان کا تعلّق اپنے مرکز سے کٹ چکا ہے۔ اور اس کی وجہ مقالہ نگار نے یہ بیان کی کہ ان کو غالباً اپنے مرکز سے یہ ہدایت ہے کہ روس میں رہتے ہوئے ہم سے تعلق نہ رکھو۔ یہ بات تو غلط ہے۔ غالباً انہوں نے اس بات کو چھپانے کے لئے یعنی اس پر پردہ ڈالنے کے لئے کہ روس نے مذہبی جماعتوں کو بیرونی دنیا سے تعلق رکھنے پر روکیں عائد کر رکھی ہیں یہ ایک بہانہ تراشا اور باوجود اس کے کہ یہ تسلیم کیا کہ جماعتیں موجود ہیں لیکن یہ بات غلط کہہ دی کہ مرکز نے گویا جماعتوں کو ہدایت دے رکھی ہے کہ ہم سے رابطہ نہ کرو۔ اب سوال یہ ہے کہ ان سے رابطہ کیسے ہونا تھا اور خدا کی تقدیر میں کیا مقدر تھا۔ اس بات کو بیان کرنے کے لئے آپ کو میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک رؤیا بتاتا ہوں۔

اس رؤیا میں حضرت مصلح موعودؓ یہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ ہمارے ملک میں حالات خطرناک ہو چکے ہیں۔ اس قسم کے ہو گئے ہیں کہ مجھے وہاں سے ہجرت کرنی پڑ رہی ہے اور اس ہجرت کے دوران میری گود میں میرا ایک بچہ ہے جس کا نام طاہر احمد ہے اور اس کے علاوہ اور کوئی بچہ ساتھ نہیں۔ اس ہجرت کے دوران مَیں ایک نئے ملک میں پہنچتا ہوں اور اس ملک میں داخل ہو کر میں ان سے پوچھتا ہوں کہ یہ کون سا ملک ہے؟ تو بتاتے ہیں کہ روس ہے۔ اور جب میں ان لوگوں سے گفتگو کرتا ہوں اور ان کے متعلق پوچھتا ہوں کہ وہ کون لوگ ہیں تو ایک آدمی ہلکی سی آواز میں احتیاط کی طرف

متوجہ کرتے ہوئے بتاتا ہے کہ اونچا نہ بولیں ہم احمدی ہیں اور یہ سارا گاؤں اور اس علاقے میں جو لوگ ہیں یہ سب احمدی ہیں۔لیکن ہم حالات کی مجبوری سے اپنے آپ کو چھپائے ہوئے ہیں۔ یہ رؤیا اسی بات پر ختم ہو گیا۔

اب یہ کوئی اتفاقی بات نہیں تھی کہ روس کا تعلق دوبارہ جماعت احمدیہ سے قائم ہونا میرے زمانے میں ہو۔ یہ سارے مقدر کے فیصلے تھے جن کے آپس میں ٹانکے ملے ہوئے ہیں۔ اور پھر مجھے ہی اللہ تعالیٰ نے Friday the 10th دکھایا اور Friday the 10th کو وہ حیرت انگیز انقلاب برپا ہوئے جن کی روشنی میں روس میں اسلام کے داخل ہونے یا جماعت احمدیہ کے ذریعے اسلام کے داخل ہونے کے نئے دروازے کھلیں اور نئے امکانات روشن ہوں۔ اور یہ بھی عجیب بات ہے اور کوئی اتفاق نہیں بلکہ مقدر تھا کہ جماعت احمدیہ کے خلفاء میں سے صرف مَیں ہوں جس کے ساتھ متعدّد روسی مسلمان علماء اور صاحب دانش لوگوں نے ذاتی رابطہ قائم کیا ہے اور اس کے علاوہ ایک بھی خلیفہ اس سے پہلے نہیں گزرا جس کا کسی روسی رہنما سے ذاتی رابطہ ہوا ہو۔ ایک نہیں، دو نہیں، تین نہیں، متعدد رابطے ہوئے اور ایسے رابطے ہوئے جن میں ہماری طرف سے کسی کوشش کا دخل نہیں۔ خدا تعالیٰ نے خود اس کے سامان پیدا فرما دیئے اور جس طرح وہ سامان پیدا ہوئے ہیں، ان میں جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے نہ ہماری کوشش کا دخل تھا، نہ اتفاقات تھے بلکہ خدا کی واضح تقدیر ان میں کارفرما دکھائی دیتی ہے۔

پہلے روسی عالم جو عالمی شہرت رکھتے ہیں جن کی مجھ سے ملاقات ہوئی، وہ الحاج عبداللہ ییف (Abdullayev) تھے۔ جس دن ان سے ملاقات ہوئی، اس کے دوسرے یا دو تین دن بعد جمعہ تھا اور میں نے جمعہ میں بیان بھی کیا تھا کہ روس کے ایک بہت ہی مقتدر مسلمان تشریف لائے تھے اور ان سے ملاقات ہوئی تھی اور اس کے بعد داغستان کے علاقے کے مسلمان راہنما بھی ملے اور آذربائیجان کے علاقے کے مسلمان راہنما بھی ملے اور اس کے علاوہ بھی متعدد ایسے اہم لوگ جو کانفرنسز میں یہاں تشریف لاتے رہے آ کے مجھ سے ملتے رہے اور پھر بیلاروس (Belarus) کے مسلمان

راہنماؤں میں سے ایک نے بذریعہ خط رابطہ کیا اور انہوں نے یہ بتایا کہ ان کو کسی ذریعے سے جماعت احمدیہ کا وہ کتابچہ جس میں قرآنِ کریم کی منتخب آیات کا روسی ترجمہ ہے ان تک پہنچا اور ان کو اس کے مطالعہ سے بے حد خوشی ہوئی کیونکہ وہ لکھتے ہیں کہ اس سے بہتر روسی زبان میں کبھی قرآن کریم کا ترجمہ نہیں کیا گیا۔ تو یہ جو سب رابطے پیدا ہوئے ہیں یہ سارے ایک ہی مضمون کی کڑیاں ہیں۔ اس لئے اگر کسی کے ذہن میں یہ وہم ہو کہ Friday the 10th کا اس دن پر اطلاق پانا کوئی اتفاقی حادثہ ہے تو اس سارے مضمون کو سننے کے بعد کوئی بہت ہی متعصّب ہو گا یا طفلانہ خیال کا حامل ہو گا جو یہ اصرار کرے کہ یہ اتفاقی حادثہ تھا۔

اس دن اسلامی مہینے کا انگریزی مہینے کے ساتھ انطباق، اس دن جمعہ کا دن ہونا، اس دن اس انقلابی سال کا سب سے بڑا انقلابی دن ہونا جس کے متعلق ساری دنیا نے کہا کہ یہ سال ایک غیر معمولی حیثیت کا سال ہے اور تمام دوسرے اپنے اردگرد کے سالوں سے بہت ہی زیادہ نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔ اور پھر اس دن کا اس سال میں سے بھی چوٹی کی طرح ابھر آنا اور غیر معمولی حیثیت اختیار کر جانا۔ اور اس سے پہلے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا یہ رؤیا جس کی تعبیر ظاہر ہے کہ ہجرت کا مجھے موقعہ ملے گا اور اس ہجرت کے دوران روس سے رابطہ ہو گا اور پھر ساری خلافتِ احمدیہ کی تاریخ میں ایک ہی خلیفہ کا روس کے ساتھ رابطہ ہونا، اگر یہ سارے اتفاقات ہیں تو پھر نظم و ضبط کے ذریعے واقعات کا ترتیب پانا کچھ اور ہی معنی رکھتا ہو گا۔ درحقیقت یہ ظاہر طور پر تقدیر ہے جس نے باقاعدہ ان واقعات کو منضبط کیا ہے اور ایک باقاعدہ ترتیب دی ہے اور تعلق جوڑے ہیں۔

پس اس پس منظر کو بیان کرتے ہوئے جہاں میں آپ کو یہ خوشخبری دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر حرکت میں آ چکی ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیوں کے پورے ہونے کے دن قریب آ رہے ہیں، وہاں ان کی ذمہ داریاں دوبارہ یاد کراتا ہوں کہ ان قوموں سے جو روس کے ساتھ تعلق رکھنے والی ہیں اسلامی رابطے قائم کرنے کے لئے اپنے آپ کو تیار کریں۔ ۔ ۔ ۔‘‘

(ماخوذ از خطبہ جمعہ فرمودہ 23 ر فروری 1990ء۔ خطباتِ طاہر جلد 9 صفحہ 113 تا 119)

. . . .

مباہلہ کا چیلنج اور Friday the 10th

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے جماعت احمدیہ عالمگیر کی نمائندگی میں مکفّرین و مکذّبین احمدیت اور ائمۃ التکفیر کو بروز جمعۃ المبارک 10 / جون 1988ء کو باقاعدہ طور پر مباہلہ کا چیلنج دیا تھا۔ یوں Friday The 10th کا ایک اطلاق جمعۃ المبارک 10 / جون 1988ء پر بھی ہوتا ہے۔ اس مباہلہ کے حیرت انگیز اور عظیم الشان ثمرات اور اس کے نتیجہ میں عالمی سطح پر احمدیت کی صداقت کو ظاہر کرنے والے اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت کے متعدد نہایت روشن اور بیّن نشانات ظاہر ہوئے۔ اسی طرح بعض مکذّبین کی ذلّت و رسوائی اور ان کی عبرتناک ہلاکت کے واقعات بھی رونما ہوئے۔ اس کی کسی قدر تفصیل اس کتاب میں "ائمۃ التکفیر کو مباہلہ کا چیلنج" کے عنوان کے تحت بیان کی گئی ہے۔

اسی طرح جب پاکستان میں معاندینِ احمدیت کی طرف سے 1997ء میں جماعت کے خلاف جھوٹے پراپیگنڈہ اور تکفیر کی مہم میں ایک دفعہ پھر ابال آیا تو اس کا ذکر کرتے ہوئے حضور رحمہ اللہ نے ایک دفعہ پھر 1988ء والے مباہلہ کے چیلنج کا ایک نئے رنگ میں اعادہ کیا۔ یہ واقعہ بھی 10 جنوری 1997ء بروز جمعۃ المبارک رونما ہوا۔ گویا یہ بھی Friday The 10th کا ایک نیا ظہور تھا۔ خود حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اس بات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

> **"آج رمضان کا پہلا دن طلوع ہونے والا ہے اور مہینے کی تاریخ کے لحاظ سے دسویں تاریخ اور جمعہ کا دن ہے۔ اور یہ وہ جمعہ ہے جو Friday The 10th ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے کشفی طور پر دکھایا تھا کہ بار بار جماعت کی تائید میں خوشخبریوں کا نشان ظاہر ہوا کرے گا۔ تو آج Friday The 10th رمضان کے ساتھ جُڑا ہوا اُبھرا ہے۔"**

(خطبہ جمعہ فرمودہ 10 جنوری 1997ء مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 28 فروری 1997ء)

الغرض مباہلہ کے چیلنج کے نتیجہ میں بھی جماعت کے حق میں اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت اور دشمنوں کی ذلّت و ادبار اور ان کی عبرتناک ہلاکت کے حیرت انگیز نشانات ظاہر ہوئے۔ اس کی کسی قدر تفصیلات بھی اس کتاب میں دوسری جگہ موجود ہیں۔

....

سکھر کے اسیران راہ مولا کی آٹھ سال بعد قید سے رہائی

اور Friday the 10th سے اس کا تعلق

الغرض خلافتِ رابعہ کے دور میں اوراس کے بعد خلافتِ خامسہ کے مبارک دور میں بھی متعدد ایسے واقعات ونشانات ظاہر ہوئے جو کسی نہ کسی رنگ میں Friday the 10th کے عظیم الشان کشف میں دکھائی جانے والی روشن تجلّی کے ساتھ منسلک تھے اور وہ افرادِ جماعت کی تقویتِ ایمان کا موجب ہوئے۔ مثلاً سکھر کے دو اسیرانِ راہِ مولیٰ بھائی مکرم پروفیسر ناصر احمد قریشی صاحب اور مکرم رفیع احمد قریشی صاحب جو 1984ء سے سکھر جیل میں پابندِ سلاسل تھے، آٹھ سال بعد 1992ء میں اُن کی رہائی کو بھی حضورؒ نے قادیان دارالامان میں اپنی Friday the 10th (یعنی جمعۃ المبارک 10 رجنوری 1992ء) کو کی جانے والی خصوصی دعا کا اعجاز قرار دیا۔ حضور رحمہ اللہ کو ان اسیران کی رہائی کی خبر اس وقت ملی جب آپ قادیان سے واپسی پر دہلی کے سفر کے دوران امرتسر اسٹیشن پر ٹرین کے انتظار میں انتظار گاہ میں تھے۔ جب حضور رحمہ اللہ کو یہ خوشخبری دی گئی تو آپ کا چہرہ فرطِ مسرّت سے چمک اٹھا اور فرمایا:

> ''قادیان میں اس جمعہ یعنی **Friday the 10th** کو میں نے خاص طور پر ان کی اعجازی رستگاری کے لئے بارگاہِ ربّ العزّت میں التجا کی تھی۔ الحمدللہ کہ خدا تعالیٰ نے اس دعا کو شرفِ قبولیت بخشا اور الہام **Friday the 10th** کی چمکار پر تصدیق کی ایک اور مہر ثبت کردی۔''

اسی ضمن میں جب دہلی پہنچ کر حضور نے محترم پروفیسر ناصر احمد قریشی صاحب سے فون پر بات کی تو فرمایا:

> ''مَیں جب سے قادیان آیا ہوں آپ لوگوں کے لئے خصوصیت سے دعائیں کر رہا ہوں اور پھر **Friday the 10th** جو قادیان میں آیا اس میں مَیں نے ایسی خصوصیت سے دعا کی کہ مجھے یقین ہو گیا کہ اَب یہ واپس نہیں آئے گی۔''

(تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو کتاب ''دورۂ قادیان 1991ء حضرت مرزا طاہر احمد رحمہ اللہ۔ مرتبہ ہادی علی چوہدری صفحہ 162 تا 166)

یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کو دی جانے والی خوشخبریوں کو کئی کئی بار اور مختلف رنگوں میں پورا فرماتا ہے۔ اوران کا ہر اظہار ہی مومنین کے قلوب کو لطیف روحانی مسرّتوں سے معمور کرتا ہے۔

....

Friday the 10th اور جماعت احمدیہ فرانس

جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے Friday the 10th کے مبشر پیغام پر مشتمل یہ کشف مختلف رنگ میں پورا ہو کر اپنی چمک دکھلاتا رہا لیکن اس کشف کی ایک نہایت پُر شوکت اور خوبصورت تجلّی خلافتِ خامسہ کے عہد سعادت مہد میں جمعہ 10/اکتوبر 2008ء کو فرانس میں ہی ظاہر ہوئی۔

جماعت احمدیہ فرانس کی تاریخ میں جمعہ 10/اکتوبر 2008ء کا دن وہ غیر معمولی اہمیت کا حامل، تاریخی اور سنگِ میل حیثیت رکھنے والا دن ہے جب Friday the 10th کی خوشخبری ایسی وضاحت کے ساتھ پوری ہوئی کہ چشمِ بصیرت رکھنے والے منصف مزاج کے لئے اس کا انکار ممکن نہیں۔ یہ وہ دن ہے جب امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرانس میں تعمیر ہونے والی پہلی احمدیہ مسجد ''مسجد مبارک'' کا افتتاح فرمایا۔ یہ جمعہ کا مبارک دن تھا۔ سال کا دسواں مہینہ (یعنی ماہ اکتوبر) اور اس کی دس تاریخ تھی۔ نہ صرف یہ بلکہ پاکستان میں اسلامی کیلنڈر کے لحاظ سے ماہِ شوّال کی بھی دس تاریخ تھی۔ Friday the 10th والے کشف میں جو دس کا ہندسہ بار بار روشن الفاظ میں دھڑکتا دکھایا گیا تھا اس میں یہ پیغام تھا کہ خدا کی رحمت کے نشان پر مشتمل یہ روشن تجلّی ایک دفعہ ہونے والا واقعہ نہیں بلکہ یہ نشان بار بار رونما ہوگا اور اپنی بار بار کی چمکار سے لوگوں کی توجہ کو اپنی طرف کھینچے گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 'مسجد مبارک' فرانس کے افتتاح کے موقع پر اپنے خطبہ جمعہ میں Friday the 10th کے اس نشان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

''28/دسمبر 1984ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے دورہ فرانس کے دوران اپنے اس کشفی نظارے کا پہلی دفعہ ذکر کیا تھا جس میں گھڑی پر دس کے ہندسے کو چمکتے

دیکھا تھا اور آپ کے ذہن میں اس کے ساتھ آیا تھا کہ یہ Friday the 10th کی تاریخ ہے۔ وقت نہیں ہے۔ تو آج بھی اتفاق سے یا اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہے کہ Friday the 10th ہے اور فرانس کی پہلی مسجد کا افتتاح ہو رہا ہے۔ خدا کرے کہ وہ برکات جو Friday the 10th کے ساتھ وابستہ ہیں، جن کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو بھی خوشخبری دی گئی تھی، اور اللہ تعالیٰ ایک بات کو کئی رنگ میں پورا فرماتا ہے اور کئی طریقوں سے ظاہر فرماتا ہے، اللہ کرے کہ وہ اس مسجد کے ساتھ بھی وابستہ ہوں اور یہ مسجد جماعت کی ترقی کے لئے اس ملک میں ایک سنگ میل ثابت ہو۔"

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 10 رمئی 1985ء میں Friday the 10th والے کشف کے حوالہ سے افرادِ جماعت کی مختلف تعبیروں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا تھا:

"...ایک بات بہر حال یقینی ہے کہ خدا تعالیٰ جب جماعت کے لئے خوشخبری دکھائے گا تو اتنی نمایاں اور روشن ہوگی کہ دیکھنے والے کو نظر آئے گا۔ اس وقت تعبیروں کا وقت نہیں رہے گا بلکہ صاف دکھائی دے گا کہ ہاں یہ بات پوری ہوگئی۔"

چنانچہ ہم جماعت احمدیہ فرانس کے تاریخی پس منظر میں اور بالخصوص دسمبر 1984ء سے (جب فرانس میں حضور رحمہ اللہ کو Friday the 10th والے کشف کے ذریعہ خوشخبریوں کی نوید سنائی گئی) جمعۃ المبارک 10 ر اکتوبر 2008ء (یعنی فرانس میں جماعت کی پہلی مسجد 'مسجد مبارک' کے افتتاح) تک کے حالات پر نظر ڈالتے ہیں تو دل بے اختیار یہ گواہی دیتا ہے کہ Friday the 10th کی خوشخبری بہت نمایاں اور روشن طور پر پوری ہوگئی۔

1984ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے فرانس میں ہی یہ کشف دیکھا تھا اور 28 ر دسمبر 1984ء کے خطبہ جمعہ میں جو پیرس میں آپ نے دیا تھا اس میں اس کشف کا ذکر فرمایا۔ اُس وقت فرانس میں احمدیوں کی تعداد کم و بیش ساٹھ افراد پر مشتمل تھی۔ جماعت کا اپنا کوئی مشن ہاؤس بھی نہیں تھا۔ اس وقت جماعت نے ایک پریس کانفرنس منعقد کرنے کی کوشش کی لیکن پریس و میڈیا نے اسے بالکل درخور اعتناء نہیں سمجھا اور ایک بھی صحافی وہاں نہیں آیا۔ ایک طرف یہ حالات تھے اور

دوسری طرف خدائے محسن و منّان اپنے پیارے بندے، خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو ایک کشف کے ذریعہ خوشخبریاں عنایت فرمارہا تھا۔

پھر اس کشف کے بعد ہم دیکھتے ہیں کہ 1985ء میں جماعت احمدیہ فرانس نے Saint Prix کے علاقہ میں ایک سہ منزلہ عمارت بطور مشن ہاؤس خریدی۔ 13 / اکتوبر 1985ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اس مشن ہاؤس کا باقاعدہ افتتاح فرمایا۔ آپؒ نے اس مشن ہاؤس کو 'بیت السلام' کا نام عطا فرمایا۔ 1996ء میں حضور رحمہ اللہ نے جماعت احمدیہ فرانس کو ایک مسجد تعمیر کرنے کے لئے تحریک فرمائی۔ 90ء کی دہائی میں جماعت کو علاقہ کے مکینوں کی طرف سے سخت مخالفت اور کئی قسم کی دھمکیوں کا سامنا تھا۔ علاقہ کے میئر کی طرف سے بھی شدید مخالفت کا اظہار تھا۔ ایک وقت ایسا بھی آیا کہ مشن ہاؤس کو جماعتی سرگرمیوں کے لئے استعمال کی اجازت نہیں دی گئی۔ ان نامساعد حالات میں بھی جماعت احمدیہ فرانس خلافت کی رہنمائی میں کسی نہ کسی رنگ میں کام کرتی رہی۔ 1998ء کے آخر میں علاقہ کے میئر کی طرف سے جماعت کو لکھا گیا کہ کونسل کو پارکنگ کے لئے مشن ہاؤس کی جگہ سے قریباً دس میٹر جگہ قیمتاً درکار ہے۔ اگرچہ مشن ہاؤس کی جگہ جماعتی ضروریات کو بمشکل پورا کرتی تھی اور افرادِ جماعت کا یہی خیال تھا کہ کونسل کو یہ جگہ فروخت نہ کی جائے۔ لیکن جب یہ معاملہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی خدمت میں برائے رہنمائی پیش ہوا تو حضور رحمہ اللہ نے فرمایا

> ''بہتر یہ ہے کہ احسان کے ساتھ خود ہی جگہ دے دیں۔ اللہ اپنے فضل سے آپ کو وسعتیں عطا فرمائے۔''

(بحوالہ خط دفتر وکالت تبشیر لندن محررہ 16 / دسمبر 1998ء)

2003ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے عہد میں میئر علاقہ کو ان کی مطلوبہ جگہ بلا معاوضہ تحفۃً دیدی گئی۔

....

اللہ تعالیٰ نے اپنی قائم کردہ خلافتِ حقہ اسلامیہ کے فیصلے اور دعا کو قبولیت کا شرف بخشتے ہوئے حیرت انگیز طور پر جماعت کو برکتوں اور وسعتوں سے نوازا۔ 30 / جون 2003ء کو جماعت احمدیہ

فرانس کو مشن ہاؤس بیت السلام سے ملحقہ ایک رہائشی عمارت خریدنے کی توفیق عطا ہوئی۔ اور 20/اگست 2006ء کو مشن ہاؤس کی زمین کے ساتھ ایک اور مکان بھی خریدا گیا۔ یوں 1985ء میں خریدا جانے والا مشن ہاؤس اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ خلافت خامسہ کے مبارک دور میں دو مزید رہائشی عمارات کے اضافہ کے ساتھ کافی وسعت اختیار کر گیا۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کی زیر ہدایت اس جگہ مسجد کی تعمیر کے لئے کوششوں کا آغاز ہوا۔ یہ کوئی آسان کام نہیں تھا۔ مقامی میئر اور کونسل کی طرف سے کافی مشکلات پیدا کی گئیں۔ پھر ایک موقع پر جب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ فرانس تشریف لائے تو میئر کو بھی دعوت دی گئی۔ وہ دس منٹ کے لئے آنے کا وعدہ کر کے آئے لیکن حضرت خلیفۃ المسیح کی پُر جذب روحانی شخصیت نے ان کو ایسا متأثر کیا کہ انہوں نے قادیان کے جلسہ کی مناسبت سے حضور ایدہ اللہ کے فرانس سے ایم ٹی اے کے توسّط سے براہِ راست خطاب کو مکمل طور پر سنا اور بہت دیر تک مشن ہاؤس میں رہے۔ حضور ایدہ اللہ کی دعاؤں سے کونسل کے رویّہ میں تبدیلی آنی شروع ہوئی۔ علاقہ کی کونسل اور میئر نے مسجد تعمیر کرنے کی اجازت دیدی اور تمام قانونی مراحل طے کرنے کے بعد جولائی 2006ء میں مسجد کی تعمیر کے سلسلہ میں نقشہ جات منظور ہو کر آ گئے۔ 26/جنوری 2007ء کو مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا گیا۔ مکرم عبدالماجد طاہر صاحب ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن کو حضور ایدہ اللہ نے اس موقع پر اپنے نمائندہ کے طور پر بھجوایا۔ مسجد کی تعمیر کا کام کم وبیش ڈیڑھ سال تک جاری رہا۔ اس غرض سے افرادِ جماعت فرانس نے بڑی محبت اور بشاشت کے ساتھ مالی قربانی میں بھی حصّہ لیا۔ مسجد کی تعمیر کی غرض سے پرانی عمارت کو مسمار کرنے اور ملبہ اٹھانے کا کام ملا کر تعمیر کے خرچ کا تخمینہ کم وبیش دس لاکھ یورو کا تھا۔ مگر افرادِ جماعت نے کئی ماہ تک مسلسل وقارِ عمل کر کے تقریباً چھ لاکھ یورو کی رقم بچائی اور تین لاکھ بیس ہزار یورو میں مسجد کی تعمیر مکمل ہوئی۔ اس مسجد میں کم وبیش 450/افراد کے لئے نماز ادا کرنے کی گنجائش ہے۔ مسجد کا گنبد اور مینار بھی ہے۔

8/اکتوبر 2008ء کو جب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ اس مسجد کے افتتاح کے لئے فرانس

تشریف لائے اس وقت تک فرانس کے 22 شہروں میں احمدیت کا نفوذ ہو چکا تھا اور 13 مضبوط، فعّال اور مستحکم جماعتیں قائم ہو چکی تھیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے الجزائر، بنگلہ دیش، آئیوری کوسٹ، قموروز، کانگو، مصر، گھانا، گنی کوناکری، انڈیا، لاؤس(LAOS)، مالی، مراکش، جزیرہ Martinique، ماریشس، موریطانیہ، نائیجر، پاکستان، ری یونین آئی لینڈ، سینیگال، سیریا، ٹوگو، کانگو(کنشاسا)، تیونس، ترکی، مڈغاسکر، کوسووو، برطانیہ، سنگاپور، فلپائن، لکسمبرگ، فرانس اور گیانا کُل 33/ مختلف ممالک سے تعلق رکھنے والے لوگ احمدیت میں داخل ہو چکے تھے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے مختلف قوموں اور ملکوں سے تعلق رکھنے والے یہ احمدی خلافت احمدیہ کے ذریعہ وحدت کی لڑی میں پروئے ہوئے بہت مخلص اور فدائی اور خدمتِ سلسلہ میں مصروف ہیں۔ اس کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ اُس وقت (اکتوبر 2008ء میں) فرانس جماعت کی نیشنل مجلس عاملہ کے 23/ ممبران میں سے صرف چار پاکستانی تھے اور 19/ کا تعلق دیگر مختلف اقوام سے تھا۔

....

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے 28/ دسمبر 1984ء والے خطبہ جمعہ میں احباب جماعت کو تبلیغ کی طرف خصوصیت سے توجہ دلاتے ہوئے فرمایا تھا:

"... تبلیغ کی طرف غیر معمولی توجہ کریں اور حقیقی خوشی مجھے جماعت فرانس کی طرف سے تب پہنچے گی کہ دیکھتے دیکھتے جماعت کی کایا پلٹ جائے۔ جہاں کوئی بھی وجود بظاہر احمدیت کا نظر نہیں آتا تھا وہاں ایک عظیم الشان جماعت قائم ہو جائے اور صرف فرانس کے لئے نہیں تمام دنیا میں جہاں فرانسیسی بولی جاتی ہے وہاں کے لئے فرانس میں ایک مضبوط مرکز قائم ہو"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 28/ دسمبر 1984ء بمقام پیرس۔ خطباتِ طاہر جلد 3 صفحہ 781)

اللہ تعالیٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی اس خواہش کو بھی بڑی شان سے پورا فرمایا اور جماعت احمدیہ فرانس نہ صرف ملک کے اندر مسلسل ترقی کرتی رہی بلکہ فرانس مشن کی مساعی جمیلہ سے 2008ء تک آٹھ ممالک Monaco، Andora، Haiti، French Guyana، Martinique، St Martin، Palau، اور Guadeloupe میں بھی احمدیت کا نفوذ ہوا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے

ان ممالک میں بھی خلافت احمدیہ کے زیر ہدایت ونگرانی جماعت مسلسل ترقی پذیر ہے۔

1984ء میں وہ وقت تھا کہ فرانس کے پریس اور میڈیا نے خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ساتھ پریس کانفرنس کو کسی قسم کی اہمیت نہ دیتے ہوئے اسے بالکل نظرانداز کر دیا تھا۔لیکن 2008ء میں یہ صورت تھی کہ جس روز حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد مبارک کے افتتاح کی غرض سے فرانس تشریف لائے اسی روز حضور کی آمد سے قبل فرانس کے دو مشہور ریڈیو اسٹیشن France Info اور France Blue کے نمائندے مشن ہاؤس 'بیت السلام' پہنچے اور مسجد کے حوالہ سے انٹرویو ریکارڈ کئے۔

اسی طرح فرانس کے ہفتہ وار میگزین L'Express نے اپنی 9ر تا 15ر اکتوبر کی اشاعت میں صفحہ 24ر پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تصویر کے ساتھ حسب ذیل خبر شائع کی۔یعنی مسجد کے افتتاح سے قبل ہی اس کی پریس میں تشہیر ہوگئی۔

''ایک نئی مسجد''

''فرانس میں احمدیوں کی پہلی مسجد۔اس میں تین صد افراد کی گنجائش ہے جس کا افتتاح Saint Prix(Val-Doise) میں ان کے روحانی رہنما کی موجودگی میں ہوگا۔حضرت مرزا مسرور احمد صاحب کا تعلق پاکستان سے ہے۔اور احمدیت ایک امن پسند فرقہ ہے...اس فرقہ کے افراد پاکستان، بنگلہ دیش اور انڈونیشیا میں Persecution کا شکار ہو رہے ہیں۔''

8ر اکتوبر 2008ء کو ہی بعد دوپہر فرانس کے ایک اور بڑے نیشنل اخبار Le Parisien کے معروف جرنلسٹ Mr. Arnaud Baur مشن ہاؤس آئے۔مسجد کی تصاویر لیں اور حضور ایدہ اللہ کی فرانس آمد اور مسجد کے افتتاح کے حوالہ سے معلومات لیں اور اسلام احمدیت کے متعلق بھی مبلغ سلسلہ فرانس اور پریس سیکرٹری سے انٹرویوز لئے۔

10ر اکتوبر 2008ء بروز جمعۃ المبارک مسجد کے افتتاح کی تقریب میں شرکت کے لئے نہ صرف فرانس کے دور دراز کے علاقوں سے بلکہ ہمسایہ ممالک جرمنی، بیلجیم، انگلستان، یونان اور سپین سے بھی

افرادِ جماعت تشریف لائے۔ کم وبیش 40/اقوام وممالک سے تعلق رکھنے والے آٹھ صد افراد اس موقع پر موجود تھے۔

مسجد مبارک کے افتتاح کی کوریج کے لئے ریڈیو، اخبار اور ٹی وی کے صحافی اور نمائندگان جمعہ کے روز صبح سے ہی مسجد اور مسجد کی تعمیر سے متعلق معلومات اور انٹرویوز کے لئے اپنے کیمروں وغیرہ کے ساتھ موجود تھے۔ انہوں نے امیر جماعت، مبلغ انچارج، سیکرٹری تبلیغ و دیگر کئی افراد جماعت کے انٹرویوز کئے۔ اخبارات میں سے Le Parisien، L'Express، L'Echo، لوکل ریڈیو Radio Englien، ٹی وی France 3 اور France 24 (جو فرنچ کے علاوہ انگریزی اور عربی میں نشریات کرتا ہے) کے نمائندے موجود تھے۔ Le Parisien نے دو مرتبہ اخبار میں خبر دی۔ ایک دفعہ مسجد کی تصویر کے ساتھ اور پھر حضور انور ایدہ اللہ کی تصویر کے ساتھ جبکہ آپ مسجد کا افتتاح فرما رہے تھے۔ اسی طرح مقامی ریڈیو Radio Anglien نے سیکرٹری تبلیغ کا انٹرویو نشر کیا۔ جب حضور ایّدہ اللہ نے 'مسجد مبارک' کے بڑے داخلی دروازے کے پاس نصب افتتاح کی یادگاری تختی کی نقاب کشائی فرمائی اور دعا کروائی اس وقت چاروں طرف صحافیوں کا ہجوم تھا اور مسلسل تصاویر لی جارہی تھیں۔

France 3 ٹی وی نے اپنی شام سات بجے کی خبروں میں افتتاح کے متعلق دو منٹ پانچ سیکنڈ کی خبر نشر کی۔ جبکہ France 24 نے دو منٹ 55/سیکنڈ کی انگریزی میں رپورٹنگ دکھائی۔ بعد میں France 24 نے ہر چار گھنٹے بعد متعدّد بار انگریزی، فرنچ اور عربی میں حضور ایّدہ اللہ کے مسجد کا افتتاح کرتے ہوئے اور خطبہ جمعہ دیتے ہوئے کے مناظر کی Flash Back دکھائیں اور خبروں میں وضاحت سے بتایا کہ احمدی قرآن مجید کو ہی اپنی مذہبی کتاب مانتے ہیں۔ ارکانِ اسلام پر یقین رکھتے اور عمل کرتے ہیں۔ اسی طرح احمدیوں اور غیر احمدیوں میں فرق کو واضح کرتے ہوئے بتایا کہ احمدی امام مہدی و مسیح موعود کو مانتے ہیں جو تمام بنی نوع انسان کو وحدت کی لڑی میں پرونے کے لئے آئے ہیں۔ اور یہ کہ احمدی مذہب کے نام پر جنگ اور ہر قسم کے تشدّد کے خلاف ہیں اور اسلام کی

پُرامن تصویر پیش کرتے ہیں اور محبت سب کے لئے، نفرت کسی سے نہیں، پر یقین رکھتے ہیں۔

الغرض میڈیا نے بہت ہی مثبت رنگ میں اور ادب و احترام کے ساتھ جماعت احمدیہ کا تعارف پیش کیا۔ مسجد کے بارہ میں ایک ٹی وی نے کہا کہ آج ساری دنیا کے احمدی کہہ سکتے ہیں کہ آج فرانس میں Saint Prix کے علاقہ میں ہماری ایک مسجد ہے۔

مسجد کی یادگاری تختی کی نقاب کشائی کے وقت علاقہ کے میئر Jean-Pierre Enjalbert بھی موجود تھے۔ یہ وہی میئر ہیں جن کا رویّہ آغاز میں جماعت کے ساتھ بہت ہی خشک بلکہ معاندانہ تھا۔

فرانس کے میڈیا کے علاوہ ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے مواصلاتی رابطوں کے ذریعہ ساری دنیا میں یہ ساری کارروائی براہِ راست دکھائی جارہی تھی۔

....

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے مسجد مبارک کے افتتاح کے روز خطبہ جمعہ میں فرانس میں اس مسجد کی تعمیر کے حوالہ سے مخالفت اور اس کی تاریخ کا بھی مختصر ذکر فرمایا۔ احباب جماعت کو مسجد کی تعمیر پر مبارکباد دی اور مسجد کی تعمیر کی غرض وغایت اور عبادتوں کے قیام اور تبلیغ اور اعمالِ صالحہ کی طرف توجہ دلائی۔

حضورِ انور ایدہ اللہ کا نہایت ہی پُر معارف اور بصیرت افروز خطبہ جمعہ نہ صرف ایم ٹی اے کے ذریعہ براہِ راست ساری دنیا میں نشر ہوا بلکہ فرانس کے دو TV CHANNELS نے بھی خطبہ جمعہ کے بعض مناظر ریکارڈ کئے اور اپنی نشریات میں اس کی جھلکیاں دکھائیں۔

....

جمعۃ المبارک 10/اکتوبر کو ہی مسجد مبارک کے افتتاح کے حوالہ سے ایک تقریب عشائیہ کا اہتمام مسجد کے ملحقہ حصّہ میں مارکی لگا کر کیا گیا تھا۔ اس تقریب میں علاقہ کے میئر اپنی کیبنٹ کے ممبران کے ساتھ شامل ہوئے۔ اسی طرح جرمنی، کینیا، آئیوری کوسٹ، ٹوگو، بورکینا فاسو، انڈیا کے

سفارتخانوں کے معزز نمائندگان، اخبارات وریڈیو کے نمائندگان، یونیورسٹی کے پروفیسرز، Saint Prix کے چرچ کے پادری، مسجد کے بہت سے ہمسائے اور سوسائٹی کے مختلف طبقات سے تعلق رکھنے والے کئی ایک مہمان شامل ہوئے۔

اس موقع پر اس علاقہ کے میئر صاحب نے حضورِ انور کے خطاب سے قبل اپنا ایڈریس پیش کرتے ہوئے برملا طور پر کہا کہ:

"آج کا دن نہ صرف آپ لوگوں کے لئے خاص دن ہے بلکہ ہمارے لئے بھی خاص دن ہے۔ آپ لوگ جو ایک پُرامن جماعت ہیں جب آپ اسلام کا پیغام لے کر ہمارے اس علاقہ Saint Prix میں آئے تو ہم نے آپ کو خوش آمدید نہیں کہا تھا۔ وقت کے ساتھ ساتھ ہمیں یہ محسوس ہوا کہ آپ پُرامن جماعت ہیں۔ آپ نے ہمارے دل جیت لئے ہیں۔ اس لئے اس خوشی کے موقع پر آج ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ ہم بھی آج خوش ہیں۔

میئر صاحب نے کہا کہ: گزشتہ 22 سال سے مَیں اس جماعت کو جانتا ہوں اور 22 سال کا عرصہ کسی کو جاننے کے لئے کافی ہے۔ آج میں خود برملا اس بات کا اظہار کرتا ہوں کہ آپ کے محبت اور امن کے پیغام نے ہمارے دل جیت لئے ہیں۔۔۔

میئر نے کہا کہ۔۔۔ آپ ملکی قوانین کا احترام کرتے ہیں اور ہمارے قانون کی پابندی کرتے ہیں۔ آپ نے بین المذاہب کانفرنس کا انعقاد کیا تھا۔ مَیں اس میں شامل ہوا تھا۔ مَیں کہہ سکتا ہوں کہ آپ کی جماعت حکومت کے قوانین اور اصولوں کی زیادہ پاسداری اور احترام کرتی ہے۔

میئر نے کہا کہ آپ نہ صرف لوگوں کو اسلامی تعلیم دیتے ہیں بلکہ اس تعلیم کے ساتھ ساتھ آپ انسانیت کی خدمت بھی کرتے ہیں۔ ہمارے ساتھ مل کر آپ نے بہت سے پراجیکٹس میں حصّہ لیا ہے جس سے دوسروں کی مدد ہوئی ہے۔"

اس موقع پر حضورِ انور ایدہ اللہ نے اپنے خطاب میں اسلام کی امن وسلامتی کی خوبصورت تعلیم اور جماعت احمدیہ کی خدمتِ انسانیت کے حوالہ سے بہت ہی دلکش اور اثر انگیز خطاب فرمایا جس کا

شاملین تقریب نے کھلم کھلا اعتراف کیا۔

••••••••••••••••••••••••••••

ذیل میں بعض اخبارات میں اس مسجد کے افتتاح کے حوالہ سے شائع ہونے والی خبریں نمونۃً درج کی جاتی ہیں۔

◉ ... ہفتہ وار ریجنل اخبار L'Echo نے صفحہ 9 پر پورے صفحہ کی خبر دی۔ اس میں خانہ کعبہ، مسجد مبارک فرانس اور حضور ایدہ اللہ کی اقتدا میں نماز پڑھنے کی کُل چار تصویریں شائع کیں۔ پہلے صفحہ کی تصویر کے ساتھ جماعت احمدیہ کی فرانس میں پہلی مسجد کے افتتاح کا جلی عنوان لگایا۔ اور لکھا:

"فرانس کے احمدی مسلمان Saint Prix میں اپنی مسجد کا افتتاح کرتے ہیں۔ جماعت کے عالمگیر راہنما کی موجودگی میں اس تقریب کو میڈیا نے نشر کر کے اس اسلامی دینی موومنٹ کے بارہ میں عوام کو بتایا"۔

اور تفصیلی خبر میں لکھا:

"Saint Prix میں احمدیہ موومنٹ 1985ء سے قائم ہے جہاں اس کا نیشنل سطح کا مرکز ہے۔ اس غیر معروف جماعت کے ممبران کی تعداد ایک ہزار ہے۔ اس نے پہلے ایک Villa حاصل کیا۔ پھر دوسرا اور پھر مسجد کی تعمیر کی اجازت۔ Saint Prix کے میئر Jean-Pierre Enjalbert نے کہا : "پہلے پہل ان کے بارہ میں خوف تو نہیں مگر بے یقینی اور بے اعتمادی تھی۔ پھر ہم نے ایک دوسرے کو جانچا۔ یہ جماعت ہمارے علاقہ کے ماحول پر ظاہر و باہر ہے۔ اس کے پاس نماز کی ادائیگی کے لئے ایک ہال تھا جو بہت چھوٹا پڑ گیا تھا لہٰذا ہم نے ایک مسجد تعمیر کرنے کی اجازت دے دی جو تعمیر کے لحاظ سے ماحول میں رچ بس جائے۔"

اسی طرح اس اخبار نے لکھا:

...اس جماعت کے سر پر دینی لحاظ سے ایک خلیفہ ہے۔ (موجودہ خلیفہ پانچواں ہے) آپ خدا کے فرستادہ کے جانشین ہیں۔ آپ روحانی رہنما ہیں... لیکن یہ سیاسی خلیفہ

یا خود ہی مومنوں کے کمانڈر ہونے کا دعویدار نہیں جیسے مسلمانوں نے بغداد، قرطبہ، دمشق، قاہرہ اور سلطنتِ عثمانیہ کے زمانہ میں دیکھا تھا جس نے علاقائی فتوحات کی تھیں ...۔"

پھر اسی خبر میں 'ایک جماعت تنقید کا نشانہ' کا عنوان لگا کر لکھا:

"احمدیہ موومنٹ کا ایک خلیفہ ہے اور امسال یہ جماعت اپنی خلافت کی صد سالہ جوبلی منا رہی ہے۔ اس دینی جماعت کے روحانی امام گزشتہ جمعہ مسجد کے افتتاح کے لئے خود موجود تھے... اسلام میں احمدیہ خلیفہ غالباً ایسے ہی ہے جیسے بدھسٹ کے لئے دلائی لامہ۔"

اس خبر میں حضور ایدہ اللہ کے خطبہ کے حوالہ سے بھی بعض پہلوؤں کو اجاگر کیا گیا۔ اسی طرح لکھا کہ:

"دیگر مسلمان بلحاظ مجموعی احمدیوں کو برداشت نہیں کرتے۔ پاکستان کی طرح سعودی عرب میں بھی یہ ناقابلِ قبول ہیں اور امتِ مسلمہ سے الگ کر دیئے گئے ہیں (جب کہ اسلام میں ناممکن ہے کہ کسی ایک کو بھی اسلام سے باہر نکالا جائے)۔ پھر خلافت کے قیام کی وجہ سے احمدیت یہ یقین رکھتی ہے کہ وہ امام مہدی جس کا انتظار مسلمان دنیا کر رہی ہے وہ آچکا ہے۔"

(Fabrice CAHEN)

◉... L'Hebdo du Val-D'Oise کے اخبار La Gazette کے بدھ 15 اکتوبر 2008ء کے ایڈیشن میں بھی مسجد کے افتتاح کا ذکر شائع ہوا۔ 68 صفحات پر مشتمل اس اخبار کے صفحہ 37 پر حسب ذیل خبر شائع ہوئی۔

"Sait Prix

احمدی مسلمان اپنی مسجد کا افتتاح کرتے ہیں"

اخبار نے تصویر میں دکھایا کہ مسجد افرادِ جماعت سے بھری ہوئی ہے اور حضور ایدہ اللہ خطبہ جمعہ ارشاد فرما رہے ہیں۔ تصویر کے نیچے تحریر ہے:

"احمدی سلطان نے مسجد کا افتتاح کیا"

اور تفصیلی خبر میں لکھا:

"Saint Prix میں احمدی مسلمانوں نے اپنی مسجد کا افتتاح کیا۔ جماعت کے

عالمگیر رہنما کی موجودگی میں اس تقریب کو میڈیا نے نشر کر کے اس اسلامی دینی موومنٹ کے بارے میں عوام کو بتایا۔"

اس کے بعد اخبار نے L'Echo میں شائع ہونے والے جماعت فرانس کے تعارف اور میئر کے بیان کا ذکر دہرایا۔ اور پھر لکھا:

"اس دینی جماعت کے روحانی امام گزشتہ جمعہ مسجد کے افتتاح کے لئے خود موجود تھے۔ Val-d'Oise اور Francilienne کی اس چھوٹی سی جماعت کے لئے جو آپ کا وعظ سننے اور آپ کی موجودگی میں نماز پڑھنے آئی تھی آپ کی آمد ایک غیر معمولی واقعہ تھا۔"

....

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے 28/دسمبر 1984ء کو پیرس (فرانس) میں ہی Friday the 10th کے مبشر کشف کے حوالہ سے فرمایا تھا کہ

"خدا تعالیٰ جب جماعت کے لئے خوشخبری دکھائے گا تو اتنی نمایاں اور روشن ہوگی کہ دیکھنے والے کو نظر آئے گا۔ اس وقت تعبیروں کا وقت نہیں رہے گا بلکہ صاف دکھائی دے گا کہ یہ بات پوری ہوگئی۔"

بلاشبہ جماعت کی خلافت جوبلی کے سال میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے مبارک عہد خلافت میں 10/اکتوبر 2008ء کو Friday the 10th کی یہ خوشخبری اس نمایاں شان سے روشن اور درخشاں طور پر پوری ہوئی کہ نہ صرف فرانس بلکہ ساری دنیا میں دیکھنے والوں نے دیکھا کہ یہ خدائی خبر بڑی صفائی سے پوری ہوئی۔ اور اپنوں اور غیروں نے اس کی صداقت پر شہادت دی۔ یقیناً ہمارا خدا سچے وعدوں والا ہے۔ اور خلافتِ احمدیہ اس سے مؤیّد و منصور اور الٰہی تجلّیات کی مورد ہے۔

....

دورِ خلافت رابعہ کی بعض مالی تحریکات

اللہ تعالیٰ نے عالمگیر غلبہ اسلام کی جو آسمانی مہم حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے سپرد فرمائی تھی اس کو انجام دینے کے لئے اموال کی بھی ضرورت تھی۔ سو حضور علیہ السلام نے اپنی مبارک زندگی میں سنت انبیاء کے موافق اپنے متبعین کو مالی قربانیوں کی اہمیت اور اس کی برکات سے آگاہ کرتے ہوئے ترقی اسلام اور اشاعت علم قرآن و کتب دینیہ اور دیگر مصالح اسلام کے لئے اپنے اموال پیش کرنے کی تحریک فرمائی۔ اسی تسلسل میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپ نے ایک عظیم الشان نظام 'نظامِ وصیت' کی بنیاد رکھی۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ :

"یہ زمانہ جانوں کے دینے کا نہیں بلکہ مالوں کے بشرط استطاعت خرچ کرنے کا ہے۔"

(الحکم قادیان 10 جولائی 1903ء)

اسی طرح فرمایا:

"یہ خدا تعالیٰ کی سنّت ہے کہ ہر ایک اہل اللہ کے گروہ کو اپنی ابتدائی حالت میں چندوں کی ضرورت پڑتی ہے"

(مجموعہ اشتہارات جلد 3 صفحہ 156)

آپ نے اپنی تصنیف لطیف "فتح اسلام" میں عالمگیر غلبہ اسلام کے لئے جن پانچ شاخوں کا ذکر کیا ہے اس حوالہ سے لوگوں کو اپنے سارے دل اور ساری توجہ اور سارے اخلاص سے مدد کرنے کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا کہ:

"جو شخص اپنی حیثیت کے موافق کچھ ماہواری دینا چاہتا ہے وہ اس کو حق واجب اور دَینِ لازم کی طرح سمجھ کر خود بخود ماہوار اپنی فکر سے ادا کرے اور اس فریضہ کو خالصۃً للہ نذر مقرر کر کے اس کے ادا میں تخلف یا سہل انگاری کو روا نہ رکھے اور جو شخص یکمشت امداد کے طور پر دینا چاہتا ہے وہ اسی طرح ادا کرے... ہاں جس کو اللہ جلّشانہٗ توفیق اور انشراحِ صدر بخشے وہ علاوہ اس

ماہواری چندہ کے اپنی وسعتِ ہمت اور اندازۂ مقدرت کے موافق یکمشت کے طور پر بھی مدد کر سکتا ہے...‘‘

(فتح اسلام۔روحانی خزائن جلد3 صفحہ 33،34)

اور اپنی جماعت کے افراد کو، اپنے متبعین اور بیعت کنندگان کو خاص طور پر مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

’’ہر ایک شخص جو اپنے تئیں بیعت شُدوں میں داخل سمجھتا ہے اس کے لئے اب وقت ہے کہ اپنے مال سے بھی اس سلسلہ کی خدمت کرے... ہر ایک بیعت کنندہ کو بقدر وسعت مدد دینی چاہئے۔‘‘

(کشتی نوح۔روحانی خزائن جلد19 صفحہ3)

حضور علیہ السلام نے مالی قربانیوں کے لئے عمومی تحریک کے علاوہ بعض دفعہ بعض معیّن کاموں کے لئے بھی مالی اعانت کی تحریک فرمائی اور بعض صورتوں میں اس کے لئے کم سے کم معیار قربانی بھی مقرر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسے مخلصین بھی عطا فرمائے جنہوں نے آپ کی ہر بات پر لبّیک کہتے ہوئے مالی قربانی کی غیر معمولی اور شاندار مثالیں قائم فرمائیں۔ آپؑ نے اپنی کتب میں، مکتوبات میں اور ملفوظات میں ایسے بہت سے مخلصین اور ان کی مالی قربانیوں کا بہت ہی محبت سے ذکر فرمایا ہے۔

آپ کی وفات کے بعد خلفاء مسیح موعودؑ کے ذریعہ چندوں اور مالی قربانی کا سلسلہ دن بدن وسعت پذیر ہوتا گیا اور مستحکم بنیادوں پر استوار رہا۔

خلافت رابعہ کے عہد میں بھی اس پہلو سے جماعت کا قدم ہمیشہ آگے کی طرف بڑھا۔ دنیا بھر میں جماعت کی ترقی اور پھیلاؤ کے ساتھ جو نئے تقاضے مصالح اسلام اور ترقی اسلام کے لئے سامنے آئے ان کو پورا کرنے کے لئے افراد جماعت نے دل کھول کر اپنے اموال پیش کئے۔ ذیل میں ایسی بعض تحریکات کا اختصار کے ساتھ تذکرہ کیا جاتا ہے۔

بیوت الحمد منصوبہ

سپین میں سات سو سال بعد مسجد کی تعمیر کی تاریخ ساز سعادت نصیب ہونے پر حمد کے مضمون کا حق ادا

کرنے کی خاطر اللہ کے غریب بندوں کے لئے مکان تعمیر کرنے کے ایک اہم منصوبہ کا اعلان آپ نے 29 اکتوبر 1982ء کو فرمایا جس کا نام ''بیوت الحمد'' رکھا اور اس کے لئے ایک فنڈ کا قیام فرمایا۔

احیائے دفتر اوّل تحریک جدید

5 نومبر 1982ء کو تحریک جدید کے 49ویں سال کا اعلان کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:

''میری خواہش ہے کہ دفتر اوّل تا قیامت جاری رہے اور جو لوگ ایک دفعہ اسلام کی مثالی خدمت کر چکے ہیں ان کا نام قیامت تک نہ مٹنے پائے اور ان کی اولادیں ہمیشہ ان کی طرف سے چندہ دیتی رہیں اور ایک بھی دن ایسا نہ آئے جب ہم یہ کہیں کہ اس دفتر کا ایک آدمی فوت ہو چکا ہے۔ خدا کے نزدیک بھی وہ زندہ ہیں اور قربانیوں کے لحاظ سے اس دنیا میں بھی ان کی زندگی کی علامتیں ہمیں نظر آتی رہیں۔''

دفتر دوم تحریک جدید کو زندہ رکھنا

اسی طرح آپ نے اسی خطبہ جمعہ فرمودہ 5 نومبر 1982ء میں فرمایا کہ:

''...جو دوست فوت ہو چکے ہیں دفتر دوم کی آئندہ نسلیں ان کے نام کو زندہ رکھنے کی خاطر یہ عہد کریں کہ کوئی فوت شدہ اس لسٹ سے غائب نہ ہونے دیا جائے گا اور ان کی قربانیاں جاری رہیں گی تا کہ ہمیشہ کے لئے اللہ کے نزدیک وہ فعّال شکل میں زندہ رہیں۔''

حضور رحمہ اللہ نے اس سلسلہ میں ذیلی تنظیموں پر ذمہ داری ڈالی۔ دفتر اوّل خدام الاحمدیہ، دفتر دوم انصار اللہ اور دفتر سوم لجنہ اماء اللہ کے سپرد کیا گیا۔ ان کی مساعی میں اللہ تعالیٰ نے برکت ڈالی اور دفتر اوّل کے کھاتے بھی زندہ ہوئے۔ دفتر دوم کی بھی کثیر تعداد نے کھاتے زندہ کرائے اور دفتر سوم میں بھی قربانیوں میں نمایاں اضافہ ہوا۔

امریکہ میں پانچ نئے مراکز و مساجد کے قیام کے لئے تحریک

15 نومبر 1982ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے جماعتہائے احمدیہ امریکہ کو نئے مراکز و مساجد کی تعمیر کی طرف توجہ دینے کے لئے خصوصی پیغام دیا اور فرمایا:

"خدا کرے آپ کو بہت جلد کم از کم پانچ مساجد اور پانچ مشن ہاؤسز اس قسم کے تعمیر کرنے کی توفیق ملے جو ایک لمبے عرصے تک ہماری ضروریات کو پورا کرنے کے اہل ہوں۔"

جماعت احمدیہ امریکہ کے مخلصین نے نہایت توجہ اور اخلاص اور جوش کے ساتھ اس تحریک میں حصہ لیا۔ چنانچہ جلسہ سالانہ یُو کے 1987ء کے موقع پر حضورؒ نے یہ نوید سنائی کہ خدا کے فضل سے امریکہ میں پانچ مشنز قائم کرنے کی تحریک کے جواب میں سترہ (17) مشن قائم ہو چکے ہیں۔

آسٹریلیا میں مسجد کی تعمیر کے لئے تحریک

مسجد بیت الہدیٰ سڈنی آسٹریلیا کی تعمیر کے لئے بعض علاقوں کی جماعتوں کو مالی تحریک فرمائی۔ چنانچہ جلد ہی مطلوبہ رقم کے وعدے اور وصولی ہو کر یہ مسجد تعمیر ہوئی۔

یورپ میں دو بڑے مراکز کا قیام

18 مئی 1984ء کو حضورؒ نے اشاعت اسلام کے لئے ایک وسیع اور جامع پروگرام کا اعلان فرمایا اور فرمایا کہ:

"ان اغراض کو پورا کرنے کے لئے کئی ممالک میں بہت بڑے کمپلیکس کی ضرورت ہے۔ امریکہ میں پہلے ہی پانچ بڑے مراکز کی سکیم جاری ہے۔ دو نئے مراکز یورپ میں بنانے کا پروگرام ہے۔...... ایک انگلستان میں بہت بڑا مرکز قائم کرنا ہے اور دوسرا جرمنی میں"۔

جماعت نے اس مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اسلام آباد (ٹلفورڈ) انگلستان میں اور ناصر باغ جرمنی میں یہ مراکز قائم ہوئے۔

دفتر چہارم تحریک جدید کا اجراء

25؍ اکتوبر 1985ء کے خطبہ جمعہ میں حضورؒ نے تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا:

"دفتر سوم پر انیس سال گزر چکے ہیں اور اب وقت آ گیا ہے کہ ہم دفتر چہارم کا اعلان کریں۔ اس دفتر سے مراد یہ ہے کہ ہر نئی نسل جو بیس سال کے بعد پیدا ہو کر بڑی ہو رہی ہے۔..

ان کے لئے نئے کھاتے شروع ہو جائیں اور نئے سرے سے نئی فہرستیں تیار ہوں۔"

تمام دنیا کی جماعتوں نے اس آواز پر لبّیک کہا اور نہ صرف یہ کہ دفتر چہارم میں نمایاں قربانی پیش کی بلکہ دوسرے دفاتر اوّل، دوم، سوم میں بھی پہلے سے کہیں بڑھ کر حصہ لیا۔

وقفِ جدید کی تحریک کو عالمی بنانا

حضورؒ نے خطبہ جمعہ فرمودہ 27/دسمبر 1985ء میں پاکستان و ہندوستان میں وقفِ جدید کے تحت ہونے والے کاموں اور ان کی بڑھتی ہوئی ضرورتوں اور جماعت میں پیدا ہونے والی مزید وسعت کے پیشِ نظر اور اس بنا پر کہ ہندوستان کی جماعتیں چونکہ ابھی غریب ہیں۔۔۔ وہاں وقف جدید کی ضرورتیں ان کے چندے کی صلاحیت کے مقابل پر بہت زیادہ ہیں اسی طرح افریقہ کی جماعتیں چونکہ بیشتر غریب ہیں۔ نہ وہ پوری طرح چندوں میں خود کفیل ہیں نہ وقف جدید کی طرز کا نظام وہاں جاری کرنے کے لئے یا وقف جدید کی نہج پر ان کی تعلیم و تربیت کے لئے جماعت کے پاس وہاں کوئی ایسے ذرائع مہیا ہیں کہ ملکی طور پر ان ضرورتوں کو پورا کر سکیں۔ 27 دسمبر 1985ء کو وقف جدید کی تحریک کو پوری دنیا کے لئے وسیع کر دیا اور فرمایا:

"میں اس سال وقفِ جدید کی مالی تحریک کو پاکستان اور ہندوستان میں محدود رکھنے کی بجائے ساری دنیا پر وسیع کرنے کا اعلان کرتا ہوں"۔

آپؒ نے فرمایا:

"۔۔۔ساری دنیا میں جو احمدیت خدا کے فضل سے قائم ہوئی ہے اس میں سب سے بڑا کردار، سب سے نمایاں کردار پہلے ہندوستان کے احمدیوں نے ادا کیا۔ تو باقی دنیا میں پھیلے ہوئے احمدیوں کو بھی طبعًا یہ طلب ہونی چاہئے کہ ہم کیوں ان علاقوں کی خدمت سے محروم رہ جائیں جنہوں نے ایک زمانہ میں عظیم الشان قربانیاں کر کے ساری دنیا میں اسلام کا بول بالا کیا ہے۔ اس قدرتی جذبے کا بھی تقاضا یہی ہے کہ ان تحریکوں کو ساری دنیا پر پھیلا دیا جائے۔"

اس کے لئے کم سے کم مالی معیار کا ذکر کرتے ہوئے آپؒ نے فرمایا:

"مثلاً انگلستان کے لئے میں سمجھتا ہوں کہ ایک پونڈ فی آدمی سال بھر میں دینا کوئی مشکل

کام نہیں۔اور یہ جو کم سے کم معیار ہے اس میں بچے ایک ایک پونڈ دے کر شامل ہو سکتے ہیں اور بڑے اپنے شوق سے اس سے زیادہ دے سکتے ہیں... مَیں امید کرتا ہوں کہ ایک پونڈ والے تو انشاء اللہ تعالیٰ بکثرت باہر کی جماعتوں میں پیدا ہو جائیں گے۔اور ایسے خاندان بھی ہو سکتے ہیں جو اپنے ہر بچے کو اس تحریک میں شامل کر لیں اور جن ملکوں میں پونڈ کرنسی رائج نہیں ہے وہ اپنے حالات دیکھ کر تخمینہ لگا کر پونڈ کے لگ بھگ کوئی رقم مقرر کر سکتے ہیں۔اب مثلاً امریکہ ہے وہ اگر دو ڈالر مقرر کر لے تو ایک پونڈ سے تو کچھ زیادہ ہی ہے لیکن وہاں کی معیشت اور اقتصادیات کے تقاضے ایسے ہیں کہ دو ڈالر بھی ان کے لئے کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔اسی طرح...اپنے اپنے ملک کے حالات کے مطابق ایک تخمینہ لگائیں اور اس کے مطابق وہ فیصلہ کر لیں۔اس میں کوشش یہ ہونی چاہئے کہ تعداد زیادہ ہو۔کثرت کے ساتھ احمدی بچے، عورتیں، بوڑھے اس میں شامل ہوں...''

(خطبات طاہر جلد 4 صفحہ 1020 تا 1022)

جماعت کے مخلصین نے پوری دنیا سے اس پر والہانہ لبّیک کہا اور جلد ہی بہت بڑی تعداد اس میں شامل ہو گئی۔

دسمبر 2002ء تک خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک سو گیارہ ممالک سے اس تحریک میں شامل ہونے والوں کی تعداد تین لاکھ اسّی ہزار تک پہنچ چکی تھی۔اور 31 دسمبر 2002ء تک وقفِ جدید کی کُل وصولی پندرہ لاکھ دو ہزار پاؤنڈ تھی۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 3 جنوری 2003ء)

جدید پرنٹنگ پریس کے قیام کے لئے تحریک

12 جولائی 1985ء کو اشاعت لٹریچر کی اہمیت کے پیش نظر جدید کمپیوٹر پریس کے لئے ڈیڑھ لاکھ پاؤنڈ کی تحریک فرمائی۔

سیدنا بلال ؓ فنڈ

14 مارچ 1986ء کو راہ مولیٰ میں تکلیف اٹھانے والوں اور شہداء کے اہل و عیال اور پسماندگان کا خیال رکھنے کے لئے ایک مستقل فنڈ قائم کرنے کی تحریک فرمائی اور فرمایا:

''یہ ہرگز صدقہ کی تحریک نہیں۔ بلکہ جو شخص اس میں حصہ لے گا وہ اس بات کو اعزاز سمجھے گا کہ مجھے جتنی خدمت کرنی چاہئے تھی اتنی نہیں کی...''

29 جون 1986ء کو آپ نے فرمایا کہ 'سیدنا بلال فنڈ' سے ہی قرآن کریم کی منتخب آیات کے دنیا کی ایک سو زبانوں میں تراجم شائع کر کے راہ مولیٰ میں تکلیف اٹھانے والوں کی طرف سے بطور تحفہ دنیا کو پیش کیے جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

توسیع مکان بھارت فنڈ

توسیع مکان بھارت فنڈ کے نام سے 28 مارچ 1986ء کو آپ نے ایک تحریک فرمائی۔ آپ نے قادیان کے مقدس مقامات کو محفوظ کرنے، اور دہلی، کانپور جیسی جگہوں پر اعلیٰ مراکز کی تعمیر اور بہشتی مقبرہ قادیان کی حفاظت وتزئین وغیرہ ضرورتوں کے لئے یہ مالی تحریک فرمائی اور فرمایا کہ اس کی بیرونِ ہندوستان عام تحریک نہ کی جائے اور جن لوگوں نے قربانی کرنی ہے وہ تین صورتوں کو ملحوظ رکھ کر قربانی پیش کریں۔

(i) ہندوستان کی جماعتیں پیش کریں۔

(ii) ہندوستان کی جماعتوں سے تعلق والے جو باہر چلے گئے ہیں حصہ لیں۔

(iii) اگر کوئی انفرادی طور پر یہ حق جتائے کہ قادیان کا تعلق ساری دنیا سے ہے، ہمیں بھی تعلق ہے، اپنے دل کے جذبہ سے ہم مجبور ہو کر یہ حق مانگتے ہیں کہ ہمیں اس میں شامل کیا جائے۔

اشاعتِ قرآن فنڈ

مختلف زبانوں میں تراجم قرآن کریم کی اشاعت کے لئے جلسہ سالانہ یُوکے 1986ء کے موقع پر آپ نے تحریک فرمائی۔ چنانچہ فوری طور پر بعض جماعتوں نے ایک زبان کے کل خرچ کا، بعض نے نصف خرچ ادا کرنے کا وعدہ کیا۔ اسی طرح بہت سے افراد جماعت نے اپنی طرف سے اور بعض نے اپنے خاندان کی طرف سے ایک زبان کا خرچ پیش کیا۔

حضور انور نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 15 جنوری 1988ء میں اس کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"مختلف زبانوں میں تراجم قرآن کریم کی اشاعت کی تحریک جو تھی اس نے ایک نئی شکل گزشتہ جلسہ سالانہ پر اختیار کرلی کہ ایک ایک شخص یا ایک ایک خاندان یا بعض صورتوں میں ایک ایک جماعت ایک پورے قرآن کریم کا ترجمہ، طباعت واشاعت وغیرہ کا خرچ پیش کرے۔ یہ تحریک بھی اللہ کے فضل سے ایسی مؤثر اور ایسی بابرکت ثابت ہوئی ہے کہ اپنی ذات میں اس تحریک میں کم وبیش اتنا ہی روپیہ مہیا ہو گیا ہے جتنا صد سالہ جوبلی کے باہر کے وعدوں کا نصف ہے اور یہ بہت بڑی بات ہے۔ صد سالہ جوبلی کے لئے جماعت نے غیر معمولی کوشش سے اپنے آپ کو تیار کیا تھا۔ اپنی جیبیں دیکھیں آئندہ پندرہ سال تک آمد کا حساب لگایا تب انہوں نے وعدے کئے تھے۔ اور ان سب تحریکات کے بعد یہ تحریک ہوئی ہے جبکہ بظاہر جیبیں خالی تھیں اور اس وقت اللہ تعالیٰ نے جماعت کو یہ توفیق عطا فرمائی کہ نہ صرف یہ کہ جتنے قرآن کریم کے لئے اخراجات کا مطالبہ تھا وہ سارے پورے کر دیئے بلکہ اس سے آگے پیش کر دیئے۔ اب تو بعض دفعہ یہ ہوتا ہے کہ وعدہ آتا ہے تو پھر ہم تلاش کرتے ہیں کہ اب کونسی نئی زبان ڈھونڈی جائے جس کے لئے یہ وعدہ ملا ہے۔ یہ عجیب احسان ہے خدا تعالیٰ کا۔ بہت ہی عظیم الشان احسان ہے یہ۔ الفاظ میں بیان ہو ہی نہیں سکتا اور لوگوں کو بھی خدا تعالیٰ نے ایسا جنون، ایسا پیار عطا کر دیا ہے اس کام کے لئے کہ روح کو نئی زندگی عطا کرنے والے عجیب عجیب خطوط ملتے رہتے ہیں۔"

(خطبات طاہر جلد 7 صفحہ 49۔50)

لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے دفاتر اور ہال کی تعمیر کے لئے تحریک

16 جنوری 1987ء کو لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے دفاتر اور ہال کی تعمیر کے لئے مالی تحریک فرمائی۔

صد سالہ جوبلی جشن منانے کے لئے ہر ملک میں یادگار عمارت کے لئے تحریک

8 فروری 1987ء کو صد سالہ جوبلی جشن منانے کے لئے ہر ملک کے احمدیوں کو ایک یادگار عمارت پیش کرنے کی تحریک فرمائی اور فرمایا "ہر ملک اپنے وسائل کو مدنظر رکھ کر ایک عمارت پیش کرے۔ اس میں وقار عمل کو بڑا عمل دخل ہونا چاہئے۔"

ہالینڈ کی مسجد النور کو دس گنا بڑھانے کی تحریک

21اگست 1987ء کے خطبہ جمعہ میں آپ نے فرمایا:

''جب ہمارا جلسہ انگلستان میں ہو رہا تھا اس وقت اس خیال سے کہ اکثر احمدی جلسے پر گئے ہوں گے فائدہ اٹھاتے ہوئے بعض شریروں کے گروہ نے موقع پا کر جبکہ ہمارا پہرہ موجود نہیں تھا مسجد کو آگ لگانے کی کوشش کی۔ مسجد کا نچلا حصہ آگ سے بہت بری طرح متاثر ہوا، بہت سی قیمتی دستاویز اور کاغذات ضائع ہو گئے اور ابتداء میں جو ڈچ احمدی تھے انہوں نے بڑے اخلاص سے جو اپنے ہاتھ سے بعض خصوصی چیزیں مسجد کے لئے بنائی ہوئی تھیں وہ بھی ایک قیمتی اور تاریخی سرمایہ تھا وہ بھی اکثر حصہ ضائع ہو گیا تو مسجد کو جو ظاہری نقصان ہے اس کو بھی ملحوظ رکھا جائے تو دستاویز کا نقصان اور ظاہری نقصان ملا کر یقیناً اس جماعت کے لئے ایک بڑے صدمے کی بات ہے۔''

حضور رحمہ اللہ نے فرمایا:

''آپ کو... مَیں یقین دلاتا ہوں کہ آپ کی مسجد کو جو نقصان پہنچا ہے اس سے بہت زیادہ شاندار، بہت زیادہ وسیع مسجد اب آپ کو وہیں بنا کے دی جائے گی۔ اللہ کے فضل کے ساتھ اور اسی کی توفیق کے مطابق۔

... نقصان جتنا ہوا ہے اس سے کم سے کم دس گنا زیادہ اور جو کم سے کم ہے اس کا مطلب ہے یقیناً اور بھی زیادہ کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ کم سے کم دس گنا زیادہ وسیع عمارت سے دس گنا زیادہ بہتر جگہ آپ کو انشاء اللہ تعالیٰ مہیا کر دی جائے گی۔ اس پر بھی میں کوئی معین پابندی نہیں لگانی چاہتا حسب توفیق جہاں جہاں بھی دنیا میں یہ خطبہ پہنچے گا دوست اپنی مرضی سے اپنے شوق سے خود اس کار خیر میں حصہ لینے کی کوشش کریں گے اور جہاں تک ضرورت کا تعلق ہے مجھے کوئی بھی فکر نہیں کہ ضرورت کہاں سے پوری ہو گی، انشاء اللہ ضرور پوری ہو گی۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 21راگست 1877ء)

توسیع و بحالی مساجد کی تحریک

18 ستمبر 1987ء کو خطبہ جمعہ میں اس فنڈ کے لئے تحریک کرتے ہوئے فرمایا:

''دشمن مسجدیں گرانے میں بڑھیں گے اور اس بدبختی کی طرف مزید قدم اٹھائیں گے تو ہم مسجدیں بڑھا کر تعمیر کرنے میں ترقی کرتے چلے جائیں گے۔''

مالی قربانیوں کی تحریکات پر جماعت کا والہانہ لبّیک

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 15 جنوری 1988ء میں گزشتہ چند سالوں کی مالی قربانیوں کی تحریکات اور اس پہلو سے جماعت کی بے نظیر قربانیوں کا محبت بھرا ذکر فرمایا۔ آپ نے فرمایا:

''سب سے زیادہ اور سب سے زیادہ دیرپا احسان جو خدا تعالیٰ اپنے بندہ پر فرماتا ہے وہ قربانی کا اجر نہیں بلکہ خود قربانی کی توفیق ہے۔ کیونکہ قربانی کی توفیق انسان کو اور اس کی روح کو جو دائمی عظمت عطا کرتی ہے اس سے بڑا کوئی اجر ہو ہی نہیں سکتا جس کا انسان تصور کر سکے اور ہر اجر کی بنا وہ بن جاتی ہے، ہر اجر کے حصول کا ذریعہ قربانی بن جاتی ہے''

''اور اس وقت تک خدا تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو ہر میدان میں جو مختلف قربانیوں کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ آغاز احمدیت سے لے کر اب تک ہر سال خدا تعالیٰ کے فضل سے خدا تعالیٰ کی راہ میں قربانیاں دینے کے نتیجہ میں مذہب کا آسمان نئے رنگ میں سنوارا اور سجایا جا رہا ہے اور احمدیت کی قربانیوں کے چاند ستارے ایک نئے آسمان کو جنم دے رہے ہیں۔ اس لئے جب ہم کہتے ہیں کہ اے خدا! ایک نئی زمین بنا اور ایک نیا آسمان عطا فرما تو وہ نئی زمین بھی اسی طرح بنا کرتی ہے اور نیا آسمان بھی اسی طرح سجا کرتا ہے۔ پس سب سے زیادہ اس بات کی دعا کریں اور سب سے زیادہ اس بات پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں کہ خدا تعالیٰ آپ کو مزید قربانیوں کی توفیق عطا فرمائے اور پہلی قربانیوں پر خدا کے احسانات کے ذکر کی توفیق عطا فرمائے۔''

''گزشتہ پانچ یا چھ سال کے عرصہ میں جماعت احمدیہ کو نئی شقوں میں (جو اس سے پہلے جماعت کے سامنے نہیں تھیں) جتنی حیرت انگیز، جتنی عظیم الشان قربانی کی توفیق ملی ہے یہ بذاتِ خود خدا تعالیٰ کی راہ میں شکر کرتے ہوئے بچھ جانے کی طرف انسان کو متوجہ کرتی ہے، بچھ جانے کی آرزو دل میں پیدا کرتی ہے۔ ممکن ہے ایک آدھ قربانی کی شق میں بھول بھی گیا ہوں

لیکن جو اس وقت تک یاد آئی ہیں یا کسی اور نے مجھے یاد کرائی ہیں وہ یہ ہیں:۔

بیوت الحمد کی تحریک، تحریک جدید کے دفتر اوّل اور دوم کے کھاتوں کو زندہ کرنے کی تحریک، جلسہ سالانہ جوبلی کے لئے متوقع مہمانوں کی آمد کے پیش نظر دیگیں پیش کرنے کی تحریک، دو نئے یوروپین مراکز کے قیام کی تحریک، افریقہ ریلیف فنڈ، امریکہ میں پانچ مراکز کے قیام کی تحریک جو بعد میں دس مراکز کے قیام کی تحریک پر منتج ہوئی اور پھر اب اس سے بھی بہت آگے بڑھ چکی ہے، جدید پریس کے قیام کی تحریک، وقف جدید کو عالمی تحریک میں تبدیل کرنا اور بیرون ہندو پاکستان کی جماعتوں کو بھی اس قربانی میں شمولیت کی دعوت دینا، تحریک جدید کے دفتر چہارم کا آغاز۔ اگرچہ یہ پرانی تحریک ہے لیکن یہ نئی شق آئی ہے اس میں اور نئی نسل کے بچوں کو اس سے توفیق ملی کہ وہ اس میں بھی شامل ہوں۔ توسیع مکان بھارت، توسیع و بحالی مساجد کی تحریک یعنی وہ مساجد جو جلائی گئیں یا منہدم کی گئیں یا کسی اور رنگ میں ان کو نقصان پہنچایا گیا نہ صرف یہ کہ ان کو بحال کرنا ہے بلکہ پہلے سے زیادہ توسیع دینی ہے، زیادہ وسعت کے ساتھ، زیادہ خوبصورت، زیادہ مفید عمارت میں تبدیل کرنا ہے، سیدنا بلالؓ فنڈ کی تحریک، دفاع اسلام بمقابلہ تحریک شدھی ۔ یہ بھی وہ تحریک ہے جو حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے جاری فرمائی تھی اور بیچ میں پھر عدم ضرورت کی وجہ سے تقریباً پچاس برس یا اس سے زائد عرصہ کا انقطاع ہوا اور نئی ضرورت کے پیش نظر نئی تحریک کی گئی ۔ دار الیتامیٰ کے قیام کی تحریک اور ایسی جگہوں کے مثلاً ایلسلواڈور کے بچوں کو اپنانے کی تحریک جو یتیم رہ گئے ہوں آسمانی حادثات کے نتیجہ میں، مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم کی اشاعت کی تحریک۔

اب یہ وہ تحریکیں ہیں جو صرف گزشتہ چند سال کے عرصہ پر پھیلی پڑی ہیں، اس عرصہ میں کی گئی ہیں۔ اگر عام عقلی حساب لگایا جاتا یا جماعت کی اقتصادی حالت کے پیش نظر یہ سوچا جاتا کہ جماعت اس قابل بھی ہے کہ نہیں کہ اتنے بڑے بوجھ اٹھا سکے تو انسانی عقل تو نہ اس کی اجازت دے سکتی تھی اور نہ ایسی تحریک کے کامیاب ہونے کا کوئی امکان تھا اور انسانی دل بار بار ایسی تحریکات کے لئے عام حالات میں جرأت ہی نہیں رکھ سکتا اور حوصلہ نہیں پیدا ہوتا کہ ایسی جماعت کو جس پر بے شمار بوجھ پہلے ہیں اور دوسرے چندوں میں جو مستقل حیثیت رکھتے

ہیں اور ایسی تحریکات میں جو پہلے سے جاری ہیں اور مستقل نوعیت کی ہیں ان میں اضافے کی تو بظاہر کوئی صورت نظر نہیں آتی، ان سب کے ہوتے ہوئے کیسے کوئی مزید توقع رکھے اور پھر جماعت کو نئی نئی قربان گاہوں کی طرف بلائے۔"

"لیکن جب خدا تعالیٰ اپنے فضل اور رحم کے ساتھ کسی تحریک کی طرف متوجہ فرماتا ہے تو عقل کے نئے پیمانے عطا کرتا ہے اور دل کو نئے حوصلے بخشتا ہے۔ اس وقت عام دنیا کی عقل کا حساب نہیں چلتا بلکہ عقل ایسے پرانے تاریخی زمانوں کی طرف لوٹ جاتی ہے جب اسی قسم کی ناممکن باتیں ہمیشہ ممکن کر کے دکھائی گئیں۔ جب بظاہر جیبیں خالی ہوتی تھیں اور خدا تعالیٰ کے نام پر تحریک کی جاتی تھی تو وہی جیبیں سونا اگلنے لگتی تھیں اور پھر ان کے اندر خدا تعالیٰ نئی برکتیں پیدا فرما دیتا تھا۔ نئی وسعتیں ان لوگوں کے اموال کو عطا ہوتی تھیں جو بظاہر خدا کی راہ میں خالی ہاتھ رہ جاتے تھے۔"

"جب میں نے ان سب تحریکات پر نظر دوڑائی تو میں یہ دیکھ کر حیران ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جتنا جماعت سے مانگا گیا اس سے بڑھ کر جماعت نے عطا کیا۔ یا یوں کہنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی جماعت کو کہ اس سے بڑھ کر دے اور ساری ضرورتیں ان سارے عناوین کے تحت پوری ہو گئیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ابھی بھی ایک مسلسل رَو کی طرح یہ قربانیاں جاری ہیں۔"

"جدید پریس کی تحریک میں بھی خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ توقع سے بہت بڑھ کر جماعت کو اللہ تعالیٰ نے مالی قربانی کی توفیق عطا فرمائی اور زائد اخراجات جو ہونے تھے اور اس وقت ہمارے ذہن میں نہیں تھے وہ پہلے ہی اپنے فضل سے پورے کر دیئے۔ اس وقت جو میرا تخمینہ تھا وہ یہ تھا کہ ڈیڑھ لاکھ پاؤنڈ میں ہم آسانی کے ساتھ ایک جدید پریس بنالیں گے اور شروع کے چند مہینوں کے اخراجات بھی اسی سے مہیا ہو جائیں گے۔ جب وہ پریس بنانا شروع کیا تو پتہ چلا کہ اس کے تو بہت سے ایسے لوازمات ہیں جو ڈیڑھ لاکھ سے بہت زیادہ رقم کے متقاضی تھے اور دو لاکھ سے اوپر رقم، اڑھائی لاکھ کے لگ بھگ درکار تھی۔ لیکن جب تحریک کی گئی تو اللہ تعالیٰ نے جماعت کو ڈیڑھ کی بجائے اڑھائی لاکھ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔"

"خدا تعالیٰ کا سب سے بڑا احسان اس دنیا میں، اس زمانہ میں، اس ساری کائنات پر

جماعت کی قربانی کا جذبہ ہے جو خدا تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے اور اسی سے اعلیٰ اخلاق پیدا ہوتے ہیں، اسی سے عظیم کردار پیدا ہوتے ہیں اور آئندہ عظیم نسلوں کی بنیاد ڈالی جاتی ہے۔ قربانی ہی ہے جو روحانی انقلاب برپا کیا کرتی ہے۔"

"اس پہلو سے جن تحریکات کا میں ذکر کر رہا ہوں ان تحریکات پر وہ لوگ جن کو خدا نے قربانی پیش کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے وہ لوگ سب سے زیادہ اس بات کے گواہ ہیں کہ جب انہوں نے قربانی پیش کردی تو پھر انہیں خدا نے کیسی لذّت عطا کی۔ ہر قربانی کرنے والا جب قربانی دیتا ہے تو ایک عجیب لذّت سے آشنا ہوتا ہے جس کو قربانی نہ دینے والا تصوّر بھی نہیں کرسکتا۔"

حضور رحمہ اللہ نے اسی خطبہ جمعہ میں بیان فرمایا کہ کس طرح ہر تحریک میں اللہ تعالیٰ نے برکت ڈالی اور کئی افراد جو پہلے کسی تحریک میں شامل نہیں ہو سکے تھے وہ آج اس میں رقوم ادا کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا:

"بیوت الحمد سکیم میں بھی ابھی تک اسی طرح یہ سلسلہ جاری ہے۔ بہت سے دوست ہیں جو تحریک میں شامل نہیں ہو سکے تھے۔ اب وہ لکھ رہے ہیں کہ ہم اس میں ضرور شامل ہوں گے اور اب خدا نے توفیق بخشی ہے دل کی تمنا پوری کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔"

"جلسہ سالانہ کے لئے دیگوں کی تحریک تھی... بعض خط لکھنے والوں کو یاد ہے وہ لکھ دیتے ہیں کہ میری فلاں دیگ کی تحریک میں اتنا روپیہ رہ گیا تھا خدا نے اب توفیق بخشی ہے... اب ایسی جماعت دنیا میں کہاں مل سکتی ہے؟ چراغ لے کر ڈھونڈنے کی مثال بیان کی جاتی ہے۔ مَیں کہتا ہوں سورج لے کر ڈھونڈو، تمہیں ساری دنیا میں کہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت سے بڑھ کر قربانی کرنے والی اور قربانی سے محبت کرنے والی جماعت نہیں ملے گی۔ اور یہ سب سے بڑا احسان ہے خدا کا..."

"دو نئے یورپین مراکز کی تحریک کے متعلق بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے یہی سلسلہ ہے۔"

"افریقہ میں ریلیف فنڈ کے لئے اگرچہ جماعت کو اتنا روپیہ پیش کرنے کی توفیق نہیں ملی جتنا توقع کی گئی تھی لیکن اس میں جماعت کا قصور نہیں ہے۔ وجہ یہ ہے کہ خدا کی تقدیر خود بخود چل رہی ہوتی ہے۔ ایک تحریک کی جائے اور بعض دفعہ اس تحریک کا مقصد پورا کرنے کی

جماعت کو توفیق نہیں مل رہی ہوتی اور خود بخود وہ تحریک نظروں سے غائب ہو جاتی ہے۔ افریقہ ریلیف فنڈ کے سلسلہ میں ہم نے ہر طرح سے کوشش کی کہ بھوک میں مبتلا افریقنوں کی مدد کے لئے جماعت کو اجازت ملے حکومتیں اجازت دیں، ذریعے میسر آئیں جس کے ذریعے ہم اُن تک یہ چیزیں پہنچا سکیں لیکن حکومتوں نے دروازے بند کئے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہم حکومتوں سے گفتگو کریں گے اس سلسلہ میں انفرادی طور پر تم اپنی حکومتوں کو بے شک کچھ رقم پیش کر دو۔ کچھ رقم جماعت نے حکومتوں کو پیش بھی کی لیکن جماعت احمدیہ کو اتنی توفیق ہے ہی نہیں کہ سب دنیا کی دنیاوی ضرورتیں پوری کر سکے یا خاطر خواہ حصہ اس میں ڈال سکے۔

جماعت کی قربانی کو تو برکت اس لئے ملتی ہے کہ جماعت خود اپنے حاصل کردہ روپیہ کو خرچ کرتی ہے، اس میں کوئی بد دیانتی نہیں ہوتی، ہر منصوبے میں غیر معمولی برکت ملتی ہے، وسیع پیمانے پر رابطے پیدا ہوتے ہیں اور نئی نیکیوں کی توفیق ملتی ہے۔ دنیاوی بھوک ہی نہیں مٹتی بلکہ اس سے روحانی بھوک بھی دنیا کی مٹتی ہے۔ اور جن تک جماعت احمدیہ دنیاوی احسان لے کر پہنچتی ہے اس کے پیچھے پیچھے روحانی احسان بھی خود بخود چلا آتا ہے۔ تو ہمیں تو اس قسم کی تربیت ہے۔ چنانچہ جب میں نے دیکھا کہ افریقہ میں باوجود کوشش کے جماعت کو خود غرباء تک پہنچ کر ان چیزوں کی تقسیم کرنے کی یا ان کے دکھ دور کرنے کے لئے کسی تنظیم کے طور پر حصہ لینے کی اجازت نہیں مل رہی تو میں نے بھی یاد نہیں کرایا اور جماعت بھی از خود بھول گئی۔ جیسے ضرورت نہ رہی ہو تو خود بخود ایک چیز رفتہ رفتہ سو جاتی ہے۔ اس طرح یہ تحریک سو گئی۔ اس لئے اس کے مقابل پر چونکہ دوسری تحریکوں میں باوجود توجہ نہ دلانے کے بھی غیر معمولی طور پر خدا تعالیٰ نے جماعت کے دل سے قربانی کو اُبال اُبال کر نکالا ہے۔ اس سے مَیں سمجھتا ہوں یہ بھی خدا کی تقدیر کے تابع ہی تھا۔ اس میں جماعت کا کوئی قصور نہیں ہے کہ تحریک کی گئی اور اس میں جماعت پورا نہ اتری ہو۔"

"پانچ امریکن مراکز کے قیام کے متعلق... تحریک کی گئی تھی۔ دس بنائے گئے۔ دس سے بات آگے بڑھ کر اب پندرہ کے قریب ہو چکے ہیں اور ابھی روپے کی ضرورت بھی ہے اور ابھی روپیہ مل بھی رہا ہے اللہ کے فضل سے...."

"تحریک جدید کے دفتر چہارم کے اجراء کے ساتھ بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ دفتر بھرنا

شروع ہو گیا ہے۔۔۔۔‘‘

’’توسیع مکان بھارت کا فنڈ بھی اسی طرح زندہ اور جاری ہے۔۔۔۔‘‘

’’توسیع و بحالی مساجد کی تحریک میں بھی اسی طرح یہ مضمون چل رہا ہے۔‘‘

’’سیدنا بلال فنڈ کے متعلق بھی یہی مضمون ہے۔۔۔۔‘‘

’’دار الیتامیٰ کی تحریک میں بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک ہی دوست کو خدا نے توفیق بخشی تھی کہ موجودہ جو سکیم ہے اس کے مطابق وہ پورا دار الیتامیٰ تیار کرنے کا خرچ دے۔۔۔۔‘‘

’’خدا اس جماعت کو ہمیشہ زندہ رکھے اور ہمیشہ شکر کے جذبوں کو ہم اس طرح ادا کریں کہ ہماری روح، ہمارا دل، ہمارے جسم کا ذرّہ ذرّہ خدا کے شکر میں ڈوب کر خدا کی محبت میں فنا ہو جائے۔‘‘

(ماخوذ از خطبات طاہر جلد 7 صفحہ 37 تا 52)

مسجد واشنگٹن کے لئے تحریک

7 جولائی 1989ء کو لاس اینجلس (امریکہ) میں خطبہ جمعہ میں واشنگٹن میں ایک خوبصورت مسجد بنانے کی تحریک فرمائی جس کے اخراجات کا اندازہ پچاس لاکھ ڈالر تھا۔ آپ نے جماعت امریکہ کو اس سال کو مسجد واشنگٹن کا سال بنانے کی تحریک کی اور تمام دنیا کی جماعتوں سے بھی فرمایا کہ وہ بھی واشنگٹن کی مسجد کے لئے حصہ ڈالیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ خوبصورت اور وسیع مسجد ’’مسجد بیت الرحمان‘‘ کے نام سے تعمیر ہو کر خدا کے ذکر سے معمور ہے۔

صد سالہ جوبلی فنڈ نمبر 2

حضورؒ نے جلسہ سالانہ یُوکے 1989ء کے دوسرے روز کے خطاب میں افریقہ اور ہندوستان کی خدمت کے لئے پانچ کروڑ روپے کی مالی تحریک کا اعلان فرمایا۔

مشرقی یورپ میں مساجد اور مراکز کے قیام کے لئے تحریک

27 دسمبر 1996ء کو حضورؒ نے مشرقی یورپ میں مشن ہاؤسز یعنی جماعتی مراکز کے قیام، نئی مساجد کی تعمیر کے لئے پندرہ لاکھ ڈالر کی مالی تحریک فرمائی۔

جرمنی میں مساجد کی تعمیر

23 مئی 1997ء کو حضور نے جرمنی میں سو مساجد کی تعمیر کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا:

"کوشش کریں کہ اس صدی کے آخر تک یعنی آخری سال تک جماعت احمدیہ کی طرف سے ایک سو مساجد جرمنی میں بنائی جا چکی ہوں یا ان کی زمینیں لے لی گئی ہوں اور ان پر خواہ ایک جھونپڑا بنا کر اور مینار کا سمبل (symbol) بنا دیں۔"

خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت جرمنی نے بہت مستعدی اور سرعت سے اس منصوبہ کے لئے قربانی کی اور کر رہی ہے۔ چنانچہ حضور رحمہ اللہ کی وفات تک 30/مساجد، مشن ہاؤسز، مراکز تبلیغ کے لئے عمارات یا قطعات زمین حاصل کئے جا چکے تھے۔ اور خلافتِ خامسہ میں یہ سلسلہ بڑی تیزی سے آگے بڑھ رہا ہے۔

بیلجیم میں ایک عظیم الشان مسجد کی تعمیر کی تحریک

3 مئی 1998ء کو جلسہ سالانہ بیلجیم پر حضورؒ نے فرمایا:

"اس سال مَیں جماعتوں کو خاص طور پر نصیحت کر رہا ہوں کہ خدا کے گھروں کی طرف توجہ کرو۔ خلوص سے حصہ لیں، اس سے بہت برکت ملے گی۔۔۔ آج بیلجیم کی اہم ترین ضرورت یہ ہے کہ یہاں عظیم الشان مسجد بنائی جائے۔۔۔ ایسی اچھی مسجد بنائیں کہ سارے بیلجیم کے احمدی دُور دُور سے آئیں اور اپنے دوستوں کو بھی لے کر آئیں تو اس میں گنجائش ہو۔ مسجد کے ساتھ دفاتر بھی تعمیر ہو سکتے ہیں جہاں ہر قسم کی ضرورتیں پوری ہوں۔"

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس وقت (2019ء) میں اس مسجد کی تعمیر کا کام تیزی سے جاری ہے۔

تعمیر مساجد کے لئے عمومی تحریک

19 مارچ 1999ء کو خطبہ جمعہ میں حضورؒ نے فرمایا:

"۔۔۔ یہ سال غیر معمولی اہمیت کا سال ہے۔۔۔ اس سال ہم نے مساجد کی تعمیر کا منصوبہ بنایا ہے۔ اس کے لئے غیر معمولی عزم ہے۔۔۔ پس مساجد کی تعمیر کے اس منصوبہ پر سنجیدگی سے عمل

شروع کریں۔"

اس عظیم منصوبہ کے تحت دنیا بھر میں کثرت سے مساجد کی تعمیر کی طرف غیر معمولی توجہ پیدا ہوئی اور متعدد مساجد تعمیر ہوئیں۔

مسجد بیت الفتوح لندن

مسجد بیت الفتوح لندن کے لئے جب حضورؒ نے تحریک فرمائی تو ایک ہی ہفتہ میں 3.3 ملین پاؤنڈز کے وعدے افراد جماعت نے پیش کر دیئے۔

....

حضورؒ نے انسانی ہمدردی کی بنیاد پر غرباء و مساکین اور یتامیٰ اور نادار افراد اور قحط اور زلازل اور قدرتی آفات یا جنگوں کے نتیجہ میں متاثرین اور مصیبت زدگان کی مدد کے لئے بھی مختلف تحریکات فرمائیں۔ مثلاً عید کے موقع پر غرباء کے ساتھ خوشیاں بانٹنے کی تحریک (جولائی 1983ء)۔ حبشہ کے مصیبت زدگان کے لئے مالی امداد کی تحریک (نومبر 1984ء)۔ اسیران راہِ مولیٰ و شہداء احمدیت کے پسماندگان، بیوگان و یتامیٰ کی خبر گیری کے لئے سیدنا بلالؓ فنڈ (1986ء)۔ متاثرین زلزلہ ایلسلواڈور کی امداد کے لئے تحریک (1986ء)۔ اسیران کی فلاح و بہبود کے لئے کوشش کی تحریک (1987ء)۔ متاثرین زلزلہ ایران کی امداد کی تحریک (1990ء)۔ فاقہ زدگان افریقہ کی امداد کے لئے تحریک (1991ء)۔ مہاجرین لائبیریا کی امداد کے لئے تحریک (1991ء)۔ کفالت یتامیٰ کی تحریک (1991ء) خدمت خلق کے لئے ایک عالمی تنظیم (ہیومینٹی فرسٹ) کے قیام کی تحریک (1992ء)۔ بوسنیا کے یتیم بچوں اور صومالیہ کے قحط زدگان کی امداد کے لئے تحریک (1992ء)۔ مظلومین بوسنیا کی امداد کے لئے تحریک (1992ء)۔ مظلومین روانڈا کے لئے مالی امداد کی تحریک (1994ء)۔ یتامیٰ اور بیوگان کی خدمت کی عالمی تحریک (1995ء)۔ غریب بچیوں کی شادی کے موقع پر امداد کے لئے 'مریم شادی فنڈ' کی تحریک (2003ء)۔

ان تحریکات اور اس کے علاوہ خدمت خلق کے لئے بعض دیگر تحریکات کا تعارف اور کسی قدر تفصیلی تذکرہ خدمت خلق کے عنوان کے تحت پیش کیا جائے گا۔

....

جماعت احمدیہ کی تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ خلافت احمدیہ کے تابع ہر دور میں جماعت احمدیہ نے مالی قربانی میں مسلسل آگے قدم بڑھایا۔ خلافت رابعہ کے عہد میں بھی یہ عظیم روایت قائم رہی اور قربانیوں کے نئے ارفع و اعلیٰ معیار قائم ہوئے اور اس قدر مالی قربانی پیش کی جس کو احاطہ تحریر میں نہیں لایا جاسکتا۔

ذیل کے کوائف سے اس کا کسی قدر اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

1981ء۔1982ء میں بیرون پاکستان کی صرف 38 ممالک کی جماعتوں کا بجٹ بنا تھا جبکہ 2001ء۔2002ء میں 82 ممالک کا بجٹ بنا۔

بعض جماعتوں کے مجموعی بجٹ آمد 22 گنا، بعض 35 گنا، بعض 46 گنا، بعض 80 گنا ہو گئے۔ اور بعض کے بنیادی چندے 40 گنا سے 200 گنا تک ہو گئے۔

اسی طرح چندہ تحریک جدید بیرون پاکستان میں 41 گنا اور وقف جدید بیرون میں 39 گنا اضافہ ہوا۔

1982ء میں 28/ممالک میں 81/مرکزی مبلغین مصروف عمل تھے اور 31/مارچ 2002ء کو 65/ممالک میں 244/مرکزی مبلغین مصروف عمل تھے۔ مقامی مبلغین اور معلمین کی ایک خاصی تعداد اس کے علاوہ ہے۔ اور ان تمام کے اخراجات جماعتی طور پر چندوں سے ہی پورے کئے گئے۔ کئی ممالک جو پہلے اپنی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے مرکزی امداد پر انحصار کرتے تھے وہ خدا کے فضل سے خود کفیل ہوئے بلکہ دوسروں کی مدد کے قابل ہو گئے۔

....

مالی قربانی میں ایک نیا سنگِ میل

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے جلسہ سالانہ یُوکے 1996ء کے موقع پر مالی قربانی کے میدان میں ایک نئے سنگِ میل کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ خدا کے فضل و کرم کے ساتھ جماعت کا

عالمی بجٹ ایک ارب 6 کروڑ 93 لاکھ روپے ہو چکا ہے۔

حضور رحمہ اللہ نے فرمایا کہ 1982ء میں جب اللہ تعالیٰ نے مجھے منصب خلافت پر قائم فرمایا تو اس وقت جماعت احمدیہ عالمگیر کی کُل مالی قربانی پانچ کروڑ پندرہ لاکھ ستانوے ہزار روپے تھی۔ پھر ہجرت والے سال میں یعنی 1984ء میں جماعت نے بارہ کروڑ تینتالیس لاکھ باون ہزار روپے کی قربانی پیش کی۔ اس پر مَیں نے ایک دفعہ جماعت کے سامنے اس خواہش کا اظہار کیا کہ ہم پچاس کروڑ کی حد کو کراس کر جائیں۔ چنانچہ سال 93-1992 میں جماعت نے پہلی دفعہ پچاس کروڑ کی حد کو کراس کرتے ہوئے ترپّن کروڑ چورانوے لاکھ کی قربانی پیش کی۔ اور پھر میں نے امید ظاہر کی کہ جلد ہم اربوں کی حد میں داخل ہو جائیں۔ آج میں جماعت کو یہ خوشخبری دیتا ہوں کہ یہ وہ سال ہے جو ایک سنگِ میل لے کر جماعت کے لئے حاضر ہوا ہے۔ اور آج خدا تعالیٰ کے فضل و کرم کے ساتھ جماعت کا عالمی بجٹ ایک ارب چھ کروڑ ترانوے لاکھ روپے ہو چکا ہے۔

(ماخوذ از خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرمودہ بر موقع جلسہ سالانہ یو کے 1996ء۔ دوسرے روز بعد دوپہر کا خطاب)

غرضیکہ مالی قربانی کی وہ شاخ جو حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے دست مبارک سے لگائی گئی تھی خلافت احمدیہ کے زیر سایہ وہ بھی بہت پھولی اور پھلی اور ایک تناور درخت میں تبدیل ہو گئی جس کی ہر شاخ آگے مثمر بثمرات حسنہ اور پھلوں سے لدی ہوئی ہے۔

جماعت احمدیہ کے مالی نظام کا استحکام اور اس کی غیر معمولی کامیابی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی آئینہ دار اور حضرت مسیح موعودؑ اور خلافت احمدیہ کی صداقت کا عظیم ثبوت ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اس پہلو سے جماعت احمدیہ میں قائم طوعی مالی نظام کا ذکر کرتے ہوئے خطبہ جمعہ فرمودہ 25 دسمبر 1992ء میں فرمایا:

”جماعت احمدیہ کا جو یہ پہلو ہے یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا ایک ایسا عظیم الشان ثبوت ہے کہ ساری دنیا زور مار لے، گالیاں دے یا کوششیں کرے اور منصوبے بنائے تو بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کی یہ نمایاں اور عظیم الشان اور امتیازی خوبی ان سے چھین نہیں سکتی۔ اس پیغام کو سو سال ہو چکے ہیں۔ سو سال میں کتنی ہی نسلیں ایک

دوسرے کے بعد آتی ہیں اور تھک ہار کر بیٹھ رہا کرتی ہیں اور مالی نظام تو خصوصیت کے ساتھ بہت ہی زیادہ ابتلا میں ڈالے جاتے ہیں۔ ابتلا ان معنوں میں کہ مالی لحاظ سے 100 سال کے اندر کام کرنے والوں کی دیانتیں بدل جاتی ہیں، ان کے اخلاص بدل جاتے ہیں، قربانی کرنے والوں کا معیار بدل جایا کرتا ہے۔ اور اس پہلو سے وہ مالی نظام جو خالصۃً طوعی تحریک پر مبنی ہو اس کے لئے ایک سو سال تک کامیابی کے ساتھ آگے بڑھتے رہنا اس جماعت کے بانی کی صداقت کی ایک بہت ہی عظیم الشان دلیل ہے۔ خاص طور پر جبکہ دنیا کے رجحان اس کے برعکس چل رہے ہوں۔۔۔

جماعت احمدیہ۔۔۔ حیرت انگیز وفا کے ساتھ اپنے اس اسلوب کو قائم رکھے ہوئے ہے کہ ہر آنے والا سال جماعت کی مالی قربانی کی روح کو کم کرنے کی بجائے بڑھا رہا ہے۔ یہ اعجاز خدا تعالیٰ کے بھیجے ہوئے ایک سچے فرستادہ کے سوا کوئی دنیا میں دکھا نہیں سکتا۔

ساری دنیا کی طاقتوں کو میں کہتا ہوں کہ مل کر زور لگا کر دیکھ لیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسی کوئی مالی قربانی کرنے والی جماعت کہیں ہو تو لا کر دکھائیں۔ دنیا کے سامنے وہ چہرے تو پیش کریں۔ وہ کون لوگ ہیں جو اس طرح اخلاص اور وفا کے ساتھ اور بڑھتی ہوئی قربانی کی روح کے ساتھ خدا تعالیٰ کے حضور اپنے اموال پیش کرتے چلے جاتے ہیں۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 25 دسمبر 1992ء۔ خطباتِ طاہر جلد 11 صفحہ 919 تا 920)

....

خدمتِ خلق کی بعض تحریکات

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''خدا تعالیٰ کے دو حکم ہیں۔ اوّل یہ کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ نہ اس کی ذات میں، نہ صفات میں، نہ عبادات میں۔ اور دوسرے نوع انسان سے ہمدردی کرو۔ اور احسان سے یہ مراد نہیں کہ اپنے بھائیوں اور رشتہ داروں ہی سے کرو بلکہ کوئی ہو، آدم زاد ہو اور خدا تعالیٰ کی مخلوق میں کوئی بھی ہو۔''

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 164ر۔ مطبوعہ انگلستان ایڈیشن 1985ء)

اسی طرح آپؑ نے فرمایا:

''مخلوق کی ہمدردی ایک ایسی شے ہے کہ اگر انسان اسے چھوڑ دے اور اس سے دُور ہوتا جاوے تو رفتہ رفتہ پھر وہ درندہ ہو جاتا ہے۔ انسان کی انسانیت کا یہی تقاضا ہے اور وہ اُسی وقت تک انسان ہے جب تک اپنے دوسرے بھائی کے ساتھ مروّت، سلوک اور احسان سے کام لیتا ہے اور اس میں کسی قسم کی تفریق نہیں ہے۔۔۔ یاد رکھو ہمدردی کا دائرہ میرے نزدیک بہت وسیع ہے۔ کسی قوم اور فرد کو الگ نہ کرے۔ مَیں آج کل کے جاہلوں کی طرح یہ نہیں کہنا چاہتا کہ تم اپنی ہمدردی کو صرف مسلمانوں سے ہی مخصوص کرو۔ نہیں۔ مَیں کہتا ہوں کہ تم خدا تعالیٰ کی ساری مخلوق سے ہمدردی کرو خواہ وہ کوئی ہو۔ ہندو ہو یا مسلمان یا کوئی اور۔ مَیں کبھی ایسے لوگوں کی باتیں پسند نہیں کرتا جو ہمدردی کو صرف اپنی ہی قوم سے مخصوص کرنا چاہتے ہیں۔''

(ملفوظات جلد چہارم۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ انڈیا صفحہ 216 تا 217)

اسی طرح فرمایا:

''نوع انسان پر شفقت اور اس سے ہمدردی کرنا بہت بڑی عبادت ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے یہ ایک زبردست ذریعہ ہے۔''

(ملفوظات جلد چہارم۔ ایڈیشن 2003ء صفحہ 438 مطبوعہ انڈیا)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جماعت میں داخل ہونے والوں کے لئے جو دس شرائطِ بیعت بیان فرمائی ہیں ان میں بھی خاص طور پر خلقِ خدا کی خدمت کی طرف توجہ دلائی ہے۔ چنانچہ نویں شرطِ بیعت میں حضور علیہ السلام فرماتے ہیں

"یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض لِلّٰہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔"

(ازالہ اوہام حصہ دوم صفحہ 464 / روحانی خزائن جلد سوم صفحہ 564)

چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے بعد آپؑ کے خلفاء کرام کی تعلیم و تربیت اور ان کے پاک اُسوہ کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے خدمت خلق میں جماعت احمدیہ ایک طُرّہٴ امتیاز رکھتی ہے جو قرآن و حدیث کی تعلیمات کے مطابق انفرادی اور ذاتی طور پر بھی اور اجتماعی طور پر جماعتی لحاظ سے بھی **سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً** اپنی تمام تر استعدادوں اور صلاحیتوں کے ساتھ خالصۃً **لِوَجْهِ اللّٰه** خدمتِ خلق کے کام سرانجام دیتی ہے اور اس کے نتیجہ میں ان میں کسی قسم کا تکبر یا فخر و غرور یا دکھاوے کا کوئی شائبہ تک نہیں پایا جاتا۔ بلکہ جس قدر خدمت خلق کا موقع ملے اسے اللہ تعالیٰ کا ایک احسان سمجھتے ہوئے ان کے سر اس کے حضور شکر گزاری کے جذبہ کے ساتھ مزید جھک جاتے ہیں۔ خود حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں اور آپ کے بعد آپ کے خلفاء کے زمانہ میں خدمت خلق کی جو بھی تحریکات ہوئیں ان میں جماعت نے ہمیشہ ایک شان کے ساتھ لبیّک کہا اور خدمت کے سب میدانوں میں نمایاں خدمات کی توفیق پائی۔ جماعت احمدیہ کی تاریخ کا ہر ورق اس امر کی گواہی دیتا ہے کہ اس نے ہر دَور میں دکھ اٹھا کر دوسروں کو آرام پہنچایا۔ ظلم و ستم کی کڑی دھوپ میں جل کر غریبوں کو سائبان مہیا کیا۔ خود تشنہ رہ کر بھی دوسروں کی پیاس بجھاتی رہی۔ اُس پر گالیوں کے کنکر اور طنز کے تیر برسائے جاتے رہے لیکن جواب میں جماعت دعاؤں کے پھول برساتی رہی۔ اور **يُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ** (الحشر :10) کے مصداق نہایت روشن اور تابندہ مثالیں قائم کیں۔

جماعت میں پہلے سے جاری خدمتِ خلق کی بابرکت تحریکات حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے

بابرکت دور میں بھی نہ صرف جاری رہیں بلکہ ان کی وسعت اور تعداد میں اضافہ بھی ہوا۔ حضور رحمہ اللہ نے حقوق العباد کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے ایک موقع پر فرمایا:

"حقوق اللہ اور حقوق العباد بالآخر ایک ہو جاتے ہیں۔ یہ ناممکن ہے کوئی شخص حقوق العباد صحیح معنوں میں ادا کرے اور اللہ تعالیٰ کے پیار کی نظر اس پر نہ پڑے۔ ایسے بندوں کو خدا چُن لیتا ہے جو واقعۃً اس کے بندوں کے حق ادا کرتے ہیں۔ اور یہ ناممکن ہے کہ کوئی اللہ تعالیٰ کا ہو جائے اور بنی نوع انسان کے حقوق ادا نہ کرے۔"

(روزنامہ الفضل سالانہ نمبر 28 دسمبر 2011ء صفحہ 15)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ 12 ستمبر 2003ء میں جماعت کی خدمت خلق کی اس خوبی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"یہ جماعت احمدیہ کا ہی خاصہ ہے کہ جس حد تک توفیق ہے خدمت خلق کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی ہے اور جو وسائل میسر ہیں ان کے اندر رہ کر جتنی خدمتِ خلق اور خدمتِ انسانیت ہو سکتی ہے کرتے ہیں، انفرادی طور پر بھی اور جماعتی طور پر بھی۔ احباب جماعت کو جس حد تک توفیق ہے بھوک مٹانے کے لئے، غریبوں کے علاج کے لئے، تعلیمی امداد کے لئے، غریبوں کی شادیوں کے لئے، جماعتی نظام کے تحت مدد میں شامل ہو کر بھی عہد بیعت کو نبھاتے بھی ہیں اور نبھانا چاہئے بھی۔ ... اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کو پہلے سے بڑھ کر خدمت انسانیت کی توفیق عطا فرمائے۔

... جماعتی سطح پر یہ خدمتِ انسانیت حسب توفیق ہو رہی ہے۔ مخلصین جماعت کو خدمتِ خلق کی غرض سے اللہ تعالیٰ توفیق دیتا ہے، وہ بڑی بڑی رقوم بھی دیتے ہیں جن سے خدمتِ انسانیت کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے افریقہ میں بھی اور ربوہ اور قادیان میں بھی واقفین ڈاکٹر اور اساتذہ خدمت بجالا رہے ہیں۔ لیکن مَیں ہر احمدی ڈاکٹر، ہر احمدی ٹیچر اور ہر احمدی وکیل اور ہر وہ احمدی جو اپنے پیشے کے لحاظ سے کسی بھی رنگ میں خدمت انسانیت کر سکتا ہے، غریبوں اور ضرورتمندوں کے کام آسکتا ہے، ان سے یہ کہتا ہوں کہ وہ

ضرور غریبوں اور ضرورتمندوں کے کام آنے کی کوشش کریں۔نتیجۃً اللہ تعالیٰ آپ کے اموال ونفوس میں پہلے سے بڑھ کر برکت عطا فرمائے گا انشاء اللہ۔اگر آپ سب اس نیت سے یہ خدمت سرانجام دے رہے ہوں کہ ہم نے زمانے کے امام کے ساتھ ایک عہد بیعت باندھا ہے جس کو پورا کرنا ہم پر فرض ہے تو پھر آپ دیکھیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور برکتوں کی کس قدر بارش ہوتی ہے جس کو آپ سنبھال بھی نہیں سکیں گے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 12 ستمبر 2003ء)

چنانچہ آئیوری کوسٹ کے کسی گاؤں میں آتشزدگی سے متاثرہ افراد کی مدد کی صورت ہو، پاکستان کے پسماندہ ترین علاقہ مٹھی میں المہدی ہسپتال ہو، بورکینا فاسو، بنگلہ دیش، بوسنیا، بینن، تنزانیہ، جاپان کے زلزلہ، انڈونیشیا کی سونامی، ربوہ میں قائم ہونے والے طاہر ہومیو پیتھک ہاسپٹل اینڈ ریسرچ انسٹیٹیوٹ سمیت دنیا بھر میں قائم کی جانے والی ہومیو پیتھک کلینکس ،سری لنکا، سیرالیون، گھانا، قادیان، کینیا، گجرات (انڈیا)، مظفر آباد (پاکستان)، لائبیریا، گیمبیا، نائیجر، یوگنڈا غرض جہاں جہاں جماعتِ احمدیہ موجود ہے وہاں وہاں کسی نہ کسی رنگ میں افراد جماعت خدمتِ خلق میں کسی نہ کسی طرح ضرور مصروف ہیں۔

جہاں یہ خدمتِ خلق ہر احمدی وقارِ عمل کی صورت میں کرنے میں خوشی محسوس کرتا ہے وہاں احمدیوں میں سے خدمتِ انسانیت کے جذبہ سے سرشار بعض ڈاکٹرز اور ٹیچرز اپنی زندگیوں کے کئی سال اور بعض اوقات پوری زندگیاں اس راہ میں وقف کر کے اپنے گھروں سے ہزاروں میل دور خدماتِ انسانیت کی عمدہ اور اعلیٰ مثالیں رقم کرنے میں آج بھی مصروف ہیں۔

نصرت جہاں آگے بڑھو سکیم

اس تحریک کا آغاز حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے اپنے دورہ مغربی افریقہ 1970ء کے دوران فرمایا۔ اس سکیم کے تحت حضور رحمہ اللہ نے مغربی افریقہ کے چھ ممالک میں طبی اور تعلیمی

خدمات بہم پہنچانے کا اعلان فرمایا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے دورِ مبارک میں یہ تحریک کس طرح پروان چڑھی اور ترقی کی منازل طے کرتی رہی اس کے متعلق تبصرہ کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اپنی خلافت کے دوران ہونے والے پہلے مرکزی جلسہ سالانہ 1982ء کے موقع پر فرمایا:

"حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے کارناموں میں یہ ایک انتہائی عظیم کارنامہ ہے کہ نصرت جہاں سکیم کو جاری کرنے کے بعد اس کی ایسی عمدہ رہنمائی فرمائی کہ دیکھتے دیکھتے اللہ تعالیٰ کے فضل نے اسے برکتوں کے پھلوں سے بھر دیا اور جماعت نے بھی ایسا تعاون فرمایا کہ روح دیکھ کر عش عش کر اٹھتی ہے۔۔۔

اس تحریک کو جو تحریک ترپن لاکھ روپے کے سرمائے سے شروع کی گئی تھی صرف اس سال کا بجٹ چار کروڑ انہتر لاکھ روپے ہو چکا ہے۔ امسال خدا کے فضل سے دو لاکھ بیس ہزار افراد کو اللہ تعالیٰ نے اس تحریک کے نتیجہ میں شفا عطا فرمائی اور 4,471 کامیاب آپریشن کرنے کی اللہ تعالیٰ نے جماعت کو توفیق عطا فرمائی۔"

(خطاب بر موقع جلسہ سالانہ 1982ء۔ دوسرا روز)

یہ بابرکت تحریک حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے عہدِ مبارک میں پھلتی پھولتی رہی کیونکہ اس تحریک کے پسِ پردہ جو روحانی سوچ اور فکر کارفرما تھی وہ بقول حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ:

"جماعت احمدیہ اس کام کی نگران ہوگی اور یہ دیکھے گی کہ جو بھی نئے روابط پیدا ہوتے ہیں ان میں سے کوئی بھی افریقہ کو لوٹنے کے لئے نہیں ہوگا بلکہ ہم دوستوں کے رخ پلٹانے کی کوشش کریں گے۔ ان زمانوں کو تبدیل کر دیں گے جب افریقہ سے دولتیں باہر کی طرف بہا کرتی تھیں۔ اب ہمارا مقصود یہ ہے، یہ کوشش ہے، دعا یہ ہے اور ہماری ساری تمنائیں یہ ہیں کہ باہر کی دنیا سے دولتیں افریقہ کی طرف بہنے لگیں۔۔۔ افریقہ جو اپنے حقوق سے محروم کیا گیا ہے وہ دوبارہ اپنے حقوق حاصل کر لے۔"

(خطاب بر موقع جلسہ سالانہ 1988ء)

اسی طرح فرمایا:

"یہ وہ سوچ تھی جو جماعت کی سکیموں کے پس پردہ کارفرما تھی جس کے باعث روحانی شفا کے ساتھ ساتھ بدنی شفا کے سرچشمے بھی جماعت احمدیہ کی طرف سے جاری ہو گئے۔ جماعت کے سکولوں کا سلسلہ بھی پھیلتا چلا گیا۔ جماعت کے ہسپتال اور ڈسپنسریاں قطار اندر قطار بڑھتی چلی گئیں۔ جماعت کے اداروں کو وہ عزّت ملی کہ رومن کیتھولک عیسائی جو بظاہر مخالف تھے انہوں نے بھی اپنے بچے جماعت کے سکولوں میں بھجوانے شروع کر دیے۔ جماعت کے ہسپتالوں میں ایسے ایسے مریضوں کو لایا گیا جنہیں کوئی لینے کو تیار نہیں تھا۔ ہر طرف سے انہیں جواب مل چکا تھا اور ان میں ایڈز جیسی مہلک بیماری میں مبتلا مریض بھی شامل تھے اور انہیں جماعت کے ہسپتالوں میں معجزانہ طور پر شفا ملی اور لوگ محو حیرت رہ گئے۔"

(خطاب برموقع جلسہ سالانہ 1993ء)

جماعت کے سکولوں میں جذبۂ عشقِ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ فروغ حاصل ہوا کہ عیسائی بچے بھی "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ" کا نعرہ بلند کرتے۔

جماعت کے کارکنوں کو وہ عزّت ملی کہ افریقہ کے بعض ممالک جہاں پولیس ہر کسی کی تلاشی لازمی لیتی تھی اگر کسی سواری پر احمدیہ لکھا ہوا ہوتا تو اسے نہ تو پولیس، نہ ہی فوج روکتی۔

(خطاب برموقع جلسہ سالانہ 1988ء)

نصرت جہانِ نَو سکیم

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اپنے دورہ مغربی افریقہ 1988ء میں گیمبیا میں قیام کے دوران اس بابرکت سکیم کے دوسرے دَور کے آغاز کا اعلان فرمایا۔ چنانچہ اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 22/جون 1988ء میں فرمایا:

"خدمت کے مطالبے بڑھتے چلے جا رہے ہیں اس لئے ان سارے امور میں نصرت جہانِ نَو کا میں اعلان کرتا ہوں۔ ایک نئے جذبے اور ایک نئے ولولے کے ساتھ سابقہ نصرت جہاں کے کام کو مزید آگے بڑھانے کے لئے ایک نیا شعبہ "نصرت جہانِ نَو" ان سارے امور میں غور کرے گا اور ان سارے امور کو مترتب کرے گا اور انشاء اللہ تعالیٰ جماعت کو نئے میدانوں میں افریقہ کی خدمت کرنے کی توفیق بخشے گا۔

یہ عجیب اللہ تعالیٰ کا تصرف ہے اور گیمبیا کی یہ خاص سعادت اور خوش نصیبی ہے کہ نصرت جہانِ اوّل کی تحریک بھی اسی ملک یعنی آپ کے ملک سے شروع ہوئی تھی اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کو خدا نے یہ توفیق بخشی تھی کہ وہ گیمبیا کی سرزمین سے نصرت جہان کی اسکیم کا اعلان کریں۔ پس اس کے دوسرے حصے کے اعلان کے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کی سرزمین کو یہ اعزاز بخشا ہے۔ اللہ یہ اعزاز آپ کو مبارک کرے اور اس تحریک کو بھی پہلی تحریک کی طرح ہمیشہ اپنے فضلوں اور رحمت کے سایہ تلے بڑھاتا رہے۔ آمین۔"

حضور رحمہ اللہ نے جلسہ سالانہ برطانیہ 1998ء کے دوسرے روز بعد دوپہر کے اجلاس میں خطاب میں فرمایا:

"جماعت احمدیہ کو اَلْعِلْمُ عِلْمَانِ۔ عِلْمُ الْاَدْیَانِ وَعِلْمُ الْاَبْدَانِ کی ایک دوسری تشریح پر بھی عمل پیرا ہونے کی توفیق ملی ہے اور وہ علم شفا ہے۔ اس فرمان نبویؐ کا ایک معنیٰ یہ بھی ہے اور بہت سے علماء اسی کو اوّلیت دیتے ہیں کہ عِلْمُ الْاَبْدَانِ سے مراد ہے بدنوں کی شفا کا علم۔ پس اس پہلو سے بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ عالمگیر کو یہ توفیق مل رہی ہے کہ بکثرت ہسپتالوں اور چھوٹے چھوٹے شفاخانوں کو قائم کریں۔ بڑے ہسپتالوں میں سے اگرچہ یہ کام آغاز میں نصرت جہاں سکیم کی طرف سے ہوا تھا، اُس وقت سے لے کر اب تک بہت وسعت اختیار کر چکا ہے اور جو باقاعدہ بڑے بڑے ہسپتال قائم ہو چکے ہیں ان میں افریقہ کے دس ممالک میں اکتیس ہسپتالوں میں 35 ڈاکٹرز کام کر رہے ہیں۔ ان ہسپتالوں میں پاکستان اور ہندوستان وغیرہ کے ہسپتال شامل نہیں، یہ وہ طبی مراکز ہیں جن کی ایک بڑی تعداد مروّجہ ایلوپیتھک طریقۂ علاج کو اپنائے ہوئے ہے کیونکہ اس میں تشخیص اور دوائیں تجویز کرنے میں آسانی رہتی ہے اور اسی پہلو سے بڑے ہسپتالوں کے علاوہ بکثرت چھوٹے چھوٹے ایلوپیتھک شفاخانے بھی تمام بڑے بڑے ملکوں میں قائم کئے جا رہے ہیں"

2003ء میں خدا کے فضل و کرم سے نصرت جہاں سکیم کے تحت صرف افریقہ کے 12/ممالک میں 36/ہسپتال اور کلینکس اور 8/ممالک میں 373/سیکنڈری ہائی سکولز اور جونیئر سکولز اور نرسری سکولز کام کر رہے تھے۔ پاکستان اور ہندوستان وغیرہ کے ہسپتال اور جماعتی تعلیمی ادارے اس کے علاوہ ہیں۔

نصرت جہاں سکیم کے تحت دورِ خلافتِ رابعہ میں قائم ہونے والے طبی ادارہ جات

چنانچہ میڈیکل ادارہ جات میں درج ذیل ادارے شامل ہیں:

❁ گھانا میں احمدیہ میڈیکل سنٹر اکروفوم (اجراء 1983ء)، ہومیو کلینک بواڈی (اجراء 1991ء)، احمدیہ ہسپتال ڈبو آسے (اجراء 1994ء)، طاہر ہومیو کمپلیکس بواڈی (اجراء 1995ء)، ہومیو کلینک ساچرے اڈوماسی (اجراء 1996ء)، احمدیہ ہسپتال کالیو (اجراء 1996ء)، ہومیو کلینک کوفوریڈوا (اجراء 1998ء)، احمدیہ میڈیکل سنٹر وا (اجراء 2000ء)۔

❁ نائیجیریا میں قائم کیے جانے والے ادارہ جات میں احمدیہ ہسپتال، اوچی (اجراء 1982ء)، احمدیہ ہسپتال اجوکورو (اجراء 1983ء)، احمدیہ ہسپتال نیو بصا (اجراء 1998ء) شامل ہیں۔

❁ سیرالیون میں قائم ہونے والے ادارہ جات میں احمدیہ ہسپتال فری ٹاؤن (اجراء 1995ء)۔

❁ لائبیریا میں قائم ہونے والے طبی ادارہ جات میں احمدیہ ہسپتال منرو ویا (اجراء 1983ء)۔

❁ آئیوری کوسٹ میں قائم کیے جانے والے ادارہ جات میں احمدیہ کلینک آبی جان (اجراء 1984ء)۔

❁ بورکینا فاسو میں قائم ہونے والے ادارہ جات میں احمدیہ ہسپتال واگاڈوگو رسمگاندے (اجراء 1997ء)، احمدیہ ہسپتال بوبوجلاسو (اجراء 2002ء)، احمدیہ ہسپتال پورٹونوو (اجراء 1999ء)، احمدیہ ہسپتال کوٹونو (اجراء 2003ء)،

❁ گنی بساؤ میں تعمیر ہونے والا ادارہ احمدیہ میڈیکل سنٹر گنی بساؤ (اجراء 2000ء)،

❁ کانگو میں قائم ہونے والا ادارہ احمدیہ ہسپتال مسینہ رکنشاسا (اجراء 1987ء)،

❁ کینیا میں قائم ہونے والے ادارہ جات میں احمدیہ ہسپتال شیانڈا (اجراء 1988ء)، احمدیہ کلینک نیروبی (اجراء 1998ء)، احمدیہ کلینک ممباسہ (اجراء 2000ء)، احمدیہ کلینک کسوموں (اجراء 2001ء)، احمدیہ کلینک نکورو (2002ء)۔

❁ تنزانیہ میں قائم ہونے والے طبی ادارہ جات میں احمدیہ ہسپتال موروگورو (اجراء 1988ء)،

احمدیہ ہسپتال کہونڈہ (اجراء1992ء)۔

❁ یوگنڈا میں قائم کیے جانے والے طبی ادارہ جات میں احمدیہ میڈیکل سنٹر جوتیرہ (اجراء 1984ء)، احمدیہ ہسپتال امبالے (اجراء1990ء) شامل ہیں۔

نصرت جہاں سکیم کے تحت دورِ خلافتِ رابعہ میں قائم ہونے والے تعلیمی ادارہ جات

خلافتِ رابعہ کے بابرکت دور میں نصرت جہاں آگے بڑھو اور نصرت جہانِ نَو سکیم کے تحت جو تعلیمی ادارہ جات قائم کیے گئے ان میں درج ذیل شامل ہیں:

❁ سیرالیون میں قائم ہونے والے تعلیمی ادارہ جات میں احمدیہ جونیئر سیکنڈری سکول Timbowala (اجراء 1982ء)، احمدیہ جونیئر سیکنڈری سکول روٹی فنک (اجراء 1983ء)، احمدیہ مسلم ٹیکنیکل اینڈ ووکیشنل سیکنڈری سکول مکینی (اجراء 1984ء)، احمدیہ جونیئر سیکنڈری سکول کوری بانڈو (اجراء1984ء)، طاہر احمدیہ جونیئر سیکنڈری سکول Kailahun (اجراء1985ء)، احمدیہ جونیئر سیکنڈری سکول Sembehun (اجراء 1990ء)، احمدیہ جونیئر سیکنڈری سکول Pepel (اجراء 1994ء)، ناصر سینئر احمدیہ سیکنڈری سکول Kenema (اجراء1996ء)، بلوم احمدیہ سینئر سیکنڈری سکول لنگی (اجراء2000ء)، احمدیہ سینئر سیکنڈری سکول بو (اجراء2000ء)، احمدیہ سینئر سیکنڈری سکول جورو (اجراء2000ء)، احمدیہ سینئر سیکنڈری سکول فری ٹاؤن (اجراء2000ء)، طاہر جونیئر سیکنڈری سکول بو (اجراء2003ء)، جاوی سینئر سیکنڈری سکول دارو (اجراء2003ء)، احمدیہ جونیئر سیکنڈری سکول Bomie Tongo (اجراء2003ء)، احمدیہ جونیئر سیکنڈری سکول Mogbwemo (اجراء 2003ء)، نصرت جہاں گرلز جونیئر سیکنڈری سکول بو (اجراء2003ء)۔

❁ گیمبیا کے تعلیمی ادارہ جات میں ناصر احمدیہ ہائی سکول بصے (اجراء1983ء)، طاہر احمدیہ مسلم سینئر سیکنڈری سکول مانسا کونکو (اجراء 1988ء)، شاہ تاج احمدیہ ہائی سکول منرویا (اجراء 1996ء) شامل ہیں۔

• •

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اسیروں ناداروں اور غریب اور مسکین مستحقین کی امداد اور مختلف قدرتی آفات و مصائب کے مواقع پر متاثرین کی تکالیف کے ازالہ اور ان کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے متعدد تحریکات فرمائیں۔ جن پر افراد جماعت نے اپنے روایتی جذبہ و جوش کے ساتھ لَبَّیْک کہتے ہوئے دامے، درمے، سخنے ہر رنگ میں خدمت خلق کی توفیق پائی۔ ان تمام تحریکات اور ان کی تفصیلات کا تذکرہ تو بہت طویل ہے۔ ذیل میں صرف چند تحریکات کا ذکر کیا جاتا ہے جن سے قارئین کو خلافت احمدیہ اور جماعت احمدیہ کے خدمت خلق کے لئے بے پناہ جذبات اور مساعی کا کسی قدر اندازہ ہوسکتا ہے۔

بیوت الحمد سکیم

سپین میں پانچ سو سال کے بہت ہی دردناک تعطل کے بعد پہلی مسجد کا افتتاح بلاشبہ تاریخ اسلام و احمدیت کا ایک بہت ہی اہم اور غیر معمولی واقعہ تھا اور ساری دنیا میں جماعت احمدیہ اپنے امام حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی سیادت میں اس عظیم الشان سعادت کے عطا ہونے پر اللہ تعالیٰ کی حمد کے ترانے گاتے ہوئے اس کے حضور سجدات شکر بجالا رہی تھی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ جب مسجد بشارت سپین کے افتتاح اور دورہ یورپ سے واپس ربوہ تشریف لائے تو 29 را کتوبر 1982ء کے خطبہ جمعہ میں مسجد کے شکرانہ کے طور پر غرباء کے لیے مکانات تعمیر کرنے کے ایک اہم منصوبہ کا اعلان فرمایا۔ یہ آپؒ کے بابرکت عہدِ خلافت کی پہلی مالی تحریک تھی۔ آپؒ نے فرمایا:

> ”اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک ایسا مضمون بھی سمجھایا جس کا میں اب یہاں اعلان کرنا چاہتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ اللہ کے گھر بنانے کے شکرانہ کے طور پر خدا کے غریب بندوں کے گھروں کی طرف بھی توجہ کرنی چاہئے۔ اس طرح یہ حمد کی عملی شکل ہوگی جو ہم اختیار کریں گے اور اپنے اعمال سے گواہی دیں گے کہ ہاں واقعۃً ہم اللہ کی اس رضا پر بہت راضی ہیں کہ اس نے ہمیں اپنا گھر بنانے کی توفیق بخشی۔ پس ہم اس کے غریب بندوں کے گھروں کی تعمیر کی طرف توجہ کر کے اس کے اس عظیم احسان کا عملی اظہار کریں گے۔۔۔۔

اللہ تعالیٰ کے شکرانے کا یہ ایک ایسا عملی پہلو تھا جو آج تک خالی پڑا تھا۔اس کی طرف بھی توجہ ضروری تھی کہ خدا کے گھر بنائیں تو خدا کے غریب بندوں کے گھر بھی بنائیں تا کہ خالق کے حقوق کے ساتھ ساتھ اس کی مخلوق کے حقوق بھی ادا ہوں۔‘‘

(خطباتِ طاہر جلد اول صفحہ 241، 242 / خطبہ جمعہ 29 / اکتوبر 1982ء)

حضور رحمہ اللہ نے اس سلسلہ میں احمدیہ آرکیٹکٹس اینڈ انجینیئرز ایسوسی ایشن کو تحریک فرمائی کہ وہ ’چھ ماہ کے اندر ایسے غریبانہ گھروں کا نقشہ تیار کریں جو دلکش بھی ہوں اور ہمارے ملک کے موسموں کو پیش نظر رکھ کر اچھے بھی ہوں اور نئی ایجادات کی روشنی میں ایسی ایسی تجاویز اس میں شامل کی جائیں کہ جو غریبانہ دسترس کے اندر رہوں۔‘

(خطباتِ طاہر جلد اول صفحہ 249 / خطبہ جمعہ فرمودہ 29 / اکتوبر 1982ء)

حضورؒ نے ابتدائی طور پر اس تحریک میں اپنی طرف سے دس ہزار روپے کی رقم ادا فرمائی۔(بعد ازاں اسے کئی گنا بڑھا دیا) اسی طرح صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے دو لاکھ روپے اس مد میں پیش کرتے ہوئے تحریکِ جدید اور وقفِ جدید کی انجمنوں اور ذیلی تنظیموں خدام الاحمدیہ، انصار اللہ اور لجنہ اماء اللہ کو تحریک فرمائی کہ وہ اپنی توفیق کے مطابق کچھ نہ کچھ ضرور اس مد میں وقف کریں۔عام احمدیوں کے لیے پہلے سال یہ تحریک لازمی چندوں کی ادائیگی کے بعد بچت میں سے چندہ ادا کرنے کی طوعی تحریک تھی۔

اس عام تحریک کے نتیجے میں صرف دو ماہ کے قلیل عرصہ میں دسمبر 1982ء تک چودہ لاکھ تراسی ہزار آٹھ سو تینتیس روپے اس تحریک میں وصول ہو چکے تھے۔اور اس میں سے دو لاکھ چھپن ہزار آٹھ سو روپے کے اخراجات سے بیالیس ایسے افراد کو مدد دی گئی جن کے مکانات فوری مرمت یا ضروری تعمیر کے محتاج تھے۔

جلسہ سالانہ 1982ء کے دوسرے روز 27 / دسمبر کو حضور رحمہ اللہ نے اس تحریک کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

’’کچھ عرصہ پہلے سپین سے واپسی پر میرے دل میں اللہ تعالیٰ نے بڑی شدت کے ساتھ یہ تحریک ڈالی کہ خدا کے گھر بنانے کی جو توفیق تمہیں عطا ہوئی ہے اور خصوصیت کے ساتھ سپین

میں مسجد بشارت کا گھر بنانے کی جو توفیق ملی ہے اس کا بہترین شکریہ کا اظہار یہ ہے کہ خدا کے بندوں کے بھی گھر بناؤ اور وہ غریب جو اپنی ساری کوشش کے باوجود بمشکل زندہ ہیں ان کے لئے سر چھپانے کا کم از کم سامان مہیا کرنے کی کوشش کرو۔ چنانچہ اس سلسلے میں بیوت الحمد منصوبہ کا اعلان کیا گیا"

(روزنامہ الفضل ربوہ 22رمئی 1983ء)

1983ء میں حضور انور رحمہ اللہ جب مشرقِ بعید کے ممالک کے دورہ کے دوران سڈنی (آسٹریلیا) میں 'مسجد بیت الاوّل' کا سنگِ بنیاد رکھنے کے بعد واپس تشریف لائے تو 11رنومبر 1983ء کو مسجد اقصیٰ ربوہ میں خطبہ جمعہ کے دوران بیوت الحمد سکیم کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"اب مسجد آسٹریلیا کی بنیاد ڈالنے کی توفیق ملی ہے تو میں اسی تحریک کو دہرانا چاہتا ہوں۔ اب یہ تحریک میرے ذہن میں نسبتاً زیادہ وسعت اختیار کر چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہر سال مساجد کی تعمیر کی توفیق دیتا ہی چلا جا رہا ہے اور عبادت کرنے والے بھی دن بدن جماعت احمدیہ میں بڑھ رہے ہیں اس لئے عبادت کے دوسرے پہلو کا حق بھی ساتھ ساتھ اسی طرح ادا ہوتے رہنا چاہئے۔ چنانچہ غربا کی ہمدردی میں جو مختلف تحریکات جماعت احمدیہ میں جاری ہیں اور ہمیشہ سے جاری ہیں ان میں ایک بیوت الحمد کا اضافہ ہو چکا ہے جس کے نتیجہ میں بنی نوع انسان کی ہمدردی کی یہ تعلیم مکمل ہو جاتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو جنت کا جو تصور عطا فرمایا تھا اس کا خلاصہ یہی تھا جسے آج کل کی زبان میں روٹی، کپڑا اور مکان کہتے ہیں اور یہ وہ تعلیم ہے جسے انسان نے اپنی ترقی کی انتہا پر جا کر سیکھا ہے۔ لیکن قرآن کریم ہمیں یہ بتاتا ہے کہ خدا نے آدمؑ کو جب تہذیب سکھانی شروع کی تو اس کے آغاز میں پہلی تعلیم یہ تھی کہ جنت کا تصور یہ ہے کہ اس میں روٹی کپڑا اور مکان مہیا ہونے چاہئیں۔ چنانچہ جب مکانوں کی طرف بھی جماعت احمدیہ پوری طرح توجہ کرے گی تو جنت کا وہ کم از کم تصور جو بنی نوع انسان کے حقوق سے تعلق رکھتا ہے اسے مکمل کر لے گی۔ اس میں اضافے ہوں گے اور ہوتے چلے جائیں گے کیونکہ آنحضرت ﷺ نے جو تعلیم دی ہے اس نے اس میں بہت ہی زیادہ حسن پیدا کر دیا ہے اور بہت ہی وسعت پیدا کر دی ہے۔ لیکن جیسا کہ تمام احباب جماعت کو علم ہے کہ ہم پر دوسری ذمہ داریاں

بھی کچھ کم نہیں۔ ان میں عبادت سے تعلق رکھنے والی بھی ہیں اور خدمت خلق کے دوسرے تقاضوں کو پورے کرنے والی بھی اتنی زیادہ ہیں کہ ہم اپنی خواہش کے مطابق فی الحال غربا کی ہمدردی میں اتنا خرچ نہیں کر سکتے جتنا کہ ہماری تمنا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہماری توفیق کو انشاءاللہ بڑھاتا چلا جائے گا اور جوں جوں توفیق بڑھے گی ہم اس میدان میں بھی آگے بڑھتے چلے جائیں گے۔ میرے دل کی یہ خواہش ہے کہ ساری دنیا میں ہمدردی کرنے والوں میں سب سے زیادہ ہمدردی کا عملی اظہار جماعت احمدیہ کی طرف سے ہو اور دنیا میں کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ موسیٰؑ کی جماعت نے بنی نوع انسان کی یہ خدمت کی اور عیسیٰؑ کی جماعت نے یہ خدمت کی اور محمد مصطفی ﷺ کی جماعت نعوذ باللہ پیچھے رہ گئی۔ اس لئے جہاں تک مذاہب کے مقابلہ کا تعلق ہے فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ کو پیش نظر رکھتے ہوئے میرے دل میں خدا تعالیٰ نے اس معاملہ میں بے انتہا جوش پیدا کیا ہے۔ مَیں یہ چاہتا ہوں کہ جماعت احمدیہ بنی نوع انسان کی ہمدردی میں ایسے عظیم الشان کام سر انجام دے جو اپنی وسعت کے ساتھ اپنی شدت میں بھی بڑھتے رہیں یہاں تک کہ جماعت احمدیہ ساری دنیا میں بنی نوع انسان کی سب سے زیادہ ہمدردی رکھنے والی اور ہمدردی میں عملی قدم اٹھانے والی جماعت بن جائے اور آنحضرت ﷺ کے دین کو اس پہلو سے بھی ساری دنیا کے ادیان پر غلبہ نصیب ہو جائے۔"

(خطبات طاہر جلد دوم صفحہ 572، 573 / خطبہ فرمودہ 11 / نومبر 1983ء)

آپؒ نے فرمایا:

"اس سکیم کو مَیں وسعت دینا چاہتا ہوں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ جلسہ جوبلی تک ہم کم از کم ایک کروڑ روپے کی لاگت سے مکان بنا کر غربا کو مہیا کر دیں یعنی جماعت کے جو سو سال گزر رہے ہیں ان کے ہر سال پر صرف ایک لاکھ روپیہ اگر ہم ڈالیں تو ایک کروڑ بن جاتا ہے اور پھر بعد میں انشاءاللہ ایک کروڑ مکانات بھی ہوں گے لیکن فی الحال ایک کروڑ روپے کی تحریک کی جاتی ہے۔

(خطبات طاہر جلد دوم صفحہ 575 / خطبہ فرمودہ 11 / نومبر 1983ء)

آپؒ نے فرمایا کہ:

”...ایک کروڑ مقرر کرنے میں میرے پیش نظر ایک رؤیا ہے جو صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب ناظر اعلیٰ نے گزشتہ سال اس کی تحریک کرنے کے کچھ عرصہ بعد دیکھی تھی۔ آپ نے دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک غریبانہ مکان میں ایک چارپائی پر تشریف فرما ہیں اور لگتا ہے کہ وہ مکان ہے تو غریبانہ لیکن صاف ستھرا اور نیا بنا ہوا مکان ہے۔ اور فرماتے ہیں ایک کروڑ! اور اس کے بعد وہ رؤیا ختم ہو گئی... جب انہوں نے مجھے یہ خواب لکھ کر بھجوائی تو میں نے یہی تعبیر کی کہ اس کا پہلا حصہ یہ بنے گا کہ ہم ایک کروڑ روپیہ کم از کم اس تحریک پر خرچ کریں۔ اور دوسرا یہ ہوگا کہ جماعت احمدیہ ایک کروڑ مکانات بنائے۔ یہ جو دوسرا حصہ ہے اس کے متعلق مَیں یہ امید رکھتا ہوں کہ اگلے سو سال کے جشن کے وقت انشاء اللہ پورا ہو جائے گا... یہ بہت ہی مبارک تحریک ہے۔ جو لوگ بھی ان مکانوں میں رہیں گے خدمت کرنے والوں کو ہمیشہ ان کی دعائیں پہنچتی رہیں گی۔ اس لئے اس تحریک میں کم سے کم روپیہ کے لئے میں کوئی حد مقرر نہیں کرتا... جو بھی کوئی دے سکتا ہے وہ قبول کر لیا جائے تا کہ لوگ کثرت سے اس ثواب میں شامل ہو جائیں۔“

(خطباتِ طاہر جلد دوم صفحہ 576، 577 / خطبہ فرمودہ 11 / نومبر 1983ء)

بیوت الحمد سوسائٹی کا قیام

حضور انور رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس تحریک باتبریک کو جوبلی منصوبہ کا حصہ بنایا کہ صدی کے آخر پر غربا کو مکانات تحفہ کے طور پر دیئے جائیں اس لئے پہلے مرحلہ میں ایک سو مکانات پر مشتمل کالونی تعمیر کرنے اور 900 / افراد کو جزوی طور پر امداد برائے تعمیر دینے کا ارشاد فرمایا۔ چونکہ اس تحریک نے باقاعدہ وسعت اختیار کرنا تھی اس لئے ماہرین کی رائے کے مطابق اسے باقاعدہ رجسٹرڈ کروایا گیا۔

مؤرخہ 18 / ستمبر 1987ء کو مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ دیتے ہوئے حضور انور رحمہ اللہ نے فرمایا کہ سو مکانوں کی تعمیر کے لیے جو تحریک کی تھی اس میں جماعت نے بڑی قربانی سے حصہ لیا ہے لیکن ابھی اور خرچ کی ضرورت ہے کیونکہ جزوی طور پر بہت خرچ ہوا ہے اس لئے اس تحریک میں اپنی طرف سے ایک مکان کا خرچ دینے کا وعدہ فرمایا اور تحریک فرمائی کہ جن کو استطاعت ہے وہ

ایک مکان کے اخراجات کا وعدہ پیش کریں۔

(خلاصہ خطبہ جمعہ ضمیمہ ماہنامہ تحریک جدید ربوہ ستمبر 1987ء)

آغاز تعمیر

بیوت الحمد کالونی کے لئے 20/ایکڑ زمین خریدی گئی اور نگران ادارہ تعمیر نے تعمیر کے کام کا آغاز کیا۔

چنانچہ اس walled colony پر مشتمل ایک صد کوارٹرز، پرائمری سکول، مسجد، ڈسپنسری و استقبالیہ کی تعمیر کے لیے مؤرخہ 11/نومبر 1987ء کو تقریب سنگِ بنیاد منعقد کی گئی کیونکہ 11/نومبر کو ہی اس سوسائٹی کا باقاعدہ آغاز ہوا تھا۔ اس تقریب کے مہمان خصوصی محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب مرحوم ناظرِ اعلیٰ و امیر مقامی تھے۔ سنگِ بنیاد رکھنے والوں میں ایک صحابی حضرت مولوی محمد حسین صاحبؓ (سبز پگڑی والے) بھی تھے۔

بعد ازاں مزید ساڑھے تین ایکڑ اراضی 20/ایکٹر سے ملحق خرید کی گئی۔ 1988ء کے آخر تک بیوت الحمد کالونی میں 80/کوارٹرز 5/مرلہ اور 10/کوارٹر 7/مرلہ تیار ہو گئے تھے۔ پھر یتیموں کی رہائش کے لئے دارالاکرام ہوسٹل تعمیر کیا گیا۔ مسجد، پرائمری سکول، ڈسپنسری اور پختہ سڑک اور فراہمی بجلی و پانی سے آراستہ اس کالونی میں سب سے پہلے 80/عدد 5/مرلہ کوارٹرز تعمیر کیے گئے۔ یہ دو کمروں پر مشتمل دیگر ضروری سہولیات سے مزیّن چھوٹے کوارٹرز ہیں جو چھوٹے خاندان کی ضروریات کے لئے کافی ہیں۔

7/مرلہ کوارٹرز 20/تیار کئے گئے۔ یہ تین کمروں پر مشتمل نسبتاً بڑے کوارٹرز ہیں جو بڑے خاندان کی ضروریات کے لئے کافی ہیں۔

مندرجہ بالا 100/کوارٹرز کی تعمیر کے بعد مستقبل کے تقاضوں کو مدِنظر رکھتے ہوئے تین منزلہ فلیٹس کی تعمیر شروع ہوئی۔ ان فلیٹس میں پہلے سے زیادہ سہولیات بہم پہنچائی گئی ہیں۔ اب تک اس طرح کے 30/فلیٹس تعمیر ہو چکے ہیں۔

اس کالونی میں ایک تفریحی پارک بھی بنایا گیا جس کے دو حصے ہیں۔ اس پارک کی خصوصیت یہ ہے کہ اس پارک میں نصب شدہ تمام جھولے، مونوریل اور چیئر لفٹ سب مینول (manual) ہیں اور کسی قسم کا الیکٹرک نظام نصب نہیں ہے۔ پارک کے دونوں حصوں کو زیرِ زمین رستہ سے ملایا گیا ہے۔

اس کے علاوہ ایک لیڈیز پارک بھی بنایا گیا ہے۔

اس پراجیکٹ پر کُل لاگت ماہ مارچ 2013ء تک -/8,54,92,989 روپے ہے۔

بیوت الحمد سوسائٹی کی کل آمد مشروط بآمد ہے۔ اور چندہ کے لئے تحریک کی جاتی ہے۔ البتہ بیوت الحمد کالونی ربوہ کے running expenses کے لئے صدر انجمن احمدیہ ربوہ گرانٹ فراہم کرتی ہے۔

جہاں تک جزوی امداد برائے تعمیر کا تعلق ہے تو اس کا آغاز پہلے سال سے ہی شروع ہے۔ اور یہ جزوی امداد کا سلسلہ جس میں مستحقین کو ان کے اپنے مکانات میں ضرورت حقّہ کے مطابق تعمیر مثلاً ایک کمرہ، باورچی خانہ، غسل خانہ، لیٹرین، بجلی، پانی کی مرمت وفٹنگ، چھتوں کی تبدیلی وغیرہ کے لئے امداد دی جاتی ہے۔

اب تک خدا تعالیٰ کے فضل سے 778 / افراد کو مبلغ -/2,38,84,264 روپے امداد دی جا چکی ہے اور امداد کا یہ سلسلہ جاری ہے۔

(خلاصہ رپورٹ آمدہ بیوت الحمد سوسائٹی ربوہ)

بیوت الحمد سکیم کے تحت قادیان میں تعمیرات

بیوت الحمد کالونی نمبر: 1

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے 1990ء میں بیوت الحمد سکیم کے تحت قادیان میں ایک کالونی تیار کرنے کی منظوری مرحمت فرمائی اور یہ کالونی محلہ ناصر آباد کے شمال مشرق میں تعمیر کی گئی۔ 43 / مکانات اس کالونی میں تعمیر ہو چکے ہیں۔

1992ء میں جب بابری مسجد کو شہید کیا گیا تو مسلمانوں میں بہت زیادہ اشتعال پیدا ہوا جس کے نتیجہ میں ہندوستان کے مختلف علاقوں میں خونی فسادات پھوٹ پڑے۔ بمبئی شہر بھی اس کی زد سے محفوظ نہیں رہا۔ سینکڑوں مکانات منہدم کر دیے گئے ان کا ساز و سامان لوٹ لیا گیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے سب سے زیادہ مصیبت زدگان کے لئے 37/کوارٹرز تعمیر کروانے کی ہدایت بھجوائی۔ چنانچہ ان کوارٹرز کے مکمل اخراجات جماعت احمدیہ کے مرکزی فنڈ سے ادا ہوئے۔

2001ء، 2002ء میں بھارت کے صوبہ گجرات میں زبردست زلزلہ آیا اس میں بہت سے مکانات منہدم ہوئے یا ان کونقصان پہنچا۔ اس موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے پچیس مکانوں کی مرمت کے لیے پچیس پچیس ہزارروپے مرحمت فرمائے۔

بھارت کے ایسے احباب جو کہ اپنے وسائل سے اپنے مکانات تعمیر نہیں کرواسکتے انہیں 'مرکزی' فنڈ سے تعمیر مکان کے لیے امداد و قرضہ فراہم کیا جاتا رہا۔

دسمبر 1992ء میں بھارت کے صوبہ بہار میں فرقہ وارانہ فسادات بھڑک اٹھے۔ سینکڑوں افراد (ہندو، مسلم) کے گھر نذرِ آتش کر دیئے گئے۔ بہت سے مکانات یا تو منہدم کر دیئے گئے یا لُوٹ لئے گئے۔ یہ انتہائی خطرناک صورتحال تھی۔ جب یہ صورت حال حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے علم میں لائی گئی تو آپ نے دس کوارٹرز تعمیر کرنے کا حکم فرمایا۔ چنانچہ دو کالونیاں تعمیر کروائی گئیں۔ ایک کا نام 'طاہر کالونی' اور دوسری کا نام 'کرشن کالونی' رکھا گیا۔ ان مکانات کی تعمیر کے مکمل اخراجات جماعت نے ادا کئے۔ اور سب سے زیادہ متاثرہ مسلم اور ہندو افراد کو اس میں آباد کیا گیا۔

یہ مکانات محض خدمتِ انسانیت کے جذبہ کے تحت تعمیر کیے گئے تھے اور پھر انہیں الاٹ کرتے وقت بھی ہر مذہب سے سب سے زیادہ ضرورتمندوں کا انتخاب کیا گیا تھا۔ اگرچہ ان کالونیوں کی تعمیر 'بیوت الحمد' کے نام سے نہ تھی لیکن اس کی تعمیر کے جملہ اخراجات مرکزی فنڈ سے ادا ہوئے تھے۔

(خلاصہ مواد آمدہ از شعبہ تدوین و تاریخ احمدیت بھارت)

عید کے موقع پر غرباء کے ساتھ سُکھ بانٹنے کی تحریک

حضور رحمہ اللہ نے عید منانے کے انداز میں ایک غیر معمولی تبدیلی پیدا کرنے کی طرف جماعت کو توجہ دلائی۔ 12/جولائی 1983ء کو حضورؒ نے خطبہ عید الفطر میں فرمایا کہ جو لوگ عید کی لذتوں سے

محروم رہتے ہیں اس کی وجہ ان کی حقیقت سے ناواقفیت ہے۔عیدالفطر دراصل شجر رمضان کا ایک شیریں پھل ہے۔رمضان کے دو بڑے گہرے سبق ہیں۔عبادت الٰہی اور بنی نوع انسان کے ساتھ سچی ہمدردی۔پس عید کا حقیقی سرور حاصل کرنا ہے تو عبادت پر زور دیں اور دوسرے غرباء کے دکھ میں شریک ہوں اور اپنے سکھ ان کے ساتھ تقسیم کریں۔اس کی عملی شکل بیان کرتے ہوئے حضورؒ نے فرمایا:

''آج عید کی نماز کے بعد ضروری امور سے فارغ ہو کر اگر وہ لوگ جن کو خدا نے نسبتاً زیادہ دولت عطا فرمائی ہے زیادہ تموّل کی زندگی بخشی ہے وہ کچھ تحائف لے کر غریبوں کے ہاں جائیں اور غریب بچوں کے لئے کچھ مٹھائیاں لے جائیں۔۔۔بچوں کے لئے جو ٹافیاں یا چاکلیٹ آپ نے رکھے ہوئے ہیں وہ لیں اور بچوں سے کہیں آؤ بچو آج ہم ایک اور قسم کی عید مناتے ہیں۔ ہمارے ساتھ چلو ہم بعض غریبوں کے گھر آج دستک دیں گے۔ان کو عید مبارک دیں گے۔ان کے حالات دیکھیں گے اور ان کے ساتھ اپنے سکھ بانٹیں گے۔

اس طرح اگر آپ غریب لوگوں کے گھروں میں جائیں گے اور ان کے حالات دیکھیں گے تو مَیں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ بعض لوگ ایسی لذّتیں پائیں گے کہ ساری زندگی کی لذّتیں ان کو اس لذّت کے مقابل پر ہیچ نظر آئیں گی اور حقیر دکھائی دیں گی۔ کچھ ایسے بھی واپس لوٹیں گے کہ ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہوں گے اور وہ استغفار کر رہے ہوں گے۔۔۔ان آنسوؤں میں وہ اتنی لذت پائیں گے کہ دنیا کے قہقہوں اور مسرتوں اور ڈھول ڈھمکوں اور بینڈ باجوں میں وہ لذّتیں نہیں ہوں گی۔ ان کو بے انتہا ابدی لذتیں حاصل ہوں گی اور زائل نہ ہونے والے بے انتہا سرور ان کو عطا ہوں گے۔

یہ ہے وہ عید جو محمد مصطفیٰ ﷺ کی عید ہے۔یہ ہے وہ عید جو درحقیقت سچے مذہب کی عید ہے۔''

(روزنامہ الفضل ربوہ 26/جولائی 1983ء)

اس تحریک پر لبیک کہتے ہوئے جماعت نے خوشیوں کے نئے چمن دریافت کئے اور بہت سے افرادِ جماعت ذاتی تجربات کے ذریعہ حضورؒ کے فرمان کی سچائی کے گواہ بن گئے۔

اس تحریک کے ثمرات کا ذکر کرتے ہوئے خطبہ عید الفطر 5/اپریل 1992ء میں حضور رحمہ اللہ نے فرمایا:

''ایک دفعہ مَیں نے عید کے موقع پر یہ نصیحت کی تھی کہ سچی عید تو وہی ہوتی ہے جس

میں خوشیوں والا اپنی خوشیوں میں دوسرے کو شریک کرے اور کسی کا دکھ اس طرح بانٹے کہ اس کے دکھ میں کمی واقع کرے۔ اس کی سچی ہمدردی محسوس کرے اور غریبوں کے ساتھ اپنی خوشیاں ملا دے۔ ان کی خوشیوں کا معیار بلند کردے خواہ اس میں اپنی خوشیاں کچھ کم ہی کرنی پڑیں۔ اس نصیحت کو جماعت نے بہت ہی عمدہ طریقے پر قبول فرمایا اور ساری دنیا میں ہماری عید کی خوشیوں کے ساتھ یہ مضمون داخل ہوا۔ بہت سے لوگ بعد میں بھول گئے لیکن بہت سے ایسے ہیں جنہوں نے اس کو یادرکھا ہوا ہے اور اکثر عید کے بعد مجھے خطوں سے یہ پتہ چلتا ہے کہ جو لوگ بھی اس نصیحت کو یادرکھے ہوئے ہیں اور اس پر مستقل عمل کر رہے ہیں ان کی عید عام عیدوں کے مقابل پر بہت ہی زیادہ پُر لطف اور عظیم روحانی کیفیات کی حامل ہو جاتی ہے اور ہمیشہ لکھنے والے لکھتے ہیں کہ جب ہمیں یہ بات یاد آتی ہے اور تلاش کر کے محلے والوں کے پاس پہنچتے ہیں، اپنی خوشیاں غریبوں کی خوشیوں میں ملانے کی کوشش کرتے ہیں، ان کے بچوں کے لئے کوئی تحفہ لے کر جاتے ہیں، گھر میں کوئی اچھا کھانا پہنچا دیتے ہیں تو وہ جو کیفیت ہم دیکھتے ہیں وہ ایک ایسی عظیم جزا ہے کہ اس کی کوئی مثال نہیں ہے۔ دنیا کی کوئی دوسری لذت اس کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔“

دُور کے ملکوں میں پھیلے ہوئے غریبوں میں عید کے موقع پر تحائف پہنچانے کی تحریک

1999ء میں حضورؒ نے غربا کو عید کی خوشیوں میں شامل کرنے کی تحریک میں ایک اضافہ کیا اور 19رجنوری 1999ء کے خطبہ عیدالفطر میں فرمایا:

”عید کی خوشیوں کو کس طرح منایا جاتا ہے؟ اس سلسلہ میں مَیں نے گزشتہ سال جماعت کو نصیحت کی تھی کہ غریبوں کی عید بنائیں اور اپنی عید منائیں۔ جب آپ غریبوں کی عید بنائیں گے تو اللہ آپ کی عید بنا دے گا اور سچی عید کی خوشی تبھی نصیب ہوگی جب آپ غریبوں کے دکھ درد میں شامل ہو جائیں اور جہاں تک خدا توفیق عطا فرماتا ہے ان کی عید بنانے کی کوشش کریں۔ اسی ضمن میں اس سال ایک نئی تحریک میں نے یہ کی تھی کہ عیسائی دنیا عیسائی بچوں کو اپنے کرسمس کے تحفے بھیج رہی ہے۔ اگرچہ ہم اس طرح تحفے بنا بنا کر تو نہیں دیتے مگر اس سے بہت زیادہ بنی نوع انسان کی خدمت اس رنگ میں کر رہے ہیں کہ ہم گھر گھر جاتے ہیں اور اپنے ماحول

میں غریبوں کی عید بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔۔ مگر اس دفعہ میں نے یہ نئی ہدایت کی تھی کہ دُور کے ملکوں میں پھیلے ہوئے غریب مسلمان بچوں کے لئے جن میں سے بھاری اکثریت غیر احمدی بچوں کی ہے لیکن مسلمان ہیں، رسول اللہ ﷺ کو مانتے ہیں اور آپؐ ہی کے نام پر وہ عید کی خوشیوں میں شامل ہو رہے ہیں ان کے لئے بھی پارسل بنا بنا کر مختلف تحفے بھیجیں، کچھ نقدی ساتھ ڈالیں تاکہ ان کو خوشی ہو کہ ہمارا بھی کوئی پُرسان حال ہے اور رسول اللہ ﷺ کی خاطر ان کا پُرسانِ حال جماعت احمدیہ ہوگی۔ اس پہلو سے جو نصیحت کی تھی مجھے بے حد خوشی ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے اس پر جماعت نے بہت عمدگی سے عمل کیا ہے اور باقاعدہ مرکز سے مشورے کے بعد اس قسم کے تحفے یا براہ راست بھجوا بھی دیئے یا ہم سے پوچھ کر اس کا متبادل طریق اختیار کیا۔ بہر حال یہ تحفے اب ہر جگہ تقسیم ہو چکے ہیں اور میں امید رکھتا ہوں کہ لاکھوں ایسے ہوں گے جنہوں نے اس سے فائدہ اٹھایا ہے۔"

اس کے بعد حضورؒ نے نمونے کے طور پر مختلف ممالک کی جماعتوں کی طرف سے دیئے جانے والے تحائف کی تفصیل بیان کی جس کا خلاصہ یہ ہے۔

1۔ انگلستان نے 93,300 پاؤنڈ کے تحائف تقسیم کئے۔

2۔ جرمنی نے 1250 پیکٹ البانیہ روانہ کئے۔ 2 ہزار گھروں کے بچوں میں عیدی کی رقم تقسیم کی۔ کل خرچ 51 ہزار مارک ہے۔

3۔ کینیڈا میں 14,500 کینیڈین ڈالر کی نقدی اور ایک کنٹینر بوسنیا کے لئے بھجوایا۔

4۔ امریکہ نے 59000 ڈالر نقدی اور 950 ڈالر کے تحائف تقسیم کئے۔

5۔ فرانس نے 40 افراد اور 10 بچوں کے لئے تحائف بھجوائے۔

(خطبات طاہر۔عیدین صفحہ 321)

اس تحریک پر فوری طور پر لبیک کہتے ہوئے صرف 1999ء میں مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کی طرف سے 10 ہزار مستحقین میں دس لاکھ روپے کے اخراجات سے تحائف تقسیم کئے گئے۔

(روزنامہ الفضل ربوہ 12 مارچ 1999ء)

حبشہ کے مصیبت زدگان کے لئے امداد کی تحریک

9 نومبر 1984ء کو آپ نے حبشہ کے مصیبت زدگان کے لئے جماعت کی طرف سے امداد کی تحریک فرمائی۔

سیدنا بلال ؓ فنڈ

الٰہی جماعتوں کے ساتھ ابتلا کا تعلق ایک لازمی تعلق ہے اور زندہ جماعتیں ابتلاؤں کے وقت گھبرایا نہیں کرتیں اور نہ ہی ابتلا کے ایام میں اپنے زخمیوں، اسیروں اور جان کا نذرانہ دینے والوں سے منہ موڑا کرتی ہیں۔ اس عظیم الشان حقیقت کے پس منظر میں سیدنا بلال ؓ فنڈ کی تحریک کا آغاز ہوا۔ حضورؒ نے خطبہ جمعہ فرمودہ 14 / مارچ 1986 میں اس تحریک کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

> ”الٰہی جماعتوں کی زندگی کی ضمانت اس بات میں ہے کہ ان کے قربانی کرنے والوں کو اپنے پسماندگان کے متعلق کوئی فکر نہ رہے اور یہ حقیقت اتنی واضح اور کھلی کھلی ہے کہ ہر ایک کے پیش نظر رہنی چاہئے کہ ہم بطور جماعت زندہ ہیں۔ بطور جماعت کے ہمارے سب دکھ اجتماعی حیثیت رکھتے ہیں۔ اگر کسی جماعت میں یہ یقین پیدا ہو جائے تو اس کی قربانی کا معیار عام دنیا کی جماعتوں سے سینکڑوں گنا زیادہ بڑھ جاتا ہے۔“

آپ نے سیدنا بلال ؓ فنڈ میں حصہ لینے والوں کے لئے فرمایا:

> ”جو شخص اس میں حصہ لے گا وہ اس بات کو اعزاز سمجھے گا کہ مجھے جتنی خدمت کرنی چاہئے تھی اتنی نہیں کی۔۔۔ اس لحاظ سے سب باتیں سوچنے کے بعد میں نے فیصلہ کیا ہے اور آج اس تحریک کا اعلان کرتا ہوں۔“

اس تحریک میں حضورؒ نے اپنی طرف سے دو ہزار پاؤنڈ دینے کا اعلان فرمایا نیز بتایا کہ انگلستان کی جماعت کے ایک دوست پہل کر گئے ہیں کہ باقی تو اس کی بابت مشورے دیتے رہے لیکن انہوں نے ایک ہزار پاؤنڈ کا چیک بھجوا دیا۔

9 / جون 1986ء کو خطبہ عید الفطر میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے فرمایا کہ سیدنا بلال ؓ فنڈ

کی تحریک میں نے کی تھی۔ جماعت نے والہانہ لبیک کہا۔ کئی اسیران کو اس فنڈ سے امداد دی گئی مگر انہوں نے اسے واپس بلال فنڈ میں دے دیا اس لئے مجھے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کس طرح جماعت کی محبت کا تحفہ ان کو پہنچاؤں۔ پھر فرمایا:

”قرآن کریم کی اشاعت کے پروگرام کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے میرا دل کھول دیا اور ایک بہت ہی پیارا خیال میرے دل میں پیدا ہوا کہ سیدنا بلال ؓ فنڈ سے ایک سو زبانوں میں ساری دنیا کو قرآن کریم کا یہ تحفہ پیش کیا جائے اور یہ سارے اسیر اور یہ سارے راہ مولیٰ میں تکلیف اٹھانے والے لازماً اس میں شامل ہو جائیں گے۔ ان کی طرف سے دنیا کو یہ تحفہ ہوگا۔ اس سے بہتر جواب ان کے اوپر مظالم کا اور الٰہی جماعتیں دے ہی نہیں سکتیں۔“

(خطبات طاہر عیدین صفحہ 60)

سیدنا بلال فنڈ سے اسیران راہ مولیٰ اور شہداء کے پسماندگان، بیوگان و یتامیٰ کی ضروریات کا خیال رکھا جاتا ہے۔

El Salvador کے یتامیٰ کے متعلق تحریک

حضور رحمہ اللہ نے 17 اکتوبر 1986ء کو ایل سلواڈور میں تباہی کے نتیجہ میں ہونے والے یتیم بچوں یا ایسے بچے جو ماں باپ سے الگ ہو گئے ان کی کفالت اور تربیت کی ذمہ داری لینے کی تحریک فرمائی۔ اس تحریک کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے خطبہ جمعہ فرمودہ 15 جنوری 1988ء میں فرمایا:

”El Salvador کے یتامیٰ کے متعلق اگرچہ جماعتی کوششوں کے باوجود ہمیں کامیابی نصیب نہیں ہوسکی کہ بحیثیت جماعت ہمیں یتامیٰ مل جائیں لیکن بعض لوگوں نے اس تحریک میں شمولیت کی نیت کی تھی تو وہ بعض اور یتیم لے کر پالنے لگ گئے ہیں اور اس کی مجھے اطلاع مل رہی ہے۔ یہ بہت خوشکن رجحان ہے۔ ساری جماعت کو میں پھر یاددہانی کرواتا ہوں کہ ضروری نہیں کہ السلواڈور کے یتیم ہوں، دنیا میں جہاں بھی یتیم ہے اس کی خدمت کرنا ایک بہت اچھا کام ہے۔ اگرچہ بظاہر یہ مالی قربانی کی تحریک نہیں تھی مگر عملاً ایک نئے خاندان میں

ایک ذمہ داری کا اضافہ کرنا ایک مالی تحریک ہی بن جاتی ہے۔"

(خطباتِ طاہر جلد 7 صفحہ 49)

اسیران کی خدمت کی تحریک

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے 4/دسمبر 1987ء کو مسجد فضل لندن میں نظام شفاعت پر ایک پُر مغز اور روح پرور خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور بتایا کہ انسان فرشتوں کے ساتھ ان کی صفات اور کاموں میں ہم آہنگی پیدا کر کے تعلق قائم کر سکتا ہے اور پھر وہ فرشتے اس فرد کے لئے خدا کے اذن سے اس کے حضور شفاعت کرتے ہیں۔ خطبہ کے آخر پر فرمایا:

"اس پہلو پر غور کرتے ہوئے مجھے اسیرانِ راہ مولیٰ کا خیال آیا۔ بہت دعائیں کی ہیں ان کے لئے۔ ساری جماعت دعائیں کر رہی ہے اور بہت دلوں میں درد ہے اور ساری دنیا کی جماعت کے دلوں میں درد ہے اور ابھی تک ان کا ابتلا لمبا ہو رہا ہے۔

مجھے اس شفاعت کے مضمون پر غور کرتے ہوئے خیال آیا کہ کیوں نہ ان کی خاطر ہم ہر دوسرے اسیر سے تعلق رکھنا شروع کر دیں۔ اسیران سے خواہ وہ راہ مولیٰ کے اسیر ہوں یا کسی قسم کے اسیر ہوں، اسیران کی بہبود کے لئے کچھ نہ کچھ کریں تا کہ خدا کے فرشتوں سے ہمارا تعلق قائم ہو جائے۔ ان فرشتوں سے تعلق قائم ہو جائے جن کو اسیری کے مضمون پر مامور فرمایا گیا ہے، جو اسیروں کی رستگاری کا موجب بنا کرتے ہیں۔"

(خطباتِ طاہر جلد 6 رصفحہ 834)

آپ نے اس مضمون کو تفصیل سے سمجھاتے ہوئے فرمایا:

"جماعت احمدیہ کو اگر ساری دنیا میں اس طرف توجہ پیدا ہو اور جیل خانوں میں جو لوگ جا سکتے ہیں، نظام کے تابع جو پروگرام بنائے جا سکتے ہیں وہاں اسیروں سے رابطے پیدا کئے جائیں، ان کے دکھ معلوم کئے جائیں۔ میں جانتا ہوں کہ سمندر میں قطرہ کے برابر کوشش ہوگی۔ مگر ہمارے قطرہ کے دائرے میں ہمارے مسائل تو حل ہو جائیں گے، جو ہمارا مقصد ہے وہ تو پورا ہو جائے گا۔

ایک اور مقصد بھی پورا ہو گا جس سے ہمارے اندر جلا پیدا ہو گی۔ ہماری انسانی قدریں

پہلے سے زیادہ چمک اٹھیں گی۔ لیکن نیت یہ رکھیں کہ ہم اسیروں سے براہ راست تعلق قائم کریں تا کہ ان فرشتوں کی نظر میں آجائیں جو اسیری کے کاموں پر مامور ہیں اور جس طرح ہم نے عملاً دنیا میں مشاہدہ کیا ہے کہ جس خدمت کے کام پر کوئی خاص تعلق سے اپنے دائرۂ خدمت کو وسیع کرتا ہے خدا کے فرشتوں کا لازماً اس سے تعلق قائم ہو جاتا ہے اور وہ اس کے حق میں معجزے دکھاتے ہیں۔ اس طرح خدا تعالیٰ کے وہ فرشتے جو اس کام پر مامور ہیں ہمارے ان بھائیوں کے لئے اعجاز دکھائیں اور اس حد تک آپ اس مضمون کو آگے بڑھائیں کہ یہ شفاعت کے مضمون میں یہ مضمون داخل ہو جائے اور آسمان پر خدا کے فرشتے اس کے حضور شفاعت کریں کہ راہِ مولیٰ میں اسیری کے دکھ اٹھانے والوں کے دن اب آسان فرما دے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔“

(خطبات طاہر جلد 6 صفحہ 835)

جماعت نے اس تحریک پر بھی والہانہ لبیک کہا اور نہ صرف پاکستان بلکہ دنیا بھر کی جیلوں میں اسیران کی بہبود کے لئے کوششیں کی گئیں۔

بلڈ بینک اور آئی کلینک کا قیام

اگست 1988ء میں ربوہ (پاکستان) میں جماعت کے زیر انتظام فضل عمر ہسپتال کی لیبارٹری میں بلڈ بینک کا آغاز ہوا۔ 8 مارچ 1994ء کو مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کے زیر اہتمام عطیہ خون کے لئے مستقل عمارت کا سنگ بنیاد رکھا گیا جس کا افتتاح 3 اکتوبر 1994ء کو ہوا۔

اسی طرح ربوہ (پاکستان) میں ہی مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کے تحت ایک آئی بینک (Eye Bank) کا افتتاح ہوا۔

ان ہر دو مراکز کے تحت بھی خدمت خلق کا سلسلہ جاری ہے اور مسلسل وسعت پذیر ہے۔

کفالت یکصد یتامیٰ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے جنوری 1991ء میں کفالت یتامیٰ کی ایک نہایت مبارک تحریک جاری فرمائی۔ اس تحریک کا نام 'کفالت یکصد یتامیٰ' رکھا گیا۔

اس تحریک میں خدا کے فضل سے مخلصین جماعت نے بشاشت قلبی کے ساتھ حصہ لیا اور دل کھول کر عطایا پیش کئے اور اب بھی کر رہے ہیں۔ اگر چہ اس تحریک کا نام 'کفالت یکصد یتامیٰ' تھا لیکن خدا کے فضل سے اس تحریک کے تابع سینکڑوں یتامیٰ کی کفالت کا انتظام کیا گیا۔ اس کے ذریعہ نہ صرف ان کی بنیادی ضرورتوں کو پورا کیا جاتا ہے بلکہ زیر تعلیم بچوں اور بچیوں کے تعلیمی اخراجات کو پورا کیا جاتا ہے اور ان کی دینی تربیت کی جاتی ہے۔ خلافت احمدیہ کے زیر سرپرستی کفالتِ یتامیٰ کا یہ نظام ساری دنیا میں پھیلا ہوا ہے اور اس کا دائرہ فیض مسلسل وسعت پذیر ہے۔

1989ء میں سلمان رشدی کے خلاف ہونے والے مظاہروں میں بہت سے بچے یتیم ہو گئے۔ حضور رحمہ اللہ نے محبت رسولؐ میں ان کی کفالت کا اعلان فرمایا۔

29 رجنوری 1999ء کو حضورؒ نے افریقن ممالک خصوصاً سیرالیون کے مسلمان یتامیٰ اور بیوگان کی خدمت کی عالمی تحریک کی اور فرمایا یتامیٰ کو گھروں میں پالنے کی رسم زندہ کریں۔

5 رفروری 1999ء کو حضور نے عراق کے یتیموں اور بیواؤں کے لئے خصوصی دعاؤں اور خدمت خلق کی تحریک فرمائی۔

افریقہ کے فاقہ زدگان کے لئے تحریک۔ 'افریقہ ریلیف فنڈ'

جنوری 1991ء میں افریقہ کے قحط زدہ علاقوں کے افراد کی امداد کے لئے دس ہزار پاؤنڈ کی مالی تحریک فرمائی۔ حضور رحمہ اللہ نے خطبہ جمعہ فرمودہ 18 رجنوری 1991 میں فرمایا:

"مَیں نے جب عالم اسلام کے موجودہ حالات پر غور کیا تو میری توجہ افریقہ کے ان بھوکوں کی طرف مبذول ہوئی جو کئی ملکوں کے وسیع علاقوں میں پھیلے پڑے ہیں۔ ایبے سینیا میں بھی، صومالیہ میں بھی، سوڈان میں بھی، چاڈ میں بھی، بہت سے ممالک میں کثرت کے ساتھ انسانیت بھوک سے مر رہی ہے اور انسان کو بحیثیت انسان ان کی کوئی فکر نہیں۔ اگر کچھ فکر کی ہے تو اہل مغرب نے کی ہے۔ ان کے ہاں ایسے پروگرام میں نے دیکھے ہیں جن کے تحت ان بھوکوں، ننگوں، ان یتیموں، ان فاقہ کشوں، ان بیماری میں مبتلا سسکتے پنجروں کی تصویریں دکھائی جاتی ہیں تا کہ بنی نوع انسان کا رحم حرکت میں آئے اور ان کی خاطر لوگ کچھ قربانیاں پیش کریں۔

لیکن تیل کی دولت سے مالا مال وہ ممالک جن کے پاس تیل کے نتیجہ میں دولتوں کے پہاڑ اکھٹے ہو چکے ہیں، وہ محمد مصطفیٰ ﷺ کی طرف منسوب ہونے کے باوجود آپؐ کے پیغام کی روح کو بھلا بیٹھے ہیں اور ان کو کبھی خیال نہیں آتا کہ ہمارے ہمسائے میں بعض غریب افریقن ملک کس طرح فاقہ کشی کا شکار ہیں۔ سعودی عرب ہے یا عراق ہے یا دوسری مسلمان طاقتیں ہیں، کویت ہو یا بحرین ہو یا شیخڈم کی اور ریاستیں ہوں خدا تعالیٰ نے ایک لمبے عرصہ تک ان کو بڑی بڑی دولتوں کا مالک بنائے رکھا ہے۔ اور تو اور سوڈان ان کا ہمسایہ ملک ہے۔ وہ مسلمان بھی ہیں لیکن فاقوں کا شکار ہو رہے ہیں لیکن مالدار عرب ملکوں میں کوئی حرکت پیدا نہیں ہو رہی۔ کسی کو خیال نہیں آیا کہ محمد مصطفیٰ ﷺ کے دین کی امتیازی شان کیا ہے۔ جب آپ کی سیرت کی باتیں کی جائیں تو خدا کی محبت کے بعد سب سے زیادہ ذکر بنی نوع انسان کی محبت اور غریب کی محبت کا آتا ہے جو سیرت کے روشن ہیولے کی طرح ابھرتی ہے۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا نام انسان کے ذہن میں آئے اور غریبوں کے ساتھ آپؐ کی ہمدردی اور ان کے ساتھ تمام عمر شفقت اور رحمت کا سلوک اچانک انسان کی نظر کو خیرہ نہ کر دے۔ محمد مصطفیٰ ﷺ کی روشنی میں غریب کی ہمدردی کی روشنی شامل ہے۔ ایک موقع پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم نے مجھے تلاش کرنا ہو تو غریبوں میں تلاش کرنا۔ قیامت کے دن میں درویشوں میں ہوں گا، غریبوں میں ہوں گا۔ اور فرمایا ان کا خیال کرنا کیونکہ تمہاری رونقیں اور تمہاری دولتیں غریبوں کی وجہ سے ہیں۔ ان ہی کی محنتیں ہیں جو رنگ لاتی ہیں اور پھر وہ تمہاری دولتوں میں تبدیل ہوتی ہیں۔ کم سے کم اتنا تو کرو کہ ان سے شفقت اور محبت اور ہمدردی کا سلوک کرو۔ پس حضرت محمد ﷺ بلا شبہ تمام کائنات میں سب سے زیادہ غریبوں کے ہمدرد تھے اور آپؐ کے نام کے صدقے خدا سے دولتیں پانے کے بعد اور دولتوں کے پہاڑ حاصل کرنے کے بعد اپنے ہمسایہ ملکوں میں غربت کے اتھاہ گڑھوں کی طرف دیکھنا اور دل رحم کے جذبے سے مغلوب نہ ہو جانا یہ کوئی انسانیت نہیں ہے۔ اگر یہ مسلمان ممالک دعا کی طرف متوجہ رہتے اور بنی نوع انسان کی ہمدردی کی طرف متوجہ رہتے تو میں یقین رکھتا ہوں کہ آج اس بڑے خوفناک ابتلا میں مبتلا نہ کئے جاتے۔

پس ہم اپنی غربت کے باوجود ہر نیکی کے میدان میں ان کے لئے نمونے دکھاتے

ہیں۔ اس میدان میں بھی ہم نمونے دکھائیں گے۔ پس دعائیں کریں اور ان کو دعاؤں کی تلقین کریں۔ صدقے دیں اور ان کو صدقوں کی تلقین کریں۔ صبر کریں اور ان کو صبر کی تلقین کریں کیونکہ قرآن کریم کی سورتوں سے پتہ چلتا ہے کہ آخری زمانے میں وہی لوگ فتح یاب ہوں گے کہ جن کے متعلق فرمایا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ(البلد:18) کہ وہ صبر کی تلقین صبر کے ساتھ کیا کرتے تھے یا کیا کریں گے اور رحمت کی تلقین رحمت کے ساتھ کرتے تھے۔

پس مَیں نے فیصلہ کیا ہے کہ دس ہزار پاؤنڈ جو ایک بہت معمولی قطرہ ہے جماعت کی طرف سے افریقہ کے بھوک سے فاقہ کش ممالک کے لئے پیش کروں۔۔۔ اور ساری جماعت بحیثیت جماعت بھی کچھ نہ کچھ صدقہ نکالے۔ جماعت کے ایسے فنڈ ہوتے ہیں جن میں صدقات یا زکوٰۃ وغیرہ کی رقمیں ہوتی ہیں۔ کچھ تو لازماً مقامی غریبوں پر خرچ کرنی پڑتی ہیں، کچھ ایسی بھی ہوتی ہیں جو اس کے علاوہ بچ جاتی ہیں، وہ ''عَفْو'' کہلاسکتی ہیں۔ تو قرآن کریم فرماتا ہے: وَيَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ۔ قُلِ الْعَفْوَ (البقرہ:220) اس عفو کا ایک یہ بھی معنی ہے کہ جو کچھ تمہارے پاس ان مدات میں سے بچ سکتا ہے وہ بچاؤ اور غرباء کی خدمت پر خرچ کرو۔ یعنی اُور علاقوں والے غرباء کی خدمت پر بھی خرچ کرو اور اسی طرح ذاتی طور پر بھی افراد جماعت خرچ کریں۔ اگرچہ جماعت کی ساری دولت خدا ہی کی دولت ہے اور خدا ہی کی خاطر نیک کام پر خرچ ہوتی ہے لیکن ایک یہ بھی میدان خدا ہی کی خاطر خرچ کرنے کا میدان ہے۔ پس مَیں کوئی معیّن تحریک نہیں کرتا مگر مَیں یہ تحریک کرتا ہوں کہ خالصةً اس نیت کے ساتھ کہ ہمارے ان صدقات کو اللہ تعالیٰ امن عالم کے حق میں قبول فرمائے، مسلمانوں کے مصائب دُور کرنے کے لئے قبول فرمائے، جتنا ممکن ہو صدقات دیں۔ ہماری دعائیں بھی ان دو باتوں کے لئے وقف رہیں اور ہمارے صدقے بھی جس حد تک ہمیں توفیق ہے ان نیک کاموں پر خرچ ہوں اور یہ جو سارے صدقات ہوں گے یہ خالصةً افریقہ کے فاقہ زدہ ممالک پر خرچ کئے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے ان بھائیوں کی بھی آنکھیں کھولے جن کو قرآن نے کھلی کھلی نیکی کی تعلیم دی تھی لیکن اس سے یہ آنکھیں بند کئے بیٹھے ہیں۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 18ر جنوری 1991ء۔ خطبات طاہر جلد 10 صفحہ 51 تا 53)

لائبیریا کے مہاجرین کی امداد کے لئے تحریک

لائبیریا میں خانہ جنگی کی وجہ سے ہمسایہ ممالک میں ہجرت کرنے والے مہاجرین کی امداد کے لئے تحریک کرتے ہوئے حضور رحمہ اللہ نے خطبہ جمعہ فرمودہ 26/اپریل 1991ء میں فرمایا:

"افریقہ میں جو غربت ہے اور جو فاقہ کشی ہے اس پر بعض وفعہ حوادث کے ذریعے تکالیف میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔ پچھلی تحریک پر جماعت نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے عام حالات میں جو توقعات تھیں اس سے بہت بڑھ کر قربانی کا مظاہرہ فرمایا۔۔۔

لائبیریا سے چونکہ بہت سے مہاجرین غانا، نائجیریا اور سیرالیون پہنچے تھے اور وہاں کیمپوں میں ان کی حالت بہت بری ہے اس لئے وہاں میں نے ہدایت کی تھی کہ خدام الاحمدیہ وغیرہ دوسری تنظیمیں امیر کے ماتحت منظّم پروگرام بنا کر ان کی خدمت کریں۔ ان کی طرف سے اب مطالبے آئے ہیں کہ ہمیں یہ یہ چیزیں چاہئیں۔ یعنی محض روپیہ کافی نہیں ہے بلکہ بعض اجناس چاہئیں۔ کچھ ادویہ کی ضرورت ہے۔ وہ ہم انشاء اللہ مہیا کر رہے ہیں۔ جہاں جہاں احمدی میڈیکل ایسوسی ایشنز پہلے بھی ایسے کار خیر میں حصہ لیتی ہیں ان کو مَیں مطلع کرتا ہوں کہ جب دوائیوں کی فہرستیں آئیں گی تو ہم ان کو بھجوائیں گے تو وہ کوشش کریں اور اپنے طور پر بھی اندازہ لگا کر کہ اس علاقے میں کیسی کیسی بیماریاں ہوتی ہیں، جو دوائیں بھی مہیا کر سکتے ہیں وہ مہیا کریں۔ دوسرا وہ کہتے ہیں کپڑوں کی بہت تکلیف ہے، چھوٹے بچے عورتیں وغیرہ بہت برے حال میں ہیں۔ بہت گرم کپڑے نہیں چاہئیں بلکہ ٹھنڈے یا درمیانے کپڑے چاہئیں تو آپ کے گھروں میں یعنی یورپ اور امریکہ، کینیڈا وغیرہ کی جماعتوں میں جہاں ایسے زائد کپڑے ہوں وہ ضرور پیش کریں۔۔۔

اللہ تعالیٰ جماعت کی اس قربانی کو قبول فرمائے اور ہمیں بنی نوع انسان کے دکھ بانٹنے اور ان میں سکھ پھیلانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 26/اپریل 1991ء۔ خطبات طاہر جلد 10/صفحہ 370 تا 371)

ہیومینٹی فرسٹ(Humanity First)

مورخہ 28/ اگست 1992ء کو حضور رحمہ اللہ نے مسجد فضل لندن میں فرمودہ خطبہ جمعہ میں خدمتِ خلق کی ایک عالمی تنظیم قائم کرنے کی ضرورت کا اعلان فرمایا۔ اس کا مقصد ریڈ کراس کی طرز پر ایک ایسی عالمی تنظیم کا قیام تھا جو بغیر رنگ ونسل کے امتیاز کے ساری دنیا کے انسانوں کی خدمت کرے اور اسے نہ صرف احمدیوں بلکہ ساری دنیا کے شریف النفس انسانوں کی مالی مدد سے چلایا جائے گا۔

حضور رحمہ اللہ نے فرمایا:

"تمام بڑے بڑے ملکوں میں جماعت احمدیہ کو یہ جائزہ لینا چاہئے کہ جس طرح ریڈ کراس وغیرہ انٹرنیشنل سوسائٹیز ہیں اسی طرح اگر مذہبی سوسائٹیاں بھی ایک بین الاقوامی حیثیت سے پہچانی اور جانی جائیں اور اُن کا ایک مقام قائم ہوسکتا ہو تو اب وقت آ گیا ہے کہ جماعت احمدیہ کو اپنی آزاد سوسائٹی بنانی چاہئے جو جماعت احمدیہ کی مرضی کے تابع خدمت کرے اور تقویٰ اور انصاف کے ساتھ خدمت کرے اور مذہب وملت اور رنگ ونسل کے امتیاز کے بغیر خدمت کرے۔ اس خدمت میں شریف النفس غیروں کو بھی ساتھ شامل کرے تو جائزہ لینا چاہئے۔۔۔ جماعت احمدیہ کو پورے زور سے کوشش کر کے اب بین الاقوامی خدمت خلق کا ادارہ قائم کرنا چاہئے اور اس ادارے کا دائرہ کار تمام بنی نوع انسان تک عام ہوگا اور اس میں صرف احمدیوں سے چندہ نہیں لیا جائے گا بلکہ دنیا کے کسی بھی شریف النفس انسان سے جو اس ادارے میں شامل ہو کر خدمت کرنا چاہتا ہو اس کو بھی خدمت کا موقع دیا جائے گا۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 28/ اگست 1992ء، خطبات طاہر جلد 11 صفحہ 611 تا 612)

چنانچہ 1993ء میں "ہیومینٹی فرسٹ" (Humanity First) کے نام پر ایک بین الاقوامی تنظیم کا قیام عمل میں آیا۔ اس کو یہ نام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے اس ارشاد کے مطابق دیا گیا جو آپ نے قادیان کے جلسہ کے موقع پر ارشاد فرمایا کہ "انسانیت کو سب سے پہلے رکھیں"۔

یہ تنظیم اب تک 52/ ممالک اور 1994ء میں یو این او کے کئی اداروں میں رجسٹرڈ ہو چکی تھی۔

اس تنظیم کے تحت 1993ء میں بوسنیا میں جنگ کے متأثرین کے لئے قافلے بھجوائے گئے جو

امدادی اشیاء لے کر وہاں پہنچے۔ جماعت نے مسلسل چار سال تک ہیومینٹی فرسٹ کے تحت خدمتِ خلق کی اور جماعت کی کوششوں سے ہیومینٹی فرسٹ کے ادارے کو وہ اعتبار حاصل ہوا کہ اقوامِ متحدہ نے بوڑھے اور بیمار لوگوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کی ذمہ داری بھی ہیومینٹی فرسٹ کے سپرد کر دی۔ کوسووو اور البانیہ کے دور دراز پہاڑی علاقوں میں متاثرین کو امداد فراہم کرنے کے لئے ہیومینٹی فرسٹ کے رضاکاروں نے دن رات کام کیا اور UNHCR اور CARE جیسے عالمی اداروں کے ساتھ مل کر مہاجرین کو ان کے ممالک میں واپس پہنچانے میں بھی خصوصی کردار ادا کیا۔

(روزنامہ الفضل سالانہ نمبر 28 دسمبر 2011ء صفحہ 63)

ہیومینٹی فرسٹ کے تحت خدمات کا مختصر احوال

1۔ 1996ء میں اس کے تحت آنکھوں کی بحالی کے لئے عطیات کا پروگرام شروع کیا گیا۔

2۔ مغربی افریقہ میں امدادی سامان بھجوایا۔

3۔ 1995ء میں Kobe میں زلزلہ کے موقع پر امداد فراہم کی۔

4۔ 2000ء میں ترکی میں زلزلہ آیا اس موقع پر Izmir میں امداد بھجوائی۔

5۔ 2003ء میں عراق میں زلزلہ آیا۔ اس موقع پر ہیومینٹی فرسٹ مدد کے لئے پہنچی۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلافت حقّہ اسلامیہ احمدیہ کی زیر نگرانی یہ تنظیم خدمت انسانیت کے مختلف میدانوں میں بہت سرعت کے ساتھ اور مضبوط قدموں سے آگے بڑھ رہی ہے۔ خلافت خامسہ کے مبارک عہد میں اس کے تحت دنیا کے متعدد ممالک میں خدمت انسانیت کے بہت سے پراجیکٹس نہایت کامیابی کے ساتھ جاری ہیں اور دن بدن اس کا دائرہ کار اور دائرہ اثر وسیع تر ہوتا چلا جا رہا ہے۔

بوسنیا کے یتیم بچوں اور صومالیہ کے قحط زدگان کے لئے تحریک

حضور رحمہ اللہ نے خطبہ جمعہ فرمودہ 30 اکتوبر 1992ء میں بوسنیا کے یتیم بچوں اور صومالیہ کے قحط زدگان کی امداد کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا:

”بوسنیا کے یتیم بچوں کے متعلق میں نے تحریک کی تھی۔ پھر بچوں کے متعلق ہی نہیں

بلکہ وہاں کے جو بڑے بالغ افراد بھی چھوٹے، بڑے، مرد، عورتیں سب اُجڑ کے آئے ہیں ان کی حالت انتہائی دردناک ہے اور جماعت احمدیہ عالمگیر کا فرض ہے کہ اپنی توفیق کے مطابق ضروران کی کچھ خدمت کرے۔ اس سلسلے میں مَیں نے اپنی طرف سے ایک ہزار پاؤنڈ کا وعدہ کیا ہے جو بہت معمولی ہے لیکن اس لئے بیان کر رہا ہوں کہ حسب توفیق باقی جماعت کو بھی توفیق ملے۔۔۔

صومالیہ کے لئے بھی یہ تحریک ہے وہاں بھی میں اپنی طرف سے ایک ہزار پاؤنڈ کا وعدہ کرتا ہوں۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 30/ اکتوبر 1992ء۔ خطبات طاہر جلد 11/ صفحہ 776)

بہبودِ انسانی کا سال منانے کی تحریک

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے خطبہ جمعہ فرمودہ یکم جنوری 1993ء میں نئے سال کے آغاز پر مبارکباد دیتے ہوئے اس سال کو انسانی بہبود کا سال منانے کی تحریک فرمائی۔

ذیل میں اس خطبہ کا ایک حصّہ درج کیا جاتا ہے جس سے نہ صرف خلافت احمدیہ کے دل میں بنی نوع انسان کی محبت اور بہبود کے لئے بے پناہ جذبہ کی عکاسی ہوتی ہے بلکہ خلافت احمدیہ کی تربیت یافتہ اور خلافت حقہ اسلامیہ سے وابستہ جماعت احمدیہ کے افراد کی بنی نوع انسان سے ہمدردی اوران کی فلاح وبہبود کے عالمی مزاج کی بھی نشاندہی ہوتی ہے۔ حضور رحمہ اللہ نے فرمایا:

"کل شام کا سورج غروب ہونے کے ساتھ اللہ کے فضل سے ایک نیا سال طلوع ہونے کے سامان پیدا ہوئے اور آج صبح کے سورج کے طلوع ہونے کے ساتھ تمام عالم پر ایک نیا دن طلوع ہوا ہے۔ پس میں تمام دنیا کے احباب جماعت کو، چھوٹوں بڑوں کو اور مردوں اور خواتین کو نہایت محبت بھرا اسلام اور مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

سالِ نو کی مبارکباد دینے کا رواج محض ایک رواج نہیں بلکہ "مبارک" لفظ میں ایک دعا پائی جاتی ہے۔ Greetings میں تو کوئی دعا نہیں لیکن جب ہم مبارک کہتے ہیں اور "مبارک ہو" کے الفاظ سے کسی کو خوشی کے جذبات پہنچاتے ہیں تو اس میں درحقیقت ایک دعا ہے۔ پس مَیں بھی ان معنوں میں آپ سب کو یہ دعا دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ یہ سال آپ سب کے لئے ہر پہلو

سے بابرکت فرمائے اور جماعت احمدیہ کے لئے بالعموم بہت بابرکت فرمائے اور خصوصاً دعوت الی اللہ کے میدان میں جماعت کی کوششوں کو غیر معمولی پھل لگائے اور دائمی پھل لگائے اور آگے پھر پھولنے پھلنے والے بیج عطا کرتا رہے۔ بہرحال ایک تو جماعت کو مبارک باد دینا مقصود تھی اور ایک کُل عالم کے مسلمانوں کو خواہ ان کا تعلق جماعت احمدیہ سے ہو یا نہ ہو مَیں دل کی گہرائی سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اسی طرح تمام انسانیت کے لئے میرے دل میں فلاح و بہبود کے جو جذبات ہیں اور جو نیک خواہشات ان سے وابستہ رکھتا ہوں اس پہلو سے تمام دنیا کے انسانوں کو خواہ ان کا کوئی بھی مذہب ہو، کوئی بھی رنگ ہو، کسی بھی قوم سے تعلق رکھتے ہوں، کسی مذہب کے ماننے والے ہوں، مَیں دل کی گہرائی سے نکلی ہوئی مبارکباد پیش کرتا ہوں جو تمام جماعت احمدیہ کی طرف سے ہے۔ صرف میری طرف سے ہی نہیں۔

میں نے مبارکباد کے اس مضمون پر جہاں تک غور کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس بھری دنیا میں جہاں اربوں لوگ آباد ہیں سب سے زیادہ احمدی دل ہیں جو حقیقت میں بنی نوع انسان کے بہی خواہ ہیں اور واقعۃً دل کی گہرائی سے ان کی خیر چاہتے ہیں ورنہ اکثر لوگ تو اپنے محدود دائروں سے وابستہ ہو کر رہ گئے ہیں۔ ایک مسلمان زیادہ سے زیادہ سوچے گا تو اسلام کی بہبود کی سوچتا ہے یا ایک پاکستانی پاکستان کی بہبود کی سوچتا ہے۔ انگلستان میں بسنے والا ایک انگریز انگلستان کی بہبود کی سوچتا ہے اور شاید ہی کوئی دل ایسا ہو جس کی گہرائی سے کُل عالم اسلام کی خیر خواہی کی دعائیں اٹھتی ہوں۔ اور جہاں تک میرا علم ہے تمام احمدی جو تمام دنیا میں، مشرق و مغرب میں تہجد کی نماز کے لئے اٹھتے ہیں انہوں نے اپنا دستور بنا رکھا ہے کہ وہ نظام جماعت کے لئے یا خلیفہ وقت کے لئے، اپنے عزیزوں اور پیاروں کے لئے جہاں دعا کرتے ہیں وہاں انسانیت کو بحیثیت انسانیت پیش نظر رکھتے ہوئے کُل عالَم کے انسانوں کے لئے ضرور دعا کرتے ہیں۔ یہ میرا ایک جائزہ ہے جو مختلف احمدیوں کے خطوط سے مترتب ہوتا ہے اور ویسے بھی اپنے دل کی کیفیت سے مَیں یہی اندازہ کرتا ہوں کیونکہ میرے اور جماعت کے دل کے دھڑکنے کے انداز ایک ہیں۔ ایک ہی نہج پر ہم سوچتے ہیں۔ ایک ہی طرز پر محسوس کرتے ہیں۔ اس لئے جو میری کیفیات ہیں وہ سب جماعت کی ہوں گی اور ایسا ہے بھی۔ کیونکہ خط لکھنے والے تو کم ہیں جو

لکھتے ہیں مگر جو لکھتے ہیں وہ نمونے بھیج دیتے ہیں، وہ بتا دیتے ہیں کہ فجی میں بھی ایسے احمدی بستے ہیں جیسے نائیجیریا، یا سیرالیون میں یا غانا میں یا امریکہ میں یا انگلستان میں یا جرمنی میں، غرضیکہ احمدی خط جہاں سے بھی ملتے ہیں ان کی ادائیں ایک ہوتی ہیں۔ پس احمدی مزاج ایک بین الاقوامی مزاج بن چکا ہے اور انسانیت کی بھلائی چاہنا، انسانیت کی بہبود چاہنا اس بین الاقوامی مزاج کی سرشت میں داخل ہے۔ اس میں کوئی بناوٹ نہیں، کوئی تصنع نہیں، کوئی تکلف نہیں۔ جس جماعت کو یہ بین الاقوامی مزاج نصیب ہوگا اس مزاج سے از خود تمام عالَم کے لئے دعائیں پھوٹیں گی۔ پس اللہ تعالیٰ یہ نیا سال تمام دنیا کو بحیثیت انسان مبارک کرے اور اس پہلو سے آگے چل کر میں جو تحریک کروں گا اس کا تعلق اس سال کو انسانی بہبود کا سال بنانے سے ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہر سال ہم ایک مطمح نظر اپنے سامنے رکھتے ہیں۔ اس سال مطمح نظر یہ رکھیں کہ انسان کو انسانیت کے آداب سکھائے جائیں۔"

حضور رحمہ اللہ نے فرمایا:

"مذہب کے اعلیٰ مقاصد میں خدا کی عبادت ہے اور خدا کی عبادت بندوں کے ساتھ حسن سلوک از خود سکھاتی ہے۔ جس عبادت کے نتیجہ میں انسان خدا کی مخلوق سے دور ہو جائے وہ شیطان کی عبادت تو قرار دی جا سکتی ہے، اللہ کی عبادت قرار نہیں دی جا سکتی۔ اس عبادت کا کیا فائدہ جس کے نتیجہ میں خالق اور مخلوق کے درمیان فرق کر دیئے جائیں اور خالق کے نام پر مخلوق پر ظلم توڑے جا رہے ہوں۔

پس اس وقت مذہبی بحثوں کا وقت نہیں ہے وہ بھی جہاں مناسب ماحول ہو چلیں گی لیکن انسانیت کو اس وقت انسان بننے کا پیغام دینے کی ضرورت ہے۔ انسانی قدروں کے لئے ایک عالمی سطح کا جہاد جاری کرنے کی ضرورت ہے۔ اس پہلو سے مَیں جماعت احمدیہ کو دعوت دیتا ہوں اور مَیں سمجھتا ہوں کی انفرادی طور پر یا من حیث الجماعۃ جماعت کی طرف سے یہ کوششیں کامیاب نہیں ہو سکتیں جب تک دوسروں کو بھی اس معاملہ میں عقل دے کر اور دعوت دے کر ساتھ شریک نہ کریں۔ ہمیں اس پیغام کو عام کرنا ہوگا اور اگر جماعت احمدیہ کی طرف سے مثلاً حکومتوں کے سربراہوں کو، بڑے بڑے دانشوروں کو، اخباروں میں لکھنے والوں کو، جو اہل قلم لوگ

ہیں ان کو خطوط لکھے جائیں ان کو سارا سال اس طرف متوجہ کیا جائے اور مختلف تجاویز ان کے سامنے رکھی جائیں تو پھر یہ ایک ایسی کوشش ہے جو ہوسکتا ہے کہ بعض ایسے دلوں میں بھی تبدیلی پیدا کردے جو دل بااختیار ہیں۔ جن کے پیچھے ایک قوم ہے۔ ان ہاتھوں میں بھی یہ جنبش پیدا کر دیں جن کو عنان حکومت تھمائی جاتی ہے، جوان دماغوں میں یہ تبدیلی پیدا کردیں جن کی فکر قوم کی فکر بن جایا کرتی ہے۔

پس ہر پہلو سے اہلِ دانش، اہلِ قلم، اہلِ دل لوگوں کو جماعت احمدیہ کی طرف سے سمجھا بجھا کر محبت سے، پیار سے یہ باتیں پہنچانی ضروری ہیں اور آئندہ سارا سال دنیا کی ہر جماعت جو میرے اس پیغام کو سن رہی ہے اس میں چھوٹے بڑے سب شریک ہو جائیں اگر بچے اپنی زبان میں ایک بات لکھ سکتے ہیں تو کیوں نہ لکھیں۔ بعض دفعہ بچوں کی زبان دل پر زیادہ اثر کرتی ہے اور واقعۃً بڑا گہرا اثر کرتی ہے۔۔۔ تو بچے بھی لکھیں۔ جس حد تک توفیق ہے ملکوں کے سربراہوں کو لکھیں، دانشوروں کو لکھیں، مولویوں کو لکھیں۔ پنڈتوں کو لکھیں، پادریوں کو لکھیں اور کہیں کہ خدا کا خوف کرو۔ اگر اخلاق دنیا سے اٹھ گئے تو مذہب کا رہے گا کیا؟ اگر انسانیت ہی قائم نہ ہوئی تو کیا حیوانوں سے خدا رشتے کرے گا۔ ان حیوانوں میں کیوں خدا نے نبی نہ بھیج دیئے جن سے بدتر تم ہوتے چلے جارہے ہو۔ اس لئے انسان کو انسانیت کے آداب سکھاؤ۔

جماعت احمدیہ نے ایک عالمگیر تحریک پیش کی تھی جس کا ذکر میں نے گزشتہ خطاب میں بھی کیا تھا یعنی پیشوایان مذاہب کے جلسوں کا انعقاد۔ یہ بہت مفید ہیں مگر میں سمجھتا ہوں کہ اب انسانیت کے نام پر ہمیں جلسے کرنے چاہئیں۔ تحریک بہبود انسانیت کے نام پر تمام دنیا میں جلسے منعقد کرنے چاہئیں۔ اس میں صرف مذہب کے نمائندے نہیں آئیں گے، دہریے بھی آئیں گے۔ ہر قسم کے لوگ آئیں گے۔ ان کو سمجھانے کی ضرورت ہے کہ انسانیت ہے کیا؟ دنیا میں انسانیت کا شرف دوبارہ قائم کئے بغیر، انسانی قدروں کو بحال کئے بغیر ہم جو عالمی انصاف کی یا عالمی امن کی باتیں کرتے ہیں وہ صرف منہ کی باتیں ہیں، ان میں کوئی بھی حقیقت نہیں ہوتی۔ اس سلسلہ میں بڑے دلچسپ پروگرام بنائے جاسکتے ہیں۔ بڑے اچھے جلسے کئے جاسکتے ہیں اور ان جلسوں میں پسماندہ قوموں کے حقوق کے اوپر بھی بحث ہوسکتی ہے لیکن یہ

دراصل بعد کی باتیں ہیں، پہلے میں سمجھتا ہوں کہ صرف انسانی قدروں کی بات ہونی چاہئے۔ انسانی قدروں کے حوالوں سے بعض دفعہ یہ بات بھی آئے گی کہ ہم ایک ملک میں عیش و عشرت کی زندگی بسر کر رہے ہیں اور ایک اور ملک ہے جہاں فاقے کئے جا رہے ہیں۔ اگر انسانی قدریں زندہ ہوں تو یہ نہیں ہو سکتا۔ انسانی قدروں کی راہ میں قومی دیواریں حائل ہو گئی ہیں، کہیں مذہبی دیواریں حائل ہو جاتی ہیں، کہیں نظریاتی دیواریں حائل ہو جاتی ہیں۔ پس ان سب مصنوعی جھوٹی دیواروں کا ٹوٹنا ضروری ہے اور وہ اندرونی دباؤ سے ٹوٹنی چاہئیں۔ بیرونی حملے سے نہیں۔ اندرونی دباؤ جو انسانیت کے زندہ ہونے سے دلوں سے پیدا ہو گا اور قوم کے اندر جب وہ مجموعی طور پر زیر و بم دکھائے گا اس کے اندر اونچ نیچ ہو گی۔ جذبات میں بعض دفعہ کمی آتی ہے بعض دفعہ زیادتی ہوتی ہے تو میری مراد یہ ہے کہ جب انسانیت کے سانس چلنے لگیں گے، جب انسانیت کا دل دھڑکنے لگے گا، جب انسانی جذبات میں تموج پیدا ہونے لگے گا تو وہ اندرونی دباؤ ہے جو تعصب کی دیواریں توڑے گا۔ ورنہ تعصب کی دیواریں باہر سے نہیں توڑی جا سکتیں۔ یہ گہرا نفسیاتی نکتہ ہے۔ تعصب کی دیواروں کو جب باہر سے توڑنے کی کوشش کرو گے تو تعصب بڑھے گا۔ پس اندر سے سوچوں کو بدلنا پڑے گا۔ نظریات میں تبدیلی پیدا کرنی ہو گی۔

پس جماعت احمدیہ کے جتنے فکر رکھنے والے، جتنے دل رکھنے والے صاحب نظر لوگ ہیں، ان سب سے میں یہ درخواست کرتا ہوں کہ اپنی صلاحیتوں کو استعمال کریں اور دراصل ہر احمدی عام گفت و شنید کے ذریعہ بھی اپنے ارد گرد چھوٹے چھوٹے حسین جزیرے قائم کر سکتا ہے۔ ہر انسان کے اندر ایک بنیادی مادہ ہونا چاہئے جو پھیلنے کی صلاحیت ہے اور بعض پیغامات جو اپنی ذات میں پھیلنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ یہ پیغام بھی ان پیغاموں میں سے ایک ہے۔ یہ ایک ایسا پیغام ہے جو فی الحقیقت انسانی دل کی آواز ہے۔ انسانی فطرت سے پھوٹا ہوا پیغام ہے۔ پس احمدی خواہ دانشور ہو یا غیر دانشور ہو، پڑھا لکھا ہو یا اَن پڑھ ہو اگر وہ اپنے ماحول میں ایک زندہ پیغام کی بات کرتا ہے تو اس کا پیغام اسی طرح سنا جائے گا جیسے کہا جاتا ہے کہ:

دیکھنا تقریر کی لذّت کہ جو اُس نے کہا
میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے

پس زندہ پیغام کی یہ نشانی ہوتی ہے اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آج دنیا غیر انسانی ہوتے ہوئے بھی انسانیت کے لئے ترس رہی ہے۔ اس کی گہری فطرت کی یہ آواز ہے کہ ہمیں اس کی ضرورت ہے۔ پس جب احمدی یہ آواز بلند کرے گا تو کسی دلیل کی ضرورت نہیں۔ یہ آواز تو دل سے اٹھے گی اور ضرور دل میں جا بیٹھے گی اور پھر وہاں نشوونما پائے گی اور پھوٹے گی۔ پھر اپنے دائیں بائیں دوسرے غیر انسانی لوگوں کو انسان بنانے کے لئے کوشاں ہو جائے گی۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ یکم جنوری 1993ء۔ خطبات طاہر جلد 12 رصفحہ 1 تا 14)

اس سلسلہ میں اسی خطبہ جمعہ میں حضور رحمہ اللہ نے متعدد عملی اقدامات بھی تجویز فرمائے اور نہ صرف افراد جماعت احمدیہ عالمگیر کی رہنمائی فرمائی بلکہ اقوام عالم اور مختلف سیاسی و مذہبی لیڈرز کو بھی نہایت اہم اور مفید مشوروں سے نوازا۔

پھر اسی مضمون کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے 8 رجنوری 1993ء کے خطبہ جمعہ میں بھی بہبود انسانی کے لئے کام کرنے کی اہمیت اور اس کے لئے اپنی طاقت اور وسعت کے مطابق تمام صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضور رحمہ اللہ نے فرمایا:

"جب جماعت احمدیہ سب دنیا کے غم کی باتیں کرتی ہے۔ سب دنیا کے فکر دل سے لگا کر ان کی اصلاح کی کوشش کرتی ہے تو بہت لوگ تعجب کرتے ہیں کہ ان کی حیثیت کیا ہے، طاقت کیا ہے، یہ کیسے دنیا کے حالات بدل سکتے ہیں۔ اور بہت سے احمدی دانشور بھی یہی سمجھتے ہیں کہ ہاں سمندر میں ایک قطرہ زائد ڈالنے والی بات ہے ورنہ تو کوئی حیثیت نہیں ہے اور بعض یہ بھی سوچتے ہوں گے کہ ہمیں وہ کام سہیڑنے کی ضرورت کیا ہے جس کام کی ہم میں طاقت نہیں۔ تو اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ ہماری فطرت میں اگر یہ بات ہو کہ کسی کا غم محسوس کریں اور کسی کا دکھ دُور کرنے کی کوشش کریں تو ہم مجبور ہیں۔ اس میں عقل کا قصہ نہیں، دل کی مجبوریوں کی بات ہے۔ ایک شخص جو ہمدرد ہو وہ کسی جگہ کسی کو تکلیف میں دیکھتا ہے تو طبعاً اس کے دل میں ہمدردی پیدا ہوتی ہے اور بے اختیار قدم اس طرف اٹھتے ہیں تا کہ اس کی تکلیف کو دور کیا جائے۔ ہمیں تو اس سے بہت زیادہ بڑھ کر بنی نوع انسان سے محبت ہے اس لئے کہ ہم حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کے غلام ہیں۔۔۔ ہم تو اس آقا محمد مصطفی ﷺ کے غلام ہیں جس نے کُل عالَم

کے اندیشے دل کو لگا رکھے تھے جن کے متعلق خدا آسمان سے بار بار گواہی دیتا تھا کہ اس دنیا کے غم میں تُو اپنے آپ کو ہلاک کرلے گا۔ پس اگر حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ سے کسی کو سچا پیار ہے تو ہو ہی نہیں سکتا کہ وہ دنیا کے اندیشے دل کو نہ لگا بیٹھے۔ یہ اس کے لئے فطرت کا ایک طبعی تقاضا ہے، اس کے سوا کوئی طریق کار ہی میسر نہیں ہے۔ پس اگر احمدی حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی محبت میں سچا ہے تو اسے لازماً یہ اندیشے دل کو لگانے ہوں گے بلکہ اس کے بغیر اس کا محمد رسول اللہ ﷺ سے تعلق ہی سچا ثابت نہیں ہوسکتا۔ پس یہ مجبوریاں ہیں۔ ہم نے تو یہ کام کرنا ہی کرنا ہے۔ ہمیں تو دنیا کی کوئی طاقت اس کام سے روک نہیں سکتی۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 8/جنوری 1993ء۔ خطبات طاہر جلد 12/صفحہ 24 تا 25)

بوسنیا کے مظلوموں کے لئے امداد کی تحریک

پھر 29/جنوری 1993ء کو بوسنیا کے مظلوموں کی مالی اور اخلاقی امداد کے لئے حضورؒ نے تحریک فرمائی جس پر جماعت نے لبّیک کہا اور فوری طور پر 78 ہزار پاؤنڈ سے زائد رقم پیش کی۔ حضور رحمہ اللہ نے اس بارہ میں 29/جنوری 1993ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا:

''بوسنیا کی تحریک میں اس وقت تک جو Response یعنی اپیل کے جواب میں لبّیک کہا گیا ہے وہ 78 ہزار 672 پاؤنڈ ہے مگر یہ بہت ہی کم ہے۔ اتنے دردناک حالات ہیں اور اتنی بڑی ضرورت ہے کہ جو جہاد کرنے والے ہیں ان کے لئے اُن کے پاس نہ بوٹ ہیں، نہ گرم کپڑے ہیں۔ بہت ہی دردناک حالت میں وہ دین کی خاطر یہ بڑا دردناک جہاد کر رہے ہیں۔ تو جماعت احمدیہ کو انفرادی طور پر یا جماعتی طور پر جسمانی لحاظ سے جہاد میں شرکت کی توفیق نہیں ہے تو مالی لحاظ سے تو کرسکتی ہے۔ چنانچہ ہم بڑے وسیع پیمانے پر رابطے بڑھا رہے ہیں۔ بعض ملکوں میں پچاس پچاس ہزار بوسنین مہاجرین ہیں اور ان کی حالت یہ ہے کہ جب ان کو کہا جاتا ہے کہ اپنی ضرورت بتاؤ تو وہ بوسنیا کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ ہمارے بھائیوں پر خرچ کرو جو بڑی عظیم قربانیاں دے رہے ہیں۔ وہاں جب میں نے وفد بھجوانے شروع کئے یعنی جماعت کو توفیق ملی تو ایک رپورٹ آئی کہ اس میں کچھ جرمن نیک دل لوگ بھی شامل ہو گئے اور جماعت کے نمائندوں نے ٹرک لیا اور مال لے کر وہاں پہنچے تو کہتے ہیں کہ اتنے دردناک حالات تھے کہ وہ جرمن جو غیر مسلم

تھے ان کی چیخیں نکل گئیں۔ سخت سردی میں معصوم بچوں نے جن کے پاس چھوٹے بوٹ تھے انہوں نے آگے سے بوٹ کاٹ کرتا کہ پاؤں کو آگے سے چبھے نا اور پنجہ دبے نا، آدھا پاؤں باہر نکلا ہوا تھا اور کپڑے پورے نہیں تھے فاقوں کا شکار۔ کہتے ہیں کہ سب سے زیادہ یہ اثر ہمارے دل پر اس وقت ہوا جب ہم نے کہا کہ ہمیں اور بتاؤ کہ تمہیں کیا ضرورت ہے ہم پھر آئیں گے تو انہوں نے کہا کہ پھر ہماری طرف نہ آؤ ان مجاہدوں کی طرف جاؤ جو بڑے دردناک حالات میں نہتے لڑ رہے ہیں اور ان کی مدد کرو تو جماعت کو اس سلسلہ میں دل کھول کر آگے قدم بڑھانا چاہئے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 29 رجنوری 1993ء۔ خطبات طاہر جلد 12 رصفحہ 95 تا 96)

چنانچہ اس کے بعد بھی انفرادی طور پر اور اجتماعی طور پر بھی مظلوموں کی ہر سطح پر امداد کی گئی اور خطیر رقم اس غرض سے خرچ کی گئی۔

ہومیو پیتھی طریق علاج کے ذریعہ خدمت خلق

جماعت احمدیہ میں ہومیو پیتھی کو متعارف کرانے کا سہرا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے سر ہے۔ آپ نے فروری 1923ء میں احمدی خواتین کو معلومات افزا لیکچر دیتے ہوئے ہومیو پیتھی کا تذکرہ فرمایا اور کئی احمدیوں کو اس طریق علاج کی طرف توجہ پیدا ہوگئی اور انہوں نے بیسیویں صدی کے چوتھے عشرہ میں پرائیویٹ کلینک بھی کھول لئے۔

وقف جدید کی ڈسپنسری

دسمبر 1956ء میں ربوہ میں فضل عمر ہومیو پیتھک ریسرچ ایسوسی ایشن کا قیام عمل میں آیا جس کے صدر حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد تھے۔ 1960ء میں آپ نے ہومیو پیتھی کی مفت ادویہ دینے کا سلسلہ شروع کیا۔ آغاز میں آپ نے یہ کام گھر میں جاری کیا۔ 1968ء میں وقف جدید میں باقاعدہ ڈسپنسری کے قیام تک آپ تمام اخراجات خود برداشت کرتے تھے۔

وقف جدید میں آپ کے علاج سے ہزاروں مریض فیض یاب ہوئے اور آپ نے بہت سی بیماریوں کے متعلق نئے نئے تجربات کئے جن میں خدا نے آپ کو کامیابی عطا فرمائی۔ (اس کی کسی قدر تفصیل آپ کی کتاب "ہومیو پیتھی یعنی علاج بالمثل" میں موجود ہے)

ہومیو پیتھی کلاسز

1982ء میں منصب خلافت پر فائز ہونے کے بعد آپ رحمہ اللہ نے خدمت خلق کا یہ سلسلہ مزید وسیع کر دیا۔ بہت سے احمدی، غیر احمدی اور غیر مسلم آپ سے ذاتی ملاقاتوں کے دوران یا خطوط کے ذریعہ اپنی بیماریوں اور عوارض کے لئے آپ سے دعا کے ساتھ ساتھ ہومیو دوا کے لئے بھی درخواست کرتے اور اکثر و بیشتر آپ انہیں مفت ادویہ بھی فراہم کرتے اور اس طریق پر ہزار ہا افراد نے بیماریوں سے نجات حاصل کی اور شفاء پائی۔ لیکن اس سلسلہ میں ایک انقلابی موڑ اس وقت آیا جب آپ نے 1994ء میں ایم ٹی اے پر ہومیو پیتھی کلاسز کا آغاز فرمایا۔ چنانچہ آپ نے 198 رکلاسز میں نہایت سادہ زبان میں ہومیو پیتھی کے اصول وضوابط اور تجربات کا ذکر کیا اور گھروں میں بیٹھے ہوئے ہزاروں احمدی مرد وزن ہومیو پیتھی کی ابتدائی تعلیم حاصل کرنے لگے اور گھر گھر میں ہومیو ڈسپنسریاں کھل گئیں اور احمدی نہ صرف اپنی ضروریات پوری کرنے لگے بلکہ فیض کا یہ سلسلہ بیرونی احباب تک وسیع ہو گیا اور کثرت کے ساتھ فری ہومیو ڈسپنسریاں قائم ہونے لگیں۔ آپ نے ضروری دواؤں کے باکسز (Boxes) بنوا کر کئی ممالک میں بھجوائے اور گشتی (Mobile) ڈسپنسریاں وجود میں آگئیں۔ آپ نے متعدد خطبات اور خطابات میں ہومیو پیتھی طریقِ علاج سے غیر معمولی شفا یابی کے ایمان افروز تجربات بیان فرمائے جس سے احمدیوں کو مزید تحریک ہوئی۔ اور بہت سے احمدی مرد وزن آپ کی ہومیو پیتھی کی کلاسز سے مستفید ہونے کے باعث باقاعدہ ہومیو پیتھی کے مستند اداروں سے تعلیم حاصل کر کے ہومیو پیتھک ڈاکٹرز بن گئے اور اس طریق پر بھی خدمت خلق کا فیض عام ہوا۔

حضور رحمہ اللہ نے جلسہ سالانہ یُوکے 1995ء کے دوسرے روز بعد دوپہر کے خطاب میں ہومیو پیتھک طریق علاج کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"ہومیو پیتھک ایک باقاعدہ نظام صحت ہے جو عظیم الشان ہے اس میں خدا تعالیٰ کے فضل سے عظیم صلاحیتیں موجود ہیں اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ بہت ہی سستا علاج ہے اور ایسی ایسی امراض کا بھی علاج ہومیو پیتھک میں کامیابی کے ساتھ مشاہدے میں آتا ہے جہاں

دوسرے ڈاکٹر جواب دے بیٹھتے ہیں۔کہتے ہیں اب اس کے بچنے کی کوئی امید نہیں ہے۔بعض ڈاکٹر کہتے ہیں اس بیماری کا ہمارے پاس علاج نہیں ہے اور روزمرہ اب یہ شواہد پہلے سے بڑھ کر ہمارے سامنے آرہے ہیں کیونکہ میں نے ایم ٹی اے کے ذریعے تمام دنیا کی جماعتوں کو ہومیو پیتھک سکھانے کا ایک پروگرام بنایا۔...صرف احمدی ڈاکٹر ہی نہیں غیر احمدی ایلو پیتھک ڈاکٹر بھی ایم ٹی اے ذریعے باقاعدہ ہومیو پیتھک سیکھ رہے ہیں۔...باقاعدہ لیکچر سنتے اور ان سے استفادہ کرتے ہیں اور جہاں تک ہومیو پیتھ کا تعلق ہے ان میں بعض چوٹی کے ہومیو پیتھ سے جب بعض احمدیوں کا رابطہ ہوا تو انہوں نے یہ عجیب بات کہی کہ جب ہمیں پتہ لگا کہ ایم ٹی اے کے ذریعے جماعت احمدیہ کے امام دنیا کو ہومیو پیتھک سکھا رہے ہیں تو محض اس دلچسپی کی خاطر کہ دیکھیں کہ وہ کیا کہتے ہوں گے؟ ہم نے شروع کیا اور اب باقاعدہ لیکچر سنتے ہیں اور ایک ڈاکٹر نے کہا کہ یہ لیکچر سننے کے بعد اب مجھے پتہ چلا ہے کہ ہومیو پیتھی ہے کیا۔اور میں تو اب کوئی ایک لیکچر مِس (Miss) کر ہی نہیں سکتا۔ایک اور ہومیو پیتھک ڈاکٹر نے جو بہت نامور ڈاکٹر ہیں...انہوں نے کہا ہومیو پیتھک نے تو مجھے دین اسلام بھی سکھا دیا کیونکہ جب ان کے لیکچر ہومیو پیتھی کے سنے تو میں نے کہا خطبہ بھی تو سن کے دیکھیں کہ خطبے میں کیا کہتے ہوں گے؟ وہ خطبے سنے تو میں نے اپنے گھر میں باقاعدہ خطبوں کو جاری کر دیا ہے۔اب ہمارا سارا گھر بڑے انہماک کے ساتھ ہر خطبہ سنتا ہے اور میں اپنے بچوں کو بتاتا ہوں کہ اگر اسلام سیکھنا ہے تو احمدیت سے سیکھو اس کے علاوہ کہیں کچھ اسلام نہیں ہے۔تو دو ہی تو شفائیں ہیں۔ایک روحانی شفا ہے، ایک بدنی شفا ہے۔...پس آج جماعت احمدیہ کو ان دونوں علوم پر بادشاہی عطا ہوئی ہے اور یہ بادشاہی یا روحانی سلطنت جو روحانی شفا کے ساتھ تعلق رکھتی ہے یا بدنی شفا سے تعلق رکھتی ہے اب اس پر جماعت احمدیہ کو خدا تعالیٰ نے فائز فرمایا ہے۔کوئی دنیا کی طاقت اب جماعت سے یہ اعزاز نہیں چھین سکتی۔جو ہمارے شاگرد اب تیار ہو رہے ہیں ہومیو پیتھک میں ان کے بڑے دلچسپ تجارب مل رہے ہیں اور اب میں ان سے بھی سیکھ رہا ہوں کیونکہ علم میں یہی تو خوبی ہے۔علم کی چھری جب ایک دوسرے کے ساتھ چلتی ہے تو تیز تر ہوتی ہے، کُند نہیں ہوا کرتی۔تو جو میرے شاگرد تھے اب ان کو خدا تعالیٰ جو نئے نئے تجارب عطا کر رہا ہے وہ مجھے بھیج رہے ہیں۔اس طرح

شاگرد اور طالبعلم کے فاصلے مٹ گئے ہیں۔ہم دونوں ایک دوسرے کی مدد کر رہے ہیں اور حیرت انگیز طور پر شفا کے نمونے دنیا میں اس وقت ہومیو پیتھک کے ذریعے ظاہر ہو رہے ہیں۔

... یہ ایک بہت بڑی عظیم شفا کا ذریعہ ہے جس کی تائید حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کشوف سے اور روحانی طور پر اللہ نے جو آپ کو علم عطا فرمایا ہے اس سے ہوتی ہے اس لئے اس میں کسی احمدی کے لئے کسی تردّد کا کوئی سوال ہی باقی نہیں رہتا۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے طاعون کے زمانے میں ایک اعلان شائع فرمایا اور فرمایا کہ مجھے ایک روحانی ذریعے سے یہ معلوم ہوا ہے کہ اگر طاعون کی بیماری جو جلد اور غدودوں کی بیماری ہے وہ کسی ملک میں پھیل جائے۔ دراصل تو غدودوں کی بیماری ہے، جلد پر بھی اس کے اثرات ظاہر ہوتے ہیں۔تو اس کو روکنے کے لئے اگر سلفر اور مرکری کے ذریعے جِلدی بیماریاں پھیلا دی جائیں تو غدود کی بیماریاں غدود کو چھوڑ کر جِلد کی طرف متوجہ ہو جاتی ہیں اور غدودوں کو شفا مل جاتی ہے۔یعنی اندر جو گلینڈز ہیں ان کو بچانے کے لئے اگر جِلدی بیماریاں پھیلائی جائیں تو گلینڈز بچ جاتے ہیں۔... پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے میرے دل میں اس بات کی طرف غیر معمولی جوش پیدا کیا گیا ہے اور میرا دل چاہتا ہے کہ تمام دنیا کے اطبّاء کو بتادوں کہ اس میں ان کے لئے گہرے راز ہیں اور انسانی شفا کے لئے بہت مصالح ہیں جو اس میری دریافت کے اندر جو روحانی ذریعے سے ہوئی ہے مضمر ہیں۔اگر اطبّاء غور کریں تو ان کو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ غیر معمولی شفاء کے نئے نئے راز عطا ہوں گے۔یہ خلاصہ ہے۔ الفاظ وہ نہیں ہیں۔مگر (مضمون) یہی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا۔تو اب دیکھیں کہ یہ جو نیا دور ہے اس میں جماعت احمدیہ کے بانی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے خبر دے رکھی تھی کہ ہومیو پیتھک شفاء کا تمام دنیا کی جسمانی شفا سے گہرا تعلق ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ حضرت مصلح موعودؓ کے دل میں جو ہومیو پیتھک کا جذبہ پیدا کیا گیا یہ بھی ایک اتفاقی حادثہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر کی طرف سے باقاعدہ ایک منصوبے کے مطابق ایسا ہوا۔ پھر حضرت مصلح موعود کے تیرہ لڑکے تھے ان میں کسی ایک کو اگر ہومیو پیتھک کا جنون ہوا تو مجھے ہی ہوا اور مجھے ہی خدا نے چنا اس مقام کے لئے جہاں سے مَیں

تمام دنیا میں ہومیو پیتھک کے علاج کا تعارف دنیا سے کرواسکوں اور ہومیو پیتھک کی تعلیم دے سکوں۔ یہ ایک ایسا شفا کا نظام ہے جو بہت ہی سستا ہے اور بہت ہی مؤثر ہے۔۔۔ امر واقعہ یہ ہے کہ ہومیو پیتھک علاج اگر ایک دفعہ جاری ہو گیا تو تب آپ کو سمجھ آئے گی کہ کتنا عظیم فائدہ ہے خصوصاً غرباء کا۔ ایک غریب ایک بیمار کے لئے جو ڈاکٹر کو پیسے دیتا ہے وہ بعض دفعہ اس کے بچوں کی مہینوں کی خوراک کا خرچ پورا کر سکتے ہیں اور بعض دفعہ بعض مریض مجھے لکھتے ہیں کہ ہمارے لئے تو دو راہوں میں سے ایک کو اختیار کرنا ہے یا ہم چند مہینے فاقے کریں یا پھر بیماری کے ساتھ رہیں کیونکہ علاج ہمارے بس کی بات نہیں ہے۔ ایسے لوگوں کے لئے ہومیو پیتھک شفا ایک عظیم نعمت ہے۔ ایک بیمار کے علاج پر ایلو پیتھک میں جو خرچ ہوتا ہے اس خرچ کی بجائے اگر ہومیو پیتھک ادویہ حاصل کی جائیں اور ہومیو پیتھک علاج کا سلیقہ آتا ہو تو ساری عمر کے سارے گھر والوں کے علاج کے لئے ایک دفعہ کی ایک ڈاکٹر کی فیس کافی ہے اور پھر ...... محلے، ارد گرد سب کا علاج مفت بھی کیا جاسکتا ہے۔ پس محض ایک اہم وقت کی ضرورت ہی نہیں جس کا جسمانی شفا سے تعلق ہے بلکہ روحانی شفا سے بھی اس کا تعلق ہے کیونکہ جو مریض کسی کے ہاتھوں شفا پاتے ہیں اس کے دین میں بھی دلچسپی لینے لگتے ہیں، اس کے زیر اثر آجاتے ہیں خصوصاً اگر مفت علاج ہو تو بہت تیزی کے ساتھ ان لوگوں کے دل میں شفا ملنے کا ذریعہ بننے والے کے لئے محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ پس دعوت الی اللہ کے جو نئے میدان فتح ہو رہے ہیں، نئی نئی قوموں میں نفوذ ہو رہا ہے اس میں ہومیو پیتھک سیکھ کر چند سستی سی دوائیں اپنے ساتھ لے کر اگر سفر کریں تو ہزارہا لوگوں کی شفا کا انتظام چند روپوں میں ہو سکتا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں ہے۔۔۔ جہاں تک دواؤں کا مہیا کرنے کا تعلق ہے ہم نے تمام ضروری دوائیں جو ایک روزمرہ کے پریکٹس کرنے والے ہومیو پیتھ کے کام آسکتی ہیں ان پر غور کر کے 234 دواؤں کا ایک سیٹ بنایا ہے اور اس کو دو مضبوط گتے کے ڈبوں میں ترتیب دے دی ہے"

(خطاب فرمودہ 29 جولائی 1995ء بر موقع جلسہ سالانہ یوکے)

حضور رحمہ اللہ کی ہدایات کے مطابق دوائیوں کے یہ ڈبے ایک باقاعدہ نظام کے تحت نہایت معمولی خرچ پر افراد جماعت کو مہیا کئے گئے۔

اسی طرح جلسہ سالانہ برطانیہ 1998ء کے موقع پر دوسرے روز بعد دوپہر کے خطاب میں حضور رحمہ اللہ نے فرمایا:

"جہاں تک ہومیو پیتھک طریقہ علاج کا تعلق ہے اگرچہ یہ طریقہ مشکل ضرور ہے لیکن ایک لمبے عرصے سے مَیں ایم ٹی اے کے ذریعہ مسلسل لیکچر دے رہا ہوں جو تمام دنیا میں پھیل رہے ہیں اور ان لیکچرز میں اگرچہ شروع میں بہت دقّت تھی کیونکہ جن کو مَیں مخاطب تھا ان کو اس مضمون کی الف۔ب بھی نہیں آتی تھی لیکن بہت محنت کرنی پڑی۔ سر دردی دور کرنے کے لئے سر دردی اختیار کرنی پڑی۔ بہر حال اللہ نے فضل فرمایا اور رفتہ رفتہ لوگوں کو سمجھ آنی شروع ہوئی اور یہ طریقہ عام ہونا شروع ہوا۔ بالآخر وہ وقت پہنچا جبکہ بکثرت لوگوں کی توجہ اس طریقہ علاج کی طرف ہوئی کیونکہ اس میں ایک خاص بات یہ ہے جو ایلو پیتھک طریقہ علاج میں ممکن نہیں ہے کہ نہایت کم خرچ پر علاج ہو سکتا ہے اور جہاں تک ہومیو پیتھی کا اور جماعت کا تعلق ہے جماعت احمدیہ ایسا علاج تجویز کر رہی ہے جس کے اخراجات خود جماعت احمدیہ برداشت کر رہی ہے۔ گویا کہ بکثرت ایسی ڈسپنسریاں قائم ہو رہی ہیں کہ ان کو اپنے پلّے سے ایک پیسہ بھی خرچ کرنے کی ضرورت نہیں، ہم طریقہ علاج بھی سمجھاتے ہیں اور مفت دوائیں بھی مہیا کرتے ہیں۔ یہ ایک بہت اہم کام ہے جو خدا تعالیٰ کے فضل سے بکثرت پھیل رہا ہے۔ اس ضمن میں سب سے پہلے مرکز میں ہمیں ایک مرکزی شعبہ اس کام کے لئے قائم کرنا پڑا جو ڈاکٹر عبدالحفیظ صاحب بھٹی اور ان کی بیگم شیریں بیگم اور ان کے بچوں کے سپرد ہے۔ ... اس کثرت سے شفاخانوں کو اور احمدیہ گھرانوں کو مفت علاج کی سہولت مہیا کر دی گئی ہے کہ مَیں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ جب سے دنیا بنی ہے ایسا کبھی نہیں ہوا۔ تمام عالم کی طبّی ضروریات پورا کرنے کے لئے کوئی مفت جاری ہونے والا نظام کسی کے علم میں ہو تو بتائے۔ پس یہ بھی اللہ تعالیٰ کے عظیم فضلوں میں سے ایک فضل ہے۔ اس نے حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کی اس ہدایت کے اس شعبہ پر بھی عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائی کہ اَلْعِلْمُ عِلْمَانِ۔ عِلْمُ الْاَدْیَانِ وَعِلْمُ الْاَبْدَانِ۔"

اسی ضمن میں حضور رحمہ اللہ نے خاص طور پر انڈونیشیا کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"انڈونیشیا میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے عبدالقیوم صاحب جو انڈونیشیا جماعت کے ایک

بہت ہی اہم اور مخلص ممبر ہیں۔ ان کی ذاتی کوششوں کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہومیو پیتھک وہاں نافذ ہو چکی ہے۔ عبدالقیوم صاحب نے سب سے پہلے تو خود مجھ سے یہ طریقہ علاج سمجھا اور بہت قابل آدمی ہیں، بہت اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ جب ان کو یقین ہو گیا اور خود ہماری ڈسپنسری میں جا کر وہ مثالیں بھی دیکھیں کہ کس طرح خدا تعالیٰ شفا عطا فرماتا ہے تو پھر انہوں نے کہا کہ اب مجھے اجازت دی جائے کہ مَیں اسے انڈونیشیا میں پھیلاؤں۔ چنانچہ اس وقت تک وہ اور ان کا خاندان اور بہت سی لجنات جو اُن سے تعاون کر رہی ہیں ان کی کوششوں سے 93 ڈسپنسریاں انڈونیشیا میں قائم ہو چکی ہیں اور وہ بتاتے ہیں کہ لوگوں کا بہت تیزی سے ان کی طرف رجحان بڑھ رہا ہے۔ لیکن علاوہ ازیں جیسا کہ مَیں نے کہا تھا مَیں تو اس وقت راضی ہوں گا جب ہر احمدی گھر شفا خانہ بن جائے گا۔ لوگ اپنا بھی علاج کریں گے، اپنے بچوں کا بھی علاج کریں گے، ہمسایوں کا بھی علاج کریں گے اور ان کو بھی یہ طریقہ علاج سمجھائیں گے تاکہ احمدیت کا فیض دنیا میں پھیلتا چلا جائے۔"

(خطاب فرمودہ بر موقع جلسہ سالانہ یُوکے 1998ء۔ دوسرے روز بعد دوپہر)

حضور رحمہ اللہ کے ہومیو پیتھی سے متعلق ایم ٹی اے پر لیکچرز کے متعلق یہ ڈیمانڈ تھی کہ انہیں باقاعدہ کتابی صورت میں شائع کیا جائے۔ چنانچہ انہیں کتابی صورت میں ڈھالا گیا اور 1996ء میں یہ کتاب "ہومیو پیتھی یعنی علاج بالمثل" کے نام سے شائع ہوئی۔ لیکن چونکہ یہ کتاب جلدی میں شائع کی گئی تھی اس میں بعض اغلاط راہ پا گئیں۔ چنانچہ جلد ہی اس کا دوسرا ایڈیشن ریویژن کے بعد شائع ہوا۔ اس کا انگریزی اور عربی ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے۔

جلسہ سالانہ یُوکے 1999ء کے موقع پر دوسرے روز بعد دوپہر کے خطاب میں حضور رحمہ اللہ نے ہومیو پیتھک کے ذریعہ خدمت خلق کے حوالہ سے ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ:

"اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہومیو پیتھک طریقہ علاج کو بکثرت فروغ ہو رہا ہے اور کثیر تعداد میں مفت خدمت کرنے والے شفا خانے قائم کئے جا رہے ہیں۔ 37 ممالک سے موصول ہونے والی رپورٹس کے مطابق ایسے 406 چھوٹے بڑے شفا خانے قائم ہو چکے ہیں۔ اس سال ایک محتاط اندازے کے مطابق 1,61,355 افراد کا مفت علاج کیا گیا ہے۔ ان مریضوں میں

ایک بھاری تعداد غیر از جماعت اور غیر مسلم افراد کی بھی شامل ہے۔ یہ مفت علاج رنگ و نسل اور مذہب کے فرق سے بالا رہ کر کیا جاتا ہے اور محض خلق اللہ کی بھلائی پیش نظر ہوتی ہے۔

مغربی ممالک میں انگلستان اور جرمنی اور افریقن ممالک میں سے گھانا نے جس منظم طریق پر اس کام کو بڑھایا ہے اور پھیلایا ہے وہ قابل تقلید ہے۔ انگلستان میں دوران سال چوبیس ہزار سے زائد افراد کو علاج کی سہولت مہیا کی گئی۔ جرمنی نے تئیس ہزار سے زائد مریضوں کو مفت علاج مہیا کیا۔ مزید برآں جرمنی نے دوسرے یورپین ممالک کو بھی مفت ادویات مہیا کیں۔ گھانا میں بتیس ہزار سے زائد مریضوں کا علاج کیا گیا۔ چھوٹے بڑے 32 شفاخانے قائم کئے جا چکے ہیں۔ گھانا کو یہ خصوصیت بھی حاصل ہے کہ سارے افریقن ممالک کو مفت ادویات گھانا ہی سے بھجوائی جاتی ہیں اور مختلف افریقن ممالک کے نوجوانوں کو ہومیو پیتھک طریقہ علاج کی تربیت بھی گھانا کے زیر نگرانی دی جا رہی ہے۔

انڈونیشیا نے حیرت انگیز طور پر بہت جلد ترقی حاصل کی ہے۔ اس سے پہلے انڈونیشیا میں نہ احمدیوں میں اور نہ غیر احمدیوں میں کہیں ہومیو پیتھک کا نام و نشان تک نہیں تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ قیوم صاحب کو جزائے خیر دے۔ انہوں نے اور ان کے عزیزوں نے خاص طور پر بہت محنت سے کام کیا ہے اور اس قدر تیزی سے ترقی کی ہے کہ اس وقت تک اللہ کے فضل سے تمام ملک میں 198 چھوٹے بڑے شفاخانے قائم ہو چکے ہیں۔ یہ بہت بڑی تعداد ہے۔ اللہ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔“

اسی ضمن میں حضور رحمہ اللہ نے فرمایا:

”یہ صرف عام شفا کی باتیں نہیں ہیں۔ یہ ایسی چیزیں ہیں جن کا بطور الہام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پہلے سے بتا دیا گیا تھا۔ اور تائیدی رؤیا بھی ایسی دکھائی گئیں جن کی تعبیر اس کے سوا ہو نہیں سکتی کہ ہومیو پیتھک کے جو بڑے بڑے ڈبے تقسیم ہوتے ہیں جن میں ہزاروں دوائیاں لوگوں تک پہنچائی جاتی ہیں انہی کا ذکر تھا۔ اس کے سوا اس رؤیا کی تعبیر ممکن ہی نہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہام کی تائید میں حضرت امّاں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دکھائی گئی تھی۔ اب دیکھئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام!

فرمایا:

''آج کوئی پہر رات باقی ہوگی کہ الہام ہوا:

''اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ وَلِنَجْعَلَهٗ اٰیَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا وَکَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا۔ عِنْدِیْ مُعَالَجَاتٌ''۔

... یقیناً مَیں ہر اُس شخص کی حفاظت کروں گا جو گھر میں ہے۔ (اور یہ اس لئے ہے) تا کہ ہم اُسے لوگوں کے لئے نشان اور اپنی طرف سے رحمت بنا دیں اور یہ فیصلہ شدہ امر ہے۔ میرے پاس علاج ہیں۔

اب یہ آخری فقرہ کہ ''میرے پاس علاج ہیں'' اس کا کیا مطلب ہے؟

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''جس وقت مجھے یہ الہام ہوا اُس وقت مَیں نے گھر میں پوچھا کہ تم کو بھی کوئی خواب آیا ہے کیونکہ مَیں نے دیکھا ہے کہ میرے الہام کے ساتھ اُن کو بھی کوئی مصدّق خواب آجایا کرتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مَیں نے خواب میں دیکھا کہ ایک بڑا بکس ادویہ کا چراغ لایا ہے۔ (چراغ نام ہے اُس شخص کا جو لایا ہے۔) اور شیخ رحمت اللہ نے روانہ کیا ہے۔ جب کھولا گیا تو دیکھا کہ ہزار ہا شیشیاں اس میں دوا کی ہیں۔''

اب ایک ڈبے میں ہزار ہا شیشیاں ایلو پیتھک دواؤں کی آ ہی نہیں سکتیں۔ یہ ہومیو پیتھک کا کمال ہے کہ چھوٹی چھوٹی شیشیوں کی صورت میں ہزار ہا مریضوں کے لئے دوا مہیا کی جاتی ہے۔ فرماتے ہیں:

''ہزار ہا شیشیاں اس میں دوا کی ہیں۔ کوئی بڑی کوئی چھوٹی۔ تب گھر میں تعجب کیا کہ کبھی کدائیں دس بارہ شیشیاں منگوائی جاتی تھیں مگر یہ ہزار ہا شیشیاں کیوں منگوائی گئیں۔''

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 76 ،مطبوعہ انگلستان ایڈیشن 1985ء)

ظاہر ہے کہ ہومیو پیتھک ادویہ کے جو بکس (Box) تیار کئے جا رہے ہیں ان کی طرف اشارہ ہے۔''

(خطاب فرمودہ بر موقع جلسہ سالانہ یوکے 1999ء دوسرے روز بعد دوپہر)

صفت رحمانیت کے تحت قائم ڈسپنسریاں

خطبہ جمعہ فرمودہ 3/اگست 2001ء میں حضور رحمہ اللہ نے ہومیو ڈسپنسریوں کے قیام کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

”خدا تعالیٰ نے صفت رحمانیت کے تابع جو شفا کا مضمون پیدا کیا ہے جس کا ذکر حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں ان میں ایک ہومیو پیتھی شفا کا نظام بھی ہے اور یہ الٰہی نظامِ شفا کے قریب تر ان معنوں میں ہے کہ اس کی اتنی باریکیاں ہیں کہ ان پر غور کرنے سے انسان خدا کی ہستی کا لازماً قائل ہو جاتا ہے۔ ناممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفت رحمانیت کے بغیر یہ شفا کا مضمون سکھایا جاتا۔ بہرحال اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے مجھے اس مضمون پر کام کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔۔۔

ہومیو پیتھک علاج کے لئے تحقیق ہونی چاہئے پورے غور و فکر کی ضرورت ہے۔ اس کے دو حل ہیں۔ ایک تو یہ کہ جو میری کتاب ہے ہومیو پیتھی کی وہ آپ خود لے لیں اور اس میں اشارے موجود ہیں ان کو دیکھ کر خود اپنا مطالعہ کریں۔ سب سے بہتر علاج انسان خود کر سکتا ہے جو جانتا ہے کہ مجھے کیا بیماری ہے۔ لیکن جن کو یہ سلیقہ نہیں اور اکثر کو نہیں ہے، بہت مشکل کام ہے کہ ہومیو پیتھک علاج کرنے کے لئے کوئی خود کتاب سے فائدہ اٹھا سکے۔ اس لئے ان کے لئے دنیا بھر میں خدا تعالیٰ کی رحمانیت کی مظہر ڈسپنسریاں قائم کر دی گئی ہیں جو بلا مبادلہ کام کرتی ہیں۔

اس کثرت سے ڈسپنسریاں قائم ہیں کہ آدمی حیران رہ جاتا ہے کہ اب دنیا میں کتنی بیشمار ڈسپنسریاں قائم ہیں جو بنی نوع انسان کا علاج کرتی ہیں مگر محض رحمانیت کے طور پر۔ اس کا کوئی متبادل نہیں لیتیں، مفت کی ڈسپنسریاں ہیں اور ان میں لوگ وقف ہیں۔۔۔

اب میں آپ کے سامنے ایک مختصر فہرست رکھتا ہوں کہ کس کثرت کے ساتھ دنیا میں احمدیت کے طفیل مفت علاج کی سہولتیں موجود ہیں۔ ہندوستان، جرمنی، امریکہ، کینیڈا غرضیکہ دنیا بھر کے ممالک میں یہ ڈسپنسریاں کام کر رہی ہیں۔ اب امراء کا فرض ہے کہ وہ احباب جماعت کو واقفیت کروائیں۔ اب امریکہ سے، لاس اینجلس سے جو خط آتے ہیں کہ میرا علاج کریں وہیں لاس اینجلس میں ہی ہمارے مربی موجود ہیں جو ہومیو پیتھک علاج کر سکتے ہیں۔ اڑیسہ سے خط ہے

وہاں بھی نظام جماعت مقرر ہے کوئی نہ کوئی ہومیو پیتھک ڈسپنسری موجود ہے جو بلا مبادلہ ان کی خدمت کے لئے تیار ہے۔ اب ربوہ میں تو کثرت سے ہیں اور ربوہ سے بھی خط آتے ہیں۔ عجیب بات ہے کہ ان کو یہ نہیں پتہ کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے وہاں ہومیو پیتھک کلینک بامعاوضہ بھی موجود ہیں، بہت معاوضہ لے کر کرتے ہیں لیکن جماعت کی طرف سے مفت علاج کی اتنی سہولتیں ہیں کہ دنیا کے کسی شہر میں یہ سہولتیں نہیں ہوں گی۔۔۔ ملک کے امیر کا فرض ہے کہ وہ تمام جماعتوں کو مطلع کرے کہ آپ کے قریب ترین کون سی ڈسپنسری ہے جس سے آپ استفادہ کر سکتے ہیں اور اگر اس شہر میں نہیں ہے تو شہر بتائیں کہ کس جگہ جائیں کیونکہ ان کو لازماً پھر وہاں جانا پڑے گا اور ہومیو پیتھک ڈاکٹر موجود ہوگا جو ان کو دیکھ کر پوری تحقیق کرنے کے بعد پھر ان کے لئے علاج تجویز کر سکتا ہے۔

اب مختصر میں آپ کو بتا دیتا ہوں۔ ہندوستان میں مجموعی طور پر 70 کے لگ بھگ ڈسپنسریاں کام کر رہی ہیں جن میں قادیان میں تین، پنجاب میں چھ، ہماچل پردیش میں ایک، ہریانہ میں چار، راجستھان میں تین، آندھرا پردیش میں دو، صوبہ جموں و کشمیر میں دس، گجرات میں ایک، یوپی میں تین، کیرالہ میں چھ، تامل ناڈو میں دو، مدراس میں دو، بنگال میں سولہ، آسام میں چار، اڑیسہ میں دو۔ یہ ساری ڈسپنسریاں وہاں کام کر رہی ہیں اور مفت علاج کر رہی ہیں۔۔۔ تمام امراء صوبائی و ضلع یہ ذمہ داریاں اپنے اوپر ڈال لیں کہ ہر احمدی کو معلوم ہو جانا چاہئے کہ ڈسپنسریاں کہاں ہیں اور کیسے کام کر رہی ہیں۔"

(الفضل انٹرنیشنل 7 ستمبر 2001ء صفحہ 9)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ یُوکے 2003ء کے موقع پر دوسرے روز بعد دوپہر کے خطاب میں ہومیو پیتھی کے ذریعہ خدمت خلق کے حوالہ سے ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہومیو پیتھک طریقۂ علاج کو بکثرت فروغ ہو رہا ہے اور کثیر تعداد میں مفت خدمت کرنے والے شفاخانے قائم کیے جا رہے ہیں۔ 55 ممالک سے موصول ہونے والی رپورٹس کے مطابق ایسے 632 چھوٹے بڑے شفاخانے قائم ہو چکے ہیں۔ اس سال ایک محتاط اندازے کے مطابق ایک لاکھ 91 ہزار افراد کا مفت علاج کیا گیا۔

...انگلستان میں دورانِ سال 25 ہزار سے زائد افراد کو علاج کی سہولت مہیا کی گئی۔ جرمنی میں 13 ہزار سے زائد مریضوں کو مفت علاج مہیا کیا۔ گھانا میں 23 ہزار سے زائد مریضوں کا علاج کیا گیا۔

...انڈونیشیا میں بھی 328 چھوٹے بڑے شفا خانے قائم کیے جا چکے ہیں۔ اسی طرح احمدیہ ہومیو ڈسپنسری قادیان ہے جو وقف جدید کی زیر نگرانی کام کر رہی ہے اور یہاں بھی دورانِ سال 50 ہزار سے زائد لوگوں کا علاج کیا گیا۔ اس کے علاوہ دو کیمپ ہماچل میں لگائے گئے ہیں جہاں گیارہ ہزار سے زائد مریضوں کا علاج کیا گیا ہے اور انہیں دوا مہیا کی گئی۔ قادیان کے علاوہ ہندوستان میں بیس سے زائد جگہوں پر ہومیو پیتھک علاج کا انتظام موجود ہے۔

پھر ربوہ میں طاہر ہومیو پیتھک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ (Tahir Homeopathic Research Institute) ہے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ڈاکٹر وقار منظور بسرا کی زیر نگرانی بڑا اچھا کام کر رہا ہے۔ گزشتہ ایک سال کی رپورٹ کے مطابق یہاں کُل 79 ہزار سے زائد مریضوں کا علاج کیا گیا ہے جن میں سے پچاس ہزار مریضوں کا تعلق ربوہ سے ہے۔ اس کے علاوہ ملک کے طول و عرض سے غیر از جماعت مریضوں کی غیر معمولی تعداد علاج کی غرض سے آتی ہے۔ گزشتہ سال پندرہ ہزار غیر از جماعت مریضوں کا علاج کیا گیا اور ان میں اکثریت مزدوروں، کسانوں کی ہی ہوتی ہے لیکن بہت پڑھے لکھے اور تاجر اور اعلیٰ افسران بھی آتے ہیں۔"

(خطاب فرمودہ 26 جولائی 2003ء بر موقع جلسہ سالانہ یُوکے۔ الفضل انٹرنیشنل 11 رجنوری 2013ء صفحہ 11 تا 12)

طاہر ہومیو پیتھک ہسپتال اینڈ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ

وقف جدید کی چھوٹی سی ڈسپنسری سے جن فری ہومیو ڈسپنسریوں کا آغاز ہوا تھا اس کی ایک ترقی یافتہ شکل "طاہر ہومیو پیتھک ہسپتال اینڈ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ" ہے جو حضور رحمہ اللہ کی اجازت اور ہدایت سے قائم ہوا اور اس میں ماہانہ ہزاروں مریضوں کا علاج مفت کیا جاتا ہے۔

حضور رحمہ اللہ نے جلسہ سالانہ یُوکے 1995ء کے موقع پر دوسرے روز بعد دوپہر کے خطاب

میں اس خواہش کا اظہار فرمایا تھا کہ آپ کے لیکچرز کے مختلف زبانوں میں تراجم ہو جائیں اور ہم ہر جگہ چھوٹے چھوٹے انسٹی ٹیوٹ قائم کریں۔ آپ رحمہ اللہ نے باقاعدہ ہومیو پیتھک کے اساتذہ یا ڈاکٹرز تیار کرنے کے لئے انسٹی ٹیوٹ کے قیام کی ضرورت کا ذکر فرمایا تھا۔ چنانچہ اس خواہش کی ایک خوبصورت تعبیر طاہر ہومیو پیتھک ہسپتال اینڈ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ربوہ ہے۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ کے زیر ہدایت ونگرانی نہ صرف یہ ادارہ بلکہ دنیا کے مختلف ممالک میں ہومیو پیتھی کے ذریعہ خدمت کا نظام وسیع بنیادوں پر مستحکم سے مستحکم تر ہوتے ہوئے خدمت خلق میں مصروف ہے۔

نصرت جہاں ہومیو پیتھک کلینک

لجنہ اماء اللہ ربوہ نے حضور رحمہ اللہ کی اجازت سے ہومیو پیتھک کلینک قائم کیا جس کا باقاعدہ افتتاح 30 دسمبر 1996ء کو ہوا جہاں علاج مکمل طور پر فری ہوتا ہے۔ 19 فروری 2003ء کو اس کی نئی عمارت کا سنگ بنیاد رکھا گیا اس وقت تک 77247 مریض استفادہ کر چکے تھے۔ ان مریضوں میں سے ایک بڑی تعداد غیر از جماعت کی ہوتی ہے۔ (روزنامہ الفضل 29 مارچ 2003ء)

اس کلینک کی نئی عمارت کا افتتاح 16 اپریل 2005ء کو ہوا۔ (روزنامہ الفضل 27 اپریل 2005ء)

اہل روانڈا کے لئے مالی تحریک

22 جولائی 1994ء کو حضورؒ نے خطبہ جمعہ میں روانڈا (مشرقی افریقہ) کے مظلوم عوام کے لئے جماعت کو عطیات دینے کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا:

"جہاں تک روانڈا کا تعلق ہے میں بارہا جماعت کو نیک تحریکات کرتا ہوں اور بارہا توقعات سے بڑھ بڑھ کے جماعت خدمت دین کرتی ہے، لبیک کہتی ہے اور میں پھر بھی نہیں تھکتا، پھر بھی آپ کو بلاتا رہتا ہوں اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ ہمارا کردار ہے اور کردار کو تبدیل نہیں کیا جا سکتا۔ کسی جگہ بھی ظلم کے زخم لگے ہوں کسی جگہ بھی لوگ فلاکت زدہ ہوں اور مصیبتوں

میں مبتلا ہوں تو مومن کا کردار یہ ہے کہ ایسے موقع پر جو کچھ بھی اس کے بس میں ہو ضرور کرتا ہے۔ اور کافر کا یہ کردار ہے کہ اسے کوئی پرواہ نہیں ہوتی کہ کیا ہو رہا ہے۔ قرآن کریم اس مضمون کو یوں بیان فرماتا ہے۔ فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ وَ مَآ اَدْرٰكَ مَا الْعَقَبَةُ فَكُّ رَقَبَةٍ اَوْ اِطْعٰمٌ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ يَّتِيْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ اَوْ مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ (البلد:12 تا 17) کہ اصل دین تو وہ ہے جو جفا کشی کی طرف بلانے والا ہو بلند چوٹیوں کی طرف چڑھنے کی دعوت دیتا ہو گھاٹیوں سے اوپر آنے کی طرف اشارے کر رہا ہو اور یہ ہے کیا! گھاٹیوں سے بلندی پر چڑھنا کس کو کہتے ہیں۔ اس میں ایک بات یہ بیان فرمائی کہ جب بھوک عام ہو جائے اور بظاہر تمہارے بس میں نہ ہو اس کو نپٹنا پھر بھی جو تم میں طاقت ہے تم وہ لے کر آگے بڑھ جاتے ہو اور جو یہ نہیں کرتے وہ مومن نہیں ہیں ان کا دین سے کوئی تعلق نہیں۔ پس میں جانتا ہوں کہ ہمارا آٹے میں نمک کے برابر بھی حصہ نہیں ہوگا۔ ہمیں جو توفیق ہے سارے کام دوسرے بھی جاری ہیں مگر اطمینان تو ہوگا کہ ہم نے تمام بوجھوں کے باوجود اللہ تعالیٰ کی اس دائمی نصیحت پر عمل کرتے ہوئے لبیک کہا ہے اور روانڈا کے مظلوم ہیں جو خصوصاً زائر میں انتہائی دردناک حالات میں زندگی گزار رہے ہیں۔ Cholera پھیلا ہوا ہے۔ مصیبتوں میں مبتلا ہیں ان کے لئے میں اپنی طرف سے ایک ہزار پاؤنڈ کا معمولی نذرانہ پیش کر کے جماعت کو تحریک کرتا ہوں کہ توفیق کے مطابق دیں دوسرے جو لازمی دائمی چندے ہیں ان پر اثر نہیں ڈالنا وہ اپنی اپنی اہم ضروریات ہیں لیکن وعدوں کا انتظار نہیں کر سکتے۔ جہاں تک جماعت زائر کا تعلق ہے ان کو میں نصیحت کرتا ہوں جیسے میں نے پہلے کہا تھا وہ ہیضے کی وبا جس میں اور ذرائع میسر نہ ہوں جیسے کہ وہاں اس وقت نہیں ہیں بہت ہی موثر علاج ہے۔ ''سلفر 200'' اور مفت میں کثرت کے ساتھ بنائی جا سکتی ہے آپ کی ٹیمیں وہاں پہنچیں اور ان کو روزانہ صبح شام ''سلفر'' 200 میں کھلائیں۔ چند گولیاں میٹھی اور مٹھاس تو ویسے ہی ان بے چاروں کو ضرورت ہے وہ تو ایک دانہ بھی میٹھا منہ میں پہنچ جائے تو اس کو غنیمت سمجھیں گے اور اس کے علاوہ Campher ہے۔ اگر ہیضہ ہو چکا ہو آغاز میں ''Campher 30'' دیا جائے تو اس سے ہیضہ بڑھنے سے رک جاتا ہے پھر میں تفصیل سے پہلے بھی بتا چکا ہوں Cuprum ہے اگر پاؤں

میں تشنج زیادہ ہو ہاتھ پاؤں مڑتے ہوں۔ اگر کھلے اسہال ہوں تو اس پر Varatrum Album دوا ہے تو اس طرح میں دواؤں کے متعلق ہیضے کے متعلق خصوصیت سے پہلے روشنی ڈال چکا ہوں اور وہاں کے مبلغ وہ ریکارڈ بھی کرتے ہوں گے۔ فوری طور پر اگر خود نہیں کر سکتے اتنی توفیق نہیں تو دوسری تنظیموں کو بتائیں اور ان کو کہیں کہ ہم آپ کو دوائیاں تیار کر دیتے ہیں۔ ہماری سرداری میں تم ٹیمیں تیار کرو اور فوری طور پر کثرت سے ان جگہوں میں پہنچ کر ان کے علاج کی کوشش کرو۔ ان کو اس دردناک عذاب سے بچانے کی کوشش کرو۔ ایک بھوک اور اوپر سے ہیضہ تو بہت ہی تکلیف دہ بیماری ہے۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے اور ہماری ادنیٰ اور بہت ہی حقیر کوششوں کو قبول فرماتے ہوئے آسمان سے ان پر رحم نازل فرمائے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 22 / جولائی 1994ء۔ الفضل انٹرنیشنل 26 / اگست 1994ء)

مریم شادی فنڈ

خطبہ جمعہ فرمودہ 21 فروری 2003ء لندن میں حضورؒ نے اللہ تعالیٰ کی صفت شکور اور شاکر کے مختلف پہلوؤں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

"انسان پر اپنے والدین کا شکر بھی واجب ہے۔ انسان سمجھتا ہے کہ وہ والدین کے شکر کا حق ادا کر چکا ہے حالانکہ اس کے والدین بالخصوص ماں نے بچپن میں جس طرح اس کی پرورش کی، اس کو پالا پوسا، اسے علم سکھایا اور آداب سکھائے، اس کی خاطر تکلیفیں برداشت کیں تو اسے بڑے ہو کر یاد بھی نہیں رہتیں۔"

مزید فرمایا:

"اب اس مختصر خطبہ کے بعد مَیں شکرِ نعمت کے طور پر اپنی والدہ مرحومہ کا ذکر بھی کرنا چاہتا ہوں۔ آپ غریبوں کی بہت ہمدرد تھیں اور بہت مہربان وجود تھیں۔ ہمیشہ انہوں نے مجھے غریبوں اور ضرورتمندوں کی مدد کرنے کی تربیت دی... اب ان کی یاد میں، ان کے احسان کا بدلہ اتارنے کے لئے، اب احسان کا بدلہ تو نہیں اتارا جا سکتا، ان کی روح کو ثواب پہنچانے کی خاطر، مَیں یہ اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ جن کی بیٹیاں بیاہنے والی ہیں اور انہیں مدد کی ضرورت ہے، حسب توفیق مَیں اپنی طرف سے بھی کچھ ان کو پیش کرتا ہوں۔ وہ بے تکلفی سے مجھے لکھیں ان کا مناسب

گزارہ ہو جائے گا اور جہیز کی رسم کسی حد تک پوری ہو جائے گی۔ اگر میرے اندر اتنی توفیق نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے خدا تعالیٰ کی جماعت غریب نہیں ہے۔ بہت روپیہ ہے جماعت کے پاس۔ تو انشاء اللہ جماعت کے کسی فنڈ سے ان کی امداد کر دی جائے گی۔“

اگلے جمعہ 28 فروری 2003ء کے خطبہ میں فرمایا:

”پچھلے خطبہ جمعہ میں مَیں نے غریب بچیوں کی شادی کے لئے تحریک کی تھی کہ شادی کے لئے کچھ رقم پیش کریں۔ مجھے تعجب ہوا ہے کہ جماعت نے اس طرح دل کھول کر اس قربانی میں حصہ لیا ہے کہ آسمان سے خدا تعالیٰ کے فضلوں کی بارش ہوئی ہے... اس مد میں ایک ہفتہ کے اندر اندر نقد رقوم اور وعدوں کی صورت میں ایک لاکھ 9 ہزار پاؤنڈ سے زائد اکٹھا ہو گیا ہے اور بعض خواتین نے اپنے زیورات پیش کر دیئے ہیں۔“

مزید فرمایا:

”مجھے ذاتی طور پر تو تردّد تھا مگر جو کمیٹی تھی اس کام کے لئے ان کا مشورہ قبول کرتے ہوئے اس فنڈ کا نام "مریم شادی فنڈ" رکھ دیتا ہوں۔ امید ہے اب یہ فنڈ کبھی ختم نہیں ہوگا اور ہمیشہ غریب بچیوں کو عزت کے ساتھ رخصت کیا جا سکے گا۔“

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس فنڈ سے سینکڑوں مستحق بچوں کی شادی کے مواقع پر امداد کی گئی اور یہ سلسلہ جاری ہے۔

....

فرنچ سپیکنگ مما لک میں جماعت کی ترقی سے متعلق ایک رؤیا اور اس کی حیرت انگیز تعبیر

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے 1993ء میں فرنچ سپیکنگ مما لک میں جماعت کی ترقی اور پھیلاؤ سے متعلق ایک رؤیا دیکھی۔ یہ ہفتہ 17رجولائی 1993ء کی بات ہے۔ حضور رحمہ اللہ جب دفتر تشریف لائے تو خاکسار راقم الحروف (نصیر احمد قمر) کو طلب فرمایا۔ (خاکسار ان دنوں حضور رحمہ اللہ کے پرائیویٹ سیکرٹری کے طور پر خدمت کی توفیق پا رہا تھا۔) حضور انورؒ نے خاکسار سے فرمایا کہ 'آج رات بہت ہی عجیب اور معنیٰ خیز رؤیا دیکھی ہے۔' اور فرمایا کہ 'اسے غور سے سن لیں اور پھر لکھ کر دکھا دیں'۔ چنانچہ حضور نے وہ رؤیا خاکسار کو سنائی اور خاکسار نے حسبِ ارشاد لکھ کر حضورؒ کی خدمت میں پیش کر دی جو ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

''ہفتہ 17رجولائی 1993ء۔ آج رات مَیں نے رؤیا میں دیکھا کہ مَیں ایک چھوٹی کشتی پر سوار دریا کے بہاؤ کے رخ جا رہا ہوں۔ کشتی میں مَیں اکیلا ہی ہوں۔ اور ذہن میں یہ ہے کہ مجھے دریا اور سمندر کے سنگم پر پہنچنا ہے اور وہاں کسی اہم شخصیت سے ملاقات ہے۔ یہ معلوم نہیں کہ وہ شخصیت کون ہے۔ ذہن میں یہ بات بھی ہے کہ مجھ سے پہلے بھی ایک دفعہ کسی نے اس جگہ پہنچنے کی کوشش کی تھی لیکن وہ جگہ جہاں دریا اور سمندر کا ملاپ ہوتا ہے بہت ہی مشکل اور خطرناک ہے۔ چنانچہ جب میں اس سنگم پر پہنچتا ہوں تو وہاں پانی کی لہروں کے بہت ups and downs ہیں اور کافی مشکل اور خطرناک جگہ ہے۔ لیکن میں گھبراتا نہیں اور بڑے اطمینان سے اس جگہ سے آگے نکل جاتا ہوں۔ مَیں نے دیکھا کہ کناروں پر بہت لوگ کھڑے ہیں جو اس سارے نظارہ کو دیکھ رہے ہیں۔ پہلے تو کشتی چونکہ دریا

کے بہاؤ کے رخ پر بہہ رہی تھی اس لئے اس کی رفتار کافی تیز تھی۔لیکن جب دریا اور سمندر کے اس سنگم سے کچھ آگے نکلتا ہوں تو اس کی رفتار سست ہو جاتی ہے۔ پھر مجھے سامنے سمندر میں ایک بڑی Boat یا چھوٹا سمندری جہاز نظر آتا ہے اور یہ احساس ہے کہ میں نے جس شخصیت سے ملنا ہے اس کے لئے مجھے اس جہاز تک پہنچنا ہے۔ میں دونوں ہاتھوں سے کام لیتے ہوئے چپوؤں کی طرز پر پانی کو پیچھے دھکیلتا ہوں اور اس طرح کشتی آگے بڑھتی ہے اور میں چکر کاٹ کر اس جہاز کی پچھلی جانب سے اس کے اندر داخل ہوتا ہوں۔ وہاں کچھ لوگ موجود ہیں۔ان میں سے کوئی کہتا ہے کہ آپ یہاں انتظار کریں اور پھر گویا جس شخصیت سے مَیں نے ملنا ہے ان سے رابطہ کے لئے وہ ٹیلی فون یا کوئی مشین لگانے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہاں ایک خاتون ہے جو فرنچ زبان میں اس شخص کو جو فون کرنا چاہتا ہے کہتی ہے کہ وہ خود آ کر مشین لگائیں گے اور مچھلی پکڑیں گے۔ مَیں اس وقت ان سے کہتا ہوں کہ کیا وہ (اہم شخصیت) فرنچ بولتے ہیں؟‘

حضور نے فرمایا ’یہ بہت اہم اور معنیٰ خیز رؤیا ہے اور اس میں کئی لطیف اشارے پائے جاتے ہیں‘۔

حضور رحمہ اللہ نے بعد ازاں مختلف مواقع پر اس عظیم الشان اور مبشر رؤیا کا ذکر فرمایا اور رؤیا کی بعض مزید تفصیلات بھی بیان فرمائیں۔

چنانچہ جلسہ سالانہ یُو کے 1994ء کے موقع پر دوسرے دن بعد دوپہر کے خطاب میں اس رؤیا کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس رؤیا کا تعلق خاص طور پر ان ممالک سے ہے جہاں فرانسیسی بولی جاتی ہے۔حضورؒ نے فرمایا کہ گزشتہ سال جو وفد فرانسیسی بولنے والے افراد کا اس علاقہ سے جلسہ پر آیا تھا انہیں اس رؤیا کے متعلق بتاتے ہوئے میں نے بتایا تھا کہ اس رؤیا کا تعلق احمدیت کی ان علاقوں میں ترقی سے ہے اور انشاء اللہ موجودہ رفتار سے کہیں زیادہ تیزی کے ساتھ ان علاقوں میں جماعت پھیلے گی۔

حضورؒ نے فرمایا کہ اس رؤیا میں پہلا پیغام تو یہ ہے کہ اب دریا کے سفر ختم ہو گئے اور سمندروں کے سفر شروع کرنے کا زمانہ آ گیا ہے اور سمندر کے سفروں کے لئے بھی خدا کی عطا کردہ طاقت ہی کام

آئے گی اور یہ کہ خلافت کے ساتھ وہ برکتیں وابستہ ہیں جو آئندہ اسلام کی ترقی کے لئے مقدّر ہو چکی ہیں۔خلیفہ جدھر رخ کرے گا وہی رخ ہو گا جو خدا کی رحمتوں کی ہواؤں کے چلنے کا رخ ہے۔

حضورؒ نے فرمایا کہ اس ایک سال میں فرانسیسی بولنے والے ممالک میں ہمیں ڈیڑھ لاکھ سے زائد بیعتیں عطا ہو چکی ہیں۔'

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل 19 راگست تا 25 راگست 1994ء صفحہ 2)

پھر 1995ء کے جلسہ سالانہ یُوکے کے موقع پر دوسرے روز کے بعد دوپہر کے خطاب میں حضور رحمہ اللہ نے فرمایا:

''دوسال پہلے اسی جلسے میں یعنی جلسہ یُوکے میں مَیں نے آپ کو اپنی ایک رؤیا بتائی تھی اور اس رؤیا میں آپ کو بتایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک ایسی حیرت انگیز رؤیا دکھائی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح سابق میں ہمیں انگلش سپیکنگ ممالک میں، انگریزی بولنے والے ممالک میں، غیر معمولی نفوذ عطا فرمایا اب فرانسیسی بولنے والے ممالک کی باری آنے والی ہے اور ان میں اللہ تعالیٰ غیر معمولی نفوذ عطا فرمائے گا۔وہ رؤیا بڑی دلچسپ تھی جو ایسی کہ میرے ذہن میں کسی گوشے میں بھی نہیں آسکتی تھی۔

رؤیا یہ تھی جو دوسال پہلے میں نے آپ کو بتائی اور اس سے پہلے فرنچ سپیکنگ ممالک کے جو بعض لوگ مجھے ملنے کے لئے آئے تھے مَیں ان کو بھی بتا چکا تھا۔ ...میں نے دیکھا کہ ایک دریا میں مَیں کشتی پر بیٹھا ہوا ہوں جس میں نہ کوئی چپّو ہے، نہ کوئی ملّاح، نہ کوئی مددگار۔اس کشتی میں مَیں اکیلا بیٹھا ہوا ہوں۔تیزی کے ساتھ دریا کے بہاؤ پر بہتا چلا جا رہا ہوں۔کچھ پتہ نہیں کس طرف کا رُخ ہے۔لیکن یہ یقین ہے کہ اللہ کی قدرت کے ہاتھوں میں ہوں اور ایک لمحہ بھی مجھے خوف محسوس نہیں ہوتا۔وہ دریا تیزی کے ساتھ اُتر رہا ہے جیسے ایک آبشار کی صورت اختیار کر لیتا ہے اور وہ کشتی خود بخود اس میں بہتی چلی جا رہی ہے یہاں تک کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ ایک سمندر میں داخل ہونے والی ہے۔جب میں تیزی کے ساتھ اس سمندر میں اترتا ہوں تو از خود وہ کشتی بائیں طرف ایک سمت مڑ جاتی ہے اور کچھ عرصہ کے بعد جو دریا کے بہاؤ کی حرکت تھی وہ کم ہونی شروع ہو جاتی ہے۔میرے پاس نہ چپّو ہیں، نہ کوئی اور مددگار، نہ کوئی انجن۔مَیں آگے جا کر اپنے دونوں ہاتھوں سے چپّو کا کام لیتا ہوں اور میں حیران ہو جاتا ہوں کہ دو ہاتھوں

میں بغیر اس کے کہ مجھے کوئی تکلیف ہو اتنی غیر معمولی غیبی طاقت پیدا ہو جاتی ہے کہ بڑی تیزی کے ساتھ جیسے موٹر بوٹ چل رہی ہو اس رفتار سے وہ کشتی اس منتہیٰ کی طرف بڑھ رہی ہے جس کا مجھے علم نہیں کہ وہ کیا ہے۔ کسی منزل کی طرف جا رہی ہے، مجھے علم نہیں۔ مگر یہ پتہ ہے کہ اللہ کی تقدیر مجھے کسی طرف پہنچا کر ایک پیغام دینا چاہتی ہے۔۔۔۔ اور ایک خاص مقصد کے لئے مجھے آگے بڑھایا جا رہا ہے اور آگے جا کر وہ مقصد حل ہوگا اور مجھے معلوم ہو جائے گا کہ سفر کی وجہ کیا تھی۔ پھر وہ دریا سمندر میں داخل ہو جاتا ہے، پھر وہ مڑ جاتا ہے۔ آخر پر جا کر یہ بات نکلتی ہے کہ میں اس کشتی میں اپنے دائیں طرف ایک چھوٹے جہاز کو یا بڑی موٹر بوٹ کو دیکھتا ہوں جس کے اوپر کچھ آلات بھی نصب ہیں اور جیسے سیٹلائٹ کے ذریعے پیغام پہنچایا جاتا ہے اس قسم کا سامان بھی وہاں مہیا ہوا ہوا ہے اور وہاں میرا انتظار ہو رہا ہے۔ اس وقت تک اللہ تعالیٰ میرے دل میں یہ ڈال دیتا ہے کہ میری کسی اہم شخصیت سے ملاقات ہے۔ تو میں ان سے پوچھتا ہوں کہ وہ بڑا آدمی جس سے ملاقات کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھے یہاں بھیجا ہے وہ آچکا ہے یا آنے والا ہے؟ تو وہ کہتے ہیں ہم اس کا انتظار کر رہے ہیں اور اس عرصے میں ہم ٹیلیویژن کے ذریعے یا سیٹلائٹ کے ذریعے پیغام وغیرہ پہنچانے کے لئے انتظام کر رہے ہیں۔ نیچے سے ان انتظامات میں مصروف ایک عورت اوپر کی باتیں سن کر اوپر آتی ہے۔ ایک درمیانی عمر کی عورت ہے اور مجھے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اس کی سیکرٹری ہے جس سے مجھے ملنا تھا۔ تو وہ مجھ سے فرنچ میں بات کرتی ہے۔ میں تعجب سے پوچھتا ہوں کہ آپ فرنچ سپیکنگ ہیں؟ اس نے کہا ہاں میں بھی فرنچ سپیکنگ ہوں اور جن سے ملنے کے لئے آپ کو بلایا گیا ہے وہ بھی فرنچ سپیکنگ ہیں۔ اور خواب ختم ہوگئی۔

یہ خواب پیش کر کے میں نے آپ کو بتایا کہ خدا تعالیٰ نے میرے دل کو اس رؤیا کے بعد اس یقین سے بھر دیا ہے کہ اب اگلے دَور میں جماعت احمدیہ کو فرنچ سپیکنگ علاقوں میں غیر معمولی کامیابیاں نصیب ہوں گی جو اتنی نمایاں طور پر زیادہ ہوں گی کہ ہر احمدی کا دل ایمان اور یقین سے لبریز ہو جائے گا کہ یہ رؤیا دکھانے والی ذات اللہ عالم الغیب کی ذات تھی۔ وہ قدیر، قدرتوں کے مالک خدا کی ذات تھی جس نے ایک منصوبہ بنایا ہے اور اس کی کامیابی کا تمام تر انحصار خود اسی کی قدرت پر ہے۔ کیونکہ جو کشتی

چل رہی ہے مجھے پتہ ہی نہیں کیسے چل رہی ہے۔ کہاں جا رہی ہے۔ خدا نے از خود مجھے بھجوایا ہے اور میری جو ہاتھوں کی کوشش ہے یہ وہ تدبیر ہے جس کو انسان نے بہر حال اختیار کرنا ہے۔ مگر ان کوششوں سے وہ کام تو نہیں سرانجام پاتے جو مجھے کشتی کی تیز رفتاری میں دکھائے گئے۔ صاف پتہ چلتا ہے کہ میں تو ایک بہانہ بنایا گیا ہوں ہاتھوں سے آگے بڑھنے کے لئے۔ مگر خدا کی طاقت ہے جو اس کشتی کو دھکیلے گی اور ان مقاصد کو پورا کرے گی جن کی خاطر خدا نے مجھے وہاں بھجوایا ہے۔ پس میں نے دو سال پہلے اعلان کیا کہ اب تیار ہو جائیں کثرت کے ساتھ فرنچ سپیکنگ یعنی فرانکوفون (Francophone) علاقوں میں اب جماعت پھیلے گی۔ اب میں آپ کے سامنے موازنے کے طور پر بعض اعداد و شمار رکھتا ہوں۔

1990ء میں فرانسیسی علاقوں میں تمام ممالک میں جہاں فرانسیسی بولی جاتی ہے احمدی ہونے والوں کی تعداد 6080 تھی۔ 1991ء میں کم ہو کر 5054 ہو گئی۔ 1992ء میں 5531 رہ گئی۔ بہت نہیں گری مگر گری ہے۔ اب ایک انسان اگر واقعاتی رفتار کو دیکھ کر... اندازے لگائے تو اس بات کا وہم و گمان بھی نہیں کر سکتا کہ اس رفتار کو دیکھ کر میں یہ اعلان کروں کہ ان ممالک میں اب تیزی سے جماعت احمدیہ پھیلنے والی ہے۔ پس 1993ء میں جب مَیں نے وہ رؤیا دیکھی تو پہلی بار اچانک اس تعداد میں اضافہ ہوا اور 1993ء میں 36611 تعداد ہو گئی۔ رؤیا کے بعد 1994ء میں یہ 36 ہزار تعداد بڑھ کر ایک لاکھ 62 ہزار 227 ہو گئی اور امسال (1995ء) مَیں اللہ کی رحمتوں کے گیت گاتے ہوئے، اس کی حمد و ثنا سے لبریز، اس کے حضور گریاں و ترساں، اس کے حضور سجدہ ریز ہوتے ہوئے یہ اعلان کر رہا ہوں کہ امسال خدا کے فضل سے فرنچ سپیکنگ علاقوں میں احمدیت میں داخل ہونے والوں کی تعداد تین لاکھ 88 ہزار 933 ہے۔

حضور رحمہ اللہ نے فرمایا:

دنیا بھر کے مخالفین اور معاندین کو میں دعوت دیتا ہوں کہ وہ سوچ کے بتائیں تو سہی کہ یہ کیسے واقعہ ہو گیا؟ کیسے ممکن ہے ایک عاجز بندے کے لئے ان اعداد و شمار پر نظر ڈال کر وہ بات بنا دینا جو رؤیا کے

ذریعہ مجھے سمجھائی گئی تھی۔ اور کس نے وہ انقلاب برپا کیا۔ اب تمام دنیا کی عالمی بیعتوں میں سے قریباً نصف تک فرنچ سپیکنگ کی تعداد پہنچ گئی ہے اور دن بدن اس میں اضافہ ہوتا چلا جارہا ہے۔۔۔

حضور رحمہ اللہ نے فرمایا:

پس آسمان کا خدا ہے جو ہمارا حامی و ناصر ہے۔ مَیں خدا کی قسم کھا کے کہتا ہوں کہ وہ کشتی جسے میرے ہاتھ چلا رہے تھے، اللہ کی رحمت تھی جو اس کشتی کو چلا رہی تھی۔ آسمانی طاقت تھی جو اسے آگے دھکیل رہی تھی۔ اور بعد میں آنے والے واقعات نے بتادیا کہ میرے نفس کا اس میں ایک ذرہ بھر دخل نہیں تھا۔ خدا کی تقدیر تھی جو رحمتیں بن کر ہم پر برس رہی ہے۔''

(ماخوذ از خطاب بر موقع جلسہ سالانہ یو کے 1995ء۔ دوسرے روز بعد دوپہر کا خطاب)

الغرض مذکورہ بالا رؤیا کے بعد اللہ تعالیٰ نے خصوصیت سے فرنچ سپیکنگ ممالک میں اپنی رحمتوں کی ایسی ہوائیں چلائیں کہ فوج در فوج لوگ احمدیت یعنی حقیقی اسلام میں داخل ہونا شروع ہوئے۔ اور جہاں پہلے مجموعی طور پر ہزاروں کی تعداد میں بیعتیں ہوتی تھیں وہاں لاکھوں کی تعداد میں لوگ حلقہ بگوش اسلام احمدیت ہونا شروع ہوئے۔ سینکڑوں نئی جماعتیں قائم ہوئیں اور سینکڑوں مساجد بنی بنائی مع نمازیوں کے جماعت کو عطا ہوئیں۔ ان ممالک میں جماعت کے مشن ہاؤسز اور مبلّغین و معلّمین کی تعداد میں نمایاں اضافہ ہوا اور تعلیم و تربیت اور تبلیغ کی مساعی کئی چند ہوگئیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے نہ صرف عوام الناس میں سے سعید فطرت روحوں نے جماعت میں شمولیت اختیار کی بلکہ بہت سے چیفس اور اپنے اپنے علاقوں کے معززین اور مقامی بادشاہوں نے بھی احمدیت کو قبول کیا اور اخلاص اور فدائیت اور قربانی کی نہایت روشن مثالیں قائم کیں۔

مثال کے طور پر بینن میں 1996ء تک ایک ہزار افراد جماعت احمدیہ سے وابستہ تھے اور کُل آٹھ چھوٹی بڑی احمدیہ مساجد تھیں۔ لیکن دورِ خلافتِ رابعہ کے آخر تک یہاں جماعتوں کی تعداد چار سو ہو چکی تھی اور لاکھوں افراد جماعت احمدیہ میں شامل ہو چکے تھے۔ 1997ء تک بینن میں صرف ایک مشن ہاؤس ملک کے دارالحکومت میں تھا اور 2003ء تک نو (9) نئے مشن ہاؤسز قائم ہو چکے تھے اور 21 رلوکل معلمین ملک کے طول و عرض میں اسلام احمدیت کا پیغام پہنچانے اور تعلیم و تربیت کا فریضہ انجام دینے

میں مصروف تھے۔29/مساجد تعمیر ہو چکی تھیں اور چھ زیرِ تعمیر تھیں اور اُس وقت تک تین سو گیارہ مساجد اپنے اماموں اور مقتدیوں سمیت جماعت کو عطا ہو چکی تھیں۔اسی طرح بینن کے قریباً ستّر(70) بادشاہ احمدیت کے نور سے منوّر ہو چکے تھے۔ان میں بادشاہوں کی ایسوسی ایشن کے صدر''کنگ آف پارا کو''اور اس ایسوسی ایشن کے جنرل سیکرٹری ُکنگ آف آلاڈا' اور اس ایسوسی ایشن کے ایک اور اہم رکن ُکنگ آف داسا' شامل تھے۔اور ان کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ سے ملاقات کا شرف بھی حاصل ہو چکا تھا۔اور یہ احمدیت کی صداقت پر پختہ ایمان رکھنے والے اور اس کے لئے بڑی غیرت رکھنے والے تھے۔ ایک موقع پر ُکنگ آف پارا کو' نے بادشاہوں کی ایسوسی ایشن کی ایک مجلس بلائی اور ان کے سامنے یہ سوال رکھا کہ اگر جماعت کے خلاف بینن میں کارروائی کی گئی تو آپ کیا کریں گے؟ تو سب نے یک زبان ہو کر کہا کہ''احمدیت کے خلاف بینن میں اس وقت تک کچھ نہیں ہوسکتا جب تک ہم زندہ ہیں کیونکہ احمدیت نے ہم کو امن دیا اور ایمان دیا ہے جو کہ ہم سب کو اور ہماری عوام کو پسند ہے''۔کنگ آف پارا کو نے کہا کہ میں احمدیت کو اس علاقہ میں لے کر آیا ہوں اور میں اس کا ذمہ دار ہوں۔انشاء اللہ العزیز میرے جیتے جی احمدیت کے لئے کوئی بُرا نہیں سوچ سکتا۔اسی طرح ایک موقع پر انہوں نے مخالف احمدیت شر پسند مُلّاؤں سے مخاطب ہوتے ہوئے اپنی ریڈیو پر تقریر میں کہا کہ جو بھی احمدیت کے متعلق حقیقی علم اور صحیح معلومات لینا چاہتا ہے وہ مجھ سے آ کر لے کیونکہ مَیں بڑی تحقیق اور مطالعہ کے بعد احمدی ہوا ہوں اور خود خلیفۂ وقت سے مل بھی چکا ہوں اور احمدیت کی تمام سرگرمیوں سے واقف ہوں۔

جماعت احمدیہ بینن کا پہلا بڑا جلسہ (جو بینن کا سولہواں جلسہ تھا) 1999ء میں ہوا۔اس میں شامل احمدیوں اور مہمانوں کی تعداد پندرہ سو تھی۔2000ء میں جلسہ کی حاضری پندرہ سو سے بڑھ کر چار ہزار ہو گئی۔ اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ جلسہ بینن پچاس ہزار نفوس کا ہو۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے 2002ء میں ہونے والے اٹھارہویں جلسہ سالانہ کی حاضری حیرت انگیز طور پر پچاس ہزار نفوس سے زائد تھی اور ایک عظیم اجتماع تھا۔اس میں ڈیڑھ ہزار غیر از جماعت افراد تھے۔ملک کی 421/جماعتوں سے،ٹوگو کی 26 جماعتوں سے اور نائیجر کی 14 جماعتوں سے جوق در جوق افراد اس جلسہ

میں شامل ہوئے۔

علاوہ ازیں اس جلسہ میں ستّر (70) بادشاہوں نے شرکت کی۔ نائیجر کے بڑے سلطان گیارہ افراد کے وفد کے ساتھ تین ہزار کلومیٹر کا سفر طے کر کے اس جلسہ میں شمولیت کے لئے تشریف لائے۔ علاوہ ازیں نو (9) دیگر ممالک سے بھی نمائندگان آئے۔

اس جلسہ کی خاص بات یہ تھی کہ اس جلسہ میں 'کنگ آف پارا کو' اپنے ساتھ چودہ بادشاہوں کے جھرمٹ میں گھوڑوں پر سوار ہو کر جلسہ میں آئے۔ یہ ایک بہت ہی ایمان افروز اور روح پرور نظارہ تھا۔ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس الہام اور کشف کی ایک حسین تعبیر پر مشتمل تھا جس میں اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو بشارت دی تھی کہ "...وہ تجھے بہت برکت دے گا۔ یہانتک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔"

حضور علیہ السلام اس الہام کو درج کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں۔ "پھر بعد اس کے عالَم کشف میں وہ بادشاہ دکھلائے گئے جو گھوڑوں پر سوار تھے..."

(براہین احمدیہ حصّہ چہارم۔ روحانی خزائن جلد اوّل صفحہ 622۔ حاشیہ در حاشیہ نمبر 3)

یہ روح پرور وجد آفرین نظارے ایم ٹی اے انٹرنیشنل کی خصوصی ٹیم نے کیمرہ میں محفوظ کئے اور یہ ہمیشہ کے لئے خدا کے وعدوں کی صداقت کا زبردست ثبوت بن کر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلافتِ احمدیہ اور جماعت احمدیہ مُسلمہ کی حقانیت کی گواہی دیتے رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضور رحمہ اللہ کی فرنچ سپیکنگ ممالک میں جماعت کی ترقی کی بشارت دینے والی مذکورہ بالا رؤیا کے بعد ان ممالک میں جماعتی مساجد اور مشن ہاؤسز کی تعمیر، ریڈیو اسٹیشنز کے قیام، اسپتالوں اور کلینکس کے اجراء اور خدمتِ دین و خدمتِ انسانیت کے متعدد منصوبے پایۂ تکمیل کو پہنچے اور خلافت احمدیہ کی زیرِ ہدایت و نگرانی یہ سلسلہ مسلسل جاری ہے اور ان ممالک میں جماعت اپنے پُرامن پیغام اور خدمتِ دین و خدمت انسانیت کی بدولت عوام و خواص میں یکساں مقبول ہے اور اسے نہایت عزت و احترام سے دیکھا جاتا ہے اور اس کی خدمات کا برملا اعتراف کیا جاتا ہے۔

....

پاکیزہ، دائمی اور شیریں ثمرات کی حامل غیر معمولی برکتوں سے معمور عظیم الشان تحریک

عالمی بیعت

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یہ وعدہ فرمایا ہے کہ وہ خلافت حقّہ کے ذریعہ دین اسلام کو تمکنت عطا فرمائے گا۔ چنانچہ جماعت احمدیہ مسلمہ، خدا تعالیٰ کی قائم کردہ خلافت سے وابستہ مومنین کی وہ جماعت ہے جو اس الٰہی وعدہ کو ہر روز بڑی شان کے ساتھ پورا ہوتا دیکھ رہی ہے۔ یہ وہ جماعت ہے جو اس حبل اللہ کو مضبوطی سے تھامے ہوئے بڑی اولوالعزمی اور جوانمردی کے ساتھ تمام مخالفانہ حالات کا مقابلہ کرتے ہوئے خدائے بزرگ و برتر کی نصرت و تائید کے سہارے شاہراہ غلبہ اسلام پر مضبوط قدموں کے ساتھ آگے بڑھ رہی ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ہر نئے دن طلوع ہونے والا سورج جماعت احمدیہ کو پہلے سے زیادہ وُسعت پذیر اور مستحکم تر دیکھتا ہے۔ مخالفین کی زمین تنگ ہو رہی ہے اور احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی زمین کو خدا تعالیٰ وسعت عطا فرما رہا ہے۔

خلفائے مسیح موعود علیہ السلام کی تمام تحریکات ہی اللہ تعالیٰ سے تائید یافتہ اور بہت ہی برکتوں کی حامل تحریکات ہیں۔ انہی عظیم الشان تحریکات میں سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی جاری فرمودہ ایک تحریک ''عالمی بیعت'' کی تحریک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جس طرح اس تحریک کو برکت بخشی ہے وہ حیرت انگیز بھی ہے اور حد درجہ ایمان افروز بھی۔ اس بابرکت تحریک کے عظیم نتائج وثمرات جہاں اس امر پر دلالت کرتے ہیں کہ یہ تحریک خالصۃً الٰہی تحریک تھی وہاں اس سے یہ

بھی ظاہر ہوتا ہے کہ آسمان سے توحید خالق کی ہوا بہت تیزی سے چل رہی ہے اور نیک طبعوں پر کثرت سے فرشتوں کا نزول ہو رہا ہے اور وہ دن دُور نہیں جب خدا تعالیٰ تمام سعید فطرت لوگوں کو خواہ وہ مشرق میں آباد ہیں یا مغرب میں ایک ہاتھ پر اکٹھا کر دے گا۔

امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے جلسہ سالانہ یُوکے 1993ء سے ساڑھے تین ماہ قبل خاص الٰہی تحریک کے تحت جماعت ہائے احمدیہ عالمگیر کو یہ تحریک فرمائی کہ

"امسال جلسہ سالانہ کے موقع پر سیٹلائٹ کے ذریعہ ایک عالمی بیعت کا انعقاد ہوگا۔ جس میں مختلف ممالک میں سے کم از کم ایک ایک ہزار بیعت ہوگی لیکن بعض ممالک جہاں خدا تعالیٰ خاص نظر کرے گا وہاں سے توقع ہے کہ دس دس، بیس بیس ہزار بیعت موصول ہوگی۔ انشاء اللہ۔

یہ بیعت اس طرح ہوگی کہ مثلاً ایک ملک میں بیعت کرنے والے افراد سیٹلائٹ ڈش کے ذریعہ بیعت میں شامل ہوں گے اور یُوکے میں ان کے نمائندگان جن کو اس غرض کے لئے جلسہ پر مدعو کیا جائے گا ان کی طرف سے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔ یہ ایسی انوکھی اور خدا کی نظروں میں پیاری بیعت ہوگی جو رُوئے زمین پر حاوی ہوگی۔ یہ ایک ایسی بیعت ہوگی جو آسمان کی بلندیوں سے ہو کر زمین کی وسعتوں پر محیط ہوگی۔ یہ ضرور خدا کے حضور مقبول ہوگی۔ پس مبارک ہوں گے وہ خوش بخت ممالک جہاں سے اتنی بیعتیں موصول ہوں گی کہ انہیں جلسہ سالانہ میں نمائندگی کا شرف ملے گا اور مبارک ہوں گے وہ سعید وفود جو بیعت کے لئے جلسہ پر بلائے جائیں گے اور وہ خدائی آواز پر لبّیک کہتے ہوئے اپنے ہاتھ خدا کے پاک مسیح علیہ السلام کے خلیفہ کے ہاتھ میں دیں گے اور غلبہ اسلام کے لئے امام مہدی کی جماعت میں شامل ہوں گے۔ اور مبارک ہوں گے وہ وجود جو اس انفرادی نوعیت کی پہلی عالمی بیعت میں شامل ہو کر امام مہدی علیہ السلام کے معاون و مددگار بن کر دین اسلام کی سربلندی کے لئے کوشاں ہوں گے۔

پس عزم و حمد کے ساتھ دُعاؤں کے دوش پر اپنی رفتار کو تیز کریں۔ اپنی کوششوں کو آنکھوں کے پانی سے سیراب کریں اور بیعتوں کی تعداد کو اتنا آگے لے جائیں کہ وہ اس مبارک موقع پر مقررہ معیار پر پہنچ جائیں۔ آج ہی اٹھیں اور منصوبہ بندی کریں اور میدان کو سر کرنے

کے لئے ہر فرد جماعت کو اس میں اتار دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو کامیاب فرمائے۔“

یہ پیغام تھا جو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی طرف سے ماہ اپریل 1993ء میں تمام ممالک کو بذریعہ فیکس بھجوایا گیا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جاری فرمودہ اس تحریک پر لبّیک کہتے ہوئے تمام دنیا کے مبلغین اور مخلصین نے اپنے آپ کو دعوت الی اللہ کے میدان میں اتار دیا۔ اور اخلاص اور جذبہ ایمان سے پُر ہو کر حضرت اقدس مسیح موعود و امام مہدی علیہ السلام کے پیغام کی منادی کے لئے کمر بستہ ہو گئے۔ خدا تعالیٰ نے خلیفہ وقت کی آواز میں ایک عظیم برکت ڈالی اور احمدیت کے پیغام کی قبولیت کی ایسی تائیدی ہوائیں بڑی شان کے ساتھ ساری دنیا میں چلائیں کہ سالوں کے کام دنوں میں طے ہوئے اور خدا کے فضلوں کی ایسی بارشیں برسیں کہ جن کے بیان سے دل خدا کی حمد سے معمور ہو جاتے ہیں۔

پہلی عالمی بیعت کی تقریب

28ویں جلسہ سالانہ برطانیہ کے تیسرے روز یعنی یکم اگست 1993ء کو اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں پہلی عالمی بیعت کی تقریب منعقد ہوئی جس میں 2 لاکھ 4 ہزار 308 سعید روحوں نے جماعت میں شمولیت اختیار کی۔ علاوہ ازیں دنیا بھر کے لاکھوں احمدیوں نے بھی خلیفہ وقت کے ہاتھ پر تجدید بیعت کی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی عالمی بیعت کے لئے جلسہ گاہ میں تشریف آوری سے قبل تمام حاضرین ہدایات کے مطابق ترتیب سے بیٹھ گئے تھے۔ تقریباً ایک بجے حضور رحمہ اللہ حضرت اقدس مسیح موعود امام الزمان و مہدی دوران علیہ السلام کا استعمال شدہ سبز رنگ کا متبرک کوٹ زیب تن کئے ہوئے جلسہ گاہ میں تشریف لائے۔

پہلی عالمی بیعت کی تقریب کے موقع پر اس کے پس منظر، اہمیت اور غرض و غایت کے بیان پر مشتمل حضورؒ کا بصیرت افروز خطاب

حضور انور نے بیعت لینے سے قبل مختصر خطاب فرمایا جس میں آپ نے اس کی اہمیت، پس منظر اور غرض و غایت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"جب سے زمین و آسمان بنے ہیں کبھی کسی آنکھ نے یہ بات نہیں دیکھی کہ بیک وقت دنیا کے تمام برِّ اعظموں سے بکثرت ممالک اور قومیں مختلف زبانوں میں ایک شخص کے ہاتھ پر بیعت کر رہے ہوں۔ اور وہ شخص حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے غلام کا ایک ادنیٰ غلام ہو۔ یہ وہ بات ہے جو تاریخ عالم میں پہلی دفعہ رُونما ہو رہی ہے اور آئندہ ہمیشہ یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ آپ لوگ خوش نصیب ہیں جو اس عالمی بیعت میں شمولیت کے لئے یہاں موجود ہیں اور وہ بھی خوش نصیب ہیں جو مختلف ملکوں میں ٹیلی ویژن کے ذریعہ یا ریڈیو کے ذریعہ اسے دیکھ یا سن رہے ہیں اور ساتھ وہ شمولیت کی سعادت پا رہے ہیں۔

عالمی بیعت کے متعلق مَیں صرف مختصراً یہ بتاؤں گا کہ جب خدا تعالیٰ نے میرے دل میں یہ تحریک ڈالی اُس وقت بیعت کرنے والوں کی تعداد ابھی دس سے بیس ہزار یا اس سے کچھ زائد ہوگی اور سال کا بہت تھوڑا عرصہ باقی تھا۔ اس تھوڑے عرصہ میں مجھے یہ فکر پیدا ہوئی کہ مَیں نے تو جماعت سے یہ توقع رکھی ہے کہ وہ سال میں کم سے کم ایک لاکھ بیعتیں کروائیں گے۔ تو یہ تھوڑے سے عرصہ میں کیسے ہوگا۔ تب اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں یہ ایک تحریک اتاری اور پورا نقشہ میرے سامنے آیا کہ تمام دنیا کی جماعتوں کو نہ صرف تحریک کی جائے کہ ایک عالمی بیعت میں شمولیت کے لئے تیار ہوں بلکہ وہ ٹارگٹ بھی دے دیئے جائیں کہ فلاں فلاں جماعت کے لئے اتنا ٹارگٹ ہے۔ وہ ٹارگٹ بہت بڑھا کر رکھنے پڑے اور دل میں یہ خوف تھا کہ اتنے بڑے ٹارگٹ جو ظاہری لحاظ سے بالکل غیر حقیقی ہیں۔ ایسی بعض جگہیں تھیں جہاں گزشتہ دس سال میں سو بیعتیں بھی نہیں ہوئی تھیں اور ٹارگٹ پانچ ہزار دیا گیا تھا۔ تو خیال تھا کہ یہ کیسے پورا ہوگا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے دل کو تقویت دی اور سہارا دیا اور گویا یہ یقین دلایا کہ یہ مَیں نے تحریک چلائی ہے۔ مَیں ذمہ دار ہوں۔ تم دیکھو اور انتظار کرو۔

اس عرصہ میں ایک اور واقعہ یہ ہوا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک تحریر میرے سامنے آئی جس میں آپ نے فرمایا کہ اب تک اس عاجز کے ہاتھ پر چار لاکھ نفوس بیعت کر چکے ہیں۔ اور اس سے چند دن پہلے مجھے خدیجہ نذیر صاحبہ نے، جو بیعت کا عالمی ریکارڈ رکھتی ہیں، انہوں نے بتایا کہ آپ کی ہجرت کے بعد سے جب سے مَیں نے ریکارڈ رکھنا شروع

کیا ہے اب تک اڑھائی لاکھ بیعتیں ہو چکی ہیں۔اس کو ارٹر ملین مارک پر آپ کو مبارکباد دیتی ہوں۔تو میں نے کہا کہ اگر ڈیڑھ لاکھ اور مل جائیں تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ یہ ایک مشابہت کی سعادت نصیب ہو جائے گی کہ اس وقت تک میں کہہ سکتا ہوں کہ چار لاکھ بیعتیں صرف خدا کے فضل سے ہجرت کے چند سالوں کی بھی ہو گئی ہیں۔اس پر ٹارگٹ کو پھر تھوڑا سا اور بڑھانا پڑا۔پھر مجھے خیال آیا کہ اللہ میاں سے جب مانگ ہی رہے ہیں تو لاکھ ڈیڑھ لاکھ پر ہی کیوں رہیں چلیں دو لاکھ مانگتے ہیں۔تو ٹارگٹ ڈیڑھ لاکھ کے دیئے۔دعائیں دو لاکھ کی شروع کر دیں۔

اب صورت حال یہ ہے کہ خدا کے فضل سے آج سارے عالم میں اس عاجز کے ہاتھ پر دو لاکھ چار ہزار تین سو آٹھ افراد بیعت کریں گے۔یہ دو لاکھ سے زائد افراد وہ ہیں جو یا پہلی مرتبہ اسلام میں داخل ہو رہے ہیں یا پہلی مرتبہ جماعت احمدیہ مُسلمہ کے دائرہ میں داخل ہو رہے ہیں۔اس کے علاوہ لکھو کھہا وہ ہیں جو پہلے سے احمدی ہیں اور آج اس عظیم تاریخی موقع پر تجدید بیعت کی سعادت پائیں گے۔پس تقویٰ کے ساتھ دعائیں کرتے ہوئے اس بیعت میں شامل ہوں۔خدا کرے کہ یہ بعد میں عظیم تر اور بہت بڑی بڑی عالمگیر بیعتوں پر منتج ہو۔ہر سال یہ سلسلہ بڑھتا اور پھولتا اور پھیلتا چلا جائے۔یہاں تک کہ تمام دنیا اسلام کے امن کی آغوش میں آجائے۔

اِس وقت تک جو صورت حال ظاہر ہوئی ہے وہ تعداد بیعتوں کے علاوہ یہ ہے کہ 84 ممالک سے نئے بیعت کرنے والے شامل ہو رہے ہیں۔115 قومیں اس بیعت میں شامل ہو رہی ہیں۔احمدیت کے قیام کو 104 سال گزرے ہیں۔اس لئے فی سال ایک قوم سے زائد آج اس چند مہینے کی کوششوں سے خدا کے فضل کے نتیجہ میں احمدیت میں شامل ہو رہی ہو گی۔

تو اللہ تعالیٰ کے یہ احسانات ہیں جن کا تذکرہ خلاصۃً پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔"

پھر آپؒ نے فرمایا:

"اب میں آخر پر ایک ایسی پیشگوئی کا ذکر کرتا ہوں جو آج بڑی شان کے ساتھ پوری ہو گی۔"رسولوں کے اعمال" باب 2 آیت 1 تا 12 میں یہ ذکر ملتا ہے کہ حضرت مسیحؑ کے حواریوں پر روح القدس نازل ہوئی اور اس کے نتیجہ میں وہ مختلف بولیاں بولنے لگے جو اس سے پہلے ان کو

نہیں آتی تھیں اور وہ بولیاں لوگ سننے اور سمجھنے لگے اور تعجب کرنے لگے۔ جہاں تک مَیں نے تاریخ پر نظر ڈالی ہے اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا کہ ایسا واقعہ ہوا ہے۔ اس لئے غالب گمان یہ ہے کہ کوئی کشفی واقعہ ہے اور مسیح اوّل کے دَور میں نہیں بلکہ مسیح ثانی کے دَور میں یہ واقعہ رُونما ہونا تھا۔

تاریخی شہادت پیش کرنا تو عیسائیوں کا کام ہے۔ لیکن یہ شہادت جو ہم واقعاتی شہادت پیش کر رہے ہیں یہ تمام دنیا کے سامنے کھل کر ظاہر ہو رہی ہے اور کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ اگر یہ پیشگوئی تھی یا کشف تھا تو آج بڑی شان کے ساتھ یہ کشف دنیا کے سامنے حقیقت بن کر رونما ہو رہا ہے۔"

حضورؒ نے فرمایا:

"وہ الفاظ چند جو مَیں نے چنے ہیں وہ یہ ہیں کہ "وہ سب روح القدس سے بھر گئے اور غیر زبانیں بولنے لگے جس طرح روح نے انہیں بولنے کی طاقت بخشی... جب یہ آواز آئی تو بھیڑ لگ گئی اور لوگ دنگ ہو گئے۔ کیونکہ ہر ایک کو یہی سنائی دیتا تھا کہ یہ میری ہی بولی بول رہے ہیں۔ اور سب حیران اور متعجب ہو کر کہنے لگے دیکھو یہ بولنے والے کیا سب گلیلی نہیں؟ پھر کیونکر ہم میں سے ہر ایک اپنے اپنے وطن کی بولی سنتا ہے؟... اپنی اپنی زبان میں ان سے خدا کے بڑے بڑے کاموں کا بیان سنتے ہیں۔ اور سب حیران ہوئے اور گھبرا کر ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ یہ کیا ہوا چاہتا ہے؟"

پس ہم گھبرا کر یہ تو نہیں کہیں گے کہ یہ کیا ہوا چاہتا ہے؟ ہاں دشمن ضرور گھبرا کر یہ کہیں گے کہ یہ کیا ہوا چاہتا ہے؟ ہوا یہ چاہتا ہے کہ جس صدی میں ہم داخل ہوئے ہیں اس صدی میں کثرت کے ساتھ اسلام کے پھیلانے کے جو انتظامات ازل سے مقدر تھے وہ رُونما ہو رہے ہیں۔ اور ان کے پھل ہماری آنکھوں کے سامنے آگئے ہیں اور ہمارے ہاتھوں میں ہیں اور ہم انہیں چکھیں گے اور ان کی روحانی لذت سے فیض یاب ہوں گے۔ پس اس دعا میں شمولیت کے وقت بھی دعائیں کرتے رہیں۔ اس کے بعد بھی دعائیں کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ اس سلسلہ کو بڑھاتا اور پھیلاتا اور تمام عالَم پر محیط کرتا چلا جائے۔

میری یہ خواہش ہے کہ جن احباب نے اس کوشش میں حصہ لیا ہے خدا کے فضلوں

کے ساتھ، دعاؤں کے ساتھ، وہ یہ عہد کریں آج کہ ہم آئندہ سال اس سے دگنا پھل حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔ وہ یہ عہد کریں اور جن کی بیعتیں لی گئی ہیں ان کو بھی اس بات پر آمادہ کریں کہ تم اس سال کے اندر روحانی نشوونما کے جلوے دکھاؤ اور اگر زیادہ نہیں تو کم سے کم تم میں سے ہر ایک دو ضرور ہو جائے۔ تو یہ ایک زائد ہو گا اس کوشش سے جو خدمت کرنے والے اس سال دوبارہ شروع کریں گے۔"

حضورؒ نے فرمایا:

"لیکن جیسا کہ مَیں نے پہلے بیان کیا تھا اس کو خوب اچھی طرح ذہن نشین کر لیں، آنے والوں کی تربیت بے حد ضروری ہے۔ تربیت کے فقدان کے نتیجہ میں آئندہ بڑے بڑے فتنے پیدا ہو سکتے ہیں اور دین بگڑ سکتے ہیں اور وحدت تفرقہ میں تبدیل ہو سکتی ہے۔ ہم نے اُمّتِ واحدہ بنانے کے مقصد کو حاصل کرنے کے عہد کر رکھے ہیں۔ یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو کُل عالَم میں پھیلانے کے نتیجہ میں ساری دنیا کو اُمّتِ واحدہ بنانے کا عہد کر بیٹھے ہیں۔ پس اس عہد کو پورا کرنے کے لئے محض زبانی تبلیغ ضروری نہیں یا نیک اعمال کے ذریعہ لوگوں کو اپنی طرف کھینچنا ضروری نہیں بلکہ زبانی تبلیغ کو تربیتی نصائح میں تبدیل کرنا اور نیک اعمال کو نیک تربیت کے لئے استعمال کرنا یہ بہت ہی ضروری حصہ ہے جو عالمی بیعت کے بعد بغیر انتظار کے فوراً شروع ہو جانا چاہیے۔"

پھر اس بارہ میں حضور انور نے تفصیل سے رہنمائی دیتے ہوئے فرمایا:

"اس سلسلہ میں تمام ملکوں کے امراء جن کو خدا تعالیٰ نے سعادت بخشی ہے کہ ان کے ہاں سے لوگ شامل ہو رہے ہیں وہ فوری طور پر اپنی مجالس عاملہ کی میٹنگز بلائیں۔ اپنے ہاں جو صائب الرائے نیک لوگ ہیں ان کو بھی شامل کریں اور ایک ٹھوس منصوبہ بنائیں جس کے نتیجہ میں یہ بہت مشکل اور وسیع کام آسان ہو جائے۔ اگر منصوبہ بندی صحیح کی جائے اور تقویٰ کے ساتھ، دعاؤں کے ساتھ، تو ہر مشکل کام سمٹ کر آسان ہو جایا کرتا ہے۔

اس لئے تین مہینے مَیں آپ کو ٹھوس تربیت کے لئے اس رنگ میں دیتا ہوں کہ ان تین مہینوں میں ہر علاقے، ہر جگہ کے لئے جہاں سے کثرت سے بیعتیں ہوئی ہیں مربی تیار کریں جو

مقامی طور پر آپ سے تربیت حاصل کر کے دین کو ان میں راسخ کریں۔ اور یہ سلسلہ ہر سال اسی طرح ہوا کرے۔ ہر جلسے کے بعد پہلے تین مہینے تربیتی کورسز کے لئے وقف کئے جائیں اور مربی پیدا کئے جائیں جو تربیت کا کام سنبھال لیں۔ پھر آپ لوگ اگلے سال کی تیاری شروع کریں یعنی بیعتیں کروانے کی۔ اس سلسلہ میں منصوبہ باندھیں۔ نئی نئی قوموں پر نظر رکھیں۔ وہ ملک کے حصے نگاہ کے نیچے رکھیں جہاں اب تک احمدیت نفوذ نہیں پا سکی اور دیکھیں کہ کہاں کہاں خلا ہیں۔ ان خلاؤں کو بھرنے کے لئے تدبیریں کریں۔ لیکن سب سے اہم تدبیر، سب سے زیادہ مؤثر تدبیر، سب سے زیادہ پاکیزہ تدبیر جو نیک اور دائمی پھل عطا کرتی ہے وہ دعا کی تدبیر ہے۔ دعائیں کریں اور انکساری اور عاجزی کے ساتھ دعائیں کریں۔ جو خدا نے ہمیں عطا کیا ہے وہ محض اس کا فضل ہے۔ ہماری کوششیں بھی خدا ہی کے فضل کے نتیجہ میں ہیں۔ یہ تدبیر جو ذہن میں آئی یہ بھی تو اللہ ہی کی طرف سے اِلقاء ہوئی ہے۔ اس لئے ہمارا کیا ہے؟ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کتنا پاکیزہ نکتہ بیان فرمایا ہے جب کہتے ہیں

؎ سب کچھ تیری عطا ہے گھر سے تو کچھ نہ لائے

... یہ دعا بھی اُسی کی عطا ہے۔ خدا ہمیں یہ عطا کرے اور اِس دعا کے ذریعہ وہ سارے فضل عطا ہوں جو آسمان سے اترا کرتے ہیں۔ خدا ہماری توفیق بڑھائے۔ ہمارے عزم بڑھائے۔ ہمیں ثبات قدم عطا کرے۔ ہمیں وفا عطا کرے۔ ہمیں وہ نور عطا کرے جو تقویٰ کا نور ہے۔ جس کی روشنی میں انسان کبھی بھٹک نہیں سکتا خواہ جاہل ہو یا عالم ہو، یکساں برابر ہمیشہ اس کا قدم راہ ہدایت پر پڑتا ہے اگر وہ متقی ہو۔ پس اللہ تعالیٰ ہمیں متقی بننے کی توفیق بخشے اور متقیوں کا امام بنائے۔ یعنی وہ تمام قومیں جو ہمارے ذریعہ اسلام میں داخل ہو رہی ہیں وہ متقی بن جائیں تا کہ ہم متقیوں کا امام بنیں۔ ورنہ افرادی قوت کو بڑھانا تقویٰ کے بغیر، ایک فضول اور شیطانی مشغلہ ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ اس سے دنیا میں تفرقے بڑھتے ہیں، وحدت پیدا نہیں ہوتی۔ پس متقی بنانے ہیں اور متقیوں کے گروہ کو بڑھانا ہے۔ دُعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق بخشے۔ اس دنیا کو، اس عہد کو تقویٰ سے بھر دیں اور آئندہ آنے والی نسلیں ہمیشہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسیح موعود آپؑ کے غلام کے ساتھ ہم پر بھی درود اور سلام بھیجیں کہ ہم نے آپ کے

مقدّس کام کو آگے بڑھایا اور خوابوں کو حقیقت بنا دیا۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔"

پھر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فرمایا:

"اب مَیں عالمی بیعت کے لئے بیٹھوں گا۔ میرے سامنے پانچ continents یعنی برّاعظموں کے نمائندے بیٹھے ہوئے ہیں۔ مَیں ان کے ہاتھ پر ہاتھ رکھوں گا اور بیعت لوں گا۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ ہاتھ دوسرے کے ہاتھ پر رکھنا ہوتا ہے پھر بیعت کی جاتی ہے۔ قرآن کریم یہ بیان نہیں کرتا۔ قرآن کریم فرماتا ہے اے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم جب تُو بیعت لے رہا تھا تو تیرا ہاتھ نہیں تھا جو اُن کے ہاتھ پر تھا بلکہ "یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ" کیونکہ تُو کامل طور پر خدا کا ہو چکا ہے یہ خدا کا ہاتھ تھا جو اُن پر تھا۔ اس میں بیعت کی ایک حکمت بھی بیان ہوئی ہے جو مَیں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔

بیعت میں بیعت لینے والا اپنا ہاتھ اوپر رکھتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ فیض رساں کا ہاتھ اوپر ہوتا ہے۔ جو فیض پانے والا ہوتا ہے اس کا ہاتھ نیچے ہوتا ہے۔ فرمایا جو عطا کرتا ہے وہ یَدُ الْعُلْیَا رکھتا ہے اور یہی حکمت ہے جس کے نتیجہ میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم بیعت کے وقت دوسرے ہاتھوں پر ہاتھ رکھتے تھے کیونکہ اُس وقت آپ کی طرف سے فیض جاری ہوتا تھا۔ مَیں جو فیض جاری کرنے کا ذریعہ بنوں گا یہ میرا فیض نہیں، یہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا فیض ہے۔ میں تو وہ نالی بن رہا ہوں جس میں یہ روحانی پانی بہہ کر آپ تک پہنچنے والا ہے۔ اس لئے میرا یہ دعویٰ نہیں کہ میرا ہاتھ اس لئے اونچا ہے کہ مَیں فیض میں آپ سے اوپر ہوں۔ مَیں ایک عاجز اور حقیر انسان ہوں مگر جس کے ہاتھ کی نمائندگی کر رہا ہوں اس کے ہاتھ کے متعلق خدا نے فرمایا تھا "یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ" کہ یہ اللہ کا ہاتھ ہے جو اُن پر ہے۔

پس حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی بیعت عاجز بندوں کے ذریعہ کی جاتی ہے۔ اس پہلو سے آپ بیعت میں شامل ہوں۔ یہ بیعت ہے کیا؟ اس سلسلہ میں قرآن کریم کی یہ آیت آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ ؕ (التوبہ 112)

بیعت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے مومنوں سے ان کی جانوں کا اور ان کے اموال کا سودا کرلیا ہے۔خرید لیا ہے۔اور خریدنے کے بعد ان سے یہ وعدہ کیا ہے کہ ہم لازماً تمہیں جنت عطا کریں گے۔دیا تو بہت تھوڑا ہے۔عارضی جانیں اور عارضی مال چند روزہ زندگی کے کام آتی ہیں اور کچھ بھی حیثیت نہیں رکھتیں۔اس کے بدلے دائمی جنت کی عطا کا وعدہ ہے۔پس بیعت کا مطلب ہے اپنے آپ کو کسی کے ہاتھ پر بیچ دینا۔اور چونکہ اللہ کے ہاتھ پر بیچا جاتا ہے اسی لئے "يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ"۔بندے کے ہاتھ پر نہیں بیچا جاتا۔سودا بندہ نہیں کرتا، اللہ کرتا ہے۔ہاں اس کی نمائندگی بندے کرتے ہیں اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اور مسیح موعودؑ آپ کے غلام کی نمائندگی اس عاجز کو عطا ہونا میرے لئے فخر کا موجب شاید لوگوں کی نظر میں ہو، مگر میرے دل کے لحاظ سے انتہائی انکساری اور شرمندگی کا موجب ہے۔مگر مَیں مجبور ہوں کہ خدا نے مجھے اس منصب پر مامور فرمایا ہے۔اللہ میری غفلتوں سے درگزر فرمائے۔میری کمزوریوں کی پردہ پوشی فرمائے۔ان کو دُور کرے تا کہ میرے ساتھ ساتھ آپ سب کے ساتھ بھی یہی سلوک ہوں۔آپ سے بھی خدا مغفرت کا سلوک کرے۔آپ کی کمزوریوں کی بھی پردہ پوشی فرمائے اور ایسے پردے ڈالے جن کے نیچے کمزوریاں دُور ہو رہی ہوں اور بدیاں نیکیوں میں تبدیل ہو رہی ہوں۔یہ وہ سلسلہ ہے جو بیعت کے بعد ضرور جاری ہوتا ہے اگر بیعت سچی ہو۔یہ وہ سلسلہ ہے جس کا وعدہ قرآن کریم نے کھلے لفظوں میں ہمارے سامنے پیش فرمایا ہے۔رَبَّنَاۤ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا (آل عمران:194)۔

یہ اقرار مَیں آپ کو یاد دلاتا ہوں جب خدا کے بندے دینِ حق میں داخل ہوتے ہیں۔ایک منادی کی آواز کو سنتے ہیں۔تو وہ کیا عرض کرتے ہیں اپنے رب سے۔وہ یہ ہے رَبَّنَاۤ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ۔اے ہمارے رب! ہم نے ایک منادی کرنے والے کی ندا سنی۔اور وہ کہتا تھا کہ مَیں تمہیں اپنے رب کی طرف بلاتا ہوں۔ہم اس کی بات پر ایمان لے آئے۔اسے سنا اور اسے قبول کرلیا۔اس کے نتیجہ میں ہم بھی تجھ پر ایک حق رکھتے ہیں اور وہ حق کیا ہے؟ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَ كَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ۔ہم داخل تو ہو رہے ہیں اسلام میں لیکن بہت سے گناہوں کے بوجھ کے ساتھ۔اب جو

ہو چکا سو ہو چکا۔ تُو ہم سے یہ سلوک فرما کہ جو کچھ ہم سے پہلے غلطیاں ہو چکیں تمام معاف کر دے۔ ایک clean sheet، صاف تختی کے ساتھ ہم تیرے دین میں داخل ہو رہے ہیں۔ فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَ كَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا مگر تیری بخششوں کے باوجود ہماری کمزوریاں تو ساتھ ساتھ کچھ دیر چلیں گی جن کو دُور کرنا ہمارے بس میں نہیں ہے۔ كَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا۔ تُو ہی ہے جو ہماری کمزوریوں کو دُور فرما کر ہمیں ایمان سے پوری طرح مستفیض فرما سکتا ہے۔ اس کے پورے فائدے پہنچا سکتا ہے۔ "وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ" اور یہ سلسلہ ہماری اصلاح کا ہماری موت تک جاری رہے۔ اور اے خدا! موت تیرے بس میں ہے۔ اس لئے ہمیں مرنے نہ دینا جب تک ہم نیکوں میں نہ شمار ہو جائیں۔ یہ ہے بیعت کرتے وقت کی دعا جس کے متعلق قرآن کریم نے ہمیں سکھایا کہ لوگ جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو قبول کیا کرتے تھے یہ ان کے دل کی صدائیں تھیں۔ یہ ان کی تمنائیں تھیں جو دعا بن جایا کرتی تھیں خواہ لفظوں میں ڈھلیں یا نہ ڈھلیں۔ پس اس دعا کے ساتھ، اس آرزو کے ساتھ بیعت میں داخل ہوں کہ ہم گناہگار ہیں۔ جو کچھ پہلے ہو گیا ہم خدا سے بخشش کی اُمید رکھتے ہیں اور التجا کرتے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ اچانک ایک دن میں ایسی کایا نہیں پلٹا کرتی کہ ناپاک، پاک ہو جائیں۔ پاکبازی بھی خدا کے فضل سے عطا ہوتی ہے۔ پس اُسی سے توقع ہے کہ وہ ہماری کمزوریوں کے دُور کرنے میں ہماری مدد فرمائے گا اور ہمیں مرنے نہیں دے گا جب تک کہ خدا کے رجسٹر میں ہم نیکوں میں شمار نہ ہو جائیں۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔ آئیے اب ہم سب مل کر بیعت کرتے ہیں۔"

حضور رحمہ اللہ تعالیٰ جب بیعت لینے کے لئے تشریف فرما ہوئے تو فرمایا:

"یہ کوٹ جو آج مَیں نے پہنا ہوا ہے یہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کوٹ ہے۔۔۔ چند دن ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وہ الہامات نظر کے سامنے آئے جن کا اس دَور کے ساتھ تعلق ہے۔ اس میں۔۔ تھا کہ 'دیکھو کیا کہتی ہے تصویر تمہاری'۔ اور پھر آپ نے فرمایا کہ جو کوٹ مَیں نے پہنا ہوا ہے اس کشفی نظارہ میں وہ سبز رنگ کا ہے۔ اس سے پہلے مجھے کبھی خیال نہیں آیا تھا کہ یہ کوٹ سبز رنگ کا ہے۔ تو اب جو دیکھا مَیں نے غور سے تو یہ واقعی سبز رنگ کا ہے۔ اگرچہ امتدادِ زمانہ سے کچھ مٹ سا گیا ہے لیکن ہے

سبز رنگ کا۔ تو بعینہٖ اس کشف کے مطابق جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیکھا تھا آج مَیں جو مسیح موعود نہیں ہوں، مگر مسیح موعود ؑ کا ادنیٰ غلام ہوں اور آپ ؑ کا نمائندہ ہوں اس حیثیت سے آپ کی بیعت لیتا ہوں کہ مسیح موعود کی نمائندگی میں جو اس زمانہ میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی نمائندگی میں اس زمانہ کے امام بنائے گئے تھے۔ آج مَیں آپ سے عہدِ بیعت لیتا ہوں...۔"

حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے عہد بیعت کے الفاظ اردو زبان میں دہرائے اور آپ کی اتباع میں تمام اردو بولنے والوں نے یہ الفاظ بلند آواز میں اردو میں دہرائے۔ اس کے بعد اردو کے علاوہ دنیا کی 25 زبانوں میں عہد بیعت کے الفاظ دہرائے گئے۔ ان سب زبانوں کے نمائندے بھی جلسہ گاہ میں موجود تھے۔ ان زبانوں میں سے سات زبانوں عربی، فرانسیسی، سپینش، جرمن، انگریزی، روسی اور بنگالی کے تراجم ساری دنیا میں سیٹلائٹ کے ذریعہ نشر ہو رہے تھے۔ جبکہ باقی زبانوں میں تراجم کی ملی جلی بابرکت آوازیں ایک گونج کی صورت میں جلسہ گاہ میں بلند ہو رہی تھیں۔ اور بیک وقت تمام دنیا میں بھی یہ الفاظ دہرائے جا رہے تھے۔ بیعت کے الفاظ دہراتے ہوئے حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی آواز حمد باری تعالیٰ سے اس قدر بھر آگئی کہ الفاظ دہرانے مشکل ہو رہے تھے اور ایسا ہی دلگداز منظر اجتماعی دعا میں بھی کُل عالَم میں وقوع پذیر ہوا۔

خلافت رابعہ میں مرکزی جلسہ سالانہ کے موقع پر ہونے والی عالمی بیعت کی دس تقریبات منعقد ہوئیں جن میں ہر سال مختلف ممالک اور مختلف قوموں سے تعلق رکھنے والے، مختلف زبانیں بولنے والے افراد لاکھوں کی تعداد میں اسلام احمدیت میں داخل ہوتے رہے۔

....

مباہلہ کے چیلنج کا ایک نئے رنگ میں اعادہ اور اس کے نتائج وثمرات

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے جون 1988ء میں جماعت احمدیہ کے معاندین، مکفّرین و مکذّبین کو مباہلہ کا ایک چیلنج دیا تھا۔ اس کا قدرے تفصیلی ذکر الگ سے پہلے گزر چکا ہے۔ لیکن پاکستان میں جہاں حکومت کی پُشت پناہی میں جماعت احمدیہ کے خلاف جھوٹے پراپیگنڈہ کے ساتھ ساتھ نہایت ظالمانہ کارروائیاں کی جاتی ہیں 1997ء میں پھر اس مہم میں ایک اُبال آیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 10 رجنوری 1997ء بمقام مسجد فضل لندن (یوکے) میں اس کا ذکر کرتے ہوئے ایک دفعہ پھر 1988ء والے مباہلہ کے چیلنج کا اعادہ کیا اور افراد جماعت کو خاص طور پر دشمنوں کی ذلّت اور ہلاکت و بربادی کے لئے دعاؤں کی تحریک فرمائی۔ حضور رحمہ اللہ نے خطبہ جمعہ کے آغاز میں سورۃ البقرہ کی آیات 186 و 187 کی تلاوت کے بعد فرمایا:

"یہ وہ آیات ہیں جن کی رمضان کے تعلق میں رمضان کے آغاز پہ بارہا تلاوت کی گئی ہے اور مضمون کو ان کے حوالے سے بیان کیا گیا۔ آج پھر ایک ایسا جمعہ ہے جو رمضان سے متّصل ہے۔ یعنی آج جمعہ ہے تو کل رمضان شروع ہوگا اور یہی وہ آیات ہیں جن کے حوالے سے میں خاص طور پر اس کے آخری حصہ کے تعلق میں جماعت کو یاددہانی کرانا چاہتا ہوں۔"

حضورؒ نے فرمایا:

"یہ رمضان کئی پہلوؤں سے بابرکت ہے اور معلوم ہوتا ہے خاص نشان لے کر آنے والا رمضان ہے۔ چونکہ آج رمضان کا پہلا دن طلوع ہونے والا ہے اور مہینے کی تاریخ کے لحاظ سے دسویں تاریخ اور جمعہ کا دن ہے اور یہ وہ جمعہ ہے جو FRIDAY THE 10TH ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے کشفی طور پر دکھایا تھا کہ بار بار جماعت کی تائید میں خوشخبریوں کا نشان ظاہر ہوا کرے گا۔ تو آج

FRIDAY THE 10TH رمضان کے ساتھ جڑا ہوا اُبھرا ہے۔ اور اس پہلو سے مجھے اس رمضان کے غیر معمولی طور پر مبارک ہونے کے لحاظ سے کوئی بھی شک نہیں۔

مگر ایک مزید تائیدی بات یہ ظاہر ہوئی کہ مجھے ربوہ سے ناظر صاحب اصلاح وارشاد نے لکھا کہ یہ مولوی لوگ ان سب باتوں کے متعلق جن کے متعلق آپ مباہلے میں حلفیہ انکار کر چکے ہیں کہ جماعت پر یہ جھوٹے الزامات ہیں پھر دوبارہ شور ڈالنا شروع کر چکے ہیں۔ اور جانتے بوجھتے کہ جماعت کی طرف سے اس پر "لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْن" کی دعا بار بار دہرائی گئی ہے پھر بھی کوئی حیا نہیں کر رہے۔ اور اب ایک وزیر کے بہانے جو احمدی ہے مہم شروع کی ہے۔ اس میں ان اعتراضات کا، سب کا نہیں تو بہتوں کا اعادہ کیا گیا ہے جن کے متعلق جماعت احمدیہ کی طرف سے آپ نے اعلان کیا تھا، مباہلے کا چیلنج دیا تھا اور اس مباہلے کی صداقت کا نشان بن کر ضیاء الحق کو خدا تعالیٰ نے ایسا نیست ونابود کیا کہ اس کے وجود کا کوئی ذرہ بھی ان کے ہاتھ نہ آیا، صرف ایک ڈنچر (Denture) تھا جو مصنوعی تھا۔ یعنی جو اس مرنے والے کی پہچان تھی وہ مصنوعی دانت تھے اس کے سوا اس کے جسم کا کوئی حصہ، اس کا نشان تک نہیں ملا۔ وہاں کی خاک اکٹھی کر کے ایک جگہ بھر دی گئی اور اس خاک میں اس یہودی ایمبسیڈر کی خاک بھی شامل تھی اس لئے کوئی نہیں جانتا کہ وہ کس کس کی خاک کا پتلا بنایا گیا ہے جسے ضیاء کہا جاتا ہے اب۔ اور جو نشان ہے وہ صرف مصنوعی دانت ہیں اس کے متعلق ذرہ بھی کسی کو شک نہیں۔ پس یہ نشان خدا نے بڑی شان سے ظاہر فرمایا۔ اور یہ ظالم لوگ باز ہی نہیں آ رہے۔ اسی طرح مسلسل بے حیائیوں میں آگے بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ وہی ظالمانہ تحریکات جو پہلے اٹھتی رہیں۔ جن کا رڈ کیا گیا، جن کے مؤثر، مدلّل جوابات دیئے گئے۔۔۔"

حضورؒ نے فرمایا:

"اس قوم سے حیا اٹھ گئی ہے یہاں تک کہ وہ دعوے پھر کرتے چلے جاتے ہیں کہ تمام دنیا کے علماء ان کو مرتد اور کافر، دائرہ اسلام سے باہر سمجھتے ہیں اور یہ تسلیم نہیں کرتے۔"

حضورؒ نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا:

”تم لوگوں کے خلاف بھی تو باقی سب مسلمان فرقوں کے یہی دعاوی رہے ہیں تو تم بھی تسلیم کرلو پھر۔ لیکن تم کر بھی لو گے تو ہم پھر بھی نہیں کریں گے۔ کیونکہ اس بکواس کو تسلیم کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم واقعتا خدا کی توحید کے منکر ہو جائیں۔ ان الزامات کو قبول کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم واقعتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت کا انکار کردیں۔ ان الزامات کا مطلب یہ ہے کہ واقعتا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمدؐ رسول اللہ کا ہمسر یا ان سے بڑھ کر سمجھنے لگ جائیں۔ تو جو کچھ تمہارے بس میں ہے کرو۔ پہلے بھی مَیں نے یہی کہا تھا۔ آج بھی یہی کہتا ہوں اور یہی بات دہراتا رہوں گا۔ جو کچھ کرنا ہے کرو۔ تم اپنے پیادے بڑھالاؤ، اپنے سوار نکال لاؤ، چڑھا دو ہم پر اپنی دشمنی کی فوجیں۔ جس طرف سے آسکتے ہو آؤ لیکن ان باتوں سے احمدیت ٹل نہیں سکتی کیونکہ احمدیت کا وجود ہے یہ اور وہ ہے کلمہ توحید کی گواہی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی رسالت اور عبدیت کی گواہی اور یہ گواہی کہ آپؐ خاتم الانبیاء ہیں اور کوئی نہیں جو کبھی دنیا میں آپؐ کی شان کا ہمسر پیدا ہوا۔ نہ آئندہ کبھی ہوگا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خمیر آپؐ کی محبت سے اٹھا ہے، آپؐ کے عشق سے اٹھا ہے، آپؐ کی کامل غلامی سے اٹھا ہے، آپؐ پر فدا ہو جانے کے ساتھ اٹھا ہے وہ خمیر۔ تو ان باتوں سے تم ہمیں اپنی گندہ دہنی سے کیسے روک سکتے ہو۔ نہ روک سکتے ہو۔ نہ کبھی روک سکو گے۔“

حضورؒ نے مزید فرمایا:

”یہ حوالے کہ پاکستان کی کانسٹی ٹیوشن یہ کہتی ہے اس پر ایمان لے آئیں، کیسی احمقانہ بات ہے کہ پاکستان کی کانسٹی ٹیوشن کا آئے دن تم انکار کرتے پھرتے ہو۔ جب کوئی حوالہ ملتا ہے اسی کانسٹی ٹیوشن نے ہمیں آزادئ ضمیر کا حق جو دیا ہے وہ تم کیوں نہیں مانتے۔ اس لئے جہالت کی حد ہے۔ ایک قوم جب فیصلے کرتی ہے ان کی مرضی کے خلاف ہو تو کہتے ہیں ہم دھرنا دیں گے، ہم سڑکوں پہ بیٹھ جائیں گے، ہم کسی قیمت پہ نہیں مانیں گے۔ اور اس کے باوجود ہمارا حق ہے کہ ہم میں جج بھی بنائے جائیں، ہم میں وزیر بھی بنائے جائیں۔ ہم میں ہر عُہدے کے لوگ چاہے اہل ہوں یا نہ ہوں، منتخب کر لئے جائیں۔ اور احمدیوں پر یہ الزام کہ چونکہ کانسٹی ٹیوشن کو نہیں مان رہے اس لئے ان کو کانسٹی ٹیوشن

کے لحاظ سے کوئی ذمہ داری بھی سونپنی نہیں چاہئے۔ کون سی کانسٹی ٹیوشن ہے جس کی تم بات کرتے ہو؟ خدا کی کانسٹیٹیوشن کے مقابل پر ساری دنیا کی کانسٹی ٹیوشنز بھی کچھ کہیں ہم پاؤں کی ٹھوکر سے اس کو رد کر دیں گے۔

تمہاری کانسٹی ٹیوشن ہمیں یہ منوانا چاہتی ہے کہ نعوذ باللہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم جھوٹے ہیں۔ کوئی حیا کرو۔ تقدس محمدؐ رسول اللہ کا اور اس کی حفاظت کے لئے تم کھڑے ہوئے ہو؟ ایسے مکروہ لوگ جن کے نزدیک تقدّس کا یہ تصوّر ہے کہ جب تک کوئی محمدؐ رسول اللہ کی رسالت کا انکار نہیں کرے گا ہم اسے سینے سے نہیں لگائیں گے۔ ہم ایسے سینے پہ تھوکتے بھی نہیں۔ کیسی خبیثانہ حرکت ہے۔ اور اسے یہ مولویت کا نام دے رہے ہیں کہ ہم مولانا ہیں۔ ہمیں دین کا علم ہے۔ اس لئے ہم اعلان کرتے ہیں کہ جب تک احمدی کانسٹی ٹیوشن کے فیصلے کو تسلیم نہیں کریں گے اُس وقت تک ہم اس مہم کو نہیں چھوڑیں گے اور اُس وقت تک کسی احمدی کو پاکستان میں زندہ رہنے کا حق نہیں ہے۔"

حضورؒ نے فرمایا:

"ہم تو اس خدا کی بات کا جواب دیں گے جس نے کہا کہ "فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي"، جو ہماری بات کا جواب دیتا ہے۔ تم ہوتے کون ہو؟ تمہاری حیثیت کیا ہے؟ تم تو ذلتوں کی مار بننے والے ہو۔ عبرت کا نشان بننے والے ہو۔ اور اس تقدیر کو تم ٹال نہیں سکتے کبھی۔ یہ میرا چیلنج ہے اسے ٹال کے دکھاؤ۔ پس اس رمضان کو اس پہلو سے ہم بھی فیصلہ کُن بناتے ہیں تم بھی فیصلہ کُن بنالو۔ جو جھوٹ اور بکواس جتنی بھی تم کر سکتے ہو، کر رہے ہو اور جتنی گندہ ذہنی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق تم نے کی ہے اس دَور میں، میرا خیال ہے انسانی تاریخ میں کبھی کسی نبی کے خلاف، کبھی خدا کے کسی بندے کے خلاف اس قسم کی بکواس کبھی نہیں ہوئی۔ **تم نے معاملات کو آخری حد تک پہنچا دیا ہے اور اس پہلو سے اللہ تمہیں مہلت بھی بہت دے رہا ہے اور دے چکا ہے مگر تمہارے پکڑنے کے دن آئیں گے اور لازماً آئیں گے، یہ وہ تقدیر ہے جسے تم ٹال نہیں سکتے۔**

میں آج اس جمعہ میں اعلان کرتا ہوں کہ لازماً تم پر ذلتوں کی مار پڑنے والی ہے۔

اس تقدیر کو بدل کے دکھاؤ۔تب میں اس بات کو قابل قبول سمجھوں گا کہ تم سے مزید گفتگو کی جائے کسی بات پر۔ اب یہ سلسلے گفتگو کے کٹ چکے ہیں۔ان سب بے حیائیوں پر تم قائم ہو جن سے روکنے کے لئے تمہاری منّتیں کیں۔تمہیں سمجھایا کہ بس کرو کافی ہوگئی ہے۔اپنے ساتھ ساری قوم کو تو برباد نہ کرو۔اب آوازیں اٹھ رہی ہیں جگہ جگہ سے کہ ملک ختم ہوگیا، ملک تباہ ہوگیا۔۔۔۔

۔۔۔جو قصّے چلتے ہیں آئے دن فلاں یہ کھا گیا، فلاں یہ کھا گیا، فلاں کا اتنا سونا پکڑا گیا، فلاں کی یہ گندگی پکڑی گئی اور آئے دن پاکستان کے اخبار جس بے حیائی سے بھرے ہوئے ہیں کہ یہ کردار ہے قوم کا۔تم سمجھتے ہو کہ دنیا کو پتہ ہی کچھ نہیں؟ تم آنکھیں بند کر کے بیٹھے رہو بے شک، مگر اگر کوئی تم میں سے یہ بہادری کرے کہ وہ کہہ دے کہ ہاں یہ قوم ایسی ہو چکی ہے تو اس کے پیچھے پڑ جاتے ہو، کہتے ہو جھوٹ بولتا ہے یا جھوٹ نہیں بھی بولتا تو بتانے کی کیا ضرورت تھی۔ہم گویا چھپے بیٹھے تھے ہمیں بدنام کر دیا۔کون سی بات ہے جو دنیا کو پتہ نہیں ہے۔سب کچھ پتہ ہے۔اس لئے خوامخواہ کے جھگڑے لگا بیٹھے ہو۔"

آپؒ نے فرمایا:

۔۔۔مُلّاں ہے جس نے اس قوم کو برباد کیا ہے اور جب تک یہ زہر تمہاری جڑوں میں بیٹھا ہوا ہے، تب تک تمہاری زندگی کی بقا کا کوئی سامان نہیں ہوسکتا یعنی زندگی باقی رکھنے کا۔ اس لئے اس زہر کو پہلے نکالو۔ہر خرابی کا ذمہ دار یہ مُلّاں ہے اور یہ چڑھا ہوا ہے اس بناء پر کہ احمدیوں کے خلاف جو کچھ یہ کہے تم اسے سینے سے لگائے رکھتے ہو۔اور اتنا ڈرایا ہے تمہیں کہ اگر احمدیت کے حق میں کوئی سچی بات تم کہو تو یہ تمہاری جان کھا جائے گا اور اسی خوف کی وجہ سے ان کو رِفعت مل رہی ہے، عظمت مل رہی ہے جیسی بھی وہ رِفعت اور عظمت ہوسکتی ہے۔دراصل ذلّت اور نکبت کا دوسرا نام ہے جو اُن کی رفعتیں اور اُن کی عظمتیں ہیں، اس سے زیادہ نہیں۔**پس ملّاں کی جان توڑنی ہے تو اس سے احمدیت کا لقمہ چھین لو۔پھر دیکھو اس کی کیا حیثیت باقی رہ جاتی ہے۔** اس کے سوا اس کی کوئی بھی حیثیت نہیں ہے۔سارے پاکستان میں ایک گلی کی اصلاح کرنے کے قابل نہیں ہے یہ۔ہر موڑ پہ مسجدیں دکھائی دیں گی مگر مسجد کا ساتھی بھی دیانتدار نہیں بنا سکے۔۔۔۔وزیر اعظم صاحب جب یہ اعلان

کرتے ہیں کہ ساری قوم بد دیانت ہوگئی ہے تو ملّاں کے گریبان پہ کیوں نہیں ہاتھ ڈالتے۔تم کیا کر رہے ہو بیٹھے ہوئے، تم نے جو قیامت مچا رکھی ہے کہ ہم اسلام کی حفاظت میں جانیں دے دیں گے، عصمت رسالت کے لئے ہم سب کچھ قربان کر دیں گے تو اسلام تو ذبح کر بیٹھے ہو۔کس گلی میں تمہارا اسلام دکھائی دے رہا ہے۔ساری قوم بد دیانت ہے۔تم اور بھی کھا کھا کے موٹے ہوئے چلے جا رہے ہو اور یہ تمہاری اسلام کی محبت ہے۔اسلام کا پیچھا چھوڑ و اور ملک کا پیچھا چھوڑ دو۔''

فرمایا:

''...یہ وہ لوگ ہیں جو پاکستان کو پلیدستان لکھا کرتے تھے اور جب تک ان کا دخل نہیں ہوا پاکستان، پاکستان ہی رہا ہے۔اب پلیدستان بنا ہے۔تو جو بدنامی کا موجب ہے اس کو پکڑتے نہیں اور جو حق کا اقرار کرتا ہے اس کے خلاف بول اٹھتے ہو۔ وہ لوگ جو الزام لگا رہے ہیں... وہ یہ کیوں نہیں دیکھتے کہ پلیدستان بنا دیا گیا ہے اور اس مولوی نے پلیدستان بنایا ہے جو قائداعظم کے خلاف، پاکستان کے خلاف جدّ و جُہد میں صف اوّل پہ تھا۔ اور احمدیت پہ جھوٹا الزام کہ احمدیت پاکستان کے خلاف تھی۔کشمیر کی جِدّ و جُہد میں بھی لکھا گیا کہ احمدی اپنا دامن بچا گئے۔حالانکہ کشمیر کی جِدّ و جُہد کا آغاز ہی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ہوا ہے اور ان کے اپنے کشمیری سچے رہنما لکھنے والے لکھ چکے ہیں کتابوں میں کہ اِس آزادی کی مہم کی باگ ڈور مرزا بشیر الدین محمود احمد کے ہاتھ میں تھی۔پہلی آزادی کی مہم کی باگ ڈور کس کے ہاتھ میں تھی؟ جماعت احمدیہ کے ہاتھ میں۔ کس نے سپرد کی تھی؟ تمہارے چہیتے اقبال نے خود ریزولیوشن پیش کیا۔ساری تاریخ کو مسخ کر کے ہر بات کا جھوٹ بنا دیتے ہیں۔اس لئے ان کے ساتھ بحثوں کا سوال ہی نہیں۔جس نے جھوٹ بولنا ہی بولنا ہے، جسے حیا کوئی نہیں ہے وہ بار بار بولتا ہے، مسلسل بولتا چلا جاتا ہے۔اس کے ساتھ اب گفتگو کا کونسا سوال باقی رہ جاتا ہے۔

لیکن ہاں خدا کے حضور فریقین کو یہ التجا کرنی چاہئے کہ جو جھوٹا ہے اس پہ لعنت ڈال۔ پہلے مباہلے سے یہ اس طرح گریز کرتے تھے کہ کہتے تھے کہ مباہلے کی شرطیں پوری نہیں ہو رہیں۔کوئی کہتا تھا مکّہ

میں آؤ اور وہاں جا کر آمنے سامنے سارے اکٹھے ہوں۔ اب سارا عالَم اسلام کیسے وہاں اکٹھا ہو جائے گا اور ساری جماعت احمدیہ وہاں کیسے اکٹھی ہو جائے گی؟ کس کس کو تم لاؤ گے؟ کون سا تمہارا اتفاق ہے؟ فضول لغو باتیں۔ اور ملّے کی سرزمین کا ہونا کیوں ضروری ہے؟ مباہلوں کے لئے تو کبھی بھی کسی ایک سرزمین کا انتخاب نہیں ہوا۔ وہ جو مباہلے کا چیلنج تھا وہ تو مدینے میں ہوا تھا ویسے بھی، ملّے کے دَور میں تو ہوا ہی نہیں تھا وہ مباہلہ۔ نہ ان کو اسلام کی تاریخ کا پتہ، نہ شرائط کا کوئی علم۔ اصل بات ہے "لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ"۔ خدا کی لعنت پڑے جھوٹوں پر۔ اس کے لئے کونسی سرزمین کی ضرورت ہے۔

پس اِس جمعہ پر مَیں ایک فیصلہ کُن رمضان کی توقع رکھتے ہوئے جماعت احمدیہ کو تاکید کرتا ہوں کہ اس رمضان کو خاص طور پر ان دعاؤں کے لئے وقف کر دیں کہ اے اللہ! اب ان کے اور ہمارے درمیان فیصلہ فرما کہ تُو احکمُ الحاکمین ہے۔ تجھ سے بہتر کوئی فیصلہ فرمانے والا نہیں۔

اور چونکہ مباہلے کے نام سے ان کی جان نکلتی ہے اور کہتے ہیں کہ احمدی بھاگ رہے ہیں۔ بے وقوفی کی حد ہے۔ مباہلے کا تو مَیں نے چیلنج دیا تھا۔ ہم کیسے بھاگ رہے ہیں؟ چیلنج مَیں نے دیا ہے اور بھاگ مَیں گیا ہوں؟ وہ تو سب جگہ مشتہر پڑا ہوا ہے۔ اسی چیلنج کی وجہ سے تو تم احمدیوں کو قید و بند کی صعوبتوں میں مبتلا کرتے رہے، شور ڈال دیا کہ انہوں نے ہمیں مباہلے کا چیلنج دے دیا ہے۔ اور پھر کہتے ہو کہ بھاگ گئے۔ قبول کر لیتے، بھاگ کیسے سکتے تھے؟ ہم تو دے چکے تھے۔ جس کی تَرکش سے تیر نکل چکا ہو واپس کیسے لے سکتا ہے؟

اور پھر جب ضیاء نے بھی ہاں نہیں کی تو مَیں نے جمعہ میں اعلان کیا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے رات رؤیا میں ایسی خبر دی ہے جس سے مَیں سمجھتا ہوں کہ جو خدا تعالیٰ کے عذاب کی چکّی ہے وہ چل پڑی ہے اور یہ شخص اگر اپنی بے عزّتی سمجھتا ہے کہ مَیں مرزا طاہر احمد کو جس کو مَیں نے عملاً ملک سے نکال باہر پھینکا ہے۔ یعنی روکنے کے باوجود نکل گیا ہے، یہ مراد ہے۔ وہ کیا چیز ہے، اس کی حیثیت کیا ہے، مَیں اس کے چیلنج کا جواب کیوں دوں۔ مَیں نے کہا اگر ان صاحب کی یہ سوچ ہے تو اس کا علاج یہ بتاتا ہوں کہ آئندہ بدزبانیوں سے باز آجائے اور احمدیت کے خلاف جو اقدامات کئے ہیں ان کی سنجیدگی سے پیروی

نہ کرے۔ اگر توبہ نہیں کرنی تو اتنا ہی کرے۔ یہ غالباً چند جمعے پہلے اعلان کیا تھا کہ ایسا کر لے تو مَیں سمجھتا ہوں کہ یہ مباہلے کی زَد سے بچ جائے گا کیونکہ عملاً یہ اپنا سر خدا کے حضور خم کر دے گا کہ میری توبہ، مَیں اب ان باتوں میں مُصر نہیں ہوں، ضد نہیں کرتا۔ اب تاریخیں تو مجھے یاد نہیں رہیں مگر یہ مجھے علم ہے قطعی طور پر کہ ضیاء کی ہلاکت سے کچھ عرصہ پہلے مَیں نے یہ اعلان اسی مسجد سے کیا تھا، جمعہ میں کیا تھا۔ لیکن اس کے بعد اس نے اپنے حالات نہیں بدلے بلکہ شرارت میں بڑھتا چلا گیا۔ اس پر پھر وہ رات آئی جس میں مجھے خدا نے وہ چکّی چلتی ہوئی بتائی اور مَیں نے پھر صبح دوسرے دن جمعہ تھا اس میں اعلان کیا کہ اب خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھے یہ اطلاع ملی ہے، یہ خبر مل گئی ہے آخری فیصلہ کُن کہ اب اس کے دن پورے ہو چکے ہیں۔ اب خدا کے عذاب کی چکّی سے یہ شخص بچ نہیں سکتا۔ اور اگلے جمعہ سے پہلے پہلے اس طرح یہ ہلاک ہوا ہے کہ ہمیشہ کے لئے عبرت کا نشان بن گیا ہے۔

پہلا فرعون تو ایسا تھا جس کی لاش عبرت کے لئے محفوظ کر دی گئی تھی۔ یہ اس دَور کا فرعون ایسا ہے جس کی خاک بھی نہیں بچی۔ صرف مصنوعی دانتوں سے وہ پہچانا جاتا ہے اور وہی عبرت کا نشان بن گئے ہیں ہمیشہ کے لئے۔ تو ان مولویوں کی پھر بھی آنکھیں نہیں کھلیں۔ اور یہ عجیب بات ہے، یہ ساری باتیں اکٹھی ہو گئی ہیں اس لئے مَیں سمجھتا ہوں کہ یہ سال ایک بہت غیر معمولی سال ہے، پچھلا سال بھی اس لحاظ سے غیر معمولی تھا کہ پچھلے سال بھی رمضان سے پہلے میں نے جماعت کو تحریک کی تھی کہ دعا کریں اللہ تعالیٰ مولوی کی ذلتوں کے اب سامان شروع کرے اور "اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَسَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقًا" کی دعا خصوصیت سے یاد رکھیں۔ اور اس رمضان میں یہ دعائیں بطور خاص توجہ اور الحاح سے کریں اور اس کے بعد وہ واقعات رونما ہوئے جن کے بعد مولوی کے سارے منصوبے دھرے رہ گئے۔"

حضورؒ نے فرمایا:

"... اب کی جو دعائیں ہیں اس میں یہ یاد رکھیں کہ ایک لیکھرام کو برباد کیا مگر یہ عقل والے لوگ نہیں ہیں۔ ایک فرعون تباہ ہوا لیکن پھر بھی انہوں نے عبرت نہ پکڑی۔ تو اے خدا اب ان سب فراعین

کی صف لپیٹ دے جو مسلسل تکبّر میں اور جھوٹ میں پہلے سے بڑھ بڑھ کر چھلانگیں لگا رہے ہیں اور ظلم اور بے حیائی سے باز نہیں آرہے۔ پس ہمارے لئے یہ سال یا اس سے اگلا سال ملا کر ان سب کو ایسا فیصلہ کُن کر دے کہ یہ صدی خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ دشمن کی پوری ناکامی اور نامرادی کی صدی بن کر ڈوبے اور نئی صدی احمدیت کی نئی شان کا سورج لے کر اُبھرے۔ یہ وہ دعائیں ہیں جو اس رمضان میں مَیں چاہتا ہوں کہ آپ بطورِ خاص کریں اور رمضان کے بعد بھی ہمیشہ ان دعاؤں کو اپنے پیشِ نظر رکھیں۔

لیکھرام کا مَیں نے ذکر کیا تھا۔ یہ عجیب ہے ایک اور اتفاق کہ لیکھرام بھی 1897ء میں ہی ہلاک ہو کر ایک عبرت کا نشان بنا تھا اور یہ 1997ء ہے جس میں ہم یہ بات کر رہے ہیں۔ یعنی 97ء کا تکرار ہے۔ سو سال پہلے لیکھرام عبرت کا نشان بنا تھا اور آج سو سال کے بعد مَیں پھر لیکھراموں کی ہلاکت کے لئے آپ کو دعا کرنے کی طرف متوجہ کر رہا ہوں۔"

حضورؒ نے مزید فرمایا :

"... انشاء اللہ یہ رمضان ہمارے لئے غیر معمولی برکتوں کا رمضان بن کر چڑھے گا اور اس کی دعائیں انشاء اللہ اس صدی کا احمدیت کے حق میں نیک انجام ظاہر کرنے میں بہت ہی غیر معمولی خدمت سر انجام دیں گی، یعنی دعائیں یہ خدمت کریں گی۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے گا اور آسمان سے جو تقدیر وہ ظاہر فرمائے گا احمدیت کے غلبے اور نصرت کی تقدیر ہو گی۔ اور جو وہ تقدیر ظاہر فرمائے گا احمدیوں کے دشمنوں کی ذلّت اور نکبت اور ہلاکت کی تقدیر ہو گی۔ پس ہم نے جو کام کرنا ہے وہ دعائیں ہیں اور خدا تعالیٰ نے جو کام کرنا ہے وہ یہ ہے کہ میرے بندوں سے کہہ دے کہ جب بھی وہ مجھے پکارتے ہیں "فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ" تو مَیں ان کے قریب ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ کی قربت کا نشان بنائیں۔ اور حقیقت میں لیکھرام کے نشان کا تعلق بھی قربتِ الٰہی کے ساتھ تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کو یہ سمجھا رہے تھے کہ تُو خدا سے دُور ہے اور مَیں قریب ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی شان میں تیری گستاخی مجھے کسی قیمت پہ برداشت نہیں ہے۔ آپ نے ایسے ایسے الفاظ استعمال کئے ہیں کہ

انسان لرز اٹھتا ہے۔ فرماتے ہیں مَیں یہ برداشت کرسکتا ہوں کہ میرے بچے میرے سامنے ذبح کر دیئے جائیں۔ میرے عزیز ترین اقرباء اور پیارے میری آنکھوں کے سامنے ہلاک کردیئے جائیں مگر محمدؐرسول اللہ کی شان کے خلاف گستاخی مَیں برداشت نہیں کرسکتا۔

آج اللہ تعالیٰ نے محمدؐرسول اللہ کے غلام کے لئے میرے دل میں وہی محبت کا جذبہ پیدا کیا ہے۔ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے اور یہی میری ہمیشہ سے دعائیں رہی ہیں کہ جس طرح آپؑ نے حضرت اقدس محمدؐرسول اللہ کے دفاع میں آپؐ پر جھوٹے الزام لگانے والوں کے مقابل پر اپنی چھاتی آگے کی تھی، خدا مجھے بھی توفیق بخشے مَیں مسیح موعود، محمدؐرسول اللہ کے غلام کے لئے اپنی چھاتی آگے کر دوں۔ جو تیر برسنے ہیں یہاں برسیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کا گزند نہ پہنچے۔ پس اس جذبے کے ساتھ مَیں یہ تحریک کر رہا ہوں اور جیسا کہ مَیں نے آپ کو بتایا ہے **دراصل یہ قربت کے نشان کی بات ہے۔ اگر ہم اللہ کے قریب ہیں تو وہ اپنا وعدہ ہمارے حق میں ضرور پورا کرے گا۔ اگر یہ مخالف اللہ سے دُور ہیں تو خدا تعالیٰ ان کو ضرور لعنت کا نشانہ بنائے گا۔** یہ ایسا یقین ہے جو یقین کے آخری مقام تک پہنچا ہوا ہے۔ حق الیقین سے مَیں یہ بات کہہ رہا ہوں۔''

آپؒ نے اس خطبہ جمعہ میں سو سال پہلے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دشمن اسلام پنڈت لیکھرام کی ہلاکت کے بارہ میں عطا کی جانے والی اخبارِ غیبیہ کے حوالہ سے اس پیشگوئی کا پس منظر اور لیکھرام کی آپؑ کے بالمقابل تعلّیوں اور پھر خدائی پیش خبریوں کے مطابق اس کی عبرتناک ہلاکت کا قدرے تفصیل سے ذکر کرنے کے بعد فرمایا:

''پس ہمارا خدا وہی ہے جس نے پہلے فرعون کو ہلاک کیا اور دوسرے فرعون کو بھی ہلاک کیا۔ ہمارا خدا وہی ہے جو ہر لیکھرام سے نپٹنا جانتا ہے جس کے قہر کی چھری سے کسی لیکھرام کا اندرونہ بچ نہیں سکتا۔ پس مَیں آپ سب کو ان دعاؤں کی طرف متوجہ کرتا ہوں اور وہ اشتہار جو میری طرف سے، عالمگیر جماعت کی طرف سے ساری دنیا کے معاندین اور مکفّرین اور مکذّبین کو دیا گیا تھا، یہ مباہلہ کا کھلا کھلا چیلنج ہے۔ یہ میرے ہاتھ میں ہے۔ اس میں ہر الزام کے جواب میں جو انہوں نے احمدیت پر

لگایا مَیں نے کہا کہ ہم کہتے ہیں "لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ"۔ تم بھی خدا کے نام پر قسم کھا کر یہ اعلان کرو کہ ہم سچے ہیں یہی احمدی ہیں، یہی ان کا عقیدہ ہے تو پھر دیکھو خدا تعالیٰ تم سے کیا سلوک کرتا ہے اور ہم سے کیا سلوک کرتا ہے۔

آج تقریباً دس سال ہو گئے ہیں۔ 1988ء میں یہ اعلان کیا گیا تھا اور 1997ء آ گیا ہے۔ آج تو دسواں سال لگ چکا ہے غالباً اس لحاظ سے یا بہرحال دسویں سال کا آغاز ہونے والا ہے۔ یہ اعلان ہے جسے آج کے FRIDAY THE 10TH پہ مَیں پھر دہرا دیتا ہوں، یہ میرے ہاتھ میں ہے۔ **مولویوں کو خوب پہنچایا گیا ہے۔ اب جو الزام انہوں نے شائع کئے ہیں وہ اللہ کی قسم کھا کر یہ اعلان کر دیں سارے ملک میں کہ ہم مباہلہ تو نہیں کرتے لیکن لعنت ڈالتے ہیں کہ اگر ہم جھوٹے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہم پر لعنت ڈالے اور ہمیں برباد اور رُسوا کر دے۔ اگر مولویوں میں ہمت ہے تو اس چیلنج کو قبول کریں۔ پھر دیکھیں خدا اُن سے کیا حشر کرتا ہے۔** خدا کرے کہ ان کو یہ جہالت کی ہمت نصیب ہو جائے کہ جب وہ کثرت سے جھوٹ بول رہے ہیں تو یہ جھوٹ بھی بولیں اب۔ اور خدا کی لعنت کو چیلنج کر کے پھر ان باتوں کا اعلان کریں۔ تو مَیں یقین دلاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی رسوائی کو ظاہر و باہر کر دے گا اور حیرت انگیز عبرت کے نشان ایک نہیں بلکہ بارہا اور کئی دکھائے گا۔"

(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ مورخہ 10رجنوری 1997ء مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل لندن 28رفروری 1997ء صفحہ 5تا9)

پھر خطبہ جمعہ فرمودہ 18راپریل 1997ء بمقام اسلام آباد، ٹلفورڈ (برطانیہ) میں آپؒ نے لیکھرام کی بابت پیشگوئی اور اس کی ہلاکت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"آج کا جمعہ جو عید کے دن ہو رہا ہے آج سے سو سال پہلے ایک جمعہ کی یاد دلاتا ہے جو عید ہی کے دن ہوا تھا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لیکھرام سے متعلق جو 1893ء میں پیشگوئی فرمائی تھی اس پیش گوئی کے پورا ہونے کا وقت اس الہامی فقرے میں تھا "سَتَعْرِفُ يَوْمَ الْعِيْدِ وَالْعِيْدُ اَقْرَبُ" کہ یہ واقعہ عید کے دن رُونما ہو گا جب کہ عید اس کے قریب تر ہو گی۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ دو عیدیں اکٹھی ہوں گی۔ ایک اَلْعِيْدُ جو خاص عید

ہوگی، ایک کامل عید اور دوسری عید اسی کے ساتھ جڑی ہوئی۔ ''اَقْرَبُ'' بالکل ساتھ ہی ہوگی۔
پس حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے 1893ء میں جو پیش گوئی فرمائی کہ آج سے چھ سال نہیں گزریں گے کہ لیکھرام ایک خدا تعالیٰ کے قہری عذاب کا نشانہ بن کر ایک فرشتے کے ہاتھوں ذبح ہوگا یا قتل کیا جائے گا اور یہ بھی بتایا گیا کہ اس کے منہ سے ایسی آواز نکلے گی جیسے بچھڑے کے منہ سے آواز نکلتی ہے۔ اس کی نشان دہی اتنی واضح فرمادی کہ وہ دن عید کا دن، ایسا دن جو عید کے قریب تر ہے اور 1897ء میں وہ جمعہ آیا جو عید کا دن تھا اور 'اَلْعِیْدُ' بن گیا۔ یعنی ایسا جمعہ اور ایسی عید جو دونوں اپنے اپنے مضمون کے لحاظ سے کامل ہوگئے اور دوسرے دن پھر وہ یَوْمُ الْعِیْد ظہور پذیر ہوا۔ جس کے متعلق فرمایا تھا ''سَتَعْرِفُ یَوْمَ الْعِیْدِ''... اور ہفتے کے روز لیکھرام کے پیٹ میں ایک ایسے نوجوان نے چھری گھونپی اور صرف گھونپی نہیں بلکہ اندر پھرایا جس سے اس کی انتڑیاں کٹ گئیں اور جو کچھ تھا وہ باہر آ گیا جس کے متعلق کوئی سمجھ نہیں آ سکی اور کچھ پتہ نہ چلا۔ باوجود انتہائی تحقیق کے کسی کو معلوم نہیں ہوسکا کہ وہ کون تھا، کہاں سے آیا، کہاں چلا گیا۔ وہ ایک ایسے بازار میں تھا جو آریوں کا بازار تھا وہ تین منزلہ مکان تھا جس کے اوپر کی منزل پر لیکھرام بیٹھا ہوا تھا اور نیچے کی منزل پر اس کی بیوی تھی اور وہ لڑکا جس نے اس کو قتل کیا ہے وہ کچھ عرصہ پہلے اس کے پاس آیا اور اس کے ساتھ... گویا کہ آریہ ہو چکا ہو اس طرح اس کے ساتھ رہنے لگا۔ اور جب یہ ہفتے کا روز آیا عید کے بعد تو اس دن اس نے اس کے پیٹ میں جیسا کہ بیان کیا گیا ہے چھری گھونپی اور پھر پھیری اندر اور اس کے منہ سے بہت زور کی چیخ نکلی۔ اس قدر دردناک آواز تھی کہ اس کی بیوی دوڑ کر سیڑھیوں سے ہوتی ہوئی اوپر چڑھنے لگی جن سیڑھیوں سے اس نے نیچے اترنا تھا اور نیچے سب آریوں کا بازار تھا۔ اس کے واویلے اور شور سے سارے متوجہ ہوگئے اور پرلی طرف اترنے کے لئے کوئی سیڑھیاں نہیں تھیں، کوئی شخص بھی جو پرلی طرف چھلانگ لگاتا وہ یقیناً ٹکڑے ٹکڑے ہوجاتا۔

پس ایسی حالت میں جب بیوی اوپر پہنچی تو دیکھا کہ لیکھرام تڑپ رہا ہے زخموں سے اور اس کی انتڑیاں اور پیٹ کا اندر کا جو کچھ بھی ہے وہ باہر آ چکا ہے اور مارنے والے کا کوئی نشان نہیں۔ نیچے بازار میں جب شور ہوا تو لوگوں نے توجہ کی۔ جب پوچھا گیا ان سے تو انہوں نے کہا

یہاں سے تو کوئی نیچے اترا ہی نہیں، نہ کوئی پرلی طرف اترا۔ چنانچہ اس کے متعلق کہا گیا کہ پھر اس کو آسمان نگل گیا یا آسمان کھا گیا کیونکہ زمین پر تو اس کا کوئی نشان نہیں۔ نہ اس کے پہلے پس منظر کا کسی کو کبھی کچھ پتہ چل سکا۔ حالانکہ اتنا زبردست شور ڈالا گیا تھا آریوں کی طرف سے اور دوسرے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مخالفین کی وجہ سے کہ یہ ناممکن تھا کہ پولیس تفتیش کرتی اور اس کا کچھ بھی نہ پتہ چلتا۔ نہ پہلے کا پتہ چلا۔ نہ بعد کا پتہ چلا۔ کون تھا، کہاں سے آیا، کہاں چلا گیا۔ یہ سارے ایک ایسے راز ہیں جو ہمیشہ راز رہیں گے۔

مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کشفی نظارے میں اس فرشتے کو دیکھا تھا جو چھری ہاتھ میں لئے تھا اور لیکھرام کا پوچھ رہا تھا کیونکہ حضرت محمدؐ رسول اللہ کی گستاخی میں اس کو یہ سزا ملنی تھی۔ پس یہ ایک ایسا عظیم الشان نشان ہے 1897ء میں تقریباً ایک سو سال پہلے رونما ہوا۔ اور آج بھی عید ہی کا دن ہے اور آج بھی جمعہ ہے۔ پس آؤ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ جس کے ہاں نشانات کی کمی نہیں پھر احمدیت کے حق میں ایسے معجزات دکھائے۔ کیونکہ آج ایک لیکھرام نہیں، سینکڑوں ہزاروں لیکھرام پیدا ہو چکے ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے محمدؐ رسول اللہ کے عشق میں جو چیلنج دیا تھا اور اس کے عواقب کو خوب سمجھ کر قبول فرمایا تھا، جانتے تھے کہ تمام دنیا کی توجہ آپ کی طرف بطور قاتل کے ہوگی۔ چنانچہ آپ کے گھر کی تلاشیاں لی گئیں، ہر قسم کی تحقیق کی گئی اور ایک ادنیٰ سا بھی کوئی سراغ ایسا نہ ملا جس سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس قتل کے ساتھ وابستہ کیا جا سکتا۔

پس یہ وہ واقعہ تھا جو محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق کے نتیجہ میں رُونما ہوا ہے۔

اب ہمارا، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس کامل غلام کا تقاضا یہ ہے کہ اب تو سینکڑوں ہزاروں لیکھرام ہیں جو دن رات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق گند بکتے اور گستاخیاں کرتے ہیں اور یہ حسنِ اتفاق نہیں، مقدّر معلوم ہوتا ہے کہ یہی سال مباہلے کا سال بن گیا کیونکہ اس سے پہلے جب مباہلے کا مَیں نے چیلنج دیا ہے تو میرے وہم و گمان کے کسی گوشے میں بھی نہیں تھا کہ یہ لیکھرام کے قتل کا سال ہے اور لیکھرام کے متعلق خدا تعالیٰ کی چھری کے چلنے کا سال ہے۔ پس یہ ساری باتیں جو اکٹھی ہو گئی ہیں یہ بتا رہی ہیں کہ خدا کی تقدیر حرکت

میں آئی ہے اور آسمان ضرور کچھ نشان ظاہر کرے گا۔"

(الفضل انٹرنیشنل 6 / جون 1997ء صفحہ 5)

حضور رحمہ اللہ نے جلسہ سالانہ برطانیہ 1997ء سے قبل 11 / جولائی 1997ء کے خطبہ جمعہ میں ایک دفعہ پھر اس مباہلہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"یہ جلسہ وہ جلسہ ہے جو ہمارے مباہلے کے سال کے نتیجے کو دکھانے والا جلسہ ہوگا کیونکہ اس مباہلے میں خصوصیت کے ساتھ سب احمدیت کے دشمنوں کو یہ دعوت دی گئی تھی کہ تم زور مارو، دعائیں کرو، جو کچھ بن سکتی ہے بناؤ لیکن تم احمدیت کو ناکام نہیں کر سکتے اور اگر تم سچے ہو تو ہم تمہیں وقت دیتے ہیں۔ دعائیں کرو، دعائیں کرواؤ، زور مارو، سب کوششیں کر لو لیکن تم دیکھنا امسال خدا تعالیٰ کے فضل سے پہلے سے بہت کثرت کے ساتھ بڑھ کر جماعت احمدیہ پھیلے گی، اور بھی برکت کے آثار دکھائی دیں گے۔ یہ مقابلہ ہے جو اس جلسہ سالانہ پر کھل کر سامنے آجائے گا۔"

(الفضل انٹرنیشنل 29 / اگست 1997ء صفحہ 5)

چنانچہ جلسہ سالانہ برطانیہ 1997ء کے موقع پر دوسرے دن بعد دوپہر کے خطاب میں حضور رحمہ اللہ نے بڑی تفصیل سے اس مباہلہ کے سال کے نہایت ہی عظیم الشان اور پُر شوکت اور پُر ہیبت نشانات و نتائج اور اثرات کا بہت ہی ایمان افروز اور روح پرور تذکرہ فرمایا۔ ذیل میں اس خطاب کے بعض حصے پیش کئے جاتے ہیں۔

حضور رحمہ اللہ نے فرمایا:

"یہ مباہلے کا سال ہے اور مباہلے سے متعلق مَیں نے آپ سے گزارش کی تھی کہ جب مَیں نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مباہلے کا اشتہار جو 1897ء میں لکھا گیا وہ پڑھا اور دیگر بہت سے اشتہارات کا مطالعہ کیا تو مجھے اُس مباہلے کی اِس سال کے مباہلے سے بہت سی مماثلتیں دکھائی دیں۔ اس سے پہلے جو مَیں نے مباہلے کا چیلنج دیا تھا وہ بعض معیّن مولویوں کے لئے تھا اور اُن کی ہلاکت کے متعلق، اُن کی ناکامی کے متعلق تھا۔ لیکن اکثر نے اُس بات کو اس لئے ٹال دیا کہ حاضر ہونا مشکل ہے۔ تم وہاں حاضر ہو، ہم وہاں حاضر ہوں، ان چکّروں میں پڑ کر انہوں نے بات کو ٹلا دیا۔ امسال خدا تعالیٰ نے رمضان المبارک یعنی جنوری میں میرے

دل میں بڑے زور سے ڈالا کہ اس چیلنج کو عام کردوں اور اس چیلنج کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا نشان بنا کر دکھاؤں۔ بنانا تو خدا نے ہی تھا مگر مَیں اپنی طرف سے کوشش کروں کہ دنیا دیکھ لے کہ مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک نشان ظاہر ہوا ہے اور اس پہلو سے مَیں نے مباہلے کو عام کردیا۔ ایسا عام جیسا کہ خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے 1897ء میں کیا تھا۔ پہلے آپ کی مبارک تحریر میں سے چند الفاظ پڑھ کے سناتا ہوں۔ 19رمئی کے اشتہار میں آپ فرماتے ہیں:

"یہ خدا کی قدرت ہے کہ جس قدر مخالف مولویوں نے چاہا کہ ہماری جماعت کو کم کریں وہ اَور بھی زیادہ ہوئی اور جس قدر لوگوں کو ہمارے سلسلہ میں داخل ہونے سے روکنا چاہا وہ اَور بھی داخل ہوئے یہاں تک کہ ہزارہا تک نوبت پہنچ گئی۔"

(سو سال پہلے تھی، اب نوبت کہاں تک پہنچی ہے۔ یہ مَیں آپ کو دکھاؤں گا۔)

"یہاں تک کہ ہزارہا تک نوبت پہنچ گئی۔ اب ہر روز سرگرمی سے یہ کارروائی ہورہی ہے اور خدا تعالیٰ اچھے پودوں کو اُس طرف سے اکھاڑتا ہے اور ہمارے باغ میں لگاتا جاتا ہے۔"

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام لکھتے ہیں:

"اگر وہ فی الواقع اپنے تئیں حق پر سمجھتے ہیں اور ہمیں باطل پر اور چاہتے ہیں کہ حق کھل جائے اور باطل معدوم ہو جائے تو اس طریق کو اختیار کرلیں اور وہ یہ ہے کہ وہ اپنی جگہ پر اور مَیں اپنی جگہ پر خدا تعالیٰ کی جناب میں دعا کریں۔ ان کی طرف سے یہ دُعا ہو کہ یاالٰہی! اگر یہ شخص جو مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتا ہے تیرے نزدیک جھوٹا اور کاذب اور مفتری ہے اور ہم اپنی رائے میں سچے اور حق پر اور تیرے مقبول بندے ہیں تو ایک سال تک کوئی فوق العادت امرِ غیب بطور نشان ہم پر ظاہر فرما اور ایک سال کے اندر ہی اُس کو پورا کردے۔ اور مَیں اس کے مقابل پر یہ دُعا کروں گا کہ یاالٰہی! اگر تُو جانتا ہے کہ مَیں تیری طرف سے ہوں اور درحقیقت مسیح موعود ہوں تو ایک اور نشان پیشگوئی کے ذریعے سے میرے لئے ظاہر فرما اور اُس کو ایک سال کے اندر پورا کر۔"

آخر پر آپ لکھتے ہیں:

''خدا کے نیک بندے قبولیت دُعا سے شناخت کئے جاتے ہیں اور اُن دعاؤں کے لئے ضروری نہیں کہ بالمواجہ (یعنی آمنے سامنے) کی جائیں بلکہ چاہئے کہ فریق مخالف مجھے خاص اشتہار کے ذریعہ سے اطلاع دے کر پھر اپنے گھروں میں دعائیں کرنی شروع کر دیں۔''

(''اشتہار قطعی فیصلہ کے لئے۔''19 رمئی 1897ء، مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 411-413)

حضور رحمہ اللہ نے فرمایا:

''جو میرا چیلنج تھا وہ بعینہٖ اسی مضمون کا تھا۔ مَیں نے علماء سے کہا! کہیں اکٹھے ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم احمدی ساری دنیا میں اپنی اپنی جگہ اپنے گھروں میں دعائیں کریں گے، تم دعاؤں میں زور لگاؤ اور جو بس چل سکتی ہے چلاؤ لیکن یہ بات یاد رکھو کہ تم جھوٹے نکلو گے۔ ہم سچے نکلیں گے۔ یہ خلاصہ تھا میرے چیلنج کا....

اہل پاکستان کو مخاطب ہوتے ہوئے مَیں نے یہ کہا تھا کہ دیکھو تمہاری بقا اور تمہاری نجات مُلّاں سے نجات میں وابستہ ہے۔ اس زہر کو اپنی جڑوں سے نکال باہر کرو یا یہ جڑیں اکھیڑ کر باہر پھینک دو پھر تمہارا ملک بچے گا اور تمہیں امن نصیب ہوگا۔ اگر یہ مُلّاں تمہارے وطن میں پلتا رہا یعنی ہمارے وطن میں پلتا رہا تو پھر اس کے مقدر میں سوائے ہلاکت اور بربادی کے اور کچھ نہیں لکھا جائے گا۔ اور مباہلے میں یہ بات بڑی کھول کر واضح کر دی کہ دیکھو یہ مباہلہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے برکتوں کے نشان کا مباہلہ ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے اس سال احمدیت پر پہلے سے بڑھ کر برکتیں نہ نازل ہوئیں تو ہم یقیناً جھوٹے نکلیں گے۔ اگر تم پر پہلے سالوں سے بڑھ کر نحوستیں نہ اُتریں تو پھر بھی ہم جھوٹے نکلیں گے۔ اور اس کے برعکس مضمون کی صورت میں تم جھوٹے اور ہم سچے۔ اتنی سی بات ہے۔ تم مان کیوں نہیں لیتے؟ تمہیں کہیں آنے کی ضرورت نہیں۔ ایک اعلانِ دعا ہی تو ہے جس کی طرف تمہیں بلایا جا رہا ہے۔ دعا کرو اور پھر دیکھو کہ خدا کیا تقدیر ظاہر فرماتا ہے۔

اس اعلان کے نتیجے میں یہ عجیب واقعہ گزرا جس کی مجھے توقع نہیں تھی کہ خصوصیت کے ساتھ ہندوستان کے علماء نے یہ چیلنج قبول کر لیا۔ وہ جو پہلے کہا کرتے تھے کہ مذہبی لحاظ سے لازم ہے کہ دو فریق آمنے سامنے ہوں، وہ کہتے تھے قرآن کی یہی تعلیم ہے۔ اُس قرآنی تعلیم سے وہ

ہٹ گئے، گویا اُن کے نزدیک یہ تعلیم تھی اور کھلم کھلا اخباری اشتہارات کے ذریعے میرا یہ چیلنج قبول کرلیا اور بیان کیا کہ یہ سال اب احمدیت کی ہلاکت کا سال ہوگا۔

علماء کا جو رڈ عمل ہے وہ مَیں چند علماء کے اپنے الفاظ میں آپ کو سناتا ہوں۔

اہلِ سنّت کے وہ رہنما جو انگلستان میں بہت نمایاں حیثیت رکھتے ہیں اُن میں سے ایک دوست مفتی محمد اکبر زیرک نائب امیر جماعت اہل سنت برطانیہ ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

''مرزا طاہر کے چیلنج کے مطابق علمائے اہلِ سنّت قادیانیوں کی تباہی کے لئے دُعا کرتے ہیں اور اُن کے عبرتناک انجام کے منتظر بیٹھے ہیں۔''

قاضی عبدالخبیر سیالوی امیر تنظیم علمائے ضیاء العلوم برطانیہ نے بیان دیا۔

''دنیا پر قادیانیت کی تباہی کے آثار بہت جلد واضح ہوجائیں گے۔''

... مولانا نیاز احمد نیازی نائب ناظم تبلیغ جماعت اہل سنت برطانیہ نے کہا:

''مسلمانوں کی دعاؤں کے نتیجے میں قادیانیوں پر اللہ کا عذاب ہر طرف سے نظر آرہا ہے۔''

پھر سب علماء نے مل کر ایک اعلان کیا۔

یہ **31** رجنوری کو'یوم دُعا برائے نجات فتنہ قادیانیت' کے طور پر منایا جائے کا اعلان تھا۔

سارے علماء نے تمام اہل سنت کو جو انگلستان کے تھے یا جرمنی وغیرہ کے، ان کو مخاطب کر کے کہا ہم اس چیلنج کو قبول کرتے ہیں اور ایک دن مقرر کرتے ہیں اُس دن سارے یوم دُعا منائیں۔ **21** علماء جن کے نام درج ہیں نے مشترکہ بیان جاری کیا جو رمضان المبارک **31** / جنوری کے جمعۃ المبارک کو پورے برطانیہ اور اہلِ سنّت والجماعت کی مساجد میں یوم دعا منانے کے متعلق تھا۔ اُس روز سب ائمہ نے اور جیسا کہ مَیں نے بیان کیا ہے جرمنی بھی اُن کے ساتھ شامل ہوگیا، اُن سب ائمہ نے اپنی اپنی مساجد میں تمام تر زور مارا، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت میں نہایت گندی بکواس کی اور آخر یہ اعلان کیا کہ اب ہم اس چیلنج کو قبول کرتے ہوئے اعلان کرتے ہیں کہ آج ہماری دعائیں قبول ہوں گی اور احمدیت کے لئے ذلّت اور رُسوائی کا دن ہوگا۔

چنانچہ ہفت روزہ آواز انٹرنیشنل لندن نے اُس وقت اس ساری کارروائی کو شائع کیا۔
اسی طرح اخبار جنگ لندن نے اپنی یکم فروری 1997ء کی اشاعت میں لکھا:

''جماعت اہل سنت برطانیہ کی پریس ریلیز کے مطابق برطانیہ بھر میں قادیانیت سے نجات کے لئے یوم دُعا منایا گیا۔ علماء اور مشائخ نے کہا کہ امّت مسلمہ کا متفقہ فیصلہ ہے کہ قادیانی دائرۂ اسلام سے خارج ہیں اور اُن کا زوال مقدر بن چکا ہے۔ ملک بھر میں منائے جانے والے اس یوم دُعا میں 31 علماء نے خطاب کیا۔''

حضور رحمہ اللہ نے اس خبر کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا:

الحمدللہ کہ اس طرح یہ پرانا جھگڑا جو مباہلے کا چلا آرہا تھا یہ کوئی نہ کوئی بہانہ بنا کر فرار اختیار کرتے تھے آخر وہ جھگڑا طے پایا اور دونوں فریق۔۔۔ایک دوسرے کے مقابل پر نکلے۔ اس مباہلہ کے نتیجے میں بعض ایسے حیرت انگیز واقعات رُونما ہونے لگے جن کے متعلق خود مجھے بھی تصور نہیں تھا۔ مَیں عمومی طور پر احمدیت کے حق میں تائید الٰہی کا نشان مانگ رہا تھا اور عمومی طور پر دشمنوں کی ہلاکت یا اُن کی ذلّت کا نشان مانگ رہا تھا۔ لیکن مباہلہ کے آٹھ دن کے اندر ایک ایسا معاند احمدیت ہلاک ہوا جس کے متعلق سارے پاکستان میں ماتم کی صف بچھ گئی اور بہت بڑی بڑی شہ سرخیوں میں اُس کی ہلاکت کا واقعہ یوں بیان ہوا ہے کہ

'سپاہ صحابہ کے سرپرست اعلیٰ مولانا ضیاء الرحمن فاروقی کی ہلاکت، لاہور میں بم دھماکہ۔ ضیاء فاروقی سمیت 30 افراد ہلاک۔ دھماکہ کے بعد آگ لگ گئی۔ نعشوں کے ٹکڑے اُڑ گئے اور انسانی اعضاء دُور جا گرے۔ متعدد گاڑیاں تباہ۔ ہر طرف خون ہی خون۔ نصف گھنٹے تک کوئی مدد کو نہیں پہنچا۔'

یہ پہلا وہ نشان تھا مباہلے کے بعد جو اس طرح ظاہر ہوا کہ امریکہ سے مجھے بعض نوجوانوں نے فیکس بھیجی اور کہا کہ آج ہمارا ایمان پہلے سے بڑھ کر احمدیت پہ مضبوط ہو گیا ہے کہ ہمیں وہم و گمان بھی نہیں تھا کہ آپ کے مباہلے کا اثر اتنی جلدی ظاہر ہونا شروع ہوگا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے یہ دکھانے کے لئے کہ ہمارا یہ تاثر کہ یہ مباہلے کا نتیجہ ہے۔ غلط نہیں ہے، کرائیڈن کے ایک دوست احمد شریف رندھاوا صاحب کو ایک رؤیا دکھائی جو اس واقعہ سے پہلے کی رؤیا

تھی۔ اُس رؤیا کو آپ سنیں تو آپ حیران رہیں گے کہ کس طرح خدا تعالیٰ نے آسمانی تائید کے ذریعے اس نشان کو ایک احمدیت کا نشان پہلے سے قرار دے رکھا تھا۔

وہ لکھتے ہیں کہ:

”ایک علاقہ جو کہ قادیان یا ربوہ جیسا ہے وہاں پر اپنے دوستوں کے ساتھ ہوں۔ وہاں ایک طرف مکان مشرقی طور پر بنے ہوئے ہیں اور دوسری طرف مغربی ممالک کی طرح کی بلڈنگیں ہیں، گویا احمدیت دو حصوں میں بٹی ہوئی ہے ایک طرف مشرق کے مکان ہیں مشرقی طرز کے اور ایک طرف مغرب کے مکان مغربی طرز کے ہیں۔ یہ دونوں قسم کے علاقے آپس میں ملے ہوئے ہیں یعنی اُن کے درمیان آپس میں ایک تعلق اور رابطہ بھی قائم ہے۔ مَیں کیا دیکھتا ہوں ایک مولوی جس کا رنگ کالا سیاہ ہے اور کالی داڑھی اور مونچھیں ہیں، سر سے ننگا ہے اور طعنے کے طور پر یہ مصرعہ پڑھ رہا ہے جیسے کسی کو تنگ کرنے کی خاطر یا دل آزاری کے لئے پڑھا جاتا ہے

جو خدا کا ہے اُسے للکارنا اچھا نہیں

یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مصرع ہے اور آپ نے ان علماء کو مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ دیکھو مَیں خدا کا ہوں اسے للکارنا اچھا نہیں۔ وہ طعن کے طور پر بار بار یہ مصرع پڑھتا ہے

جو خدا کا ہے اُسے للکارنا اچھا نہیں

اتنے میں مَیں کیا دیکھتا ہوں کہ دوسری طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کھڑے ہیں، ہاتھ میں چھڑی ہے اور وہ مولوی ایک دفعہ پھر یہ شعر طعن کے طور پر پڑھتا ہے جیسا کہ وہ حضور کو للکار رہا ہو۔ حضور پہلے تو خاموش کھڑے رہے۔ پھر اپنی جگہ سے ذرا ہٹ گئے اُس مولوی کو صاف طور پر دیکھنے کی خاطر۔ جیسا کہ اُس کو ٹھیک طرح سے دیکھنا اور پہچاننا چاہتے ہیں۔ پھر آپ نے اُس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بڑے رعب سے یہ دوسرا مصرعہ پڑھا

ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے رُوبۂ زار و نزار

یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جواب سُن کر یہ جلدی سے اُس کی طرف لپکتے ہیں اُس کو دیکھنے اور پہچاننے کی خاطر اور اس خیال سے کہ کہیں وہ شرارت میں کوئی حملہ نہ کرے۔

مولوی کی دل آزاری سے، کہتے ہیں، میری آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور اُس کے

ساتھ ہی میری آنکھ کھل گئی۔"

12/فروری کو انہوں نے خط لکھا ہے اور لکھتے ہیں کہ

"کل ہی مَیں نے اخبار جنگ دیکھا اور یہ دیکھ کر حیران رہ گیا۔(اس سے پہلے ضیاء الرحمن کو انہوں نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا) کہ وہ آدمی جس کو مَیں نے خواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ستاتے ہوئے دیکھا تھا اس کی نعش کی تصویر موجود تھی۔ وہ ضیاء الرحمٰن فاروقی تھا۔ ہُو بہو وہی شخص اور اسی طرح سر سے ننگا تھا۔"

حضور رحمہ اللہ نے فرمایا کہ:

ان مولویوں نے جگہ جگہ بعض احمدیوں کو ایسے دُکھ دیئے ہوئے تھے اور ایسے ایسے ظلم کئے تھے کہ خدا تعالیٰ نے نمونے کے طور پر جگہ جگہ ان کو پکڑنا شروع کیا اور یہ عام مباہلے کی دُعا کے علاوہ خدا کا ایک انعام تھا جو جماعت پر نازل ہوا۔

ایک اُن میں سے محمد نواز چک سکندر کا رہنے والا تھا۔ اس نے احمدیوں کے مکان لُوٹنے اور جلانے میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑی اور مولوی امیر کے صفِ اوّل کے مجاہدوں میں سے تھا۔ یہ شخص کام کے سلسلے میں پاکستان سے اُردن چلا گیا اور اپنی طرف سے احمدیوں کی زد سے باہر نکل گیا اور سمجھا کہ مَیں نے جو کچھ کرنا تھا کرلیا اب میرے خلاف کوئی کارروائی نہیں (ہوسکتی)۔ وہاں اُس کے ماتھے پر زخم ہوا اور وہ پھوڑا بنتے بنتے پورے چہرے پر پھیل گیا، آنکھوں میں کیڑے پڑ گئے، ڈاکٹروں نے لاعلاج قرار دیا۔

اب یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے نشان ہے کہ ایسے نشانات کے موقع پر ہمیشہ کسی احمدی کو گواہ ٹھہراتا ہے۔ جیسے لیکھرام کی دفعہ ہمارے ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اُس موقع پر آپریشن میں ساتھ شامل تھے اور ضمناً مَیں یہ بھی بتادوں کہ لیکھرام کی ذلّت اور خواری کا یہ حال تھا کہ انگریز ڈاکٹر نے جب پوری طرح پیٹ سی دیا اور انتڑیاں اندر کردیں کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُن کو باہر دیکھا تھا تو ایک دفعہ پھر سارے ٹانکے ٹوٹ گئے اور ساری انتڑیاں باہر جا پڑیں۔ تو اس طرح وہ بار بار ذلّت کی مار دیکھتا رہا۔ مَیں یہ بتانا چاہتا تھا کہ کوئی نہ کوئی احمدی موقع پر خدا تعالیٰ گواہ بنا دیتا ہے اور اس موقع پر بھی یہ عجیب واقعہ ہوا کہ سب اُس

کے دوست اُس کو چھوڑ کر چلے گئے۔ اُس کا چہرہ ایسا منحوس تھا اور آنکھوں میں کیڑے پڑے ہوئے تھے کہ کوئی اُس کے قریب بھی نہیں پھٹکتا تھا۔ ایک احمدی دوست نصیر احمد وہاں موجود تھے، چند ہفتے انہوں نے اُس کی تیمارداری کی۔

یہ وہی محمد نواز تھے جنہوں نے نصیر احمد کی بیوی اور بچیوں کو گاؤں سے نکلتے ہوئے اسلحہ کے زور پر دوبارہ گاؤں میں واپس کیا۔ یعنی نصیر مظلوم کے بچے اور بیوی گاؤں سے باہر نکل رہے تھے تو یہی وہ شخص تھا جس نے بندوق دکھا کے اُن سب کو گاؤں میں واپس کر دیا تھا اور احمدیت سے منحرف ہونے پر مجبور کیا تھا۔ لیکن ان سب باتوں کے باوجود نصیر نے جیسا کہ ایک احمدی کا حق ہے انسانیت دوستی کا فرض نبھایا اور اُس کی خدمت کی۔ نواز، نصیر کی منّتیں کرتا کہ مجھے نظر نہیں آتا، مَیں یہاں مر جاؤں گا، میرا یہ کرو، میرا وہ کرو۔ نصیر نے آخر اس کے اصرار پر اپنے خرچ پر اُسے پاکستان بھجوا دیا۔ نصیر نے کہا کہ مَیں تجھے dead body کے طور پر بھیجوں گا اور تمہارے رشتے داروں کو فون کروں گا کہ تمہیں پہچان کر لے جائیں۔ چنانچہ جب یہ لاہور پہنچا تو اُسے کوئی پہچان نہ سکا۔ یہ ایئر پورٹ پر پڑا رہا۔ اُس کے رشتے داروں نے عملہ والوں سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ ایک شخص اپنا نام نواز بتاتا ہے۔ وہ پڑا ہے اُس کو پہچان کے لے جاؤ۔ چنانچہ اُسے چک سکندر اس حال میں لایا گیا۔ مولوی امیر نے سپیکر پر پورے گاؤں سے اُس کی صحت یابی کے لئے دُعا کی اپیل کی۔ مگر ساری دعائیں اَکارت گئیں۔ بالآخر ایک ہفتہ کے بعد شام کے وقت وہ شخص اُسی طرح کیڑوں کے زخموں کی مار کھاتا ہوا اس دنیا سے رخصت ہوا۔

سندھ میں ایک مولوی محمد صادق صاحب اٹڑ ہوا کرتے تھے جو نہایت ظالم اور خبیث فطرت انسان تھے اور انہوں نے اپنا یہ مقصود بنا رکھا تھا کہ احمدیوں کو قتل کریں یا قتل کروائیں اور اُن کو قتل کرنے کے لئے پیسے بھی انعام کے طور پر مقرر کیا کرتا تھا۔۔۔ مباہلے کے بعد بہت جلد یہ شخص اس طرح پکڑا گیا کہ 24/فروری 97ء کو قتل ہوا۔ لیکن عام قتل نہیں، خود اس کے بیٹوں نے اس کو قتل کیا۔ اور بیٹے نے جو پولیس کے سامنے بیان دیا وہ یہ تھا کہ یہ ایک ظالم اور سفّاک انسان تھا، خواہ مخواہ مذہبی بنتا پھرتا تھا۔ ہم جانتے ہیں کہ اپنے گھر کے لئے بھی ایک بہت ہی ظالم اور کریہہ المنظر انسان تھا۔ چنانچہ ہم نے فیصلہ کیا کہ ہم اس کو ماریں گے۔ چنانچہ

اُن بیٹوں نے اس کو پہلے زہر دیا اور یہ ایسا سخت جان تھا کہ زہر سے مر نہ سکا تو پھر انہوں نے اس کو اس زہر کی حالت میں گولیاں ماریں اور اُس کے سر پر تین گولیاں لگیں۔ وہ گولیاں کھا کر بھی اُس نے آنکھیں کھولیں اور اٹھ کر بھاگنے کی کوشش کی۔ اُس پر اس کے اپنے بیٹوں نے گردن دبا کر اُس وقت تک دم نہیں لیا جب تک اس کا دم نہ نکل گیا۔ اور جب پولیس آئی اور اُس نے تحقیق کی کوشش کی تو اُس کے بیٹوں نے اٹھ کر جواب دیا کہ جاؤ یہاں سے بھاگ جاؤ۔ ایک ظالم بدبخت انسان تھا جو اپنے کیفر کردار کو پہنچا ہے۔

حضور رحمہ اللہ نے فرمایا کہ:

یہ وہ شخص ہے جس کے متعلق بہت سی گواہیاں مَیں نے وہاں سے منگوائی ہیں۔ تحریری طور پر مخالفین احمدیت نے بھی گواہیاں دی ہیں کہ یہ شخص بے گور و کفن وہاں دفنایا یا پھینکا گیا اور اس کی لاش غلاظت کی وجہ سے پہچانی نہیں جاتی تھی۔

ایک ملک منظور الٰہی اعوان تھا جس کے متعلق آپ لوگوں نے بہت شور پہلے سے سُن رکھا ہوگا۔ یہ وہی شخص ہے جس نے مجھ پر یہ الزام لگایا تھا کہ مولوی اسلم کو مَیں نے اغوا کرایا ہے اور بے انتہا جھوٹا اور بے حیا انسان تھا۔ پہلے یہ لکھا کرتا تھا افسروں کو کہ اگر مرزا طاہر احمد اس کا قاتل ثابت نہ ہوا تو جو چاہنا میرے ساتھ کرنا۔ جب وہ دریافت ہوا اور اُس کے اعلان شائع ہوئے کہ مرزا طاہر احمد کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ تو پھر بھی یہ حکومت کو لکھتا رہا کہ... اس مولوی کا سر پھر گیا ہے، اور اَور باتیں بتا رہا ہے۔ مگر ہے یہی مرزا طاہر احمد ہی جو اس کا قاتل ہے اور اعلان پہ اعلان کرتا رہا کہ اگر نہ نکلے تو مجھے جو مرضی کر دینا۔ بہت زیادہ بدزبانی میں بڑھ گیا تھا۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے اب مباہلے کے بعد یہ سزا دی کہ اس کا اپنا لے پالک، کیونکہ اس کی اولاد نہیں تھی، وہی اس کا دشمن ہو گیا۔ اُس سے اُس نے بریت کا اعلان کیا۔ اس کا اپنا ایک بھتیجا یا بھانجا خدا تعالیٰ کے فضل سے مخلص احمدی ہو گیا اور اُسی شہر میں اُس نے اپنے اس ماموں یا چچا جو بھی اس کا تھا اُس کی مخالفت شروع کی۔ یعنی اس کے متعلق علی الاعلان کہنا شروع کیا کہ یہ جھوٹا ہے۔ احمدیت سچی ہے۔ اس پر ملک منظور بہت سیخ پا ہوا اور اُس کی طرح طرح کی اذیت کے سامان کئے۔ پولیس کے ذریعے دوسرے ذرائع سے اُس کی جان کا دشمن ہو گیا۔ لیکن

وہ مظلوم انسان حق پر قائم رہا۔ اُس نے مجھے ایک خط لکھا جس میں تھا کہ مَیں اس حالت میں ہوں۔ اور ایک اور احمدی نے اُس کے متعلق خط لکھا۔

حضور رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اُس خط کے بعد مَیں نے جو جواب لکھوایا وہ یہ تھا کہ الحمد للہ احمدیت کو ایک اور موقع احمدیت کی صداقت کا نشان ظاہر کرنے کا حاصل ہوا ہے۔ پس تم ہر گز اس بدبخت انسان سے نہ گھبراؤ۔ ایک خط اس کے نام مباہلے کے چیلنج کے طور پر لکھ دو اور کہو کہ اب جبکہ یہ چیلنج ہو چکا ہے تم اسے قبول کر لو اور دُنیا دیکھ لے گی کہ تم سچے ہو کہ مرزا طاہر احمد سچا ہے؟

حضور رحمہ اللہ نے امیر صاحب ضلع سیالکوٹ کے نام اپنے خط محررہ 28رمئی میں منظور الٰہی اعوان کے متعلق تحریر فرمایا تھا کہ اِن لوگوں کی پکڑ کے دن قریب ہیں۔ یہ شخص حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق نہایت غلیظ زبان استعمال کیا کرتا تھا۔ اور کہتا تھا کہ آپ گندی جگہ میں یعنی ٹٹی میں فوت ہوئے۔ (نعوذ باللہ)۔ اور بار بار یہ بکواس کیا کرتا تھا۔ 16رجون 1997ء کو رات کسی وقت یہ شخص پیشاب کرنے کے لئے اٹھا اور وہیں ٹائلٹ میں گرا اور مردہ حالت میں پایا گیا اور اسی ننگی حالت میں اس کی لاش کو گھسیٹ کر باہر نکالا گیا۔

حضورؒ نے فرمایا:۔

...یہ مباہلہ عالمی تھا اور ہر جگہ خدا نے کسی نہ کسی رنگ میں عظیم نشان دکھائے ہیں۔"

آئیوری کوسٹ کے امیر جماعت عبدالرشید صاحب انور...لکھتے ہیں کہ

"وہاں کا ایک مشہور امام تعصب میں حد سے زیادہ بڑھ گیا تھا اور مبلغین کو سختی سے منع کیا کرتا تھا کہ علاقہ چھوڑ جائیں ورنہ مَیں بہت بُرا حال کروں گا۔ (اس امام کا نام صدیق 'کراموگو' تھا۔ ناقل) حکومت کی طرف سے اُس کے نائب کو حج کا ٹکٹ ملا۔ اس ٹکٹ کو جو اس کے نائب کے لئے تھا اُس نے اپنے قبضے میں کر لیا اور اپنی جان پہنچ کر اپنے نام کروا کر حج پر خاموشی سے روانہ ہوا۔ لیکن گاؤں میں روانگی سے قبل کہنے لگا کہ مَیں سفر پر جا رہا ہوں واپسی پر اب احمدیت کو اپنے پاؤں تلے روند ڈالوں گا۔ مکّے میں جو آگ لگی ہے اُس آگ میں یہ شخص ہجوم کے پاؤں تلے کچلا گیا۔ اور اپنے پاؤں کے نیچے احمدیت کو کچلنے کی بجائے وہاں ہی ہجوم کے پاؤں تلے

کچلا جانے کی وجہ سے مر گیا۔ جب اُس کی موت کی خبر اُس کے گاؤں پہنچی کہ مکّے میں اُس کی موت اس انداز میں واقعہ ہوئی ہے تو گاؤں کے سب دوستوں نے اُس کے جنازے کا بائیکاٹ کر دیا اور کہا یہ منحوس موت ہے۔ کوئی آدمی تعزیت کے لئے نہ پہنچا۔ اُس کی اپنی بیوی نے کہا کہ ایسے شخص کو ایسی ہی موت آنی چاہئے تھی اور اس طرح وہ سارے کا سارا علاقہ احمدیت کا ایک زندہ نشان بن گیا۔

حضور رحمہ اللہ نے فرمایا:

جو حج کے موقع پر منٰی میں آگ لگی ہے۔ مجھے یاد ہے کہ مجھ سے اُس آگ کے متعلق مجلس سوال و جواب میں پوچھا گیا کہ کیا آپ کے نزدیک یہ مباہلے کا نتیجہ ہے تو جیسا کہ حق اور انصاف کا تقاضا تھا مَیں نے کہا مجھے بہت ہمدردی ہے اُس آگ سے اور یونہی کسی عذاب کو اپنی صداقت کے طور پر پیش کرنے کا میرا شیوہ نہیں جب تک اللہ تعالیٰ اُس کی تائید میں کچھ ظاہر نہ فرمائے۔ میرے نزدیک یہ ایک دردناک حادثہ ہے اور ہمیں ان لوگوں سے ہمدردی کرنی چاہئے۔ لیکن حج سے واپسی پر جو احمدیوں نے گواہیاں دیں اُن میں ایک عزیزہ بچی کا خط بھی ہے ...اور کچھ بڑوں کی گواہیاں بھی ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ

”آگ لگنے سے ایک دن پہلے خانہ کعبہ کے کپڑے کو تھام کر ایک مولوی یہ دُعائیں کر رہا تھا اور تمام پاکستانی مولوی اور دوسرے لوگ اُس کے پیچھے لگ گئے تھے۔ وہ دعائیں یہ کر رہا تھا کہ مَیں فلاں شخص مرزا طاہر احمد کے چیلنج کو قبول کرتا ہوں۔ اے اس خانے کے خدا! اگر مَیں سچا ہوں تو احمدیت کو ہلاک کر اور اگر وہ سچے ہیں تو ہماری ہلاکت کا کوئی نشان ظاہر کر۔ اور اُس کے بعد جو آگ لگی اُس میں یہ مولوی جل کر مر گیا۔“

فلپائن میں بھی آگ ہی کا ایک نظارہ دیکھا گیا۔ ایک مولوی حبیب زین نامی جو احمدیت کا شدید مخالف تھا اُس کے متعلق خیر الدین باروس صاحب لکھتے ہیں کہ:

اُس نے جب حد سے زیادہ احمدیت کے خلاف بکواس کی تو اسی مباہلے کے کچھ عرصے کے بعد یعنی 26 ر اپریل 1997ء میں وہی شخص کسی ہوٹل میں جا کر ٹھہرا جس ہوٹل کو آگ لگ گئی اور اس آگ لگنے کے نتیجے میں صرف ایک آدمی ہے جس نے ہوٹل سے چھلانگ لگائی اور

اُس کی ٹانگیں ٹکڑے ٹکڑے ہوگئیں اور وہ لولا اپاہج وہ احمدیت کو پاؤں تلے روندنے کا دعویٰ کئے بیٹھا ہے۔ اور مَیں نہیں جانتا کہ وہ مر گیا ہے یا نہیں۔ لیکن اُس کے ساتھ اُس کی شان و شوکت، اُس کے دعوے سارے ضرور مر گئے۔ لیکن جس رنگ میں آگ نے اُس کو ہلاک کیا ہے یہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا ایک نشان ہے۔"

بورکینا فاسو کے متعلق ہمارے ایک مبلغ (محمد ادریس شاہد صاحب) لکھتے ہیں کہ

"ایک شخص محمود باندے نے جماعت کی مخالفت میں مشن کے سامنے ڈیرہ لگالیا۔ مسلسل مخالفت کئے چلا جاتا تھا۔ جب حضور نے اس سال کو مباہلے کا سال قرار دیا اور جماعت نے دُعائیں شروع کیں تو یہ شخص حج پر گیا اور واپس آکر بالکل خاموش ہو گیا۔ معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ ڈاکٹروں نے اُسے سختی سے اونچی آواز سے بولنے سے منع کر دیا ہے اور اس کے گلے میں کوئی بیماری ہے اور وہ ایسی تکلیف ہے کہ اب وہ بول نہیں سکتا۔ اگر بولے گا تو ڈاکٹروں کے نزدیک اُس کا بولنا جان لیوا ثابت ہوگا۔"

اس طرح وہاں بھی خدا تعالیٰ نے اپنی قدرت کا یہ نشان اسی سال میں دکھایا۔

رانا حنیف احمد صاحب سانگھڑ (سندھ۔ پاکستان) لکھتے ہیں کہ:

ہمارے متعلق وہاں کا ایک مولوی جو بہت بکواس کیا کرتا تھا اُس نے یہ بات مشہور کر دی کہ یہ نوجوان لڑکیاں دوسروں کے پاس احمدیت کی خاطر فروخت کرتے ہیں۔ (لڑکیاں لے لیں اور ان سے جو چاہیں بے حیائی کریں لیکن احمدی ہو جائیں۔) اب اخبارات میں اُس شخص کا نام لکھ کر یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ اُس کی نوجوان لڑکی کسی غیر کے ساتھ بھاگ گئی ہے اور اس واقعہ کے بعد وہ منہ دکھانے کے قابل نہیں رہا۔ جو احمدی معصوم بچیوں پر تہمت لگایا کرتا تھا خود اُس کی بچی بھاگ کر اس کے لئے عبرت کا نشان بن گئی۔

حضور رحمہ اللہ نے فرمایا

یہ مباہلے کا جو چیلنج ہے۔ یہ چیلنج اپنی ذات میں جماعت کے لئے اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت سے فوائد لے کے آیا ہے۔

کچھ عرصہ پہلے سری لنکا سے مجھے اطلاع ملی کہ وہاں کے مولوی بہت شرارت کر رہے

ہیں اور حکومت پر بھی اثر ڈال چکے ہیں اور ان کو یہ خبر دی ہے کہ احمدی ہیں جو فساد کی جڑ ہیں اور یہ ہماری دل آزاری کرتے ہیں اور دل آزاری اس طرح کرتے ہیں کہ ہماری طرح نمازیں پڑھتے ہیں، ہماری طرح عبادت کرتے ہیں اس سے ہمارا دل بہت دُکھتا ہے۔ اس لئے یا ان کو روک لو یا ہم ان کا کچھ کریں گے۔ وہ وزیر اتنا متاثر تھا اُن مولویوں کی باتوں سے کہ اُس نے ہمارے وفد پہ سختی کی اور کہا کہ تم نے دیکھا نہیں کہ یہاں کس قدر فساد ہو رہا ہے اور تم اس کی جڑ ہو۔ انہوں نے کہا ہم کیسے جڑ ہو گئے؟ کہ تمہاری وجہ سے ان کو طیش آتا ہے۔ انہوں نے کہا اگر ہم گلیوں میں پھریں اُن کو طیش آئے تو ہمارا اس میں کیا قصور ہے؟ بہرحال اُن لوگوں نے جلسہ کیا اور سُنا ہے بہت بڑی تعداد میں کثرت کے ساتھ خرچ کر کے عظیم ہجوم اکٹھا کیا اور اس میں فیصلہ کیا کہ آج یہ ہجوم ہر احمدی کے گھر پر حملہ آور ہوگا اور ہر احمدی گھر کو تباہ کر دیا جائے گا۔ اس غرض سے انہوں نے پاکستان سے ایک گندہ بدگو مولوی بھی بلایا جس کی آخری تقریر تھی۔ اُس تقریر میں اُس نے بے انتہا احمدیت کے خلاف بکواس کی اور جوش دلایا اور وہی باتیں اصرار سے کہیں جو مباہلے میں مَیں پیش کر چکا تھا کہ مَیں ان کا انکار کرتا ہوں یہ ساری باتیں جھوٹ ہیں۔ چنانچہ وہی باتیں وہ دہراتا رہا جن کو مَیں جھوٹ کہہ چکا تھا۔

اب دیکھئے اللہ تعالیٰ نے مباہلہ کو احمدیت کے حق میں کس طرح نشان بنایا کہ اُن لوگوں میں سے جو غیر احمدیوں کا مجمع تھا اُن میں سے کئی نوجوانوں کے ہاتھ میں یہ مباہلے کا پمفلٹ موجود تھا اور وہ پڑھ رہے تھے اور وہ دیکھ رہے تھے کہ یہی تحریر ہے جس کا وہ انکار کر رہا ہے اور یہی تحریر ہے جس پر یہ اصرار کر رہا ہے۔ تو وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور ایک کے بعد دوسرا اٹھنے لگا اور وہ مباہلے کا کاغذ ہاتھ میں لئے ہوئے ہلانے لگے اور کہا مولوی بس بات ختم ہو گئی۔ تم اصرار کرتے ہو تو ابھی یہاں چیلنج کو منظور کرو۔ اگر تم سچے ہو تو پھر اس چیلنج کو منظور کرو اور کہو کہ ہاں میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ احمدی جھوٹے ہیں اور احمدیوں کا یہ عقیدہ ہے جو تم بیان کر رہے ہو۔ اس پر مولوی پر ایسی سراسیمگی طاری ہوئی کہ وہ پیچھے ہٹ گیا اور سارے جلسے میں بھگدڑ مچ گئی اور ایک دوسرے کو وہ مارنے لگے اور جو مباہلے کے نتیجے میں احمدیت کے حق میں ایک جوش اُٹھ کھڑا ہوا انہوں نے مخالف کو مار مار کے جلسے سے بھگا دیا، سارا جلسہ تتر بتر ہو گیا۔ پس دیکھئے اللہ تعالیٰ

کے فضل سے احمدیت کے حق میں یہ مباہلے کا سال کیسے کیسے نشان پیش کر رہا ہے۔"

اللہ وسایا جو جماعت کی مخالفت میں پیش پیش ہوا کرتا تھا اُس پر فالج کا حملہ ہوا۔ صدر پاکستان لغاری نے نشتر ہسپتال میں خود اس کی عیادت کی اور خصوصی نگران مقرر کئے مگر اُن کی کچھ پیش نہ گئی۔ یہ شخص جو احمدیت کے خلاف بہت بکواس کیا کرتا تھا اسی مباہلے کے سال کا نشانہ بن گیا۔

تنزانیہ میں یہ واقعہ گزرا ہے کہ سونگیا میں ایک سُنی جماعت کا مولوی شیخ چی ٹیٹے (Chi Tete)۔ یہ مصر سے پڑھ کر آیا اور شرارت اور فتنے میں پہلے سے بہت زیادہ بڑھ گیا، روزانہ گالیاں دیتا تھا۔ اُس کے جواب میں اُس کے سامنے مباہلے کا چیلنج پیش کیا گیا اور کہا کہ اب تم باز آجاؤ ورنہ اس مباہلے کی مار تم پر پڑے گی۔ دو دن کے اندر پولیس نے اُسے ایک گھناؤنے جرم میں گرفتار کر لیا اور اس وقت وہ جیل میں ہے۔

(ماخوذ از خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرمودہ 26 جولائی 1997ء بر موقع جلسہ سالانہ یوکے)

اس سال دنیا بھر میں متعدد مقامات پر ایسے بہت سے عبرت انگیز واقعات رونما ہوئے جنہوں نے اسلام احمدیت کی صداقت اور معاندین کے جھوٹا ہونے اور ان کے خدا کی لعنت کا مورد ہونے پر گواہی دی۔ ذیل میں ایسے چند ایک مزید واقعات درج کئے جاتے ہیں۔

☆ مکرم مرزا نصیر احمد صاحب مبلغ سری لنکا نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی خدمت میں اپنے خط محررہ 30 / جون 1997ء میں جماعت پسیالہ (Pasyala) میں معاندین جماعت پر الٰہی گرفت کے دو نہایت ایمان افروز واقعات کی تفصیلات بھجواتے ہوئے لکھا کہ:

ایک واقعہ تو یہ ہے کہ ہمارا ایک احمدی نوجوان نصیر احمد نامی وہاں کی غیر احمدی مسجد کے پاس سے گزر رہا تھا جس کی چھت پر ایک غیر احمدی نوجوان بجلی کا کوئی کام کر رہا تھا۔ ہمارے احمدی نوجوان کو وہاں کھڑے اس کے ایک غیر احمدی واقف کار نے باتوں میں لگا لیا جو راستہ میں کھڑا تھا۔ ان دونوں کو باتوں میں مصروف پا کر اوپر والا نوجوان مشتعل ہو گیا اور اس نے بدکلامی شروع کر دی اور پھر اسی پر اکتفا نہ کی بلکہ نیچے اتر آیا اور اس ہمارے احمدی نوجوان سے الجھنا چاہا۔ نیز اس کو کہنے لگا کہ تمہیں معلوم ہونا

چاہئے کہ یہاں ہم نے لکھ کر لگایا ہوا ہے کہ کوئی قادیانی یہاں سے نہ گزرے۔اس پر ہمارا احمدی نوجوان وہاں سے پیچھے ہٹ آیا۔ جیسے ہی وہ وہاں سے لوٹا غیر احمدی لڑکا چھت پر چلا گیا اور بجلی کے کام میں مصروف ہو گیا۔بجلی کی ایک تار پر سے ربڑ اتارنے کے لئے اس نے اس کو دانتوں سے چبایا مگر اس میں کرنٹ تھا۔ چنانچہ وہ جھٹکا کھا کر فوراً نیچے گرا اور گرتے ہی بیہوش ہو گیا۔ہمارے احمدی نوجوان نے اس کو فاصلہ سے دیکھا کہ لوگوں نے اس کو اٹھایا اور پھر ہسپتال لے گئے۔دو دن وہ وہاں رہا اور اس کے بعد اب وہ واپس آ گیا ہے۔مگر اب وہ بالکل خاموش ہے۔اس کے بعد وہ پھر نہیں بولا۔

دوسرا واقعہ یوں ہے کہ چند سال پیشتر پسیالہ کے بعض غیر احمدیوں نے ہماری جماعت کی لائبریری کو آگ لگا دی تھی۔آگ لگانے والوں میں اس جگہ کے 5–6 مجرم پیشہ لوگ پیش پیش تھے۔ گزشتہ دنوں جماعت نے اس کی renovation کی تو کسی شخص نے اس پر نہایت ہی نازیبا الفاظ لکھ دیئے کہ یہاں خنزیر کا گوشت بکتا ہے۔

مذکورہ 6/افراد جو جرائم پیشہ تھے یہ ابھی گاؤں میں ہی تھے اور ہمارے احمدیوں کو دھمکیاں دیتے رہتے تھے۔ان الفاظ کے لکھے جانے کے بعد ایک دو روز کے اندر اندر ہی ان سب کو پولیس پکڑ کر لے گئی کیونکہ یہ لوگ بعض اور جرائم میں پولیس کو مطلوب تھے۔اب یہ سب جیل میں ہیں۔اور جماعت کے احباب کا گمان ہے کہ ان لوگوں کے علاوہ اور کسی کو اس گاؤں میں جرأت نہیں ہو سکتی کہ وہ اس قسم کے گندے کلمات ہماری لائبریری پر لکھ سکیں۔

مذکورہ بالا دونوں واقعات ایک دو ہفتوں کے اندر اندر رونما ہوئے۔

☆ابوظہبی میں ایک شخص ڈاکٹر اقبال محمد خان کی عبرتناک موت بھی ایک نشان کا رنگ رکھتی ہے۔ یہ وہ شخص ہے جس نے جماعت کے خلاف ایک کتاب Two in One کا عربی ترجمہ کیا تھا۔اس کی موت ایک گٹر میں گر کر ہوئی۔ مذکورہ کتاب کے عربی ترجمہ کے آخری صفحہ پر جلی حروف میں 'جھوٹوں پر خدا کی لعنت' کے الفاظ لکھے گئے تھے۔ اِس شخص کی گٹر میں ہلاکت اور غلاظت کے ڈھیر میں سے سول ڈیفنس والوں کا اس کی body کو نکالنا خدا کی لعنت کی مار ہی تو تھی۔

☆ مکرم نذیر احمد صاحب خادم بہاولنگر (پاکستان) سے حضور رحمہ اللہ کی خدمت میں اپنے خط محررہ 19/اگست 1997ء میں لکھتے ہیں کہ چک 168 مراد ضلع بہاولنگر کا ایک شخص منیر کمبوہ کچھ عرصہ پہلے جگہ جگہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں یہ گستاخانہ بات دہراتا رہتا تھا کہ حضور نعوذ باللہ "ٹٹی خانے میں مرے"۔... کچھ عرصہ قبل وہ اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ کراچی گیا۔ کراچی سے واپسی پر راستہ میں 3/اگست 1997ء کو بہاولپور شہر کے لاری اڈہ (بس سٹینڈ) پر گھر آنے کے لئے بس کے انتظار میں یہ لوگ بیٹھے تھے کہ اچانک منیر کمبوہ نے کہا کہ میرے پیٹ میں تکلیف ہے۔ یہ کہہ کر وہ لاری اڈہ کی لیٹرین کے اندر چلا گیا۔ کوئی بیس پچیس منٹ کے انتظار کے بعد اس کے ساتھیوں نے گھبرا کر پہلے اسے آوازیں دیں۔ جب جواب نہ ملا تو زور زور سے دروازہ پیٹا۔ پھر بھی جواب نہ آیا تو لاری اڈہ والوں سے بات کر کے دروازہ توڑا تو دیکھا کہ منیر کمبوہ ٹٹی خانہ کے اندر ننگ دھڑنگ مردہ حالت میں پڑا ہے۔ چنانچہ اس کے ساتھی اس بدبخت کی لاش اس کے گھر لائے جس سے گھر والوں میں کہرام مچ گیا اور یوں 30—32 سالہ نوجوان سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا قہری نشانِ عبرت بن کر خس کم جہاں پاک ہوا۔

☆ سندھ کے ایک ملّاں میاں حمادی کی ظالمانہ کارروائیوں کا قبل ازیں مختصر ذکر اس کتاب میں گزر چکا ہے۔ اس کا ایک ساتھی ایڈووکیٹ حشمت حبیب احمدیوں کے خلاف میاں حمادی کے قائم کردہ جھوٹے مقدمات میں اس کی طرف سے پیش ہوتا تھا اور جماعت کے خلاف نہایت گندی بکواس کرتا تھا۔ ستمبر 1997ء کے آغاز میں اس کی بیٹی Huzaima کی پُراسرار موت کی ایک نہایت عبرتناک کہانی اخبارات میں شائع ہوئی۔

☆ مکرم نذیر احمد باجوہ صاحب نے ساہیوال (پاکستان) سے لکھا:

ہمارے ضلع میں ایک نہایت بد باطن شخص جو احمدیت کا سخت معاند تھا اور طرح طرح سے احمدیوں کو ستایا کرتا تھا اس نے چک 6/11.L میں بلاوجہ احمدیوں سے لڑائی کی اور فائرنگ کر کے ایک احمدی صوفی ثناء اللہ صاحب کو شدید زخمی کر دیا اور ان کی ٹانگ بھی ضائع ہوگئی۔ اور بھی کئی قسم کے

مقدمات احمدیوں پر ناحق بنائے۔ وہ اپنی شرارتوں میں بہت بڑھ گیا تھا۔ خدا تعالیٰ کا غضب اس پر پڑا۔ مورخہ 12 اکتوبر 1997ء کو وہ اپنے رقبہ میں پُلی بنوا رہا تھا۔ اس کے بیٹے نے کہا کہ پُلی اونچی ہے۔ اوپر بجلی کے تار ہیں۔ ٹرالی نہیں گزرے گی۔ اس معاند احمدیت کا نام یوسف بھُلر تھا۔ اس کے ہاتھ میں لمبائی ناپنے کا لوہے کا فیتہ تھا۔ اس نے فیتہ کا بٹن دبایا اور وہ فیتہ تیزی سے نکل کر اوپر گیا اور ہائی وولٹیج بجلی کی تاروں سے ٹکرایا۔ ایک سخت دھماکہ ہوا اور اس کو بہت سخت شاک لگا۔ فوراً اس کے منہ، سر، داڑھی اور کپڑوں میں آگ لگ گئی۔ وہ بری طرح جھلس گیا اور بیہوش ہو گیا۔ اسے فوراً ساہیوال ہسپتال لے گئے۔ ڈاکٹروں نے جواب دے دیا اور اسے لاہور لے گئے مگر وہ جانبر نہ ہو سکا اور نہایت ذلّت کی موت مرا۔ یہ واقعہ چک نمبر L-6/11 میں ہوا۔

☆ حضور رحمہ اللہ نے حج کے موقع پر لگنے والی آگ کے جس واقعہ کا ذکر اپنے خطاب میں فرمایا ہے اس بارہ میں ڈیرہ غازیخان سے ایک نَو احمدی دوست گُل محمد ولد محمد رمضان طارق صاحب بیان کرتے ہیں کہ ''مَیں (گُل محمد ولد محمد رمضان طارق) مورخہ 30 اپریل 1997ء کو ایک مجلس میں موجود تھا۔ مکرم حاجی محمد صاحب حج سے واپسی کے بعد اپنے احباب کو وہاں کے واقعات سنا رہے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ ''میں وہاں موجود تھا جب مغرب کی نماز ادا کرنے کے بعد اوچ شریف کے پیر صاحب کے مرید اکٹھے ہوئے جن کی تعداد تقریباً بارہ تھی۔ سب نے مل کر غلافِ کعبہ کو پکڑ کر یہ بددعا کی کہ اے خدا اگر قادیانی سچے ہیں تو ہمیں اور اگر ہم سچے ہیں تو ان قادیانیوں کو تباہ برباد کر۔ اگلے دن ان کی اس مسلسل دعا کے نتیجہ میں منیٰ کے خیموں میں آگ لگ گئی۔ بہت سے خیمے جل گئے لیکن ایک خیمہ بچ گیا جس کے بارہ میں معلوم ہوا کہ یہ احمدیوں کا خیمہ ہے جن کا تعلق ہندوستان سے تھا۔ ان آدمیوں کے سوا سینکڑوں لوگ اور بھی وہاں موجود تھے۔

مکرم گُل محمد صاحب نے مذکورہ حاجی صاحب سے یہ واقعہ سننے کے بعد احمدیت قبول کرنے کی سعادت پائی۔

☆ مکرم جہانگیر محمد جوئیہ صاحب ایڈووکیٹ خوشاب حضور رحمہ اللہ کی خدمت میں لکھتے ہیں کہ مورخہ

6رمئی 1997ء کو چوہدری محمد اشرف مارتھ SSP ضلع گوجرانوالہ جو چوہدری پرویز الٰہی سپیکر پنجاب اسمبلی کا بہنوئی ہے نامعلوم اشخاص کے ہاتھوں قتل ہوا۔ اس دور کا ایک لیکھو اپنے برے انجام کو پہنچا ہے۔ اور حضور کی بات بڑی شان سے نشان بن گئی ہے کہ 1997ء لیکھر اموں کی ہلاکت کا سال ہے۔

1974ء میں اشرف مارتھ خوشاب میں SHO تھا۔ اس کی پشت پناہی میں احمدیوں کے خلاف جلوس نکلتے تھے۔ اس نے علی الاعلان کہا کہ احمدیوں کا بائیکاٹ کرو۔ نیز احمدیہ مسجد جلانے پر لوگوں کو اکسایا۔ اس نے بہت سے احمدیوں پر ناجائز مقدمات قائم کروائے اور انہیں تشدّد کا نشانہ بنایا۔ 1986ء میں اشرف مارتھ SP سرگودھا ہوا اور کلمہ طیّبہ کی مہم کے خلاف سرگرمِ عمل رہا۔ مولوی اکرم طوفانی کی پشت پناہی کر کے کئی احمدیوں پر ظلم روا رکھا۔ گرفتاریاں بھی عمل میں آئیں اور جیلوں میں بھی ڈالا گیا جہاں سخت مارا پیٹا گیا۔ سرگودھا اور خوشاب کے لاتعداد احمدیوں پر اس ظالم نے بہت ظلم توڑے۔ عجیب قدرت کا کرشمہ ہے جس نے ہمیں ظالم لیکھو کے انجام کا نظارہ دکھایا ہے۔ خدا کے خلیفۃ المسیح کی دعا ہے جس سے یہ عظیم الشان نشان ظاہر ہوا ہے۔

حضور رحمہ اللہ نے جلسہ سالانہ یُوکے 1997ء کے موقع پر دوسرے روز بعد دوپہر کے خطاب میں پاکستان کے حالات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"اب مَیں عمومی طور پر پاکستان کے وہ حالات آپ کے سامنے رکھتا ہوں جو اس مباہلے کے سال کے نتیجے میں پیدا ہوئے ہیں اور ہر شخص جو ذرا سی بھی ہوش رکھتا ہو اور انصاف رکھتا ہو وہ یقیناً کہے گا کہ جماعت احمدیہ کی طرف سے جو مباہلے کا چیلنج تھا وہ روزِ روشن کی طرح سچا ثابت ہوا ہے اور اس ملک پر مولویوں نے جو وبا ڈالی ہے وہ خود ان پر آپڑی ہے اور سارا ملک اس وقت تباہی اور انتشار کا شکار ہو چکا ہے۔ مباہلے کے متعلق مَیں نے عرض کیا تھا کہ مولویوں پر یہ وبا پڑنے والی ہے وہ مارے جائیں گے۔ وہ ایک دوسرے کے ساتھ مخالفتیں کریں گے۔ وہ تتر بتر ہو جائیں گے۔ اُن کی جمیعت کے دعوے جھوٹے نکلیں گے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ پکڑ کا عمومی عذاب ہے جو ان پر آنے والا ہے۔

اب پاکستان کی خبریں سنئے۔ اس عرصے میں یعنی گزشتہ چند ماہ میں، مباہلے کے اعلان

کے بعد، قتل ہونے والے مولویوں کی تعداد طبعی موت مرنے والے مولویوں سے بڑھ گئی۔ 55 مولوی اس عرصے میں قتل ہوئے ہیں اور صرف 41 طبعی موت مرے ہیں۔ اب آنکھیں نہیں ہیں ان کے پاس جو یہ دیکھ سکیں اور پہچان سکیں کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔

ملک سے جو امن اٹھ چکا ہے اُس کا حال اب یہ ہے کہ مباہلہ کے اس عرصے میں 2,644 افراد دہشتگردی اور بم کے دھماکوں سے مارے گئے ہیں۔ حادثوں کی تعداد میں بے انتہا اضافہ ہوا ہے، گینگ ریپ (Gang Rape) جو ان کے اسلام کی نشانی بن چکا ہے وہ 292 واقعات ہوئے ہیں کہ اسلامی ملک کہلانے والے پاکستان میں جس کو مولوی پلیدستان کہا کرتے تھے واقعتاً ان مولویوں نے اسے پلیدستان بنا کر چھوڑا ہے اور اس وقت اس تعداد میں گینگ ریپ ہو رہے ہیں جو انسان تصور بھی نہیں کر سکتا کہ کیسی ظالمانہ اور سفاکانہ کارروائی ہے۔ عورتوں اور بچوں کے اغواء کی جو رپورٹس درج ہوئی ہیں وہ ساری نہیں ہیں، اکثر رپورٹیں پولیس تھانے پہ جانے سے پہلے دباؤ کے نیچے واپس لے لی جاتی ہیں اور جو تھانوں میں پہنچتی ہیں وہاں مخالفین کا دباؤ پڑتا ہے اور تھانوں سے واپس کر دی جاتی ہیں۔ مگر 314 رپورٹیں ایسی ہیں جو بچوں اور عورتوں کے اغوا پر مشتمل ہیں۔ ڈکیتی کا معاملہ کلیۃً ہاتھ سے نکل چکا ہے۔ آئے دن اس کثرت کے ساتھ ملک کی گلی گلی میں، سڑک سڑک پر ڈکیتی ہو رہی ہے کہ کسی کو کچھ پتہ نہیں کہ اُس کی جان کس ڈاکو کے ہاتھ میں ہے اور اُس کا مال و دولت کس سڑک پر برباد ہوگا۔ اس سلسلے میں میں مشیر قانون خالد انور کا یہ بیان آپ کے سامنے رکھتا ہوں اور یہی بیان مباہلے کی کامیابی کے حق میں بہت کافی سمجھا جانا چاہئے۔

اخبار ہفت روزہ Nation میں 23 تا 29 مئی کے واقعات کے متعلق یہ بیان ملتا ہے۔

''گزشتہ چار سال میں مذہبی دہشت گردی میں اتنے لوگ نہیں مارے گئے جتنے کہ 97ء کے پہلے چار ماہ میں ہلاک ہوئے۔''

مباہلے کے بعد پہلے چار ماہ میں مذہبی دہشتگردی کے نتیجے میں مارے جانے والوں کی تعداد گزشتہ چار سال میں دہشت گردی کے نتیجے میں مارے جانے والوں سے زیادہ تھی۔

وزیراعظم پاکستان کا بیان ہے کہ :

''فرقہ واریت کا معاملہ اب ہمارے ہاتھ سے نکل چکا ہے۔''

ہفت روزہ اخبار Nation نے لکھا ہے

The week that was death and devastation

اس سلسلے میں وہ اُس ہفتے کی تباہی اور بربادی کی داستان لکھتے ہیں۔

یہ تو اُس ملک کا حال ہے جس نے احمدیت کو اپنے وطن سے کینسر کی طرح اکھاڑ کر باہر پھینکنے کا دعویٰ کیا تھا اور احمدیت کو نکال دینے کے بعد وہ سمجھے تھے کہ اب یہ ملک پاک ہو گیا ہے۔ جس رنگ میں یہ پاک ہوا ہے یہ آپ لوگ دیکھ سکتے ہیں۔ اگر اسی کا نام پاکبازی ہے، یہی اسلام ہے تو اس پاکبازی اور اس اسلام سے ہماری توبہ۔ ہم غیر مسلم کہلانے والے ان کے اس اسلام سے بہت بہتر ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے دُنیا بھر میں اعلائے کلمۃ اللہ کر رہے ہیں اور کثرت کے ساتھ وہ لوگ جو پہلے توحید کے دشمن تھے وہ توحید کے عاشق بنتے چلے جا رہے ہیں اور یہ ساری توفیق جماعت احمدیہ کو اس سال پہلے سے بہت بڑھ کر نصیب ہوئی ہے۔

جن لوگوں نے یہ دعویٰ کیا تھا، مساجد میں اعلان کیا تھا کہ احمدیت کی بربادی اور اپنے ایک جان ہونے کے لئے دعائیں کریں اُن کا یہ حال ہے کہ ہیلی فیکس کی جامعہ مسجد میں ہنگامہ آرائی ہوئی۔ کمیٹیاں بٹ گئیں۔ ایک دوسرے پر گالی گلوچ ہوئی۔ بوٹوں سمیت پولیس ان مسجدوں میں گھستی رہی اور اتنا شور پڑا مسجد میں گالی گلوچ کا کہ کہتے ہیں کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی تھی۔

اخباروں میں جو خبریں شائع ہوئیں اُن میں لکھا ہے مسلم سنّی کمیونٹی دو دھڑوں میں بٹ گئی۔ اور جھگڑا کس بات کا تھا؟ یورپین کمیونٹی کی وجہ سے پچاسی ہزار پاؤنڈ کی گرانٹ ملی تھی اور یہ دونوں فریق وہ گرانٹ ہتھیانا چاہتے تھے۔ جس طرح ہڈی پھینکی جاتی ہے کُتّے کو اور کُتّے لڑتے ہیں اس طرح یہ لوگ اس پچاسی ہزار پاؤنڈ کے اوپر لڑتے پھرتے ہیں اور جانیں دیتے پھرتے ہیں۔ ایک دوسرے کو موت کی دھمکیاں دی گئیں۔ پولیس کی حفاظت میں نمازیں ادا کی جانے لگیں۔

اور جہاں تک قاضی حسین احمد کے لغو دعووں کا تعلق ہے....۔ حیدر فاروق مودودی صاحب نے لکھا ہے:

۔قاضی حسین احمد جماعت اسلامی کے لئے کینسر ہیں۔۔

پس وہ لفظ جو ہمارے متعلق بولا کرتے تھے اب یہ ایک دوسرے کے متعلق صحیح طور پر بولنے لگے ہیں۔

حضور رحمہ اللہ نے مخالفین کی ذلّت ونکبت کی مثالیں بیان کرنے کے بعد جماعت احمدیہ پر اس سال میں جو برکتیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوئیں ان کا بھی اجمالی طور پر ذکر فرمایا۔حضورؒ نے فرمایا:

اس مباہلے کے سال جماعت احمدیہ کو جو کامیابیاں نصیب ہوئی ہیں...اب مَیں اُن کامیابیوں کا حال آپ کے سامنے مختصر رپورٹ کے طور پر پیش کرتا ہوں....۔

خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اس وقت تک دُنیا کے 153 ممالک میں احمدیت پھیل چکی ہے۔کروشیا میں بھی امسال احمدیت کا پودا نصب ہوا ہے اور اُن کے نمائندے یہاں خصوصیت کے ساتھ اس لئے تشریف لائے ہیں کہ وہ بطور پہلے احمدی اور کروشیا ملک کے نمائندے کے طور پر اس جلسے میں شرکت کریں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے مشنوں کی تعداد بہت زیادہ بڑھ چکی ہے۔ جماعت جرمنی کو اللہ تعالیٰ نے یہ خصوصیت کے ساتھ سعادت نصیب کی کہ ان کے سپرد جو ممالک لگائے گئے تھے کہ آپ نے وہاں احمدیت کا پودا نصب کرنا ہے وہاں اُنہوں نے غیر معمولی طور پر خدمت سرانجام دی اور بہت سے ممالک میں اب احمدیت باقاعدہ احمدی مسلم مشن کے طور پر رجسٹر ہو چکی ہے۔اب یہ جرمن جماعت ہی کی کوشش تھی کہ یہ چھوٹا ملک جو پہلے احمدی نہیں تھا اب خدا کے فضل سے احمدی ملک کہلا رہا ہے۔اس سے پہلے جرمنی جماعت جن ممالک میں خدا کے فضل سے بڑی زور اور مضبوطی کے ساتھ احمدیت کو قائم کرنے میں کامیاب ہو سکی ہے اُس میں بلغاریہ ہے، بوسنیا ہے، رومانیہ ہے، سلوانیا ہے، میسیڈونیا (اور مقدونیا بھی اس کو کہتے ہیں) ان ممالک میں جماعت جرمنی نے خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ہمہ وقت محنت اور کوشش کے بعد آخر احمدیت کا پودا باقاعدہ مقامی طور پر اس طرح گاڑ دیا ہے کہ وہ ایک تناور درخت بن رہا ہے اور

بڑی تیزی سے اُن علاقوں میں اُس تناور درخت کی شاخیں پھیلتی چلی جا رہی ہیں۔۔۔۔

جماعت احمدیہ امریکہ کو مالی طور پر غیر معمولی کامیابیاں نصیب ہوئیں اور بہت سے امور میں وہ تمام دُنیا کی جماعتوں کو پیچھے چھوڑ گیا اور ایسے ایسے بجٹ میں اضافہ ہوا ہے کہ خود اُن کے وہم وگمان میں بھی نہیں تھے۔۔۔۔

۔۔۔تمام دنیا میں نئی جماعتوں کے قیام کے لئے ایک پروگرام تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ نئے مقامات جن پر نئی جماعتیں قائم ہو چکی ہیں اور پوری طرح مستعد جماعتیں قائم ہو گئی ہیں وہ 2,236 ہیں جو اس سال میں ہمیں نصیب ہوئی ہیں۔ آپ اندازہ کریں کہاں احمدیت کی ہلاکت کی یہ خبریں، کہاں یہ کہ احمدیت پر ذلت کی مار پڑے گی، لوگ پوچھا کریں گے کہ احمدیت کہاں گئی؟ کہاں خدا تعالیٰ کے ایسے فضل کہ نئی جماعتیں جو نصیب ہوئی ہیں وہ 2,236 ہیں۔ یہ نئے مقامات ہیں جہاں جماعتیں قائم ہوئیں لیکن نظام جماعت ان میں سے 1,576 میں باقاعدہ مستحکم طور پر کام کر رہا ہے۔۔۔۔

اپریل 84ء سے لے کر اب تک یعنی دَورِ ہجرت میں پاکستان کے علاوہ جماعتوں کی تعداد میں 9,035 کا اضافہ ہوا ہے۔ اور سال رواں میں خدا تعالیٰ کے فضل سے جن ملکوں کو نمایاں خدمت کی توفیق ملی ہے ان میں پہلی مرتبہ تمام دُنیا کے مقابلوں میں بھارت نمبر ایک ہے۔۔۔۔ بورکینافاسو نمبر 2 ہے۔ جہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے 333 مقامات پر احمدیت کا پودا نصب ہوا ہے۔ اور آئیوری کوسٹ تیسرے نمبر پر ہے۔ چہارم گیمبیا ہے جہاں خدا تعالیٰ کے فضل سے 231 نئی جماعتیں قائم ہوئی ہیں اور پنجم گھانا ہے۔۔۔۔

۔۔۔مساجد کی تعداد میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے نئی تعمیر ہونے والی مساجد 106 ہیں اور وہ مساجد جو بنی بنائی نمازیوں سمیت جماعت کو ملی ہیں اُن کی تعداد 809 ہے۔ غرضیکہ امسال 915 مساجد کا اضافہ ہوا ہے۔ آپ کو پتہ ہے کہ پاکستان میں جماعت احمدیہ کی مساجد پر کیسے کیسے ظلم ہو رہے ہیں۔ یہ اُن مساجد کی آہیں ہیں جو ہمیں یہاں اللہ کی طرف سے بارانِ رحمت کے طور پر نصیب ہو رہی ہیں۔

84ء سے لے کر اب تک ان ہجرت کے 13 سالوں میں انہوں نے پاکستان میں کئی

احمدی مساجد شہید کیں، کئیوں کو نمازیوں سے خالی کرا دیا۔ یعنی شہید نہ بھی ہوئیں تو انہیں اپنی طرف سے بے رونق کر دیا۔ وہاں کوئی خدا کی عبادت کرنے والا نہیں جاتا کیونکہ اُن مساجد پہ تالے پڑے ہیں۔ ان سب کو اگر ہم شمار کریں تو تمام مساجد ملا کر تیس، چالیس سے زیادہ نہیں ہوں گی۔ اس سے بہت زیادہ ہوتیں اگر احمدی میری صبر کی تعلیم کے معاملے میں مسجد کے معاملے میں اتنے زیادہ حساس نہ ہوتے۔ مَیں اگرچہ ان کو صبر ہی کی تلقین کرتا ہوں اور یہی میرا کام ہے لیکن مسجد کو اپنے سامنے اجڑتے یا غیروں کے ہاتھ میں جاتا دیکھنا وہ برداشت نہیں کر سکتے اور اپنی جان مال سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ جماعت اُن کو صبر کی تلقین کرتی رہتی ہے۔ وہ کہتے ہیں صبر چھوڑو اب ہم سے صبر نہیں ہوتا۔ ہم مسجد کو خدا کا گھر بنا کے رکھیں گے اور اس کو ویران نہیں ہونے دیں گے۔ یہ وجہ ہے کہ حکومت نے مسجد کے معاملے میں تمام کارندوں کو ہدایت دے رکھی ہے کہ احمدیوں کی مسجد کے زیادہ قریب نہ جانا پھر جو تمہیں خطرہ ہوگا تم اُس کے ذمہ دار ہو گے۔ اس سے پہلے ساہیوال میں جو واقعہ گزر چکا ہے وہ بھی ان کے سامنے نشان ہے۔ پس یہ وجہ ہے کہ جماعت کو خدا تعالیٰ کے فضل سے اپنی اکثر مسجدوں پہ قبضہ نصیب ہے اور جو مسجدیں ہاتھ سے نکلی ہیں وہ نہایت بے بسی کی حالت میں نکلی ہیں۔ پولیس فورس کے غیر معمولی اجتماع کی وجہ سے ہاتھوں سے نکلی ہیں۔

اُن چند مساجد کے ہاتھ سے نکلنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے 84ء سے اب تک ہمیں 5,045 نئی مساجد دُنیا میں عطا کی ہیں۔ لیکن اللہ کی یہ شان ہے کہ محض اینٹ گارے کی مساجد عطا نہیں ہوئیں۔ کچھ تو ہم نے بنائیں۔ لیکن اکثر مساجد جن کی تعداد 4,236 ہے اپنے سارے نمازیوں سمیت احمدی ہوئی ہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ تمام تر گاؤں جن میں وہ مساجد تھیں کلیۃً احمدی ہو گئے اور اس طرح خدا تعالیٰ نے اپنے فضلوں کی بارش آسمان سے برسائی ہے جس کا شکریہ ادا کرنے کی ہمیں توفیق مل ہی نہیں سکتی کیونکہ بارش کے کتنے قطروں کا آپ شکریہ ادا کریں گے، یہاں تو ایک ایک قطرہ ایسا ہے جو اس کے فضل نے دریا بنا دیا ہے۔

حضور رحمہ اللہ نے اس سال اللہ تعالیٰ کے افضال اور اس کی طرف سے عطا ہونے والی کامیابیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

جب مَیں پاکستان سے روانہ ہوا ہوں اُس وقت 72 ممالک میں تبلیغی مراکز تھے اور 84ء میں اُن کی تعداد 287 تھی۔ اب خدا کے فضل سے تبلیغی مراکز جن کو ہم مشن ہاؤس بھی کہتے ہیں اُن کی تعداد 602 ہو چکی ہے۔ مگر یہ مراکز بہت بڑے بڑے ہیں۔ اُس سے پہلے ہم جن مسجدوں کو مسجدوں کے طور پر پیش کیا کرتے تھے یا جن مراکز کو مراکز کے طور پر پیش کیا کرتے تھے وہ اتنے چھوٹے تھے کہ وہ ایک ہی مسجد میں بیسیوں ایسے مراکز داخل ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ جرمنی ہی میں خدا کے فضل سے اب اتنے بڑے بڑے مشن ہاؤس بن چکے ہیں کہ اُن میں پرانے مشن ہاؤس کئی کونوں کھتروں میں وہ سمائے جا سکتے ہیں۔ افریقہ میں بھی اسی طرح نئے مراکز کا اضافہ ہوا۔۔۔۔

حضور رحمہ اللہ نے امریکہ میں بھی بعض بڑے وسیع مراکز اور مساجد کا ذکر فرمایا اور فرمایا کہ:

اپریل 82ء تک اُن کے تبلیغی مراکز کی تعداد آٹھ تھی اور وہ سارے مراکز چھوٹے چھوٹے تھے۔۔۔ اب 8 کی بجائے 35 نئے مشن ہاؤسز اور مساجد کا اضافہ ہو گیا ہے۔ گویا 61 سال میں تو کُل 8 مساجد اور مشن ہاؤس ملے تھے اور اب ہجرت کے سالوں میں 27 نئے مشن ہاؤس اور مساجد مل چکے ہیں۔۔۔

۔۔۔ کینیڈا میں بھی اسی طرح خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ نئے نئے مشن ہاؤس بہت وسیع جگہیں عطا ہو رہی ہیں۔۔۔۔

۔۔۔ یورپین تبلیغی مراکز میں جو اضافہ ہوا ہے اور ہو رہا ہے اللہ کے فضل کے ساتھ وہ اتنا زیادہ ہے کہ اُن کی تفصیل کو مَیں چھوڑتا ہوں۔

ایشین ممالک میں جو افریقہ اور یورپ کے علاوہ ہیں اُن میں بھی خدا کے فضل سے تبلیغی مراکز میں اضافہ ہو رہا ہے اور جگہ جگہ نئی مساجد کی زمینیں خریدی جا رہی ہیں، چودہ تبلیغی مراکز کا اضافہ ہو چکا ہے۔ کُل ایشیا میں اس وقت 222 تبلیغی مراکز قائم ہو چکے ہیں۔ 17 قطعات برائے زمین مساجد و تعمیر مراکز حاصل کر لئے گئے ہیں۔ انڈونیشا میں بھی خدا کے فضل کے ساتھ بہت بڑے بڑے تبلیغی منصوبے ہیں۔۔۔۔

۔۔۔اس وقت ہمارے کُل مبلغ اور معلم جو کام کر رہے ہیں اُن کی تعداد 962 ہے اور 13 سال

پہلے ان کی تعداد 366 تھی۔ یہ 962 مبلغین ہیں جنہوں نے ساری دنیا کو چیلنج دے رکھا ہے۔

حضور رحمہ اللہ نے دعوت الی اللہ کے ثمرات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ:

مولویوں کی جو تعلیاں تھیں وہ آپ نے سن لیں، یہ کہتے تھے اس مباہلے کے سال میں احمدیت کا نشان دنیا سے مٹ جائے گا۔ گزشتہ سال اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمیں سولہ لاکھ بیعتوں کی توفیق ملی تھی اور مَیں نے وہیں یہ اعلان کیا تھا کہ دُعا کریں تو اگلا سال تین ملین کا سال بن جائے جو دنیا کی تاریخ میں ایک انوکھا واقعہ ہوگا۔ کبھی دنیا کی آنکھ نے یہ نظارہ نہیں دیکھا کہ کسی ایک مذہب میں خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ تین ملین انسان ایک سال میں داخل ہو رہے ہوں۔ آج مَیں یہ اعلان کرتا ہوں کہ اب تک حاصل ہونے والے اعداد و شمار کی صورت میں اس وقت بیعتوں کی تعداد تیس لاکھ چار ہزار پانچ صد چوراسی (30,04,584) ہو چکی ہے۔

اب یہ مولوی چاہیں تو جس غضب کی آگ میں جلیں، جو چاہیں آہ و بکا کر لیں۔ جو بربادی اس مباہلے نے ان پر آسمان سے اُتاری ہے اُس بربادی کو یہ دُور نہیں کر سکتے، یہ ہٹا نہیں سکتے۔ وہ اب ان کے گلے کا پھندا بن چکی ہے۔ اور جو رحمتیں اور نعمتیں خدا نے اس ایک سال میں ہم پر نازل فرمائی ہیں اُس میں آپ یہ نہ سمجھیں کہ ان کی بددعاؤں کی وجہ سے ہے۔ ان کی تو بددعاؤں کو بھی اللہ نہیں سنتا۔ یہ منحوس لوگ ہیں ان کے کہنے نہ کہنے کا کوئی اثر آسمان تک نہیں پہنچتا۔ یہ ہماری التجائیں اور دُعائیں ہی تھیں، ہماری عاجزانہ گڑگڑاہٹ تھی جو آسمان نے قبول کی اور آسمان سے یہ تیس لاکھ احمدیوں کی بارش ہوئی ہے۔

(ماخوذ از خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرمودہ 26 جولائی 1997ء بر موقع جلسہ سالانہ یوکے)

الغرض مباہلہ کے اس سال میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے جماعت کے حق میں تائید اور نصرت کے لاتعداد نشانات ظاہر ہوئے۔ حضور رحمہ اللہ کا محوّلہ بالا خطاب ایسے بہت سے دلچسپ، حیرت انگیز اور ایمان افروز واقعات پر مشتمل ہے۔

....

www.alislam.org

اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ اشاعتِ اسلام کے واسطے جو جدید ذرائع و وسائل مہیا فرمائے ہیں خلافت احمدیہ ان سب کو اس نیک مقصد کے لئے استعمال میں لاتی ہے۔ چنانچہ www.alislam.org کا قیام بھی اسی کوشش کا حصہ ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے بابرکت عہدِ خلافت میں اس ویب سائٹ کا آغاز ہوا۔ یہ جماعت احمدیہ کی آفیشل ویب سائٹ ہے جو جنوری 2001ء سے انٹرنیٹ پر قائم ہے۔

اس ویب سائٹ کے مقاصد میں دنیا کو اسلام احمدیت کی حقیقی تعلیمات سے آگاہی بخشنا اور افراد جماعت کی تعلیم و تربیت کے لئے ضروری مواد کی فراہمی شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے نہایت اہم، مفید اور اعلیٰ درجہ کے مواد کے لحاظ سے یہ ویب سائٹ تمام اسلامی ویب سائٹس میں منفرد و ممتاز حیثیت رکھتی ہے اور لوگ بڑی کثرت کے ساتھ حقیقی اسلام کی تعلیمات سے آگاہی کے لئے اس کی طرف رجوع کر رہے ہیں۔

مثال کے طور پر 20 رمارچ 2002ء سے 25 راپریل 2002ء تک کے صرف ایک ماہ کے عرصہ میں 2,3 ملین افراد نے اس سے فائدہ اٹھایا۔

اس ویب سائٹ پر آڈیو حصہ میں ایم ٹی اے کی براہ راست (Live) نشریات کے علاوہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کے خطبات بھی مہیا ہیں۔

Ask Islam کے تحت سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ساتھ سوالات و جوابات بھی دستیاب ہیں۔

زبانوں کے حصہ میں بنیادی زبان انگریزی ہے۔ اس کے علاوہ اپریل 2003ء تک عربی، اردو، چینی، فرانسیسی، سپینش، رشین، سواحیلی زبانوں میں بھی نہایت اہم اور مفید لٹریچر ڈالا جا چکا تھا۔

ماہنامہ 'التقویٰ' (عربی) اور ماہنامہ 'ریویو آف ریلیجنز' (انگریزی) و دیگر دنیا بھر سے مختلف

زبانوں میں چھپنے والے جماعتی رسائل کے علاوہ ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل (اردو) کا انٹرنیٹ ایڈیشن بھی اس سائٹ پر ڈالا گیا ہے۔جس میں احادیثِ نبوی، ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام، خطبات جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ اور آپ کے خطابات ،اہم مضامین، نظمیں، حاصلِ مطالعہ، الفضل ڈائجسٹ وغیرہ ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں۔

اردو حصہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلفائے کرام کی کتب، ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے کرام کی بیان فرمودہ تفاسیر اور اس کے علاوہ بھی بہت سا جماعتی لٹریچر اور نہایت مفید اور قیمتی مواد میسر ہے۔

قرآن کریم والے حصہ میں مختلف زبانوں میں تراجم قرآن کریم اور اہم شخصیات والے حصہ میں حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب، نوبل انعام یافتہ احمدی مسلمان سائنسدان پروفیسر ڈاکٹر عبد السلام صاحب کے علاوہ صحابہ حضرت مسیح موعودؑ اور احمدی شہداء کی تصاویر و مختصر تعارف ڈالے گئے ہیں۔

اس ویب سائٹ کے ذریعہ اُن ممالک میں اور دنیا کے اُن خطوں میں بھی جہاں ابھی جماعت کے سنٹر قائم نہیں ہوئے یا جماعتی تبلیغ اور اشاعتِ لٹریچر پر پابندیاں ہیں وہاں بھی اسلام احمدیت کا پیغام پہنچنے کا سامان ہو گیا ہے۔

آج اللہ کے فضل سے دنیا کی تمام اہم زبانوں میں تراجم قرآن کریم، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلفائے کرام کی کتب اور خطبات و خطابات کے علاوہ مختلف موضوعات پر نہایت قیمتی علمی، تبلیغی اور تربیتی مواد تحریر اور آڈیو ویڈیو کی صورت میں دستیاب ہے اور اس میں مسلسل متعدد اضافے کیے جا رہے ہیں۔ خلافتِ حقّہ اسلامیہ احمدیہ کی دعاؤں و راہنمائی کی برکت سے آج یہ ویب سائٹ عالمگیر غلبۂ اسلام کی آسمانی مہم میں شاندار کردار ادا کر رہی ہے۔ الحمدللہ

• •

جلسہ ہائے سالانہ

جلسہ سالانہ کی بنیاد حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے 1891ء میں رکھی۔ بعض مخصوص حالات میں سوائے چند مستثنیات کے ہر سال یہ جلسہ سالانہ مرکزی طور پر منعقد ہوتا رہا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے دَورِ خلافت کا پہلا مرکزی جلسہ سالانہ، ربوہ (پاکستان) میں 26 تا 28 دسمبر 1982ء کو منعقد ہوا جس میں دو لاکھ بیس ہزار افراد شامل ہوئے۔ اس میں 27 رملکوں کے نمائندگان نے شرکت کی۔ اگلے سال 1983ء کے جلسہ سالانہ میں شاملین کی تعداد قریباً پونے تین لاکھ تھی۔

اپریل 1984 میں حکومت پاکستان کے آرڈیننس 20 کے بعد جماعت احمدیہ پاکستان کو جلسہ سالانہ کے انعقاد کی اجازت نہیں دی گئی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی پاکستان سے انگلستان ہجرت کے بعد جماعت احمدیہ برطانیہ کا 19واں جلسہ سالانہ معمول کے مطابق 25،26 اگست 1984ء کو Tolworth میں منعقد ہوا۔ حضور رحمہ اللہ نے اس جلسہ سے اختتامی خطاب فرمایا۔ اس جلسہ کی حاضری تین ہزار تھی۔

1985ء سے حضرت خلیفۃ المسیح کی برطانیہ میں موجودگی کے باعث برطانیہ کا جلسہ سالانہ ایک رنگ میں مرکزی حیثیت اختیار کر گیا جس میں برطانیہ کے علاوہ یورپ اور دیگر ممالک سے افراد شامل ہونے لگے۔ چنانچہ 5 تا 7 اپریل 1985ء کو منعقد ہونے والے جلسہ میں 48 ممالک کی نمائندگی تھی۔ یہ پہلا جلسہ سالانہ تھا جو جماعت کے نئے مرکز اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں منعقد ہوا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اپنے دَورِ خلافت میں جماعت احمدیہ برطانیہ کے جلسہ سالانہ کو قادیان اور ربوہ کے جلسوں کی مرکزی روایات کے مطابق قائم کرنے کے لئے نہ صرف اپنے خطبات و خطابات اور جلسہ کے انتظامات کے معائنہ کے موقع پر ذاتی طور پر براہ راست رہنمائی فرمائی بلکہ مسلسل اس بارہ میں افراد جماعت کی تربیت کے لئے متعدد عملی اقدامات فرمائے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر سال یُو کے کا جلسہ اپنے انتظامات اور معیار اور پروگراموں کے لحاظ سے بہتری اور وسعت اختیار کرتا گیا۔ اور اس میں شامل ہونے والوں کی تعداد بھی بڑھتی رہی۔

چنانچہ ہجرت کے پانچ سال بعد 1989ء میں جو جماعت کا صد سالہ جشن تشکّر کا سال تھا جماعت احمدیہ یُو کے کے جلسہ میں شامل ہونے والوں کی تعداد 14 ہزار سے زائد تھی۔ 2001ء میں برطانیہ میں گائیوں میں 'منہ کُھر' (Foot and Mouth) کی بیماری کے پھیلنے کی وجہ سے اسلام آباد میں جلسہ سالانہ کے انعقاد کی اجازت نہ ملی۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس سال 24 تا 26 اگست 2001ء کو جرمنی کے شہر منہائم میں منعقد ہونے والے جماعت احمدیہ جرمنی کے جلسہ سالانہ کو مرکزی حیثیت کا جلسہ قرار دیا۔ اس جلسہ میں یُو کے سے بھی بڑی تعداد میں افراد جماعت نے شرکت کی۔ اس جلسہ کی حاضری 48 ہزار سے زائد تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی زندگی کے آخری جلسہ سالانہ یُو کے 2002ء میں شامل ہونے والوں کی تعداد 19 ہزار سے زائد تھی۔

ابتدا میں جلسہ کی آڈیو/ ویڈیو ریکارڈنگ کر کے اس کی کیسٹس پاکستان اور دوسرے ممالک میں پہنچائی جاتی رہیں۔ پھر جلسہ کے موقع پر سیٹلائٹ کے ذریعہ نشریات شروع ہوئیں تو آغاز میں صرف حضرت خلیفۃ المسیح کے خطابات اور بعد ازاں جلسہ کی مکمل کوریج نشر ہوتی رہی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ یورپ و دنیا کے دیگر ممالک کے دورہ جات کے دوران ان کے جلسہ ہائے سالانہ میں بھی شمولیت فرماتے رہے۔

حضور رحمہ اللہ جس ملک کے جلسہ سالانہ میں بھی شرکت فرماتے وہ جلسہ آپ کی شمولیت کی وجہ سے غیر معمولی حیثیت اختیار کر جاتا۔ اس کے شرکاء کی تعداد میں بھی غیر معمولی اضافہ ہوتا اور اس کے انتظامات بھی پھیل جاتے۔ اکثر حضور رحمہ اللہ وہاں کے جلسوں کے انتظامات کا معائنہ بھی فرماتے اور انہیں بہتر بنانے کے لئے رہنمائی فرماتے۔ اسی طرح اپنے خطبات و خطابات میں جلسہ کی غرض و غایت اور میزبانوں اور مہمانوں کی ذمہ داریوں سے آگاہ فرماتے۔ یُوں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت سے ممالک میں مرکزی روایات کے مطابق جلسہ سالانہ کے انتظامات منظّم ہوئے۔ اور جلسہ کے

کارکنان اور رضا کاران کا معیارِ خدمت بھی دن بدن بڑھتا چلا گیا۔

دَورِ خلافت رابعہ کے آغاز کے بعد قادیان میں منعقد ہونے والے پہلے جلسہ سالانہ (18 تا 20 دسمبر 1982ء) میں شاملین کی تعداد 3760 تھی۔ لیکن 1991ء میں صد سالہ جلسہ سالانہ کے موقع پر جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ بنفسِ نفیس قادیان تشریف لے گئے تو اس جلسہ کی حاضری کم و بیش 25 ہزار تھی۔ حضور رحمہ اللہ کے دَور میں آخری جلسہ سالانہ قادیان (2002ء) کی حاضری پچاس ہزار تک پہنچ گئی تھی۔

خلافتِ رابعہ کے عہد میں کئی ممالک مثلاً فجی، سپین، سوئٹزرلینڈ، بورکینا فاسو، گنی بساؤ، مڈغاسکر وغیرہ میں ان ممالک کے جلسہ ہائے سالانہ کا آغاز ہوا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس زمانہ میں جب ایک آدمی بھی آپ کی بیعت میں شامل نہ تھا یہ خبر دی تھی کہ:

> ''مَیں نے اپنی طرف سے تیری محبت مستعد دلوں میں ڈال دی تا کہ میری آنکھوں کے سامنے تُو پرورش پاوے۔ عنقریب تیری مدد وہ لوگ کریں گے جن کی طرف مَیں وحی بھیجوں گا۔ وہ ہر ایک دُور کی راہ سے تیرے پاس آئیں گے اور انواع اقسام کے تحائف از قسم نقد و جنس ہر ایک راہ سے تیرے پاس لائیں گے۔''

(نزول المسیح، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 539-540)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

> ''اگرچہ تائید الٰہی بجائے خود ایک نشان ہوتا ہے لیکن جب قبل از وقت پیشگوئی کے رنگ میں اس کو بیان کیا جاوے تو وہ نشان نُوْرٌ عَلٰی نُوْر ہو جاتا ہے کیونکہ پیشگوئی کا پورا ہونا اس بات پر مُہر کر دیتا ہے کہ وہ تائید جو ظہور میں آئی ہے وہ درحقیقت منجانب اللہ ہے، نہ کہ اتفاقی طور پر۔''

(نزول المسیح، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 503 تا 505۔ حاشیہ)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے مذکورہ بالا الہامات کا ذکر کرتے ہوئے ایک بہت ہی پُرمعرفت نکتہ یہ بیان فرمایا کہ:

"ہر ایک طرف سے جب کوئی انسان آتا ہے یا کسی نئے شخص کی طرف سے کوئی تحفہ آتا ہے تو وہ ایک نشان ظاہر ہوتا ہے۔"

(نزول المسیح، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 540)

چنانچہ آپؑ نے اپنی تصنیفِ لطیف نزول المسیح میں جو 1902ء کی تصنیف ہے اس بات کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرمایا:

"چونکہ اس جگہ آکر بیعت کرنے والے پچاس ہزار سے کم نہیں ہوں گے اور جو روپیہ اور تحائف متفرق وقتوں میں آئے وہ دس لاکھ سے کم نہیں ہوں گے اس لئے یہ بات بالکل صحیح اور سچ ہے کہ علاوہ ان نشانوں کے جو اس نقشہ میں لکھے گئے ہیں کم سے کم دس لاکھ اور ایسے نشان ہیں جو الہام یَأْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ اور یَأْتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ سے صحیح ثابت ہوتے ہیں۔"

(نزول المسیح، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 540)

پھر یہ سلسلہ صرف آپ کی حیات مبارکہ میں ہی جاری نہیں رہا بلکہ آپ کے بعد آپ کے مقدس خلفاء کے ادوار میں بھی مسلسل ترقی پذیر ہے۔ اور گزشتہ سو سال سے زائد عرصہ میں بلاشبہ ایسے نشانوں کی تعداد اربوں تک جا پہنچتی ہے۔ آج بھی جس جگہ خلیفۃ المسیح موجود ہوں وہاں دُور دُور سے لوگ بڑی محبت اور اخلاص کے ساتھ آتے ہیں تا کہ وہ خلفائے مسیح موعود کے ذریعہ سے ان برکات کو حاصل کر سکیں جو خدا تعالیٰ نے اس زمانہ میں آنحضرت ﷺ کے عظیم روحانی فرزند اور آپؐ کے پیارے امام مہدی علیہ السلام کے ذریعہ سے جاری فرمائیں۔

ہر وہ شخص جو مرکز سلسلہ میں آتا ہے اور خلیفۃ المسیح کی بابرکت صحبت اور آپ کی زیارت و ملاقات سے مشرّف ہوتا ہے وہ اس سچے وعدوں والے خدا کی ہستی کا ایک زندہ اور تازہ ثبوت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر ایک زندہ و تابندہ نشان ہونے کا رنگ اپنے اندر رکھتا ہے۔

پھر جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے جلسہ سالانہ کے اغراض و مقاصد کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ:

"اس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف کے سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور

معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں۔"

جلسہ کے تمام پروگراموں میں ان اغراض و مقاصد کو پیشِ نظر رکھا جاتا ہے۔ بالخصوص جلسہ سالانہ کی رُوح اور جان وہ زندگی بخش کلمات ہوتے ہیں جو حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے مقدس خلیفہ کی زبانِ مبارک سے ادا ہوتے ہیں۔ آپ اپنے خطابات میں اللہ تعالیٰ کی آیات کی نہایت پُر معارف تشریح و تفسیر بیان فرماتے ہیں اور دوران سال اللہ تعالیٰ کے ظاہر ہونے والے لاتعداد تائیدی نشانات میں سے وقت کی رعایت سے بعض کا ذکر فرماتے ہیں جس سے ایمانوں میں تازگی اور تقویت نصیب ہوتی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مومنوں کے بارہ میں فرمایا ہے کہ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَّعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ (الانفال:3) کہ جب ان پر اللہ کی آیات پڑھی جاتی ہیں تو یہ چیز انہیں ایمان میں بڑھاتی ہے اور وہ اپنے رب پر توکّل کرتے ہیں۔

آنحضرت ﷺ کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپؐ کی بعثت کی ایک غرض یہ ہے کہ آپ تلاوتِ آیات کریں اور اس کے ذریعہ سے مومنوں کا تزکیہ فرمائیں۔ یہی مقصد آپ کے عظیم روحانی فرزند اور غلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا بھی ہے اور یہی وہ کام ہے جسے آپؑ کے بعد آپ کے خلفاءِ عظام جاری رکھے ہوئے ہیں۔ چنانچہ جلسہ سالانہ کے خاص روحانی ماحول میں، جس میں شامل ہونے والا ہر شخص خدا کے ایک نشان کا مظہر ہوتا ہے، خلیفۂ وقت کی زبان مبارک سے اللہ تعالیٰ کے زندہ اور تازہ نشانات کا تذکرہ ایک عجیب سماں پیدا کرتا ہے۔ آپ کے بابرکت کلمات سے، آپ کی دعاؤں اور روحانی توجہات کے فیض سے دلوں کے زنگ دُور ہوتے ہیں۔ ہر قسم کی مَیل اور کثافت دُھلنے لگتی ہے اور یُوں لگتا ہے جیسے خدا کی رحمت و مغفرت آسمان سے اتر کر سینوں کو نور سے بھر رہی ہے۔ تطہیر قلوب اور تزکیۂ نفوس کا ایک خاص نظارہ ہے جو جلسہ کے موقع پر دیکھنے میں آتا ہے۔

خلافت حقّہ اسلامیہ احمدیہ سے وابستہ مومنین کے دلوں میں نیکیاں بجا لانے اور نیکیوں میں مزید آگے بڑھنے کے لئے خاص تحریکات پیدا ہوتی ہیں۔ دلوں میں نئے ولولے، نئے جوش اور مزید قربانیوں کے نئے ارادے جنم لیتے ہیں اور جلسہ کے بعد وہ نئے وجود بن کر نکلتے ہیں۔ جلسہ کے موقع پر للّٰہی

محبت واخوّت اور پُرسوز دعاؤں کے رُوح پرور نظارے ایمان ویقین اور معرفت میں ترقی کا موجب ہوتے ہیں۔

الغرض جماعت احمدیہ کے جلسہ ہائے سالانہ اللہ تعالیٰ کے لاتعداد نشانات کے مظہر ہوتے ہیں اور افرادِ جماعت کی تعلیم وتربیت اور روحانی ترقی میں بہت اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ ان جلسوں میں مختلف ممالک کے، مختلف رنگ ونسل کے اور مختلف زبانیں بولنے والے افراد مردوزن ایک خاص روحانی ماحول میں چند دن اکٹھے گزارتے ہیں۔ اس دوران عالمی وحدت اور للّٰہی محبت ومودّت کا بہت خوبصورت اظہار ہوتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح کے زندگی بخش خطابات میں جماعت کی عالمی ترقی اور سال بھر میں نازل ہونے والے اللہ تعالیٰ کے غیر معمولی افضال اور اس کی نصرت وتائید کے نشانات کا تذکرہ ہوتا ہے جو تقویت ایمان کا موجب ہوتے ہیں۔ ان جلسوں میں غیر احمدی مسلمانوں کے علاوہ غیر مسلم سرکاری وغیر سرکاری اہم شخصیات، ممبران پارلیمنٹ، حکومتی وزراء، قبائلی چیفس، اور بعض جگہوں پر سربراہانِ مملکت بھی شامل ہوتے ہیں یا ان کے نمائندگان ان کی طرف سے تہنیتی پیغامات لے کر حاضر ہوتے ہیں اور وہ جماعت کے امن پسندی، مذہبی رواداری، خدمت بنی نوع انسان اور بہبودِ انسانیت کے کاموں کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ الغرض یہ جلسے افراد جماعت احمدیہ عالمگیر کی تعلیم وتربیت، جماعت کے پھیلاؤ، اس کی وحدت اور عالمی سطح پر جماعت کے تشخّص کو اُجاگر کرنے میں بہت اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

1992ء سے مرکزی حیثیت کے حامل جلسہ ہائے سالانہ جن میں خلیفۃ المسیح بنفسِ نفیس شمولیت فرماتے ہیں مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل کے ذریعہ کُل عالم میں نشر ہورہے ہیں۔ خلیفۃ المسیح کے خطابات اور دیگر تقاریر کے تراجم بھی مختلف زبانوں میں براہ راست نشر ہوتے ہیں۔ یُوں ملک ملک میں، گھر گھر میں جلسوں کا سماں ہوتا ہے۔

کئی سالوں سے جماعت احمدیہ جرمنی کا سالانہ جلسہ بھی حضرت خلیفۃ المسیح کی بابرکت شمولیت کی وجہ سے مرکزی جلسہ کا رنگ اختیار کر چکا ہے۔ اس میں بھی بڑی کثرت سے یورپ اور دنیا کے دوسرے

ممالک سے افراد شامل ہوتے ہیں اور یہ جلسہ بھی مکمل طور پر ایم ٹی اے انٹرنیشنل پر نشر ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ بھی دنیا کے مختلف ممالک کے جلسہ ہائے سالانہ کے اہم پروگرام اور ان کی جھلکیاں ایم ٹی اے کے ذریعہ نشر ہوتی ہیں۔ یُوں ہر جلسہ ہی عالمی جلسہ بن کر اپنی برکتوں کا فیض وسیع پیانے پر عام کرتا جاتا ہے۔ ایم ٹی اے کے ذریعہ حضور رحمہ اللہ قادیان کے جلسہ سالانہ سے براہ راست لندن سے خطاب فرماتے رہے۔ اسی طرح بعض ملکوں کے مقامی جلسوں کے شاملین سے بھی اپنے خطبات میں براہ راست مخاطب ہو کر پُرحکمت نصائح سے نوازتے رہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہاماً یہ بشارت دی تھی کہ "بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے"۔ یہ الہام پہلی دفعہ 1965ء میں پورا ہوا جب گیمبیا کے گورنر جنرل ایف ایم سنگھاٹے نے احمدیت قبول کر کے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کپڑے کا تبرّک حاصل کیا۔

دَورِ خلافت رابعہ میں افریقہ کے کئی ممالک کے بادشاہ احمدیت میں داخل ہوئے۔ ان میں سے بعض کو یُو کے کے جلسہ سالانہ میں شمولیت کی سعادت بھی عطا ہوئی۔

چنانچہ اپریل 1987ء میں نائجیریا کے تین بادشاہوں نے احمدیت قبول کی۔ ان میں سے دو کو جلسہ سالانہ برطانیہ پر یکم اگست 1987ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کپڑوں کا تبرّک عطا فرمایا۔

حضور رحمہ اللہ نے جلسہ سالانہ 1998ء پر فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ الہام 1898ء کا ہے اور پورے سو سال بعد 1998ء میں بیس بادشاہ جماعت میں داخل ہو گئے۔

جلسہ سالانہ یُو کے 2000ء پر بینن کے دو بادشاہوں نے حضور رحمہ اللہ کے مبارک ہاتھوں سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کپڑوں کا تبرّک حاصل کیا۔ ان میں سے ایک بادشاہ وہ بھی تھے جن کے ماتحت دو سو کے قریب بادشاہ ہیں۔ یہ دونوں بادشاہ بعد میں جلسہ سالانہ جرمنی میں بھی شامل ہوئے۔

2002ء کے جلسہ سالانہ بینن (مغربی افریقہ) منعقدہ 21 تا 23 دسمبر میں قریباً ایک سو بادشاہ شامل ہوئے جن میں کنگ آف پارا کو کی سربراہی میں ملک کے بڑے بادشاہوں کا تیس رکنی وفد گھوڑوں پر سوار ہو کر آیا۔ اسی طرح نائیجر کے سب سے بڑے بادشاہ سلطان آف آگادیس کا بارہ رکنی وفد اڑھائی ہزار کلومیٹر کا فاصلہ طے کر کے جلسہ میں شامل ہوا۔

پاکستان میں حکومت نے 1984ء سے احمدیوں کو جلسہ سالانہ کے انعقاد کی اجازت نہیں دی۔ اور نہ صرف سالانہ جلسے پر پابندی عائد کی بلکہ دیگر اجتماعات پر بھی قدغنیں لگائی گئیں۔ دشمن نے ہمارے مرکزی جلسہ پر پابندی عائد کر کے جماعت کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کی سکیم سوچی تھی کیونکہ جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے فرمایا تھا:

"تمام سالانہ جلسے جماعت کو آپس میں محبت میں باندھنے میں غیر معمولی کردار ادا کرتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو پہلے جلسے کی اغراض بیان فرمائی تھیں ان میں سے ایک یہ اہم غرض تھی کہ ان جلسوں کے ذریعے مختلف جگہوں کے احمدی آپس میں ایک دوسرے سے ملیں گے، اس طرح مودّت یعنی محبت کا رشتہ قائم ہو گا، ایک دوسرے کو سمجھیں گے، ایک دوسرے سے فائدہ اٹھائیں گے اور اس طرح ایک عالمی برادری وجود میں آنے لگے گی۔ پس یہ ضروری ہے کہ ہر ملک میں اسی طرح کے جلسے انہی فوائد کو لئے ہوئے جماعت کے سامنے بار بار آتے رہیں اور اس طرح ایک ملکی سطح پر جب باہمی محبت کے رشتے بنیں گے تو ان ملکوں میں جو باہر سے لوگ جاتے ہیں وہ بھی ایک عالمی برادری کا احساس پیدا کرنے میں مزید ممد ثابت ہوں گے اور ہوتے ہیں۔ افریقہ کے ممالک میں جب جلسے ہوتے ہیں تو افریقہ کے اردگرد کے ممالک سے کچھ نمائندے پہنچتے ہیں۔ جب امریکہ میں جلسے ہوتے ہیں تو وہاں سے اردگرد کے ممالک سے شامل ہونے والے احمدی پہنچتے ہیں۔ اگرچہ فاصلے وہاں بہت زیادہ ہیں مگر پھر بھی کوئی نہ کوئی دکھائی دے ہی دیتا ہے۔ کوئی سرینام کا نمائندہ مل جاتا ہے۔ کوئی گیانا کا نمائندہ بھی مل جاتا ہے۔ کوئی ٹرینیڈاڈ کا نمائندہ بھی مل جاتا ہے... پس اس پہلو سے جماعت کا دائرہ مودّت،

باہم ایک دوسرے سے ملاقات کے سامان مہیا ہونے کے نتیجہ میں پہلے سے زیادہ گہرا ہوتا چلا جاتا ہے اور پھیلتا چلا جاتا ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 8 جولائی 1994ء۔ خطبات طاہر جلد 13 صفحہ 494)

اسی طرح فرمایا:

"جلسے کا نظام عالمی بھائی چارے کو تقویت دینے اور اخلاقی لحاظ سے ایک عالمی معیار پیدا کرنے اور قائم رکھنے کے لئے بہت ہی ضروری ہے اور اگر ان پاک روایات کو آپ ہمیشہ جاری رکھیں تو اس کے علاوہ آپ کو نظم وضبط کے بھی نئے سلیقے ملتے ہیں اور ہر قسم کے کاموں میں انتظامات کا ایک ایسا تجربہ نصیب ہوتا ہے جو روزمرہ کی زندگی میں آپ کے ہر طرح سے کام آسکتا ہے۔ اور جماعت کے کردار کی تخلیق میں بہت مدد کرتا ہے۔ جماعت کا ایک کردار ہے جس کا نہ کسی ملک سے تعلق ہے، نہ کسی قوم سے تعلق ہے، نہ کسی خاندان سے تعلق ہے۔ جماعت بحیثیت جماعت احمدیہ ایک اسلامی کردار کی حامل ہے اور یہی کردار درحقیقت آپ کا تشخص بن رہا ہے اور بنتا چلا جائے گا۔ یہی کردار ہے جس کے تشخص کو نمایاں کرنے کے نتیجے میں ایک عالمی برادری وجود میں آئے گی اور اس کے بغیر یہ ممکن نہیں ہے۔ پس اس کردار کی تعمیر میں اور اس کے تشخص کو نمایاں کرنے میں جماعت احمدیہ عالمگیر کے سالانہ جلسے ایک بہت ہی اہم کردار ادا کرتے ہیں اور جس طرح مجلس شوریٰ ایک خاص دائرے میں خلافت کی نمائندہ اور دست و بازو بن جاتی ہے اسی طرح جلسے بھی اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ خلافت کے قیام اور استحکام اور اس کے فوائد کو عام طور پر جاری کرنے میں بہت ہی ممد ثابت ہوتے ہیں۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 8 جولائی 1994ء۔ خطبات طاہر جلد 13 صفحہ 495)

اللہ تعالیٰ نے ایم ٹی اے کے ذریعہ دشمنِ احمدیت کی سازش کے اس پہلو سے بھی اسے ذلیل و نامراد رکھا اور نہ صرف ایک جلسہ بلکہ آئے دن دنیا کے مختلف ممالک میں ہونے والے جلسوں کی ایم ٹی اے کے ذریعہ سے ایسی بہار آئی کہ ہر جلسے میں دنیا بھر کے احمدیوں کے لئے ممکن ہو گیا کہ وہ ان جلسوں کی رونق اور ان کی برکات سے فیضیاب ہو سکیں۔ بالخصوص وہ جلسہ ہائے سالانہ جن میں حضرت خلیفۃ المسیح بنفسِ نفیس شمولیت فرماتے ہیں ان کی رونق اور برکات تو کئی چند ہو جاتی ہیں۔ نہ صرف یہ بلکہ کئی ممالک اور جماعتیں جب

حضرت خلیفۃ المسیح کو اپنے جلسوں اور اجتماعات کے انعقاد کی قبل از وقت اطلاع دیتی ہیں تو بعض دفعہ خلیفۃ المسیح اپنے خطبات میں ان سے براہ راست مخاطب ہو کر اپنی نصائح سے نوازتے ہیں۔ یوں وہ مقامی جلسے اور اجتماعات بھی خلیفۂ وقت کے توسّط سے عالمی حیثیت اختیار کر جاتے ہیں۔

مثال کے طور پر 6/اگست 1993ء کو جماعت احمدیہ ملائشیا اور جماعت احمدیہ روڈرگس آئی لینڈ کے جلسہ ہائے سالانہ منعقد ہو رہے تھے۔ اسی طرح جماعت احمدیہ کینیڈا کی دوسری مرکزی تعلیم القرآن کلاس شروع ہو رہی تھی۔ حضور رحمہ اللہ نے لندن میں اس روز اپنے خطبہ جمعہ میں ان تقریبات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"دنیا میں ہونے والے یہ مختلف جلسے اور اجتماعات اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب جماعت احمدیہ کی عالمی دلچسپیوں کا ایک ایسا مرکزی نقطہ بنتے چلے جا رہے ہیں جو خلیفۂ وقت کی ذات میں منعکس ہو کر مرکز بن جاتا ہے اور پھر اس کا انتشار ہوتا ہے۔ اس لئے اگرچہ یہ پھیلے ہوئے اجتماعات ہیں لیکن ان کو مَیں نے مرکزی نقطہ قرار دیا کیونکہ اس سے پہلے یہ ممکن نہیں تھا کہ مَیں دنیا میں ہونے والے اجتماعات میں ہر جگہ براہ راست شمولیت کر سکوں اور وہ براہِ راست ساری دنیا کی عالمگیر جماعت کے دل میں اتر رہے ہوں۔ لیکن اب خدا کے فضل سے ممکن ہو گیا ہے اور دن بدن یہ سلسلے پھیلتے چلے جائیں گے اور یہ بھی توحید ہی کا ایک کرشمہ ہے۔ درحقیقت یہ توحید کا وہی مضمون ہے جو مَیں بیان کر رہا ہوں۔

وہ جماعت جو خالصۃً لِلّٰہ ہو، جو خدائے واحد و یگانہ پر کامل ایمان رکھتی ہو، ہر دوسری چیز اس کی نظر میں خدا کی وحدت کے مقابلہ میں ہیچ ہو اور بے حقیقت ہو، اس پر خدا کا فضل اس طرح نازل ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اس جماعت کو بھی ایک وحدت میں تبدیل فرما دیتی ہے۔ اور اللہ ہی کا تعلق ہے جو ایک عالمگیر وحدت کی شکل میں رُونما ہوتا ہے۔ ورنہ اور کوئی ذریعہ نہیں ہے کہ ہم ایک دوسرے کو اس طرح اپنے قریب پائیں حالانکہ ہمارے درمیان ظاہری فاصلے بھی بے شمار ہیں اور بعض دوسرے فاصلے بھی بے شمار ہیں۔ ظاہری فاصلوں سے یہ مراد ہے کہ آج انگلستان میں جو خطبہ دیا جا رہا ہے۔ روڈرگس آئی لینڈ جو انتہائی جنوبی علاقہ میں واقع ہے اس کا اور ملائشیا کا آپس میں کتنا فاصلہ ہے اور ہمارے ساتھ پھر کتنا فاصلہ ہے۔

اس طرح کینیڈا شمال اور مغرب کی انتہا میں واقع ہے۔ تو یہ سارے ممالک اور ان کی دلچسپیاں جو جماعت کے گرد گھوم رہی ہیں وہ ایک مرکز کی شکل میں خلیفۂ وقت کی ذات میں اکٹھی ہوتی ہیں اور پھر ساری دنیا کے دلوں میں دھڑکتی ہیں۔ اسی لئے مَیں نے دل کا لفظ استعمال کیا تھا کہ یہ ساری تقریبات جماعت کے دلوں میں داخل ہوتی ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کا بے شمار احسان ہے، اتنے فضل ہیں کہ اگر ان کا تصوّر کریں تو انسان خدا تعالیٰ کے شکر سے اپنے آپ کو کلّیۃً عاجز محسوس کرتا ہے لیکن شکر جتنا بڑھے گا اتنے ہی فضل زیادہ نازل ہوں گے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 6 اگست 1993ء۔ خطبات طاہر جلد 12 صفحہ 591-590)

7 جنوری 1994ء کو جب ایم ٹی اے انٹرنیشنل کی چوبیس گھنٹے کی نشریات کا آغاز ہوا تو اسی روز پاکستان کی بعض جماعتوں میں ان کے مقامی اجتماعات یا جلسے منعقد ہو رہے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے ان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"دنیا میں جہاں بھی اجتماعات ہو رہے ہیں چھوٹی یا غریب جماعت ہو، بڑی یا مخلص جماعت ہو، کوئی بھی ہو، دنیا کے کسی خطے سے تعلق رکھتی ہو، اس کے اپنے کچھ رنگ ہیں۔ سب جماعتوں کی اپنی خوشبوئیں ہیں اور ان کی آوازیں بھی اپنا ایک خاص اخلاص اور پیار کا رنگ رکھتی ہیں۔ ان کی زبانیں بھی ایک کشش رکھتی ہیں۔ احمدیت کے گلدستے میں یہ سارے پھول اللہ نے سجا دیئے ہیں اور خدا کرے یہ گلدستہ بڑھتا چلا جائے۔ ان پھولوں کی خوشبوؤں اور رنگوں کو ہم اس عالمی پروگرام کے ذریعے سب دنیا تک پہنچاتے رہیں۔ اس سے ایک بین الاقوامی اخوت کی فضا پیدا ہوگی اور مضبوط تر ہوتی چلی جائے گی، رابطے مضبوط تر ہوتے چلے جائیں گے اور ساری دنیا کی جماعتوں کو احساس ہوگا کہ ہم کیا ہیں۔ کتنی وسیع عالمگیر جماعت سے ہمارا تعلق ہے۔ اور ہمیشہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ الہام یاد آتا رہے گا کہ

"مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔" (تذکرہ صفحہ 260)

مَیں اس میں ہمیشہ "مَیں" کے لفظ پر زور دیتا ہوں۔ عام طور پر جب پڑھنے والے پڑھتے ہیں تو مَیں "تیری" تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا یا "کناروں" پہ زور دیتے ہیں۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس میں "مَیں" پر زور ہے۔ کہ دنیا سے کیا ہونا ہے، مَیں پہنچاؤں گا۔

دنیا تو مخالفت پر زور مارے گی اور تیرے ماننے والوں میں بھی اتنی توفیق کہاں ہے کہ وہ خود اپنی طاقت سے اس پیغام کو دنیا تک پہنچا سکیں۔ مَیں ہوں جو پہنچاؤں گا۔ اور آج دنیا میں ہم انٹرنیشنل ٹیلی ویژن کے ذریعے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیغام کو پہنچا رہے ہیں۔ یہ اللہ ہے جو پہنچا رہا ہے۔ اس میں ہماری کوششوں کا اگر دخل ہے تو محض ہم بہانہ بنائے گئے ہیں ورنہ حقیقت میں یہ سارے بڑے بڑے کاروبار اور بندوبست ہمارے بس کی بات نہیں تھی اور نہیں ہے۔ اگر اللہ کا فضل اُٹھ جائے تو سارے پروگرام بے کار اور بے معنی اور بے حقیقت ہو کر رہ جائیں گے۔ ہمیں ان بارہ گھنٹوں کو خوب صورتی سے مفید چیزوں سے بھرنے کی توفیق ہی نہیں ملے گی کیونکہ بہت بڑا کام ہے۔ اللہ کا فضل ہی ہے جو ساتھ ساتھ نازل ہوتا رہے، مسلسل ساتھ دے اور اسی کی رحمتوں کے سائے تلے یہ پروگرام آگے بڑھیں۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 7 جنوری 1994۔ خطبات طاہر جلد 13 صفحہ 5)

5 اپریل 1997ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے MTA کے توسّط سے ازراہِ شفقت جلسہ سالانہ آئیوری کوسٹ کے اختتامی اجلاس سے براہِ راست خطاب فرمایا اور یہ پہلا موقع تھا کہ حضور رحمہ اللہ MTA کے توسّط سے آئیوری کوسٹ کے جلسہ سالانہ میں رونق افروز ہوئے۔ جلسہ گاہ میں موجود تمام حاضرین ٹیلیویژن سکرین پر نظریں جمائے بیٹھے تھے کہ حضور خطاب فرمانے والے ہیں۔ ٹھیک سوا چار بجے حضورِ انور ایم ٹی اے کی سکرین پر نعرہ ہائے تکبیر کی گونج میں جلوہ افروز ہوئے۔ ساری جلسہ گاہ بھی نعرہ ہائے تکبیر اور امیر المومنین زندہ باد کے نعروں سے گونج اٹھی۔ حضور کی جلسہ میں اس طرح تشریف آوری سے ہر احمدی یہی محسوس کر رہا تھا کہ حضور سچ مچ بنفسِ نفیس آئیوری کوسٹ تشریف لے آئے ہیں اور جلسہ میں شرکت فرما رہے ہیں۔ ہر احمدی مسرور و شاداں تھا۔ آئیوری کوسٹ کے افراد جماعت کے لئے یہ غیر معمولی موقع تھا۔ حضور رحمہ اللہ کا خطاب لگ بھگ چالیس منٹ جاری رہا جس کا فرنچ ترجمہ مکرم عبد الغنی جہانگیر صاحب نے کیا۔ اپنے خطاب میں حضور رحمہ اللہ نے جماعت آئیوری کوسٹ کے جلسہ میں شامل ہونے والے آئمہ اور معزّزین کا ذکر کیا۔ نیز اپنے دورہ آئیوری کوسٹ کے دوران سابق صدر مملکت (Félix Houphouët-Boigny) سے ملاقات

کا ذکر کیا اور ان کی خداداد صلاحیتوں اور قابلیتوں پر انہیں خراجِ تحسین پیش کیا۔ نیز یہ ذکر بھی فرمایا کہ جماعت احمدیہ آئیوری کوسٹ کے اس جلسہ میں امسال 172 جماعتوں کے نمائندگان شامل ہوئے ہیں جبکہ گزشتہ سال یہ تعداد صرف 20 تھی۔

حضور رحمہ اللہ نے دورانِ خطاب لندن میں مقیم آئیوری کوسٹ کے دو باشندگان کو مقامی زبانوں میں مختصر خطاب کے لئے کہا چنانچہ مکرم یوسف صاحب نے یعقوبا میں خطاب کیا اور مکرم محمد وکولی بالی صاحب نے جُولا میں خطاب کیا۔ دونوں تقاریر کے بعد سٹوڈیو میں موجود احمدی احباب نے پُر جوش نعرے لگائے اور ایم ٹی اے کی وساطت سے آئیوری کوسٹ کے باشندے بھی ان نعروں کا جواب دیتے رہے۔ آخر پر حضور رحمہ اللہ نے اجتماعی دعا کروائی جس میں دنیا بھر کے ناظرین شامل ہوئے۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے پاکستان کے احمدیوں کی جلسہ کی محرومیوں کا اس شان سے ازالہ فرمایا کہ دل خدا کی حمد سے سرشار ہو جاتا ہے۔ جوں جوں نئے ممالک میں احمدیت کا نفوذ مستحکم سے مستحکم تر ہوتا چلا جاتا ہے اور ان کے جلسہ ہائے سالانہ منعقد ہوتے ہیں ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے توسّط سے ان کے پروگرام اور جلسوں کے دلکش نظارے دنیا بھر کے احمدیوں تک پہنچتے ہیں۔ پاکستان میں جماعت کے معاندین نے وہاں کے احمدیوں کو جلسہ سے محروم کرنے کا ناپاک منصوبہ بنایا تھا۔ مگر خدائے ذوالجلال والاکرام نے اس صدائے فقیرانہ حق آشنا کو اس طرح شش جہت میں پھیلایا کہ جلسوں کی ایک بہار عطا فرمادی اور خلافت احمدیہ کی رہنمائی میں ان جلسوں کا فیض ہر دم بڑھتا چلا جاتا ہے جو مومنین خلافت کے ایمان کو تازگی بخشتا ہے اور معاندین کے سینوں میں حسد کی آگ کو مشتعل کرنے کا باعث ہے۔

....

مبارک للّٰہی سفر

آنحضرت ﷺ کی احادیث مبارکہ میں بیان کیا گیا ہے کہ جب کوئی مومن اپنے کسی بھائی کی زیارت اور ملاقات کے لیے محض لِلّٰہ گھر سے نکلتا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کے فرشتوں کی معیّت نصیب ہوتی ہے جو اسے بشارت دیتے ہیں کہ تیرا یہ سفر بہت مبارک ہے۔

(صحیح مسلم کتابُ البِرّ و الصِّلَۃِ و الآدابِ (الأدب) باب فی فضل الحُبِّ فی اللہ۔ حدیث نمبر 2567۔ مشکوٰۃ المصابیح کتاب الآداب)

جب ایک عام مومن کے لیے یہ بشارت ہے تو امیر المومنین کے وہ اسفار جو وہ خالصۃً لِلّٰہ جماعت مومنین کو شرف ملاقات و زیارت بخشنے اور اپنے بابرکت وجود کی ان کے درمیان بنفس نفیس موجودگی کا فیض عطا کرنے اور خدا تعالیٰ کے دین کی اشاعت اور اس کی سربلندی و تمکنت کے لیے اختیار فرماتے ہیں وہ سفر تو یقیناً عند اللہ غیر معمولی عظمت اور شان کے حامل اور بیحد مبارک ہوں گے۔

اسی طرح وہ تمام مومنین مرد و زن بھی جو اپنے محبوب روحانی امام کی ملاقات و زیارت کا شرف حاصل کرنے، آپ کے دیدار سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کرنے، آپ کی مستجاب دعاؤں سے آپ کی مقدس صحبت میں بیٹھ کر حصہ پانے اور براہ راست آپ کے خطبات و خطابات اور مکالمات سے فیضیاب ہونے کی غرض سے ان مراکز تک پہنچنے کے لیے جہاں امیر المومنین ورود فرما ہوں جو سفر اختیار کرتے ہیں یقیناً خدا کے فرشتے حسب ارشادات نبی اکرم ﷺ ان سب کو بھی خدا کے فضل سے ان کے سفروں کے مبارک ہونے کی بشارتیں دیں گے اور وہ وہاں سے برکتیں سمیٹ کر لَوٹیں گے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لقاء کے مرتبہ پر فائز اللہ تعالیٰ کے خاص مقرّبین کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”لقا کا مرتبہ میسر آتا ہے تو اس مرتبہ کے تموّج کے اوقات میں الٰہی کام ضرور اس سے صادر ہوتے ہیں اور ایسے شخص کی گہری صحبت میں جو شخص ایک حصہ عمر کا بسر کرے تو ضرور کچھ نہ کچھ یہ اقتداری خوارق مشاہدہ کرے گا کیونکہ اس تموّج کی حالت میں کچھ الٰہی صفات کا رنگ

ظلّی طور پر انسان میں آجاتا ہے یہاں تک کہ اس کا رحم خدا تعالیٰ کا رحم اور اس کا غضب خدا تعالیٰ کا غضب ہو جاتا ہے اور بسا اوقات وہ بغیر کسی دعا کے کہتا ہے کہ فلاں چیز پیدا ہو جائے تو وہ پیدا ہو جاتی ہے اور کسی پر غضب کی نظر سے دیکھتا ہے تو اس پر کوئی وبال نازل ہو جاتا ہے اور کسی کو رحمت کی نظر سے دیکھتا ہے تو وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک مورد رحم ہو جاتا ہے اور جیسا کہ خدا تعالیٰ کا کُنْ دائمی طور پر نتیجہ مقصودہ کو بلا تخلف پیدا کرتا ہے ایسا ہی اس کا کُنْ بھی اس تموّج اور مدّ کی حالت میں خطا نہیں جاتا... ان اقتداری خوارق کی اصل وجہ یہی ہوتی ہے کہ یہ شخص شدّت اتّصال کی وجہ سے خدائے عزّوجل کے رنگ سے ظلّی طور پر رنگین ہو جاتا ہے اور تجلّیات الٰہیہ اس پر دائمی قبضہ کر لیتے ہیں اور محبوب حقیقی حُجب حائلہ کو درمیان سے اٹھا کر نہایت شدید قرب کی وجہ سے ہم آغوش ہو جاتا ہے اور جیسا کہ وہ خود مبارک ہے ایسا ہی اس کے اقوال و افعال و حرکات اور سکنات اور خوراک اور پوشاک اور مکان اور زمان اور اس کے جمیع لوازم میں برکت رکھ دیتا ہے۔ تب ہر یک چیز جو اس سے مَس کرتی ہے بغیر اس کے جو یہ دعا کرے برکت پاتی ہے۔ اس کے مکان میں برکت ہوتی ہے۔ اس کے دروازوں کے آستانے برکت سے بھرے ہوتے ہیں۔ اس کے گھر کے دروازوں پر برکت برستی ہے جو ہر دم اس کو مشاہدہ ہوتی ہے اور اس کی خوشبو اس کو آتی ہے۔ جب یہ سفر کرے تو خدا تعالیٰ معہ اپنی تمام برکتوں کے اس کے ساتھ ہوتا ہے اور جب یہ گھر میں آوے تو ایک دریا نور کا ساتھ لاتا ہے۔ غرض یہ عجیب انسان ہوتا ہے جس کی کُنہ بجز خدا تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا۔''

(آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد 5۔ صفحہ 68-69)

جماعت احمدیہ کی تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفائے کرام کے تمام سفر للّٰہی سفر تھے۔ ان کی غرض افراد جماعت سے ملاقات، ان کی تعلیم و تربیت اور تزکیہ اور اشاعت اسلام و تمکنت دین ہی تھی۔ اور احادیث نبوی اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مذکورہ بالا فرمودات اپنی تمام تر عظمتوں کے ساتھ ان للّٰہی سفروں پر منطبق ہوئے اور ایک عالَم نے دیکھا (اور یہ ایک جاری سلسلہ ہے) کہ خلفاء مسیح موعود علیہ السلام کے سفر نہایت ہی مبارک اور خدا تعالیٰ کے بے انتہا فضلوں اور رحمتوں اور اس کی تائید و نصرت کے نشانوں سے معمور ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے پاکستان سے ہجرت سے قبل ملک کے اندر بھی بعض سفر اختیار فرمائے اور بیرون پاکستان بھی۔ اسی طرح انگلستان ہجرت کے بعد برطانیہ کے اندر بھی مختلف سفر کئے اور یورپ، امریکہ، کینیڈا، افریقہ، آسٹریلیا، ایشیا اور فار ایسٹ کے مختلف ممالک کے بھی سفر اختیار فرمائے۔ ان سفروں میں مجموعی طور پر ہزاروں بلکہ لاکھوں افراد نے آپ سے ذاتی یا اجتماعی ملاقاتوں کا شرف حاصل کیا اور آپ کے پُر تاثیر خطبات و خطابات اور پُر حکمت نصائح اور محبت بھری دعاؤں سے فیضیاب ہوئے اور خلیفہ وقت کی زیارت و ملاقات کی برکات کے روشن نشانات کو اپنی ذات میں اور اپنے ماحول میں جلوہ گر دیکھا اور یوں ان کے ایمانوں کو ایک نئی جلا ملی اور ان کی زندگیوں میں پاک روحانی تبدیلیاں ظاہر ہوئیں۔

ان مبارک للّٰہی سفروں کے دوران جماعتوں کی تعلیم و تربیت، ترقی و استحکام، تبلیغ اور دعوت الی اللہ کے کاموں میں تیزی اور وسعت پیدا کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت سی تجاویز سجھائیں اور آپ نے ان پر عملدرآمد کے لیے باہمی مشوروں اور غور و فکر کے بعد ٹھوس منصوبے اور لائحہ عمل جماعت کے سامنے رکھے۔ ان مبارک سفروں کے دوران اور ان کے بعد آپ نے اپنے خطبات و خطابات میں ایسے متعدد امور کا ذکر فرمایا۔

ان سفروں میں افراد جماعت کے ساتھ ہونے والی ملاقاتوں اور مجالس عرفان اور جماعت کی ملکی مجالس شوریٰ کے انعقاد، مختلف شعبہ جات کی کارکردگی اور جماعت کی بڑھتی ہوئی ضرورتوں کے جائزہ کے ساتھ انتظامی امور کو بہتر بنانے کے لیے اقدامات کے علاوہ غیر احمدیوں اور غیر مسلموں کے ساتھ تبلیغی مجالس سوال و جواب، ریڈیو، ٹی وی اور اخبارات و میڈیا کے نمائندوں کو انٹرویوز، پریس کانفرنسز، کئی ممالک میں یونیورسٹیز، اہم اداروں اور تنظیموں کی دعوت پر اسلام احمدیت کے اصل پیغام پر مشتمل نہایت فاضلانہ خطابات، نئی مساجد و مشن ہاؤسز اور تعلیمی و طبی اور رفاہی اداروں کے قیام یا ان میں توسیع کے لیے سنگ بنیاد کی تقریبات یا ان کے افتتاح، جماعتوں کے جلسہ ہائے سالانہ کے علاوہ مختلف ممالک کے دورہ جات کے دوران استقبالیہ تقریبات میں شمولیت وغیرہ کے متعدد پروگرام ہوئے۔

ان مواقع پر زیر تبلیغ افراد کے علاوہ مقامی اور علاقائی اور ملکی اور عالمی شہرت رکھنے والے سیاستدان، مذہبی وسیاسی وسماجی لیڈرز، حکومتوں کے وزراء، مختلف علوم کے ماہرین، صحافی، پروفیسرز، ریسرچ سکالرز، دانشوراور سوسائٹی کے مختلف طبقات سے تعلق رکھنے والے متعدد ذی اثر افراد شامل ہوئے جن تک آپ نے براہ راست اسلام احمدیت کا عالمی پیغامِ امن وانصاف پہنچایا۔ ان سفروں کے دوران کئی افراد نے قبول حق کی سعادت بھی حاصل کی اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہوئے۔ اسی طرح اجتماعی بیعتوں کی تقریبات بھی ہوئیں جن میں لاکھوں افراد کو براہ راست آپ کے ہاتھ پر تجدید بیعت نصیب ہوئی۔

ذیل میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے دورہ جات میں سے بعض کا نہایت مختصر تذکرہ کیا جاتا ہے:

....

منصب خلافت پر فائز ہونے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے جولائی تا اکتوبر 1982ء پہلا سفر یورپ اختیار فرمایا جس میں آپؒ ناروے، سویڈن، ڈنمارک، جرمنی، آسٹریا، سوئٹزرلینڈ، فرانس، لکسمبرگ، ہالینڈ، سپین اور برطانیہ تشریف لے گئے۔ اس سفر کے دوران سوئٹزرلینڈ میں دانشوروں کے ایک اجتماع سے 'انسانیت کا مستقبل' کے موضوع پر خطاب بھی فرمایا۔

10ر ستمبر 1982ء کو سپین میں کم وبیش سات سو سال بعد تعمیر ہونے والی پہلی مسجد "مسجد بشارت" (پیدرو آباد) کا افتتاح فرمایا۔ اس مسجد کی افتتاحی تقریب میں 40 ممالک کے دو ہزار سے زائد افرادِ جماعت نے شرکت کی۔

اسی طرح اس سفر کے دوران ہی آپ نے 5را کتوبر کو جلنگھم (برطانیہ) اور 7را کتوبر کو کرائیڈن (برطانیہ) کے مشنز کا باقاعدہ افتتاح فرمایا۔

....

8ر ستمبر تا 13را کتوبر 1983ء حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے سنگاپور، فجی، آسٹریلیا اور سری لنکا کا دورہ فرمایا۔ مشرق کی طرف سفر کرنے والے آپ پہلے خلیفۃ المسیح تھے۔ سنگاپور میں

انڈونیشیا، ملائشیا اور سبا کی جماعتوں سے آئے ہوئے افراد سے ملاقاتیں ہوئیں۔ فجی میں آپ نے Date line کا دورہ فرمایا۔

19 ستمبر 1983ء کو قائم مقام وزیر اعظم فجی سے ملاقات ہوئی۔ اسی روز فجی براڈکاسٹنگ سٹیشن نے آپ کا انٹرویو نشر کیا۔

23 ستمبر 1983ء کو فجی میں صووا کی یونیورسٹی آف ساؤتھ پیسیفک میں 'احمدیت اور مذاہب کے احیاء کی فلاسفی' کے موضوع پر آپ نے ایک خطاب فرمایا جو Revivel of Religions کے عنوان سے شائع شدہ ہے۔

24 ستمبر کو حضورؒ نے جماعت فجی کی مجلسِ شوریٰ کی صدارت فرمائی۔

25 ستمبر کو Lautoka میں حضور نے مسجد رضوان کا سنگِ بنیاد رکھا۔

30 ستمبر کو آسٹریلیا میں جماعت کی پہلی مسجد ''مسجد بیت الہدیٰ'' کا سنگ بنیاد رکھا۔

5 اکتوبر کو کینبرا یونیورسٹی آسٹریلیا میں Some Distinctive Features of Islam (اسلام کی بعض امتیازی خصوصیات) کے موضوع پر خطاب فرمایا۔

11 اکتوبر کو آپ نے سری لنکا میں بدھوں کے مرکز KANDY کا وزٹ کیا۔

....

1984ء میں جنرل ضیاء کے احمدیوں کے خلاف ظالمانہ آرڈیننس کے اجراء کے بعد آپ 29 اپریل کو ربوہ سے کاروں کے ایک قافلہ میں کراچی کے لیے روانہ ہوئے اور وہاں سے KLM کی فلائٹ کے ذریعہ 30 اپریل 1984ء کو پہلے ایمسٹرڈیم اور پھر وہاں سے لندن ورود فرما ہوئے۔ یہ سفر ہجرت خدا تعالیٰ کے خاص نشانوں اور غیر معمولی الٰہی نصرت و تائید کا آئینہ دار تھا۔ اللہ تعالیٰ نے دشمن احمدیت کو اس کے تمام تر منصوبوں اور سازشوں میں کلیۃً ناکام و نامراد فرمایا اور آپ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں بخیر و عافیت لندن پہنچے۔ اس سفر ہجرت کے بعد جماعت احمدیہ مُسلمہ ایک نئے اور غیر معمولی عالمی ترقیات کے دَور میں داخل ہوئی۔

ہجرت کے بعد آپ نے یورپ کے مختلف ممالک کے متعدد سفر اختیار فرمائے۔ بالخصوص جرمنی کو یہ سعادت ملی کہ آپ قریباً ہر سال ان کے اجتماعات اور سالانہ جلسوں میں شرکت کے لیے تشریف لے جاتے تھے اور اپنے خطابات سے نوازتے تھے۔

آپ نے 21/سالہ دور خلافت کے دوران جرمنی کے 31/دورہ جات فرمائے۔ ہزاروں افراد نے آپ سے انفرادی یا اجتماعی ملاقاتیں کیں اور براہِ راست خلافت کی برکات سے حصّہ پایا۔ افرادِ جماعت کے ساتھ اور غیروں کے ساتھ متعدد مجالس عرفان، مجالس سوال وجواب منعقد کیں۔ جرمن، البانین، بوسنین، ترک، عرب اور میسیڈونین اقوام کے افراد کے ساتھ خصوصی نشستیں منعقد ہوئیں۔ ایک اندازہ کے مطابق جرمنی میں 150 سے زائد ایسے تبلیغی پروگرام حضور رحمہ اللہ کے ساتھ منعقد ہوئے۔

علاوہ ازیں ریڈیو، ٹی وی انٹرویوز، پریس کانفرنسز، دانشوروں، ججز، وکلاء، پروفیسرز، سرکاری عہدیداران، مختلف ممالک کے سفراء، قونصل جنرل اور مذہبی رہنماؤں سے مختلف مواقع پر متعدد ملاقاتیں کیں۔

آپ کی نگرانی وتربیت کے نتیجہ میں جماعت احمدیہ جرمنی بڑی تیزی سے اپنے اخلاص، فدائیت اور قربانی میں ترقی کرتے ہوئے ایک مضبوط، فعّال اور مستحکم جماعت بنی اور اس نے یورپ کے کئی دوسرے ممالک میں جماعت کے نفوذ اور اس کے قیام واستحکام میں نمایاں کردار ادا کیا۔

اسی طرح بیلجیم، ہالینڈ اور فرانس بھی حضور رحمہ اللہ کئی بار تشریف لے گئے۔

....

ماہ ستمبر و اکتوبر 1985ء میں حضور رحمہ اللہ نے یورپ کے بعض ممالک کا سفر اختیار فرمایا۔ قریباً ایک ماہ چار دن کے اس سفر میں حضور رحمہ اللہ نے پانچ نئے مراکز کا افتتاح فرمایا۔ سب سے پہلے ہالینڈ میں نن سپیٹ کے مقام پر جماعت احمدیہ ہالینڈ کے دوسرے مرکز ''بیت النور'' کا اور اس کے بعد بیلجیم میں جماعت کے پہلے مشن ہاؤس 'بیتُ الاسلام' کا افتتاح فرمایا۔ اس سے قبل بیلجیم میں جماعت کے پاس اپنی باقاعدہ کوئی عمارت نہیں تھی بلکہ مبلغ کا قیام کرایہ کی ایک عمارت میں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے

برسلز میں بہت ہی کشادہ اور وسیع عمارت جماعت کو عطا فرمائی۔

حضور رحمہ اللہ نے ہمبرگ میں اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 20ستمبر 1985ء میں اس کی تفصیلات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ:

"یہ جتنی جگہیں اللہ تعالیٰ عطا فرمارہا ہے پرانے سب مراکز سے اپنی گنجائش میں اور رقبے میں زیادہ ہیں۔"

اس کے بعد اسی سفر کے دوران ہی حضور رحمہ اللہ نے دوسرے بڑے یورپین مرکز 'ناصر باغ' (جرمنی) کا بھی افتتاح فرمایا۔ قریباً ساڑھے چھ ایکڑ رقبہ پر مشتمل یہ قطعہ زمین بھی فرینکفرٹ کی پہلی مسجد کے مقابل پر بہت وسیع ہے۔ ایک عرصہ تک یہاں جماعت کے جلسہ ہائے سالانہ ہوتے رہے۔ پھر یہ جگہ بھی چھوٹی ہوگئی۔ حضور رحمہ اللہ نے خطبہ جمعہ فرمودہ 27ستمبر 1985ء میں اس کی بعض تفصیلات کا بہت ایمان افروز تذکرہ فرمایا۔

اس سفر کے دوران ہی حضور رحمہ اللہ نے فرانس میں جماعت کے پہلے مشن ہاؤس کا افتتاح فرمایا۔ حضور رحمہ اللہ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 18اکتوبر 1985ء میں اس مشن کے افتتاح کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"...جماعت فرانس کو ایک مرکز مل گیا ہے اور امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ اب وہاں احمدیت کا نور دن بدن زیادہ شان کے ساتھ، زیادہ وسعت کے ساتھ اور جہاں تک دلوں کا تعلق ہے زیادہ گہرائی کے ساتھ ہر طرف منتشر ہونے لگے گا۔

... یہ تو ایک مکان لیا گیا ہے بڑا اچھا اور وسیع مکان ہے۔ بہت کشادہ کمرے ہیں اور کچھ عرصہ تک جماعت کی آئندہ ضروریات کے لئے انشاء اللہ تعالیٰ بہت حد تک کفیل رہے گا لیکن اب خیال یہ ہے کہ... ایک وسیع خطہ زمین لے کر وہاں نہایت خوبصورت اور عظیم الشان مسجد بنائی جائے ... ہم تو انشاء اللہ تعالیٰ اہل فرانس کو بہر حال فتح کریں گے اور ان کے دل جیتیں گے۔ کیونکہ فرانس کو ایک عالمی حیثیت حاصل ہے۔ اس کے اثرات دنیا میں اور بھی بہت سے ملکوں اور قوموں پر پڑتے ہیں۔ اگر فرانس میں احمدیت کا مشن مضبوط ہو جائے تو کثرت کے ساتھ دنیا میں فرانسیسی

بولنے والے علاقے ہیں جہاں خدا تعالیٰ کے فضل سے نفوذ کی راہیں نکل آئیں گی‘‘۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 18؍اکتوبر 1985ء۔ خطبات طاہر جلد 4؍صفحہ 832-834)

حضور رحمہ اللہ کی یہ خواہش بڑی عظمت اور شان کے ساتھ پوری ہوئی۔ آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے فرانس میں اس جگہ خوبصورت مسجد اور مشن ہاؤس موجود ہے جو اشاعت اسلام و احمدیت میں اپنا نمایاں کردار ادا کر رہا ہے۔

13 تا 31 دسمبر 1985ء کو حضورؒ نے ہالینڈ، مغربی جرمنی، سوئٹزرلینڈ اور فرانس کا دورہ فرمایا۔ اس دورہ کے دوران احباب جماعت سے ملاقات اور تبلیغ اسلام کے مختلف پروگرام ہوئے۔ موجودہ مساجد اور مشن ہاؤسز میں توسیع اور نئے مراکز کے لیے زمین کے حصول کے سلسلہ میں جائزے لیے گئے۔ اس سفر کے دوران 16؍مجالس سوال وجواب منعقد ہوئیں۔

....

18 ستمبر تا 6 اکتوبر 1986ء کو حضورؒ نے کینیڈا کا دورہ فرمایا۔ 19 ستمبر کو CBC پر حضور کا ایک لائیو (Live) انٹرویو نشر ہوا۔ 20 ستمبر کو ٹورانٹو کینیڈا میں پہلی احمدیہ مسجد ’’بیت الاسلام‘‘ کا سنگ بنیاد رکھا۔

20؍ستمبر کی شام کو حضورؒ نے جماعت احمدیہ کینیڈا کی شوریٰ کے ایک خصوصی اجلاس کی صدارت فرمائی جس میں جماعتہائے احمدیہ کینیڈا اور امریکہ کے نمائندگان نے شرکت کی۔ اس دورہ کے دوران 6؍مجالس عرفان اور دو مجالس سوال وجواب ہوئیں جن میں غیر از جماعت افراد بھی شامل ہوئے۔ 27؍ستمبر کو مانٹریال میں ایک استقبالیہ تقریب ہوئی جس میں کم وبیش دو صد افراد شامل ہوئے۔ حضورؒ نے ڈیڑھ گھنٹہ سے زائد وقت حاضرین کے سوالات کے جوابات دیئے۔ 28؍ستمبر کو سیسکاٹون میں دیگر پروگراموں کے علاوہ ایک اخبار اور ایک ٹی وی کے نمائندہ نے انٹرویو لیا۔ 29 ستمبر کو ایک ریڈیو CJCA پر لائیو انٹرویو نشر ہوا۔ پریس کانفرنس ہوئی جس میں کینیڈا کے مقامی ریڈ انڈین لیڈر بھی شامل ہوئے۔ اسی شام ایڈمنٹن میں استقبالیہ تقریب منعقد ہوئی۔ ٹیلیویژن (CTV) کے ایک لائیو ٹاک شو میں ایک گھنٹہ تک سوال و جواب ہوئے۔ ایڈمنٹن اور کیلگری کی

استقبالیہ تقریبات میں کثیر تعداد میں سیاسی، سماجی اور حکومتی لیڈرز، ممبران پارلیمنٹ، صوبائی وزراء، پروفیسرز، تاجر حضرات اور دیگر افراد نے شرکت کی۔ ایڈمنٹن میں اس موقع پر سوال و جواب کی بڑی دلچسپ مجلس بھی ہوئی۔

یکم اکتوبر کو کیلگری میں استقبالیہ تقریب میں خطاب فرمایا۔ بعد ازاں حاضرین کے سوالات کے جوابات دیئے۔ 4؍اکتوبر کو وینکوور میں استقبالیہ میں شرکت فرمائی۔ استقبالیہ کے اختتام پر پریس کانفرنس سے بھی خطاب فرمایا۔ 5؍اکتوبر کو اخبار وینکوور Sun کی نمائندہ نے انٹرویو لیا۔ اسی طرح ٹی وی پر ایک لائیو انٹرویو ہوا۔ اس دورہ کے دوران بیعتیں بھی ہوئیں۔ اس دورہ کے دوران قریباً ساڑھے تین ملین افراد تک اخبارات کے ذریعہ، دو لاکھ افراد تک ریڈیو کے ذریعہ اور چھ لاکھ افراد تک ٹی وی کے ذریعہ اسلام احمدیت کا پیغام پہنچا۔ حضور رحمہ اللہ نے دورۂ کینیڈا سے واپسی پر لندن میں خطبہ جمعہ فرمودہ 10؍اکتوبر 1986ء میں اس دورہ کے بارہ میں بعض تفصیلات اور اپنے تأثرات کا ذکر فرمایا۔

....

حضور رحمہ اللہ نے جون 1987ء میں سوئٹزرلینڈ کا دورہ فرمایا۔ 3 جون کو شام سات بجے Nova Park ہوٹل میں ایک استقبالیہ تقریب ہوئی جس میں پروفیسرز، ڈاکٹرز، ڈپلومیٹ، صحافی، وکلاء وغیرہ مختلف طبقات سے تعلق رکھنے والے افراد شامل ہوئے۔ خطاب کے بعد مجلس سوال و جواب بھی ہوئی۔ اس دورہ کا ایک اہم پروگرام زیورک یونیورسٹی میں حضور کا خطاب تھا۔ اس خطاب کا اہتمام علم الملل (Ethnology) کے پروفیسر ڈاکٹر کارل ہیننگ نے کیا تھا۔ 14 جون 1987ء بروز جمعرات رات آٹھ بج کر پندرہ منٹ پر Revelation, Ratinonality, Knowledge and Truth کے موضوع پر لیکچر دیا گیا۔ یہ لیکچر یونیورسٹی کے Oule آڈیٹوریم میں ہوا۔ یہ وہی آڈیٹوریم تھا جہاں سرونسٹن چرچل نے 9؍ستمبر 1946ء کو Let Europe Arise کے موضوع پر تاریخی

خطاب کیا تھا۔ حضور کے اس لیکچر میں پروفیسرز اور طلباء کی طرف سے بہت دلچسپی کا اظہار ہوا۔ آڈیٹوریم کی تمام نشستیں پُر ہوگئیں۔ یہاں تک کہ ایک دوسرے ہال میں ٹی وی سکرین اور لاؤڈ سپیکر کے اضافی انتظامات کرنے پڑے۔ حضورؒ کے ابتدائی تعارفی کلمات کے بعد جو آپ نے انگریزی میں فرمائے مکرم شیخ ناصر احمد صاحب نے جرمن زبان میں حضور کے تحریر فرمودہ مضمون کا ترجمہ پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہوا جو اڑھائی گھنٹے تک جاری رہا۔ یہ لیکچر حضور کی اس معرکہ آراء کتاب کی بنیاد بنا جو بعد ازاں مذکورہ بالا عنوان سے انگریزی میں شائع ہوئی۔ اس کا اردو ترجمہ 'الہام، عقل، علم اور سچائی' کے نام سے اور عربی ترجمہ "الوحی، العقلانیہ، المعرفہ، و الحق" کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ اسی طرح رشین زبان میں بھی اس کا ترجمہ شائع ہو چکا ہے۔

15 جون کو مجلس عرفان میں احباب جماعت کے علاوہ گزشتہ رات ہونے والے لیکچر میں شامل ہونے والے مہمانوں میں سے کئی شامل ہوئے۔ اس مجلس میں ستّر سے زائد مہمان تھے۔ یہ مجلس دو گھنٹے تک جاری رہی۔ ایک پریس کانفرنس بھی ہوئی۔ اخبارات میں حضور کے لیکچر اور دورہ کی وسیع کوریج ہوئی۔ جن اخبارات میں اس بارہ میں خبریں شامل ہوئیں ان کی کل تعداد اشاعت 22 لاکھ 63 ہزار 277 تھی۔

....

1987ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے شمالی امریکہ کا دورہ فرمایا۔ اگرچہ حضور کا یہ سفر زیادہ تر امریکہ کی مختلف جماعتوں کے دورہ پر مشتمل تھا تاہم آپ دو مرتبہ کینیڈا بھی تشریف لے گئے اور مشرقی کینیڈا اور مغربی کینیڈا کی بعض جماعتوں میں جا کر کئی قسم کی تقریبات میں شمولیت فرمائی۔ قریباً ڈیڑھ ماہ کے اس نہایت مصروف سفر میں مختلف مقامات پر 38 بیعتیں ہوئیں۔ نیویارک، واشنگٹن، ڈیٹرائٹ، لاس اینجلس، سان فرانسسکو، پورٹ لینڈ، طوسان، ڈیٹن اور شکاگو کے مقامات پر 15 مجالس عرفان ہوئیں۔

فلاڈلفیا، طوسان، لاس اینجلس، ملواکی، ڈیٹن، نیویارک، واشنگٹن اور پورٹ لینڈ میں

9 پریس کانفرنسز ہوئیں۔ واشنگٹن اور ملواکی میں اخبارات ، ریڈیو، ٹی وی کے نمائندگان نے انٹرویوز لئے۔

نیویارک، واشنگٹن، ولنگبرو، فلاڈلفیا، ڈیٹن، شکاگو، زائن، ملواکی، ڈیٹرائٹ، لاس اینجلس اور پورٹ لینڈ کے مقامات پر استقبالیہ تقریبات منعقد ہوئیں جن میں علاقہ کی اہم سیاسی و سماجی شخصیات نے شرکت کی۔ ان مقامات پر خطابات کے علاوہ سوال و جواب کی مجالس بھی ہوئیں۔

30 ستمبر کو منعقدہ تقریب میں نیویارک کے گورنر اور میئر نے بھی شرکت کی۔ اسی روز حضورؒ نے کولمبیا یونیورسٹی نیویارک کے پروفیسرز اور طلباء سے بھی خطاب فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان سب تقریبات کے نہایت مثبت اثرات ظاہر ہوئے۔ بعض مشہور اور اہم شخصیات سے ملاقاتیں بھی ہوئیں۔

وائس آف امریکہ کے نمائندہ نے واشنگٹن مشن ہاؤس میں آکر انٹرویو کیا۔ انٹرویو واشنگٹن کے ٹی وی چینل 56 پر دو مرتبہ نشر کیا گیا۔

روزنامہ جنگ اخبار (جو پاکستان کے مختلف شہروں اور لنڈن سے شائع ہوتا ہے) کے نامہ نگار نے بھی ایک تفصیلی انٹرویو لیا جس کا بہت چرچا ہوا۔

اس دورہ کے دوران حضور رحمہ اللہ نے امریکہ میں چار مساجد کا افتتاح فرمایا۔

1۔ مسجد النصر ولنگبرو (7 اکتوبر)، 2۔ فلاڈلفیا کی مسجد ناصر کے افتتاح کے حوالہ سے بھی ایک تقریب میں شمولیت فرمائی (8 اکتوبر) 3۔ طُوسان کی مسجد، 4۔ پورٹ لینڈ کی مسجد رضوان (30 اکتوبر)۔

ان کے علاوہ واشنگٹن میں 9 اکتوبر 1987ء کو جماعت کے نئے مرکز اور مسجد بیت الرحمان کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ اسی طرح ڈیٹرائٹ میں 16 اکتوبر کو ایک مسجد کا سنگ بنیاد رکھا اور لاس اینجلس میں 24 اکتوبر کو مسجد بیت الحمید و مشن ہاؤس کا سنگ بنیاد رکھا۔

13 اور 14 نومبر 1987ء کو بیت الظفر نیویارک میں حضورؒ نے جماعت احمدیہ امریکہ کی

مجلس شوریٰ کی صدارت فرمائی۔

1987ء کے اس دورہ شمالی امریکہ کے دوران حضور رحمہ اللہ نے چند روز کے لیے کینیڈا کی تین جماعتوں ٹورنٹو، کیلگری اور ایڈمنٹن کا بھی دورہ فرمایا۔ اس دوران ٹورنٹو اور ایڈمنٹن میں تین مجالس عرفان ہوئیں۔ ٹورنٹو میں CBC ریڈیو کے نمائندہ نے نصف گھنٹے کا انٹرویو لیا جو 4/اکتوبر کو براڈکاسٹ ہوا۔ یہ انٹرویو اوپن ہاؤس نامی پروگرام میں نشر ہوا جس کے سننے والوں کی تعداد CBC کے اندازہ کے مطابق ایک لاکھ تھی۔ ٹورنٹو سٹار جو کہ ٹورنٹو شہر کا معروف مقامی اخبار ہے، اس کے نمائندہ نے اڑھائی گھنٹے کا تفصیلی انٹرویو لیا۔ اس اخبار کی سرکولیشن سات لاکھ تھی۔ کیلگری میں وہاں کی سب سے بڑی اخبار 'کیلگری ہیرالڈ' کے نمائندہ نے انٹرویو لیا جو اخبار میں نمایاں طور پر شائع ہوا۔ اس اخبار کی اشاعت اُس وقت تین لاکھ 60 ہزار تھی۔ ایڈمنٹن میں مقامی اخبار 'ایڈمنٹن Journal' کے نمائندہ نے انٹرویو لیا جو 21 نومبر کے اخبار میں شائع ہوا۔ اس اخبار کی سرکولیشن ساڑھے تین لاکھ تھی۔ ایڈمنٹن میں ہی حضور کا ایک ٹی وی انٹرویو بھی ریکارڈ ہوا۔ اسی طرح کینیڈا کی نیشنل مجلس عاملہ اور کیلگری، ایڈمنٹن اور سیسکاٹون کی جماعتوں کی مجالس عاملہ کے ساتھ میٹنگز میں ان کے کاموں کا جائزہ لے کر ان کی رہنمائی فرمائی۔

....

مغربی افریقہ اور مشرقی افریقہ کے مختلف ممالک کا دورہ

جنوری وفروری 1988ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے مغربی افریقہ کے 6 ممالک گیمبیا، سیرالیون، لائبیریا، آئیوری کوسٹ، غانا اور نائیجیریا کا دورہ فرمایا۔ اس دورہ کے دوران آپ کے بصیرت افروز اور پُرتاثیر خطبات اور خطابات، مجالس عرفان اور مجالس سوال و جواب وغیرہ پر مشتمل ان 6 ممالک کی 16 زبانوں میں 154 گھنٹوں پر مشتمل 111 آڈیو کیسٹس تیار ہوئیں جبکہ اتنی ہی زبانوں میں 90 گھنٹوں پر مشتمل 30 وڈیو کیسٹس تیار ہوئیں۔

22/جنوری 1988ء کو حضورؒ نے گیمبیا میں نصرت جہاں سکیم کی تنظیمِ نَو کی تحریک کا اعلان فرمایا اور

ہر پیشہ اور ہر علم میں مہارت رکھنے والے احمدیوں کو خدمت کے لئے بلایا۔ گیمبیا کے دورہ کے دوران حضورؒ نے بویام، فرافینی، انجوارا، ساباہ، سالکینی، جارج ٹاؤن، بصّے، سنچوں اور مانسا کونکو جماعتوں کا دورہ فرمایا۔ اسی طرح نصرت احمدیہ ہائی سکول بانجل اور ناصر احمدیہ ہائی سکول بصّے تشریف لے گئے۔ حضور نے یہاں طلباء اور اساتذہ سے خطاب بھی فرمایا۔ اسی طرح آپ نے احمدیہ اسپتال تالنڈنگ اور فرافینی اور انجوارا اور کاعور کا دورہ فرمایا۔ ایوان صدر میں صدر مملکت سر داؤدا جوارا سے ملاقات کی۔ ہمسایہ ممالک سینی گال اور گنی بساؤ سے آمدہ وفود سے ملاقات کی۔ ایک استقبالیہ تقریب میں معززین شہر سے خطاب فرمایا۔ وزیر زراعت آنریبل عمر جالو حضور سے ملاقات کے لئے مشن ہاؤس آئے۔ حضور نے انجوارا میں نیشنل عاملہ کی میٹنگ میں خطاب فرمایا اور ہدایات سے نوازا۔ اس سفر کے دوران کثرت سے احباب جماعت اور غیر از جماعت معززین نے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ حضور سر ایف ایم سنگھاٹے کی قبر پر دعا کے لئے بھی تشریف لے گئے۔ حضور نے دو مساجد کا افتتاح فرمایا اور ایک مرکزی مسجد تالنڈنگ، ایک کلینک فرافینی اور ایک مشن ہاؤس کا سنگ بنیاد رکھا۔

24 رجنوری کو حضورؒ سیرالیون تشریف لے گئے۔ حضور کا قیام سیرالیون میں 31 جنوری تک رہا۔ Lungi ائرپورٹ سے Hasting ائرپورٹ فری ٹاؤن تک کے لئے صدر مملکت نے اپنا ہیلی کاپٹر مہیا کیا۔ حضور نے صدر مملکت ڈاکٹر جوزف سعید وموموسے ملاقات کی۔ احمدیہ سیکنڈری اسکول کا دورہ فرمایا۔ نصرت جہاں اسپتال 91 Mile کا معائنہ فرمایا۔ احمدیہ مشن ہاؤس Bo اور جامعہ احمدیہ کی بلڈنگ کا سنگ بنیاد رکھا۔ اسی طرح احمدیہ مسلم سیکنڈری سکول Bo کا وزٹ فرمایا۔ وزیر مملکت برائے انصاف آنریبل جے بی داؤدا کی طرف سے ایک دعوت میں شرکت فرمائی جس میں علاقہ کی ممتاز شخصیات شامل ہوئیں۔ لجنہ اماءاللہ Bo کے سالانہ اجتماع سے خطاب فرمایا۔ Newton میں موجود جماعت کے زرعی سکول کا معائنہ فرمایا۔ اسی طرح بروک فیلڈ اور روکوپُر بھی تشریف لے گئے۔ احمدیہ سیکنڈری سکول Lungi کا معائنہ فرمایا اور سکول کے کمپاؤنڈ میں احمدیہ مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ مجموعی طور پر حضور نے چھ جماعتوں کا دورہ کیا۔ دو پریس کانفرنسز ہوئیں اور 15 مختلف استقبالیہ تقریبات میں شرکت فرمائی جن میں مختلف وزرا اور علاقہ کی اہم شخصیات اور علاقائی چیفس اور دیگر معززین نے شرکت کی۔ اس کے علاوہ کئی ایک مجالس عرفان منعقد ہوئیں۔

29رجنوری کوحضورؒ نے نماز جمعہ سیرالیون کے شہر Bo میں مسجد ناصر میں پڑھائی اور سیرالیون میں جامعہ احمدیہ قائم کرنے کا اعلان فرمایا۔حضور روکوپُر میں جماعت کے ابتدائی احمدی مکرم یحیٰ کمارا صاحب کی قبر پر دعا کے لئے بھی تشریف لے گئے۔

31رجنوری کوحضور نے سیرالیون سے لائبیریا ورود فرمایا۔ اسی شام احباب جماعت کے ساتھ مجلس عرفان منعقد ہوئی جورات دیر تک جاری رہی۔ یکم فروری کوحضورؒ نے لائبیریا کے صدر مملکت Samuel Kayon Doe سے ایون صدر میں ملاقات کی۔ بعدازاں مشن ہاؤس میں بک شاپ اور لائبریری کا معائنہ فرمایا۔ساڑھے چار بجے ہوٹل افریقہ میں پریس کانفرنس میں شرکت فرمائی۔اسی شام نائب صدر مملکت Dr. Harry F. Moniba نے حضور انور سے ملاقات کی۔ نو بجے حضور کے اعزاز میں ایک دعوت استقبالیہ کا اہتمام کیا گیا جس میں صدر مملکت کی نمائندگی میں نائب صدر نے شرکت کی۔علاوہ ازیں بہت سے سول اور فوجی افسران اور مسلم تنظیموں کے نمائندے شامل ہوئے۔ 2رفروری کو مجلس عاملہ لائبیریا کے ساتھ میٹنگ ہوئی۔ بعد دوپہر حضور آئیوری کوسٹ کے لئے روانہ ہوئے۔

آئیوری کوسٹ میں ریڈیو،ٹی وی اور اخباری نمائندوں کے ساتھ انٹرویوز ہوئے۔شام کو مجلس عرفان منعقد ہوئی ۔4رفروری کو مجلس عاملہ مبلغین اور ڈاکٹرز کے ساتھ مشترکہ میٹنگ ہوئی۔ 4رفروری کو ہی آئیوری کوسٹ کے پہلے صدر مملکت جناب ہوفے بوانیے سے ان کے محل میں ملاقات فرمائی۔اس موقع پر وزیر زراعت اور وزیر منصوبہ بندی وصنعت بھی موجود تھے۔

5رفروری کوحضورؒ نے آئیوری کوسٹ کے صدر مملکت سے ملاقات کی۔ بعدازاں حضور اسی روز غانا میں ورود فرما ہوئے۔

حضور کا غانا میں قیام 5رفروری 1988ء سے 13رفروری 1988ء تک رہا۔غانا میں حضور کی رہائش کا انتظام گورنمنٹ غانا کے سٹیٹ گیسٹ ہاؤس میں تھا۔غانا میں قیام کے دوران حضورؒ اکرا کے علاوہ حسب ذیل 13 مقامات پر تشریف لے گئے۔ کماسی۔ آسوکورے۔ فومینا۔ کوکوفو۔

ٹیچیمان۔وا۔سالٹ پانڈ۔ پولٹسن۔سویڈرو۔اسارچر۔اکرافو۔ابورااور ٹیما۔حضورؒ نے اسوکورے، کوکوفو، ٹیچیمان اورسویڈرو کے اسپتالوں کے معائنہ فرمانے کےعلاوہ کوکوفو، ٹیچیمان اورسویڈرو کے اسپتالوں میں نوتعمیر شدہ بلاکس کاافتتاح فرمایا۔

اسی طرح Wa میں جماعت کے قائم کردہ نصرت جہاں ٹیچرز ٹریننگ کالج اور کماسی، آسوکورے، پولٹسن اور اسارچر کے سکولوں کے تعمیر شدہ بلاکس کا افتتاح فرمایا۔ ہر تعلیمی ادارے میں حضور نے اساتذہ وطلباء سے خطاب بھی فرمائے جن میں حصول علم کے ساتھ ساتھ نوع انسانی کی خدمت کواپنا مطمح نظر بنانے کی طرف توجہ دلائی۔

مذکورہ مقامات میں سے کئی جگہوں پر حضورؒ کے اعزاز میں جماعت احمدیہ کی سماجی خدمات کے اعتراف کےطور پر غانا کے پیرا ماؤنٹ چیفس نے خصوصی دربار منعقد کئے۔ ان تقریبات میں پیراماؤنٹ چیفس اورحکومت کے سرکردہ افراد نے جماعت احمدیہ کی خدماتِ انسانیت کوخراج تحسین پیش کیا۔حضورؒ نے ان درباروں میں اپنے خطابات میں اس بات پر زور دیا کہ اگر چہ سماجی خدمات جماعت احمدیہ کے پروگراموں کاایک لازمی حصّہ ہیں مگراس جماعت کے قیام کااصل مقصداس ملک کےعوام تک اُس روشنی کو پہنچانا ہے جوہم تک بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مرزاغلام احمدعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ پہنچی ہے۔

7رفروری کوحضورؒ نے شاہ اشانٹی Otumfuo Opokuware II سے(جوغاناکےنیشنل ہاؤس آف چیفس کے پریذیڈنٹ بھی ہیں) ان کے محل میں ملاقات فرمائی۔اسی طرح کماسی میں حضور کےاعزازمیں منعقدہ استقبالیہ تقریب میں شرکت فرمائی۔

11رفروری کوحضورؒ نے غاناکےصدرمملکت J J Rawlings سے گورنمنٹ ہاؤس میں ملاقات کی۔ اسی روزغانا کی حکمران کونسل کےایک ممبر Justice Daniel Annan نے حضور کی جائے رہائش پرحضور سے ملاقات کی۔

اکرامیں حضور کےاعزازمیں ایک شاندار استقبالیہ دیا گیاجس میں سابق صدرمملکت، متعدد حکومتی

وزراء پیراماؤنٹ چیفس اور غیر ملکی سفراء شامل ہوئے۔

غانا میں قیام کے دوران بہت سی مجالس عرفان اور کئی ایک مجالس سوال و جواب بھی ہوئیں۔ حضورؒ نے مبلغین، ڈاکٹرز، اساتذہ اور مجلس عاملہ غانا کے ساتھ الگ الگ میٹنگز بھی کیں۔

11رفروری کو حضور نے جماعت احمدیہ غانا کے 61ویں جلسہ سالانہ سے افتتاحی خطاب فرمایا۔

12رفروری کو حضور نے خطبہ جمعہ جلسہ گاہ میں ہی ارشاد فرمایا۔

13رفروری کو حضور غانا سے نائجیریا تشریف لے گئے۔ غانا سے روانگی سے قبل حضورؒ نے مرکزی مشن ہاؤس کی وزیٹر بک پر اپنے قلم سے حسب ذیل دعائیہ کلمات تحریر فرمائے:

"May Allah give wisdom, strength and courage to serve His cause and spread the message far and wide as He deems best. May He be pleased with services and may you prosper ever more. Allah bless you and May He always be with you. Amin."

13رفروری کو نائجیریا آمد پر حضورؒ نے پریس کانفرنس سے خطاب فرمایا۔

14رفروری کو حضورؒ نے Montan کے مقام پر ایک وسیع مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔

15رفروری کو لیگوس میں حضورؒ کے اعزاز میں منعقدہ استقبالیہ تقریب سے خطاب فرمایا۔

16رفروری کو حضور کے اعزاز میں کانو (Kano) کے ایک ہوٹل میں منعقدہ استقبالیہ تقریب سے خطاب فرمایا۔

20رفروری کو حضورؒ نے نائجیریا کی نیشنل مجلس مشاورت کے اجلاس کی صدارت فرمائی۔

21رفروری کو حضورؒ نے لیگوس میں مسجد طاہر کا سنگ بنیاد رکھا۔

....

26اگست تا 28 ستمبر 1988ء حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے مشرقی افریقہ کا دورہ فرمایا۔ یہ کسی خلیفۃ المسیح کا مشرقی افریقہ کا پہلا دورہ تھا۔ اس دورہ کے دوران آپ کینیا، یوگنڈا، تنزانیہ اور

ماریشس تشریف لے گئے۔ اس دورہ کے دوران بھی استقبالیہ تقریبات پر حضور کے خطابات، پریس کانفرنسز، نئی مساجد کے افتتاح یا سنگ بنیاد، حکومت کے سربراہان، صدور، وزراء اعظم اور مختلف ملکوں سے تعلق رکھنے والے وزراء وسفراء سے ملاقاتوں کے علاوہ یونیورسٹیز میں لیکچرز بھی ہوئے۔ متعدد مجالس عرفان اور غیر از جماعت افراد کے ساتھ مجالس سوال و جواب بھی ہوئیں۔ بعض تعلیمی و طبی اداروں کے سنگ بنیاد یا افتتاح ہوئے۔ نئے شفاخانوں کے قیام کا اعلان فرمایا۔ کئی افراد بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں شامل ہوئے۔ پریس میڈیا کے نمائندگان نے خصوصی انٹرویو لیے۔

29/ اگست 1988ء کو نیروبی (کینیا) کے انٹرکانٹی نینٹل ہوٹل میں حضورؒ کے اعزاز میں ایک استقبالیہ تقریب کا انعقاد کیا گیا۔ اس تقریب میں ممبرانِ پارلیمنٹ، ہائی کورٹ کے ججز، ممتاز وکلاء، صنعتکار، ڈاکٹرز اور دیگر معززین شہر نے شرکت کی۔ حضورؒ نے اپنے خطاب میں افریقہ کے حالات کا تفصیلی تجزیہ کرتے ہوئے عاجزی اور انکساری کو اختیار کرنے اور افریقن عوام کی خدمت کی طرف توجہ دلائی اور بتایا کہ دنیا کا مستقبل افریقہ میں ہے۔

حضور نے جماعت کی طرف سے شائع شدہ کیکویو زبان میں ترجمہ قرآن کریم کو بھی اس موقع پر Launch کیا اور اس کا ایک نسخہ آنریبل منسٹر نیاگا کو دیا۔

30/ اگست کو کسوموں میں Sunset ہوٹل میں استقبالیہ تقریب میں شرکت فرمائی۔ اس تقریب میں بھی علاقہ کے معزّزین بڑی تعداد میں شامل ہوئے۔ حضور نے حاضرین سے خطاب فرمایا اور ان کے سوالات کے جواب دیئے۔

31/ اگست کو شیانڈا میں جماعت کی ایک نَوتعمیر شدہ مسجد کا افتتاح فرمایا۔ اس مسجد کو سولر سسٹم کے ذریعہ بجلی مہیا کی گئی تھی۔ حضور رحمہ اللہ نے فرمایا کہ غالباً ایسٹ افریقہ میں کسی گاؤں میں تعمیر ہونے والی مساجد میں سے یہ پہلی مسجد ہے جسے سولر سسٹم کے ذریعہ بجلی مہیا کی گئی ہے۔ افتتاحی تقریب میں خطاب کے دوران حضورؒ نے اس علاقہ میں ایک ہومیو پیتھک ڈسپنسری کے کھولنے کا بھی اعلان فرمایا۔

یکم ستمبر کو ہلٹن ہوٹل نیروبی میں پریس کانفرنس سے خطاب فرمایا۔ اسی روز بعد از نمازِ مغرب وعشاء 9 مردوں اور 4 عورتوں نے بیعت کر کے جماعت میں شمولیت اختیار کی۔ ان تمام کا تعلق کیکویو قبیلہ سے تھا۔

2 ستمبر کو لجنہ سے خطاب فرمایا۔

3 ستمبر کو حضور نے کمپالا (یوگنڈا) میں احمدیہ بشیر ہائی سکول کے اساتذہ وطلباء سے خطاب فرمایا۔ حضورؒ نے اس میں فرمایا کہ یوگنڈا کی ترقی میں جو بات حائل ہے وہ اخلاقی انحطاط ہے۔ اس لئے اخلاقی قدروں کو زندہ کریں۔ حضور نے سکول کی عمارت میں توسیع، سائنس لیبارٹری، ویڈیو روم اور لائبریری کے قیام نیز سکول میں ٹیکنیکل تعلیم کی سہولت مہیا کرنے کا اعلان فرمایا۔

4 ستمبر کو سیاٹا کے مقام پر جماعت کے پرائمری سکول کا معائنہ فرمایا اور اس جگہ مشنری ٹریننگ کالج قائم کرنے کا ارشاد فرمایا۔ بعد ازاں مَبیکو کے مقام پر احباب کے وقارِ عمل کے ذریعہ تعمیر شدہ خوبصورت مسجد پہنچے جہاں ایک سکول بھی قائم ہے۔

حضور نے اس سکول کو بہتر بنانے اور اس جگہ ایک ڈسپنسری کے قیام کا بھی اعلان فرمایا۔

اس کے بعد حضور جنجہ پہنچے۔ حضور نے حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے ملک وقوم کی خدمت کے میدان میں آگے آنے کی نصیحت فرمائی۔

اسی شام کو کریسٹڈ کرین ہوٹل (Crested Crane Hotel) میں استقبالیہ تقریب ہوئی جس میں ڈسٹرکٹ ایڈمنسٹریٹر اور علاقہ کے دیگر معززین نے شرکت کی۔ حضورؒ نے اس علاقہ کی تعلیمی وطبی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ہر ممکن مدد مہیا کرنے کا اعلان فرمایا۔ حضور کے خطاب کے بعد سوال وجواب کی مجلس ہوئی جو دیر تک جاری رہی۔

5 ستمبر کو مساکا تشریف لے گئے۔ یہاں بھی مسجد ومشن ہاؤس کا معائنہ فرمایا اور حاضرین سے خطاب فرمایا۔ حضور نے یوگنڈا کی اقتصادی بدحالی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ دکھ کی بات یہ ہے کہ آپ لوگوں نے خود اپنے ہاتھوں سے یہ مصیبتیں اٹھائی ہیں۔

اسی روز چوتیرہ میں تعمیر شدہ احمدیہ اسپتال کا معائنہ فرمایا اور اسے معیاری بنانے کے لئے کئی ہدایات فرمائیں۔ یہاں مسجد کی تعمیر کے لئے بنیادی اینٹ پر دعا کی۔ یہاں بھی اس موقع پر بہت سے معزّزین علاقہ آئے ہوئے تھے۔ حضور نے اس موقع پر اپنے خطاب میں لوگوں کو نصیحت کی کہ اپنے بھائیوں سے صلح آشتی سے رہیں۔ ان کے اموال و جان اور عزّت کی حفاظت کرنا سیکھیں۔ خصوصیت سے جھوٹ اور چوری سے اجتناب کریں۔

6 ستمبر کو نیشنل مجلس عاملہ جماعت احمدیہ یوگنڈا کے اجلاس کی صدارت فرمائی۔ اسی روز یوگنڈا کے وزیرِ اعظم سے ملاقات کی۔ بعد ازاں منسٹر آف انفارمیشن نے ملاقات کی۔ شام کو استقبالیہ تقریب میں مختلف طبقہ ہائے فکر کے ممتاز افراد نے شرکت کی۔ اس موقع پر بھی خطاب میں حضورؒ نے فرمایا کہ جو لوگ خدا سے محبت کرتے ہیں ضروری ہے کہ وہ اس کی مخلوق سے بھی محبت کریں۔ استقبالیہ تقریب کے بعد یوگنڈا ٹیلی ویژن نے حضور کا خصوصی انٹرویو گیسٹ آف دی ویک (Guest of the Week) پروگرام کے لئے کیا۔ حضور نے اس میں بتایا کہ میں تمام بنی نوع انسان کی ہمدردی اپنے دل میں رکھتا ہوں۔ حضور نے فرمایا ہم یوگنڈا کی خدمت کا تہیہ کر چکے ہیں۔ اس بارہ میں تعلیمی، طبی اور اقتصادی پہلوؤں سے پروگرام تیار کیا جا رہا ہے۔

7 ستمبر کو یوگنڈا سے روانگی سے قبل ایئر پورٹ پر یوگنڈا کے وزیرِ تعلیم، وزیرِ صحت اور منسٹر آف سٹیٹ نے حضور سے ملاقات کی۔ اسی طرح پریس کے نمائندہ نے حضور سے مختصر انٹرویو لیا۔

8 ستمبر کو تنزانیہ میں ورود پر ایئر پورٹ پر ایک پریس کانفرنس ہوئی۔ حضور کی تنزانیہ آمد اور پریس کانفرنس کی خبر بی بی سی اور جرمن ریڈیو کے سواحیلی پروگرام سے بھی نشر ہوئی۔

9 ستمبر 1988ء کو دارالسلام (تنزانیہ) یونیورسٹی میں فیکلٹی آف سوشل سائنسز کے تحت

Islamic Concept of social life in the origin of Ahmadiyyat

کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ حضور رحمہ اللہ کا یہ علمی، عام فہم اور معرکۃ الآراء خطاب قریباً دو گھنٹے جاری رہا۔

10 ستمبر کو کلمنجارو ہوٹل میں ایک پریس کانفرنس ہوئی جس میں دورہ افریقہ کی غرض وغایت، افریقہ کے حالات کا تجزیہ اور افریقہ کے حالات کے مشاہدہ پر مبنی اپنے تاثرات بیان فرمائے۔ حضورؒ نے فرمایا کہ افریقہ میں بھی اخلاقی قدریں بڑی تیزی سے ختم ہو رہی ہیں۔ جب تک اخلاقی قدریں قائم نہ کی جائیں گی اس وقت تک حقیقی امن کے قیام میں کامیابی ممکن نہیں۔

اسی شام عشائیہ کی تقریب میں تنزانیہ کے منسٹر آف انرجی، مختلف ججز، وکلاء، ڈاکٹرز، کمشنر آف لیبر اور کئی معززین وسرکردہ افراد نے شرکت کی۔

حضور نے اس موقع پر خطاب میں فرمایا کہ افریقہ کے لئے جو بات ضروری ہے وہ یہ ہے کہ افریقہ اپنی شناخت کو سمجھنے کی کوشش کرے۔ آج افریقہ کے ہر ملک میں ایک چھوٹا افریقہ تراشا جارہا ہے اور ملک کے تمام ذرائع، اس کی اقتصادیات، غیر ملکی امداد اور صنعتی ترقی کے کام یہ سب کچھ اس کے ایک چھوٹے سے طبقہ کے مغربی طرز کا معیار زندگی قائم رکھنے پر خرچ ہو رہے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ جس چیز کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ آپ کے دل میں اپنے لوگوں کی خدمت اور ان کی دلچسپی اور بہبودی کا جذبہ ہونا چاہئے۔ حضور نے مشورہ دیتے ہوئے فرمایا کہ بیرونی آئیڈیالوجیز کو اپنے اندر داخل نہ ہونے دیں اور پورے وثوق اور نیک نیتی کے ساتھ اور اخلاص کے ساتھ اپنے لوگوں کی خدمت میں لگ جائیں اور polarization کو ختم کریں۔

حضور نے فرمایا کہ اگر تمام افریقن ممالک ایک ہی سمت میں سوچنا شروع کر دیں تو یہ بہت بڑی طاقت ہو سکتی ہے۔

14 ستمبر 1988ء کو تنزانیہ کے وزیر اعظم سے نہایت خوشگوار اور دوستانہ ماحول میں ملاقات ہوئی جو قریباً ایک گھنٹہ تک جاری رہی۔ حضور نے بتایا کہ جماعت احمدیہ ایک مذہبی جماعت ہے جو بنی نوع انسان کی خدمت پر کمربستہ ہے۔ اس موقع پر جماعت کی طرف سے مختلف زبانوں میں شائع شدہ تراجم قرآن کریم کا تحفہ وزیر اعظم کو دیا گیا۔

قیام ماریشس کے دوران 18 ستمبر کو New Grove میں مسجد کا سنگ بنیاد رکھا اور ملٹری کوارٹرز میں مسجد طاہر کا افتتاح فرمایا۔

19 ستمبر 1988ء کو ماریشس کے گورنر اور اسی طرح وزیر اعظم ماریشس سے ملاقات ہوئی۔ حضورؒ کی طرف سے وزیر اعظم ماریشس کو بھی جماعت احمدیہ کی طرف سے مختلف زبانوں میں شائع شدہ تراجم قرآن کریم تحفۃً دیے گئے۔

اسی شام ماریشس یونیورسٹی کے آڈیٹوریم میں حضور نے Islam and Evolution کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ اس موقع پر یونیورسٹی کے وائس چانسلر، وزیر تعلیم اور ملک کے مختلف طبقہ ہائے فکر کے ممتاز افراد موجود تھے۔

....

حضور رحمہ اللہ کے ان سفروں نے جماعت احمدیہ کی صد سالہ جوبلی کی تیاری کے سلسلہ میں بہت اہم اور غیر معمولی کردار ادا کیا۔ جماعتوں میں ہر لحاظ سے بیداری، نمایاں پاک تبدیلیوں اور اسلام احمدیت کی تبلیغ کے لیے اموال و نفوس اور اوقات کی قربانیوں کے غیر معمولی نظارے دیکھنے میں آئے اور صد سالہ جوبلی منصوبے کے پروگرام بڑی تیز رفتاری سے اپنی تکمیل کے مراحل طے کرنے لگے۔ اسی طرح ان سفروں کے دوران ہونے والے انٹرویوز، پریس کانفرنسوں اور دیگر تقریبات کی الیکٹرانک اور پریس میڈیا کے ذریعہ بڑی کثرت سے کوریج ہوئی اور نہ صرف ان ملکوں میں بلکہ ارد گرد کے ممالک میں دُور دُور تک اسلام احمدیت کا پیغام پہنچا جبکہ عام حالات میں اتنے وسیع پیمانے پر پیغامِ اسلام کی اشاعت جماعت کی حدّ استطاعت سے باہر تھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح کے دوروں کو اس لحاظ سے بھی بہت برکت بخشی اور ریڈیو، ٹی وی، اخبارات وغیرہ کے ذریعہ خود خلیفۃ المسیح کی زبان فیض ترجمان سے نہایت مؤثر رنگ میں پیغام حق کی تشہیر ہوئی۔

ان دورہ جات کے دوران آپ نے خداداد فراست سے افریقہ کے حالات کا بڑی گہری نظر سے مشاہدہ کرتے ہوئے وہاں کے مسائل و مشکلات کا جائزہ لیا۔ جہاں آپ نے ان ممالک میں اسلام اور احمدیت کی ترقی و استحکام کے لیے متعدد منصوبے بنائے اور بہت سے عملی اقدامات فرمائے وہاں بالعموم افریقہ کے عوام کی بہبودی کے لیے اللہ تعالیٰ نے کئی سکیمیں آپ کے دل میں ڈالیں۔ ان ممالک کے دوروں کے

دوران وہاں کی حکومتوں کے سربراہوں نے اور عوام نے جماعت احمدیہ کی طرف سے بلاتمیز مذہب وملّت وہاں کے عوام کی تعلیمی وطبی میدان میں سالہاسال کی بے لوث خدمات پر غیر معمولی طور پر محبت اور تشکر کا اظہار کیا اور حضور رحمہ اللہ کو کھلے دل اور کھلے بازوؤں سے خوش آمدید کہا۔

ان سفروں کے دوران حکومتی سربراہوں، وزراء اعظم و دیگر وزراء اور مختلف امور کے ذمہ دار سیاسی و سماجی مقامی رہنماؤں اور ذی اثر شخصیات سے بھی ملاقاتیں ہوئیں۔ ان ملاقاتوں میں حضور رحمہ اللہ نے انہیں اپنے ملکوں کے عوام کی بھلائی کے لیے اپنی صلاحیتوں کو وقف کرنے اور دیانتداری اور انصاف کے ساتھ خدمت کرنے اور اپنے سپرد امانتوں کا حق ادا کرنے کی نصائح فرمائیں۔

غیر معمولی مصروفیات سے معمور افریقہ کے ان ممالک کے دوروں کے دوران ہزاروں افراد سے انفرادی واجتماعی ملاقاتوں، شدید گرمی میں لمبے سفروں اور صبح وشام بلکہ رات گئے تک نہایت اہم دینی مصروفیات اور آپ کی محنت وجانفشانی اور دلسوزی اس بے پناہ جوش وجذبہ کی عکّاس ہیں جو مخلوق خدا کی ہمدردی اور بھلائی کے لیے آپ کے دل میں موجزن تھیں۔

اسی طرح جماعت کے زیر انتظام بہبود انسانیت کے بہت سے منصوبوں کو مزید بہتر بنانے اور ان میں ترقی اور وسعت پیدا کرنے کے لیے مختلف امور کا جائزہ لیتے ہوئے موقع پر اہم ہدایات ارشاد فرمائیں اور متعدد نئے منصوبے تشکیل دیے۔ ان دوروں کے نتیجہ میں بھی پریس ومیڈیا میں کوریج کے ذریعے بہت وسیع پیمانے پر اسلام احمدیت کا پیغام نہایت ہی مؤثر انداز میں پہنچا اور اس طرح سے جماعت احمدیہ کی خدمات اسلام اور خدمات انسانیت سے عوام وخواص کو آگاہی ہوئی۔

افریقہ کے عوام کی بہبود کے لئے اہم مشورے اور نصائح

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”اہل اللہ کا وجود خلق اللہ کے لیے ایک رحمت ہوتا ہے۔“

(براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد نمبر 1 صفحہ 355)

اسی طرح آپؑ خدا تعالیٰ کے خاص دوستوں کی علامات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"ان میں ہمدردیٔ خلق اللہ کا مادہ بہت بڑھایا جاتا ہے اور بغیر توقع کسی اجر اور بغیر خیال کسی ثواب کے انتہائی درجہ کا جوش ان میں خلق اللہ کی بھلائی کے لیے ہوتا ہے۔"

(ازالہ اوہام۔روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 336 – 337)

ذیل میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے فرمودہ بعض خطبات میں سے چند اقتباسات درج کیے جاتے ہیں جو آپ کی ہمدردیٔ بنی نوع انسان اور بالخصوص افریقہ کے عوام کی بہبودی اور اصلاح کے لیے غیر معمولی جذبہ کے عکّاس ہیں۔ اسی طرح ان میں آپ نے افریقہ کو درپیش بعض ایسے خطرات کی نشاندہی بھی فرمائی ہے جن کو نظر انداز کرنے کا انہیں بہت نقصان ہو سکتا ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں آپ نے نہایت اہم نصائح اور مشورے بھی دیئے ہیں۔

حضور رحمہ اللہ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 22 جنوری 1988ء بمقام سابا (گیمبیا) میں فرمایا:

"عالمگیر جماعت احمدیہ کو خدا تعالیٰ پہلے ہی توفیق عطا فرما رہا ہے کہ اس ملک کی جس حد تک ممکن ہے خدمت کرے۔ چنانچہ تعلیم کے میدان میں اور صحت کے میدان میں جماعت احمدیہ خدا تعالیٰ کے فضل سے گیمبیا میں ایسی نمایاں خدمات سرانجام دے رہی ہے کہ یہاں کے جتنے بھی بڑے لوگ ہیں، دنیا کی نظر میں بڑے لوگ حکومت کے باشندے ہوں یا دیگر بڑے رتبے رکھتے ہوں، جن سے بھی میری ملاقات ہوئی ہے سب نے اس بات کا خصوصیت سے ذکر کیا اور اس سے وہ بے حد متاثر نظر آتے تھے۔ پس میں نے یہ فیصلہ کیا ہے، جب مَیں کہتا ہوں تو مراد مَیں اکیلا نہیں، مَیں جماعت کی نمائندگی میں بولتا ہوں۔ یا یہ کہنا چاہیے کہ دنیا کی عالمگیر جماعت احمدیہ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس ملک کے ساتھ اپنے تعاون کو پہلے سے زیادہ بڑھائے اور خدمت کی نئی راہیں تلاش کرے اور جس حد تک ممکن ہے اس ملک کے نیک دل باشندوں کو دنیاوی لحاظ سے بھی فائدے پہنچائے۔ صرف مذہبی اور روحانی لحاظ سے ہی نہیں۔ اور مَیں امید رکھتا ہوں کہ باقی افریقہ کے ملکوں کے دورے کے وقت بھی ایسے امور سامنے آئیں گے جبکہ دل کی گہرائی سے ان ملکوں کے باشندوں کی خدمت کے لیے بھی ارادے بلند ہوں گے اور دعا کی توفیق ملے گی کہ اللہ تعالیٰ ان کے حال بہتر کرے اور ہمیں توفیق بخشے کہ ہم ان کی خدمت میں پہلے سے زیادہ آگے

بڑھ جائیں۔

افریقہ کے ساتھ تاریخ میں، تاریخی نکتہ نگاہ سے جب دیکھا جائے تو جو سلوک ہوا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ باہر سے بہت سی قومیں آئیں اور ترقی کے نام پر انہوں نے یہاں پر بہت سے کام کیے لیکن خلاصہ یہ تھا کہ انہوں نے افریقہ میں کمایا اور باہر کی دنیا میں یہاں کی کمائی خرچ کی۔ خدا تعالیٰ نے میرے دل میں بڑے زور سے یہ تحریک پیدا فرمائی ہے کہ جماعت احمدیہ کے ذریعہ اس تاریخ کا رخ بدل دیا جائے اور تمام عالمگیر جماعت احمدیہ دنیا میں کمائے اور افریقہ میں خرچ کرے اور دوسروں نے، غیروں نے جو آپ کو زخم لگائے ہیں احمدیت کو خدا یہ توفیق بخشے کہ ان زخموں کے اندمال کا سامان پیدا فرمائے۔ غیر آپ کی دولتیں لوٹ چکے وہ تو واپس نہیں کریں گے لیکن حضرت محمد مصطفی ﷺ کے سچے غلاموں یعنی جماعت احمدیہ کو یہ توفیق عطا فرمائے گا کہ ان کی لوٹی ہوئی دولت جماعت احمدیہ آپ کو واپس کر رہی ہوگی۔"

آپ نے فرمایا:

"میں تمام دنیا کی احمدی جماعتوں کو سر دست پہلی ہدایت یہ کرتا ہوں کہ وہ کمر ہمت کس لیں اور افریقہ کی ہر میدان میں پہلے سے بڑھ کر محض لِلّٰہ خدمت کرنے کی تیاری شروع کریں۔"

آپؒ نے فرمایا: "دنیا میں جس پروفیشن سے، جس پیشے سے یا جس علمی مہارت سے تعلق رکھنے والے احمدی موجود ہیں ان سب کو اپنے اپنے حالات کا جائزہ لے کر یہ فیصلہ کرنا چاہیے کہ وہ افریقہ کی مظلوم انسانیت کی خدمت کے لیے اپنا کتنا وقت پیش کر سکتے ہیں اور کیا ان کی صلاحیتیں ہیں جنہیں وہ افریقہ کے لیے احسن رنگ میں استعمال کر سکتے ہیں۔..... یہ تحریک روپے پیسے والی دولت سے تعلق رکھنے والی تحریک نہیں ہے بلکہ قابلیت کی دولت سے تعلق رکھنے والی تحریک ہے۔ پس ہر شخص مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ (البقرۃ 4) کی آیت کے تابع اپنی اعلیٰ قابلیتوں کو افریقہ کی خدمت میں خدا کی خاطر پیش کرنے کے لیے تیاری کرے اور اپنے کوائف سے مجھے مطلع کرے....."

افریقہ کے عوام کی خدمت کے لیے جو پہلے سے تحریکیں جاری تھیں ان کے حوالہ سے آپ نے فرمایا:

"جو پہلی تحریکیں چل رہی ہیں اس میں بھی ہمیں شدید ضرورت ہے کہ کثرت سے نئے نام آئیں۔ اساتذہ، ہر معیار اور ہر سطح کے اساتذہ کی ضرورت ہے۔ ڈاکٹرز کی ہر معیار اور ہر سطح کے ڈاکٹرز کی ضرورت ہے۔ خدمت کے مطالبے بڑھتے چلے جا رہے ہیں اس لیے ان سارے امور میں نصرت جہانِ نَو کا میں اعلان کرتا ہوں۔ ایک نئے جذبے اور ایک نئے ولولے کے ساتھ سابقہ نصرت جہاں کے کام کو مزید آگے بڑھانے کے لیے ایک نیا شعبہ نصرت جہانِ نَو ان سارے امور میں غور کرے گا اور ان سارے امور کو مترتب کرے گا اور انشاء اللہ تعالیٰ جماعت کو نئے میدانوں میں افریقہ کی خدمت کرنے کی توفیق بخشے گا۔"

آپ نے فرمایا:

"یہ عجیب اللہ تعالیٰ کا تصرف ہے اور گیمبیا کی یہ خاص سعادت اور خوش نصیبی ہے کہ نصرت جہانِ اوّل کی تحریک بھی اسی ملک یعنی آپ کے ملک سے شروع ہوئی تھی اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کو خدا نے یہ توفیق بخشی تھی کہ وہ گیمبیا کی سرزمین سے نصرت جہان کی سکیم کا اعلان کریں۔ پس اس کے دوسرے حصے کے اعلان کے لیے بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کی سرزمین کو یہ اعزاز بخشا ہے۔ اللہ یہ اعزاز آپ کو مبارک کرے اور اس تحریک کو بھی پہلی تحریک کی طرح ہمیشہ اپنے فضلوں اور رحمت کے سایہ تلے بڑھاتا رہے۔ آمین"

(خطبات طاہر جلد 7 صفحہ 55 تا 60)

حضور رحمہ اللہ نے آبی جان آئیوری کوسٹ میں اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 5 فروری 1988ء میں فرمایا:

"اس مختصر تجربہ کے نتیجہ میں جو افریقہ میں مجھے ہوا ئیں زیادہ سے زیادہ اس بات کا قائل ہوتا جا رہا ہوں کہ افریقہ کو محض روحانی اور مذہبی اور اخلاقی امداد ہی کی ضرورت نہیں ہے بلکہ جماعت احمدیہ کو بہت سے دیگر شعبوں میں بھی اس مظلوم قوم یعنی افریقن قوم کے لیے ہر طرح کی خدمت کے لیے تیار اور مستعد ہو جانا چاہیے۔

خصوصیت کے ساتھ افریقہ کو اقتصادی رہنمائی کی ضرورت ہے۔ جن ممالک کا میں نے دورہ کیا ہے مَیں نے محسوس کیا ہے کہ باہر کی دنیا جو اِن سے اقتصادی روابط رکھتی ہے وہ

سارے خود غرضی پر مبنی ہیں۔ یہ لوگ سادہ دل ہیں اور اعتماد کرنے والے ہیں اس لیے رفتہ رفتہ ان کی اقتصادی باگ ڈور، اقتصادی نظام کلیۃً بیرونی ہاتھوں کے قبضہ میں جاچکا ہے اور ابھی تک وہ ان مظلوموں اور غریبوں کو لوٹنے سے باز نہیں آرہے یہاں تک کہ دن بدن ان کی اقتصادی بدحالی بڑھتی چلی جارہی ہے۔ افریقہ کے تمام ممالک کا کم و بیش یہی حال ہے کہ ان تمام ممالک کی اکثریت زیادہ تعلیم نہیں رکھتی اور جو حصہ تعلیم پا جاتا ہے بدقسمتی سے تعلیم کے ساتھ مغربی اثر کے نیچے چلا جاتا ہے اور مغربی تہذیب اس پر ایسا قبضہ کر لیتی ہے کہ اس کی طرز زندگی بدل دیتی ہے۔ یہاں تک کہ بلا استثناء ہر ملک میں آپ یہ دیکھیں گے کہ مغربی تہذیب کے تابع، مغربی تہذیب کے غلام بنے ہوئے جتنے بھی لوگ ہیں ان سب کی زندگی کا انحصار اپنے ملک کی پیداوار پر نہیں بلکہ غیر ملکی پیداوار پر اس حد تک ہو چکا ہے کہ اب وہ غیر ملکوں سے اپنے تعیش اور اپنے آرام کی چیزیں منگوائے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے۔..... ایک مذہبی جماعت کے رہنما کے طور پر میں سمجھتا ہوں کہ اس خرابی کا اس قوم کے اخلاق پر بہت بُرا اثر پڑنے کا خطرہ موجود ہے اور ایک مذہبی رہنما کے طور پر جماعت احمدیہ کو خصوصیت سے ہدایت کرتا ہوں کہ وہ ان تمام امور میں افریقہ کی ہر طرح سے مدد کے لیے تیار ہو......

مغربی تہذیب کا اور مغربی طرز زندگی کا خلاصہ یہ ہے کہ بڑی بڑی شاندار عمارتیں ہوں، بہت ہی قیمتی سامان سے مزین ہوں، نہایت قیمتی صوفہ سیٹ، نہایت اعلیٰ آرٹسٹ کی بنائی ہوئی تصویریں اور دیگر آرائش کی بعض چیزیں، بہترین کاریں ہوں، نئے سے نئے ماڈل ہوں، ٹیلی وژنز ہوں، ویڈیو کیسٹس ہوں، ریڈیو ہوں اور ان سب چیزوں کے ساتھ ایسے نہایت گندے اور اخلاق سوز پروگرام بھی ہوں کہ جو لوگوں کی توجہ مادہ پرستی کی طرف کرتے چلے جائیں اور انہیں ایک قسم کی افیم کا عادی بنا دیں کہ ان تعیش کی باتوں کے بغیر وہ زندہ نہ رہ سکیں۔ اسی طرح مغربی تہذیب آپ کے غذاؤں کے ذوق میں بھی ایک نمایاں تبدیلی پیدا کر دیتی ہے۔ آپ کو مقامی غذاؤں کی بجائے ایک طلب پیدا ہو جاتی ہے کہ یورپ اور امریکہ کے بنے ہوئے پنیر کے ڈبے، وہاں کے بنے ہوئے چاکلیٹ، وہاں کی بنی ہوئی آئس کریمیں، وہاں کے بنے ہوئے کوکا کولا، وہاں کے بنے ہوئے بسکٹوں کے ڈبے اور ہر قسم کے دوسرے سامان یہ

روزمرّہ آپ کی زندگی کا حصہ بن جائیں اور جب تک آپ یہ چیزیں کھا کر نہ زندہ رہیں اس وقت تک آپ یہ نہ سمجھیں کہ آپ ایک جدید مزاج کے ترقی یافتہ انسان ہیں۔ غرضیکہ افریقہ کی ساری مارکیٹیں ایسی غذاؤں سے بھری پڑی ہیں جو باہر کے ملکوں میں پیدا ہوتی ہیں اور یہاں آ کر فروخت ہو رہی ہیں۔ جن کو مقامی طور پر کسی جگہ بھی تیار نہیں کیا جا رہا۔ نہ اس کی استطاعت ہے، نہ اس کی صنعت موجود ہے۔ یہ چیزیں کھانی اور استعمال کرنی گناہ تو نہیں ہیں۔ غذائیں جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہیں مختلف طریق پر ان کو تیار کیا گیا ہے مگر اقتصادی خودکشی ضرور ہے ان قوموں کے لیے جو یہ چیزیں خود پیدا نہیں کر سکتیں۔ چونکہ وہ لوگ جو اِن چیزوں کو خود پیدا کرتے ہیں ان کے لیے اس بات کا کوئی خطرہ نہیں کہ ان کی دولت ہاتھوں سے نکل کر غیر ملکوں کی طرف بہنی شروع ہو جائے۔ اپنے ملک کی دولت اپنے ملک میں رہتی ہے۔ بلکہ ان چیزوں کو پیدا کرنے کے نتیجہ میں باہر سے بھی دولت کھینچنے کے مواقع میسر آ جاتے ہیں۔ لیکن جو غریب قومیں ان کو پیدا نہیں کرتیں ان کے لیے دوہرا نقصان ہے۔ مذہبی طور پر حرام نہ ہونے کے باوجود قومی طور پر ان کا بے دھڑک استعمال اور حد سے زیادہ استعمال ان کے لیے ایک اقتصادی خودکشی کے مترادف ہو جاتا ہے۔ ان کا دوہرا نقصان یہ ہے۔ نمبر ایک وہ قومیں جو یہ چیزیں تیار کرتی ہیں بہت امیر ہیں اور ان کی روزمرّہ کی آمد غریب قوموں کی آمد سے بعض دفعہ سو گنا زیادہ، کہیں پچاس گنا زیادہ، کہیں بیس گنا زائد ہے کیونکہ وہ خود یہ چیزیں تیار کرتی ہیں اس لیے اتنی بڑی آمد کے باوجود وہاں بہت سستی ملتی ہیں۔ غریب ملکوں کا عجیب حال ہے ان کی آمدان سے اتنی کم ہے کہ پچاس آدمی مل کے جو کماتے ہیں وہ ایک آدمی وہاں کما رہا ہوتا ہے اس کے باوجود یہاں ان کی بنی ہوئی چیزیں کئی گنا زیادہ قیمت پر وہ خرید رہے ہوتے ہیں۔“

آپ نے فرمایا:

”مَیں ہرگز مغربی قوموں کا دشمن نہیں۔ مَیں خدا کے کسی بھی بندہ کا دشمن نہیں بلکہ خدا کے بندوں سے دشمنی کو حرام سمجھتا ہوں۔ البتہ مَیں خدا کے مظلوم بندوں سے محبت کرتا ہوں اور خدا کے غریب بندوں سے زیادہ پیار رکھتا ہوں۔ اس لیے غیر قوموں کی دشمنی میں ہرگز نہیں، بلکہ آپ

مظلوم قوموں کی محبت میں آپ کو یہ بتا رہا ہوں۔ آپ کو اپنے طرز معیشت میں ایک بنیادی تبدیلی پیدا کرنی ہوگی۔

جماعت احمدیہ ایک امن پسند جماعت ہے اور یقین رکھتی ہے کہ سچائی کو پھیلانے کے لئے امن کی فضا ضروری ہے اس لئے ہر وہ خطرہ جو کسی ملک یا کسی خطۂ ارض کے امن کو خطرہ ہو وہ درحقیقت مذہب کی قدروں کے لئے بھی خطرہ بن جاتا ہے اور امن کی فضا کو جو چیز بھی مکدّر کرے اور برباد کرے وہ مذہبی اقدار کے لئے بھی شدید نقصان دہ ہوتی ہے۔ اس لئے مستقبل کے بعض خطرات کو بھانپنے کی وجہ سے مَیں یہ باتیں کر رہا ہوں اور ان کے نتیجہ میں آپ کی خدمت میں کچھ مشورے رکھنا چاہتا ہوں۔ اس صورت حال کے نتیجہ میں جو خطرات مجھے دکھائی دے رہے ہیں وہ مَیں آپ کے سامنے بالکل اختصار کے ساتھ پیش کرنا چاہتا ہوں۔‘‘

آپ نے فرمایا:

’’سب سے پہلے موجودہ رجحان یعنی ایک طبقہ کا دن بدن مغربی اقدار میں رنگین ہوتے چلے جانا اور بھی زیادہ خطرات پیدا کرنے کا موجب بنے گا۔ یہ طرز زندگی بہت مہنگی ہے۔ غریب ملک اس طرز زندگی کو قبول کرنے کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ ان کو خدا نے ابھی استطاعت نہیں بخشی اور آپ کی غریب حکومتیں اپنے عہدیداروں کو، حکومت کے کارندوں کو زیادہ تنخواہیں نہیں دے سکتی اس لیے کہ ایک طرف ان کے Taste بلند ہونا شروع ہو جائیں گے۔ ایک طرف ان کے ذوق اونچے ہو جائیں گے۔ ان کی طلب بڑھ جائے گی۔ ٹیلی ویژن دیکھ دیکھ کر نئی نئی چیزیں بھی ان کو نظر آئیں گی کہ یہ بھی ہمارے گھر میں ہونی چاہئیں، یہ بھی ہمارے گھر میں ہونی چاہئیں۔ دوسری طرف ملک کی غربت ان کی تنخواہوں میں اضافہ نہیں کر سکے گی۔ ایسی صورتحال لازماً کرپشن پر منتج ہوتی ہے اور ایسی حکومتیں پھر دن بدن زیادہ سے زیادہ کرپٹ اور رشوت ستانی کا شکار ہوتی چلی جاتی ہیں۔ حکومت کے ملازم ہوں یا سیاسی راہنما جو ان ملازموں کے افسر ہیں جب وہ کرپٹ ہو جاتے ہیں تو وہ صرف اپنے ملک کے باشندوں سے رشوت وصول نہیں کرتے بلکہ غیر قوموں سے رشوت وصول کرنے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔ اور پھر غیر قومیں ان کی بددیانتی کے چور دروازوں سے داخل ہو کر آپ پر حکومت کرنے لگتی ہیں۔ یہ ایک بہت ہی بڑا خطرہ ہے

جو بہت سے تو نہیں مگر بعض افریقی ممالک میں نہ صرف خطرہ ہے بلکہ واقعۃً لاحق ہو چکا ہے، رونما ہو چکا ہے اور بہت سے افریقی ممالک کے سر پر ایک تلوار کی طرح لٹک رہا ہے۔ پس ایسی قوموں کے وہ نمائندگان جو غیر اور امیر قوموں سے اقتصادی یا تعلیمی یا معاشرتی یا فوجی معاہدے کرتے ہیں وہ اپنی بددیانتی کی وجہ سے مجبور ہو جاتے ہیں کہ قوم کے مفادات کو بیچیں اور ایسے معاہدے کریں جو ہمیشہ قوم کے مفاد کے خلاف پڑتے ہوں۔ چنانچہ اس طریقہ سے غیر قوموں کی غلامی کے چنگل میں دن بدن قوم زیادہ آگے بڑھتی چلی جاتی ہے، زیادہ مجبور اور محبوس ہوتی چلی جاتی ہے۔ یہ وہ خطرہ ہے جو پھر آگے خطروں کو جنم دیتا ہے۔ ملک کے اندر مظلوم لوگ دن بدن اپنے رہنماؤں سے نفرت کرنے لگتے ہیں اور ان کی نفرت کے اظہار کے لیے اگر ان کے پاس خود کوئی ذریعہ موجود نہ ہو تو پھر غیر قوموں سے مدد مانگتے ہیں۔ غیر قوموں کے نظریات سے مدد مانگتے ہیں۔.... دوسری قومیں اپنے اپنے رنگ میں ملکوں میں داخل ہونے کے لیے تیاری کیے بیٹھی ہوتی ہیں۔ چنانچہ ہر طرف سے غیر قوموں کو نفوذ کے نئے نئے رستے مہیا ہو جاتے ہیں اور سارے ملک کا امن درہم برہم اور تباہ ہو جاتا ہے۔''

آپ نے فرمایا:

''.... اس تفصیل میں گئے بغیر کہ اَور کیا کیا خطرات اس سے پیدا ہوتے ہیں اور جو بہت زیادہ ہیں۔ یعنی جو میں نے بیان کیے ہیں اس سے بہت زیادہ اَور بھی ہیں۔ مَیں مختصراً تمام افریقہ کی احمدی جماعتوں کو یہ نصیحت کرنی چاہتا ہوں کہ ملک کو پیش آمدہ مستقبل کے خطرات سے بچانے کے لیے اپنے ملک کی محبت میں اور بنی نوع انسان کی ہمدردی کی خاطر وہ کثرت سے لوگوں کو نصیحت کرنی شروع کریں اور ان کے دماغوں کو روشن کرنا شروع کریں اور اپنی سیاسی قیادت سے مل کر ان کو یہ باتیں سمجھائیں اور پیار اور محبت سے تلقین کریں کہ بجائے اس کے کہ عوام الناس کی طرف سے تحریکیں اٹھیں، وہ خود سادگی کی تحریکیں حکومت کے بالا شعبوں سے شروع کریں، حکومت کے بالا خانوں سے شروع کریں اور بار بار عوام کو یقین دلائیں کہ ہم ہر ممکن کوشش کریں گے کہ قوم کا انحصار غیر قوموں پر دن بدن کم ہوتا چلا جائے اور قوم خود اپنے پاؤں پر کھڑی ہونے کی اہل ہو جائے۔

تمام دنیا کے احمدیوں سے مَیں یہ اپیل کرتا ہوں کہ ان میں جتنے بھی Industrialists ہیں یا صنعتکاری کے واقف ہیں یا ٹیکنالوجی کے ماہر ہیں کسی رنگ میں یا اور ایسے علوم پر دسترس رکھتے ہیں جو غریب ملکوں کے اقتصادی حالات کو بہتر بنانے میں مفید ثابت ہوسکتے ہیں وہ اپنے نام مجھے بھجوائیں اور کہیں کہ کیا وہ اپنے خرچ پر افریقہ کے دورے کے لیے اور جائزہ لینے کے لیے آنے پر تیار ہیں۔ یا صرف اپنا وقت دے سکیں گے۔ جماعت احمدیہ ان کے خرچ مہیا کرے گی۔ اور وضاحت کریں کہ کس کس علم کے وہ ماہر ہیں۔ کونسی انڈسٹری کا تجربہ رکھتے ہیں۔ ان کے بعد جب مَیں ان کو یہاں بھجواؤں گا تو ان کا یہ کام نہیں ہوگا کہ اپنا سرمایہ لگائیں کیونکہ افریقہ پہلے ہی باہر کی سرمایہ کاری سے تنگ آیا بیٹھا ہے اور بہت سے لوگوں نے مدد کے بہانے ان کو لوٹا ہے۔ میں یہ پسند کروں گا کہ وہ اپنا Know how، اپنی علمی قابلیت قوم کی خدمت میں پیش کریں اور یہ بات پیش کریں کہ ہم آپ کے لیے صنعتیں لگوانے میں مدد دیں گے۔ صنعتیں آپ کی ہوں گی، فائدے آپ کے ہوں گے، ہم صرف خدمت کر کے اپنے اپنے ملکوں کو واپس چلے جائیں گے۔"

(خطبات طاہر جلد 7 صفحہ 75 تا 81)

آپ نے 12 فروری 1988ء کو خطبہ جمعہ فرمودہ بمقام سالٹ پانڈ (غانا) میں فرمایا:

"مَیں نے افریقہ کے جن ممالک کا دورہ کیا انہیں بہت ہی بدحال پایا اور اس لحاظ سے انتہائی درد محسوس کرتا رہا اور انتہائی کسک محسوس کرتا رہا۔ ان کے بڑوں سے بھی اور ان کے چھوٹوں سے بھی مَیں نے گفتگو کی اور مَیں نے محسوس کیا کہ وہ خود جانتے ہیں کہ آج بھی مہذب اور عظیم الشان قومیں امداد کے بہانے اور قرضوں کے بہانے ان کو جن زنجیروں میں جکڑتی چلی جارہی ہیں ان کی آزادی سے سردست افریقہ کو کوئی صورت دکھائی نہیں دے رہی۔ آج افریقہ اپنی سڑکوں کے لئے غیر قوموں کا محتاج ہے، اپنے پلوں کے لئے غیر قوموں کا محتاج ہے، اپنے کپڑوں تک کے لئے غیر قوموں کا محتاج ہے، اپنے جوتوں کے لئے غیر قوموں کا محتاج ہے، اپنی ٹوتھ پیسٹ کے لئے غیر قوموں کا محتاج ہے، اپنی آئس کریم کے لئے غیر قوموں کا محتاج ہے، اپنی کوکا کولا کے لئے غیر قوموں کا محتاج ہے۔ کونسی زندگی کی وہ ضرورت ہے مجھے بتایئے جس میں

آج افریقہ آزاد ہو چکا ہے۔

اس تہذیبی غلامی کا سب سے بد اثر افریقہ کے ان تعلیم یافتہ لوگوں پر پڑا جن کی طرز معاشرت ایسی بن چکی تھی کہ وہ اپنے ملک کی بجائے غیر ملکوں میں اپنے کو زیادہ ترجیح دینے لگے۔ پس افریقہ کو لوٹنے والا ایک ہاتھ نہیں رہا بلکہ ایک اور ہاتھ نمودار ہوا۔ ایک طرف سفید ہاتھ افریقہ کو لوٹ رہا تھا۔ دوسری طرف افریقہ کا اپنا کالا ہاتھ بھی افریقہ کو لوٹنے میں مصروف ہو گیا۔ اور مَیں سمجھتا ہوں کہ اس وقت افریقہ کی تہذیبی اور تمدّنی اور اقتصادی آزادی میں سب سے بڑی روک وہ دوسرا ہاتھ ہے جو افریقہ کے ملک سے تعلق رکھتا ہے۔ لیکن غلامی کی زنجیروں کو مستقل اور پختہ کرنے میں وہ غیر قوموں کی امداد کر رہا ہے۔

مجھے افریقہ کے بہت سے دانشوروں اور صاحب اقتدار دوستوں سے اس مسئلہ پر گفتگو کا موقع ملا اور حکومت کے بااختیار لوگوں سے ملنے کے بعد میرا یہ یقین پختہ ہو گیا کہ وہ اپنی سر توڑ کوشش اس بات کی کر رہی ہیں کہ کس طرح افریقہ کی سیاسی آزادی کو ہی نہیں بلکہ اقتصادی اور معاشی اور تمدّنی آزادی کو بھی بحال کریں۔ وہ عظیم الشان منصوبے اس بات کے بنا رہے ہیں کہ افریقہ کی ضرورت کی چیزیں افریقہ ہی میں انڈسٹری کے ذریعہ پوری کی جائیں۔ وہ ہر ممکن کوشش کر رہے ہیں کہ سڑکوں کی بحالی کا انتظام ہو اور پُل بنائے جائیں تا کہ افریقہ کے جنگلوں کے علاقے سے قیمتی اشیاء آسانی کے ساتھ شہروں کی طرف منتقل ہو سکیں۔ لیکن ان کی راہ میں سب سے بڑی مشکل یہی ہے کہ اس عالمی سرمایہ کاری کے نظام میں سرمایہ حاصل کئے بغیر اس قسم کے ترقیاتی منصوبے جاری نہیں کئے جا سکتے اور سرمایہ کاری کے لئے جب وہ مغربی قوموں سے رابطہ کرتے ہیں تو جن شرطوں پر سرمایہ کاری کے لئے وہ تیار ہوتے ہیں وہ شرطیں صرف حال ہی کو نہیں مستقبل کو بھی غلامی کی زنجیروں میں جکڑنے کے لئے ایک جال کی طرح کام کرتی ہیں، ایک سازش کے طور پر رونما ہو رہی ہیں۔"

آپ نے فرمایا:

"پس مَیں نے غور کیا تو مجھے پہلے سے بھی بڑھ کر اس بات کا یقین ہو گیا کہ افریقہ کو خود اپنی ہستی کی شناخت دوبارہ کرنی پڑے گی اور خود اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا پڑے گا اور دعاؤں کے

ذریعہ اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنی پڑے گی اس کے سوا افریقہ کی نجات کا اَور کوئی چارہ نہیں۔ پس مَیں نے جب یورپ اور افریقہ کے افق پر نظر دوڑائی تو اس بات سے حیران بھی ہوا اور مطمئن بھی کہ غانا کے جو لوگ یورپ اور امریکہ میں بس رہے ہیں۔ ان کے پاس اتنی دولت ہے کہ اگر وہ اس شعور کے ساتھ بیدار ہو جائیں، اس عزم کے ساتھ بیدار ہو جائیں کہ ہم نے اپنی قوم کی خدمت کرنی ہے تو وہ روپیہ بھی جو خود یہاں سے وہ باہر منتقل کر چکے ہیں اور وہ روپیہ بھی جو باہر انہوں نے بیٹھ کر کمایا ہے ملک میں واپس بھیجنا شروع کر دیں تو آپ کو کسی غیر قوم کی مدد کی ضرورت باقی نہیں رہے گی۔"

آپؒ نے فرمایا:

"دنیا کی جتنی قومیں مَیں نے دیکھیں وہ یورپ میں آ کر یا امریکہ جا کر روپیہ کماتیں اور واپس اپنے ملکوں کو بھیجتیں ہیں۔ لیکن یہ بدنصیبی اور بدقسمتی صرف افریقہ کے حصہ میں دیکھی ہے کہ یہاں کے لوگ نہ صرف باہر کا روپیہ باہر رکھتے ہیں بلکہ خود اپنے ملک کا روپیہ بھی یہاں سے نکال کر باہر منتقل کر رہے ہیں۔

پس فی الحقیقت اگر آپ آزادی کی تمنا رکھتے ہیں، اگر فی الحقیقت آپ ان آزاد قوموں کی صف میں شمار ہونا چاہتے ہیں جو تاریخ پر اپنے نام ثبت کر دیا کرتی ہیں تو پہلے اپنے نفسوں کو آزاد کریں۔ اپنے رجحانات کو آزاد کریں۔ اپنے آپ کو مغربی تہذیب و تمدّن کے رعب سے آزاد کریں۔ اس کے بغیر افریقہ کی آزادی ممکن نہیں ہے۔

جہاں تک جماعت احمدیہ کا تعلق ہے مَیں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ تمام دنیا کی جماعتیں اس معاملہ میں آپ کی مدد کریں گی اور اس بارہ میں مَیں ان کی تفصیلی رہنمائی کروں گا کہ کس طرح افریقن کے ضمیر کو جھنجھوڑ کے بیدار کرنا ہے اور کس طرح سارے ملکوں میں یہ مہم چلانی ہے کہ جاؤ اپنے ملک کو جاؤ، وہاں کے غریبوں کے حال کو دیکھو۔ تمہاری آنکھیں جو یہاں کے ناچ گانوں کی مسرّت میں پاگل ہوئی ہوتی ہیں اور اندھی ہو چکی ہیں۔ جائیں اور اپنے غریبوں کی حالت پر جا کر آنسو بہانا سیکھیں۔ اسی میں زندگی ہے اور اسی میں آپ کا مستقبل ہے۔ غلامی کی یہ بھیانک رات جو صدیوں سے آپ کے ملکوں پر طاری ہے مَیں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ

جماعت احمدیہ اس رات سے نجات دلانے میں ہر ممکن آپ کی مدد کرے گی، ہر لحاظ سے اس میں کوشش کرے گی۔ لیکن جب تک آپ کے دلوں میں روشنی پیدا نہ ہو اس وقت تک یہ تاریکی کی راتیں دنوں میں تبدیل نہیں ہوسکتیں۔

(خطبات طاہر جلد 7 صفحہ 87 تا 89)

مغربی افریقہ کے جن 6 ممالک کا دورہ حضور رحمہ اللہ نے فرمایا ان میں نائیجیریا آخری ملک تھا۔

حضور رحمہ اللہ نے 19 فروری 1988ء کو اوجوکورو (نائیجیریا) میں خطبہ جمعہ میں فرمایا کہ :

"افریقہ کا جو تصور مَیں نے یہاں آنے سے پہلے قائم کیا تھا وہ یہاں آنے کے بعد ڈرامائی طور پر بدل گیا ہے اور بنیادی طور پر اس میں یکسر تبدیلی ہوگئی ہے۔ کیونکہ مَیں یہاں پر موجود رہ کر آپ کو انتہائی قریب سے دیکھ رہا ہوں اور آپ سے باتیں کر رہا ہوں اور ان مسائل سے آگاہی حاصل کر رہا ہوں جو آپ کو درپیش ہیں۔"

آپ نے فرمایا کہ:

"مَیں نے افریقہ اور افریقہ کے کردار کے بارہ میں بہت سی اچھی باتیں معلوم کی ہیں۔ مَیں نے نائیجیریا اور نائیجیرین کردار کے بارہ میں بھی بہت سی باتیں دریافت کی ہیں اور اس دریافت سے مَیں بہت خوش ہوں۔ لیکن مَیں نے چند غلط باتوں کا بھی مشاہدہ کیا ہے جس سے مجھے تکلیف پہنچی ہے جس کے بارہ میں مستقبل میں بہت فکرمند ہوں۔"

حضور رحمہ اللہ نے افریقی لوگوں کی کشادہ ذہنی، صبر و تحمل، مختلف اور مخالف نظریات کو سننے اور برداشت کرنے اور شکرگزاری جیسے اوصاف کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ افریقی کردار کی خوبصورتی ہے جس کی بہرحال آپ کو حفاظت کرنی ہے۔

آپ نے یہ انتباہ بھی فرمایا کہ:

"یہ امن، یہ باہمی محبت، یہ کردار کی موافقت جو کہ مغربی افریقہ کا مشترک خاصہ ہے کم از کم جس کو مَیں نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا ہے اب اس کو بعض غیر ملکی عناصر سے خطرات لاحق ہوگئے ہیں، بعض سیاسی قوتوں سے جو کہ مذہب کو استحصال کے لیے استعمال کرتی ہیں اور معاشرے کے گروہوں کے درمیان نفرت کے جذبات ابھارتی ہیں۔ وہ یہ کام محبت کے نام پر،

اللہ کے نام پر، سچائی کے نام پر کرتے ہیں۔ وہ لوگوں میں بدصورتی پھیلاتے ہیں، نفرت پھیلاتے ہیں، جھوٹ کو پروان چڑھاتے ہیں۔ انسانی اخلاق میں بگاڑ کا مظاہرہ اب افریقہ میں شروع ہو چکا ہے۔ نائیجیریا میں، غانا میں، گیمبیا میں، سیرالیون میں، لائبیریا میں، آئیوری کوسٹ میں ان تمام ممالک میں جہاں مَیں نے دورہ کیا ہے۔ اسی طرح رپورٹس کے ذریعہ مجھے علم ہوتا رہا ہے کہ افریقہ کے مشرقی حصہ میں بھی یہی کوششیں ہو رہی ہیں۔ تو یہ وہ بات ہے جسے آپ کو ضرور محسوس کرنا چاہیے۔ لوگ دوسرے ممالک سے آ کر کوشش کر رہے ہیں کہ نائیجیرین معاشرہ کے ایک حصہ کی دوسرے کے حصہ کے درمیان نفرت پیدا کر دی جائے۔ وہ امن کو تباہ کرنا چاہتے ہیں۔ کس لیے؟ اللہ کے نام پر! ان کی اس احمقانہ حالت کا اندازہ لگائیے۔ ابھی بھی معصوم لوگ کسی اَور نام کی نسبت ہمیشہ اللہ کے نام پر زیادہ گہری توجہ دیتے ہیں۔ پس آپ کو بے وقوف بنایا جا رہا ہے۔ آپ کو آپ کے کردار اور آپ کے امن کے خلاف ایک چراگاہ بنایا جا رہا ہے۔ اگر آپ نے ان باتوں کی اجازت دے دی تو وہ دن دُور نہیں جب نائیجیرین نائیجیرین کے خلاف اسلام کے نام پر، عیسائیت کے نام پر، مالکیت کے نام پر، احمدیت کے نام پر، اِس کے نام پر اور اُس کے نام پر جنگ کر رہا ہوگا‘‘

آپ نے فرمایا:

’’پس ایک احمدی ہونے کے ناطے یہ عہد کریں اور احمدیوں کو مَیں پابند کرتا ہوں کہ وہ اس برائی کے خلاف جہاد کریں اور اپنے ملک کے امن کا دفاع کریں تا کہ نائیجیرین لوگوں کے درمیان موافقت پروان چڑھے، خواہ ان کا تعلق کسی بھی فرقہ سے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے جو آپ کو انتہائی خوبصورت کردار عطا کیا ہے آپ کو اس کی لازماً حفاظت کرنی چاہیے۔ آپ کو اپنے ملک کے اندر رواداری کی حفاظت کرنی چاہیے کیونکہ اتفاق کے بغیر ملک میں موافقت کی فضا کبھی پروان نہیں چڑھ سکتی۔ پس وہ آپ کے ایمان کے دشمن ہیں جو آپ کو نفرت کے جھنڈوں تلے جمع ہونے کے لیے بلاتے ہیں۔ وہ آپ کے اخلاق کے دشمن ہیں، وہ افریقی کردار کے دشمن ہیں اور وہ انسانیت کے دشمن ہیں۔ ان کی آواز پر کان نہ دھریں بلکہ حضرت محمد مصطفی ﷺ کی آواز پر لبیک کہیں جو کہ قرآن کریم کی رُو سے محبت اور امن کے پیغامبر تھے تمام دنیا کے لیے۔

جیسا کہ قرآن کریم ہمیں بتاتا ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۔(الانبیاء:108)

اے محمدؐ! ہم نے تجھے صرف مسلمانوں کے لیے رحمت کا سرچشمہ ہی نہیں بنا کر بھیجا بلکہ ہم نے تجھے تمام انسانیت کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ یہ آپ کے مُطاع ہیں۔ان کی پیروی کریں اور اس عظیم ماضی سے رُوگردانی کرنے کی خود کو قطعاً اجازت نہ دیں۔

پس میرا آپ کو صرف یہ پیغام نہیں کہ آپ دوسرے مسلمانوں سے نفرت نہ کریں۔اس کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بلکہ میرا آپ کو پیغام یہ ہے کہ آپ نہ تو عیسائیوں سے نفرت کریں، نہ لادین لوگوں سے نفرت کریں، نہ کسی اور انسان سے نفرت کریں۔ یہ میرا آپ کو پیغام ہے۔ آپ اللہ کی مخلوق سے کیسے نفرت کر سکتے ہیں اور دعویٰ یہ کر رہے ہوں کہ ہم اللہ سے محبت کرتے ہیں؟ یہ ممکن نہیں ہے۔ یہ جھوٹ اور افتراء ہے۔"

آپ نے فرمایا کہ

"ایک حقیقی مومن کو سچا مُحبِ وطن ہونا چاہیے۔.... حُبّ الوطنی ایمان کا جزو ہے۔ یہ رسول کریم ﷺ کا فرمان ہے۔.... کہ تمہارا اپنے وطن سے محبت کرنا تمہارے ایمان کا حصہ ہے۔"

آپ نے فرمایا کہ

"مَیں نے نائیجیریا میں مشاہدہ کیا ہے کہ نائیجیرین اپنے حُبّ الوطنی کے تصور میں الجھن کا شکار ہیں۔.... مَیں نے محسوس کیا ہے کہ یہاں بہت سے لوگ یہ نظریہ رکھتے ہیں کہ غیر نائیجیرین سے نفرت کرنا حقیقی حُبّ الوطنی ہے۔ یعنی وہ تمام لوگ جو نائیجیرین نہیں ہیں اگر آپ ان سے نفرت کریں، اگر آپ ان پر بلند آواز سے آوازے کسیں، اگر آپ اخبارات میں ان کے بارہ میں مضامین لکھیں یہ مطالبہ کرتے ہوئے کہ ان سب کو نائیجیریا سے نکال دیا جائے تو وہ سمجھتے ہیں کہ یہ شاید حقیقی حُبّ الوطنی ہے۔ یہ غلط بات ہے۔اس نفرت کا حُبّ الوطنی یا کسی اچھائی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔اور بدقسمتی سے یہ وہی لوگ ہیں جو اپنی محنت سے کمائی ہوئی دولت کو نائیجیریا سے باہر غیر ممالک میں بھجوا رہے ہیں۔ وہ سمگلنگ میں ملوّث ہیں۔ وہ خورد برد میں

ملوث ہیں اور نہیں محسوس کرتے کہ یہ حُبّ الوطنی نہیں ہے۔ اگر وہ سچے مُحبّ وطن ہوتے تو وہ کچھ مثبت کام نائیجیریا کی خدمت میں کرتے۔ یہ تو محض احمقانہ پن ہے۔

یہ یاد رکھیں کہ بدعنوانی اور حُبّ الوطنی ساتھ ساتھ نہیں چل سکتیں۔ یاد رکھیں مالی خورد برد اور حُبّ الوطنی ساتھ ساتھ نہیں چل سکتیں۔ یاد رکھیں سمگلنگ اور حُبّ الوطنی ایک ساتھ نہیں چل سکتی۔ یاد رکھیں عوامی دولت کا استعمال اور حُبّ الوطنی اکٹھی نہیں چل سکتیں۔ حُبّ الوطنی کا مطلب یہ ہے کہ آپ اپنے ہم وطنوں اور ملک کے لیے مصروف خدمت ہوں۔ ملک کی دولت کی حفاظت کے لیے کھڑے ہوں۔ نہ کہ ان کی حفاظت کے لیے جو آپ کے ملک کو لوٹتے ہیں۔ پس حُبّ الوطنی کا بگڑا ہوا یہ تصوّر آپ کو اس قدر شدید نقصان پہنچا رہا ہے کہ آج آپ کو اس قدر نقصان نہ کوئی غیر ملک اور نہ کوئی غیر ملکی طاقت پہنچا سکتی ہے۔ اسے محسوس کریں اور بیدار ہو جائیں اور سمجھیں کہ آپ کے ملک کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ سب سے زیادہ رویّوں کی کایا پلٹتے ہوئے تبدیلی لانی ہے۔

اس کے لیے مَیں خاص طور پر احمدیوں کو ہدایت کرتا ہوں کہ وہ اُٹھ کھڑے ہوں اور تمام نائیجیریا کے لیے نمونہ بنیں۔ انہیں سب سے پہلے خود ایماندار بننا ہوگا۔ انہیں حکومت کی مدد میں سب سے پہلے آگے آنا ہوگا، ہر اس کام میں جو نائیجیریا میں معیارِ زندگی کو بہتر کرنے کے لیے اٹھایا جارہا ہے۔ انہیں اُن لوگوں کی صف میں کھڑا ہونا ہوگا جو نائیجیریا کی خدمت کے لیے کوشاں ہیں۔ اُن لوگوں میں ہرگز شامل نہیں ہونا جو ملک کو لُوٹ رہے ہیں، مالی خورد برد کرتے ہیں اور دولت کو ملک سے باہر بھیجتے ہیں۔ بلکہ انہیں وہ لوگ بننا ہے جو اپنے مال کی قربانی کرتے ہیں۔ ان کی قوت اور طاقت اپنے ملک اور اپنے ہم وطنوں کے لیے ہونی چاہیے۔ یہ وہ حقیقی حُبّ الوطنی ہے جس کو اللہ پسند کرتا ہے۔ اور مَیں امید کرتا ہوں کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ اللہ کے محبوب بن جائیں تو آپ کو سچا مُحبّ وطن بننا ہوگا جیسا کہ اللہ آپ کو دیکھنا چاہتا ہے۔ الفاظ سے لوگوں کو مطمئن نہیں کیا جاسکتا۔ لوگوں کو کام کی ضرورت ہے۔ بہت سے لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم مُحبّ وطن ہیں۔ آپ کو انہیں سمجھانا چاہیئے کہ حقیقی حُبّ الوطنی کی بنیاد دو خدمتوں پر ہے۔ یعنی بے نفسی اور ہمدردیٔ خَلق پر۔ پس تمام احمدیوں کو مُلک گیر مہم چلانی چاہیئے کہ وہ حقیقی اور مثبت حُبّ الوطنی کو

پروان چڑھائیں جو کہ آپ کے ملک کے لئے آج انتہائی ضروری ہے، اتنی ضرورت اس کو پہلے کبھی نہ تھی۔

آپ لوگوں کو یہ احساس کرنا چاہئے کہ آپ خداداد انعاموں کے مالک لوگ ہیں اور آپ کا ملک افریقی علاقے میں خصوصی طور پر انعام یافتہ ہے۔آبادی کے لحاظ سے بڑا عظم افریقہ میں آپ کا ملک سب سے بڑا ہے۔اتنی زیادہ آبادی اور کسی ملک کی نہیں ہے اور یہ بھی یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت زیادہ دولت سے نوازا ہے۔ یہ دولت زرعی استعداد کی بھی ہے اور معدنی وسائل کی بھی ہے۔اسی طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کو بڑے دماغ بھی دیئے ہیں، کردار کی عظمت بھی عطا کی ہے تا کہ آپ اس خداداد صلاحیت کا درست استعمال کریں۔پس آپ کے قدموں تلے معدنی وسائل مہیا ہیں تا کہ آپ ان کو اپنے ملک کی عظمت کے لئے اور اپنی مستقبل کی نسل کی عظمت کے لئے بروئے کار لاسکیں۔لیکن صرف یہی نہیں بلکہ مَیں آپ سے توقع رکھتا ہوں کہ آپ اس سے زیادہ بلند ہوں۔اگر آپ اپنے ذرائع کو مناسب طریق پر بروئے کار لائیں اور اس سے کافی دولت پیدا کریں تو آپ حیران ہوں گے کہ آپ نے بہت زیادہ دولت اور طاقت نائیجیریا میں حاصل کرلی ہے بہ نسبت غیر ملکی طاقتوں پر انحصار کرتے ہوئے۔آپ اپنے دوسرے ہمسایہ ممالک کی مدد کرسکتے ہیں اور ان کے سرپرست بنتے ہوئے آپ ان کی جسمانی، مادی اور روحانی مدد کرسکتے ہیں اور اسی طرح بڑا بھائی ہونے کے ناطے اپنے چھوٹے بھائیوں کی زندگی کے ہر شعبہ میں مدد کرسکتے ہیں۔

پس غریب ہمسایہ ممالک کے لئے آپ بڑے بھائی کا کردار ادا کریں۔وہ آپ سے زیادہ غریب ہیں۔مَیں نے ان میں سے چند ممالک دیکھے ہیں اور مَیں غم کے مارے جذبات سے مغلوب ہو گیا جب مَیں نے سنا کہ لوگ وہاں بھوک کی تباہ کاری سے بے حال ہوتے جاتے ہیں۔یہاں نائیجیریا میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت کچھ عطا کیا ہے۔ پس دولت کے معاملہ میں تھڑ دِلی کا مظاہرہ نہ کریں۔نہ صرف نائیجیرین کی خاطر بلکہ افریقی لوگوں کی خاطر بھی جو آپ کے اردگرد رہتے ہیں۔اس حوالہ سے آپ بہت کچھ کرسکتے ہیں تا انسانیت کی مدد کرسکیں اور اللہ کو خوش کرسکیں۔''

. . . .

صدسالہ جوبلی کے سال کے بعض دورہ جات

23/مارچ 1989ء سے صدسالہ جوبلی سال کا باقاعدہ آغاز ہوا۔اس سال آپ نے یورپ کے مختلف ممالک کے علاوہ امریکہ، کینیڈا، گوائٹے مالا، فجی، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، سنگاپور، جاپان وغیرہ مختلف ممالک کا سفر اختیار فرمایا۔صدسالہ جوبلی کے سلسلہ میں ان سفروں کا آغاز آئرلینڈ سے ہوا۔

چنانچہ 29/تا 31/ مارچ 1989ء کو آپؒ نے آئرلینڈ کا دورہ فرمایا۔ 29/ مارچ کو ڈبلن میں چند اخباری نمائندوں نے آپؒ کا انٹرویو لیا جس میں اسلام اور عصرِ حاضر کے متعلق بعض سوالات پوچھے گئے۔

اسی طرح 30/مارچ کو بھی گالوے (Galway) میں دو اخباری نمائندوں نے انٹرویو لیا۔

31/ مارچ کو حضورؒ نے مشن ہاؤس میں خطبہ جمعہ کے ساتھ مشن ہاؤس کے باقاعدہ افتتاح کا اعلان فرمایا۔اسی شام Great Southern ہوٹل میں منعقدہ تقریب عشائیہ میں حضورؒ نے خطاب فرمایا جس میں کتھولسزم (Catholicism) مسیح کی آمدِ ثانی ، جماعت احمدیہ کا مختصر تعارف اور تاریخ اور persecution کے حوالہ سے ذکر فرمایا۔اس تقریب میں گالوے کے میئر Fintan Coogan Jnr کے علاوہ 48/معزّزینِ شہر نے شرکت کی۔اس موقع پر تمام مہمانوں کو صدسالہ جشن کے موقع پر حضورؒ کے خصوصی پیغام کی کاپیاں دی گئیں۔

اس دورہ کے حوالہ سے ملک کے نیشنل اخبار آئرش انڈیپنڈنٹ (Irish Independant) کی 3/اپریل 1989ء کی اشاعت میں حضورؒ کا انٹرویو لینے والے جرنلسٹ Joseph Power کی "Caliph Calls on his Sect" کے عنوان سے تفصیلی خبر شائع ہوئی۔

اسی طرح گالوے اور اس کے گردونواح کے علاقوں کے لوکل اخبار Connacht Tribune میں 7/اپریل 1989ء کی اشاعت میں David O' Connel کی "MUslim religious leader opens a Galway Mission" کے عنوان سے خبر شائع ہوئی۔اس جرنلسٹ نے حضور کا انٹرویو لیا تھا۔

پھر اسی سال 5رستمبر کو Connacht Tribune کی 5رستمبر کی اشاعت میں ایک خبر بعنوان "Koran in Gaelge is Published" شائع ہوئی جس میں حضورؒ کے دورہ کا مختصر ذکر کیا گیا۔

....

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے 14 تا 18 جون 1989ء کو جماعت احمدیہ کینیڈا کا تیسرا دورہ فرمایا۔اس دورہ کی اہم تقریب حضور رحمہ اللہ کی تصنیف Murder in the name of Allah کی تقریب رونمائی اور صد سالہ جشنِ تشکر کی مناسبت سے ایک خصوصی عشائیہ کا اہتمام تھا۔

یہ تقریب 16ر جون 1989ء کو ٹورانٹو کے ایک بڑے اور خوبصورت ہوٹل Westin Harbour Castle میں منعقد ہوئی۔تقریب کا آغاز چھ بجے شام ہوا۔

حضورِ انورؒ نے اس تقریب میں 'اسلام اور امن عالم' کے موضوع پر خطاب فرمایا اور آخر میں کتاب کے بارہ میں سوالات کے نہایت مدلّل اور بصیرت افروز جوابات دیئے۔سامعین میں کینیڈا کے بڑے دانشور، پروفیسرز، یونیورسٹی کے طلباء، مختلف مذاہب کے نمائندے اور صحافی تھے۔ جماعت احمدیہ کینیڈا کی طرف سے حاضرین کو یہ کتاب تحفۃً بھی پیش کی گئی۔بعض حاضرین نے اپنی خواہش سے کتاب قیمتاً بھی حاصل کی۔بعض افراد نے حضورؒ سے کتاب پر آٹوگراف بھی حاصل کئے۔

یہ تقریب خدا کے فضل سے نہایت کامیابی سے سوا سات بجے اختتام پذیر ہوئی۔کینیڈا کے ایک بڑے اخبار The Globe and Mail کے علاوہ دوسرے کینیڈین اخبارات نے نمایاں خبریں شائع کیں۔ٹیلیویژن پر بھی اس پروگرام کی جھلکیاں دکھائی گئیں۔اس تقریب کے لئے کینیڈا کے وزیر خارجہ عزت مآب Joe Clark نے آٹوا سے ایک سفیر خصوصی پیغام دے کر ٹورانٹو بھجوایا۔لبرل پارٹی کے کئی وفاقی ممبران پارلیمنٹ، نیوڈیموکریٹک پارٹی کے لیڈر Bob Rae اور چار میئرز سمیت شہر کے مختلف طبقات کے نمائندے، دانشور، تاجر، وکلاء، جرنلسٹ وغیرہ تقریب میں شامل ہوئے۔اس تاریخی تقریب میں 500 کے قریب غیر از جماعت اور غیر مسلم دوستوں سمیت کل 1500 افراد شریک ہوئے۔

کتاب کی تقریب رونمائی ختم ہونے پر تمام مہمان دوسرے بڑے ہال میں مدعو کئے گئے جہاں جماعتِ احمدیہ کے صدسالہ جشن تشکّر کی تقریب کا اہتمام کیا گیا تھا۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ ساڑھے سات بجے ہال میں تشریف لائے۔ اسٹیج پر وفاقی اور صوبائی پارلیمنٹ کے اراکین، دانشور، بعض شہروں کے میئرز، ممتاز صحافی حضورؒ کے ساتھ تشریف فرما ہوئے جن کی تعداد ستائیس تھی۔

تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔اس کے بعد پارلیمنٹ کینیڈا کے معزز ممبر عزّت مآب Maurizio Bevilacqua نے معزز ممبران پارلیمنٹ، دانشوروں اور ممتاز صحافیوں کا تعارف کروایا۔اس کے بعد مسس ساگا کی میئر عزت مآب Hazel McCallion نے خطاب کیا۔دیگر امور کے ساتھ انہوں نے حضور رحمہ اللہ کی خدمت میں اپنے شہر میں مسجد بنانے کی بھی درخواست کی۔

وان شہر کے ڈپٹی میئر نے حضور رحمہ اللہ کو اپنے شہر کی چابی پیش کی۔آپ نے جماعت احمدیہ کے وان شہر میں خوبصورت مسجد ''مسجد بیت الاسلام'' بنانے کے فیصلہ پر مسرّت کا اظہار کیا۔ان کے بعد بریمپٹن کے میئر نے حضور رحمہ اللہ کی خدمت میں کینیڈا کا قومی نشان Maple Leaf پیش کیا۔ مارکھم شہر کی میئر نے حضور رحمہ اللہ کی خدمت میں مارکھم شہر کی فریم شدہ شہریت پیش کی۔اسی طرح اور کئی معزز مہمانوں نے اپنے نیک جذبات کا اظہار کیا۔

ان کے بعد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے ایک بہت ہی ولولہ انگیز خطاب فرمایا جو کینیڈا کی سرزمین پر احمدیت کی پہلی صدی کی جوبلی کا اہم ترین اور تاریخی خطاب تھا۔

حضورؒ نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ:

''مجھے جو ایک شہر کی چابی دی گئی ہے یا کینیڈا کا قومی نشان پیش کیا گیا ہے، اس میں صرف اسی قدر تو خرچ ہوا لیکن اس کے ساتھ جو محبت لپٹی ہوئی ہے اور اس کے ساتھ گرم جوشی کے جو جذبات مجھے ملے ہیں مَیں ان سے مغلوب ہو چکا ہوں۔آپ ان جذبات محبت کا تصور بھی نہیں کر سکتے جو مَیں واپس اپنی عارضی قیامگاہ، لندن اپنے ساتھ لے کر جاؤں گا۔

یہ کینیڈین مہربانیاں، یہ فراخ دلی اور خوش دلی، کینیڈین انسان دوستی اور سب سے بڑھ کر کینیڈین خاکساری جو مجھ جیسے بے خانماں رہنما کے لئے پیش کی گئیں ان سب کے لئے میرا دل شکر کے جذبات سے لبریز ہے۔ مَیں تو اِس وقت وہ لیڈر ہوں جسے اپنے ہی وطن میں گھر بھی نصیب نہیں۔ مگر میرا گھر تو ہر جگہ ہے۔ خصوصیت سے آج رات آپ کا سلوک دیکھ کر مجھے یقین ہو گیا ہے کہ ''کینیڈا میرا وطنِ ثانی ہے۔''

نیز فرمایا:

''میری دعا ہے کہ کینیڈا ساری دنیا ہو جائے اور ساری دنیا کینیڈا ہو جائے۔''

حضور کے ان پُر خلوص جذبات کے اظہار سے حاضرین پر ایک عجیب وجد کی سی کیفیت طاری تھی۔

اپنا خطاب جاری رکھتے ہوئے حضورؒ نے فرمایا کہ گزشتہ برس اور اس سال کے آغاز میں مَیں نے مشرقی اور مغربی افریقہ کے ممالک کا دورہ کیا تو مَیں نے انہیں بھی یہ پیغام دیا۔ کئی حکومتوں نے انتہائی محبت اور شفقت کا سلوک کیا یہاں تک کہ سیرالیون کے صدر صاحب نے اپنا ذاتی ہیلی کاپٹر وہاں میرے قیام کے دوران میرے لئے وقف کر دیا۔ اپنا ایک وزیر میرے ہمراہ کیا جو میرے ساتھ رہا۔ مَیں کسی حکومت کا نمائندہ تو نہ تھا۔ مگر جو کچھ ہوا وہ عام سیاسی معمول کے برعکس تھا اور محلّاتی اصولوں اور قوانین کے بھی خلاف تھا۔ مگر یہ کیا تھا؟ یہ افریقن مہمان نوازی تھی، افریقن فراخدلی تھی اور افریقن خلوص اور محبت تھی۔ مَیں نے ان سے کہا کہ اگر آپ نے باوجود موجودہ تکالیف اور تنگیوں کے ان قدروں کو قائم رکھا اور ختم نہ ہونے دیا تو آپ زندہ رہیں گے اور آپ کا مستقبل تابناک ہوگا۔

کتاب کی تقریبِ رونمائی اور عشائیہ کی تقریب مسلسل چھ گھنٹے پر مشتمل تھیں۔ عموماً لوگ اتنی لمبی تقاریب کے عادی نہیں ہوتے لیکن یہاں ہر مہمان نہایت بشّاش، خوش اور مطمئن تھا۔ سیاستدانوں، صحافیوں اور دانشوروں نے دل کھول کر اپنی مسرّت کا اظہار کیا۔ وہ بعد میں حضورؒ کے ساتھ محوِ گفتگو بھی رہے۔

جماعت کینیڈا کی تاریخ میں یہ پہلی جماعتی تقریب تھی جس میں اس کثرت سے وزراء، دارالعوام (House of Commons) کے اراکین، مختلف شہروں کے میئرز اور اعلیٰ تعلیم یافتہ

طبقہ نے شرکت کی۔ حضورؒ نے براہِ راست انہیں اپنی روح القدس سے تائید یافتہ زبان سے اسلام کی صحیح تعلیم سے روشناس کرایا۔

17، 18/ جون 1989ء کو تیرھواں جلسہ سالانہ کینیڈا Sir John A. McDonald Secondary School سکاربرو میں منعقد ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اس جلسہ سالانہ کو ازراہِ شفقت رونق بخشی اور جلسہ کے افتتاحی اور اختتامی خطابات کے علاوہ مستورات سے الگ بھی خطاب فرمایا۔

. . . .

جون 1989ء میں امریکہ کے دورہ کے دوران حضور رحمہ اللہ نے روچیسٹر (نیویارک اسٹیٹ) میں مسجد بیت النصیر کا افتتاح فرمایا۔

23/ تا 25/ جون بالٹی مور میں منعقدہ جماعت احمدیہ امریکہ کے جلسہ سالانہ میں شمولیت فرمائی اور خطابات سے نوازا۔

30/ جون کو حضورؒ نے سان فرانسسکو میں احمدیہ مشن کا رسمی افتتاح فرمایا۔

حضور رحمہ اللہ نے خطبہ جمعہ فرمودہ 30/ جون 1989ء بمقام پٹسبرگ (Pittsburgh) سان فرانسسکو (امریکہ) میں فرمایا:

"جماعت احمدیہ سان فرانسسکو کے لئے یہ دن ایک خاص مبارک اور تاریخی دن ہے کیونکہ ایک لمبے عرصے کے بعد جماعت احمدیہ کو جس مشن کی ضرورت تھی وہ مشن انہیں مہیا ہوا اور آج خدا کے فضل سے اس کا رسمی طور پر افتتاح کیا جا رہا ہے۔ جماعت احمدیہ سان فرانسسکو اگرچہ بہت دور دور تک پھیلی ہوئی ہے اور عملاً ایک جماعت نہیں بلکہ تین جماعتوں میں منقسم ہے بلکہ غالباً ایک چوتھی چھوٹی سی جماعت بھی اس کے پاس منسلک ہو چکی ہے اس لحاظ سے ہمارا سب سے بڑا مسئلہ ایسی جگہ کی تلاش تھا جو مختلف جماعتوں کے لئے کم و بیش برابر فاصلے پر ہو اور دوسرے ضرورت یہ تھی کہ رقبہ اتنا بڑا ہو کہ آئندہ کی ضروریات کو پوری کر سکے اور جلد ہی یہ احساس نہ پیدا ہونا شروع ہو جائے کہ ہم نے

چھوٹی اور تنگ جگہ لے لی اور بعد میں آنے والے ہم پر شکوے کریں۔ اس پہلو سے اللہ تعالیٰ کا یہ سلوک ہمیشہ جماعت کے ساتھ چلا آ رہا ہے کہ کھلے اور وسیع حوصلے کے ساتھ جو جگہ بنائی جاتی ہے خدا تعالیٰ جلد جماعت کو وسیع کر کے اس جگہ کو بھر دیتا ہے۔“

حضورؒ نے فرمایا:

”اس پہلو سے سب سے پہلے تو میں جماعت احمدیہ سان فرانسسکو کو مبارکباد کے ساتھ اس امر کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ آپ اس مشن ہاؤس کو اپنے وجود کے تقویٰ سے زینت بخشیں، اپنے دلوں کے تقویٰ سے زینت بخشیں۔ جب بھی یہاں آیا کریں خدا کی خاطر آیا کریں اور یہ فیصلہ کر کے آیا کریں کہ آپ کی نیکی یہاں آ کر دوسرے بھائیوں کی نیکی کے ساتھ مل کر ایک خوبصورت نظارہ پیش کرے گی۔ امر واقعہ یہ ہے کہ نیکیاں نیکیوں کے ساتھ مل کر ایک عظیم الشان قوت بن جایا کرتی ہیں۔ ایک شخص کی اکیلی نیکی اپنی جگہ خوبصورت ہے لیکن جب متفرق نیک لوگ ایک جگہ اکٹھے ہوں تو ان کی نیکی کی اجتماعی قوت سے ایک غیر معمولی عظیم الشان روحانی قوت پیدا ہوتی ہے جس کا اثر ان کے ماحول پر بھی پڑتا ہے۔ ایک دوسرے پر ان کا اثر پڑتا ہے۔ تبھی انفرادی دعاؤں کی ایک اپنی حیثیت اور ایک اپنا مقام ہے لیکن اس کے باوجود اجتماعی دعاؤں کی جو شان اور جو شوکت ہے، یعنی روحانی معنوں میں، اس کا بعض صورتوں میں انفرادی دعاؤں سے مقابلہ نہیں ہو سکتا۔ پس اس مسجد کو آپ نے اپنے تقویٰ کی اجتماعی شکل سے زینت بخشنی ہے۔“

اس سلسلہ میں حضور رحمہ اللہ نے ایک نہایت اہم نکتہ کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:

”آپ کا تھوڑا ہونا اس راہ میں کوئی عذر نہیں کہ آپ سے اتنا عظیم الشان شہر جو سان فرانسسکو ساری دنیا میں مشہور ہے اور ساری دنیا میں ایک بہت ہی طاقتور اور بااثر شہر کے طور پر اس کے تذکرے چلتے ہیں اس میں یہ چھوٹی سی جماعت اثر پیدا کر سکے۔ اس راہ میں آپ کا یہ عذر کافی نہیں کہ ہم تو بہت ہی تھوڑے ہیں، ہماری تو کوئی گنتی نہیں، ہمارا تو کوئی شمار نہیں، ہم غریب لوگ ہیں، ہم میں سے اکثر باہر سے آنے والے ہیں اور اس سوسائٹی پر ہم کیا اثر انداز ہو سکتے ہیں؟

مَیں آپ کو بتاتا ہوں کہ اخلاق حسنہ، وہ اخلاق جوتقویٰ سے پیدا ہوتے ہیں، وہ شخصیتیں جوتقویٰ کی بناء پر تعمیر پاتی ہیں، وہ لوگ جواللہ کی محبت دل میں رکھتے ہیں اوراس محبت کے نتیجے میں خدائی وجود بن جاتے ہیں وہ یقیناً بااثراور بارسوخ وجود ہوتے ہیں۔ان کی تعداد کی کمی ان کے رسوخ کی راہ میں حائل نہیں ہوا کرتی۔ چنانچہ۔۔۔کینیڈا کے سفر میں مشرق سے مغرب تک جہاں جہاں مَیں گیااللہ تعالیٰ کے فضل سے وہاں کی جماعتوں کی یہ غیر معمولی خوبی مجھے دکھائی دی۔ممبرز آف پارلیمنٹ، وہاں کے میئرز، وہاں کے ایلڈرمین (Eldermen) غرض یہ کہ جتنے مختلف قسم کے شہر کے نمائندے یا علاقوں کے نمائندے تھے جب وہ مجھ سے ملے توانہوں نے بطور خاص اس بات کا ذکر کیا کہ ہم آپ کی جماعت کی اعلیٰ اخلاقی قدروں سے اتنا متأثر ہیں کہ ہم چاہتے ہیں کہ یہ جماعت نشوونما پائے،ہم اس جماعت کے ممنون ہیں کہ اس جماعت نے ہماری سوسائٹی میں نئے رنگ بھرنے میں ایک عظیم الشان کردار ادا کرنا شروع کیا ہے۔ تھوڑے ہونے کے باوجود ہماری نظران پرتحسین کے ساتھ پڑ رہی ہے اورہم اپنے پرلازم سمجھتے ہیں کہ بحیثیت امام جماعت احمدیہ آپ کے اس دورے پرخصوصیت کے ساتھ آپ کا شکریہ ادا کریں کہ آپ نے اتنی حسین جماعت کی تعمیر میں ایک کردار ادا کیا ہے۔یہ احساس کوئی معمولی احساس نہیں ہے۔اس احساس کااعتراف اس سے بھی زیادہ حیرت انگیز ہے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ30رجون1989ءخطبات طاہر جلد8صفحہ445تا450)

. . . .

3رتا6رجولائی1989ء کوحضورؒ نے وسطی امریکہ کے ملک گوائٹے مالا کادورہ فرمایااور3رجولائی کوگوائٹے مالامیں جماعت کی پہلی مسجد”بیت الاوّل“ کاافتتاح فرمایا۔افتتاحی تقریب میں صدر مملکت کی نمائندگی میں نائب صدر مملکت اور پانچ وزراء شامل ہوئے۔ اسی طرح نائب وزیر داخلہ،بعض ممبرانِ پارلیمنٹ اورعلاقہ کے معزّزین نےشرکت کی۔قریباً پانچ صدافراداس میں شامل ہوئے۔

اسی شام مسجد کے افتتاح کے حوالہ سے منعقدہ استقبالیہ تقریب میں اہم ملکی وغیرملکی شخصیات نے شرکت کی۔کئی ملکوں کے سفراء بھی شامل ہوئے۔

4رجولائی کوحضورؒ نے احمدیہ کلینک 'بیت الشافی' کا سنگِ بنیاد رکھا جس میں وزیرِ صحت بھی شامل ہوئے۔اسی روز صدرِ مملکت سے نیشنل پیلس میں ملاقات کے دوران انہیں مختلف زبانوں میں قرآنِ کریم کے تراجم و دیگر اسلامی کتب کا تحفہ دیا گیا۔حضور کے دورے سے قبل یہاں کوئی مقامی احمدی نہ تھا۔دورہ کے دوران ہی بیعتوں کے ساتھ مقامی جماعت کا قیام ہوا۔حکومت کے سربراہان اور متعدد وزراء سے انفرادی ملاقات ہوئی۔ریڈیو اور ٹی وی پر حضور کے انٹرویوز نشر ہوئے۔پریس اور میڈیا کے ذریعہ وسیع پیمانے پر جماعت کا پیغام پہنچا۔

5رجولائی کو گوئٹے مالا کے وزیرِ خارجہ حضورِ انورؒ سے ملاقات کے لئے آپ کی رہائشگاہ پر تشریف لائے اور مختلف امور پر ڈیڑھ گھنٹہ تک گفتگو کی۔

6رجولائی کو حضور رحمہ اللہ گوئٹے مالا سے لاس اینجلس (امریکہ) کے لئے روانہ ہوئے۔

....

7رجولائی کو حضورؒ نے لاس اینجلس (امریکہ) میں نو تعمیر شدہ خوبصورت مسجد "بیت الحمید" کے افتتاح کی تقریب میں شمولیت فرمائی۔

حضور رحمہ اللہ نے 7رجولائی 1989ء کو مسجد بیت الحمید لاس اینجلس (امریکہ) میں اس کے افتتاح کے حوالہ سے مساجد کی تعمیر کی غرض و غایت کے مضمون پر نہایت لطیف مضمون بیان کرتے ہوئے فرمایا:

> "آج مَیں آپ کے سامنے اس خوشی کا اظہار کرنا چاہتا ہوں کہ جماعت نے اس دور میں جو ہمارے لئے بڑا ہی دکھوں کا دور تھا کثرت کے ساتھ مساجد بنا کر بار بار مومنوں کی خوشیوں کے سامان کئے ہیں اور ہر مسجد جو دنیا میں کہیں بنی ہے وہ ساری جماعت کی خوشیوں میں اضافے کا موجب بنی ہے خصوصاً اِس دور میں، اِس پس منظر کے نتیجے میں۔
>
> پس وہ ساری مساجد جو افریقہ میں بنی ہیں، نامعلوم ہیں یا انڈونیشیا میں بن رہی ہیں اور نامعلوم ہیں، جو بنگلہ دیش میں بن رہی ہیں اور نامعلوم ہیں، ہندوستان میں بن رہی ہیں اور نامعلوم

ہیں، آج ہم ان سب مساجد کو اپنی دعاؤں میں شامل کرلیں گے اور نماز میں جو دعا کی جائے گی اس میں صرف اس مسجد کے او پر خدا کے حضور سجدہ تشکّر ادا نہ کیا جائے بلکہ اس سارے عرصے میں خدا نے جو عظیم الشان توفیق ہمیں عطا فرمائی ہے ہر للہ مساجد بنانے کی اس سب مضمون کو پیش نظر رکھ کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے۔“

حضورؒ نے فرمایا:

”اس ضمن میں ایک اور مسجد کا ذکر مَیں ضروری سمجھتا ہوں یعنی گوئٹے مالا کی مسجد جس کا اسی رنگ میں افتتاح ہم نے چند دن پہلے کیا ہے، تین یا چار دن پہلے۔ گوئٹے مالا ایک ایسا ملک ہے جو خالصۃً نہیں تو اکثریت شکل میں کیتھولک ہے اور اتنی بھاری تعداد کیتھولک کی ہے کہ دوسرے جو عیسائی فرقے ہیں وہ گنتی کے چند ہیں اور ان کو کوئی اپنے ملک میں عظمت حاصل نہیں۔ کیتھولک ہونے کے لحاظ سے میرا یہ تأثر تھا کہ یہ لوگ تعصب دکھائیں گے۔ اگر ایک مسلمان ملک میں مساجد پر پابندی ہو جائے تو لازمی بات ہے کہ جیسے کہتے ہیں دودھ کا جلا چھاچھ بھی پھونک کے پیتا ہے۔ مجھے یہ ڈر تھا کہ کیتھولک ملک میں تو بہت ہی زیادہ تعصب دکھایا جائے گا۔ لیکن میں حیران رہ گیا دیکھ کر کہ ہر منزل پر، ہر قدم پر ان لوگوں نے اتنا تعاون کیا ہے۔ حکومت نے بھی، وہاں کے انجینئرز نے بھی یہاں تک کہ وہاں کے معماروں اور مزدوروں نے بھی۔ . . . وہ سارے کیتھولک تھے اور حکومت نے ایسی گہری دلچسپی لی اور ایسا تعاون سے بڑھ کر کہنا چاہئے محبت کا اظہار کیا کہ میرے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ اتنا وسیع حوصلہ دنیا کی کوئی حکومت دکھا سکتی ہے۔ مقامی طور پر وہاں ابھی ایک بھی احمدی نہیں لیکن وہاں کے پریذیڈنٹ صاحب نے میری ملاقات کے وقت بتایا کہ میری خواہش تھی کہ میں خود آ کر اس تقریب میں شامل ہوں لیکن ایک انتہائی ضروری Executive کی میٹنگ تھی اس کی وجہ سے میں نہیں آسکا تو میں نے اپنے وائس پریذیڈنٹ کو بھجوایا۔ . . . اور دوسرے بعض وزراء اس میں شامل ہوئے اور مقامی لوگ جن کو بھی دعوتیں دی گئیں تھیں بڑے بڑے ہر قسم کے وہ وہاں تشریف لائے اور اس تقریب کو بہت ہی انہوں نے رونق بخشی اور جماعت کی طرف سے جب مسجد کے متعلق اور اس کے مقاصد کے متعلق مختصراً ذکر کیا گیا تو بہت ہی گہرا اثر انہوں نے قبول کیا۔ بعد میں کچھ عرصہ

بیٹھے بھی۔ کچھ لوگ ان میں سے آ کے اور بار بار اپنی محبت کا اور خوشی کا اظہار کرتے رہے۔

اس لئے مجھے اس ملک سے بڑی توقع پیدا ہوئی ہے کہ چونکہ انہوں نے خدا کے گھر بنانے میں غیر معمولی تعاون کیا ہے اور محبت کا اظہار کیا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ اسلام کے لئے ان کے دل کھولے گا اور اس کے آثار بھی ظاہر ہونے شروع ہو گئے ہیں۔ اتنی جلدی، اتنی گہری دلچسپی اسلام میں لینی شروع کر دی ہے انہوں نے کہ جس کے متعلق کسی اور ملک میں مجھے ایسا تجربہ نہیں ہوا۔ ہر قسم کے صاحب حیثیت یا عامۃ الناس یعنی ہر قسم کے لوگ مسجد میں ہی دلچسپی نہیں لے رہے بلکہ جماعت احمدیہ کے پیغام میں دلچسپی لے رہے ہیں۔ چنانچہ وہاں حکومت کی طرف سے جو نمائندے ہماری دیکھ بھال کے لئے مقرر ہوئے تھے اور وہ کافی با اثر لوگ تھے ان سب نے مجھ سے چلنے سے پہلے درخواست کی کہ ہمیں اسلام میں گہری دلچسپی پیدا ہو گئی ہے اس لئے آپ ہمیں ضرور وقت دیں تا کہ ہم کچھ سوال کر سکیں۔ اس دلچسپی کی وجہ کیا تھی؟ دلچسپی کی وجہ یہ تھی ہمارے ایک ساتھی نے ان سے پوچھا۔۔۔ کہ تم متاثر نظر آ رہے ہو۔ بتاؤ سب سے زیادہ تمہیں کس چیز نے متاثر کیا ہے؟ تو ان کے جو افسر اعلیٰ تھے انہوں نے جواب دیا کہ سب سے زیادہ ہمیں آپ کی نماز نے متاثر کیا ہے، آپ کی عبادت نے متاثر کیا ہے اور ایسا گہرا اثر ہمارے دل پر ڈالا ہے۔

۔۔۔ چنانچہ اس نے درخواست کی کہ میں مسلمان تو نہیں ہوں مگر مجھے نماز پڑھنے کی اجازت دی جائے۔۔۔ تو وہ مساجد جو خدا کی خاطر بنائی جاتی ہیں اور وہ عبادت جو خدا کی خاطر ادا کی جاتی ہے اس میں ایک گہرا روحانی اثر ہوا کرتا ہے اور اگر کسی قوم میں روحانیت زندہ ہو تو سب سے زیادہ اس قوم کو اپنے مذہب کی طرف مائل کرنے کا یہی ذریعہ بنتا ہے۔

پس میں سمجھتا ہوں کہ گوئٹے مالا کی مسجد بھی چونکہ خالصۃً لِلّٰہ بنائی گئی تھی اس لئے وہاں نمازیوں کا انتظام خدا تعالیٰ نے خود فرما دیا ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ جلد ہی وہاں وہ مسجد جو اس لحاظ سے بہت بڑی ہے کہ صرف باہر سے آئے ہوئے دو پاکستانی احمدی وہاں ہیں۔ اس کے باوجود مجھے امید ہے کہ جلد ہی انشاء اللہ وہ مسجد بھی نمازیوں سے بھر جائے گی اور چھوٹی ہو جائے گی۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 7 رجولائی 1989ء خطبات طاہر جلد 8 صفحہ 464 تا 467)

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

11 ر سے 13 ر جولائی 1989ء تک حضورؒ نے فجی آئی لینڈ کا دورہ فرمایا۔

11 ر جولائی کو تین حکومتی وزراء نے آپؒ سے ملاقات کی۔ اسی شام صد سالہ جوبلی کے حوالہ سے منعقدہ تقریب میں مختلف مذہبی وغیر مذہبی جماعتوں کے افراد بھی شامل ہوئے۔

12 ر جولائی کو صووا (Suva) کے میئر نے حضورؒ کے اعزاز میں ایک استقبالیہ دیا جس میں سٹی کونسل کے ممبران شامل ہوئے۔ اسی طرح میڈیا کے نمائندگان سے قریباً دو گھنٹے پر مشتمل انٹرویو ہوا۔

12 ر جولائی کو ہی Scotts Hotel Suva میں حضورؒ کے اعزاز میں منعقدہ استقبالیہ تقریب میں ملک کے چیف جسٹس، متعدّد جج صاحبان، ممتاز وکلاء، سیاستدان، وزرائے مملکت، مختلف ممالک کے سفراء، چرچ لیڈرز اور میڈیکل پروفیشن سے تعلق رکھنے والے افراد شامل ہوئے۔

13 ر جولائی کو Loutoka میں احمدیہ پرائمری سکول کے اساتذہ و طلباء سے ملاقات کی۔ Loutoka کے میئر کی طرف سے استقبالیہ میں شرکت فرمائی اور اسی شام ناندی (Nandi) میں منعقدہ تقریب میں امن کے موضوع پر خطاب فرمایا اور حاضرین کے سوالات کے جوابات دیئے۔

....

14 جولائی 1989ء کو حضور نے آسٹریلیا میں جماعت احمدیہ کی پہلی مسجد ''بیت الھدیٰ'' کا افتتاح فرمایا۔ آپ نے اپنے خطبہ جمعہ میں اس کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

''یہ مسجد جس کی بنیاد آج سے تقریباً چھ سال پہلے مَیں نے رکھی تھی اب اللہ تعالیٰ کے فضل اور احسان کے ساتھ پایۂ تکمیل کو پہنچ چکی ہے۔.... آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ جگہ جس کا رقبہ تقریباً اٹھائیس ایکڑ ہے یہ جماعت کی جو نظر آنے والی ضروریات ہیں میرے نزدیک تو اس کے مطابق ہے۔ مَیں تو سمجھتا ہوں خدا وہ وقت جلد لائے گا کہ جماعت ہم لوگوں کے دیکھتے دیکھتے اتنی ترقی کرے گی کہ یہ مسجد اور یہ علاقہ انشاء اللہ جماعت کی ضروریات کے مطابق ثابت ہوگا۔.... آج نہیں، کل نہیں تو دس پندرہ، بیس سال کے اندر انشاء اللہ یہ علاقہ جماعت کے لحاظ سے بارونق ہو جائے گا۔''

آج حضور رحمہ اللہ کی یہ پیشِ خبری خدا کے فضل سے بڑی شان سے پوری ہو رہی ہے۔

....

18 ؍ستمبر تا 21؍ستمبر 1989ء حضورؒ نے ڈنمارک کے دورہ کے دوران 19؍ستمبر کو مجلس عاملہ ڈنمارک کا انتخاب اپنی صدارت میں کروایا۔اس سے قبل ایک پُر معارف خطاب فرمایا۔

19؍ستمبر کو نیشنل ٹی وی کو ایک گھنٹہ کا انٹرویو دیا۔اور کوپن ہیگن کی یونیورسٹی میں Islam and Tolerance کے موضوع پر خطاب فرمایا۔اور حاضرین کے سوالات کے جوابات دیئے۔

20؍ستمبر کو انٹرنیشنل پیپلز کالج (International People's College Helsingør) میں اساتذہ وطلباء سے خطاب فرمایا۔اسی روز ایک اخبار کو انٹرویو دیا اور استقبالیہ تقریب میں شرکت فرمائی۔

....

اس کے بعد حضور رحمہ اللہ ناروے تشریف لے گئے اور وہاں خطبہ جمعہ فرمودہ 22؍ستمبر 1989ء میں سب سے پہلے جہاں صدسالہ جشنِ تشکّر کے سلسلہ میں مختلف ممالک کے دوروں کے نتیجہ میں جماعت کے اندر پیدا ہونے والے ایک نئے ولولے اور نئی زندگی کا ذکر فرمایا وہاں دنیا بھر میں جماعت کے اندر ہی نہیں جماعت کے باہر بھی احمدیت کے حق میں خدا تعالیٰ کی طرف سے چلنے والی تائیدی ہواؤں کا ایمان افروز ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

”امسال مجھے خدا تعالیٰ نے پھر ناروے کی جماعت میں آنے کی توفیق عطا فرمائی ہے اور یہ سفر خصوصیت کے ساتھ صدسالہ جوبلی کے ضمن میں منائے جانے والے جشنِ تشکر کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔اس سال مجھے خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ دنیا بھر کی بہت سی جماعتوں کے دورے کی توفیق عطا ہوئی اور ہر جگہ مَیں نے جماعت کے اندر ایک نیا ولولہ اور نئی زندگی پائی اور صرف جماعت ہی کے اندر نہیں بلکہ اردگرد کے ماحول میں بھی خدا تعالیٰ کے فرشتوں نے جماعت کے حق میں میلان پیدا فرمائے اور اس کے نتیجے میں کوئی ایسا سفر کسی ایک ملک کا بھی نہیں جس کے متعلق میں کامل یقین کے ساتھ یہ کہہ نہ سکوں کہ خدا تعالیٰ کے فرشتوں نے جماعت ہی کے اندر نہیں بلکہ جماعت کے باہر بھی تائید کی ہوائیں چلائی تھیں اور مَیں اُمید رکھتا ہوں کہ یہی حال اس ناروے کے دورے کا بھی ہوگا اور مَیں اُمید رکھتا ہوں کہ اس سفر کے بھی انشاء اللہ بہت

عمدہ اور دیر پا نتائج ظاہر ہوں گے۔

گزشتہ مما لک میں جہاں بھی سفر کی توفیق ملی وہاں سے متعدد خطوط مسلسل موصول ہو رہے ہیں جن میں بتایا جا رہا ہے کہ خدا کے فضل سے سفر کے اختتام کے بعد بھی لوگوں کی توجہ غیر معمولی طور پر جماعت میں بڑھتی چلی جا رہی ہے اور اس کے بہت سے نیک پھل نصیب ہو رہے ہیں۔‘‘

اسی خطبہ جمعہ میں حضور رحمہ اللہ نے تمام یوروپین اور مغربی مما لک میں بالعموم اور سکنڈے نیوین مما لک میں بالخصوص اسلام احمدیت کی مؤثر اور نتیجہ خیز تبلیغ کے لئے ان مما لک کے حالات کا گہری نظر سے مشاہدہ اور بصیرت افروز تجزیہ پیش کرتے ہوئے احباب جماعت کو اس طرف توجہ دلائی کہ یہ دَور اب دلائل کا دَور نہیں بلکہ اس سے بڑھ کر خدانمائی کا دَور ہے۔ مغربی دنیا میں بسنے والے احمدیوں کی رہنمائی اور یاددہانی کے لئے اس خطبہ سے بعض حصّوں کا انتخاب ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔ حضور رحمہ اللہ نے فرمایا:

’’اس جمعہ میں آج کے خطاب میں مَیں جماعت احمدیہ ناروے کو خصوصیت کے ساتھ اس طرف متوجہ کرتا ہوں کہ نارویجین قوموں میں سے خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ سعید روحیں تلاش کریں اور ان پر توجہ دیں اور دعاؤں سے کام لیں کہ اللہ تعالیٰ بکثرت اس قوم کے دل اسلام کی طرف پھیر دے۔ یہی میری تلقین دیگر سکنڈے نیوین مما لک کو بھی ہے کہ وہاں کی جماعتوں کو بھی اس طرف اب خصوصیت سے توجہ دینی چاہئے۔ اس سے پہلے اب تک ہماری جو بھی تبلیغی پالیسی رہی ہے اس کی رُو سے عموماً جماعتیں دلائل کے ذریعہ تبلیغ کرتی تھیں اور یہی طریق سکنڈے نیوین مما لک کے لئے بھی اب تک اختیار کیا جاتا رہا ہے۔

مگر میں نے محسوس کیا ہے کہ یہ دَور اب دلائل کا دَور نہیں رہا بلکہ اس سے بڑھ کر خدانمائی کا دَور ہے۔ جب تک جماعت احمدیہ میں خدا رسیدہ اور خدانما وجود پیدا نہیں ہوتے ہم ان مما لک میں کوئی روحانی انقلاب برپا نہیں کر سکتے۔‘‘

حضور رحمہ اللہ نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

’’دلائل کے لحاظ سے ان قوموں سے بات کی جاتی ہے جو اپنے مذہب کو اچھی طرح

سمجھتے ہوں اور دلائل کی رُو سے اپنے مذہب کے عقائد پر قائم ہوں۔ مگر آج کی دنیا میں ایسے بہت کم لوگ ہیں۔ اور یورپین ممالک میں تو ایسے بہت ہی کم لوگ ہیں جو دلائل کی بنیاد پر عیسائیت پر قائم ہوں۔ ایک پُرانا طبقہ ہے جن کو ابھی تک نئے زمانے کی ہوائیں نہیں لگیں وہ عیسائیت پر اس وجہ سے قائم ہیں کہ انہوں نے اپنی وراثت میں عیسائیت کو پایا۔ ان کی کوشش کا اور ان کی عقلوں کا عیسائیت کے ساتھ چمٹے رہنے سے کوئی بھی تعلق نہیں۔ ایسے طبقے کو جب آپ دلائل کے ساتھ سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں تو بالعموم یہ معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ وہ لوگ دلائل کی بنا پر عیسائیت کے ساتھ نہیں چمٹے ہوئے اس لئے دلائل کی رُو سے ان کو الگ بھی نہیں کیا جا سکتا۔ ان کے اندر ضد پائی جائے گی۔ ان کے اندر ہٹ دھرمی پائی جائے گی۔ آپ بائبل کے حوالوں سے، عہد نامہ قدیم کے حوالوں سے اور عہد نامہ جدید کے حوالوں سے اور عقل کے حوالوں سے ان کو سمجھانے کی کوشش کریں تو بات کے سمجھنے کے باوجود بھی وہ ہٹ دھرمی دکھاتے ہیں اور اکثر وہی طبقہ اِس وقت عیسائیت پر مضبوطی سے قائم ہے جو عقل کو رخصت دے کر ایک ضد کے طور پر ایک مذہب کو اپنائے ہوئے ہے اور ان کو اس سے کوئی دلچسپی نہیں ہے کہ دلائل مذہب کی موجودہ شکل کو سچا دکھاتے بھی ہیں یا نہیں۔ پس ایسے لوگوں سے تو دلائل کی بات ہو نہیں سکتی۔

وہ لوگ جو اس وقت بھاری اکثریت میں ہیں یعنی یورپ کا نوجوان طبقہ خصوصیت کے ساتھ سکنڈے نیویا میں نوجوان ہی نہیں بلکہ بڑی عمر کے بھی بہت سے لوگ ایسے ہیں جو عیسائیت کے قائل ہی نہیں۔ کسی مذہب کے بھی قائل نہیں۔ خدا کی ہستی پر اگر ایمان ہے تو ایک سرسری سا دُور کا ایمان ہے ورنہ عملاً یہ ایک دہریت کی زندگی بسر کرنے والے لوگ ہیں۔ ان قوموں میں ان حالات میں آپ عیسائیت کے خلاف یا عیسائیت کی صحیح تصویر دکھانے کے لئے سچی عیسائیت کے حق میں کیا دلائل دیں گے۔ جو بھی آپ دلائل دیں گے ان کی سمجھ اور دلچسپیوں سے بالاتر ہیں۔ وہ سمجھیں گے کہ آپ پتہ نہیں کس زمانے کی باتیں کر رہے ہیں۔ اب تو دَور بدل چکا ہے۔ ہم لوگ نئے میدانوں میں نکل آئے ہیں۔ نئی دلچسپیوں کی تلاش میں ہیں۔ ہمیں ان باتوں میں کوئی دلچسپی نہیں کہ عیسائیت کیا تھی، کیا ہے، کیا ہونی چاہئے؟ پس اس پہلو سے آپ کے دلائل

اکثر و بیشتر ایسے کانوں میں پڑتے ہیں جن کو ان باتوں میں بنیادی طور پر کوئی دلچسپی نہیں۔‘‘

حضور رحمہ اللہ نے فرمایا:

’’امر واقعہ یہی ہے کہ اس وقت مغربی دنیا کو تبدیل کرنے کے لئے دلائل کی ضرورت نہیں ہے بلکہ خود ایک دلیل بننے کی ضرورت ہے۔ خود خدا نُما ہونے کی ضرورت ہے۔ آپ کے اندر الٰہی صفات پائی جانی چاہئیں۔ آپ کے اندر وہ قوت پیدا ہونی چاہئے جو خدا سے تعلق کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہے جس کے نتیجے میں خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ انسان کے اندر تبدیلی پیدا کرنے کی صلاحیتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔‘‘

حضور رحمہ اللہ نے فرمایا:

’’ان میں سے ہر ایک کے اپنے مسائل ہیں ان میں سے کبھی کسی نے سوچا بھی نہیں ہوگا کہ دعا ایک طاقت ہے اور دعاؤں کے ذریعے ہی کامیاب ہو سکتے ہیں۔ ان کے اندر اچھی انسانیت کی جستجو ہے۔ ان کو یہ علم نہیں کہ اچھی انسانیت مذہب سے عطا ہوتی ہے۔ بلکہ اس کے برعکس یہ سمجھتے ہیں کہ مذہب انسانیت کے برے نمونے پیش کرتا ہے۔ ایسے ایک لمبے دور سے یہ خود گزرے ہوئے ہیں۔ جہاں عیسائیت کے راہنماؤں نے ان کے سامنے بد اثرات چھوڑے اور جس طرح ہمارے مُلک میں مُلّاؤں کے خلاف مذاق ہوتے ہیں ان کے متعلق دلچسپ قصے سنائے جاتے ہیں، ان کی منافقت کے بارہ میں لطائف بیان کئے جاتے ہیں۔ اس طرح کا ایک ایسا دَور تھا جب عیسائیت کے راہنماؤں سے متعلق بھی یہی باتیں ہوتی تھیں اور بہت سے لطائف مشہور تھے کہ یہ ہمارے مذہبی راہنما ہیں، یہ ان کے اخلاق ہیں اور یہ ان کے کردار ہیں۔ پھر ان کے تعصّبات، ان کی تنگ نظری، سخت مزاجی ان سب باتوں نے مل کر اہلِ مغرب کو رفتہ رفتہ مذہب سے دُور کرنا شروع کیا۔ پس ان کے ہاں جو مذہب کا تصور ہے وہ انسانیت کے مقابل پر ہے۔ یہ سمجھتے ہیں کہ انسانیت اور انسانی قدریں ایک چیز ہیں اور مذہب اور مذہبی قدریں اس کے مدِّمقابل دوسری چیز ہیں اور جتنا انسان مذہبی ہوتا چلا جائے گا اُتنا اس کا کردار اجنبی اور کھوکھلا اور مصنوعی ہوتا چلا جاتا ہے اور اس میں ایسی خوبصورت کشش نہیں پائی جاتی جس کے ذریعہ انسان اس سے متاثر ہوں۔ تو دراصل عام انسانی قدروں کی طرف بڑھنے کے نتیجے میں

یہ مذہب کے اس تصوّر سے دُور ہوتے چلے گئے۔

اس پہلو سے اس تجزیہ کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے آپ کو مذہب کو اس رنگ میں یہاں پیش کرنا ہوگا کہ اعلیٰ اخلاقی اقدار مذہب کے ساتھ وابستہ دکھائی جائیں۔ ان کو معلوم ہو کہ مذہب سے مراد نہایت اعلیٰ درجہ کے انسانی اخلاق اور ضابطہ حیات ہے جو انسان کی زندگی بدل دیتا ہے۔ اس کے نتیجے میں انسان ایک بہتر انسان کے طور پر دنیا میں اُبھرتا ہے۔ یہی وہ مضمون ہے جس کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت رسول اکرم ﷺ کے عظیم معجزے کے نقوش کی صورت میں بیان فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عظیم الشان معجزہ نے جو نقوش دنیا پر قائم کئے ان میں سے پہلا یہ تھا کہ جو جہلاء تھے، جو حیوانوں کی سی زندگی بسر کر رہے تھے انہیں انسان بنایا۔ پھر ان انسانوں کو باخدا انسان بنایا۔ پھر ان باخدا انسانوں کو خدانما انسان بنا دیا۔ یہ ساری منازل حضرت اقدس محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن کے معجزے نے چند سالوں میں طے کروا دیں اور یہی وہ منازل ہیں جن کو طے کئے بغیر آج بھی یہ معجزہ رُونما نہیں ہوسکتا۔ یہی وہ منازل ہیں جن کو طے کرنے کے بعد آج بھی یہ معجزہ رُونما ہوسکتا ہے۔ پس ان قوموں کے ساتھ اپنے روابط میں اپنے نفس کے ساتھ رابطہ قائم کریں اور اپنا تجزیہ کریں اور یہ معلوم کریں کہ آپ کس حد تک اعلیٰ درجہ کے انسان بنے ہیں کیونکہ کوئی انسان صحیح معنوں میں مسلمان نہیں بن سکتا جب تک وہ پہلے اعلیٰ درجے کا انسان نہ بنے۔ پس پہلے اپنے آپ کو انسانیت کی اعلیٰ قدروں سے مُزیّن کریں۔ اپنے آپ کو وہ حسن بخشیں کہ جو عام انسانوں کی نظر میں بھی حسن لگتا ہے۔ قطع نظر اس کے کہ مذہب کیا ہے یا رنگ کیا ہے یا نسل کیا ہے؟ اُس حسن کے ساتھ خدا تعالیٰ سے تعلق جوڑیں یا جیسا کہ میں نے پہلے ایک خطبے میں بیان کیا تھا کہ خدا تعالیٰ سے تعلق جوڑنے کے نتیجے میں یہ حسن پیدا کریں۔ ایسی صورت میں آپ کا یہ حسن گہرا ہوگا اور دائمی ہوگا۔ کسی سطحی کردار سے تعلق نہیں رکھے گا۔ ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ آپ کی نصرت فرمائے گا، آپ مدد کرے گا اور آپ جوں جوں باخدا بننے شروع ہو جائیں گے خدائی تقدیر آپ کو خدانما بنانا شروع کر دے گی۔ خدانمائی کی منزل باخدا بننے کے بعد آیا کرتی ہے۔ خدانمائی کی منزل میں پھر اعجاز شامل ہو جاتا ہے۔ دعاؤں کی قبولیت شامل ہو جاتی ہے اور اس کے نتیجے میں

اللہ تعالیٰ کے فضل سے غیر معمولی روحانی عظیم الشان تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں۔"

حضور رحمہ اللہ نے فرمایا:

"حقیقت یہ ہے کہ دعا ایک ایسا اعجاز ہے جو ہر احمدی کو عطا ہوا ہے۔ اس میں صرف خلیفہ وقت کا امتیاز نہیں۔ یہ وہ اعجاز ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے زمانے کا ایمان زندہ کرنے کیلئے ہمیں عطا کیا ہے اور یہی معنی ہیں اس بات کے کہ لَوْ كَانَ الْاِيْمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَيَّا لَنَالَهٗ رِجَالٌ اَوْ رَجُلٌ مِّنْ هٰٓؤُلَاۗءِ (بخاری کتاب التفسیر حدیث نمبر 4518) کہ اگر ایمان ثریا تک بھی چلا گیا یعنی زمین کلّیۃً چھوڑ گیا تب بھی ان لوگوں میں سے وہ ایک شخص پیدا ہوگا یا بعض اشخاص پیدا ہوں گے جو ثریا سے ایمان کو کھینچ لائیں گے۔ پس دعاؤں کے نتیجے میں ہی ایمان ثریا سے اُترا کرتے ہیں اور یہ کام ایک شخص کا نہیں بلکہ رجال کا ہے اور میرے نزدیک رجال سے مراد جماعت احمدیہ کے رجال ہیں اور وہ سارے خدا پرست لوگ، خدا رسیدہ لوگ، خدا نُما لوگ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تعلق باندھتے ہیں اور سچا اخلاص کا تعلق باندھتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو یہ اعجاز عطا کرتا ہے کہ ان کی دعائیں قبول ہوتی ہیں اور اپنے فضل کے ساتھ ان دعاؤں کے طفیل وہ دنیا میں آسمان پر گئے ہوئے ایمان کو واپس کھینچ لاتے ہیں۔

پس ان قوموں کو آپ کی دعاؤں کی ضرورت ہے۔ صرف بحث و تمحیص کی ضرورت نہیں ہے۔ اور دعاؤں کی ضرورت سے یہ مراد نہیں کہ اپنے ہونٹوں سے سرسری دعائیں کریں یا الگ بیٹھ کر دعائیں کریں خواہ دل کی گہرائی سے دعائیں ہوں۔ بلکہ وہ دعائیں کریں جن کا میں نے ذکر کیا ہے جو خدا کے پایۂ قبولیت میں جگہ پاتی ہیں جن کو خدا تعالیٰ نشان بنا دیا کرتا ہے۔ ایسی دعائیں ان قوموں کے حالات بدل سکتی ہیں اور اس کے بغیر نہیں۔"

آپ رحمہ اللہ نے فرمایا:

"یہ وہ ہتھیار ہے جس کو آج آپ کو سب سے زیادہ اہمیت دینے کی ضرورت ہے اور یہ ہتھیار ہر شخص کے قبضہ قدرت میں ہے۔ اگر وہ اسے لینا چاہے اور اپنانا چاہے۔ اور اگر نہ اپنانا چاہے تو کسی کے ہاتھ میں نہیں آسکتا۔ اس لئے آپ بڑی سنجیدگی کے ساتھ اس نئے نسخہ کو آزمائیں، اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کریں اور خود خدا نما بن جائیں۔ ایسی دعائیں کریں جو خدا

کے حضور مقبولیت کی جگہ پائیں اور اس کے نتیجہ میں آپ کے گردوپیش ماحول میں لوگ محسوس کرنے لگیں گے کہ ہمارے اندر ایک خدا رسیدہ انسان آ گیا ہے اور آپ کی دعاؤں کی برکت کے کرشمے وہ دیکھیں اور ان کے ماحول میں جو پاک تبدیلیاں آپ کی دعاؤں کے نتیجے میں ہوں وہ انہیں مجبور کر دیں کہ وہ رستہ اختیار کر لیں جس رستے پر خدا ملتا ہے اور جس کا مشاہدہ وہ خود اپنی آنکھوں سے کر چکے ہوں۔

پس یہ وہ ایک طریق ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ لازماً کامیاب ہوگا۔ اس کے ناکام ہونے کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔ یہی وہ طریق ہے جو پہلے بھی کامیاب ہوا تھا۔ اور یہی وہ طریق ہے جو دوبارہ اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سمجھایا گیا اور یہی وہ طریق ہے جس کی طرف آج میں آپ کو متوجہ کرتا ہوں۔ سارے سکنڈے نیویا کی مذہب سے عدم دلچسپی کا ایک ہی علاج ہے کہ یہاں آئے ہوئے احمدی باخدا انسان بن جائیں اور پھر خدا نما بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 22 ستمبر 1989ء، خطبات طاہر جلد 8 صفحہ 621 تا 629)

. . . .

مارچ 1990ء میں حضور رحمہ اللہ نے پہلی دفعہ پُرتگال کا دورہ فرمایا۔ اس سفر میں آپ فرانس اور سپین بھی تشریف لے گئے۔ یہ صد سالہ جشن تشکر کے سال کا آخری دورہ تھا۔

حضور رحمہ اللہ نے خطبہ جمعہ فرمودہ 9 مارچ 1990ء میں جو پرتگال کی سرزمین پر دیا گیا اس سفر کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"چونکہ یہ پہلا موقع ہے کہ مجھے پرتگال ملک میں آ کر جماعت احمدیہ کے مشن کا باقاعدہ افتتاح کرنے کا موقع ملا ہے اس لیے میری خواہش تھی کہ اس سفر میں ایک جمعہ بہر حال پرتگال کی زمین پر پڑھا جائے۔

جہاں تک اس سفر کا تعلق ہے جب سے ہم سپین کی سرزمین سے پرتگال میں داخل ہوئے ہیں اور اب جب کہ ہم جانے کے قریب ہیں اس تمام عرصے میں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ہم سب نے بے شمار تائیدات الٰہی کے نظارے دیکھے ہیں۔ یہ ایک ایسا ملک ہے جہاں

احمدیت بالکل غیر معروف تھی۔ اگرچہ دو سال سے مکرم کرم الٰہی ظفر صاحب نے یہاں مشن کا آغاز کر رکھا ہے اور چند سعید روحوں کو احمدیت میں داخل ہونے کی بھی توفیق ملی ہے لیکن جہاں تک ملک کے اکثر عوام کا تعلق ہے، یہاں کے دانشوروں کا تعلق ہے، یہاں کی حکومت کے نمائندگان کا تعلق ہے جماعت احمدیہ عملاً کالعدم سمجھی جاتی ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے یہاں آنے سے پہلے ایسے حیرت انگیز انتظامات جماعت کو یہاں متعارف کروانے کے پہلے سے تجویز فرما رکھے تھے کہ یوں معلوم ہوتا تھا کہ یہ سارا سفر خدا تعالیٰ کے ہاتھوں میں اس کی انگلیوں کے درمیان چل رہا ہے۔"

اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہاں بہت ہی کامیاب تقریبات ہوئیں۔ ریڈیو، ٹی وی، پریس میڈیا میں انٹرویوز ہوئے اور وسیع پیمانے پر اسلام احمدیت کا پیغام امن و محبت پہنچا۔

پرتگال میں ہونے والی تقریبات کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:

"تمام پارٹیوں کے اہم نمائندے ایک ایسی دعوت میں تشریف لائے جو فارن افیئرز (Foreign Affairs) کی ہاؤس کمیٹی کے چیئرمین نے دی اور یہ ایک بہت ہی اہم تقریب تھی۔ جس میں یہاں کے فارن افیئرز کی کمیٹی کے ممبران شریک ہوئے اور مجھے اپنے خیالات کے اظہار کا موقع دیا اور پھر اس کے بعد بعض سوالات کیے جن کے جواب دیے۔ اس کے بعد ان کی طرف سے لنچ دیا گیا۔ جس میں جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے تمام پارٹیوں کے نمائندگان شامل تھے اور وائس پریذیڈنٹ بھی تھے اور اس فارن افیئرز کمیٹی کے پریذیڈنٹ بھی تھے اور بعض سابق وزراء بھی تھے اور ان سے جب گفت و شنید ہوئی تو اندازہ ہوا کہ کس طرح اسلام کے لیے یہ جگہ پیاسی ہے اور اسلام کی تعلیم سے متأثر ہونے کے لیے بالکل تیار بیٹھی ہے۔۔۔۔

ایک اور بڑی اہم تقریب Porto میں جو یہاں کا دوسرا بڑا اہم شہر ہے اور تجارتی لحاظ سے پہلا اہم شہر ہے۔ وہاں کی سب سے زیادہ معزز کلب جس کے دو ہزار ممبر ہیں ان کے پریذیڈنٹ نے پہلے ہمیں لنچ دیا۔ پھر اس کے بعد رات کو ایک ڈنر دیا جس میں شہر کے بڑے بڑے معززین اور اسسٹنٹ گورنر بھی شامل ہوئے اور بہت ہی بارونق محفل رہی۔ اس کے بعد

مجھے کلب کے ہال میں تقریر کا موقع دیا گیا۔ جس کا موضوع یہ تھا کہ ”اسلام انسان کے بنیادی حقوق کے متعلق کیا رائے رکھتا ہے“۔ چنانچہ مَیں نے مختلف پہلوؤں سے اسلام کی بنیادی حقوق کی تعلیم کا ذکر کیا تو اس کے بعد جو دوست ملے ہیں انہوں نے بہت ہی خوشی اور محبت کا اظہار کیا۔ بلکہ ایک ممبر پارلیمنٹ Brito صاحب نے یہ اصرار کیا کہ انہیں اس کی کیسٹ مہیا کی جائے کیونکہ وہ اپنے دوستوں میں تقسیم کرنا چاہتے ہیں۔ تو یہ سارے امور ایسے ہیں جن پر ہمارا کچھ بھی اختیار نہیں تھا۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہاں کے اونچے طبقے تک اسلام کا صحیح پیغام پہنچانے کے ذریعے خدا تعالیٰ نے مہیا فرمائے اور ان ذریعوں میں سے ہمیں بھی ایک ذریعہ بنا دیا۔۔۔

جو Reception جماعت کی طرف سے کل یہاں دی گئی تھی اس Reception میں دنیا کے مختلف ممالک کے اور بعض بہت اہم ممالک کے سفارتکار بھی شریک ہوئے اور ان سے گفت وشنید کے دوران ان کے ممالک میں بھی تبلیغ کے نئے رستے نکلے۔“

آپؒ نے فرمایا:

”اگر جماعت دعاؤں میں مشغول رہے اور اللہ تعالیٰ سے غیبی امداد طلب کرتی رہے تو ایک تقریب کئی اَور تقریبات کے راستے کھول دیتی ہے اور ایک ملک میں مقبولیت کئی اور ملکوں میں مقبولیت کے سامان مہیا کر دیا کرتی ہے۔ اس طرح ہمارے دروازے جن نئے میدانوں میں کھلتے ہیں اور بہت سے دروازے اَور میدانوں میں کھلتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ صرف یہ ایک فکر لاحق ہوتی ہے کہ نئے تقاضوں کو ہم پورا کرنے کے اہل ثابت ہوں گے یا نہیں اور ان نئی ذمہ داریوں کو کما حقہ ادا کر سکیں گے کہ نہیں۔ لیکن چونکہ یہ دروازوں کے کھلنے کا جو سلسلہ جاری ہوا ہے یہ بھی ہماری کوششوں سے نہیں بلکہ محض اللہ کے فضل کے ساتھ جاری ہوا ہے اس لیے مَیں امید رکھتا ہوں کہ وہی فضل ہمارا حامی و مددگار ہوگا اور ان نئے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے ہمیں نئی جوان ہمتیں عطا کرے گا، نئے حوصلے بخشے گا، نیا استحکام جماعت کو عطا کرے گا اور جو جو نئی زمینیں ہم اسلام کے لیے فتح کریں گے ساتھ ساتھ ان کو مستحکم کرتے چلے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق بخشے۔

جماعت احمدیہ کے لئے، ساری عالمگیر جماعت احمدیہ کے لئے بہت سی خوشخبریاں ہیں جو ظاہر ہو چکی ہیں اور بہت سی ظاہر ہو رہی ہیں اور اس جوبلی کے سال کا پھل ہم خدا تعالیٰ کے فضل سے اس کثرت سے کھا رہے ہیں کہ دشمن کے لئے سوائے حسرت اور ناکامی اور دانت پیسنے کے کچھ بھی باقی نہیں رہا۔ اللہ تعالیٰ دشمن کے اس بڑھتے ہوئے غیظ و غضب کو ہمارے لیے مزید فضلوں کا موجب بنا دے اور اس کا جو دکھ، جو تکلیف جماعت کو پہنچی ہے، اپنے فضل سے اس کثرت سے برکتیں نازل فرمائے کہ وہ دکھ راستہ چلتے ہوئے ایک معمولی سے کانٹے کے دکھ سے بھی کم حیثیت کا دکھ رہ جائے اور خدا کے فضل ہمیں ہر آن ہر پہلو سے بڑھاتے چلے جائیں۔ (آمین)"

....

سپین میں قیام کے دوران بھی کئی مجالس سوال و جواب ہوئیں۔ ایک ریسیپشن میں دو صوبوں کے گورنر بھی تشریف لائے۔ اسی طرح کئی ملکوں کے سفارتکار اور دیگر سیاسی و سماجی اہم شخصیات شامل ہوئیں۔ حضور نے Sevilla یونیورسٹی کے عربی کے ڈیپارٹمنٹ میں اسلام کے بنیادی تعارف کے موضوع پر خطاب فرمایا جو بعد میں An Elementary Study of Islam کے نام سے شائع ہوا اور اس کے مختلف زبانوں میں تراجم بھی ہو چکے ہیں۔

حضور رحمہ اللہ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 16 مارچ 1990ء بمقام خاطبہ (XATIVA) سپین میں فرمایا:

"ایک مسلمانوں کی قوم کی ظاہری عظمت تھی جس کے آثار باقیہ یہاں دکھائی دیتے ہیں اور ایک اسلام کی تعلیم کی عظمت ہے جو اِن علاقوں سے بالکل مٹائی جا چکی ہے۔ پس جو روح تھی وہ تو غائب ہو گئی ہے اور جسم کے نشان اس طرح ملتے ہیں جیسے ہزاروں سال کے فراعین مصر کی ممیاں موجود ہوں۔ جب روح باقی نہ رہے تو جسم کی عظمت کی کوئی حقیقت نہیں رہا کرتی۔

پس سپین کی سرزمین درحقیقت عبرت کا ایک نشان ہے۔ وہ لوگ جو آج بھی ببانگِ دُہل اعلان کرتے ہیں کہ اسلامی جہاد کا معنی تلوار کا جہاد ہے اور تلوار کے زور سے علاقوں

کو فتح کرنا اور قوموں کو اسلام کو تسلیم کرنے پر مجبور کرنا ہی دراصل حقیقی اسلامی جہاد ہے، ان کے لیے یہ سپین کا علاقہ ہمیشہ کے لیے ایک عبرت کا نشان پیش کرتا ہے اور ان کو بانگ دُہل یہ بتاتا ہے، بڑے زور سے اس بات کا اعلان کرتا ہے کہ تلوار کی عظمت کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ تلوار کی عظمتیں تلواروں کے ذریعے توڑ دی جاتی ہیں۔ اور حقیقی عظمت پیغام ہی کی عظمت ہے اور محبت کی عظمت ہے اور عقل اور حکمت کی عظمت ہے جو ہمیشہ باقی رہا کرتی ہے۔ پس آپ دیکھیں کہ وہ علاقے جو مسلمانوں نے پیغام کے ذریعے فتح کیے تھے آج تک اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ خدا اور رسول کے پیاروں کی عظمت کے گیت گا رہے ہیں۔ آپ انڈونیشیا چلے جائیں، آپ ملائشیا چلے جائیں، آپ چین کے اُن علاقوں میں جا کر سیر کریں جہاں مسلمانوں نے پیغام پہنچا کر یعنی قرآن کریم کا پیغام پہنچا کر لوگوں کے دل اور دماغ جیتے تھے۔ پھر آپ روس کے ان علاقوں کی سیر کر کے دیکھیں جو تلوار سے فتح نہیں ہوئے بلکہ پیغام سے فتح ہوئے تھے۔ پھر آپ چینی ترکستان اور اس سے ملحقہ علاقوں کو جا کر دیکھیں، منگولیا کے علاقوں کو دیکھیں جہاں سے فاتح آئے تھے انہوں نے اسلام کی سرزمینیں فتح کی تھیں لیکن اسلام نے ان کے دل فتح کر لیے، آج تک باوجود اس کے کہ بہت ہی ناسازگار حالات رہے، باوجود اس کے کہ دہریہ حکومتیں ان بعض علاقوں میں قائم رہیں، اسلام کا نام مٹانے سے وہ کلّیۃً قاصر رہے اور خائب و خاسر رہے۔

.... پس تلوار کی فتح تو کوئی بھی حقیقت نہیں رکھتی۔ دراصل پیغام کی فتح ہی وہ فتح ہے جس کی قدر ہونی چاہیے اور سپین کی سرزمین کو دوبارہ پیغام کے ذریعے اسلام کے لیے جیتنا ہمارا فرض ہے اور آج یہ پیغام کی فتح ہمارے نام لکھی گئی ہے۔ اگر جماعت احمدیہ نے اس ذمہ داری کو ادا نہ کیا تو کوئی اور اس ذمہ داری کو ادا نہیں کر سکے گا۔"

آپؒ نے فرمایا:

"کتنا دردناک عبرت کا نشان ہے ان مسلمانوں کے لیے جو آج بھی بلند آواز سے دنیا میں یہ اعلان کرتے پھرتے ہیں کہ اسلام تلوار کے زور سے دین کو پھیلانے کی اجازت دیتا ہے اور اسی کا نام مقدس جہاد ہے۔ ہرگز نہیں۔ اس مقدس جہاد کو تو اس طرح شکست فاش دی جا چکی

ہے اور سپین کی سرزمین ہمیشہ اس بات پر گواہ رہے گی کہ اگر یہ مقدس جہاد ہے تو اس مقدس جہاد کی کوئی بھی قیمت نہیں۔ ہاں دلوں کی فتح کا جہاد جو قرآن بتاتا ہے اس کی عظمت کے گیت تمام دنیا کے مسلمان علاقے گا رہے ہیں جہاں پیغام نے دلوں اور دماغوں کو فتح کیا تھا اور آج تک وہاں باوجود مخالفانہ کوششوں کے اسلام کے نشان نہیں مٹائے جاسکے بلکہ ایک ابھرتی ہوئی قوت کے طور پر اسلام ان علاقوں میں دوبارہ بڑی شان سے ابھر رہا ہے۔

پس جماعت احمدیہ نے اب وہ کام جو تلوار سے نہیں ہوسکا تھا، محبت اور پیار سے کرنا ہے۔ وہ دل جن میں تلوار نے نفرت کے بیج بوئے اور مسلمان حاکموں نے نفرت کی فصلیں کاٹی تھیں آج آپ نے ان دلوں کو صاف کر کے ان میں محبت کے بیج بونے ہیں اور محبت کے ذریعے سپین کی سرزمین کو دوبارہ اسلام کے لیے فتح کرنا ہے۔ ایک ایسی فتح کرنی ہے جو دائمی فتح ہوگی۔ ایک ایسی فتح کرنی ہے جو قیامت تک قائم و دائم رہے گی اور کوئی دنیا کی طاقت اس فتح کو مٹا نہیں سکے گی۔ اس کے لیے ہم ایک چھوٹی سی جماعت ہیں، ہمارے کندھوں پر بہت سے بوجھ ہیں۔ تمام دنیا میں ہم نے اسلام کی عظمت اور اسلامی تعلیم کی عظمت کے جھنڈے گاڑنے ہیں اس لیے ہر ملک کو اپنی ذمہ داریاں خود سنبھالنی ہوں گی۔"

آپ نے فرمایا:

"میں نے دیکھا ہے کثرت کے ساتھ یورپ میں جب خطابات کا موقع ملتا ہے یا سوال و جواب کی مجالس میں بیٹھنا پڑتا ہے تو کھلم کھلا لوگ اظہار کرتے ہیں کہ ہمارے دماغ آپ کی باتوں کے قائل ہو گئے ہیں۔ لیکن عمل کی قوت پیدا نہیں ہوتی۔ عمل کی قوت دل کے قائل ہونے سے یا دل کے گھائل ہونے سے پیدا ہوا کرتی ہے۔ پس دلوں کو تو دلوں نے گھائل کرنا ہے۔ دماغوں کو دماغ کی باتیں قائل کریں گی لیکن ان کے باوجود تبدیلیاں پیدا نہیں ہوں گی۔ یہ آپ کی محبت ہے جو دلوں پر غالب آسکتی ہے اور محبت سے بڑھ کر آپ کی دعائیں ہیں جو دلوں کو قائل کرسکتی ہیں۔

حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ نے جو دل جیتے ان کے متعلق بھی اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ اگر میرا فضل اور میری رحمت شامل حال نہ ہوتی تو تُو یہ دل نہیں جیت سکتا تھا۔ پس

آنحضرت ﷺ سے بڑھ کر کسی کے لیے اخلاق کا دعویدار ہونے کا کوئی وہم و گمان بھی نہیں آسکتا۔ پس اگر خدا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے یہ فرماتا ہے کہ تُو اپنے اخلاق حسنہ کے باوجود یہ دل نہیں جیت سکتا تھا، ان کو اکٹھا نہیں کرسکتا تھا جب تک میری رحمت شامل حال نہ ہوتی۔ تو اس کے مقابل پر آپ کیا ہیں؟ آپ کی کیا حیثیت ہے؟ اگرچہ دلوں کو جیتنے کے لیے اخلاق حسنہ ضروری ہیں مگر صرف انہی پر انحصار نہیں کرنا۔ خدا کی رحمت پر انحصار کرنا ہے اور اس کے لیے آپ کو لازماً دعا گو ہونا پڑے گا۔ اس کے لیے لازماً خدا سے تعلق باندھنے ہوں گے۔ اور دنیا کو نظر آئے یا نہ آئے آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ آپ خدا کے بندے بن چکے ہیں۔ آپ خدا کے نمائندہ بن چکے ہیں۔ پس یہ وہ آخری میرا پیغام ہے جسے آپ کو لازماً سمجھنا چاہیے اور اس کی اہمیت کو دلنشین کرنا چاہیے۔"

آپؒ نے فرمایا:

"پیغامبر کئی قسم کے ہوا کرتے ہیں۔ ایک زبان کے ذریعے پیغام کا حق ادا کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں اور جہاں تک ان کا بس چلتا ہے منطقی دلائل کے ذریعے اپنے پیغام کی فضیلت کو لوگوں پر ثابت کرتے رہتے ہیں۔ مگر کتنے دل ہیں جو اس سے بدلے جاتے ہیں۔ دلوں کی تبدیلی حقیقت میں اس کے بعد دو مراحل سے تعلق رکھتی ہے اور یہ بات میں آپ کو اپنے وسیع تجربہ کی بنا پر کہہ رہا ہوں۔ دوسرا مرحلہ دلوں کو اخلاق حسنہ سے جیتنے کا مرحلہ ہے۔ اور اس کے بغیر حقیقت میں پیغام کو قبول کرنے کے لیے کوئی قوم تیار ہو ہی نہیں سکتی۔ پھر بھی جب آپ اس مرحلے پر فتح حاصل کرلیں تو آپ کو کچھ کمی محسوس ہوگی۔ آخری فیصلہ کرنے کے لیے لوگ ڈرتے ہوئے دکھائی دیں گے۔ کئی دفعہ اتنے قریب آجاتے ہیں اور اتنے قریب رہتے ہیں کہ آدمی حیران ہوتا ہے کہ اس کے باوجود آخری قدم کیوں نہیں اٹھا رہے۔ اس صورت میں، مَیں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ دعائیں ہیں جو کام کرتی ہیں اور دعاؤں کے ذریعے حیرت انگیز تبدیلیاں ہوتی ہیں۔ ایسے ایسے عظیم نشان ظاہر ہوتے ہیں کہ انسان کی عقلیں دنگ رہ جاتی ہیں کہ کیسے یہ واقع ہوا۔

پس اس کے لیے باخدا بننا ضروری ہے۔ منہ کی خشک دعائیں کبھی قبول نہیں ہوسکتیں جب تک دل کی سوزش کے ساتھ ان کا تعلق نہ ہو۔ اس لیے دعاؤں میں سوز پیدا کریں، اپنے دل

میں وہ گرمی پیدا کریں جو خدا کی محبت کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہے۔ اور پھر یہ محسوس کیا کریں کہ آپ خدا کے نمائندہ ہیں۔ خدا کے نمائندے ہونے کا احساس ایک بہت بڑا عظیم احساس ہے۔ اس احساس کے نتیجے میں تکبر نہیں بلکہ انکسار پیدا ہوتا ہے اور یہی اس احساس کی پہچان ہے۔

....اس پہلو سے آپ کو خدا کا نمائندہ بننا چاہیے اور جب آپ میں یہ احساس پیدا ہوگا تو لازماً نہایت تیزی کے ساتھ پاک تبدیلیاں پیدا ہوں گی اور آپ کو اپنے وجود کے اندر سے ایک نیا وجود نکلتا ہوا دکھائی دے گا۔ آپ محسوس کریں گے کہ آپ کے اندر ایک انقلاب آچکا ہے اور اس تبدیل شدہ شخصیت میں ایک مقناطیسی طاقت پیدا ہو جائے گی۔ یہ وہ طاقت ہے جو دلوں کو فتح کیا کرتی ہے اور دراصل یہ خدا کی طاقت ہے جو دلوں پر غالب آیا کرتی ہے۔ آنحضرت ﷺ کی ذات میں وہ خدائی طاقت پیدا ہو چکی تھی۔ پس جب خدا نے یہ کہا کہ خدا یہ تبدیلی کرتا ہے تو یہ مراد نہیں تھی کہ محمد رسول اللہ ﷺ کا ایک ذریعہ الگ کام کر رہا تھا اور خدا کے ذرائع الگ کام کر رہے تھے۔ بلکہ آنحضرت ﷺ کی ذات میں وہ ذریعے ظاہر ہوئے۔ آپ کی ذات میں خدا کی طاقتیں ظاہر ہوئیں اور ان کے ذریعے وہ عظیم الشان تبدیلیاں پیدا ہوئیں جو لاکھوں دلوں کو خدا تعالیٰ نے آناً فاناً تبدیل کر کے دکھا دیا۔

پس یہ سپین کی سرزمین کتنی ہی بھاری اور سنگلاخ زمین کیوں نہ نظر آئے، مَیں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جو نسخے پہلے کارآمد ثابت ہوئے ہیں آج بھی لازماً کارآمد ثابت ہوں گے۔ یہ وہ نسخے نہیں جو اپنے اثر کو چھوڑ دیا کرتے ہیں۔ یہ دائمی نسخے ہیں۔ یہ قانون قدرت سے تعلق رکھنے والے نسخے ہیں۔ اور جیسے قانون قدرت تبدیل نہیں ہوتا یہ نسخے جو قانون قدرت پر مبنی نسخے ہیں ان کا اثر کبھی بھی پھر زائل نہیں ہوسکتا۔ کبھی بھی ان نسخوں کا اثر ضائع نہیں ہوسکتا۔ پس آپ ان کو استعمال کر کے دیکھیں۔ اس رنگ میں تبلیغ کریں جیسا کہ مَیں نے آپ سے بیان کیا ہے۔ عاجزانہ دعائیں کرتے رہیں اور دل کو تبلیغ میں ڈال دیں۔ تبلیغ کے ہو جائیں۔ خدا کی نمائندگی اختیار کرنے کی کوشش کریں اور دعاؤں کے ذریعے خدا سے مدد مانگیں۔ پھر دیکھیں انشاء اللہ دیکھتے دیکھتے اس سرزمین کی تقدیر تبدیل ہوگی۔ نئی شان کے ساتھ اسلام دوبارہ اس سرزمین میں آئے گا۔ یہ شان تلوار کی شان نہیں ہوگی بلکہ پیغام کی شان ہوگی۔ یہ سرزمین کی فتح نہیں ہوگی بلکہ

دلوں کی فتح ہوگی جو اس سرزمین پر بستے ہیں۔ اور یہ فتح دائمی فتح ہوگی۔ پھر دنیا کی کوئی طاقت، کوئی تلوار اسلام کے نشان اس مقدس زمین سے مٹا نہیں سکے گی۔ خدا کرے اس کی آپ کو توفیق ملے۔ خدا کرے آپ وہ تاریخی شخصیتیں بن جائیں جن کے نام کے ساتھ علاقے لکھے جائیں۔ جن کے نام کو آئندہ آنے والی قومیں فخروں سے یاد کریں اور کہیں یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے اندلس کی زمین کو دوبارہ خدا کے لیے فتح کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔“

(خطبات طاہر جلد 9 صفحہ 136 تا 144)

• •

مئی و جون 1991ء میں حضور نے سرینام، گیانا اور ٹرینیڈاڈ کا دورہ فرمایا۔ ان ممالک کا بھی خلیفۃ المسیح کا یہ پہلا دورہ تھا۔

31؍مئی 1991ء کو سرینام کے صدر مملکت اور وزیر داخلہ سے ملاقات ہوئی۔

2؍جون 1991ء کو ریڈیو راپار پر حضور کا قریباً 40 منٹ کا لائیو خطاب نشر ہوا۔

3؍جون 1991ء کو مقامی ٹی وی چینل STVS پر 30 منٹ کے ایک پروگرام میں جماعت احمدیہ مبایعینِ خلافت اور غیر مبایعین میں فرق کو تفصیل سے بیان فرمایا۔ (یہ انٹرویو الفضل انٹرنیشنل لندن کے شمارہ مؤرخہ 22؍تا 28؍مارچ 2013ء کے صفحات 13 تا 15 پر ”جماعت احمدیہ قادیان اور لاہوری جماعت میں کیا فرق ہے؟“ کے عنوان کے تحت شائع شدہ ہے۔)

3؍جون کو ہی سرینام کی بین المذاہب کونسل (IRCS) کی طرف سے منعقدہ تقریب میں مذہب اور سیاست کے باہمی تعلق کے بارہ میں اسلامی تعلیم کے موضوع پر خطاب فرمایا جو بعد میں Relationship between Religion and Politics in Islam کے عنوان سے شائع ہوا۔

گیانا میں قیام کے دوران بھی گیانا کے صدر مملکت اور وزیر اعظم سے ملاقاتیں ہوئیں۔

9؍جون کو ٹرینیڈاڈ کے ایک روزہ جلسہ سالانہ سے خطاب فرمایا۔

10؍جون کو صدر مملکت ٹرینیڈاڈ اینڈ ٹوباگو سے ملاقات ہوئی۔

11؍جون کو استقبالیہ تقریب سے خطاب فرمایا۔ اس تقریب میں حکومتی عہدیدار، وزراء اور مختلف

ممالک کے سفارتکار بھی شامل ہوئے۔

....

12/جون تا16/جون 1991ء حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے گوئٹے مالا کا دوسرا دورہ فرمایا۔

13/ جون کو Mixco شہر کے میئر اور کونسلرز نے حضورؒ سے ملاقات کی۔ اسی روز نائب صدرِ مملکت اور صدرِ مملکت سے صدارتی محل میں ملاقات کی۔

بیت الشافی کلینک گوئٹے مالا کا افتتاح اور حضور رحمہ اللہ کا خطاب

حضور رحمہ اللہ نے اسی روز بعد دوپہر گوئٹے مالا میں پہلے احمدیہ میڈیکل کلینک 'بیت الشافی' کا افتتاح فرمایا۔ اس تقریب میں وزیرِ صحت Mr Migual Angel اور نمائندہ نائب صدر مملکت Mr Dvarto Ortiz نیز احمدیہ میڈیکل ایسوسی ایشن امریکہ کے بعض ڈاکٹرز اور دیگر سرکردہ شخصیات نے شمولیت کی۔ پریس اور میڈیا کے نمائندگان بھی موجود تھے۔ کلینک کے افتتاح کے موقع پر حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے حضورؒ نے فرمایا:

"یہ ہمارے لیے ایک اہم موقع ہے کیونکہ ہم آپ کے پیارے ملک میں جسے میں بھی اپنا ملک سمجھتا ہوں، اپنا پہلا ہیلتھ کلینک کھول رہے ہیں۔ کیونکہ ملکوں کے ساتھ وابستگی کا میرا نظریہ دوسرے لوگوں سے ذرا مختلف ہے۔ میں ہر ملک سے وابستہ رہنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ میں انسانیت سے پیار کرتا ہوں اور محسوس کرتا ہوں کہ میں انسانیت کا ہوں۔ اس لیے یہ وابستگی کسی محدود حلقہ یا تنگ نظری پر منحصر نہیں ہونی چاہیے ورنہ یہ حالت ایک بہت خطرناک عالمگیر تصادم میں تبدیل ہوسکتی ہے۔ اس لیے ہمارا فرض ہے کہ ہم انسان کو انسانیت سے وابستگی کا شعور سکھائیں۔ یعنی ہر جگہ سے وابستگی کا شعور۔ ہم یہی چیز پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور اس کا صحت کے ساتھ ایک بہت گہرا تعلق ہے۔

جب بھی ہم صحت کے بارے میں بات کرتے ہیں یا سنتے ہیں تو عموماً خیال غریبوں اور لاچاروں کی طرف جاتا ہے۔ جیسا کہ ابھی عزت مآب وزیر صحت صاحب نے بھی بیان کیا ہے۔ ہر ملک کے غریب صحت کے معاملہ میں مدد کے محتاج ہیں حتیٰ کہ دنیا کے سب سے زیادہ ترقی یافتہ

ممالک میں بھی خواہ امریکہ ہو یا انگلستان ان میں ایسی پسماندہ جگہیں ہے جہاں انسانیت ادنیٰ ترین حالت میں پائی جاتی ہے۔ ہر گلی نظر انداز اور مدد کی محتاج۔ پس جب صحت کی بات ہوتی ہے تو اسے غریبوں کا مسئلہ سمجھا جاتا ہے۔

لیکن میرے نزدیک امیروں اور لوگوں کے لیڈرز کو بھی صحت کی بہت ضرورت ہے ذہنی صحت، نہ کہ جسمانی صحت۔ یعنی ان کے فکری انداز کی صحت۔ اگر غریب بیمار ہوں تو وہ اپنا دکھ آپ سہ سکتے ہیں۔ اور ان کا یہ دکھ انہیں تک محدود رہتا ہے۔ لیکن جب بڑے لوگوں کی سوچیں بیمار پڑتی ہیں اور جب لوگوں کے لیڈرز مثلاً عالمی لیڈرز بیمار ہوتے ہیں تو پھر سب دنیا کو بیمار کر دیتے ہیں اور زندہ رہنے کے قابل نہیں چھوڑتے۔ پس ان کی بحالی صحت کے لیے ان کی مدد نسبتاً زیادہ ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں ان معاملات کو ہمیشہ جوڑتا ہوں۔ یہی بات دوسرے تمام انسانی معاملات پر صادق آتی ہے۔ مثلاً جب ایک صنعتکار ذہنی بیماری میں مبتلا ہوتا ہے تو ملک کی پوری صنعت متاثر ہوتی ہے۔ جب ایک کامیاب تاجر ذہنی بیماری میں مبتلا ہوتا ہے تو ملک کی ساری اقتصادی حالت متاثر ہوتی ہے۔ آپ کو بے اعتدالیاں نظر آنے لگتی ہیں۔

اور ذہنی صحت ہے کیا چیز؟ یہ توازن کا معاملہ ہے۔ تو جب ایک انسان دماغی طور پر توازن کھو بیٹھتا ہے تو وہی بے اعتدالیاں اس کے عملی میدان میں منتقل ہو جاتی ہیں۔ اس لیے یہ بہت ضروری ہے کہ ملک کے سیاستدان ذہنی طور پر صحت مند ہوں اور اقتصادی ماہرین ذہنی طور پر صحت مند ہوں اور سب سے بڑھ کر مذہبی رہنماؤں کے لیے لازمی ہے کہ وہ ذہنی لحاظ سے صحت مند ہوں اور ہر لحاظ سے متوازن۔ ورنہ وہ نہ صرف اس دنیا کی تباہی کا موجب بنیں گے بلکہ اُخروی زندگی کو بھی تباہ و برباد کر دیں گے۔ اس لیے ایسے توازن کو کھو بیٹھنے والے مذہبی رہنماؤں کے زیر اثر ہونا دوہرا خطرہ مول لینا ہے۔

صحت کے اس وسیع تر نظریہ کے مطابق مَیں اور تمام عالمگیر جماعت احمدیہ پوری دنیا کی زندگی کے ہر شعبہ میں صحت کی بہتری کے لیے کوشش کر رہے ہیں۔ جسمانی صحت اس کا ایک چھوٹا سا حصہ ہے۔ لیکن ہم پختہ یقین رکھتے ہیں کہ غریب لوگوں کی جسمانی صحت بہتر نہیں کی جا سکتی جب تک کہ وہ صحت بہتر نہ کی جائے جس کا میں نے ابھی ذکر کیا ہے۔ وہ بنیادی طور پر صحت مند

لیڈرشپ سے محروم ہیں۔ جب لیڈرشپ انہیں وہ کچھ مہیا نہیں کرتی جس کی انہیں ضرورت ہے تو وہ ایک قسم کی بیماری میں مبتلا ہوتے ہیں جو ان کی زندگی کے ہر شعبہ پر اثرانداز ہوتی ہے۔ لیکن مَیں اس ذکر کو مختصر کرتے ہوئے صحت کے موضوع کی طرف لَوٹتا ہوں۔

میں سمجھتا ہوں کہ ہر آدمی کے لیے پہلے اپنی صحت کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے۔ نہ صرف جسمانی صحت بلکہ وہ صحت جس کا میں نے ذکر کیا یعنی ذہنی صحت، اور یہ عمل ہر ایک کی اپنی ہی ذات سے شروع ہوتا ہے۔ اگر میں بحیثیت مذہبی رہنما اپنی ہی صحت کا خیال نہیں رکھ سکتا تو دوسرے لوگوں کی صحت کی دیکھ بھال کیسے کر سکتا ہوں۔

پس انسانیت کے نام میرا یہ پیغام ہے کہ بس اب ہمیں اپنی اندرونی حالت کی طرف متوجہ ہونا چاہیے۔ دوسروں پر تنقید کافی ہو چکی وہ ہم ہمیشہ ہی کرتے ہیں۔ یہ بہت ہی آسان اور معمولی بات ہے۔ لیکن اپنے آپ پر تنقید کرنا بہت ہی زیادہ ضروری ہے۔ اپنی زندگی کے نظریات کی اصلاح کرنا، اپنی نیتوں کو جانچنا اور اپنے ہی نفس کے خلاف یہ جنگ ہم میں سے اکثر ہار چکے ہیں۔ یہ جنگ نیتوں سے شروع ہوتی ہے۔ نیتیں ہمیشہ ہر ایک کے دل اور دماغ سے پھوٹتی ہیں۔ لیکن حیرت انگیز بات یہ ہے کہ وہ جس کی نیت کچھ کرنے کی ہے وہی اس نیت کی حقیقی بنیادی وجوہات سے سب سے کم باخبر ہوتا ہے۔ لوگ دوسروں کو بتلاتے ہیں کہ تمہاری نیتیں یہ تھیں اور وہ ایک دوسرے کے ساتھ لڑتے رہتے ہیں ”کہ نہیں میری نیتیں اچھی تھیں۔“ لیکن اس رویّے میں کوئی بنیادی غلطی ہے۔ مثلاً اگر ہم جنگوں کی بات کریں تو ہر لڑنے والا ملک جنگ میں بہترین نیتیں لے کر داخل ہوتا ہے۔ اگر ہم انسان کے انسان کے ساتھ جھگڑوں کی بات کریں یا عدالتوں میں جا کر دیکھیں تو یہی نظر آتا ہے کہ ہر انسان اپنے آپ کو معصوم اور بہترین نیتوں کا حامل سمجھتا ہے۔ آخر انسان کسی غلطی میں مبتلا ہے۔ بہر حال کہیں نہ کہیں خرابی ضرور ہے۔ ذرا عراق اور ایران کی جنگ پر غور کریں۔ یہ مسلسل آٹھ سال لڑی جاتی رہی۔ دونوں ایک دوسرے کو ہرانے کی بہترین کوشش کرتے رہے۔ لیکن بہترین کا مطلب ہر ایک کے لیے مختلف تھا۔ دوسروں کو ہلاک کرنا اچھا تھا۔ لیکن مارا جانا برا تھا۔ جب کوئی ایرانی سپاہی کسی عراقی مسلمان کے ہاتھوں مارا جاتا (اور میں آپ کو یاد کراتا ہوں کہ دونوں مسلمان ہیں) تو ایرانی نقطۂ نظر کے

مطابق وہ شہید اور جنتی تھا۔لیکن عراقی مارنے والے کے خیال اور ایمان کے مطابق اس نے اس کو سیدھا واصلِ جہنم کیا اور کوئی اسے روک نہ سکا۔اور اسی طرح اس کا برعکس بھی صحیح تھا۔دونوں ایک ہی مذہب سے تعلق رکھتے تھے لیکن ان کی نیتوں نے سب چیزوں کو ایک دوسرے کے لیے بالکل مختلف بنا دیا تھا۔لیکن یہ صرف مسلمانوں کا ہی مسئلہ نہیں بلکہ تمام بنی نوع انسان کا مشترکہ مسئلہ ہے۔جب آپ عیسائی سیاستدانوں کی طرف توجہ کریں تو وہ بھی اسی طرح عمل کرتے نظر آتے ہیں۔اسی طرح عراق و ایران جنگ کے بارہ میں مَیں آپ کو یاد کراتا ہوں کہ امریکہ مسلسل آٹھ سال عراق کی مکمل پشت پناہی کرتا رہا۔یہی صدام حسین جو بعد میں امریکن نظریے کے مطابق دنیا کا سب سے بڑے شریر آدمی کے طور پر ظاہر ہوا امریکہ کی طرف سے اسے مکمل حمایت حاصل رہی۔مغربی طاقتوں نے ہی اسے خطرناک زہریلی گیس بنانی سکھائی۔ایرانیوں کی ہلاکت کے لیے عراق کو مسلسل نہایت خطرناک اور مہلک ہتھیار مہیا کیے جاتے رہے اور دنیا کے کسی سیاستدان کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔عراق نے ایران کے قریباً تیسرے حصے پر قبضہ کرلیا لیکن کوئی بھی حرکت میں نہ آیا۔لیکن جب عراق کی امریکہ کے ایک دوست ملک کی طرف توجہ پھری تو ہر چیز یکدم مکمل طور پر بدل گئی۔چنانچہ یہی میں کہنا چاہتا ہوں کہ یہ مسلمانوں کا مسئلہ ہے نہ عیسائیوں کا بلکہ یہ تمام بنی نوع انسان کا مسئلہ ہے۔انسان صحت مند نہیں۔آج کے انسان کی صحت میں کچھ بنیادی خرابی ضرور ہے۔مذہب بھی اس معاملہ میں مستثنیٰ نہیں (جیسا کہ مَیں پہلے ہی اقرار کر چکا ہوں) ہم بھی عموماً صحت مند نہیں۔مذہبی رہنما ایک دوسرے کے بارے میں غلط رویہ رکھتے ہیں جو کہ اللہ والوں کا نہیں۔غیر اللہ والا رویہ رکھتے ہوئے کوئی اللہ والا کیسے ہوسکتا ہے؟ یہ میری سمجھ سے باہر ہے۔اللہ کے نام پر کوئی دوسروں سے نفرت کی تعلیم کیسے دے سکتا ہے؟ یہ کیسے ممکن ہے کہ خدا کی مخلوق سے نفرت اور خالق سے پیار ہو؟ میں یہ سادہ سا فارمولہ نہیں سمجھ سکتا۔

مَیں تو یہ جانتا ہوں کہ جب میں کسی فن سے پیار کرتا ہوں تو فنکار سے بھی پیار کرتا ہوں۔ جب مَیں موسیقی سے پیار کرتا ہوں تو موسیقار سے بھی پیار کرتا ہوں۔یہاں سے یہ عمل شروع ہوتا ہے۔موسیقار سے دلچسپی لگاؤ اس کی موسیقی سے شروع ہوتا ہے، نہ کہ موسیقار سے موسیقی کی

طرف۔ بہاؤ ہمیشہ فن سے فنکار کی طرف ہوتا ہے نہ کہ فنکار سے فن کی طرف۔ ہم اپنے خدا کو اس کی مخلوق سے ہی پہچانتے ہیں۔ یہی ایک راستہ اس تک پہنچنے کا کھلا ہے۔ بیک وقت ہم خالق سے پیار اور اس کی مخلوق سے نفرت کیسے کر سکتے ہیں؟ یہ ایک سادہ سا مسئلہ میری سمجھ سے باہر ہے۔

میری زندگی کا یہی مقصد ہے اور یہی میں لوگوں کو بتانے کی کوشش کرتا ہوں کہ خدا کے لیے پہلے اپنے آپ کو صحت مند بنائیں۔ آپ پہلے دیانتدار بنیں اور سادگی اختیار کریں۔ اور اپنی زندگی کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ جب آپ مذہبی اختلافات کے نام پر نفرت کرنی شروع کرتے ہیں تو خدا کو کھو بیٹھتے ہیں۔ تو پھر آپ کس کی طرف سے لڑ رہے ہیں؟ اب تو خدا تمہارے ساتھ نہیں رہا۔ جیسے ہی تم نے اس کے نام پر نفرت کا سوچا وہ تمہارا نہ رہا۔ پس اپنے جوش کو بھول جائیں کیونکہ اب آپ خدا کے نام پر کھڑے ہونے کے قابل نہیں رہے۔ کیونکہ وہ پہلے ہی آپ کے خلاف ہو چکا ہے۔

مَیں آپ کا مزید وقت نہیں لینا چاہتا۔ میں اس خطاب کو اب ختم کرنا چاہتا ہوں۔ لیکن آخر پر مجھے یہ اجازت دیں کہ میں آپ کو دعوت دوں کہ ہمارے ساتھ مل کر ذہنی بیماریوں کے خلاف، بدصورتیوں کے خلاف اور انسان میں پاگل پن کے خلاف جہاد کریں۔ جو بھی ہمارا مذہب ہو اور جس ملک سے بھی ہماری وابستگی ہو ہمیں اپنے آپ کو یہ سکھانا شروع کرنا ہوگا کہ ہم انسانیت، تہذیب اور Common Sense والے ہیں، اور ہمیں اپنے زندگی کے رویہ کو درست کرنا چاہئے۔ صرف اور صرف اس کے بعد ہم غریب لوگوں کی صحت کے معیار کو بہتر بنانے کے قابل ہوں گے۔ اور صرف اس کے بعد ہم دنیا میں قحط کو شکست دینے کے قابل بنیں گے۔ یہ خوراک کی کمی کا مسئلہ نہیں۔ یہ انسان میں اخلاق کی کمی کا مسئلہ ہے۔ آپ کو علم ہوگا کہ کھرب ہا ڈالرز عراق اور کچھ حد تک کویت میں زندگی کو ختم کرنے پر صَرف کیا گیا۔ میں نے یہ اندازہ لگایا ہے کہ اگر اس کھرب ہا ڈالرز میں سے صرف چار ارب ڈالرز براعظم افریقہ، جو پچھلے کئی سالوں سے قحط اور بھوک سے مر رہا ہے، پر خرچ کیا جاتا تو سارے افریقہ سے بھوک کا نام ونشان مٹ جاتا۔

امریکہ جو دنیا کا امیر ترین ملک ہے اسے جنگی اخراجات کے لیے ارب ہا ڈالرز، صرف جاپان نے نو(9) ارب ڈالرز دینے کا وعدہ کیا ہے اور کویت اور سعودی عرب اس جنگ کے

اخراجات کا بڑا حصہ ادا کریں گے۔ اگر انہیں خدا کا خوف ہوتا اور انہوں نے اپنی بے انتہا دولت میں سے ایک معمولی سا حصہ بھی افریقہ کے مصیبت زدہ غریب انسانوں پر خرچ کیا ہوتا تو یہ جنگ شاید نہ ہوتی، کیونکہ جب ہم اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر رحم کرنا بھول جاتے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ ہم پر رحم کرنا ارادۃً بھول جاتا ہے۔ انسان کی مصیبت زدہ حالت کی آخری وجہ ہر جگہ یہی ہے۔ اگر انسان صحت مند ہو جائے تو میں دوبارہ کہتا ہوں کہ دنیا میں کوئی مصیبت باقی نہ رہے۔ خدا تعالیٰ نے ہمیں پہلے ہی سے اتنی کافی اشیائے ضروری اور پوشیدہ طاقتیں مہیا کر دی ہیں کہ انسان اپنے رہنے کے لیے یہیں وہ جنت بنا سکتا ہے اگر اس کا رویہ جنتی بن جائے۔ پس ہم ہمیشہ غریب یا تیسری دنیا کے ملکوں کے غرباء کی صحت کے معیار کو بہتر کرنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔ لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ ایک بہت بڑا کام ہے اور بہت بڑا چیلنج ہے۔ ہم ایک چھوٹی سی جماعت ہیں اور محدود وسائل رکھتے ہیں۔ ہم یہ کام صرف اپنے آپ کو مطمئن کرنے کے لیے کرتے ہیں تا جب خدا کے رُو برو پیش ہوں تو کم از کم اتنا کہہ سکیں کہ آخر ہم نے غرباء کے لیے کچھ تو کیا۔ لیکن یہ مسئلہ ہماری طاقت سے بہت بالا ہے۔ تمام بنی نوع انسان آپ، آپ سب مل کر آج انسان میں سے ایک بہتر انسان بنائیں اور مل کر ان سب چیلنجوں کا مقابلہ کریں۔ ان چیلنجوں کا مقابلہ صرف سچائی اور عاجزی سے ہوسکتا ہے نہ کہ کسی اور چیز سے۔ خدا آپ کو اپنے فضل سے نوازے۔"

گوئٹے مالا میں استقبالیہ تقریب میں حضورؒ کا خطاب

اسی شام ہوٹل Camino Real میں مکرم الیاس چوہدری صاحب کی طرف سے حضور رحمہ اللہ کے اعزاز میں ایک عشائیہ دیا گیا جس میں ملک کی متعدّد اہم شخصیات کے علاوہ پریس کے نمائندگان بھی موجود تھے۔

حضور رحمہ اللہ نے اس موقع پر حاضرین سے انگریزی زبان میں جو خطاب فرمایا اس کے بعض اہم نکات درج ذیل ہیں۔ حضور رحمہ اللہ نے فرمایا:

"جب کوئی کسی ملک میں کچھ عرصہ رہنے کے بعد وہاں سے روانہ ہونے لگتا ہے تو اس ملک یا اس کے لوگوں کے بارہ میں چند اچھی اور خوش کُن باتیں کہنا جو اس سفر کی اچھی یادیں پیچھے

چھوڑ جائیں ایک عام دستور بن چکا ہے۔لیکن یہ طریق ایک مذہبی راہنما کے لیے اتنی آسان بات نہیں جسے دوسروں کو خوش کرنے کی شدید خواہش کے ساتھ ساتھ بہرحال سچی بات کہنا ہوتی ہے جسے نظرانداز نہیں کیا جاسکتا۔

تہذیب اگرچہ دین کا ہی حصہ ہے اور کوئی مذہب کے بغیر سچا ہونے کا دعویٰ نہیں کرسکتا لیکن ایک حد کے بعد تہذیب اور سچائی میں سے کسی ایک کو چننا پڑتا ہے اور کوئی سچا اور ٹھوس مشورہ جھوٹی خوش آمدوں پر مبنی نہیں ہوسکتا۔سب سے پہلے آپ کو بہرحال درست بات کہنا ہوگی۔

اگر اپنے بارے میں آپ میرے خیالات جاننا چاہیں تو وہ یہ ہیں کہ میں نے آپ کو بہت خوش مزاج لوگ پایا۔لیکن آپ کو بہت بڑی مشکلات درپیش ہیں،ایسی مشکلات جن کا آپ سامنا نہیں کر پا رہے۔

ہر چیز جو نظر آتی ہے اچھی نہیں اور ابھی بہت سی چیزیں ایسی ہیں جو آنکھ سے اوجھل ہیں۔لیکن اس بات کو مختصر کرتے ہوئے مَیں کچھ تجاویز دینا چاہتا ہوں۔

گزشتہ دورہ کے مشاہدہ کی طرح اس بار بھی میں نے گوئٹے مالن لوگوں کو بہت اچھا، فراخ دل اور سچ سے پیار کرنے والا پایا۔لیکن وہ ابھی تک اپنا تشخص نہیں پاسکے۔صدیوں کی کوشش کے باوجود ان میں ابھی تک ایک قوم جیسی یکجہتی پیدا نہیں ہوسکی۔یہاں پر مختلف قسم کے گروہ اب تک اس کوشش میں لگے ہوئے ہیں کہ ان کا تشخص ہی غالب آئے۔آپ ایک شخصی قوم کی بجائے کئی مختلف شخصیتوں،نسلوں،مذہبوں اور امیر و غریب کی تفریق میں بٹی ہوئی ایک قوم ہیں۔آپ کو اتنی زیادہ مشکلات درپیش ہیں کہ ممکن ہے کہ یہ آپ کو اس سے بھی زیادہ ظلم کی طرف لے جائیں جو آپ میں سے بہت سے کمزوروں پر ہوچکے ہیں۔...... یہی بات میں اپنے پیارے دوست سابق وزیر داخلہ **Mr. Carlos Morales** سے بیان کررہا تھا اور میں امید کرتا ہوں کہ وہ اس بات پر مجھ سے متفق ہوں گے۔

پس اس کا کیا جواب ہے؟ ہم اس انتشار میں سچائی کیسے پاسکتے ہیں؟ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ ایک سطحی نصیحت آپ کے کام نہ آئے گی،نہ ہی لوگوں کے دل و دماغ بدلنے میں کامیاب

ہوگی۔ میں ایک نہایت کمزور انسان ہوں جسے سنجیدگی سے توجہ نہیں دی جائے گی۔ ایک مختصر نشست پوری قوم کی تاریخ کا رُخ موڑنے کے لیے کافی نہیں ہو سکتی۔ لیکن میں آپ کو تہٕ دل سے ایک چھوٹا سا مشورہ دینا چاہتا ہوں۔ یہ پیغام اگر آپ آگے پھیلاتے چلے جائیں تو حالات بدل سکتے ہیں۔

میرا پیغام یہ ہے جو مَیں کامل یقین اور اپنے وسیع تر تجربہ کی بنا پر کہتا ہوں کہ آپ کو صرف خدا کا پیار ہی بچا سکتا ہے۔ صرف یہی ایک قوت ہے جو آپ کو ایک بنانے کی طاقت رکھتی ہے اور معاشرہ کا ایک تشخص واپس لاسکتی ہے۔

اگر آپ خدا سے سچا پیار کریں تو آہستہ آہستہ، دن بدن زیادہ خدا والے بنتے چلے جائیں گے اور ایسے انسان کے لیے یہ ممکن ہی نہیں کہ وہ مخلوقِ خدا پر ظلم کرے۔ ناممکن ہے کہ وہ ان برتریوں کی بنا پر فخر کریں اور تکبر سے کام لیں جو انہیں بدقسمت غریب معاشرہ کے لوگوں پر حاصل ہے۔

خدا کا پیار عاجزی پیدا کرتا ہے۔ خدا کا پیار نفسانی لذتوں کے حصول کی خواہش کو کم کرتا ہے۔ خدا کی محبت نفسانی ہیجانوں کو قناعت میں تبدیل کر دیتی ہے اور یہ متبادل قدریں ہیں۔ مادہ پرست دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ دراصل قدروں کا تبادلہ ہے۔ ہمارے آباء واجداد گو غریب تھے مگر ان کے پاس امن وقناعت تھا جس کے بدلہ میں آج کی نوجوان نسل نے گھٹیا اور وقتی ہیجان، Pop Music اوران سب چیزوں کو اپنایا ہے، جو آپ کو وقتی طور پر لذت دینے کے بعد احساس محرومی اور بے چینی کی حالت میں چھوڑ جاتے ہیں۔ آپ گھٹیا ہیجانوں کا پیچھا کرتے ہوئے کبھی بھی دائمی خوشیاں حاصل نہیں کر سکتے۔ مَیں اس بات کو مزید آگے لے جاسکتا ہوں۔

مثلاً کلاسیکل موسیقی میں ہمیشہ آپ کو گہرے پیغام ملیں گے۔ کلاسیکل موسیقی میں ایسا سُر پایا جاتا ہے جو لوگوں کے دلوں کے اندرونی سرور سے مل کر ایک گہری مطابقت پیدا کرتا ہے۔ مگر اب ایسا نہیں۔ Pop Music کا پیغام بے چینی اور بدامنی کا پیغام ہے اور اس کا مقصد انسان کی بدترین حالتوں اور حیوانات کے جذبوں کو ابھارنا ہے جو قناعت پیدا نہیں کرتے۔ اگر آپ Pop Music سے پیار کرنے والی نسل کو قریب سے دیکھیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ وہ کس قدر بے چین اور ہیجانی کیفیت میں مبتلا ہیں۔ وہ نہیں جانتے کہ کدھر جا رہے ہیں۔ نہ ہی انہیں یہ معلوم ہے

کہ وہ کامل سکون کہاں سے حاصل کریں جس کی تلاش میں وہ دیوانہ وار بھاگ رہے ہیں لیکن جو اُن سے دور ہوتا چلا جارہا ہے۔آپ کے حالات پر یہی میرا تجزیہ ہے۔

مَیں زیادہ تفصیل میں نہیں جانا چاہتا کہ پہلے ہی کافی تاخیر ہو چکی ہے۔اگر میں آپ کے سامنے وہ سب امور رکھوں جو میری نظر میں ہیں تو یہ میرے لیے بہت تکلیف دہ ہوگا کیونکہ کئی حقیقتیں بہت بھیانک اور پریشان کُن ہیں۔آپ شاید ایسی حقیقتیں سننا بھی پسند نہ کریں۔خاص طور پر ایک ایسے مہمان کی زبان سے جو چند دن آپ کا مہمان رہا اور جس سے آپ نے بہت حسنِ سلوک کا معاملہ کیا۔

میں دوبارہ عرض کرتا ہوں کہ میری تربیت، میرا ضمیر اور میرا ذاتی رجحان یہی ہے کہ اپنے میزبان کے لیے کوئی ناشائستہ الفاظ استعمال نہ کروں، خاص طور پر ایسے میزبان کے متعلق جس نے مجھے اپنے حسنِ سلوک سے گرویدہ کر لیا ہو۔لیکن میرے دل میں جو آپ کا، آپ کے مستقبل کا اور انسانیت کا احترام اور قدر ہے وہ مجھے مجبور کرتی ہے کہ میں آپ کو یہ پیغام دوں کہ جو کچھ یہاں ہو رہا ہے وہ سب ٹھیک نہیں۔یہاں بعض بہت پریشان کُن واقعات ہوتے رہے ہیں اور ہو رہے ہیں۔صرف سطحی طور پر امن وامان کی حالت دکھائی دیتی ہے۔اندر ہی اندر حالات بگڑ رہے ہیں۔

پس خدا کی محبت کے پیغام کو پھیلائیں مگر ایک فرق کو ہمیشہ مدِّنظر رکھیں جس کے بعد میں اپنے اس خطاب کو ختم کروں گا اور وہ یہ کہ مذہب کی محبت کو خدا کی محبت میں مدغم نہ کریں۔یہ دونوں چیزیں ہمیشہ یکساں نہیں ہوتیں۔بسا اوقات مذہب کی محبت پاگل پن، نفرت اور تفرقہ پیدا کر دیتی ہے جبکہ خدا کی محبت کبھی ایسا نہیں کرتی۔ہم بظاہر سمجھتے ہیں کہ مذہبی لوگ خدا سے محبت کرتے ہیں مگر یہ درست نہیں۔یہ لوگ وہ ہیں جو مذہب سے پیار کرتے ہیں قطع نظر اس کے کہ کون خدا ہے؟ اور کس کی طرف ہے؟ وہ تعصب کی بنیاد پر مذہب سے پیار کرتے ہیں کیونکہ وہ انہیں قدروں کے ساتھ پیدا ہوئے ہیں۔وہ اپنے مذہب کو سچائی کے بدلہ میں بھی تبدیل کرنا نہیں چاہتے خواہ انہیں باہر سچائی نظر آتی ہو۔

خصوصاً جدید دور میں مذہب سے پیار نہایت خطرناک ثابت ہوسکتا ہے۔یہ لوگوں کے درمیان فاصلوں کو بڑھاتا ہے اور خدا کی محبت کو نفرت میں تبدیل کرتا ہے اور لوگوں میں یہ

ہیجان پیدا کرتا ہے کہ وہ دوسرے انسانوں سے نفرت کریں۔

میں آپ کو مذہب سے محبت کی طرف دعوت نہیں دے رہا۔ خدا سے پیار کریں یہی سب سے محفوظ راستہ ہے۔ جب آپ خدا سے سچا پیار کریں گے تو پھر خدا خود آپ کی کسی مذہب کی طرف راہنمائی کرے گا۔ پس آپ کو اس کی پیروی پیار کے ساتھ کرنی چاہیے، نہ کہ جبر کے ساتھ۔

پس آج کی دنیا کا ہر جگہ یہی معمہ ہے۔ مسلم دنیا کا بھی اور عیسائی دنیا کا بھی کہ مذہب سب سے زیادہ اہمیت حاصل کر گیا ہے اور خدا اور انسان کے درمیان روک بن گیا ہے۔

میں آپ کو مذہب کی طرف دعوت نہیں دے رہا، نہ اپنے نہ کسی اور کے۔ بلکہ پہلے سبق کے طور پر آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ خدا کی طرف رجوع کریں۔ یہ مشکل بات نہیں بلکہ یہ بہت ہی خوش آئند اور رفعتیں عطا کرنے والی بات ہے۔

جب آپ کوئی خوشی محسوس کرتے ہیں تو بعض اوقات سوچتے ہوں گے یہ خوشی اور اس کو محسوس کرنے کی صلاحیت، سیکھنے کی صلاحیت، جاننے کی صلاحیت، سمجھنے کی صلاحیت آپ کی پیداوار نہیں بلکہ یہ کوئی بالا ہستی ہے جس نے آپ میں ضمیر پیدا کیا ہے اور حواسِ خمسہ عطا کئے ہیں۔ اور کوئی ارتقائی نظریہ بھی یہ نہیں سمجھا سکتا کہ یہ حواسِ خمسہ کیسے پیدا ہوئے؟ اور یہ پیغام کس طرح برقی جنبشوں میں تبدیل ہوتے ہیں؟ اور پھر وہ ایسی چیزوں سے سمجھے جاتے ہیں جن کو ہم جانتے ہیں، نہ چھو سکتے ہیں۔ پس آپ ان سب چیزوں کی گہرائیوں میں اتریں اور ان پر مزید غور کریں تو یہ آپ کو خدا کی طرف لے جائیں گے۔

آپ تب ہی خدا کے شکر گزار بن سکتے ہیں جب آپ اس کی مخلوق سے بے حد محبت کرنے والے ہوں۔ آپ میں سے جو خدا سے پیار کرنا سیکھ لیں گے وہی لوگوں کو سلامتی اور نجات کی طرف لے کر جاسکیں گے۔ اگر آپ یہ نہیں کریں گے تو مادہ پرستی آپ کو نہیں بچا سکے گی۔ یہی میری خواہش اور یہی میری دعا ہے۔ اس کے ساتھ میں آپ سے اجازت چاہوں گا۔

واقعۃً میں گوئٹے مالن لوگوں کو پسند کرتا ہوں۔ میں نے کافی عرصہ ان حسین یادوں سے گزارا جو اپنے گزشتہ دورہ میں یہاں سے لے کر گیا تھا۔ اب بھی میں آپ کی دوستی اور گرم جوشی کی حسین یادیں لے کر واپس لوٹوں گا۔

آج کے زمانہ میں حیرت انگیز طریق پر خوشی کے ساتھ زندگی بسر کرنا آپ کی ایک نمایاں صفت ہے۔ یہ جاننے کے باوجود کہ میں ایک بالکل مختلف مذہب سے تعلق رکھتا ہوں اور اپنے عقائد پر مضبوطی کے ساتھ قائم ہوں اس کے باوجود میرے ساتھ پُر خلوص، مہربانی اور مفاہمت کے ساتھ پیش آنا گوئٹے مالن کی یہ صفت مجھے بہت پیاری ہے۔ پس میں اپنے ساتھ مزید یادیں لے کر واپس جاؤں گا اور آپ کے لیے دعائیں کروں گا۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ آپ میرے اس پیغام کو سنجیدگی سے لیں گے۔

''خدا کی طرف لَوٹیں اور دوسروں کی بھی خدا کی طرف رہنمائی کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے فضلوں سے نوازے۔ (آمین)''

14 رجون کو نمازِ جمعہ کے بعد بیعت کی تقریب ہوئی۔ 14 رجون کو ہی احمدی ڈاکٹرز کے ساتھ ایک ملاقات کی جس میں ڈاکٹر امتیاز احمد چوہدری صاحب صدر احمدیہ میڈیکل ایسوسی ایشن امریکہ کے علاوہ امریکہ سے آنے والے ڈاکٹرز اور انچارج میڈیکل کلینک گوئٹے مالا ڈاکٹر جمال الدین ضیاء صاحب نے شرکت کی۔ اسی طرح سپین سے آئے ہوئے ڈاکٹر عطاالٰہی منصور صاحب بھی اس میں شامل ہوئے۔ حضورؒ نے اس میٹنگ میں متعدد اہم نصائح فرمائیں۔ حضورؒ نے فرمایا کہ لاطینی امریکہ میں ہومیو پیتھک علاج کو رائج کرنا چاہیئے۔ اسی طرح حفظ ما تقدّم کے لئے عام طبی ہدایات پر مبنی پمفلٹ کی اشاعت اور تقسیم بہت مفید ہوسکتی ہے۔

15 رجون کو مجلس عاملہ گوئٹے مالا کی میٹنگ بلائی جس میں دیگر ممالک سے آئے ہوئے عہدیداران بھی شامل ہوئے۔

16 رجون کو حضورؒ نے انڈین چیفس کے ایک گروپ سے ملاقات فرمائی اور مختصر خطاب فرمایا۔ اور اسی روز میکسیکو کے لئے روانہ ہوگئے۔ ذیل میں اس اہم خطاب کے بعض نکات پیش کئے جاتے ہیں۔

گوئٹے مالن قدیم انڈین باشندوں سے بصیرت افروز خطاب اور ایک اہم پیغام

Mr Diego Molina گوئٹے مالا کے ایک مشہور صحافی، فوٹو گرافر اور ایک مقامی رسالہ گوئٹے مالا فاسال کے ایڈیٹر ہیں، ان کی متعدد مضامین پر مشتمل خوبصورت تصویری کتب تمام لاطینی امریکہ میں مشہور

ہیں۔ انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے دورہ گوئٹے مالا 1991ء کے دوران آپ سے تفصیلی ملاقات کی اور حضور انور کی خواہش کے پیش نظر اپنے تعلقات کی بناء پر گوئٹے مالا کے قدیم باشندوں کے پندرہ نمائندوں سے ملاقات کا انتظام کیا۔ جب یہ مہمان حضور کی قیامگاہ پر اپنے مخصوص لباس میں تشریف لائے تو حضور پُرنور بنفس نفیس ان کے استقبال کے لیے اپنی قیامگاہ سے باہر تشریف لائے جہاں ان کا آپ سے تعارف کروایا گیا۔

اس موقع پر سپینش زبان میں Mr Diego Molina اور مکرم ڈاکٹر عطاء الٰہی منصور صاحب نے اور مقامی زبان میں مسٹر استینسلاؤ نے مترجم کے فرائض سرانجام دیئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے انہیں مخاطب ہو کر فرمایا :

”میں آپ سے مل کر بہت خوش ہوا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے فضلوں سے نوازے۔ نیز آپ کو تہِ دل سے خوش آمدید کہتا ہوں اور یہاں آنے پر نہ صرف آپ کا شکر گزار ہوں بلکہ Mr Diego Molina صاحب کا بھی جنہوں نے میری خواہش کے مطابق اس ملاقات کا انتظام کیا۔

میں نے آپ کے بارہ میں بہت کچھ پڑھا ہے اور نہ صرف گوئٹے مالا بلکہ وسطی اور جنوبی امریکہ کے تمام قدیم باشندوں کی تہذیب اور تاریخ سے بھی بخوبی واقف ہوں اس لئے میرے سامنے دوبارہ ان چیزوں کے بیان کی ضرورت نہیں جو میں پہلے سے جانتا ہوں۔ میں اس وقت آپ سے اپنے علم کے مطابق کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

میرا تعلق اسلام کی اس مذہبی جماعت سے ہے جو بعض امور میں عام مسلمانوں سے ذرا مختلف ہے۔ اسلام وہ مذہب ہے جو دنیا میں چودہ سو سال پہلے ظاہر ہوا، جس کے بانی کا نام محمد ﷺ تھا۔ انہوں نے یہ تعلیم نہیں دی کہ آپ سے پہلے مبعوث ہونے والے انبیاء مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام جھوٹے تھے بلکہ آپ نے ان کو سچا قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ وہ خدا ہی کی طرف سے آئے تھے اس لیے ان سب کی عزت لازم ہے۔

نیز آپ ﷺ نے یہ تعلیم دی کہ خدا تعالیٰ سب دنیا کا ہے اور قدیم زمانوں سے ہی دنیا کے سب لوگوں پر ظاہر ہوتا رہا ہے۔ اسلام کی اس تعلیم کے نتیجہ میں مجھے دنیا کی کئی پرانی تہذیبوں

کے افراد سے ملنے کا شوق پیدا ہوا اور یہ معلوم کرنا میری اہم دلچسپیوں میں سے ہے۔ کیا واقعۃً دنیا کی ہر قوم پر وہی ایک خدا ظاہر ہوتا رہا؟ اس وجہ سے میں اب تک شمالی امریکہ اور کینیڈا کے قدیم باشندوں اور ان کے رہنماؤں سے مل چکا ہوں۔ اسی طرح آسٹریلیا کے قدیم باشندوں سے بھی گہرے تعلقات رکھتا ہوں۔ اور ان کے رہنماؤں کو بھی اچھی طرح سے جانتا ہوں۔ اسی طرح جب میں نیوزی لینڈ گیا تو وہاں Maori قوم کے رہنماؤں سے بھی ملا جن سے گہرے دوستانہ تعلقات ہیں اور وہ بھی مجھے لندن ملنے آئے۔

چنانچہ نہ صرف قرآن کریم کی تعلیم کی وجہ سے بلکہ ان گہرے اور وسیع تعلقات کی بنا پر میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ خدا جو دنیا کے سب لوگوں پر ظاہر ہوتا رہا وہ ایک ہی خدا ہے۔

اس کے ساتھ میں نے ان وجوہات کو بھی ڈھونڈنے کی کوشش کی کہ اپنے وقت میں دنیا کے ترقی یافتہ ترین لوگوں کی یہ عظیم تہذیبیں آخر کیوں ختم ہو کر ماضی کا حصہ بن گئیں؟ چنانچہ میری تحقیق نے اس کا حل مجھ پر یہ کھولا کہ بالخصوص جنوبی امریکہ کے لوگ ابتدا میں ایک خدا پر ایمان رکھتے تھے مگر امارت آجانے اور رسم و رواج میں پڑنے کے نتیجہ میں آہستہ آہستہ انہوں نے بت پرستی شروع کر دی اور عام انسانوں کو ہیرو بنانا اور پھر خدائی تصور دینا شروع ہو گئے۔ تب خدا نے ان میں بار بار اپنے نذیر بھیجے۔ لیکن جب انہوں نے ان کی کچھ نہ سنی تو خدا تعالیٰ نے انہیں تباہ و برباد کر دیا اور دنیا میں ہر جگہ یہی ہوتا رہا ہے۔

میں یہاں آپ کو ایک پیغام دینے آیا ہوں اور آپ کو سمجھانے کی خاطر اسے بہت سادہ اور صاف لفظوں میں بیان کرنا چاہتا ہوں۔

ان سب قدیم قوموں میں جن کو میں پہلے سے جانتا ہوں اور آپ کے درمیان ایک مشابہت ہے۔ شمالی امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ کے قدیم باشندے بھی زمین کو مقدس قرار دیتے ہیں۔ ان سب کے لیے زمین ہی اہم ترین چیز ہے۔ سب ایک ہی مصیبت کا نشانہ ہیں اور وہ یہ کہ ان کی زمین ان سے چھنتی چلی جا رہی ہے اور وہ اپنی زمینوں سے باہر دھکیلے جا رہے ہیں۔ انہیں ایسے لگتا ہے جیسے ان کی ماں ان سے چھینی جا رہی ہے۔ میں نے ان سب کو اسی مصیبت میں مبتلا پایا ہے۔ مگر اس کا جواب بغاوت ہے نہ اس قوم کے خلاف اٹھ کھڑے ہونا جو اُن سے یہ

سلوک کر رہی ہے۔ ان کے ساتھ کامیابی سے لڑائی کرنا ناممکن ہے کیونکہ یہ آپ کی مزید بربادی کا باعث ہوگا اور آپ کو مستقبل کی بجائے مزید ماضی کی طرف دھکیل دے گا۔

یہ میرا وہ ایک اہم پیغام ہے جو میں دیتا رہا ہوں اور آپ کو بھی دینا چاہتا ہوں۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آپ کو کرنا کیا چاہیے؟

آپ یہ بات اچھی طرح سمجھ لیں کہ آپ صرف اپنے ان خیالات کی وجہ سے پسماندہ سمجھے جاتے ہیں جو اپنی زمین سے متعلق آپ رکھتے ہیں۔

آپ سب پرانی تہذیبوں کے کاشتکار لوگ ہیں۔ جو بھی زمین پیدا کرتی ہے بس اسی پر آپ کا انحصار ہے۔ اس لیے اپنی بقا کے لیے دن بدن آپ کو بڑی زمینیں درکار ہوتی ہیں اور یہ پیداوار بڑھانے والی بات نہیں۔ جدید دنیا پیداوار بڑھانے والوں کی دنیا ہے اور یہی قدیم اور جدید دنیا کو تقسیم کرنے والی چیز ہے۔

پس جدید دنیا کا حصہ بننے کے لیے آپ کو پیداوار بڑھانے کے طریق سیکھنے ہوں گے۔ جدید دنیا کا انسان یہ کہتے ہوئے آپ سے زمین چھینتا ہے کہ آپ زمینیں ضائع کر رہے ہیں۔ آپ کو علم ہی نہیں کہ زمین کا بہتر استعمال کیسے کیا جائے۔ اس لیے براہ مہربانی ہمارے لیے کچھ اور زمین چھوڑ دو تا کہ ہم اس کی کاشت سے زیادہ بہتر فائدہ اٹھا سکیں۔ پچھلی کئی صدیوں سے یہی کچھ ہوتا چلا آرہا ہے۔ جدید دور کے انسان کے ہاتھ میں یہی ایک ہتھیار ہے جس کے زور سے وہ آپ کو باہر دھکیل دیتا ہے اور جس کا استعمال وہ عقلاً جائز اور منصفانہ سمجھتا ہے۔

اس لیے آپ کو میرا پیغام یہ ہے کہ آپ زمین کے بہتر استعمال میں جدید دنیا کے انسان سے مقابلہ کریں اور اپنی ہزاروں سال پرانی سستیوں والی زندگی کی عادت کو ترک کریں۔ حالات کا مقابلہ کرنے کے لیے کمربستہ ہو جائیں اور جدید دنیا کے انسان کو یہ بتا دیں کہ ہم زمین کا بہتر استعمال جانتے ہیں اور اب تمہارے پاس ہم سے زمین چھیننے کے لیے کوئی بھی وجہ باقی نہیں رہی۔

میں آپ کو مذاہب کے اختلاف کی بحث میں نہیں لانا چاہتا اور نہ ہی ان کے فرقوں کی تعریف کی بحث میں پڑنا چاہتا ہوں۔ اگر میں آپ کو ان تفریقوں کے سمجھنے کی امید کے ساتھ ان میں پڑنے کی دعوت دوں تو یہ بڑی بیوقوفی ہوگی اور آپ پر ظلم ہوگا۔

اس لیے میں ایک بالکل مختلف بات کہنا چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ مذاہب صرف نظریاتی سطح پر ایک دوسرے سے اختلاف رکھتے ہیں کہ خدا کیا چیز ہے؟ اور اس کی صفات کیا ہیں؟ وغیرہ۔ لیکن اخلاقی سطح پر ان میں کوئی فرق نہیں۔ اس لیے جب آپ اخلاق پر غور کریں تو دنیا کے ہر مذہب کو تسلیم کر لیں اور اس کے لیے کسی بحث میں نہ پڑیں۔

آپ کے عقائد بہت سادہ ہیں اس لیے آپ کی زندگی بھی سادہ ہونی چاہیے۔ آپ کو شراب، ناچ گانے اور چھوٹے بڑے جرائم چھوڑ دینے چاہئیں اور یہ عہد کر لینا چاہیے کہ انسانوں کی بجائے صرف خدا سے مانگیں گے اور ساتھ یہ عہد بھی کرنا ہوگا کہ آپ اپنے وقار کو بہر حال قائم کر کے رہیں گے۔ اگر آپ اس مشورہ پر عمل کریں گے تو میں یقین دلاتا ہوں کہ آپ بڑھیں گے۔ پھولیں گے، پھلیں گے اور بہت دور تک جاسکیں گے۔ لیکن اگر آپ رڈ کریں گے تو آپ اپنے اور ان لوگوں کے درمیانی فاصلہ کو کبھی کم نہیں کر سکیں گے جو زمانہ کے لحاظ سے پہلے ہی آپ سے بہت آگے اور ترقی یافتہ ہیں اور دن بدن آپ زیادہ پیچھے ہٹتے چلے جائیں گے۔ اس لیے آپ کا جدید دنیا میں داخل ہونے کے لیے پہلا قدم اخلاق سے از سرِ نو مسلح ہونا ہے۔

میں اپنے خطاب کو ایک اور بات کہہ کر ختم کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ جب غریب لوگ اپنی حالت کو امارت میں بدلنا چاہتے ہیں تو وہ جانتے بوجھتے ہوئے اپنے آپ پر راحتیں اور آسائش حرام کر لیتے ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ وقتی طور پر ان قربانیوں کے نتیجہ میں وہ بڑھنا اور پھیلنا شروع کریں گے اور اس طرح وہ اپنے بچوں کے لیے ایک شاندار مستقبل اپنے پیچھے چھوڑ جاتے ہیں۔

یہ وہ قربانی ہے جو آپ سب سے اس وقت درکار ہے۔ آپ اپنے پر یہ معمولی راحتیں حرام کریں اور عارضی لذات کو چھوڑ دیں۔ یعنی شراب، منشیات، جرائم اور اسی قسم کی دوسری چیزیں۔ اس کے ساتھ مستقل مزاجی اختیار کریں۔ کچھ عرصہ کے لیے زاہدانہ زندگی اختیار کریں اور اپنی تعمیر نو کریں۔ یہی آپ کا واحد سہارا ہے اس کے علاوہ کچھ نہیں اور نہ ہی اس کے علاوہ کسی اور پیغام کا کوئی مطلب ہے۔ یہی میرا ایمان ہے اور یہی میں آپ سے بھی کہنا چاہتا ہوں۔“

• •

28/تا30/جون 1991ء حضور رحمہ اللہ نے جلسہ سالانہ امریکہ میں شمولیت فرمائی۔

30/جون تا9/جولائی 1991ء حضور رحمہ اللہ نے کینیڈا کا چوتھا دورہ فرمایا۔ اس دوران دیگر پروگراموں کے علاوہ آپؒ نے جماعت احمدیہ کینیڈا کے پندرھویں جلسہ سالانہ میں شرکت فرمائی اور 5/جولائی کو افتتاحی خطاب فرمایا۔ خطاب کے بعد تقریب عشائیہ میں تقریباً تین سو افراد شامل ہوئے۔ ان میں اکثر غیر مسلم معزّزین اور زیر تبلیغ افراد تھے۔ کھانے کے بعد ایک گھنٹہ تک دلچسپ مجلس سوال و جواب ہوئی۔

....

1991ء کا ایک اہم سفر حضور رحمہ اللہ کا سفر قادیان تھا۔ قریباً 44/سال کے بعد پہلی دفعہ خلیفۃ المسیح قادیان میں ورود فرما ہوئے اور صد سالہ جلسہ قادیان میں شرکت فرمائی۔ اس جلسہ کی حاضری کم و بیش 25/ہزار تھی۔ حضور کے جلسہ سے خطابات سیٹلائٹ رابطہ کے ذریعہ پہلی دفعہ قادیان سے براہ راست نشر ہوئے اور دنیا کے متعدد ممالک میں انہیں سنا گیا۔ کثرت سے پریس، ٹی وی، میڈیا انٹرویوز ہوئے۔ بہت سے سرکاری اور غیر سرکاری افراد سے ملاقاتیں ہوئیں۔ ہندوستان میں تبلیغ اور دعوت الی اللہ اور جماعتی ترقی کی بہت سی نئی راہیں نکلیں۔ قادیان میں مقدس مقامات کی حفاظت کے لیے تعمیرِ نَو اور تزئین اور مہمانوں کے لیے وسیع و عریض گیسٹ ہاؤسز اور متعدد جماعتی عمارات کا قیام عمل میں آیا۔ یہ سفر نہ صرف قادیان اور ہندوستان بلکہ عالمگیر جماعت احمدیہ کے لیے بہت سی برکتوں کا باعث ہوا اور اس کے بعد اشاعت اسلام کی راہیں تمام دنیا میں کشادہ سے کشادہ تر ہوتی چلی گئیں۔

(اس سفر کی تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو کتاب ''دورۂ قادیان 1991ء حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ'' مرتبہ ہادی علی چوہدری، شائع کردہ طاہر فاؤنڈیشن)

....

14 رتا24 راکتوبر 1992ء حضور رحمہ اللہ نے کینیڈا کا پانچواں دورہ فرمایا۔ اس دورہ کے دوران حضورؒ نے کینیڈا اور برّاعظم امریکہ کی جماعت کی سب سے بڑی مسجد ''مسجد بیت الاسلام'' کا افتتاح فرمایا اور جلسہ سالانہ کینیڈا میں شمولیت فرمائی۔

....

1993ء میں ناروے کے دورہ کے دوران 24 جون کو حضورؒ نارتھ کیپ (ناروے) تشریف لے گئے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں قریباً 6 ماہ دن کی روشنی اور 6 ماہ رات رہتی ہے۔ 25 رجون کو آپ نے اسی مقام پر خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

دسمبر 1993ء میں حضور نے ماریشس کے دورہ کے دوران جماعت کو جلد ہی ایم ٹی اے انٹرنیشنل کی روزانہ 24 گھنٹے کی نشریات کے آغاز کی نوید سنائی۔

....

23 رجون تا 6 رجولائی 1994ء حضور رحمہ اللہ نے جماعت احمدیہ کینیڈا کا چھٹا دورہ فرمایا۔ اس دوران دیگر پروگراموں کے علاوہ خصوصیت سے حضور نے جلسہ سالانہ کے موقع پر مستورات سے خطاب فرمایا اور اسی طرح اختتامی خطاب فرمایا جس میں امن عالم کو موضوع بنایا۔ آپؒ نے فرمایا کہ آج دنیا میں اچھے اخلاق اور تقویٰ کا فقدان ہے اور جب تک دنیا اس طرف نہیں لوٹتی امن کا قیام ممکن نہیں۔

14 راکتوبر 1994ء کو حضورؒ نے مسجد بیت الرحمان سلور سپرنگ واشنگٹن (امریکہ) اور ایم ٹی اے ارتھ اسٹیشن امریکہ کا افتتاح فرمایا۔

23 راکتوبر 1994ء کو مسجد صادق شکاگو (امریکہ) کی ری کنسٹرکشن پر افتتاح فرمایا۔

اس کے بعد بھی حضورؒ نے 1996ء، اور 1997 میں امریکہ اور کینیڈا کا اور پھر 1998ء میں امریکہ کا دورہ فرمایا اوران کے جلسہ سالانہ اور متعدّد اہم پروگراموں میں شمولیت فرمائی۔

....

20 جون تا 11 جولائی 2000ء حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے انڈونیشیا کا دورہ فرمایا۔ یہ کسی بھی خلیفۃ المسیح کا انڈونیشیا کا پہلا دورہ تھا۔ اس دورہ میں ہزارہا احمدیوں کو اپنے امام سے براہِ راست ذاتی ملاقات اور زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ سینکڑوں افراد اس دورہ کے دوران بیعتیں کر کے جماعت احمدیہ میں شامل ہوئے۔ سفر کے دوران اجتماعی بیعت کی کئی تقاریب ہوئیں۔ بعض جماعتی عمارات اور مساجد کے سنگ بنیاد رکھے گئے یا افتتاح ہوئے۔

21؍جون کو ملک کی نیشنل اسمبلی کے چیئرمین جناب امین الرئیس صاحب سے پارلیمنٹ ہاؤس میں ملاقات ہوئی۔ اس موقع پر ان کے دو نائبین بھی موجود تھے۔ چیئرمین اسمبلی نے ملک کو درپیش مختلف مسائل کا ذکر کر کے ان کے حل کے لیے رہنمائی اور دعا کی درخواست کی۔ حضور نے انہیں بتایا کہ کس طرح وہ ان مشکلات سے نکل سکتے ہیں۔ اس ملاقات کی خبر انڈونیشیا کے نیشنل اخبار میں تصویر کے ساتھ شائع ہوئی اور نیشنل ٹی وی نے اپنی خبروں میں اسے کور (cover) کیا۔ انڈونیشیا کی تاریخ میں پہلی بار خلیفۃ المسیح کی تصویر ٹی وی پر دیکھی گئی اور آواز سنی گئی۔

اس روز جماعت کی مجلس عاملہ کے ساتھ میٹنگ میں حضور رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جماعت انڈونیشیا کے لمبے صبر اور حوصلہ اور دعاؤں کے بعد آج وہ وقت آیا ہے کہ خلیفۃ المسیح اس میں موجود ہے۔ حضور نے فرمایا کہ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ نئی صدی کے اختتام سے قبل انڈونیشیا سب سے بڑا احمدی مسلم ملک ہوگا۔ انشاء اللہ۔

22؍جون کو یوگ یکارتا (Yog Yakarta) میں ایک استقبالیہ تقریب ہوئی جس میں علاقہ کے معززین، پروفیسرز، ڈاکٹرز اور دیگر سرکردہ افراد شامل ہوئے۔

24 جون کو قبل دوپہر حضور رحمہ اللہ نے Gadjah Mada یونیورسٹی میں "To Find again The Prophetic Version of Religion: The New paradigm of Islamic Thought in the Globalization Era" کے موضوع پر انگریزی زبان میں خطاب فرمایا جو ایم ٹی اے پر براہ راست نشر ہوا۔

اس کے بعد بڑے سنجیدہ ماحول میں سوال و جواب کی ایک مجلس ہوئی جو قریباً ڈیڑھ گھنٹہ جاری رہی۔ اس تقریب میں چھ صد افراد موجود تھے۔

25؍جون کو حضورؒ Cirebon تشریف لے گئے جہاں ایک عمارت 'مبارک ہال' کا افتتاح فرمایا۔ اس کے بعد Manislor تشریف لے گئے۔ یہ گاؤں تمام کا تمام احمدی افراد پر مشتمل ہے۔

26؍جون کو حضور نے Wanasigra میں SMU ہائی سکول اور الواحد بلڈنگ کا سنگِ بنیاد رکھا۔

28؍جون کو صدارتی محل میں صدر مملکت انڈونیشیا مکرم عبدالرحمان واحد صاحب سے ملاقات ہوئی۔ ملاقات کے بعد صدارتی محل کے پریس روم میں پریس کانفرنس ہوئی۔

29؍جون کو ریجنٹ ہوٹل میں Indonesian Muslim Interfaith Dialogue کے تحت ایک پروگرام میں حضور رحمہ اللہ نے "Islam and the Prospect of Muslim Revival; Considering Existential Problems in the 21st Century" کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ اس تقریب میں کم وبیش ایک سو مہمان موجود تھے جن میں علاقہ کی ممتاز شخصیات اور متعدّد دانشور شامل تھے۔ خطاب کے بعد حاضرین کے سوالات کے جوابات دیئے گئے۔

یکم جولائی کو حضور نے جلسہ سالانہ انڈونیشیا کے موقع پر خواتین سے خطاب فرمایا۔

2؍جولائی کو جلسہ کے اختتامی اجلاس سے خطاب فرمایا۔ اس سے قبل اجتماعی بیعت ہوئی۔ اس موقع پر 1754؍افراد بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں شامل ہوئے۔ یہ دورہ انڈونیشیا کے دوران ہونے والی تیسری اجتماعی بیعت تھی۔ اسی شام دو ٹی وی چینلز نے الگ الگ حضور سے انٹرویو لیا۔

4؍جولائی کو پاڈانگ میں Sedona ہوٹل میں علاقہ کے معززین اور پڑھے لکھے طبقہ کے ساتھ ڈنر اور مجلس سوال وجواب ہوئی۔

6؍جولائی کو جکارتہ میں ہوٹل Sari Pan Pacific میں ایک تقریب میں حضورؒ نے ہومیوپیتھی کے موضوع پر خطاب فرمایا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ دورہ بھی اپنی نوعیت کا منفرد اور غیر معمولی دورہ تھا جو بیشمار برکات اور اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے نشانوں پر مشتمل تھا۔

....

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ (MTA) انٹرنیشنل

اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہاماً یہ فرمایا تھا کہ:

"مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"۔

(تذکرہ۔ مجموعہ الہامات کشوف ورؤیا صفحہ 260 ایڈیشن چہارم۔ مطبوعہ 2004ء)

یہ الہام ایک غیر معمولی عظمت اور شوکت رکھنے والا الہام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ساری دنیا میں تکمیلِ اشاعتِ ہدایت اور دینِ اسلام کو تمام ادیان پر حجت و برہان اور آسمانی و زمینی نشانات کے ذریعہ غالب کرنے کی جو عظیم الشان مہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سپرد فرمائی تھی یہ الہام نہ صرف اس مہم کی کامیابی کی بشارت پر مشتمل ہے بلکہ اس کے اندر مسیح محمدی علیہ السلام کی تبلیغ کو روکنے اور اس آسمانی آواز کو دبانے کے لئے معاندین کی طرف سے ہر قسم کے مکر و فریب اور سازشیں اور منصوبے کرنے اور انتہائی مخالفت کا مضمون بھی مضمر ہے۔

اس میں یہ اشارہ بھی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تبلیغ کو ناکام و نامراد کرنے کے لئے معاندین کی تدبیریں بظاہر اتنی قوی اور مضبوط ہوں گی کہ کسی انسان کے لئے ان کا مقابلہ ممکن نہیں ہوگا۔ لیکن خدائے قادر و مقتدر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ بشارت دیتا ہے کہ وہ خود دشمن کی تدبیروں کو پامال کرے گا۔ اس کے بد ارادوں میں اسے نامراد رکھے گا۔ جیسا کہ فرمایا 'مَیں' تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ لفظ 'مَیں' میں اللہ تعالیٰ کی قدرت و طاقت، اس کی عزّت و جبروت اور اس کی جانب سے ایسے وسائل و ذرائع کے مہیا ہونے کا مضمون بھی شامل ہے جو خاص اس کی عطا ہو۔

چنانچہ جماعت احمدیہ کی ایک سو سال سے زائد عرصہ کی تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ جب بھی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تبلیغ پر پابندی لگانے یا اُسے محدود کرنے یا اس مقدس آواز کو دبانے کی کوئی کوشش معاندین احمدیت کی طرف سے کی گئی اللہ تعالیٰ نے اسے محض اپنے فضل سے

کلّیۃً ناکام و نامراد فرمایا اور اپنی قائم کردہ خلافت کے ساتھ کئے گئے وعدہ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمْ ' کو بڑی شان سے پورا فرمایا۔

1934ء میں احرار نے قادیان پر ہلّہ بولا اور اس دعویٰ کے ساتھ حملہ آور ہوئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آواز کو گویا قادیان میں دفن کر دیا جائے گا۔لیکن وہ خدا جس نے فرمایا تھا کہ 'مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا اس نے اپنے مقرر کردہ خلیفہ کے ذریعہ تحریکِ جدید جیسی نہایت مبارک سکیم کا آغاز فرمایا اور مسیح موعود علیہ السلام کی تبلیغ دیکھتے ہی دیکھتے اس الٰہی سکیم کے تحت ہندوستان سے نکل کر ساری دنیا میں پھیل گئی۔

ایسی ہی ایک نہایت مکروہ اور ناپاک اور نہایت ظالمانہ کوشش 50 سال کے بعد 1984ء میں پاکستان میں اُس وقت کے فوجی آمر نے اپنی تمام تر فوجی اور سیاسی طاقت کے بل بوتے پر احمدیت کے خلاف آرڈیننس 20 کو جاری کر کے کی۔اس کا خیال تھا کہ اس آرڈیننس کی خلاف ورزی پر وہ خلافت پر ہاتھ ڈال کر اسے جماعت سے الگ کر دے گا۔اس کے نتیجہ میں جماعت اور خلافت کا رابطہ منقطع ہو جائے گا اور جماعت احمدیہ کی مرکزیت یعنی خلافت ختم ہو جائے گی اور یُوں یہ جماعت دیکھتے ہی دیکھتے پارہ پارہ ہو جائے گی۔اس نے کھلم کھلا اس بات کا اعلان کیا تھا کہ وہ (بقول اُس کے) احمدیت کے 'کینسر' کو جڑ سے اکھاڑ پھینکے گا۔لیکن خدا تعالیٰ نے اس کے منصوبوں کو اپنی قدرتِ کاملہ سے اس طرح پارہ پارہ کیا کہ خود اس فوجی آمر کا وجود بھی عبرت کا ایک نشان بنا اور وہ اور اس کا مکر و فریب جل کر خاکستر ہو گئے۔اللہ تعالیٰ نے خلافت کی حفاظت فرمائی اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ بخیر و عافیت ہجرت کر کے انگلستان تشریف لے آئے۔اُس وقت جماعت کے مخالف مولویوں نے خوشی کے شادیانے بجائے اور تمسخر اور استہزاء سے کام لیتے ہوئے اخبارات میں مرزا طاہر احمد کے 'فرار' ہونے کی شہ سرخیاں لگائیں اور یہ سمجھا کہ پاکستان کے احمدی حکومتی مشینری اور حکومت کی سرپرستی میں مخالفین احمدیت مولویوں کی طرف سے ہونے والے مظالم سے تنگ آ کر ارتداد اختیار کر لیں گے لیکن نتیجہ اس کے برعکس نکلا۔

خلیفۂ وقت اور جماعت کے درمیان رابطے کا ایک نہایت اہم اور مرکزی حیثیت کا حامل ذریعہ وہ خطباتِ جمعہ اور خطابات ہوتے ہیں جو خلیفۂ وقت ارشاد فرماتے ہیں۔ پاکستان میں رہتے ہوئے اس آرڈیننس کی موجودگی میں خلیفۂ وقت کے لئے خطبات وخطابات دینا ممکن نہیں تھا۔ سو اللہ تعالیٰ کے اِذن سے آپ نے وہاں سے ہجرت فرمائی۔ اور بیرونِ پاکستان سے خطبات جمعہ و دیگر خطابات و فرائضِ منصبی کی آزادانہ ادائیگی کا ایک سلسلہ شروع ہوا۔

حضور رحمہ اللہ نے جنرل ضیاء کے اس آرڈیننس کے جواب میں اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 18رمئی 1984ء میں جماعت کے سامنے جو پروگرام رکھا تھا اس کا ایک اہم حصّہ لٹریچر کی اشاعت کے ساتھ سمعی وبصری ذرائع کے متعلق بھی تھا۔

خلیفۂ وقت کے خطبات وخطابات کی اہمیت اور جماعت کا فرض

حضور رحمہ اللہ کی ہدایت پر انگلستان میں آپ کے زیرِ نگرانی آپ کے فرمودہ خطبات وخطابات کو فوری طور پر آڈیو کیسٹس پر ریکارڈ کر کے اس کی کاپیاں پاکستان اور دیگر تمام ان ممالک تک بھجوانے کا ایک نہایت مستحکم اور وسیع نظام قائم ہوا جس کے تحت پھر ہر ملک کے اندر جماعتوں تک اس کی کاپیاں کر کے پہنچائی جاتیں تاکہ افرادِ جماعت براہِ راست خلیفۃ المسیح کی آواز میں آپ کے فرمودات اور نصائح اور ہدایات کو سنیں۔ کیونکہ خلیفۃ المسیح اور جماعت احمدیہ کے درمیان جو محبت اور اخلاص اور فدائیت کا تعلق ہے اس کی کوئی نظیر دنیا میں نہیں ملتی اور جب خلیفۃ المسیح کی اپنی آواز میں کوئی پیغام افرادِ جماعت تک پہنچتا ہے تو اس کا غیر معمولی اثر پیدا ہوتا ہے۔ مردہ دلوں میں جان پڑ جاتی ہے اور خدمتِ دین اور اطاعت اور قربانیوں کے نئے ولولے بیدار ہوتے ہیں۔

اس سلسلہ میں آپؒ نے متفرق مواقع پر خلیفۂ وقت کے خطبات کی اہمیت کو افرادِ جماعت کے سامنے رکھا اور کیسٹس کے نظام کو بہتر اور مؤثر بنانے کے لئے اور خطبات کے انگریزی و دیگر زبانوں میں تراجم کر کے ان کی کیسٹس تیار کرنے کے لئے متعدد عملی اقدامات فرمائے اور اس نظام کی نگرانی اور بہتری کے لئے مسلسل ہدایات ارشاد فرماتے رہے۔ آپؒ نے ایک موقع پر اس کوشش

کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا:

''اس کوشش کی وجہ یہ تھی کہ میرا تجربہ ہے کہ خلیفہ وقت کی طرف سے جو بات کوئی دوسرا پہنچاتا ہے اس کا اتنا اثر نہیں ہوتا جتنا براہِ راست خلیفہ وقت سے کوئی بات سنی جائے۔ میرا اپنا زندگی کا لمبا عرصہ دوسرے خلفاء کے تابع ان کی ہدایات کے مطابق چلنے کی کوشش میں صرف ہوا ہے۔ اور میں جانتا ہوں کہ کوئی پیغام پہنچائے فلاں خطبہ میں خلیفہ نے یہ بات کی تھی اور خطبہ میں خود حاضر ہو کر وہ بات سننا ان دونوں باتوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔۔۔''

(خطبہ جمعہ 8 رجنوری 1993ء۔ خطبات طاہر جلد 12 صفحہ 20)

حضور رحمہ اللہ نے لاس اینجلس (امریکہ) میں اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 23 ر اکتوبر 1987ء میں فرمایا:

''اگرچہ کیسٹ کا نظام اللہ تعالیٰ کے فضل سے گزشتہ دو تین سالوں میں کافی مضبوط ہو چکا ہے اور تقویت پا چکا ہے لیکن جب بھی میں نے تفصیلی جائزہ لیا ہے تو بہت سے خلا ضرور دکھائی دیتے ہیں اور یہ کہنا درست نہیں کہ کسی ملک کی ہر جماعت میں باقاعدگی سے کیسٹس پہنچ رہے ہیں اور اس جماعت کے ہر فرد تک ان کی رسائی ہے یا ہر فرد کو ان تک رسائی ہے۔ یہ نظام بھی ابھی نامکمل ہے کہ سنائی کیسے جائے۔ اگر اکٹھا جماعت کو کیسٹس سنانے کا انتظام نہ ہو جس میں خطبات ہوں یا خصوصی پیغامات ہوں تو بسا اوقات بہت سے خاندان ایسے رہ جاتے ہیں جو اپنے طور پر تو سن ہی نہیں سکتے۔ علاوہ ازیں بھی اگر جمعہ پر بھی یہ انتظام کیا جائے تو آپ جانتے ہیں کہ جن ملکوں میں آپ بس رہے ہیں یہاں بہت بڑی تعداد ایسی ہے جو جمعہ پر حاضر ہی نہیں ہو سکتی اور کچھ جو جمعہ پر آتے ہیں مرد یا خواتین ان کے بچے ضروری نہیں کہ ساتھ آسکیں۔ اس لئے خلا کے احتمالات زیادہ ہیں بہ نسبت اس کے کہ یہ یقین کیا جائے کہ سب تک پیغام پہنچ رہے ہیں۔

اس لئے ایسے اہم مضامین جن کا جماعت کی تربیت کے ساتھ یا ان کے بچوں کے مستقبل کے ساتھ گہرا تعلق ہو ان کو زیادہ احتیاط کے ساتھ، زیادہ محنت کے ساتھ احباب جماعت تک پہنچانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اس لئے جہاں اجتماعی انتظامات ہیں ان میں یہ جائزہ لینا ضروری ہے کہ کتنے دوست تشریف لا سکے۔ جو تشریف لائے ان سے مل کے یہ طے کرنا چاہئے کہ

آپ اپنے بچوں کو کس طرح سنائیں گے۔ جو نہیں آسکے ان تک پہنچانے کا انتظام اگر یہ ان خطبات کے علاوہ عموماً بھی جماعت ایسا انتظام کرے اور اس توجہ کے ساتھ یہ انتظام کرے تو اس سے بالعموم ساری دنیا کی جماعت کو بہت سے فوائد پہنچیں گے۔‘‘

آپؒ نے مزید فرمایا:

’’خطبات ایک ایسا ذریعہ ہے جن کے ذریعے ساری دنیا میں خواہ کسی ملک سے تعلق رکھنے والی جماعتیں ہوں ان میں یکجہتی اور یکسوئی پیدا ہوسکتی ہے۔ جماعت احمدیہ کے مقاصد میں ایک بڑا مقصد یہ ہے کہ اسلام کو عالمی بنایا جائے، تمام عالم کے دوسرے مذاہب پر اس کو غالب کیا جائے اور ایک اسلامی مزاج ساری دنیا میں پیدا کیا جائے۔ اس ایک مزاج کو پیدا کرنے کے لئے خلافت سے ساری جماعتوں کی وابستگی سب سے بڑا ذریعہ ہے جو دنیا میں کسی اور مذہبی جماعت کو اس طرح حاصل نہیں اور پھر ہر ہفتے ایک ہی قسم کے مزاج کو دنیا میں پیدا کرنے کی خاطر ایک ہی خطبہ کو ہر جگہ پھیلانا اور ایسے خطبے کو پھیلانا جس کا سننے والا یہ سمجھتا ہو کہ میرا اس بیان کرنے والے سے ایک ایسا گہرا روحانی تعلق ہے کہ جو باتیں بھی کہی جارہی ہیں میں عہد کرچکا ہوں کہ میں انہیں توجہ سے سنوں گا اور ان پہ عمل کرنے کی کوشش کروں گا۔ یہ بات بھی دنیا میں کسی اور مذہبی نظام کو حاصل نہیں۔

اس لئے اگر اس دنیا کی وحدت کسی جماعت سے وابستہ ہے تو وہ جماعت احمدیہ ہی ہے لیکن جماعت احمدیہ کو خدا تعالیٰ نے جو نظام مہیا فرمادیا ہے، جو انتظامات مکمل کردیئے ہیں اگر خود یہ جماعت اس سے استفادہ نہ کرے تو پھر دنیا کی وحدت تو درکنار اپنی وحدت کو بھی برقرار نہیں رکھ سکے گی اور میں نے یہ محسوس کیا ہے کہ بسا اوقات اس کمی کی وجہ سے مختلف جماعتوں کے مزاج مختلف ہونے لگتے ہیں۔ جہاں باقاعدگی سے خطبات پہنچانے کا انتظام نہیں وہاں کئی قسم کے ایسے خیالات، کئی قسم کے ایسے توہمات دلوں میں پیدا ہوتے رہتے ہیں جن کا ساتھ ساتھ علاج نہیں ہو رہا ہوتا اور وہاں مختلف مزاج میں جماعتیں پرورش پارہی ہوتی ہیں، دنیا کی دوسری جماعتوں سے فرق کے ساتھ ان کی تربیت ہورہی ہوتی ہے۔

اس لئے بالعموم ابھی یہ بہت ضروری ہے اور خصوصاً ایسی جگہ جیسے لاس اینجلس ہے،

بہت پھیلی ہوئی جماعتیں ہیں، گھروں کے درمیان فاصلے بہت ہیں، شہر بہت بڑا ہے، بداثرات بہت زیادہ ہیں اور ایک مسجد اگر بنا بھی دی جائے تو تب بھی اس مسجد تک سب کی رسائی عملاً ممکن نہیں ہے۔ تو ایسی جماعتوں میں تو خصوصیت کے ساتھ یہ انتظام ضروری ہے کہ مرکز سے ان کا رابطہ مکمل رہے اور ہر بڑے چھوٹے تک خلیفۂ وقت کی آواز میں وہ باتیں پہنچیں جن پر عمل کرنا وقت کے تقاضوں کے لحاظ سے خصوصیت سے بہت ضروری ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 23/اکتوبر 1987ء خطباتِ طاہر جلد طاہر 6 صفحہ 684-685)

خلیفۂ وقت کی آواز میں اُس کے پیغام کو افرادِ جماعت تک پہنچانا کیوں اہم ہے؟ اس سلسلہ میں آپؒ نے فرمایا:

"...عہدیداران جماعت کے ساتھ جماعت بڑے احترام کا تعلق رکھتی ہے اور بعض صورتوں میں امراء سے بڑی محبت بھی کرتی ہے۔ لیکن یہ خیال کر لینا کہ خلیفۂ وقت اور جماعت کے درمیان جو محبت کا تعلق ہے بعینہٖ وہی چیز ہر عہدیدار اور جماعت کے درمیان ہے، یہ غلط ہے۔ اکثر صورتوں میں تو یہ عشر عشیر بھی نہیں ہے۔ یہ ایک ایسا نظام ہے دنیا میں جس کی کوئی مثال ہی نہیں ہے۔ کوئی دنیا میں مذہبی ہو یا غیر مذہبی لیڈر ایسا نہیں جیسا کہ خلیفۃ المسیح، جماعت احمدیہ کے اندر جو خلیفہ ہے وہ اور اس کے متبعین کے ساتھ یا اس جماعت کے ساتھ جس نے اس کو قبول کیا خلیفہ کے طور پر ان کے درمیان جو تعلق ہے یہ تعلق بے مثال ہے۔ اس کی کوئی نظیر دنیا میں کہیں نظر نہیں آتی۔..."

(خطبہ جمعہ فرمودہ 11/مارچ 1988ء۔ خطباتِ طاہر جلد 7 صفحہ 169)

چنانچہ جماعت احمدیہ کے 'ہر شخص تک ہر تحریک خلیفۂ وقت کی آواز میں' پہنچانے کی وضاحت کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:

"یعنی آواز سے مراد یہ ہے کہ جس طرح وہ پہنچانا چاہتا ہے۔ سننے والا خواہ ترجمہ بھی سن رہا ہو اس کو پتہ ہو کہ یہی باتیں تھیں جو خلیفۂ وقت نے جماعت کے سامنے پیش کی تھیں۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 11/مارچ 1988ء خطباتِ طاہر جلد 7 صفحہ 170)

پہلے تو صرف آڈیو کیسٹس کے ذریعہ خلیفۂ وقت کے خطبات و خطابات تمام دنیا کے احمدیوں تک

پہنچانے کی کوشش کی جاتی رہی۔ پھر ویڈیو کیسٹس بیچ میں شامل ہو گئیں۔ لیکن بے حد محنت کے باوجود، بہت ہی جانکاہی کے ساتھ کام کرنے کے باوجود بہت ہی معمولی اور کم حصّہ جماعت کا تھا جس تک یہ آواز پہنچ سکی۔

خلیفۂ وقت کی آواز میں فوری طور پر اور براہِ راست خطبہ سننے کے نظام میں ایک اہم موڑ اُس وقت آیا جب جماعت احمدیہ کی دوسری صدی کے آغاز پر اس صدی کا پہلا خطبہ جمعہ جو 24/مارچ 1989ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے مسجد فضل انگلستان میں ارشاد فرمایا وہ بذریعہ فون ماریشس اور جرمنی کی بعض جماعتوں نے براہِ راست سنا۔ فون کے ذریعہ خلیفۂ وقت کے خطبات سننے کا یہ سلسلہ آہستہ آہستہ آگے بڑھتا گیا اور برطانیہ کی گیارہ جماعتوں کے علاوہ چوبیس دوسرے ممالک اس سے فیضیاب ہونے لگے جن میں پاکستان، ہندوستان، نیوزی لینڈ، فجی، سنگاپور، جاپان، کوریا، انڈونیشیا، ماریشس، گھانا، ساؤتھ افریقہ، عمان، سپین، فرانس، ہالینڈ، ڈنمارک، ناروے، آئرلینڈ، جرمنی، بیلجیم، سویڈن، کینیڈا، امریکہ اور تنزانیہ شامل ہیں۔

اُس دَور میں جلسہ سالانہ برطانیہ سے حضور کے خطابات بھی بذریعہ فون سنے گئے۔

اس سفر کا ایک اہم سنگِ میل دسمبر 1991ء میں ہونے والا جلسہ سالانہ قادیان تھا جس میں تقسیمِ ہند (1947ء) کے 44/سال بعد خلیفۃ المسیح کا قادیان میں ورودِ مسعود ہوا۔ اس تاریخی اور تاریخ ساز جلسہ سالانہ کو بذریعہ سیٹلائٹ فون پر براہِ راست سنوایا گیا۔ یہ جماعت کی تاریخ میں بذریعہ سیٹلائٹ پیش کی جانے والی پہلی نشریات تھیں۔ وہ آواز جو سو سال قبل قادیان سے اٹھی تھی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نمائندگی میں آپؑ کے خلیفہ رابع کو اسی سرزمین سے ایک نئی شان سے دنیا تک پہنچانے کی سعادت ملی اور الہام 'مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا' کی ایک اور تجلّی دنیا پر ظاہر ہوئی۔ اس کے بعد تو یہ راہیں بڑی تیزی سے کشادہ سے کشادہ تر ہوتی چلی گئیں۔

ایم ٹی اے کا سفر۔ منزل بہ منزل

31/جنوری 1992ء سے ایم ٹی اے کا باقاعدہ آغاز ہوا اور مواصلاتی سیّارے کے ذریعہ آپ کا فرمودہ خطبہ جمعہ براہِ راست برِّ اعظم یورپ میں دیکھا اور سنا گیا اور ہر جمعہ کے مبارک روز یہ سلسلہ

باقاعدہ جاری رہا۔

مارچ 1992ء میں رمضان المبارک کے درس القرآن بذریعہ سیٹلائٹ نشر کیے گئے۔ اس رمضان المبارک کی اجتماعی دعا میں ایم ٹی اے کے ذریعہ پہلی مرتبہ یورپ بھر کے احباب جماعت شامل ہوئے۔

3/اپریل 1992ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی حرم محترمہ حضرت سیّدہ آصفہ بیگم صاحبہؒ کی وفات پر جماعت کی تاریخ میں پہلی مرتبہ کسی کی نمازِ جنازہ براہِ راست اسلام آباد (ٹلفورڈ۔ برطانیہ) سے ایم ٹی اے پر نشر کی گئی اور حضور رحمہ اللہ کی زیرِ ہدایت مقامی امام کی اقتدا میں مختلف مقامات پر بیک وقت حضرت بیگم صاحبہؒ کی نمازِ جنازہ ادا کی گئی۔

اپریل 1992ء میں حضورؒ نے خطبہ عید الفطر ارشاد فرمایا جو بذریعہ سیٹلائٹ ایم ٹی اے پر نشر ہونے والا پہلا خطبہ عید تھا۔

پھر جون 1992ء میں حضورؒ کا خطبہ عید الاضحیہ بھی یورپ بھر میں ایم ٹی اے کے ذریعہ براہِ راست نشر کیا گیا۔

31/جولائی تا 02/اگست 1992ء جلسہ سالانہ برطانیہ پہلی مرتبہ ایم ٹی اے کی زینت بنا اور یورپ کے علاوہ برِّ اعظم ایشیا میں بھی حضور رحمہ اللہ کے جلسہ کے تمام خطابات براہِ راست دکھائے گئے۔ پاکستان میں 1984ء سے احمدیوں کے جو سالانہ جلسے حکومت کی طرف سے بند کردیئے گئے تھے اس جلسہ سے ایم ٹی اے کے ذریعہ ان جلسوں کا اجراء ایک نئے رنگ اور نئی شان سے ہوا۔ ایم ٹی اے کے ذریعہ نہ صرف پاکستان بلکہ دنیا کے متعدد ممالک میں گھر گھر جلسہ کا ماحول پیدا ہو گیا۔

21/اگست 1992ء کو حضورؒ کے خطباتِ جمعہ سیٹلائٹ کے ذریعہ چار برِّ اعظموں یعنی یورپ، ایشیا، افریقہ اور آسٹریلیا میں نشر ہونا شروع ہوئے۔

16/اکتوبر 1992ء کو مسجد بیت الاسلام ٹورانٹو کینیڈا کی افتتاحی تقریب براہِ راست پہلی مرتبہ تین برِّ اعظموں میں نشر کی گئی۔

دسمبر 1992ء میں حضور کے جلسہ سالانہ قادیان سے افتتاحی اور اختتامی خطابات لندن سے براہِ راست نشر کیے گئے۔

30رجولائی تا یکم اگست 1993ء جلسہ سالانہ برطانیہ سے حضور رحمہ اللہ کے خطابات ایم ٹی اے پر براہِ راست نشر کئے گئے۔اس عالمی جلسہ پر تاریخ عالَم کا ایک اور انقلاب انگیز اور تاریخ ساز واقعہ رونما ہوا۔یعنی ایم ٹی اے کے ذریعہ پہلی ُعالمی بیعت' کی تقریب منعقد ہوئی جس میں مختلف ممالک سے تعلق رکھنے والی دو لاکھ سے زائد سعید روحیں شامل ہوئیں۔

31ردسمبر 1993ء کو حضورؒ نے جلسہ سالانہ قادیان سے مواصلاتی رابطوں کے ذریعہ ماریشس کی سرزمین سے خطاب فرمایا اور خطبہ جمعہ کے ذریعہ اس کا افتتاح فرمایا۔اس خطبہ جمعہ میں آپ نے جماعت کو خوشخبری دی کہ 7رجنوری 1994ء سے ہفتہ میں ساتوں دن بارہ گھنٹے ایم ٹی اے کی نشریات ہوا کریں گی۔

آپؒ نے فرمایا :

"جب ہم نے سیٹلائٹ کے ذریعہ سب دنیا سے رابطے کا آغاز کیا تو جمعہ کا ایک گھنٹہ یا کچھ زائد وقت یا کچھ جلسوں اور اجتماعات کے موقع پر ایک دو گھنٹے زائد ملا کرتے تھے۔احباب جماعت عالمگیر کی طرف سے بار بار اس خواہش کا اظہار ہوتا تھا کہ سیٹلائٹ اب ایک ہفتہ انتظار نہیں ہوتا۔کوشش کریں کہ خواہ کچھ بھی خرچ کرنا پڑے،روزانہ یہ پروگرام جاری ہو۔آج مَیں نئے سال کے تحفہ کے طور پر ماریشس کی سرزمین سے یہ اعلان کرتا ہوں کہ آئندہ سے ایشیا کے لئے جاپان سے لے کر افریقہ تک اور اس علاقہ میں برِّ اعظم آسٹریلیا بھی شامل ہے،ہفتہ میں ایک گھنٹہ کی بجائے ہفتہ میں ساتوں دن بارہ گھنٹے روزانہ پروگرام چلا کرے گا...آئندہ تمام ایشیا کی جماعتیں،تمام افریقہ کی جماعتیں اور خدا کے فضل سے شمالی افریقہ کی جماعتیں بھی...اور آسٹریلیا بھی...روزانہ بارہ گھنٹے کا پروگرام سن سکیں گے اور دیکھ سکیں گے۔جہاں تک یورپ کا تعلق ہے سرِ دست ہم نے روزانہ ساڑھے تین گھنٹے کا وقت حاصل کرلیا ہے...انشاء اللہ تعالیٰ اب یورپ میں بھی اور ساتھ تعلق رکھنے والے حصہ میں بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے یقیناً ساڑھے تین گھنٹے

روزانہ کا پروگرام سنایا جایا کرے گا۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 21؍ دسمبر 1993ء۔ خطباتِ طاہر جلد 12 صفحہ 1006-1007)

ایم ٹی اے کی روزانہ نشریات کا آغاز

7؍ جنوری 1994ء وہ مبارک دن ہے جب حضورؒ کے خطبہ جمعہ سے ایم ٹی اے کی روزانہ نشریات کا آغاز ہوا۔

اسی روز ایم ٹی اے کی اپنی پہلی براڈ کاسٹ وَین (van) کا افتتاح بھی عمل میں آیا۔ اسی روز حضورؒ کے ساتھ ’ملاقات‘ پروگرام بھی شروع ہوا۔ ابتدا میں چند روز ’ملاقات‘ کا پروگرام عمومی بات چیت پر مشتمل رہا جس میں حضورؒ نے متعدد ایمان افروز واقعات بیان فرمائے اور پھر روزانہ کی یہ ’ملاقات‘ کئی مختلف سلسلوں میں تقسیم ہو گئی۔

حضورؒ نے اپنے 7؍ جنوری 1994ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا:

’’الحمدللہ کہ آج وہ جمعہ کا دن آیا جس کی بہت دیر سے دل میں تمنّا تھی اور ایک مدّت سے انتظار تھا کہ آج خدا کے فضل کے ساتھ انٹرنیشنل احمدیہ مسلم ٹیلی ویژن کا باقاعدہ آغاز ہو رہا ہے۔ وہ جو جمعہ کا خطبہ پہلے ہر جمعہ سنایا جاتا تھا وہ اگرچہ اسی ٹیلی ویژن کے ذریعہ تھا لیکن یہ سروس روزمرہ کے طور پر ابھی جاری نہیں ہوئی تھی۔ الحمدللہ کہ جو خوشخبری مَیں نے ماریشس کی سرزمین سے دی تھی آج انگلستان کی سرزمین سے یہ اعلان کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ آج سے باقاعدہ مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کی روزانہ سروس کا آغاز ہو چکا ہے۔ یورپ میں ساڑھے تین گھنٹے یا تین گھنٹے روزانہ اور باقی ایشیا افریقہ وغیرہ میں روزانہ بارہ گھنٹے کا پروگرام چلا کرے گا۔ ... جو کچھ بھی اس کے نتیجہ میں پیدا ہوگا مجھے امید ہے کہ بابرکت ہوگا اور جماعت کی تربیت ہی کے لئے نہیں بلکہ سب دنیا کے لئے بھی ٹیلی ویژن کے ذریعہ تربیت کے ایک نئے دَور کا آغاز ہو جائے گا۔ کبھی دنیا میں ٹیلی ویژن کو ان اعلیٰ مقاصد کے لئے استعمال نہیں کیا گیا جن اعلیٰ مقاصد کے لئے اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کو ایک ٹیلی ویژن کے نئے دور کے آغاز کی توفیق مل رہی ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 7؍ جنوری 1994ء۔ خطباتِ طاہر جلد 13 صفحہ 1-2)

جولائی 1994ء کا جلسہ سالانہ یُو کے وہ پہلا جلسہ سالانہ تھا جو اپنی مکمل صورت میں براہِ راست ایم ٹی اے انٹرنیشنل پر نشر کیا گیا۔ اس جلسہ کے آخر پر تاریخ احمدیت میں ایک اَور نہایت ایمان افروز اور غیر معمولی عظمت کا حامل واقعہ رونما ہوا۔ حضور رحمہ اللہ نے اختتامی دعا کے بعد چند ملکوں کے نام گنوائے جو ایم ٹی اے کے ذریعہ جلسہ میں شامل تھے۔ اس پر ان ملکوں سے جن کے نام نہیں لئے گئے تھے فون موصول ہونے لگے کہ ہم بھی آپ کے ساتھ شامل ہیں۔ ایم ٹی اے کے فون پر پیغامات کا تانتا بندھ گیا۔ جب حضورؒ کو فون کرنے والوں کے پیغامات بتائے جاتے تو آپؒ اس کا ذکر فرماتے۔ یہ بہت ہی رُوح پرور نظارہ تھا۔ آپ نے اس وجد آفرین نظارہ کو دیکھ کر فرمایا:

”یہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اعجاز ہے جو آج ظاہر ہو رہا ہے۔“

حضور رحمہ اللہ نے خطبہ جمعہ فرمودہ 5/اگست 1994ء میں اس کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

”جلسہ سالانہ UK اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ایک غیر معمولی شان کا جلسہ ثابت ہوا۔ اللہ کے فضلوں کو ہم ہمیشہ برستا دیکھتے ہیں لیکن ان فضلوں میں بھی بعض دفعہ اچانک یُوں لگتا ہے جیسے غیر معمولی تیزی پیدا ہو گئی ہے اور توقع سے بڑھ کر اللہ کے فضلوں کی برسات ہوتی ہے۔ جلسہ سالانہ جس صورتحال میں اختتام پذیر ہوا اس میں کسی انسانی حکمت اور کسی منصوبہ بندی کا کوئی ادنیٰ سا بھی دخل نہیں تھا۔ لوگوں نے بعد میں مجھ سے پوچھا کہ یہ کیا ہوا؟ میں نے کہا مجھے تو لگتا تھا کہ اچانک بارش شروع ہو گئی ہے حالانکہ بارش پہلے بھی ہو رہی تھی لیکن بعض دفعہ بارش میں بھی اس قدر زور پیدا ہو جاتا ہے کہ لگتا ہے اب بارش شروع ہوئی ہے۔ یہ خدا تعالیٰ نے دشمن کو جماعت احمدیہ کے عالمی اجتماع کا ایک نظارہ دکھانا تھا اور بتانا تھا کہ اس وقت ایک ہی اُمتِ واحدہ ہے جو حقیقت میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہونے کا حق رکھتی ہے وہ جماعت احمدیہ ہے جو خلافت کے ذریعہ ایک ہاتھ پر اس طرح اکٹھی ہو گئی ہے کہ ایک جسم کے ٹکڑوں کی طرح ساری دنیا کی جماعت بن چکی ہے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 5/اگست 1994ء۔ خطبات طاہر جلد 13 صفحہ 572)

اسی طرح فرمایا:

”اللہ تعالیٰ نے اس ظاہری اور روحانی رشتے کو ملا کر عالمی طور پر ٹیلی ویژن کے ذریعہ

ایک ایسانیا نظام قائم کر دیا ہے کہ خلافت احمدیہ کو قیامت تک مستحکم کرنے کے لئے یہ سب کچھ کیا گیا ہے۔اس لئے اب یہ خیال بھلا دیں دل سے کہ خلافت رابعہ آ گئی اور بعد میں پھر وہی کچھ ہوگا جو پہلے ہو چکا ہے۔یہ بالکل واضح جھوٹ ہے۔اگر کوئی یہ غلط امیدیں لگائے بیٹھا ہے تو وہ نامرادرہے گا۔ان امیدوں کا پھل کبھی نہیں دیکھے گا۔کیونکہ خلافت رابعہ میں تو اجتماعیت کا آغاز ہوا ہے، اختتام کے اعلان نہیں ہورہے۔یہ بتایا جارہا ہے کہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو خلافت دی گئی ہے، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت کو قیامت تک جاری کرنے کے لئے دی گئی ہے اور اس لئے یہ وہم دل سے نکال دو کہ خلافت رابعہ آخری دَور ہے۔خلافت رابعہ آئندہ آنے والے حالات کے لئے جو آسمان سے تقدیریں رونما ہو رہی ہیں ان کے لئے ایک پیش خیمہ بن گئی ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 5راگست 1994ء۔خطبات طاہر جلد 13 صفحہ 587)

14 راکتوبر 1994ء کو ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے ایک اَور سنگِ میل کا ظہور ہوا جب حضور رحمہ اللہ نے "مسجد بیت الرحمان امریکہ" کا افتتاح فرمایا اور اس کے ساتھ ہی ایم ٹی اے کے واشنگٹن ارتھ سٹیشن (Earth Station) کا افتتاح فرمایا۔

یکم اگست 1995ء سے ایم ٹی اے کا پروگرام تین گھنٹے سے بڑھ کر پانچ گھنٹے روزانہ ہو گیا۔

ایم ٹی اے انٹرنیشنل کی روزانہ چوبیس گھنٹے کی نشریات کا آغاز

یکم اپریل 1996ء کو ایم ٹی اے انٹرنیشنل کی چوبیس گھنٹے کی نشریات کا آغاز ہوا۔اس موقع پر منعقدہ ایک خصوصی تقریب میں حضور رحمہ اللہ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے جو یہ وعدہ فرمایا کہ 'مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا'، دیکھو کس شان سے پورا فرمایا ہے... یہ نظام خدا نے ہمیں عطا فرمایا ہے اور اس الہام کی برکت ہے نہ کہ ہماری کوئی شوخی... ہم اپنی عاجزانہ کوششیں جو اس راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کی توفیق عطا ہونا ہی خدا کا بڑا انعام ہے... یہ سارے کاروبار اللہ کی تقدیر کے کاروبار ہیں۔ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ کا وعدہ ہے جو اللہ نے حضرت محمدؐ رسول اللہ سے فرمایا اور فرمایا کہ

ایسا کاروبار جو تیرے ہاتھ سے جاری ہو رہا ہے خدا ہی اس کا نگران ہے۔ خدا ہی اس کا ولی ہے۔ خدا ہی وکیل ہے جو تمام طاقتیں رکھتا ہے۔ ہر بات کی قدرت رکھتا ہے۔ وہ کارساز ہے۔ وہی ہے جو یہ کام بنائے گا اور یہ آخری اٹل وعدہ ہے جو ہرگز مٹایا نہیں جا سکتا۔ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهِ تا کہ محمد رسول اللہ اور آپ کے پیغام کو تمام دنیا کے ادیان پر غالب کر دے۔"

آپ نے اس تاریخ ساز اور رُوح پرور خطاب میں یہ وجد آفرین اعلان بھی فرمایا تھا کہ :

"آج کے بعد انشاء اللہ ہمیشہ پہلے سے بڑھ کر روشن تر دن ایم ٹی اے پر نمودار ہوگا۔"

یہ بشارت جس پُرشوکت انداز میں پوری ہو رہی ہے آج ایک عالَم اس کا گواہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ خلافتِ حقّہ اسلامیہ احمدیہ کے زیرِ نگرانی اور اس کے فیض سے ایم ٹی اے انٹرنیشنل بڑے مستحکم قدموں کے ساتھ اور بڑی عزّت اور وقار کے ساتھ کامیابیوں کی منزلیں طے کرتے ہوئے مسلسل وسعت پذیر ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے خطبہ جمعہ فرمودہ 29؍جنوری 1993ء میں فرمایا تھا:

"ٹیلی ویژن کے ذریعہ دنیا سے جو یہ رابطے ہو رہے ہیں اس کے نتیجہ میں یہ نظام ایک نئے دَور میں داخل ہو گیا ہے کیونکہ پہلے کبھی جماعت کو اس وسیع پیمانے پر براہِ راست وقت کے خلیفہ کی آواز میں اس کی صورت دیکھتے ہوئے نصیحتیں سننے کا موقع نہیں ملا کرتا تھا۔ ربوہ سے تقریباً سودوسو میل کے فاصلہ پر ایسے لوگ بھی تھے جو بوڑھے ہو گئے لیکن کبھی کسی خلیفہ کو دیکھا ہی نہیں تھا اور ہزارہا کی تعداد میں اور بڑی کثرت کے ساتھ ایسی ایسی جماعتیں ہیں کہ جہاں عملاً ناممکن تھا کہ کبھی کوئی خلیفہ جا سکے۔ کیونکہ اگر وہ تیز رفتاری کے ساتھ جَیٹ (jet) رفتار کے حساب سے بھی گھومے تو جماعتیں اس تیزی کے ساتھ پھیل رہی ہیں کہ ناممکن ہے کہ ایک شخص اپنی زندگی میں تمام جماعتوں میں پہنچ کر کچھ ٹھہر کر ہر شخص سے متعارف ہو سکے۔ لیکن اب تو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ گھر گھر میں زیارتوں کے انتظام ہو رہے ہیں اور جماعتوں میں بڑھتی ہوئی تعداد میں خدا کے فضل سے براہِ راست باتیں سننے اور صورت دیکھنے کے مواقع میسر آ رہے ہیں۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 29؍جنوری 1993ء۔ خطباتِ طاہر جلد 12 صفحہ 88)

اسی طرح آپ نے فرمایا:

"مَیں سمجھتا ہوں کہ آئندہ زمانہ میں خلافت کا جماعت سے تعلق اسی ٹیلی ویژن کے رابطہ سے ہی زیادہ تر ہو سکے گا اور یہ رابطہ شروع میں دوطرفہ ہو جائے گا۔ یعنی جہاں سے کوئی خلیفہ خطاب کر رہا ہو گا ساری دنیا کی جماعتوں کی مختلف جگہوں سے جھلکیاں بھی اس کے سامنے مختلف ٹیلی ویژنز پر دکھائی جارہی ہوں گی اور وہ دیکھ رہا ہو گا کہ کہاں کیا ہو رہا ہے۔ باقی یہ مِکس (mix) کرنے والے ماہرین جو ہیں بہت حد تک ان کے اختیار میں ہے کہ کس منظر کو زیادہ نمایاں کر کے دکھائیں۔ لیکن یہ ممکن تو ہو ہی چکا ہے جب اس کی مالی توفیق ملے گی تو اس طرح شروع ہو جائے گا۔ تو آئندہ کا ایک نقشہ تو یہ ہے کہ اس طرح ملاقاتیں ہوا کریں گی۔

دوسرا یہ کہ ہر احمدی کے کانوں میں براہِ راست خلیفۂ وقت کی آواز پہنچے اور اس کی آنکھیں اس کو دیکھ رہی ہوں۔ پھر دل میں یہ بھی طمانیت ہو کہ وہ بھی مجھے دیکھ سکتا ہے، یہ ایک عجیب کیفیت ہے جو آئندہ دَور سے تعلق رکھنے والی ہے۔ ہم جو اِن دوادوار کے سنگم پر ہیں ہماری خوش نصیبی ہے کہ ہم نے وہ وقت بھی دیکھے ہیں جبکہ ہر شخص نہ صرف خلیفۂ وقت سے ملاقات کرتا ہے بلکہ حق رکھتا ہے کہ جس کو توفیق ملتی ہے جب چاہے اپنے بچوں کو ساتھ لے کر آ کر بے تکلف ملاتا ہے اور بہت سے ایسے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ ہمیں توفیق نہیں، ہم کیا کر سکتے ہیں۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ نیا نظام جاری کر دیا ہے اور جماعت اس وقت گویا عملاً دوادوار میں بٹی ہوئی ہے۔ ایک حصہ وہ ہے جو ابھی تک پچھلے دَور سے لطف اندوز ہو رہا ہے، ایک حصہ ہے جو مستقبل میں آنے والا حصہ ہے اس کے مستقبل کا ابھی سے آغاز ہو چکا ہے۔ اس پہلو سے بڑے پُر لطف دن ہیں"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 29/ جنوری 1993ء۔ خطباتِ طاہر جلد 12/ صفحہ 90)

چنانچہ 21/ جون 1996ء کو اس نادر نظام نے ایک اور خوبصورت موڑ لیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے سفر کینیڈا کے دوران ایم ٹی اے پر دوطرفہ رابطوں کا آغاز ہوا۔ کینیڈا سے حضور کے خطبہ کی براہِ راست تصاویر انگلستان میں پہنچ رہی تھیں اور لندن کی تصاویر کینیڈا پہنچ رہی تھیں اور ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے ذریعہ تمام دنیا کے احمدی ان تصاویر کو بیک وقت دیکھ رہے تھے۔

حضور رحمہ اللہ نے اس کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"گزشتہ ایک موقع پر میں نے جماعت سے یہ گزارش کی تھی کہ میں امید کرتا ہوں کہ وہ دن آئیں گے جب ہم دوطرفہ ایک دوسرے کو دیکھ سکیں گے۔ پس آج کے مبارک جمعہ سے اس دن کا آغاز ہو رہا ہے۔ اس وقت انگلستان میں مختلف مراکز میں بیٹھے ہوئے احمدی ہمیں دیکھ رہے ہیں اور ان کی تصاویر یہاں پہنچ رہی ہیں اور بیک وقت ہم ایک دوسرے کو دیکھ سکتے ہیں... یہ دراصل ایک عظیم الشان پیشگوئی تھی جو ایک پہلو سے تو بارہا پوری ہو چکی۔ اب ایک نئے پہلو سے بھی پوری ہو رہی ہے۔

حضرت امام جعفر صادق سے مروی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ بہت بڑے بزرگ، بہت پایہ کے امام تھے اور عارف باللہ تھے... آپ نے فرمایا: ہمارے امام القائم کے زمانہ میں یعنی حضرت مسیح موعود مہدی معہود کے زمانہ میں مشرق میں رہنے والا مومن مغرب میں رہنے والے اپنے دینی بھائی کو دیکھ سکے گا۔ اسی طرح مغرب میں بیٹھا ہوا مومن اپنے مشرق میں مقیم بھائی کو دیکھ سکے گا۔" (بحار الانوار جلد 52 صفحہ 391)

آپؒ نے فرمایا:

"یہ آغاز ہے۔ آگے انشاء اللہ ایسے دن آئیں گے کہ مشرق و مغرب کی جماعتیں ٹیلی ویژن کے اعلیٰ انتظامات کے ذریعہ بیک وقت ایک دوسرے کو دیکھ سکیں گی۔ ایک ایسا عالمی جلسہ ہوگا جس کی کوئی نظیر کبھی دنیا میں پیش نہیں کی جا سکتی ہے، نہ کی جاسکے گی۔

اب بھی اللہ تعالیٰ کے فضل اتنے ہیں اور اتنے برس رہے ہیں کہ بارش کے قطروں کی طرح ان کا شمار ممکن نہیں رہا۔"

(الفضل انٹرنیشنل 9راگست 1997ء)

یکم اپریل 1996ء سے شروع ہونے والی چوبیس گھنٹے کی نشریات سے مشرق وسطیٰ کے بعض ممالک اور افریقہ اور مشرقِ بعید کے ممالک محروم تھے۔ 7رجولائی 1996ء سے گلوبل بیم کے ذریعہ ان ممالک تک بھی ایم ٹی اے انٹرنیشنل کی نشریات پہنچانے کا انتظام ہو گیا۔ اس سلسلہ میں محمود ہال مسجد فضل لندن میں ایک نہایت مبارک تقریب منعقد ہوئی جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی موجودگی میں افریقن احباب، بچوں، نوجوانوں اور مستورات نے اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید پر

مشتمل گیت گائے اور اس دن کے لئے تیار کردہ خصوصی پروگرام دکھائے گئے۔

1999ء میں ایم ٹی اے ایک نئے دَور میں داخل ہوا۔ جلسہ سالانہ یُوکے 1999ء کے موقع پر اس کی تفاصیل بیان کرتے ہوئے حضور رحمہ اللہ نے فرمایا کہ

"ایم ٹی اے نئے دَور میں داخل ہو چکی ہے۔ یورپ، شرقِ اوسط اور ایشیا کے علاقوں کے لئے ڈیجیٹل نشریات کا آغاز ہو چکا ہے۔ اللہ کے فضل سے امسال یورپ، شرقِ اوسط اور ایشیا کے علاقوں کے لئے یورپ کے سب سے زیادہ مقبول سیٹلائٹ ہاٹ برڈ فور (Hotbird 4) پر ایم ٹی اے کا ڈیجیٹل چینل شروع کیا جا چکا ہے۔..... ان ڈیجیٹل کی نشریات کے آغاز سے ہم دنیا بھر میں بہت سے ایسے ناظرین تک پہنچ رہے ہیں جن تک پہلے رسائی ممکن نہ تھی۔ اس طرح تبلیغ کے نئے رستے کھل رہے ہیں۔..... سابقہ مروّجہ سیٹلائٹس کے ذریعہ ایم ٹی اے کی نشریات ساؤتھ پیسفک کے بعض علاقوں میں نہیں پہنچ سکتی تھیں۔...... ناممکن تھا کہ اُن تک ہمارے ایم ٹی اے کے پروگرام براہِ راست پہنچ سکیں کیونکہ زمین کا جو curve ہے وہ حائل ہو جایا کرتا تھا۔ کئی اونچے پہاڑی سلسلے تھے جو حائل ہو جایا کرتے تھے۔ ...... امسال اللہ تعالیٰ کے فضل سے ساؤتھ پیسفک کے تمام ممالک جن میں آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، فجی، جاپان وغیرہ شامل ہیں ایم ٹی اے کی دسترس میں آ گئے ہیں۔...... اب ہم سو فیصدی اعتماد سے کہہ سکتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے دنیا کے پانچوں برِّ اعظم ایم ٹی اے کا پروگرام براہِ راست دیکھ سکتے ہیں۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ۔"

(خطاب دوسرا روز جلسہ سالانہ یوکے فرمودہ 31/جولائی 1999ء)

اگرچہ ہاٹ برڈ پر ڈیجیٹل نشریات 1999ء میں شروع ہوئیں لیکن اس سے قبل ایم ٹی اے کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ یکم اپریل 1996ء کو شمالی امریکہ میں ایم ٹی اے دنیا میں پہلا ڈائریکٹ ٹُو ہوم (DTH) چینل تھا جس پر ڈیجیٹل سسٹم پر نشریات شروع کی گئیں۔ اس غرض سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی ہدایت و رہنمائی میں کینیڈا کی ایک کمپنی سے خصوصی آرڈر پر سیٹلائٹ ریسیور بنوائے گئے کیونکہ اُس وقت دنیا میں ڈیجیٹل ڈائریکٹ ٹُو ہوم ریسیور دستیاب ہی نہیں تھے۔

جمعہ 7/ستمبر 2001ء کو ایم ٹی اے کی نشریات یُوکے کے B SKY B پلیٹ فارم پر شروع

کی گئیں۔اس کا اعلان حضور رحمہ اللہ نے خطبہ جمعہ فرمودہ 7رستمبر 2001ء میں فرمایا۔

یہ عجیب اتفاق ہے کہ 37رسال قبل 7رستمبر 1974ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی نے احمدیوں کو پاکستان میں آئینی و قانونی اغراض کے لئے ناٹ مسلم قرار دیا تھا اور 37رسال بعد مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ SKY B پر آنے کی وجہ سے ایک نئے دور میں داخل ہو رہا تھا۔ 8رستمبر 2001ء کو روزنامہ جنگ لندن کے پہلے صفحے پر اشتہار اس عنوان سے شائع ہوا: ''ایم ٹی اے کی تاریخ میں ایک نیا سنگ میل''۔ یاد رہے کہ اُس وقت SKY پلیٹ فارم پر ایم ٹی اے پہلا اردو چینل، پہلا اسلامی چینل اور پہلا مذہبی چینل تھا۔

ایم ٹی اے کی نشریات کی وسعت اور جدید ترین ٹیکنالوجی سے استفادہ اور ہر لحاظ سے اس کے معیار کو بہتر سے بہترین اور بلند سے بلند تر کرنے کا یہ سلسلہ یہیں رُک نہیں گیا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی زیر ہدایت و نگرانی اس میں مسلسل ترقی کا عمل جاری ہے۔ اور اس کا دائرہ فیض بڑی تیزی سے وسعت پذیر ہے۔

....

احمدیت کا دشمن تو خلیفۃ المسیح اور افرادِ جماعت کے درمیان فاصلے پیدا کرنے کا خواہاں تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے ذریعہ تمام فاصلوں کو سمیٹ کر ایسی محبتوں اور قربتوں سے نوازا کہ خلیفۃ المسیح سے روزانہ ملاقات کے سامان پیدا فرما دیئے۔

....

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ساتھ ایم ٹی اے کے بعض سلسلہ وار پروگرام

قبل ازیں یہ ذکر گزر چکا ہے کہ 7رجنوری 1994ء کو ایم ٹی اے کی روزانہ کی نشریات کے آغاز کے ساتھ ہی حضور رحمہ اللہ کے ساتھ 'ملاقات' کا ایک پروگرام شروع ہوا۔ بعد میں روزانہ کی یہ ملاقات جو

کم و بیش ایک گھنٹہ کے وقت پر مشتمل ہوتی تھی کئی مختلف سلسلوں میں تقسیم ہو گئی۔ ان مقبول سلسلوں میں سے بعض کا ذکر درج ذیل ہے۔

اعتراضات کے جوابات:

18/ جنوری 1994ء سے آپ نے معاندین کے اعتراضات کے جواب دینے کا سلسلہ شروع فرمایا جس میں اسلام اور احمدیت پر کئے گئے اعتراضات کے منہ توڑ مدلّل جواب دے کر مخالفوں کے مُنہ ہمیشہ کے لئے بند کر دیئے اور شیروں کی طرح جماعت کا دفاع فرما کر ساری جماعت کو اس کے گُر سکھا گئے۔ یہ کُل 37/ پروگرام ہیں۔

انگریزی ملاقات:

5/ فروری 1994ء کو انگریزی دان دوستوں کے ساتھ سٹوڈیو ملاقات کے پروگرام کا آغاز فرمایا جس میں مختلف قومیتوں کے افراد کو شمولیت کا شرف عطا فرمایا۔ ان میں سے بہت سے پروگرام غیر مسلموں کے ساتھ بھی ہوئے جن کے ہر قسم کے سوالات کے کافی و شافی جوابات دیئے گئے۔ کُل 150/ پروگرام ہوئے۔

اردو ملاقات:

9/ فروری 1994ء کو اردو دان دوستوں کے ساتھ سٹوڈیو میں عمومی سوال و جواب کا پروگرام شروع فرمایا جس میں سوالوں کے جواب دیتے ہوئے مضمون کو اس گہرائی سے بیان فرمایا کہ ہر سننے والا یہی محسوس کرتا کہ اسی کے حسب حال جواب بیان کیا جا رہا ہے۔ کُل 160/ پروگرام ہوئے۔

ہومیو پیتھی کلاس:

23/ مارچ 1994ء کو آپؒ نے اپنی ہومیو پیتھی کی شہرۂ عالم کلاس کا آغاز فرمایا اور روحانی علاج کے ساتھ ساتھ جسمانی علاج کے سامان بھی پیدا فرما دیئے۔ ایم ٹی اے کے ذریعہ اس سادہ اور سستے طریقِ علاج کو آپؒ نے دنیا بھر میں رائج فرمایا اور ہر رنگ و نسل اور ہر قوم و مذہب کے افراد نے اس سے استفادہ کرتے ہوئے معجزانہ شفا کے نمونے دیکھے۔ کُل 198/ پروگرام ہوئے۔

ترجمۃ القرآن کلاس :

15/ جولائی 1994ء کو آپؒ نے ترجمۃ القرآن کلاس کا آغاز فرمایا۔ اس پہلی کلاس کے ساتھ ہی آپؒ نے ایم ٹی اے کے نئے سٹوڈیو کا افتتاح بھی فرمایا۔ اس عالمگیر کلاس کے ذریعہ آپؒ نے دنیا بھر میں پھیلے ہوئے اپنے شاگردوں کو عشقِ قرآن اور فہمِ قرآن کے اُسلوب سکھائے۔ آپ کی یہ کلاس قرآنی علوم و عرفان کا ایک چشمہ فیض ہے جو جاری و ساری ہے۔ کُل 305/ پروگرام ریکارڈ ہوئے۔

لِقَاء مَعَ الْعَرَب :

17/ جولائی 1994ء کو اہل عرب کے لئے لِقَاء مَعَ الْعَرَب کا پروگرام شروع کیا گیا۔ جس کے ذریعہ صرف اہلِ عرب ہی نہیں بلکہ ہر قوم کی تسکین کے سامان کئے اور بڑی فصاحت و بلاغت سے ازرُوئے قرآن وحدیث عربوں کو انہیں کی زبان میں درست معنے بھی سمجھائے۔ کُل 472/ پروگرام ہوئے۔

اردو کلاس:

21/ جولائی 1994ء سے آپؒ نے اردو زبان سکھانے کے لئے اردو کلاس کا اجراء فرمایا تا کہ سب قوموں کے لوگ اردو سیکھ کر ایک ہاتھ پر جمع ہونے کے ساتھ ساتھ ایک زبان پر بھی جمع ہو جائیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کا خود مطالعہ کر کے علم و عرفان کے اس خزانے سے مستفیض ہو سکیں۔ اردو زبان پر آپؒ کا یہ بہت بڑا احسان ہے۔ کُل 460/ پروگرام ہوئے۔

بچوں کی کلاس:

23/ جولائی 1994ء کو آپؒ نے بچوں کے ساتھ کلاس شروع فرمائی۔ آپؒ بچوں سے بے انتہا محبت کرتے تھے اور ہمہ وقت ان کی تربیت کا خیال آپ کو رہتا تھا۔ اس عالمی کلاس کے ذریعہ باتوں باتوں میں آپؒ نے تربیت کے وہ نکات بیان فرمائے اور وہ گُر سکھائے جس نے دنیا بھر کے احمدی بچوں کو اللہ تعالیٰ اور خلافت احمدیہ کے بہت قریب کر دیا۔ کُل 300 پروگرام ہوئے۔

اس کے علاوہ :

☆... **فرنچ ملاقات** کا آغاز 13 / جولائی 1997ء سے ہوا۔ اس پروگرام میں فرنچ بولنے والے افراد شامل ہوتے۔ اور حضور رحمہ اللہ کے انگریزی میں بیان فرمودہ جوابات کا فرنچ ترجمہ پیش کیا جاتا۔ ایسے کُل 209 پروگرام ریکارڈ ہوئے۔

☆... **بنگلہ ملاقات** کا آغاز 19 / اکتوبر 1999ء سے ہوا۔ جس میں بنگلہ بولنے والے افراد شامل ہوتے اور حضورؒ کے ساتھ سوال و جواب کی مجلس ہوتی۔ اور حضورؒ کے جوابات کا بنگلہ ترجمہ پیش کیا جاتا۔ ایسے 128 / پروگرام ہوئے۔

☆... اسی طرح **جرمن ملاقات** کا آغاز 6 / نومبر 1999ء سے ہوا۔ جس میں جرمن بولنے والے افراد شامل ہوتے اور حضورؒ ان کے سوالات کے جو جوابات انگریزی زبان میں ارشاد فرماتے ان کا جرمن زبان میں ترجمہ پیش کیا جاتا۔ ایسے کُل 130 پروگرام ریکارڈ ہوئے۔

☆... **لجنہ ملاقات** کا پروگرام 24 / اکتوبر 1999ء سے شروع ہوا اور 130 پروگرام ہوئے۔

☆... **اطفال ملاقات** کا آغاز 3 / نومبر 1999ء سے ہوا اور کل 45 پروگرام ریکارڈ ہوئے۔

(الفضل انٹرنیشنل 25 / جولائی تا 17 / اگست 2003ء صفحہ 24-25)

خطباتِ جمعہ، خطباتِ عیدین، جلسہ ہائے سالانہ اور اجتماعات اور دیگر اہم تقاریب وغیرہ کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے خطابات کے علاوہ صرف مذکورہ بالا پروگرام ہی کم و بیش 2724 / گھنٹوں کی ریکارڈنگ پر مشتمل تھے۔ اور ان میں سے ہر ایک پروگرام علم و عرفان اور حکمت کے موتیوں سے مرصّع اور خدا تعالیٰ کے فضلوں کا آئینہ دار تھا۔

....

احمدیت کی صداقت کا عالمی گواہ

الغرض مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ (MTA) انٹرنیشنل ایک عظیم نعمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے جماعت احمدیہ کو عطا کی ہے۔ یہ وہ واحد مسلم ٹی وی چینل ہے جو ساری دنیا میں روزانہ چوبیس

گھنٹے اسلام کی سچی اور حقیقی تعلیمات کو پیش کرتا ہے۔ رحمۃ للعالمین حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ربّ العالمین کی طرف سے نازل ہونے والی تعلیم کے فیض سے اس ٹی وی چینل کی نشریات عالمی نشریات ہیں اور اس کے پروگرام عالمی پروگرام ہیں۔ یہاں سے وہی دین اسلام پیش کیا جاتا ہے جو عالمی دین ہے اور تمام بنی نوع انسان کے لئے ہدایت اور رحمت کا باعث ہے۔ ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے سارے پروگرام غیر جانبدار، کامل عدل وانصاف اور سچائی وراستی پر مبنی ہیں۔ ان میں کسی قسم کے تصنّع اور بناوٹ یا جھوٹ یا مداہنت کی کوئی آمیزش نہیں۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ نورِ محمدیؐ کے فیض سے MTA نہ مشرقی ہے نہ مغربی بلکہ یہ ابدی صداقتوں کو پھیلانے والا اور فطرتِ انسانی کو اپیل کرنے والا ایک عالمی چینل ہے۔ کُل عالَم کو ایک ہاتھ پر اکٹھا کرنے کے لئے ایم ٹی اے کو عظیم الشان خدمت کی سعادت حاصل ہے۔ عالمگیر جماعت احمدیہ مُسلمہ کے امام خلیفۃ المسیح کے تمام خطبات، خطابات، درس القرآن، مجالس سوال وجواب سب کے سب عالمی حیثیت رکھتے ہیں اور تمام دنیا آپ کی مخاطب ہوتی ہے۔ عالمی خطبہ جمعہ، عالمی جلسہ سالانہ، عالمی بیعت، عالمی سجدہ تشکّر، عالمی نعرے، عالمی دعائیں، عالمی درس القرآن، عالمی مجالس عرفان، غرضیکہ ہر چیز میں عالمی وحدت کے نظارے ایم ٹی اے پر دیکھنے میں آتے ہیں اور خلافتِ احمدیہ حقیقی معنوں میں کُل عالَم کے سعید فطرت مسلمانوں کے دلوں پر حکمرانی کر رہی ہے۔ ساری دنیا کے احمدی باوجود رنگ ونسل اور زبانوں کے اختلاف کے ایک ہی رنگ میں، جو رنگِ تقویٰ ہے، نشوونما پا رہے ہیں اور باوجود ظاہری طور پر ہزارہا میل کی مسافتوں کے ان کے دل وحدتِ ایمانی سے اس طرح مربوط ہیں گویا بنیانِ مرصوص ہوں۔ سارے عالِم اسلام میں کوئی اور جماعت ایسی نہیں جو حقیقت میں عالمی جماعت کہلا سکے۔ نہ ان کا کوئی عالمی امام ہے، نہ ان کی فکر ونظر میں وحدت ہے اور نہ عملی طور پر اتفاق واتحاد۔ بلکہ ان کی کیفیت اُن پراگندہ ومنتشر بھیڑوں کی سی ہے جن کا کوئی نگران نہ ہو اور خونخوار بھیڑیے جب چاہیں اور جس کو چاہیں چیر پھاڑ کر رکھ دیں۔

یُوں تو کہنے کو دنیا بھر میں پچاس سے زائد مسلم حکومتیں موجود ہیں اور ان میں سے بعض بہت وسیع خزانوں اور مادی وسائل کی مالک ہیں لیکن ان میں سے کسی کو بھی عالمگیر مسلم ٹیلی ویژن چینل قائم کرنے کی توفیق حاصل نہیں ہوئی۔ اگرچہ ان ممالک میں بیسیوں ٹی وی چینل جاری ہیں لیکن کوئی ایک بھی نہیں جسے

فی الواقعہ مسلم ٹی وی کہا جا سکے۔ اگر یہ سعادت حاصل ہوئی ہے تو دنیوی لحاظ سے ایک نہایت کمزور اور غریب جماعت کو جس کے پاس نہ تو کوئی معدنی خزائن ہیں، نہ تیل کی دولت، نہ حکومت اور اقتدار۔ لیکن وہ اُس خدا تعالیٰ کی قائم کردہ جماعت ہے جو زمین و آسمان کے تمام خزانوں کا مالک ہے۔ اور اُس نے اِس جماعت کو اس لئے قائم فرمایا ہے کہ تا ساری نوعِ انسانی کو دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جمع کر کے اُمّتِ واحدہ میں تبدیل کرے۔ سو اُس نے محض اپنے فضل سے اور اپنی تقدیر خاص سے عالمگیر مسلم ٹیلی ویژن کے اجراء کی توفیق اس جماعت کو عطا فرمائی اور ضرور تھا کہ ایسا ہی ہوتا۔

قرآن و حدیث میں اور اُمّت مسلمہ کے صلحاء و بزرگان کی پیشگوئیوں میں بڑی صراحت سے ایسے اشارے موجود ہیں کہ مسیح موعود و امام مہدی علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ ایسے سامان مہیا فرمائے گا جن سے کام لے کر وہ اسلام کو ساری دنیا میں غالب کریں گے۔ مثلاً بحار الانوار میں حضرت امام جعفر صادقؒ سے روایت ہے کہ: ''ایک منادی آسمان سے آواز دے گا جسے ایک نوجوان لڑکی پردے میں رہتے ہوئے بھی سنے گی اور اہلِ مشرق و مغرب بھی سُنیں گے۔''

(بحار الانوار جلد 52 / صفحہ 285 / از ملا محمد باقر مجلسی۔ دار احیاء التراث العربی۔ بیروت)

حضرت امام باقرؒ (وفات 114ھ) سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:

''ہمارے امام قائم جب مبعوث ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ہمارے گروہ کی شنوائی اور آنکھوں کی بینائی کو بڑھا دے گا یہاں تک کہ یوں محسوس ہوگا کہ امام قائم اور ان کے درمیان فاصلہ ایک برید (یعنی ایک سٹیشن) کے برابر رہ گیا ہے۔ چنانچہ جب وہ امام ان سے بات کریں گے تو وہ انہیں سنیں گے اور ساتھ دیکھیں گے جبکہ امام اپنی جگہ ہی ٹھہرا رہے گا۔''

(بحار الانوار جلد 52 / صفحہ 236)

حضرت امام جعفر صادقؒ (وفات 148ھ) کی پیشگوئیوں میں یہ بھی ذکر ہے کہ مومن جو امام قائم کے زمانہ میں مشرق میں ہوگا اپنے اس بھائی کو دیکھ لے گا جو مغرب میں ہوگا۔ اور اسی طرح جو مغرب میں ہوگا وہ اپنے اس بھائی کو دیکھ لے گا جو مشرق میں ہوگا۔

(بحار الانوار جلد 52 / صفحہ 391)

حضرت شاہ رفیع الدین صاحبؒ نے تحریر فرمایا کہ "بیعت کے وقت آسمان سے ان الفاظ میں آواز آئے گی یہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہے اس کی آواز سنو، اس کی اطاعت کرو اور یہ آواز اس جگہ کے تمام خاص و عام سنیں گے۔"

(قیامت نامہ صفحہ نمبر 4، شاہ رفیع الدین۔ مطبع مجتبائی دہلی)

یہ اور اس قسم کی اور بہت سی پیشگوئیاں ہیں جو اسلامی لٹریچر میں موجود ہیں۔ اس کے علاوہ انجیل میں بھی مسیح علیہ السلام کی آمد ثانی کے وقت وحدتِ اقوام اور آسمانی پیغام کی عالمی اشاعت کا تذکرہ موجود ہے۔ ان پیشگوئیوں میں آواز کے آسمان سے اترنے اور یکساں طور پر سب لوگوں کو پہنچنے اور اہل مشرق و مغرب کا اپنی اپنی جگہ پر رہتے ہوئے ایک دوسرے کو دیکھنے کا جو تذکرہ ہے اس میں اس عالمی مواصلاتی نظام کی طرف بلیغ اشارہ ہے جو آج کی دنیا میں سیٹلائٹ کمیونیکیشن، فون، فیکس، انٹرنیٹ اور ٹیلی ویژن وغیرہ کی صورت میں معروف و مشہور ہے۔

پھر یہی نہیں کہ امام مہدی علیہ السلام کو ایسے وسائل مہیا ہونے کی پیشگوئیاں پہلے بزرگان نے کیں بلکہ خود حضرت اقدس مسیح موعود اور الامام المہدی علیہ السلام کو بھی الہامات اور رؤیا و کشوف میں ایسی خبریں دی گئیں۔

8ر دسمبر 1902ء کو مسجد مبارک قادیان میں حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام نے عصر کی نماز سے قبل اپنے اصحاب کو ایک رؤیا سنائی جس میں ذکر فرمایا کہ:

"ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مَیں ہوا میں تیر رہا ہوں اور ایک گڑھا ہے مثل دائرے کے گول۔ اور اس قدر بڑا ہے جیسے یہاں سے نواب صاحب کا گھر اور مَیں اُس پر اِدھر سے اُدھر اور اُدھر سے اِدھر تیر رہا ہوں۔ سید محمد احسن صاحب کنارے پر تھے۔ میں نے ان کو بلا کر کہا کہ دیکھ لیجئے کہ عیسیٰ علیہ السلام تو پانی پر چلتے تھے اور مَیں ہوا پر تیر رہا ہوں۔ اور میرے خدا کا فضل اُن سے بڑھ کر مجھ پر ہے۔ حامد علی میرے ساتھ ہے اور اس گڑھے پر ہم نے کئی پھیرے کئے۔ نہ ہاتھ، نہ پاؤں ہلانے پڑتے ہیں اور بڑی آسانی سے اِدھر اُدھر تیر رہے ہیں"۔

(ملفوظات جلد دوم۔ ایڈیشن 2003ء صفحہ 569—572 مطبوعہ ربوہ)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس کشف کا ذکر کرتے ہوئے ایک موقع پر فرمایا:۔

''اس کشف میں جہاں یہ اشارہ ہے کہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام نے جب کہا کہ مَیں پانی پر چل رہا ہوں تو درحقیقت آپ نے اپنا ایک کشف ہی بیان فرمایا تھا۔لوگوں نے بعد میں بگاڑ کر کچھ کا کچھ بنا دیا اور اس کشف کا مطلب یہ تھا کہ میری قوم کسی زمانے میں بہت بڑی بحری طاقت حاصل کرے گی۔وہاں اِس کشف میں اس امر کی طرف بھی اشارہ ہے کہ آئندہ ہوائی جہازوں کا زور زیادہ ہو جائے گا۔۔۔''

(روزنامہ الفضل قادیان 3رجون 1944ء)

اس زمانہ میں ہوا میں تیرنے کے یہ معنی بھی ظاہر ہوتے ہیں کہ مسیح موعود کو ہواؤں پر غلبہ دیا جائے گا اور ان فضائی ذرائع سے وہ مسیح ناصری کی قوم پر غالب آئیں گے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے ہواؤں میں اڑنے اور تیرنے کے مضمون کو حمد اور شکر کے ساتھ باندھ کر یوں بیان فرمایا:

''اسلام کی ترقی کی راہ پر آگے بڑھتے رہیں۔آپ جو کل چل رہے تھے، آج دوڑ رہے ہیں۔آپ جو آج دوڑ رہے ہیں ان کو فضا میں اڑنا بھی نصیب ہوا ہے۔مگر مَیں جانتا ہوں کہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا اب یہ فیصلہ ہے کہ مسیح محمدی کے لئے آسمان کی فضائیں مسخر کی جائیں گی اور ان تمام مراتب میں جو آسمانی سفروں سے تعلق رکھتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلاموں کو سب دنیا کی دوسری قوموں اور انسانوں پر ایک برتری عطا ہوگی۔پس یہ آسمانی سفر کا آغاز ہوا ہے۔یہ ایم ٹی اے کی لہریں جو تمام دنیا میں آسمان سے اترتی ہیں یہ اس سفر کا آغاز ہے۔ابھی بہت کچھ ہے جو آگے آنے والا ہے۔اگلی صدیاں جو کچھ دیکھیں گی آپ یہ سب کچھ دیکھنے کے باوجود تصور بھی نہیں کر سکتے کہ کتنی بڑی عظمتوں کی بنا ڈالی جا چکی ہے۔پس اللہ کے فضلوں کا شکر ادا کرتے ہوئے آگے بڑھیں۔''

(الفضل انٹرنیشنل 4رجولائی تا 10رجولائی 1997ء صفحہ 4)

حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی سو سال قبل کی یہ رؤیا آپ کے مقدس خلیفہ رابع کے مبارک دور

میں بڑی شان کے ساتھ ایم ٹی اے کے ذریعہ پوری ہوئی۔ ہوا کے دوش پر آپؑ کی شبیہ مبارک اور آپؑ کا مقدس پیغام ڈش انٹینا کے ذریعہ ساری زمین پر نازل ہو رہا ہے اور گویا شش جہات اس آواز سے گونج رہی ہیں کہ

اِسْمَعُوْا صَوْتَ السَّمَآءِ جَآءَ الْمَسِیْحُ جَآءَ الْمَسِیْحُ

نیز بشنو از زمیں آمد امامِ کامگار

کوئی کہہ سکتا ہے کہ اور بھی بعض ٹی وی چینلز ایسے ہیں جن پر ''اسلامی'' پروگرام نشر ہوتے ہیں۔ لیکن قطع نظر اس کے کہ وہ کس حد تک اسلامی ہیں، اور وہ اسلام کے کسی خاص محدود فرقہ کے نقطۂ نظر کو ہی پیش کرنے والے ہیں۔ اصل بات جو نہایت اہم ہے وہ یہ ہے کہ الٰہی نوشتوں اور بزرگانِ سلف کی پیشگوئیوں میں ایسے ذرائع کا خاص طور پر حضرت امام مہدی علیہ السلام کے لئے مہیا ہونے کا ذکر ہے اور مقصد یہ ہے کہ تا وہ ان سے کام لے کر اسلام کی عالمگیر تبلیغ کی مہم چلائیں۔ آج رُوئے زمین پر مسیح موعود اور الامام المہدی ہونے کا مدّعی صرف ایک ہی وجود ہے۔ یعنی حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام۔ آپ ہی کے متعلق یہ وعدہ ہے کہ آپ دینِ اسلام کو تمام ادیان پر غالب کریں گے اور حکَم و عدَل بن کر اختلافات کو دُور کریں گے اور زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے۔

پھر یہ صرف آپ ہی کا وجود گرامی ہے جس نے ان سب ایجادات کے متعلق یہ دعویٰ کیا کہ یہ سب سامان خدا تعالیٰ نے میرے لئے مہیا فرمائے ہیں اور آپ نے بڑی تحدّی کے ساتھ اور قوی دلائل کے ساتھ ان باتوں کو اپنی صداقت کے ثبوت میں بطور نشان پیش فرمایا۔ مثلاً آپ فرماتے ہیں:

''قرآن شریف سے معلوم ہوتا ہے اور احادیث صحیحہ اس کی تصدیق کرتی ہیں کہ مسیح موعود کے زمانہ میں ایک نئی سواری پیدا ہوگی جس سے اونٹ بیکار ہو جائیں گے جیسا کہ قرآنِ شریف میں ہے "وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ" اور حدیث صحیح میں ہے وَلَيُتْرَكَنَّ الْقِلَاصُ فَلَا يُسْعٰى عَلَيْهَا ... اسی طرح نہروں کا نکالے جانا، چھاپے خانوں کی کثرت اور اشاعت کتب کے ذریعوں کا عام ہونا اسی قسم کے بہت سے نشان ہیں جو اس زمانے سے مخصوص تھے اور وہ پورے ہو گئے ہیں''۔

(الحکم 17 ستمبر 1904ء)

اسی طرح آپؑ فرماتے ہیں:

"وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ بھی میرے ہی لئے ہے... پھر یہ بھی جمع ہے کہ خدا تعالیٰ نے تبلیغ کے سارے سامان جمع کر دیئے ہیں۔ چنانچہ مطبع کے سامان، کاغذ کی کثرت، ڈاکخانوں، تار، ریل اور دخانی جہازوں کے ذریعہ کُل دنیا ایک شہر کا حکم رکھتی ہے۔ اور پھر نت نئی ایجادیں اس جمع کو اَور بڑھا رہی ہیں۔ کیونکہ اسباب تبلیغ جمع ہو رہے ہیں۔ اب فونوگراف سے بھی تبلیغ کا کام لے سکتے ہیں۔ اور اس سے بہت عجیب کام نکلتا ہے۔ اخباروں اور رسالوں کا اجراء۔ غرض اس قدر سامان تبلیغ کے جمع ہوئے ہیں کہ اس کی نظیر کسی پہلے زمانہ میں ہم کو نہیں ملتی۔"

(الحکم 20 نومبر 1902ء)

نیز فرمایا:

"یہ زمانہ اس قسم کا آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسے وسائل پیدا کر دیئے ہیں کہ دنیا ایک شہر کا حکم رکھتی ہے اور وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ کی پیشگوئی پوری ہو گئی۔ اب سب مذاہب میدان میں نکل آئے ہیں اور یہ ضروری امر ہے کہ ان کا مقابلہ ہو اور ان میں ایک ہی سچا ہو گا اور غالب آئے گا۔"

(الحکم 31 اکتوبر 1902ء)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ایک موقع پر فرمایا:

"میری بڑی آرزو ہے کہ ایسا مکان ہو کہ چاروں طرف ہمارے احباب کے گھر ہوں اور درمیان میں میرا گھر ہو اور ہر ایک گھر میں میری ایک کھڑکی ہو کہ ہر ایک سے ہر ایک وقت واسطہ ورابطہ رہے۔"

(سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام از حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ عنہ)

مادی اور ظاہری طور پر تو اس خواہش کے پورا ہونے کی کوئی صورت ممکن نہیں کہ ایک مکان کے گرد دنیا بھر میں پھیلے ہوئے کروڑوں بلکہ اربوں احمدیوں کے مکانات ہوں اور ہر ایک گھر میں اس کی کھڑکی کھلے۔ مگر اُس خدا نے جس نے خود ایک پاک دل میں یہ خواہش پیدا کی تھی اسے ایم ٹی اے کی شکل میں ممکن کر دکھایا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک ایسا مکان میسر آ گیا ہے جس کے

چاروں طرف احمدی بستے ہیں اور آج حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نمائندگی میں آپ کے خلیفہ کا ہر گھر سے ہر ایک وقت واسطہ ورابطہ ممکن ہے۔صرف ٹیلی ویژن کی کھڑکی کھولنے کی ضرورت ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام اپنی عربی تصنیف 'خطبہ الہامیہ' میں فرماتے ہیں:

''نزول کے لفظ میں جو حدیثوں میں آیا ہے یہ اشارہ ہے کہ مسیح کے زمانہ میں امر اور نصرت انسان کے ہاتھ کے وسیلہ کے بغیر اور مجاہدین کے جہاد کے بغیر آسمان سے نازل ہوگی اور مدبروں کی تدبیر کے بغیر تمام چیزیں اوپر سے نیچے آئیں گی۔گویا مسیح بارش کی طرح فرشتوں کے بازوؤں پر ہاتھ رکھ کر آسمان سے اترے گا۔انسانی تدبیروں اور دنیاوی حیلوں کے بازوؤں پر اس کا ہاتھ نہ ہوگا اور اس کی دعوت اور حجّت زمین میں چاروں طرف بہت جلد پھیل جائے گی اُس بجلی کی طرح جو ایک سمت میں ظاہر ہو کر ایک دم میں سب طرف چمک جاتی ہے۔یہی حال اِس زمانہ میں واقع ہوگا۔پس سن لے جس کو دو کان دیئے گئے ہیں۔اور نور کی اشاعت کے لئے صُور پھونکا جائے گا اور سلیم طبیعتیں ہدایت پانے کے لئے پکاریں گی۔اُس وقت مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب کے فرقے خدا کے حکم سے جمع ہو جائیں گے۔پس اس وقت دل جاگ جائیں گے...اور لوگ آسمانی کشش سے جو زمین کی آمیزش سے پاک ہوگی کھینچے جائیں گے۔''

(خطبہ الہامیہ۔روحانی خزائن جلد 16 رصفحہ 283-286)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے خطبہ جمعہ فرمودہ 19 رفروری 1993ء میں اس اقتباس کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

''پس یاد رکھیں جو کچھ اب رُونما ہو رہا ہے اور بہت بڑھ کر آئندہ بھی رونما ہونے والا ہے یہ انسانی حیلوں اور چالاکیوں کے نتیجہ میں ہر گز نہیں ہے۔یہ خدا کی تقدیر تھی جو آسمان سے بارش کی طرح نازل ہو رہی ہے...ٹیلی ویژن کے نظام کے ذریعہ آوازوں اور تصویروں کے پھیلنے کا کیسا خوبصورت نقشہ ہے جو خطبہ الہامیہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منہ سے جاری ہوا ہے...
پس یہ جو خدا کے فضل سے سعید روحیں مشرق اور مغرب،شمال اور جنوب کی اس ذریعہ سے جو بجلی کی سرعت کے ساتھ ساری دنیا میں پھیلتا ہے جمع ہو رہے ہیں،یہ الٰہی نوشتوں کی باتیں ہیں۔قرآن کریم کی پیشگوئیاں ہیں جو پوری ہو رہی ہیں۔یہ عجیب زمانہ ہے کہ زمانہ بھی جمع ہو رہا ہے اور یہ زمانہ گزشتہ

زمانوں سے بھی جمع ہو رہا ہے اور جمعوں کے ذریعہ اس عالمی جمع کا عالمی انتظام فرمایا گیا ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 19رفروری 1993ء۔ خطباتِ طاہر جلد 12 صفحہ 152–153)

پس مسلم ٹیلیویژن احمدیہ (MTA) انٹرنیشنل کا جماعت احمدیہ کو عطا ہونا خدا تعالیٰ کا ایک خاص احسان ہے اور اس کی خاص تقدیر ہے۔

دنیا کو اُمّتِ واحدہ بنانے کا کام خلافتِ احمدیہ کے سپرد ہے

ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے ذریعہ عالمگیر جماعت احمدیہ کی خلافت سے اور خلیفۂ وقت کی جماعت سے محبت نہایت نمایاں ہو کر دنیا کے سامنے ابھری اور ساری دنیا کو اُمّتِ واحدہ بنانے کا عمل ایک نہایت خوبصورت انداز میں آشکار ہوا۔ اس کے برعکس وہ معاندین جو جماعت کو پارہ پارہ کرنے کے مکروہ خواب دیکھ رہے تھے وہ دن بدن ذلّت و نکبت کی اتھاہ گہرائیوں میں گرتے چلے گئے اور ان کی تشتّت و افتراق کی حالتیں عبرت کی مثال بنتی چلی گئیں۔

امرِ واقعہ یہ ہے کہ آج دنیا کو اُمّتِ واحدہ بنانے کا کام خلافت احمدیہ کے سپرد ہے اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے خلافت احمدیہ کو اپنے فضلِ خاص سے جو وسائل اور ذرائع عطا فرمائے ہیں ان میں ایم ٹی اے انٹرنیشنل کا ایک نہایت اہم اور کلیدی کردار ہے۔ جس کے ذریعہ سے خلیفۂ وقت کی آواز بیک وقت اور براہِ راست ساری دنیا کے احمدیوں تک پہنچتی ہے۔ اور وہ ایک آسمانی امام کی آواز پر لبّیک کہتے ہوئے ایک ہی ہاتھ پر جمع ہوتے ہوئے وحدت کی لڑی میں پروئے جاتے ہیں۔ اس پہلو سے خلیفۂ وقت کے خطبات و خطابات کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے خطبہ جمعہ فرمودہ 31رمئی 1991ء میں فرمایا:

"...آپ اپنی نسلوں کو خطبات باقاعدہ سنوایا کریں یا پڑھایا کریں یا سمجھایا کریں کیونکہ خلیفۂ وقت کے یہ خطبات جو اس دَور میں دیئے جا رہے ہیں یہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہونے والی نئی ایجادات کے سہارے بیک وقت ساری دنیا میں پھیل رہے ہیں اور ساری دنیا کی جماعتیں ان کو براہِ راست سنتی اور فائدہ اٹھاتی اور ایک قوم بن رہی ہیں اور اُمّتِ واحدہ بنانے کے سامان پیدا ہو رہے ہیں۔ اس لئے خواہ فجی کے احمدی ہوں یا سرینام کے

احمدی ہوں، ماریشس کے ہوں یا چین جاپان کے ہوں، روس کے ہوں یا امریکہ کے سب اگر خلیفۂ وقت کی نصیحتوں کو براہِ راست سنیں گے تو سب کی تربیت ایک رنگ میں ہوگی۔ وہ سارے ایک قوم بن جائیں گے خواہ ظاہری طور پر ان کی قوموں کا فرق ہی کیوں نہ ہو۔ ان کے رنگ چہروں کے لحاظ سے، جلدوں کے لحاظ سے الگ الگ ہوں گے مگر دل کا ایک ہی رنگ ہوگا۔ ان کے حلیے اپنے ناک نقشے کے لحاظ سے تو الگ الگ ہوں گے لیکن روح کا حلیہ ایک ہی ہوگا۔ وہ ایسے روحانی وجود بنیں گے جو خدا کی نگاہ میں مقبول ٹھہریں گے کیونکہ وہ قرآن کریم کی روشنی میں تربیت پا رہے ہوں گے اور قرآن کے نور سے حصہ لے رہے ہوں گے...''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 31 مئی 1991ء۔ خطباتِ طاہر جلد 10 صفحہ 471)

اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے ایک اور موقع پر فرمایا:

''ڈش انٹینا کے ذریعہ کُل عالم میں جو خطبات نشر ہو رہے ہیں اور مشرق و مغرب کے احمدی بیک وقت جمعہ کے خطبہ سے استفادہ کر رہے ہیں یہ دراصل اسی مضمون کا حصہ ہے جس کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے بار بار اس طرح بیان فرمایا کہ ساری دنیا کو ملّتِ واحدہ یا اُمّتِ واحدہ بنانے کا جو کام خدا تعالیٰ نے ہمارے سپرد فرمایا ہے اس کا وقت قریب آرہا ہے اور مختلف پہلوؤں سے روشنی ڈالتے ہوئے آپ نے پچیس تیس سال حد مقرر فرمائی تھی۔ اس مدّت میں ابھی کچھ عرصہ باقی ہے اور ہم بڑے نمایاں طور پر ان آثار کو روشن ہوتا دیکھ رہے ہیں اور ڈش انٹینا کے ذریعہ جو عالمی ملّت واحدہ کی تعمیر کا پروگرام چل رہا ہے یہ توحید ہی کا حصہ ہے۔ اس کا توحید سے گہرا تعلق ہے۔ پس جب بھی کوئی ایسی اچھی خبریں ملتی ہیں کہ دنیا کے مختلف کونوں میں احمدی ان خطبات کو دیکھ کر اور سن کر ایک وحدت کی لڑی میں پروئے ہوئے محسوس کرتے ہیں اور اس عالمی مواصلاتی نظام کے ذریعہ سمجھتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا کو ایک کرنے کا بڑا ہی عمدہ موقع اپنے فضل سے میسر فرمایا ہے تو اس سے دل حمد سے بھر جاتا ہے.... یہ ایک عالمی درخت ہے۔ ایک بین الاقوامی شجر کے طور پر یہ سلسلہ پھیلتا چلا جا رہا ہے اور اللہ کے فضل سے بہت ہی نیک پھل لگ رہے ہیں۔ اس کثرت سے مجھے دُور دُور سے خط آتے ہیں کہ ان خطبات کے نتیجہ میں ہمارے اندر اسلام زندہ ہو گیا ہے۔ جذبے بیدار ہو رہے ہیں۔ نمازیں پھر شروع کر دی ہیں۔...

انواع و اقسام کے مختلف رنگوں اور خوشبوؤں کے اتنے پھل لگ رہے ہیں کہ دل حمد سے بھر جاتا ہے۔

پس یاد رکھیں کہ آپ کی وحدت خلافت سے وابستہ ہے اور اُمّتِ واحدہ بنانے کا کام خلافت احمدیہ کے سپرد ہے اور کسی کو نصیب نہیں ہو سکتا۔ مَیں خدا کی قسم کھا کر اس مسجد میں اعلان کرتا ہوں کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی غلام اُمّتِ واحدہ بنانے کا کام خدا تعالیٰ نے اس دَور میں خلافتِ احمدیہ کے سپرد کیا ہے۔ جو اِس سے تعلق کاٹے گا وہ اُمّتِ واحدہ سے اپنا تعلق توڑے گا۔ اس کی کوئی کوشش خواہ نیکی کے نام پر ہی کیوں نہ ہو کبھی کامیاب نہیں ہوگی۔ پس خدا کے واضح اعجازی نشانوں کے ذریعہ جو بات ثابت ہو چکی ہے اس کو دیکھ کر آپ اپنی آنکھیں بند کر کے کہاں جائیں گے۔ اس سے مضبوطی سے چمٹ جائیں اور اس میں کوئی خطرہ نہیں۔ اس وفا کے اندر آپ کی خدا سے وفا، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے وفا ہے، حضرت مسیح موعودؑ سے وفا ہے کیونکہ خلیفہ اپنی ذات میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ آپ سے بہت بڑھ کر اپنے گناہوں کو جانتا ہے، اپنی عاجزی کو جانتا ہے، مگر جانتا ہے کہ جس منصب پر وہ فائز کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ اس منصب میں غیرت رکھتا ہے۔ اس مضمون کو سمجھ کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس شعر کا مزید عرفان حاصل ہوتا ہے کہ

اے آنکہ سُوئے مَن بدَویدی بصد تبر
از باغباں بترس کہ مَن شاخِ مُثمرم

(درثمین فارسی 106)

کہ اے بیوقوف تُو جو میری طرف تبر لے کر حملہ آور ہو رہا ہے، جان لے کہ یہ شاخ جو میری شاخ ہے یہ مُثمر، ثمردار ہے اور باغبان اس کو برداشت نہیں کرے گا۔

پس خلافت احمدیہ۔۔۔ وہ مُثمر شاخ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے توحید کے پھل لگانے کے لئے سبز و شاداب کر کے دنیا میں دوبارہ قائم کرنا ہے۔ اس پر اگر آپ بُری نیت سے حملہ کریں گے، اس پر اگر آپ بدظنی سے کام لیں گے تو اپنے آپ کو ہلاک کر لیں گے۔ کیونکہ خدا ہے جو اس کی پُشت پناہی پر کھڑا ہے اور وہ کبھی برداشت نہیں کرے گا کہ خلافت کو دوبارہ دنیا سے مٹنے دے یہاں تک کہ وہ اپنے ان اعلیٰ مقاصد کو حاصل کر لے کہ دنیا میں ایک ہی دین ہو اور وہ دین

اسلام ہو اور توحید ساری دنیا پر چھا جائے اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ آخری اور دائمی نبی کے طور پر دنیا کو قبول ہو جائیں۔ اللہ کرے ایسا ہی ہو۔ آمین"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 16 جولائی 1993۔ خطبات طاہر جلد 12 صفحہ 547-532)

• •

سوانحی خاکہ حضرت مرزا طاہر احمد

خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ

اور

عہد خلافت رابعہ کے

بعض اہم واقعات کی سن وار تفصیل

☆☆☆

حضرت امام مہدی آخر الزمانؑ کے پوتے، سیدنا حضرت مصلح موعود و حضرت سیدہ مریم النساء اُمِّ طاہرؓ کے فرزند ارجمند صاحبزادہ مرزا طاہر احمد 18 / دسمبر 1928ء کو قادیان میں پیدا ہوئے۔ قادیان میں ابتدائی تعلیم کے بعد 1944ء میں میٹرک کیا اور گورنمنٹ کالج سے ایف ایس سی کی۔ بی اے کے بعد 1953ء میں جامعہ احمدیہ کی تعلیم مکمل کی۔ 1955ء سے 1957ء تک سکول آف اورینٹل سٹڈیز میں حصول تعلیم کے لئے انگلستان میں قیام فرمایا۔ لندن سے واپسی کے بعد ناظم وقف جدید، صدر مجلس خدام الاحمدیہ و مجلس انصار اللہ، ڈائریکٹر فضل عمر فاؤنڈیشن اور کئی دیگر اہم جماعتی عہدوں پر خدمات بجالاتے رہے۔ 8 / اور 9 / جون 1982ء کی درمیانی شب سیدنا حضرت مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے وصال کے بعد 10 / جون 1982ء کو مسجد مبارک ربوہ میں خلافت رابعہ کے انتخاب کے وقت منشائے الٰہی کے مطابق آپ مسند خلافت پر متمکن ہوئے۔

قبل از خلافت

آپ کی ولادت 18 / دسمبر 1928ء کو قادیان میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم قادیان میں حاصل کی

1944ء

5 مارچ: آپ کی والدہ ماجدہ حضرت سیدہ اُمِّ طاہر کا وصال ہوا

مارچ: الفضل کیلئے پہلا مضمون ''میری امّی'' (حضرت امّ طاہر) لکھا

10 اپریل: نظام وصیت میں شمولیت فرمائی آپ کا وصیت نمبر 7547 / رہے

مئی: آپ نے زندگی وقف کی

ٹی آئی ہائی سکول قادیان سے میٹرک کیا اور گورنمنٹ کالج لاہور سے Fsc اور BA پرائیویٹ پاس کیا۔

1947ء

تقسیم ہند کے وقت پناہ گزینوں کی خدمت اور حفاظت مرکز سلسلہ قادیان میں حصہ لیا

1949ء

19 ستمبر: حضرت مصلح موعودؓ کے ہمراہ مستقل رہائش کے لئے ربوہ میں آمد ہوئی۔

7 دسمبر: جامعہ احمدیہ میں داخلہ لیا

1953ء

4 فروری: قائد ربوہ کے طور پر خدمات سرانجام دیتے رہے

جامعہ احمدیہ سے شاہد کی ڈگری حاصل کی

1954ء

28 اگست: جامعہ احمدیہ میں شاہد کے لئے مقالہ بعنوان "النبوۃ فی الامۃ" تحریر کیا

1955ء

حضرت مصلح موعودؓ کی معیت میں یورپ کا سفر اختیار کیا

1955ء تا 1957ء:

لندن میں School of Oriental Studies میں تعلیم حاصل کرتے رہے

1956ء

آئرلینڈ کا سفر اختیار کیا

1957ء

14 اکتوبر: حصول تعلیم کے بعد لندن سے ربوہ واپس تشریف لائے

5 تا 11 دسمبر: 5/دسمبر کو آپ کا نکاح حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ (بنت صاحبزادہ مرزا رشید احمد صاحب) سے ہوا۔ 9/دسمبر کو تقریب شادی منعقد ہوئی اور 11/دسمبر کو ولیمہ ہوا۔

27 دسمبر: حضرت مصلح موعودؓ نے تحریک "وقف جدید" کا اعلان فرمایا جس کے نامزد ارکان میں آپ کا نام بھی شامل تھا

آپؒ نے اس حوالہ سے ذکر کرتے ہوئے ایک خطبہ جمعہ میں فرمایا:

"1957ء کا سال میری زندگی میں ایک لحاظ سے خاص اہمیت رکھتا ہے کیونکہ اسی سال مجھے دوطرح سے نئی زندگی میں داخل ہونے کا موقعہ ملا۔ ایک تو میری ازدواجی زندگی کا آغاز 1957ء کے آخر پر دسمبر کے مہینے میں ہوا اور دوسرے اسی سال کے آخر پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے وقف جدید کی تحریک کا آغاز فرمایا اور مجھے وقف جدید کی مجلس کا سب سے پہلا ممبر مقرر فرمایا اور اس کے بعد ایک لمبے عرصے تک مجھے وقف جدید میں خدمت کا موقع ملا۔ اس لحاظ سے میری باقاعدہ جماعتی خدمت کا آغاز 1957ء میں ہوا" (خطبہ جمعہ فرمودہ 4رجنوری 1991ء بمقام مسجد فضل لندن)

1958ء

13 جنوری: وقف جدید بورڈ کے ممبر بنے

12 دسمبر: آپ وقف جدید کے ناظم مقرر ہوئے

1959ء

14 اکتوبر: خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی عاملہ میں پہلی دفعہ بطور مہتمم مقامی شامل ہوئے۔ اس سے قبل آپ قائد ربوہ تھے

21 اکتوبر: ناظم شعبہ تعلیم وقف جدید کے طور پر خدمات سرانجام دیتے رہے

دسمبر: فضل عمر ہومیو پیتھک ریسرچ ایسوسی ایشن کا قیام ہوا اور آپ کا بطور صدر تقرر ہوا

1960ء

نومبر 1959ء تا 14راکتوبر 1960ء: مہتمم مقامی ربوہ کے طور پر خدمات سرانجام دیتے رہے

نومبر: مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے نائب صدر مقرر ہوئے

1960ء کے جلسہ سالانہ پر 27ردسمبر کو آپ نے پہلی تقریر "وقف جدید کی اہمیت" کے موضوع پر کی۔ اسی سال آپ کی پہلی کتاب "مذہب کے نام پر خون" کی اشاعت ہوئی۔

قریبًا اسی سال آپ نے ہومیو پیتھی کی مفت ادویات دینے کا سلسلہ شروع فرمایا۔ یہ سلسلہ 1968ء تک جاری رہا جب دفتر وقف جدید میں باقاعدہ ڈسپنسری قائم ہوئی

1961ء

1961ء: افتاء کمیٹی کے ممبر بنے

1962ء

مرکزی جلسہ سالانہ کے موقع پر ''ارتقائے انسانیت اور ہستی باری تعالیٰ'' کے موضوع پر خطاب فرمایا

1963ء

نومبر 1963ء تا اکتوبر 1966ء نائب صدر خدام الاحمدیہ ہونے کے ساتھ ساتھ مہتمم صحت جسمانی بھی رہے

1964ء

مرکزی جلسہ سالانہ ربوہ پر ''مصلح موعود سے متعلق پیشگوئی'' کے موضوع پر خطاب فرمایا

1966ء

11 فروری: ڈھاکہ میں احمدیہ مسجد کا سنگ بنیاد رکھا

نومبر 1966ء تا اکتوبر 1969ء: صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے طور پر خدمات سرانجام دیتے رہے

1967ء

23؍فروری تا 7؍مارچ: مشرقی پاکستان (موجودہ بنگلہ دیش) کا دورہ کیا

1968ء

26؍دسمبر 1968ء جلسہ سالانہ پر مسجد مبارک ربوہ میں عالمگیر زبانوں کے اجلاس کی صدارت فرمائی

مرکزی جلسہ سالانہ ربوہ کے موقع پر ''احمدیت نے دنیا کو کیا دیا؟'' کے موضوع پر خطاب فرمایا

1969ء

مرکزی جلسہ سالانہ ربوہ کے موقع پر "اسلام اور سوشلزم" کے موضوع پر خطاب

1970ء

یکم جنوری 1970ء: بطور ڈائریکٹر فضل عمر فاؤنڈیشن تقرر ہوا

مرکزی جلسہ سالانہ ربوہ کے موقع پر "حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت قرآن" کے موضوع پر خطاب

1972ء

مرکزی جلسہ سالانہ ربوہ کے موقع پر "حقیقت نماز" کے موضوع پر خطاب

1973ء

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے صد سالہ جوبلی منصوبہ کا اعلان فرمایا۔ اس غرض سے بنائی گئی کمیٹی کے آپ بھی ممبر تھے

مرکزی جلسہ سالانہ ربوہ کے موقع پر "اسلام کی نشاۃ ثانیہ خلیفۃ الرسول سے وابستہ ہے" کے موضوع پر خطاب فرمایا

1974ء

اگست 1974ء: حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی قیادت میں قومی اسمبلی پاکستان میں پیش ہونے والے وفد میں شمولیت اختیار کی

مرکزی جلسہ سالانہ ربوہ کے موقع پر "اسلام کا بطل جلیل" کے موضوع پر خطاب فرمایا

1975ء

دسمبر 1975: آپ کی کتاب "سوانح فضل عمر" جلد اوّل کی اشاعت ہوئی

خَیْلٌ لِلرَّحْمَان مرکزیہ کے صدر کے طور پر تقرر ہوا

1976ء

مرکزی جلسہ سالانہ ربوہ کے موقع پر "قیام نماز" کے موضوع پر خطاب فرمایا

1977ء

مرکزی جلسہ سالانہ ربوہ کے موقع پر ''فلسفہ حج'' کے موضوع پر خطاب فرمایا

1978ء

10رمارچ 1978ء: جامعہ احمدیہ میں سیمینار بعنوان ''امریکہ'' کے اجلاس کی صدارت فرمائی

جولائی: امریکہ وکینیڈا اور جرمنی کا دورہ کیا۔

مرکزی جلسہ سالانہ ربوہ کے موقع پر ''فضائل قرآن کریم'' کے موضوع پر خطاب فرمایا

1979ء

یکم جنوری 1979ء: صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ کے طور پر خدمات سرانجام دیں

20فروری: مسجد مبارک ربوہ میں جلسہ یوم مصلح موعود کی صدارت فرمائی

5 مئی: آپ کا بطور قائم مقام وکیل التبشیر تحریک جدید تقرر ہوا

27 مئی: مسجد مبارک ربوہ میں جلسہ یوم خلافت کی صدارت فرمائی

26اگست تا 3 ستمبر: حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے ارشاد پر راولپنڈی، پشاور، بازید خیل، اچینی پایاں، نوشہرہ، مردان، کوہاٹ، بنوں، ڈیرہ اسماعیل خان کا دورہ کیا

مرکزی جلسہ سالانہ ربوہ کے موقع پر ''غزوات میں آنحضرت ﷺ کا خُلقِ عظیم'' کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ اسی موضوع پر 1980ء اور 1981ء کے جلسوں پر بھی خطاب فرمایا

1980ء

17 تا 23 جنوری: حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی ربوہ سے عدم موجودگی میں امیر مقامی بنے

6مارچ: مسجد مبارک ربوہ میں جلسہ پیشگوئی مصلح موعود کی صدارت فرمائی

مارچ: مسجد مبارک ربوہ میں یوم مسیح موعود کے جلسہ کی صدارت فرمائی

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے آپ کو مجلس طلباء سابق جامعہ احمدیہ کا صدر مقرر فرمایا۔

30رمارچ کو آپ نے اس کے سالانہ اجلاس کی صدارت فرمائی

15 تا17 جولائی: رمضان المبارک میں مسجد مبارک ربوہ میں پہلی دفعہ درس القرآن دیا۔آپ نے سورۃ فاتحہ تا سورۃ آل عمران رکوع 9 ر تک درس دیا

31 اکتوبر: اجتماع مجلس انصار اللہ مرکزیہ کے پہلے روز حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے خطاب کا انگریزی ترجمہ براہِ راست 18 ر سامعین تک پہنچانے کا کامیاب تجربہ کیا گیا۔ یہ منصوبہ فضل عمر فاؤنڈیشن کی مالی سرپرستی اور حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کی نگرانی میں ہوا۔اس کے بعد دسمبر میں جلسہ سالانہ پر دو زبانوں انگریزی اور انڈونیشین میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے خطابات کا رواں ترجمہ نشر ہوا۔اس کی نگرانی بھی حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب نے فرمائی۔

اسی سال احمدیہ آرکیٹیکٹس اینڈ انجینئرز ایسوسی ایشن اور احمدیہ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن کے سرپرست کے طور پر آپ کی تقرری ہوئی

خلافت ثالثہ میں آپ ایک لمبا عرصہ نائب افسر جلسہ سالانہ رہے

1981ء

23 مارچ 1981ء: مسجد مبارک میں یوم مسیح موعودؑ کے جلسہ کی صدارت فرمائی

28 مارچ: مجلس انصار اللہ ربوہ کے دوسرے سالانہ اجتماع سے اختتامی خطاب فرمایا

7 تا9 جولائی: رمضان میں مسجد مبارک ربوہ میں درس القرآن دیتے رہے

26 اکتوبر: سالانہ کنونشن احمدیہ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن کے اختتامی اجلاس سے خطاب فرمایا

1982ء

27 جنوری 1982ء: احمدیہ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن لاہور کی سالانہ تقریب سے خطاب فرمایا

12 مئی: آل ربوہ کبڈی ٹورنامنٹ کی افتتاحی تقریب کی صدارت فرمائی

27 مئی: مسجد مبارک ربوہ میں جلسہ یوم خلافت کی صدارت فرمائی

جون: حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی آخری بیماری کے سلسلہ میں اسلام آباد روانہ ہوئے اور حضورؒ کی میّت کے ساتھ 9 ر جون کو ربوہ واپس تشریف لائے

10 جون: آپ قدرت ثانیہ کے مظہر رابع کے طور پر مسند خلافت پر متمکّن ہوئے

خلافتِ رابعہ کا بابرکت دَور

10 رجون 1982: بعد نماز ظہر مسجد مبارک ربوہ میں مجلس انتخاب خلافت کا اجلاس ہوا اور حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع منتخب ہوئے۔آپ نے مختصر خطاب کے بعد عام بیعت لی جس میں 25 رہزار احمدیوں نے شرکت کی۔قصر خلافت میں حضرت سیدہ امتہ الحفیظ بیگم صاحبہؓ نے آپ کو اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ کی وہ انگوٹھی پہنائی جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے تیار کروائی تھی اور آپ کے زیر استعمال تھی۔خاندان حضرت مسیح موعودؑ کے افراد نے بیعت کی۔بعد نماز عصر بہشتی مقبرہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی نماز جنازہ پڑھائی اور دعا کروائی۔

11 جون: حضورؒ نے دور خلافت کا پہلا خطبہ جمعہ مسجد اقصیٰ ربوہ میں ارشاد فرمایا اور جماعت کو تلقین کی کہ وہ محض رسمی قرار دادیں پاس نہ کریں بلکہ نیکی اور تقویٰ کے چراغ روشن کرنے کا عہد کریں

11 جون: آپؒ نے اپنی جگہ مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب کو صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ مقرر فرمایا

13 جون: حضورؒ کا احباب جماعت کے نام پہلا پیغام الفضل میں شائع ہوا جو عالم اسلام، اُمّت محمدیہ اور اہل فلسطین کے لئے دعا کی تحریک پر مشتمل تھا

16 تا 20 جون: دور خلافت رابعہ میں کسی ملک کا سب سے پہلے منعقد ہونے والا جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ انڈونیشیا کا تھا جس کی حاضری تین ہزار تھی

18 جون: خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عظیم الشان اطاعت کے نمونہ پر ان کے لئے خاص دعاؤں کی تحریک۔ظالم انسانوں کی دسترس سے عالم اسلام کے محفوظ رہنے کے لئے دردمندانہ دعاؤں کی تحریک

22 جون: عالم انسانیت کے لئے دعا کی تحریک

23 جون: رمضان المبارک کے آغاز پر سورۃ فاتحہ کے درس سے قرآن کریم کے درس کا آغاز فرمایا

9 جولائی: مختلف مقدمات میں ماخوذ احمدیوں کے لئے دعاؤں کی تحریک

9 جولائی: جماعت احمدیہ کی طرف سے لیگوس (نائیجیریا) کے ایک ہوٹل کو قرآن کریم انگریزی

ترجمہ کے 300 نسخے بطور عطیہ دیئے گئے

9 تا16 جولائی : مجلس خدام الاحمدیہ اوسلو (ناروے) کی پہلی تربیتی کلاس منعقد ہوئی

15 جولائی: کورین زبان میں احمدیہ لٹریچر کی اشاعت کا آغاز ایک فولڈر سے ہوا۔ یہ فولڈر 5؍ ہزار کی تعداد میں شائع ہوا

17 تا21 جولائی: رمضان المبارک کے آخری پانچ دن حضورؒ نے مسجد مبارک ربوہ میں درس حدیث ارشاد فرمایا

19 جولائی: جھوٹ کے خلاف جہاد کی تحریک

21 جولائی: حضورؒ نے درس القرآن کے اختتام پر آخری تین سورتوں کا درس ارشاد فرمایا اور دعا کروائی

22 جولائی: جاپان میں ناصر باؤلنگ ٹورنامنٹ کا انعقاد ہوا۔ جماعت احمدیہ جاپان کی تاریخ میں پہلی بار نماز عید دو مقامات (ناگویا اور ٹوکیو) میں ادا کی گئی

23 جولائی: حضورؒ نے تحریک جدید کے تحت مبلغین کے اعزاز میں منعقدہ ایک دعوت سے خطاب فرمایا۔ حضورؒ اس دعوت میں سائیکل پر تشریف لائے

27 جولائی تا10 اگست: سترھویں فضل عمر تعلیم القرآن کلاس کا حضورؒ نے افتتاح فرمایا۔ 2095؍ طلبا و طالبات اس میں شریک ہوئے

28 جولائی تا12 اکتوبر: حضورؒ کا سفر یورپ

28-29 جولائی: حضورؒ کی ربوہ سے لاہور روانگی اور پھر لاہور سے بذریعہ طیارہ کراچی میں آمد، لجنہ کراچی سے خطاب فرمایا

30 جولائی : حضورؒ کراچی سے یورپ کے لئے روانہ ہوئے

30 جولائی تا یکم اگست: ٹوکیو میں یوم تبلیغ منایا گیا۔ سات ہزار کی تعداد میں لٹریچر تقسیم کیا گیا

31 جولائی: حضورؒ کی ناروے میں آمد

یکم اگست: اوسلو (ناروے) میں حضورؒ نے احباب جماعت سے خطاب فرمایا

3اگست: ناروے میں مجلس خدام الاحمدیہ کے ساتھ حضورؒ کی پکنک

5اگست: حضورؒ نے اوسلو میں پریس کانفرنس سے خطاب فرمایا۔ بیرون پاکستان بحیثیت خلیفۃ المسیح آپ کی یہ پہلی پریس کانفرنس تھی

6اگست: ہر ملک میں شوریٰ کا نظام قائم کرنے کی تحریک

8اگست: حضورؒ گوٹن برگ سویڈن کے لئے روانہ ہوئے

8اگست: حضورؒ نے گوٹن برگ میں پریس کانفرنس سے خطاب فرمایا۔شام کو سویڈن کی پہلی مجلس شوریٰ کی صدارت فرمائی

10اگست: حضورؒ کوپن ہیگن ڈنمارک پہنچے

11اگست: ڈنمارک کی پہلی مجلس شوریٰ کی صدارت فرمائی۔شوریٰ کے اختتام پر حضورؒ نے افراد جماعت سے بیعت لی

12اگست: حضورؒ نے کوپن ہیگن میں پریس کانفرنس سے خطاب فرمایا۔ ایک اخبار کو انٹرویو دیا۔ڈینش دانشوروں سے ملاقات فرمائی

13اگست: حضورؒ ہمبرگ جرمنی کے لئے روانہ ہوئے

16اگست: ہمبرگ (جرمنی) میں پریس کانفرنس سے خطاب فرمایا

18اگست: فرینکفرٹ کے میئر نے حضورؒ سے ملاقات کی

19اگست: حضورؒ نے فرینکفرٹ میں پریس کانفرنس سے خطاب فرمایا

22اگست: جماعت جرمنی کی پہلی مجلس شوریٰ کی صدارت فرمائی

25اگست: حضورؒ آسٹریا پہنچے

27اگست: زیورک سوئٹزرلینڈ آمد ہوئی

27 تا 28اگست: سوئٹزرلینڈ میں جلسہ سالانہ کا آغاز ہوا

29اگست: سوئٹزرلینڈ کی پہلی مجلس شوریٰ کی صدارت فرمائی

30 اگست: زیورک میں پریس کانفرنس سے خطاب فرمایا۔ اسی روز حضورؒ کے اعزاز میں ایک استقبالیہ دیا گیا

31 اگست: سوئٹزرلینڈ کے دانشوروں سے ''انسانیت کا مستقبل'' کے موضوع پر خطاب فرمایا

یکم ستمبر: زیورک سے جنیوا تشریف لے گئے

2 ستمبر: فرانس پہنچے اور پھر لکسمبرگ کے لئے روانہ ہوئے

3 ستمبر: حضورؒ کی جرمنی میں آمد

4 ستمبر: حضورؒ ہیگ (ہالینڈ) پہنچے اور پریس کانفرنس سے خطاب فرمایا۔ اس دورہ کے دوران حضورؒ نے ہالینڈ کی پہلی مجلس مشاورت کی صدارت فرمائی

6 ستمبر: آپؒ ایمسٹرڈیم سے ملاگا (سپین) پہنچے

10 ستمبر: حضورؒ نے مسجد بشارت پیدرو آباد سپین کا افتتاح فرمایا اور افتتاح کے بعد بیعت لی۔ پیدرو آباد اور ربوہ کو Sister Cities قرار دینے کا اعلان، اس تقریب میں 40/ممالک کے 2/ہزار سے زیادہ احباب کی شرکت۔ سپین میں 750/سال بعد پہلی بار مسجد کی تعمیر ہوئی اور یہ عظیم الشان سعادت جماعت احمدیہ کے حصہ میں آئی

11 و 12 ستمبر: جماعت احمدیہ سپین کی پہلی مجلس شوریٰ کی صدارت فرمائی۔ اس شوریٰ میں دنیا بھر سے مسجد بشارت سپین کے افتتاح کے لئے تشریف لانے والے وفود بھی شامل ہوئے۔

15 ستمبر: حضورؒ ہالینڈ اور پھر لندن پہنچے

22 ستمبر: حضورؒ کی مشہور مستشرق ''منٹگمری واٹ'' سے سکاٹ لینڈ میں ملاقات ہوئی

24 ستمبر: گلاسگو میں آمد ہوئی

ستمبر: حکومت گیمبیا نے مسجد تعمیر کرنے کے لئے جماعت کو 4/کنال زمین دی

5 اکتوبر: حضورؒ نے جلنگھم مشن برطانیہ کا افتتاح فرمایا

7 اکتوبر: حضورؒ نے کرائیڈن مشن برطانیہ کا افتتاح فرمایا

8اکتوبر: فجی میں جلسہ سالانہ کا آغاز ہوا

11اکتوبر: حضورؒ سفر یورپ سے واپس کراچی پہنچے

12اکتوبر: لاہور اور پھر ربوہ تشریف لائے

12اکتوبر: جماعت احمدیہ کی طرف سے آئیوری کوسٹ کے صدر کو احمدیہ لٹریچر کا تحفہ دیا گیا

14اکتوبر: انٹرنیشنل ایسوسی ایشن آف احمدی آرکیٹکٹس وانجینئرز کے دوسرے سالانہ کنونشن سے حضورؒ کا خطاب

15 تا 17اکتوبر: خلافت رابعہ میں مجلس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ (مرکزیہ) کا پہلا اجتماع۔ حضورؒ نے افتتاحی اور اختتامی خطابات فرمائے

15 تا 17اکتوبر: خلافت رابعہ میں مجلس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ (بھارت) کا پہلا اجتماع۔ حضورؒ کا اجتماع کے لئے روح پرور پیغام

16اکتوبر: حضورؒ نے اجتماع لجنہ سے خطاب کرتے ہوئے تبلیغ کا عالمگیر منصوبہ تیار کرنے کی ہدایت فرمائی

18اکتوبر: احمدیہ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن کے تیسرے سالانہ اجلاس سے حضورؒ کا خطاب۔ طلبا کو غیر ملکی زبانیں سیکھنے کی تلقین فرمائی (خصوصاً سپینش، اٹالین اور پرتگیزی)۔ سہ پہر کو عصرانہ سے بھی خطاب فرمایا۔ سپینش سیکھنے اور سپین میں وقف عارضی کرنے کی تحریک (یہی تحریک 21 نومبر 1982ء کو دوبارہ فرمائی)

23اکتوبر: چوٹی کے زبان دان پیدا کرنے کی تحریک اور اس کے لئے جامعہ احمدیہ کو خصوصی توجہ کرنے کی تحریک۔ علماء سلسلہ احمدیہ کو دینی و تربیتی موضوعات پر مختلف قسم کی کیسٹس تیار کرنے کی تحریک

24اکتوبر: محرّم کے ایام میں کثرت سے درود شریف پڑھنے کی تحریک

29اکتوبر: حضورؒ نے مسجد بشارت سپین کے افتتاح کے شکرانہ کے طور پر غرباء کے لئے مکانات کی تحریک کرتے ہوئے بیوت الحمد سکیم کا اعلان فرمایا۔ یہ خلافت رابعہ کی سب سے پہلی مالی تحریک تھی۔ حضورؒ نے کم قیمت کے مکان کا نقشہ تیار کرنے کے لئے احمدی انجینئرز میں مقابلے کا اعلان کیا

یکم نومبر: حضورؒ کے ارشاد کی تعمیل میں مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے جرمن اور فرنچ زبان سکھانے

کے لئے کلاسیں شروع کیں۔13 رنومبر سے سپینش کلاس بھی شروع ہو گئی

5نومبر: حضورؒ نے تحریک جدید کے دفتر اوّل اور دفتر دوم کو ہمیشہ زندہ رکھنے کی تحریک فرمائی۔ ریٹائرمنٹ کے بعد احباب کو خصوصی وقف کی تحریک۔ تحریک جدید دفتر سوم کی ذمہ داری حضورؒ نے لجنہ اماء اللہ کے سپرد کی

5نومبر: احمدیہ مشن لندن میں جدید ترین کمپیوٹر کی تنصیب ہوئی

5 تا7 نومبر: مجلس انصار اللہ مرکزیہ کے پچیسویں سالانہ اجتماع سے حضورؒ نے خطاب فرمایا۔ حضورؒ نے صد سالہ جوبلی تک 100 رملکوں میں جماعت قائم کرنے کا اعلان فرمایا

6نومبر: مجلس انصار اللہ مرکزیہ کی طرف سے عشائیہ میں حضورؒ نے خطاب فرمایا

11نومبر: صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے حضورؒ کے اعزاز میں دیئے گئے عشائیہ سے حضورؒ نے خطاب فرمایا

12نومبر: حضورؒ نے جماعت کے باہمی جھگڑے ختم کرنے کے لئے جہاد شروع کرنے کی تحریک فرمائی

19نومبر: نمازوں کی حفاظت کرنے کی تحریک

19نومبر: مسجد احمدیہ پالگھاٹ (کیرالہ۔ انڈیا) کا افتتاح ہوا

21نومبر : لجنہ اماء اللہ پاکستان کے استقبالیہ سے حضورؒ کا خطاب۔ حضورؒ نے سپین میں واقفین عارضی کے لئے تحریک فرمائی

23نومبر: ناگویا (جاپان) میں یوم تبلیغ منایا گیا۔ اس موقع پر 3850 رتبلیغی فولڈر جاپانی اور 11 رانگریزی زبان میں اشتہارات تقسیم کئے گئے

25نومبر: امراء اضلاع پنجاب کی طرف سے حضورؒ کے اعزاز میں استقبالیہ سے حضورؒ کا خطاب

نومبر: مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کی نیشنل قیادت کا قیام۔ عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب قائد مقرر ہوئے

2دسمبر: تحریک جدید کی طرف سے استقبالیہ میں حضورؒ کا خطاب۔ حضورؒ نے مستشرقین کے اعتراضات کے جواب دینے کے لئے Tracking اور Monitoring سٹیشن قائم کرنے اور اس کام کے لئے زندگیاں وقف کر کے علمی خدمات پیش کرنے کی تحریک فرمائی۔ انگریزی اور دوسری زبانوں میں جماعتی لٹریچر کی اشاعت کی تحریک

15 دسمبر: حضورؒ نے جماعت احمدیہ امریکہ کو امریکہ میں پانچ مساجد/مشن ہاؤسز بنانے کی تحریک فرمائی۔ اس مقصد کے لئے 25 ر لاکھ روپے کا مطالبہ فرمایا

18 تا 20 دسمبر: قادیان میں عہد خلافت رابعہ کا پہلا جلسہ سالانہ منعقد ہوا۔ حضورؒ نے اس کے لئے اپنا روح پرور پیغام بھجوایا

25 دسمبر: حضورؒ نے مرکزی مجلس صحت قائم فرمائی

26 تا 28 دسمبر: عہد خلافت رابعہ کا پہلا جلسہ سالانہ ربوہ۔ حضورؒ نے افتتاحی خطاب بعنوان "نور مصطفوی اور نار بولہبی" اور اختتامی خطاب بعنوان "عدل" ارشاد فرمایا۔ آخری دن سخت بارش میں جلسہ کی کارروائی جاری رہی۔ کُل حاضری 2 ر لاکھ 20 ر ہزار تھی۔ 27 ر ممالک کے نمائندے شامل ہوئے

26 دسمبر: مغربی ساحل امریکہ کا دوسرا جلسہ سالانہ۔ حضورؒ کا ریکارڈ شدہ پیغام سنایا گیا

27 دسمبر: حضورؒ نے خواتین سے خطاب میں پردہ کی پابندی کی طرف توجہ دلائی۔ دوسرے دن کے خطاب میں حضورؒ نے بتایا کہ 28 ر ممالک میں ہمارے مرکزی مشن موجود ہیں اور ان میں 391 ر مبلغین کام کر رہے ہیں۔ 9 ر ممالک میں 24 ر نئی مساجد مرکزی اخراجات سے تعمیر ہوئیں۔ 8 ر ممالک میں نئے مشن ہاؤسز بنے۔ دنیا بھر میں احمدی رسائل کی تعداد 25 ر تھی

27 دسمبر: حضورؒ نے الفضل اور ریویو آف ریلیجنز کی اشاعت کم از کم 10 ر ہزار کرنے کی تحریک فرمائی

30 دسمبر: ربوہ میں ممالک بیرون کی مجلس شوریٰ حضورؒ کی زیر صدارت سرائے فضل عمر میں منعقد ہوئی جس میں 24 ر ممالک کے نمائندگان شامل ہوئے

جرمنی میں لجنہ اماء اللہ کی نیشنل مجلس عاملہ کا قیام عمل میں آیا اور پہلی صدر منور عبداللہ صاحبہ منتخب ہوئیں

1983ء

13 جنوری: سپین کے صدر نے مسجد بشارت سپین کے افتتاح پر مکرم کرم الٰہی ظفر صاحب (مبلغ سلسلہ سپین) کو مبارکباد کا خط بھیجا

13 تا 19 جنوری: حضورؒ کا سفر لاہور۔ راستہ میں شیخوپورہ میں مجلس سوال و جواب۔ لاہور میں 5 ر

ہزار سے زائد مہمانوں سے گفتگو

15 جنوری: ہلٹن ہوٹل لاہور میں حضورؒ کے اعزاز میں استقبالیہ۔ حضور کا خطاب

20 جنوری: حضورؒ کے ارشاد پر قادیان میں ایک پریس کمیٹی تشکیل دی گئی

28 جنوری: دعوت الی اللہ کی منظم تحریک کا آغاز۔ ہر احمدی کو داعی الی اللہ بننے کی تحریک

9 فروری: علمی مجاہدے کی تحریک

11 فروری: مجلس خدام الاحمدیہ حیدرآباد (انڈیا) نے حضورؒ کے ارشاد پر کیسٹس لائبریری کا قیام کیا جس کا افتتاح صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے کیا

11 فروری تا یکم مارچ: حضورؒ کا دورہ سندھ و کراچی

11 فروری: ربوہ سے لاہور روانگی

12 فروری: لاہور سے کراچی آمد اور مجلس عرفان

13 فروری: جماعت کراچی اور ذیلی تنظیموں کی مجالس اور انجینیئرز ایسوسی ایشن کے مشترکہ اجلاس سے حضورؒ کا خطاب

14 فروری: کراچی میں لجنہ اماء اللہ کے ساتھ حضور کی مجلس سوال و جواب

17 فروری: مولوی محمد اسلم قریشی معراجکے ضلع سیالکوٹ سے لاپتہ ہو گیا۔ اس کے قتل کا جھوٹا الزام جماعت احمدیہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ پر لگایا گیا۔ اور اس الزام کی آڑ میں پاکستان میں جماعت احمدیہ کی مخالفت کا ایک طوفان کھڑا کیا گیا۔ یہ مولوی 1988ء میں ایران سے ظاہر ہو گیا۔ اس کی غیر موجودگی میں کئی علماء نے حلفیہ بیان دیئے کہ جماعت احمدیہ کے سربراہ نے اسے قتل کروایا

19 تا 25 فروری: حضورؒ کراچی سے ناصر آباد سندھ تشریف لے گئے

26 فروری: حضورؒ ناصر آباد سے کراچی تشریف لے گئے

یکم مارچ: حضورؒ کی کراچی سے لاہور اور پھر ربوہ آمد

7 مارچ: صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت مولوی محمد دین صاحبؓ صدر صدر انجمن احمدیہ کی

وفات۔آپ نے 1907ء میں خدمت دین کے لئے زندگی وقف کی تھی

7 تا14 مارچ: جاپان کے چوتھے بڑے جزیرہ شکو کو میں احمدیت کا پیغام پہنچایا گیا

11 تا13 مارچ: نواں گھوڑ دوڑ ٹورنامنٹ۔حضورؒ نے انعامات تقسیم فرمائے

17 مارچ: جماعت بھدرک (بھارت) کی طرف سے صدر بھارت گیانی ذیل سنگھ کو احمدیہ لٹریچر کا تحفہ پیش کیا گیا

22 تا25 مارچ: سولھواں آل پاکستان ناصر باسکٹ بال ٹورنامنٹ منعقد ہوا۔حضورؒ نے انعامات تقسیم فرمائے۔32 ٹیموں نے شرکت کی

23 مارچ: جاپان ٹائمز میں حضرت مسیح موعودؑ اور خلفاء کی تصاویر کے ساتھ جماعت کا تفصیلی تعارف شائع ہوا

25 مارچ: سودی مالی نظام کو رد کر کے دینی مالی نظام کو رائج کرنے کی تحریک کی

مارچ: قبر مسیح کے بارہ میں جاپان مشن نے 60 ہزار کی تعداد میں اشتہار شائع کیا

مارچ: کیمرون میں الحاج حمزہ سنیالو کے ذریعہ جماعت کا پودا لگا

یکم تا3 اپریل: جماعت کی چونسٹھویں (64) مجلس مشاورت ربوہ میں منعقد ہوئی۔حضورؒ نے افتتاحی خطاب میں تجارت اور صنعت کے منصوبے شروع کرنے اور ربوہ کو ماڈل شہر بنانے کی تحریک فرمائی

8 اپریل: لیّہ میں ایک احمدی کی قبر اکھیڑ دی گئی

11 اپریل: حضورؒ نے دارالضیافت (ربوہ) کے جدید بلاک کی بالائی منزل کے تعمیری کام کا افتتاح فرمایا

13 اپریل: برطانیہ میں یوم دعوت الی اللہ منعقد کیا گیا۔60 مقامات پر 18 ہزار پمفلٹس کی تقسیم ہوئی

13 تا15 اپریل: ربوہ میں آل پاکستان احمدیہ کبڈی ٹورنامنٹ۔حضورؒ نے انعامات تقسیم فرمائے

16 اپریل: صدر جماعت لاڑکانہ ماسٹر عبدالحکیم ابڑو صاحب کو شہید کیا گیا

16 اپریل: سوئٹزرلینڈ میں پہلا یوم دعوت الی اللہ۔نو ہزار اشتہارات تقسیم کئے گئے

20 اپریل: حضورؒ نے کینیڈا میں نئے مشن اور مساجد بنانے کے لئے جماعت کینیڈا کو چھ لاکھ ڈالرز جمع کرنے کی تحریک فرمائی

22اپریل: میڈرڈ (سپین) میں پہلا پبلک جلسہ منعقد کیا گیا۔70/افراد کی شرکت

22اپریل تا5مئی: مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کی انتیسویں (29) سالانہ تربیتی کلاس منعقد ہوئی۔حضورؒ نے افتتاحی واختتامی خطاب فرمایا۔593/مجالس سے 997/خدام کی شمولیت

اپریل: تیونس کے عبادہ بربوش صاحب نے ڈنمارک مشن میں بیعت کی اور یوں تیونس میں جماعت احمدیہ کا پودا لگا

آکسفورڈ (برطانیہ) میں احمدیہ مشن کا قیام

2مئی: جماعت کنڈور (صوبہ آندھرا پردیش۔انڈیا) میں مسجد احمدیہ کا سنگ بنیاد رکھا گیا

11تا17مئی: جاپان سے ایک وفد دعوت الی اللہ کے لئے جنوبی کوریا گیا

13تا15مئی: کلکلم (کیرالہ۔انڈیا) میں مجلس خدام الاحمدیہ کیرالہ کے پہلے سالانہ اجتماع کا انعقاد ہوا

20مئی: کیرنگ (صوبہ اڑیسہ) میں لجنہ وناصرات کے پہلے صوبائی اجتماع کا انعقاد ہوا

25مئی: قادیان (بھارت) میں مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کے دفتر 'ایوان خدمت' کا سنگ بنیاد صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ قادیان نے رکھا

25مئی: حضرت حکیم محمد دین صاحبؓ کی وفات

28تا29مئی: حیدرآباد میں مجالس خدام الاحمدیہ صوبہ آندھرا کے دوسرے سالانہ اجتماع پر حضورؒ کا پیغام موصول ہوا

مئی: غانا میں ایک لمبے عرصے سے بارش نہ ہونے کی وجہ سے قحط سالی کی سی کیفیت تھی۔چنانچہ حضورؒ نے دعا کی درخواست پر 40/روز دعائیں کرنے کا ارشاد فرمایا جس کے بعد دعاؤں کی ہی برکت سے سارے غانا میں بارشوں کا سلسلہ شروع ہوگیا

غانا میں پہلے احمدیہ ٹیچرز ٹریننگ کالج کا افتتاح ہوا

8تا11جون: آل ربوہ فٹ بال ٹورنامنٹ منعقد ہوا۔11/جون کو حضورؒ نے منتخب کھلاڑیوں کے مابین نمائشی میچ ملاحظہ فرمایا

13 جون: حضورؒ نے رمضان میں مسجد مبارک (ربوہ) میں درس القرآن کا آغاز فرمایا

21 جون: حضورؒ نے احمدی سائنسدانوں اور انجینیئرز کے نام ایک پیغام میں فرمایا کہ وہ مفید ایجادات کر کے عام آدمی کی مشکلات دُور کریں

22 جون: سوئٹزرلینڈ میں جماعت احمدیہ کی پہلی مسجد 'مسجد محمود' کی تعمیر پر بیس (20) سال پورے ہونے پر ایک تقریب کا اہتمام کیا گیا۔ حضورؒ نے پیغام بھجا

22 جون: امریکہ کو مالی قربانی میں اضافہ کی تلقین اور ہر چندہ دہندہ کو کم از کم 3800/ڈالر کا وعدہ کرنے کی تحریک

24 جون: رمضان میں خصوصیت کے ساتھ بکثرت دعاؤں کی تحریک

11 جولائی: حضورؒ نے مسجد مبارک میں درس قرآن کے آخر پر قرآن کریم کی آخری تین سورتوں کا درس دیا اور دعا کروائی

12 جولائی: حضورؒ نے عید کا مزا لینے کے لئے غریبوں کو اپنی خوشیوں میں شریک کرنے کی تحریک فرمائی

16 جولائی: حضورؒ نے گیسٹ ہاؤس مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان 'سرائے خدمت' کی دوسری منزل کا سنگ بنیاد رکھا

17 تا 31 جولائی: اٹھارویں (18) تعلیم القرآن کلاس کا انعقاد۔ حضورؒ نے افتتاحی و اختتامی خطاب فرمایا۔ طلبا و طالبات کی مجموعی تعداد 3076 تھی

18 جولائی: غانا میں ملک کی زرعی ترقی کے لئے جماعت کی طرف سے ایک ایگریکلچر پراجیکٹ شروع کیا گیا۔ اس کے مینیجر حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب تھے۔ اس فارم میں گندم کاشت کرنے کا کامیاب تجربہ کیا گیا

27 جولائی: حضورؒ نے لوکل انجمن احمدیہ ربوہ کے نئے دفاتر کا افتتاح فرمایا

30 تا 31 جولائی: جلسہ سالانہ کینیڈا کے لئے پیغام میں تحریک کہ اپنے ملک میں مساجد اور مشن ہاؤسز کی تعمیر کریں

جولائی: قادیان سے گورمکھی ترجمہ قرآن کی اشاعت ہوئی

8 اگست: مکرم ڈاکٹر مظفر احمد صاحب کی ڈیٹرائٹ امریکہ میں شہادت۔ڈیٹرائٹ میں مسجد کو جلادیا گیا

اگست: آئرلینڈ میں جماعت کے قیام کے حوالہ سے جائزہ لینے کے لئے یُوکے سے مولانا نسیم باجوہ صاحب اور ہدایت اللہ بنگوی صاحب پر مشتمل ایک وفد بھجوایا گیا

19 اگست: دورۂ آسٹریلیا کی کامیابی کے لئے دعا کی تحریک

21 اگست: دارالقضاء (ربوہ) کی نئی عمارت کا سنگ بنیاد حضورؒ نے رکھا۔حضورؒ کے قائم کردہ نئے ادارے ''ادارہ تعمیر'' کے تحت تعمیر کی جانے والی یہ پہلی عمارت تھی

22 اگست تا 13 اکتوبر: حضورؒ کا دورہ مشرق بعید وآسٹریلیا۔بیرونی ممالک کے دورے سے قبل حضورؒ نے کراچی اور سندھ کا دورہ فرمایا

22 اگست: حضورؒ کی ربوہ سے روانگی اور لاہور آمد

23 اگست: حضورؒ کی کراچی آمد

23 اگست: صدر بھارت گیانی ذیل سنگھ کی حیدرآباد تشریف آوری پر ایک جماعتی وفد نے ان سے ملاقات کی اور تفسیر صغیر اور دیگر اسلامی لٹریچر بطور تحفہ دیا۔اس تقریب کو ٹیلی ویژن پر بھی دکھایا گیا

27 اگست: مسجد طاہر (چک ایمرچھ۔کشمیر) کا افتتاح عمل میں آیا

27 تا 28 اگست: سوئٹزرلینڈ کا پہلا جلسہ سالانہ زیورک میں منعقد ہوا

یکم ستمبر: حضورؒ کراچی سے ناصر آباد تشریف لے گئے

3 ستمبر: حضورؒ ناصر آباد سے کراچی واپس پہنچے

8 ستمبر: حضورؒ کی کراچی سے روانگی اور سنگاپور آمد

9 ستمبر: حضورؒ نے سنگاپور میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جس سے قبل ایک مسجد کا سنگ بنیاد رکھا

9 ستمبر: مجلس انصاراللہ ناروے کا پہلا سالانہ اجتماع

10 ستمبر: حضورؒ نے سنگاپور میں پہلی مجلس شوریٰ کی صدارت فرمائی جس میں سنگاپور کی جماعت

کے علاوہ انڈونیشیا، ملائشیا اور سبا کے نمائندگان بھی شامل ہوئے

16 ستمبر: حضورؒ کی فجی میں آمد اور نا ندی ایئر پورٹ پر پریس کانفرنس سے خطاب

17 ستمبر: حضورؒ نے فجی سے خطبہ عیدالاضحیٰ ارشاد فرمایا۔ بعد دوپہر حضورؒ کا خطاب اور مجلس سوال و جواب

18 ستمبر: حضورؒ نا ندی سے صووا تشریف لے گئے۔ مسجد فضل عمر صووا (Suva) کا رسمی افتتاح فرمایا

18 ستمبر: عیدالاضحیٰ کے دن اوکاڑہ (پاکستان) میں شیخ ناصر احمد صاحب کو شہید کر دیا گیا

19 ستمبر: حضورؒ نے فجی کے قائمقام وزیر اعظم سے ملاقات کی، ریڈیو فجی نے انگریزی اور اردو میں حضورؒ کے دو (2) انٹرویو ریکارڈ کیے۔

20 ستمبر: صووا میں جماعت احمدیہ فجی کی مجلس شوریٰ کی صدارت فرمائی

21 ستمبر: حضورؒ صووا سے لمباسہ (فجی) تشریف لے گئے

22 ستمبر: حضورؒ فجی کے جزیرہ تاویونی تشریف لے گئے اور Date Line کا دورہ کیا پھر قریب کے ایک قصبے سوموسومو کے ایک سکول میں خطاب فرمایا

23 ستمبر: حضورؒ نے صووا (فجی) کی یونیورسٹی آف ساؤتھ پیسیفک میں ''احمدیت اور مذاہب کے احیاء کی فلاسفی'' کے موضوع پر خطاب فرمایا جو بعد میں Rivival of Religion کے نام سے انگریزی میں شائع ہوا اور اس کے مختلف زبانوں میں ترجمے بھی ہوئے

24 ستمبر: حضورؒ نے مسجد فضل عمر صووا (فجی) میں مجلس مشاورت کی صدارت فرمائی

25 ستمبر: حضورؒ نے لٹوکا (فجی) میں مسجد رضوان کا سنگ بنیاد رکھا

25 ستمبر: حضورؒ کی آسٹریلیا آمد

27 ستمبر: حضورؒ نے آسٹریلیا میں پریس کانفرنس سے خطاب فرمایا

30 ستمبر: حضورؒ نے براعظم آسٹریلیا کی سب سے پہلی احمدیہ مسجد ''بیت الہدیٰ'' کا سنگ بنیاد رکھا اور انگریزی میں خطاب فرمایا۔ اس تقریب میں حضرت مولوی محمد حسین صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعودؑ

نے بھی خاص طور پر شرکت فرمائی

30 ستمبر: غرناطہ (سپین) میں پہلا پبلک جلسہ غرناطہ یونیورسٹی میں ہوا

3 اکتوبر: جماعت احمدیہ آسٹریلیا کی پہلی مجلس مشاورت حضورؒ کے زیر صدارت ہوئی جس میں مرکز سے 2 رنمائندوں کے علاوہ انڈونیشیا اور فجی سے ایک ایک نمائندہ نے شرکت کی۔ اس موقع پر حضرت مولوی محمد حسین صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعودؑ بھی شامل ہوئے

5 اکتوبر: نیشنل یونیورسٹی کینبرا (آسٹریلیا) سے بعنوان ''اسلام کی امتیازی خصوصیات'' حضورؒ کا خطاب۔ یہ خطاب بعد میں Some Distinctive Features of Islam کے نام سے شائع ہوا۔ اس کے مختلف زبانوں میں ترجمے بھی طبع ہوئے

6 اکتوبر: حضورؒ نے آسٹریلیا میں افراد جماعت سے خطاب فرمایا۔ آسٹریلین کونسل آف چرچز کے نمائندہ کو انٹرویو دیا

8 اکتوبر: حضورؒ کولمبو (سری لنکا) پہنچے

9 اکتوبر: حضورؒ نے سری لنکا کی پہلی مجلس شوریٰ کی صدارت کولمبو میں فرمائی

11 اکتوبر: حضورؒ نے سری لنکا میں بدھوں کے مرکز Kandy کا دورہ کیا

12 تا 15 اکتوبر: مولانا فضل الٰہی انوری صاحب سابق امیر جماعت نائجیریا نے بینن کا پانچ روزہ دورہ کیا جس میں انہوں نے افراد جماعت کے علاوہ کئی سرکاری اور مذہبی شخصیات سے ملاقاتیں کیں اور انہیں جماعت کا تعارف کروایا

13 اکتوبر: کولمبو کے دورہ کے بعد حضورؒ کراچی پہنچے

14 اکتوبر: حضورؒ کی لاہور آمد جہاں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ وہاں سے شام کو ربوہ پہنچے۔

14 اکتوبر: کثرت سے تسبیح وتحمید اور استغفار پر زور دینے کی تحریک

18 اکتوبر: فجی کا پہلا جلسہ سالانہ منعقد ہوا

20 اکتوبر: انٹرنیشنل ایسوسی ایشن آف احمدی آرکیٹیکٹس اینڈ انجنیئرز کے سالانہ کنونشن سے حضورؒ کا خطاب

21 تا23 اکتوبر: مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا انتالیسواں سالانہ اجتماع۔ حضورؒ نے افتتاحی اور اختتامی خطاب فرمایا۔ اختتامی تقریر براہ راست لجنہ میں بھی سنی گئی

21 اکتوبر: دنیا کو ہلاکت کے گڑھے سے بچانے کے لئے دعا کی تحریک

22 اکتوبر: حضورؒ نے لجنہ اماء اللہ اور اطفال الاحمدیہ کے اجتماع سے خطاب فرمایا۔ احمدی خواتین کو عورتوں کے بارہ میں غیروں کے اعتراضات کے جواب تیار کرنے کی تحریک

29 اکتوبر: مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے استقبالیہ سے حضورؒ کا خطاب

31 اکتوبر: جماعت احمدیہ سپین کا پہلا جلسہ سالانہ۔ 510/افراد کی شرکت جن میں سے 475/ غیر از جماعت تھے

اکتوبر: آسٹریلیا میں مجلس خدام الاحمدیہ کا قیام

4 تا5 نومبر: مجلس خدام الاحمدیہ ملائشیا کا پہلا سالانہ اجتماع

4 نومبر: جلسہ سالانہ کے مہمانوں کے لئے عارضی بستر بنانے کی تحریک

10 نومبر: صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے استقبالیہ سے حضورؒ کا خطاب

11 نومبر: حضورؒ نے بیوت الحمد منصوبہ کے لئے ایک کروڑ روپے کی تحریک فرمائی

14 نومبر: لجنہ اماء اللہ کی طرف سے استقبالیہ سے حضورؒ کا خطاب

17 نومبر: مسجد احمد بھونیشور (صوبہ اڑیسہ) کا افتتاح صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے کیا

24 نومبر: امرائے اضلاع پنجاب کی جانب سے حضورؒ کو استقبالیہ دیا گیا

یکم دسمبر: آل مہاراشٹرا احمدیہ مسلم کانفرنس کے موقع پر حضورؒ کا خصوصی پیغام

16 دسمبر: بدرسوم کے خلاف جہاد کی تحریک

18 تا20 دسمبر: جلسہ سالانہ قادیان کے موقع پر حضورؒ کا خصوصی پیغام

26 تا28 دسمبر: جلسہ سالانہ ربوہ کا انعقاد۔ حاضری پونے تین لاکھ۔ بیرون پاکستان کے 18/ممالک سے 87/نمائندوں نے شرکت کی۔ جلسہ کے موقع پر پہلی مرتبہ مجلس خدام الاحمدیہ کے

تحت مقابلہ مجالس بیرون میں اوّل آنے والی مجلس مغربی جرمنی کے قائد صاحب کو حضورؒ نے انعام دیا

دوسرے دن کی تقریر میں حضورؒ نے فرمایا کہ دنیا کے 38؍ ممالک میں 240؍ مشن کام کر رہے ہیں۔ 31؍ نئی مساجد کی تعمیر ہوئی

اختتامی خطاب میں عدل کے موضوع پر حضورؒ نے سلسلہ وار خطاب کا دوسرا حصہ ارشاد فرمایا

27 دسمبر: افریقی ممالک کے قحط کی مصیبت سے نجات پانے کے لئے دعا کی تحریک

دسمبر: عائلی معاملات سے متعلق فقہ احمدیہ حنفیہ (پرسنل لاء) کی اشاعت ہوئی

دوران سال حضورؒ کی طرف سے اہل غانا کے لئے ہومیو پیتھی دواؤں کا عطیہ بھجوایا گیا

1984ء

4 جنوری: جماعت بینن کے کئی افراد کو پولیس نے احمدیت کی بنا پر گرفتار کیا۔ 14؍ جنوری کو ان کی رہائی ہوئی

6 جنوری: عرب بھائیوں کے لئے متضرعانہ دعاؤں کی تحریک

13 تا 15 جنوری: آل کیرالہ احمدیہ کانفرنس منعقد ہوئی۔ اس کے لئے حضورؒ نے پیغام بھجوایا

3 فروری: یہود کے مسجد اقصیٰ فلسطین کو بم سے اڑانے کی خبر پر حضورؒ نے فرمایا کہ جماعت احمدیہ ان شعائر اللہ کی حفاظت کی خاطر ہر قربانی کے لئے تیار رہے

8 فروری: جلسہ سالانہ کے لئے مزید 500؍ دیگوں کی تحریک

5 تا 24 فروری: حضورؒ کا دورہ کراچی و سندھ

فروری: روزنامہ الفضل ربوہ کی اشاعت 7؍ ہزار سے بڑھا کر 20-15؍ ہزار کرنے کی تحریک

9 مارچ: دعا اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا .... کثرت سے پڑھنے کی تحریک

15 مارچ: حضورؒ نے گلشن احمد نرسری (ربوہ) کا افتتاح فرمایا

15 مارچ: قادیان کے مضافات میں توسیع تبلیغ کے لئے مالی تعاون کی تحریک

18 مارچ: مجلس انصار اللہ بنگال کا پہلا سالانہ اجتماع اور سالانہ جلسہ منعقد ہوا

30 مارچ: ریٹائرڈ احباب کو خدمت دین کے لئے زندگی وقف کرنے کی تحریک

6 اپریل: مخالفین کے شر سے بچنے کے لئے سات خصوصی دعاؤں کی تحریک

10 اپریل: محراب پور ضلع نواب شاہ (پاکستان) میں عبدالحمید صاحب کی شہادت

13 تا 23 اپریل: مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کی تیسویں سالانہ تربیتی کلاس۔ نامساعد حالات کی وجہ سے اسے مختصر کر دیا گیا۔ حضورؒ نے اختتامی خطاب فرمایا۔ حضورؒ کا سفر ہجرت سے قبل کسی جماعتی تقریب سے یہ آخری خطاب تھا

20 اپریل: جھنگ میں احمدیہ مسجد نذر آتش کر دی گئی۔ باگڑسرگانہ ضلع ملتان میں احمدیہ مسجد کو مسمار کر دیا گیا

26 اپریل: احمدیہ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن بھارت کا قیام عمل میں آیا

26 راپریل: صدر پاکستان جنرل ضیاء الحق نے امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری کیا جس کے تحت احمدیوں پر شعائر اسلامی کے استعمال اور تبلیغ پر پابندی لگادی گئی۔ اس آرڈیننس کا مقصد امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کو گرفتار کرنا تھا تا کہ ان کا جماعت احمدیہ سے رابطہ منقطع کر دیا جائے اور مرکز سلسلہ ربوہ کو برباد کر دیا جائے ۔ چنانچہ اس آرڈیننس کے بعد بہت سے احباب کی گرفتاریاں ہوئیں اور مقدمات بنائے گئے

27 اپریل: مسجد مبارک ربوہ میں نماز مغرب کے بعد حضورؒ نے احباب سے خطاب فرمایا

28 اپریل: مسجد مبارک ربوہ میں نماز عشاء کے بعد حضورؒ نے احباب سے خطاب فرمایا

29 اپریل: حضورؒ کی ہجرت۔ ربوہ سے روانگی

30 اپریل: حضورؒ ایمسٹرڈیم اور پھر لندن پہنچ گئے۔ اور یوں ''داغ ہجرت'' کے الہام کا ایک نئی شان سے ظہور ہوا

3 مئی: قریشی عبدالرحمان صاحب کی سکھر (پاکستان) میں شہادت

4 مئی : حضورؒ نے ہجرت کے بعد مسجد فضل لندن میں پہلا خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ مَنۡ اَنۡصَارِیۡۤ اِلَی اللّٰہِ کی تحریک

4 مئی: حضورؒ نے پاکستان کے احمدیوں کے نام اپنے دست مبارک سے ایک پُرشوکت محبت بھرا اور جذبات سے پُر پیغام تحریر فرمایا

8 تا10 مئی: خدام الاحمدیہ جرمنی کی پہلی مجلس شوریٰ

18 مئی: حضورؒ نے یورپ کی جماعتوں کو برطانیہ اور جرمنی میں دو نئے اور وسیع مشن ہاؤسز تعمیر کرنے کے لئے مالی تحریک فرمائی۔29 مئی کو حضورؒ نے اس تحریک کو عام کرنے کا اعلان فرمایا چنانچہ جرمنی میں ناصر باغ اور انگلستان میں اسلام آباد کی زمینیں لی گئیں

20 مئی: ٹرینیڈاڈ میں لجنہ اماء اللہ کا پہلا سالانہ اجتماع

27 مئی: تنزانیہ میں مشنری ٹریننگ کالج کا افتتاح ہوا

16 جون: ڈاکٹر عبدالقادر صاحب کی فیصل آباد (پاکستان) میں شہادت

25 جون: صدر عمومی ربوہ حکیم خورشید احمد صاحب، ناظر امور عامہ چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ اور چار دوسرے احمدیوں کی ایک جھوٹے مقدمہ میں گرفتاری۔3ر ستمبر کو لاہور ہائی کورٹ سے ان کی ضمانت ہوئی

16 جون: زائر میں صدیق احمد منور صاحب نے باقاعدہ مشن قائم کیا

29 جون: حضورؒ نے امریکہ و یورپ کے مراکز کے لئے چندہ کی تحریک فرمائی

15 جولائی: اینٹی احمدیہ آرڈیننس XX کے خلاف وفاقی شرعی عدالت میں بعض احمدیوں کی پیش کردہ درخواستیں رڈ کردی گئیں

20 جولائی: حضورؒ نے حکومت پاکستان کے مبیّنہ قرطاس ابیض (وائٹ پیپر) جس میں جماعت احمدیہ پر اعتراضات اٹھائے گئے تھے، کے جواب میں خطبات کا سلسلہ شروع فرمایا جو 17ر مئی 85ء تک جاری رہا۔ بعد میں یہ خطبات ''زھق الباطل'' کے نام سے کتابی شکل میں اردو اور عربی میں شائع ہوئے

26 جولائی: علاقہ وارنگل میں توسیع تبلیغ کے لئے حضورؒ نے ہندوستان کی جماعتوں کو تحریک فرمائی

27 تا29 جولائی: مجالس خدام الاحمدیہ یورپ کا برطانیہ میں پہلا سالانہ اجتماع۔ 11ر ممالک سے 800ر خدام واطفال نے شرکت کی۔حضورؒ نے اختتامی خطاب فرمایا

25،26 اگست: پہلا جلسہ سالانہ برطانیہ جس میں حضورؒ نے ہجرت کے بعد شرکت فرمائی اور اختتامی خطاب فرمایا۔ اس جلسہ کی حاضری تین ہزار تھی

30 اگست: دہلی میں جماعتی وفد نے وزیر اعظم ہند اور مختلف سفراء سے ملاقات میں پاکستانی احمدیوں پر مظالم اور انسانی حقوق سے محرومی کے بارہ میں تشویش کا اظہار کیا

8 ستمبر: اسلام آباد (ٹلفورڈ) کی زمین خریدی گئی

18 اکتوبر: احمد آباد (صوبہ گجرات۔ انڈیا) میں جماعت کا باقاعدہ قیام عمل میں آیا

21 اکتوبر: جماعت اُتّر پردیش کی اٹھارہویں سالانہ کانفرنس منعقد ہوئی جس میں حضورؒ کا پیغام پڑھ کر سنایا گیا

26 اکتوبر: ساہیوال کی احمدیہ مسجد پر ایک دینی مدرسہ کے طلبا نے کلمہ طیبہ مٹانے کے لئے حملہ کیا 11 ر احمدیوں کے خلاف مقدمہ درج کیا گیا

26 تا 28 اکتوبر: مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا سالانہ اجتماع منعقد ہو جس پر حضورؒ کا خصوصی پیغام موصول ہوا

9 نومبر: افریقہ کے قحط زدہ علاقوں کے لئے مالی امداد کی تحریک

11 نومبر: حفظ قرآن کی تحریک

12 دسمبر: حکومت نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ کو تین ماہ کے لئے سر بمہر کر دیا اور روزنامہ الفضل کا ڈیکلریشن منسوخ کر دیا گیا

حکومت کی طرف سے جلسہ سالانہ اور ذیلی تنظیموں کے سالانہ اجتماعات کی اجازت نہ ملنے کی وجہ سے 1984ء سے یہ تقریبات منعقد نہیں ہو رہیں

18 تا 20 دسمبر: جلسہ سالانہ قادیان منعقد ہوا جس کے لئے حضورؒ نے بصیرت افروز پیغام بھجوایا

حضورؒ کی ہجرت کے بعد مئی سے دسمبر 84ء تک 4881 ر بیعتیں ہوئیں

بینن میں Cotonou میں جماعتی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے لکڑی کی ایک مسجد بنائی گئی

جرمنی میں پہلے امیر جماعت عبداللہ Wagishauser صاحب مقرر ہوئے

مجلس انصار اللہ جرمنی کا پہلا سالانہ اجتماع کولون میں منعقد ہوا

1985ء

یکم جنوری: ناروے کے ایک ریڈیو سٹیشن سے جماعت احمدیہ کا پروگرام ہفتہ میں دو دن ایک گھنٹہ کے لئے اردو، انگریزی اور سکنڈے نیوین زبانوں میں نشر ہوا

24 جنوری: داتہ ضلع ہزارہ (پاکستان) کے ایک احمدی کو اعتکاف کے جرم میں ایک سال قید کی سزا سنائی گئی

8 فروری: روزنامہ "الفضل" ربوہ کی بندش کی وجہ سے لندن سے ہفت روزہ "النصر" کا اجراء ہوا

9 تا 10 فروری: مجلس خدام الاحمدیہ اڑیسہ کا دو روزہ سالانہ اجتماع منعقد ہوا۔ اس کے لئے حضورؒ نے از راہ شفقت اپنا پیغام بھجوایا

فروری: روانڈا اور برونڈی میں عبدالوہاب صاحب کے ذریعہ احمدیت کا پودا لگا

مارچ: روزنامہ "الفضل" کی بندش کے دوران اطلاعات پہنچانے کے لئے مارچ 1985ء سے اکتوبر 1988ء تک جماعتی رسائل ماہنامہ خالد، انصار اللہ، مصباح اور تحریک جدید کے ضمیمہ جات کی اشاعت ہوئی

3 مارچ: حضورؒ نے ہندوستان میں تبلیغ کے منصوبہ کو پورا کرنے کے لئے "اشاعت فنڈ" کا قیام فرمایا

15 مارچ: مکرم انعام الرحمان صاحب کی سکھر میں شہادت

19 مارچ: مانسہرہ کے ایک احمدی کو السلام علیکم کہنے کے جرم میں چھ ماہ قید اور ایک ہزار روپیہ جرمانہ کی سزا ہوئی

26 مارچ: بانسرہ میں آل بنگال مجلس انصار اللہ کا پہلا سالانہ اجتماع منعقد ہوا

27 مارچ: بانسرہ میں آل بنگال مجلس خدام الاحمدیہ کا پہلا سالانہ اجتماع منعقد ہوا

5 تا 7 اپریل: اسلام آباد (ٹلفورڈ۔ یوکے) میں جماعت احمدیہ یوکے کا بیسواں جلسہ سالانہ منعقد

ہوا۔48ممالک سے احمدیوں نے شرکت کی۔اسلام آباد میں یہ پہلا جلسہ تھا جو حضورؒ کی موجودگی کی وجہ سے مرکزی جلسہ قرار پایا۔کُل حاضری 7ہزار تھی۔

جماعتی ترقیات کے حوالہ سے حضورؒ نے فرمایا کہ امسال 28مساجد تعمیر ہوئیں۔اختتامی خطاب میں حضورؒ نے قرطاس ابیض کے جواب کے تسلسل میں "عرفان ختم نبوت" کے موضوع پر خطاب فرمایا

7اپریل:امیر ضلع نواب شاہ چوہدری عبدالرزاق صاحب کو بھریا روڈ نواب شاہ میں شہید کر دیا گیا

23اپریل: حضرت صوفی غلام محمد صاحبؓ ناظر اعلیٰ ثانی کی وفات

7 مئی: سکھر میں احمدیہ مسجد پر بم پھینکا گیا۔سات احمدیوں کو گرفتار کیا گیا۔قریشی ناصر احمد صاحب اوران کے بھائی رفیع احمد صاحب کو سزائے موت سنائی گئی

10 مئی: حضورؒ نے گلاسگو (سکاٹ لینڈ) میں نئے مشن کا افتتاح فرمایا

18 مئی: مجلس خدام الاحمدیہ برطانیہ کا 26میل کا پیدل سفر کا پہلا مقابلہ۔حضورؒ نے اختتامی خطاب فرمایا

24 مئی: جماعت احمدیہ کے خلاف عالمی سازشوں کے پیش نظر دعاؤں کی تحریک

31 مئی: کراچی میں سمندری طوفان کا شدید خطرہ پیدا ہوا تاہم یہ خطرہ ٹل گیا۔اس روز Friday the 10th تھا۔(یہ دراصل حضورؒ نے ایک کشفی نظارہ دیکھا تھا۔اس نشان یعنی Friday the 10th کا متعدد بار ظہور ہوا۔جب مشرقی اور مغربی جرمنی کو دیوار برلن گرا کر ملا دیا گیا تو وہ دن بھی Friday the 10th تھا۔Friday the10th کے نشانات کے ظہور کا سلسلہ آج تک جاری وساری ہے)

مئی:اوسلو (ناروے) میں احمدیہ مسجد کو بم سے اڑانے کی کوشش کی گئی

7جون: دنیا بھر میں احمدیوں کو پاکستان کی سلامتی کے لئے جہاد اور دعاؤں کی تحریک

9جون: آئی سپیشلسٹ ڈاکٹر عقیل بن عبدالقادر صاحب کی حیدر آباد (پاکستان) میں شہادت

16جون: خصوصی فوجی عدالت نے ساہیوال کیس میں محمد الیاس منیر صاحب (مربی سلسلہ) اور رانا نعیم الدین صاحب کو سزائے موت اور باقی چار اسیران کو سات سال قید کی سزا سنائی

جون: طوالو میں افتخار احمد ایاز صاحب کے ذریعہ پہلی بیعت حاصل ہوئی جس کے ذریعہ وہاں

جماعت کا قیام عمل میں آیا

6 تا 7 جولائی: مجلس انصار اللہ برطانیہ کے سالانہ اجتماع پر حضورؒ کا اختتامی خطاب

12 جولائی: نستعلیق کتابت کے کمپیوٹر کے لئے کمپوزنگ کے ماہرین کو وقف کی تحریک

13 جولائی: لجنہ اماء اللہ برطانیہ نے میراتھن واک کروائی۔ 300ر سے زائد حاضری اور حضورؒ کا شام کو لجنہ سے خطاب

29 جولائی: پنّوں عاقل ضلع سکھر میں چوہدری محمود احمد صاحب کی شہادت

10ر اگست: قریشی محمد اسلم صاحب (مربی سلسلہ) کی ٹرینیڈاڈ میں شہادت

12 اگست: دو افراد پر مشتمل واقفین عارضی کا پہلا وفد لندن سے آئرلینڈ کے لئے روانہ ہوا جنہوں نے ڈبلن اور گالوے میں مختلف کالجوں اور یونیورسٹیوں کے دورے کئے جس کے نتیجہ میں کئی اخبارات میں انٹرویو شائع ہوئے

15 اگست: برطانیہ میں طالبات کی Summer کلاس سے حضورؒ کا خطاب

22 تا 24 اگست: دوسرا یورپین سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ۔ حضورؒ نے اختتامی خطاب فرمایا۔ اس موقع پر پہلی بار خیمے نصب کئے گئے

29 اگست: بیلجیم میں مشن ہاؤس کی عمارت خریدی گئی

یکم ستمبر: حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ کی وفات

11 ستمبر تا 15 اکتوبر: حضورؒ کا دورہ یورپ

11 ستمبر: حضورؒ بیلجیم تشریف لے گئے

13 ستمبر: حضورؒ نے بیت النور نن سپیٹ (ہالینڈ) کا افتتاح فرمایا

14 ستمبر: حضورؒ نے ہالینڈ میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب فرمایا اور دی ہیگ تشریف لے گئے

15 ستمبر: حضورؒ نے بیلجیم کے مشن ہاؤس بیت السلام کا افتتاح فرمایا

17 ستمبر: حضورؒ نے کولون میں مسجد بیت النصر کا افتتاح فرمایا

19 ستمبر: حضورؒ نے ہمبرگ میں پریس کانفرنس منعقد کی

21 ستمبر: حضورؒ نے برلن میں پریس کانفرنس منعقد کی۔ بعدازاں دیوار برلن کا معائنہ فرمایا

22 ستمبر: حضورؒ نے گروس گیراؤ میں ناصر باغ کا افتتاح فرمایا

25 ستمبر: حضورؒ کا میونخ میں پریس کانفرنس سے خطاب فرمایا

26 ستمبر: حضورؒ نے زیورک میں پریس کانفرنس سے خطاب فرمایا جہاں سوئٹزرلینڈ کے سب سے بڑے اخبار کے نمائندہ نے بھی شرکت کی۔ اسی روز حضورؒ کے اعزاز میں ایک استقبالیہ کا اہتمام ایک ہوٹل میں کیا گیا

28 ستمبر: حضورؒ سوئٹزرلینڈ سے اٹلی کے دورہ پر تشریف لے گئے

13 اکتوبر: فرانس میں نئے مرکز بیت السلام کا حضورؒ نے افتتاح فرمایا

15 اکتوبر: حضورؒ کی دورہ یورپ سے لندن واپسی

25 اکتوبر: حضورؒ نے تحریک جدید دفتر چہارم کا اجراء فرمایا

اکتوبر: آسٹریلیا میں پہلی مرتبہ تربیتی کلاس کا انعقاد ہوا

8 تا 22 نومبر: قیام نماز اور اس کی حکمتوں کے متعلق خطبات۔ بچوں کو نماز باترجمہ سکھانے کے لئے والدین کو تحریک۔ ذیلی تنظیموں کو ہر ماہ مجلس عاملہ کا اجلاس قیام نماز پر غور کرنے کے لئے منعقد کرنے کی تحریک

15 نومبر: اسیرانِ راہ مولا کے لئے دعاؤں کی تحریک

22 نومبر: اللہ کی دوستی اور محبت کے لئے نوافل کی ادائیگی میں آگے بڑھنے کی تحریک

26 نومبر: حضورؒ نے کینیڈا کی دو ٹیلیویژن کمپنیوں کے لئے انٹرویو ریکارڈ کرائے

18 تا 20 دسمبر: جلسہ سالانہ قادیان منعقد ہوا۔ اس کے لئے حضورؒ نے پیغام بھجوایا جس کا عنوان تھا: ''ایک ہو جائیں اور نیک ہو جائیں، آپ رحمۃ للعالمینؐ کے غلام ہیں۔ آپ کے سینوں سے رحمت کے چشمے پھوٹنے چاہئیں''

20 دسمبر: (پاکستان میں جلسہ کی اجازت نہ ملنے پر) 26 / دسمبر 1985ء کو رب اعلیٰ کے حضور یوم احتجاج منانے کی تحریک

27 دسمبر: حضورؒ نے وقف جدید کی تحریک کو عالمی کرنے کا اعلان فرمایا۔ سندھی احمدی زمینداروں کو سندھ میں وقف عارضی کرنے کی تحریک

آئرلینڈ میں جماعت کا قیام ہوا

تھائی لینڈ میں جماعت کا قیام ہوا

ٹونگا جزیرہ میں واقفین عارضی کا پہلا وفد گیا جن کی مساعی سے دو افراد نے بیعت کی

1986ء

3 جنوری: حضورؒ نے خطبہ جمعہ میں فرمایا کہ جماعت نے برازیل میں باقاعدہ مشن کے قیام کے لئے جگہ خرید لی ہے

12 جنوری: ڈاکٹر عبدالسلام صاحب علی گڑھ یونیورسٹی تشریف لے گئے۔ آپ کی ساٹھویں سالگرہ پر رسالہ "تہذیبِ اخلاق" کے عبدالسلام نمبر کا اجراء ہوا۔ ڈیپارٹمنٹ آف بایوٹیکنالوجی اور سنٹر فار پروموشن آف سائنس کا افتتاح ہوا۔ دورانِ تقریب پروفیسر سلام صاحب کے نام پر کئی ایوارڈز کے جاری کرنے کا اعلان ہوا

5 فروری: پوپ جان پال دوئم کے مدراس (انڈیا) تشریف لانے کے موقع پر جماعت کی طرف سے انگریزی اور تامل زبان میں دو بڑے Wall Posters تیار کئے گئے اور اس کے ذریعہ پاپائے روم کا خیر مقدم' کے زیر عنوان قرآنی آیات وانجیل کے حوالہ جات پیش کئے گئے

14 فروری: رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا... الخ کی دعا کثرت سے پڑھنے کی تحریک

19 فروری: چوہدری مقبول احمد صاحب کی پنّوں عاقل سکھر میں شہادت

20 فروری: وزیر اعظم بھارت اندرا گاندھی کو جماعتی لٹریچر کا تحفہ دیا گیا

21 فروری: قیامت کے نمونے دیکھنے کے لئے نمازیں پڑھنے اور خدا کے حضور گریہ وزاری کا شور

مچانے کی تحریک

23 فروری : پیشگوئی مصلح موعود کے 100 ؍سال پورے ہونے پر محمود ہال لندن میں ایک عظیم الشان جلسہ کا انعقاد ہوا جس میں حضورؒ نے خطاب فرمایا

3 مارچ: شمالی برطانیہ کا پہلا مصلح موعود ٹیبل ٹینس ٹورنامنٹ ہوا

14 مارچ: سیدنا بلال فنڈ کا قیام

15 مارچ: جنوبی برطانیہ کی مجالس خدام الاحمدیہ کا پہلا سالانہ اجتماع منعقد ہوا

28 مارچ: قادیان میں مقامات مقدسہ کی رینوویشن اور تعمیر مشن دہلی کے لئے 'توسیع مکان بھارت فنڈ' کی مالی تحریک کا اعلان حضورؒ نے فرمایا

12 تا 13 اپریل: آل کیرالہ احمدیہ مسلم پینتیسویں سالانہ کانفرنس پینگاڈی میں منعقد ہوئی۔ تقاریر اور مقابلہ جات کے علاوہ حضورؒ کا پیغام بھی سنایا گیا اور پریس کانفرنس کا اہتمام کیا گیا

18 اپریل: مرزا منور بیگ صاحب کی لاہور میں شہادت

29 اپریل: اقوام متحدہ نے اینٹی قادیانی آرڈیننس کو انسانی حقوق کے منافی قرار دیا

8 تا 10 مئی: لجنہ اماء اللہ جرمنی کا پہلا نیشنل اجتماع منعقد ہوا

8 تا 10 مئی: مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کے سالانہ اجتماع کے موقع پر مجلس شوریٰ منعقد ہوئی

9 مئی: طلباء اور نوجوان نسلوں کے لئے دعا کی تحریک

9 مئی: کوئٹہ میں احمدیہ مسجد پر حملہ ہوا اور مسجد سیل (Seal) کردی گئی، کئی احمدیوں کی گرفتاری

11 مئی: سکھر میں سید قمر الحق صاحب اور خالد سلیمان صاحب کی شہادت

10 مئی: حضورؒ نے گلاسگو میں سکاٹ لینڈ کے نئے احمدیہ مشن کا افتتاح فرمایا

9 جون: صدسالہ جوبلی کے موقع پر دنیا کی 25 ؍زبانوں میں قرآن کے مکمل تراجم اور 100 ؍زبانوں میں منتخب آیات کے تراجم شائع کرنے کا اعلان

9 جون: عید الفطر کے دن مردان میں پہلی احمدی خاتون رخسانہ صاحبہ کی شہادت

28 جون: جلسہ سالانہ 1986ء پر جماعت انگلستان کو مہمانوں کے لئے گھر پیش کرنے کی تحریک

9 جولائی: حیدر آباد میں بابو عبد الغفار صاحب کی شہادت

25 تا 27 جولائی: جماعت احمدیہ برطانیہ کا جلسہ سالانہ۔ حاضری 5800 تھی۔ 50 ممالک کے نمائندگان کی شرکت

حضورؒ کی دوسرے دن کی تقریر کے مطابق اس سال 206 نئی مساجد اور مراکز نماز کا قیام عمل میں آیا۔ 108 ممالک میں احمدیت قائم ہو چکی تھی۔ 41 ممالک میں 182 مبلغین کام کر رہے تھے۔ مختلف زبانوں میں تراجم قرآن کی اشاعت کی تحریک

جلسہ سالانہ کے موقع پر اختتامی خطاب حضورؒ نے مرتد کی سزا قتل کے موضوع پر ارشاد فرمایا

8 اگست: حضورؒ نے سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مربوط جلسوں کو دوبارہ شروع کرنے کی تحریک فرمائی۔ اسلام اور بانی اسلام پر اعتراضات کے جوابات پوری دنیا میں شائع کرنے کی تحریک

15 اگست: اسلام کی حقیقی محبت حاصل کرنے کے لئے نمازوں میں زیادہ وقت گزارنے اور توجہ دینے کی تحریک

17 اگست: عید الاضحیٰ کے دن مردان میں 90 احمدیوں کو گرفتار کیا گیا۔ احمدیہ مسجد کو مسمار کر دیا گیا، قیمتی سامان کو لوٹ لیا گیا

22 اگست: حضورؒ نے ہندوستان میں نئی چلائی جانے والی تحریک شدھی کے خلاف جہاد کا اعلان فرمایا

29 اگست: حضورؒ کا دورہ ناروے

18 ستمبر تا 16 اکتوبر: حضورؒ کا دورہ کینیڈا

20 ستمبر: حضورؒ نے مسی ساگا (کینیڈا) میں پہلی احمدیہ مسجد "بیت الاسلام" کا سنگ بنیاد رکھا

20 ستمبر: حضورؒ نے جماعت کینیڈا اور امریکہ کے ساتھ ایک خصوصی شوریٰ کے اجلاس کی صدارت فرمائی جس میں تربیت اور تبلیغ کے حوالہ سے ہدایات سے نوازا

27 ستمبر: مانٹریال میں حضورؒ کے اعزاز میں استقبالیہ کا انعقاد ہوا

28 ستمبر:سیسکاٹون میں ایک اخبار اور ٹی وی کے نمائندہ نے حضورؒ کا انٹرویو لیا

29 ستمبر: ایڈمنٹن میں حضورؒ نے CJCA ریڈیو پر لائیو انٹرویو دیا۔ بعد ازاں پریس کانفرنس سے خطاب فرمایا۔ شام کو جماعت کی طرف سے استقبالیہ میں شرکت فرمائی۔ رات کو حضورؒ نے CTV پر لائیو انٹرویو دیا

30 ستمبر: حضورؒ نے ''انسانیت کے مستقبل'' کے عنوان پر ایک لیکچر دیا

یکم اکتوبر: حضورؒ نے کیلگری کے ایک ہوٹل میں ایک استقبالیہ سے خطاب فرمایا جس کے بعد سوالوں کے جواب دیئے

4 اکتوبر: وینکوور میں حضورؒ نے ایک استقبالیہ تقریب میں خطاب فرمایا جس کے اختتام پر ایک پریس کانفرنس سے خطاب فرمایا۔ شام کو احباب جماعت کے ساتھ مجلس عرفان منعقد کی

5 اکتوبر: حضورؒ نے Vancouver Sun اخبار کے نمائندہ کو تفصیلی انٹرویو دیا اور ٹی وی پر ایک لائیو انٹرویو دیا

8 تا 9 اکتوبر: مجلس انصار اللہ بھارت کا سالانہ اجتماع قادیان میں منعقد ہوا۔ حضورؒ نے اس موقع کے لئے خصوصی پیغام عطا فرمایا

10 تا 12 اکتوبر: مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا سالانہ اجتماع قادیان میں منعقد ہوا۔ اجتماع پر مجلس شوریٰ بھی منعقد ہوئی اور حضورؒ کا پیغام موصول ہوا

17 اکتوبر: ایل سلواڈور میں زلزلہ زدگان خصوصاً یتامیٰ کی امداد اور کفالت کی تحریک

17 اکتوبر: کالیکٹ کیرالہ (انڈیا) میں مسجد احمدیہ کا افتتاح صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے کیا

اکتوبر: حضورؒ نے جرمنی، بیلجیم اور ہالینڈ کا دورہ فرمایا

24 تا 26 اکتوبر: یورپ کی مجالس خدام الاحمدیہ کے تیسرے یورپین اجتماع کے موقع پر حضورؒ کا اختتامی خطاب

2 نومبر: امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لئے عالمی سطح پر جہاد کی تحریک

28نومبر: پاکستانی احمدیوں کو پاکستان کے خلاف ہر کوشش کو ناکام بنانے کے لئے جہاد کی تحریک

18 تا20دسمبر: جلسہ سالانہ قادیان کے انعقاد پر حضورؒ کا خصوصی پیغام پڑھا گیا

19دسمبر: بچوں سے پہلے ماں باپ کی تربیت کا کام ذیلی تنظیموں کو سرانجام دینے کی تحریک

1987ء

2 جنوری: کوئٹہ اور ساہیوال کی جماعتوں کا ذکر کر کے اسیران کے لئے دعا کی تحریک

7جنوری: لجنہ اماء اللہ بھارت کے لئے النصرت لائبریری کا سنگ بنیاد رکھا گیا

9جنوری: سو سے زائد زبانوں میں تراجم قرآن اور دیگر لٹریچر کی اشاعت کی تحریک

16 جنوری: لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے دفاتر کی تعمیر کے لئے لجنات، انجمنوں اور مردوں کو 26/لاکھ روپے کی تحریک

16 جنوری: صد سالہ جوبلی منصوبہ میں نئے برسر روزگار احمدیوں کو شامل ہونے کی تحریک

30جنوری: تحریک کہ صد سالہ جوبلی سے پہلے ہر خاندان مزید ایک خاندان کو جماعت میں داخل کرے

6فروری: صد سالہ جوبلی کے موقع پر ہر ملک میں ایک یادگار عمارت بنانے کی تحریک۔ جنوبی امریکہ کے ممالک میں تبلیغ کے لئے تحریک جدید کو خصوصی توجہ کرنے کی تحریک

25فروری: غلام ظہیر صاحب کی سوہاوہ (جہلم) میں شہادت

27مارچ: اَللّٰھُمَّ اِنِّي اَسْئَلُكَ حُبَّكَ وَ حُبَّ مَنْ يُّحِبُّكَ وَ الْعَمَلَ الَّذِي يُبَلِّغُنِي حُبَّكَ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ اِلَيَّ مِنْ نَفْسِي وَ مَالِي وَ اَھْلِي وَ مِنَ الْمَآءِ الْبَارِدِ یاد کرنے اور بکثرت ورد کرنے کی تحریک

3اپریل: وقف نَو کی تحریک کا اعلان

6اپریل : ''دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ'' کی روشنی میں لندن میں کمپیوٹرائزڈ پریس کا افتتاح ہوا

انہی ایام میں نائیجیریا میں تین بادشاہوں نے احمدیت قبول کی

6مئی: حضرت صاحبزادی نواب امتہ الحفیظ بیگم صاحبہؓ کی وفات بعمر 83/سال ہوئی

یکم جون: حضورؒ کے دورہ یورپ کا آغاز

3 جون: حضورؒ نے سوئٹزرلینڈ میں Nova Park ہوٹل میں استقبالیہ تقریب میں خطاب فرمایا۔ بعدازاں مجلس سوال وجواب بھی ہوئی

14 جون: سوئٹزرلینڈ کی ایک یونیورسٹی میں حضورؒ کا لیکچر بعنوان ''الہام، عقل، علم اور سچائی'' ہوا۔ یہ لیکچر بعد میں ایک عظیم الشان کتاب Revelation Rationality knowledge and Truth کے نام سے شائع ہوا۔ اسی طرح اردو، عربی، جرمن اور رشین میں بھی اس کے تراجم شائع ہوئے

10 جولائی: واقفین نو کی تربیت کی تحریک

30 جولائی: جلسہ سالانہ یوکے کے موقع پر جلسہ سے قبل پہلی مرتبہ تبلیغ سیمینار کا انعقاد ہوا

31 جولائی تا 2 اگست: جلسہ سالانہ برطانیہ کا انعقاد۔ حاضری 7 ہزار

دوسرے دن کے خطاب میں حضورؒ نے فرمایا کہ دنیا کے 114 ممالک میں احمدیت قائم ہو چکی ہے۔ 6 نئے ممالک کانگو، پاپوانیو گنی، فن لینڈ، آئس لینڈ، پرتگال اور Nauru ہیں۔ 258 نئی جماعتوں اور 136 مساجد کا قیام عمل میں آیا۔ جس میں 73 تعمیر ہو چکی ہیں اور 63 زیر تعمیر ہیں۔ یورپ میں 10 اور امریکہ میں 11 مراکز قائم ہو چکے ہیں۔ 43 ممالک میں 208 مبلغین کام کر رہے ہیں۔ حضورؒ نے نائجیریا کے دو بادشاہوں کو جلسہ پر حضرت مسیح موعودؑ کے کپڑے کا تبرک عطا فرمایا

خواتین سے خطاب میں حضورؒ نے ''اسلام میں عورت کا مقام'' کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ اختتامی خطاب عدل کے موضوع پر ارشاد فرمایا

3 تا 4 اگست: اسلام آباد (ٹلفورڈ۔ یوکے) میں عالمی مجلس شوریٰ منعقد ہوئی

7 اگست: دنیاوی وجاہت کے حامل افراد کو مساجد کی صفائی کے لئے ایک ایک دن وقف کرنے کی تحریک

21 اگست: حضورؒ نے بیت النور (ہالینڈ) کو جلانے کی کوشش پر تبصرہ کرتے ہوئے ہالینڈ کے دورہ کے دوران فرمایا کہ موجودہ عمارت سے دس گنا بڑی عمارت بنائی جائے گی۔ اس کے لئے مالی

قربانی کی تحریک

ستمبر تا نومبر: حضورؒ نے امریکہ اور کینیڈا کا دو ماہ کا دورہ فرمایا

18 ستمبر: بنگلہ دیش کے مظالم کا ذکر کر کے نئی تحریکات۔ مساجد کی تعمیر منہدم شدہ مساجد کی بحالی اور وسعت کے لئے مالی قربانی کی تحریک۔ بیوت الحمد سکیم میں نئے منصوبے

29 ستمبر: حضورؒ کی کینیڈا آمد ہوئی اور اسی روز مجلس عرفان منعقد کی

30 ستمبر: مجلس عاملہ کینیڈا کے ساتھ حضورؒ نے ایک خصوصی میٹنگ منعقد کی

حضورؒ نے "ٹورانٹو سٹار" اور سی بی سی ریڈیو کے نمائندوں کو انٹرویو دیا۔ شام کو مجلس عرفان منعقد ہوئی

30 ستمبر: حضورؒ نے Columbia University میں Department of South Asian Studies سے خطاب فرمایا

7 تا 8 اکتوبر: مجلس انصار اللہ بھارت کا سالانہ اجتماع قادیان میں منعقد ہوا۔ اس موقع پر حضورؒ کا روح پرور پیغام بھی موصول ہوا

7 اکتوبر: حضورؒ نے واشنگٹن میں ایک استقبالیہ تقریب میں شرکت فرمائی۔ کولمبیا کے میئر نے اس دن کو مرزا طاہر احمد کا دن قرار دیا

7 اکتوبر: حضورؒ نے Willingboro میں نئی مسجد 'مسجد النصر' کا افتتاح فرمایا

8 اکتوبر: حضورؒ نے Philadelphia میں نئی مسجد 'مسجد ناصر' اور اس سے ملحقہ مشن کا افتتاح فرمایا

9 اکتوبر: حضورؒ نے واشنگٹن میں جماعت کے نئے مرکز اور مسجد بیت الرحمان کا سنگ بنیاد رکھا

9 تا 11 اکتوبر: لجنہ اماء اللہ اور مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کے سالانہ اجتماعات قادیان میں منعقد ہوئے جس کے لئے حضورؒ کا پیغام موصول ہوا

10 اکتوبر Sinclair Community College میں حضورؒ کے اعزاز میں ایک استقبالیہ منعقد ہوا

11 اکتوبر: شکاگو (امریکہ) کے میئر کی حضورؒ سے ملاقات ہوئی

15 اکتوبر: حضورؒ نے ڈیٹرائٹ (امریکہ) کے علاقہ ٹرائے (Troy) میں مسجد اور مشن ہاؤس کا سنگ بنیاد رکھا

21 اکتوبر: حضورؒ نے مسجد یوسف توسان (Tuscan) ایریزونا کا افتتاح فرمایا

22 اکتوبر: حضورؒ نے لاس اینجلس (امریکہ) کے علاقہ Hawthorne میں مسجد بیت السلام کا سنگ بنیاد رکھا

24 اکتوبر: حضورؒ نے لاس اینجلس (امریکہ) کی مسجد بیت الحمید کا سنگ بنیاد رکھا

30 اکتوبر: حضورؒ نے پورٹ لینڈ (امریکہ) میں مسجد رضوان کا افتتاح فرمایا

7 نومبر: حضورؒ نے ویسٹرن کینیڈا کی تین جماعتوں کی مجالس عاملہ کے ساتھ میٹنگ منعقد کی

11 نومبر: اسیرانِ راہ مولا کی خاطر ساری دنیا میں اسیران کی بہبودی کی تحریک

11 نومبر: ''بیوت الحمد کالونی'' ربوہ کا سنگ بنیاد رکھا گیا

13 تا 14 نومبر: بیت الظفر (نیویارک۔امریکہ) میں حضورؒ نے جماعت امریکہ کی مجلس شوریٰ کی صدارت فرمائی

6 دسمبر: تعلیم الاسلام انسٹی ٹیوٹ ناصر آباد صوبہ کشمیر کے سنگ بنیاد کی تقریب عمل میں آئی

13 دسمبر: ملاوی میں جماعت کے پہلے مبلغ مقبول احمد ذبیح صاحب پہنچے

18 تا 20 دسمبر: جلسہ سالانہ قادیان منعقد ہوا جس کے لئے حضورؒ کا خصوصی پیغام موصول ہوا

دوران سال برطانیہ کے سیکنڈری سکولوں میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی شخصیت اور ارشادات نصاب میں شامل کئے گئے

حضورؒ کے ارشاد پر کہ کثرت سے سیرت النبی ﷺ کے جلسے منعقد کئے جائیں اور سیرت کے مختلف پہلوؤں پر مضامین لکھے جائیں، انصاراللہ قادیان نے اس سال بارہ کتابچے شائع کرنے کا منصوبہ بنایا۔

بھوٹان انڈیا بارڈر پر پہلی احمدیہ مسجد جے گاؤں شہر میں تعمیر ہوئی

1988ء

یکم جنوری: حضورؒ نے یورپین ممالک کے احمدیوں کو جمعہ پڑھنے کی خاص تحریک فرمائی خواہ نوکری سے چھٹی لینی پڑے یا استعفیٰ دینا پڑے

8 جنوری: نماز جمعہ کی ادائیگی کی طرف غیر معمولی توجہ کی تحریک

8 جنوری: شورت (کشمیر) میں طاہر لائبریری کا قیام عمل میں آیا

جنوری، فروری: حضورؒ نے مغربی افریقہ کے ممالک (گیمبیا، سیرالیون، لائبیریا، آئیوری کوسٹ، غانا اور نائیجیریا) کا دورہ فرمایا

22 جنوری: حضورؒ نے گیمبیا میں نصرت جہاں سکیم کی تنظیم نَو کی تحریک کا اعلان فرمایا اور ہر پیشہ اور ہر علم میں مہارت رکھنے والے احمدیوں کو خدمت کے لئے بلایا۔ اس دورہ کے دوران حضورؒ نے دو مساجد کا افتتاح فرمایا۔ ایک مسجد، کلینک اور مشن ہاؤس کا سنگ بنیاد رکھا

24 جنوری: حضورؒ سیرالیون پہنچے جہاں چھ (6) جماعتوں کا دورہ کیا، صدر مملکت سے ملاقات کی، دو پریس کانفرنسز کیں، پندرہ مختلف استقبالیہ تقاریب اور مجلس عرفان منعقد ہوئیں

29 جنوری: حضورؒ نے نماز جمعہ سیرالیون کے شہر بو (Bo) میں مسجد ناصر میں پڑھائی اور حضورؒ نے سیرالیون میں جامعہ احمدیہ قائم کرنے کا اعلان فرمایا

یکم فروری: حضورؒ نے لائبیریا کے صدر مملکت سے ملاقات کی

5 فروری: حضورؒ نے آئیوری کوسٹ کے صدر مملکت سے ملاقات کی۔ خطبہ جمعہ آئیوری کوسٹ کے دارالحکومت آبی جان میں ارشاد فرمایا۔

5 فروری کو ہی حضورؒ غانا پہنچے۔ وی آئی پی لاؤنج میں ریڈیو غانا کے نمائندہ کو انٹرویو دیا

7 فروری: حضورؒ نے شاہ اشانٹی سے ان کے محل میں ملاقات کی

11 فروری: حضورؒ نے غانا کے صدر مملکت سے ملاقات کی

اسی روز حضورؒ اکرافو میں پہلے غانین احمدی چیف مہدی آپا مرحوم کی قبر پر دعا کے لئے تشریف لے گئے۔

11 فروری کو ہی حضورؒ نے جماعت احمدیہ غانا کے 61 ویں جلسہ سالانہ کے موقع پر افتتاحی خطاب فرمایا

12 فروری: حضورؒ نے جلسہ گاہ میں ہی خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جس میں اہل افریقہ کو یقین دلایا کہ غلامی کی وہ طویل رات جو اہل افریقہ پر صدیوں سے طاری ہے اس کے مٹانے کے لئے میں وعدہ کرتا ہوں کہ جماعت احمدیہ اس کو مٹانے کے لئے ہر ممکن کوشش کرے گی

13 فروری: حضورؒ نائجیریا تشریف لے گئے

13 تا 14 فروری: مجلس خدام الاحمدیہ اڑیسہ (انڈیا) کا سالانہ اجتماع کوتالبر کوٹ میں منعقد ہوا۔ حضورؒ کا روح پرور پیغام بھی موصول ہوا

13 فروری: حضورؒ کی نائجیریا آمد اور پریس کانفرنس سے خطاب

14 فروری: حضورؒ نے Monatan میں ایک وسیع مسجد کا سنگ بنیاد رکھا

15 فروری: Lagos (نائجیریا) میں حضورؒ کے اعزاز میں ایک استقبالیہ تقریب سے خطاب

16 فروری: Kano (نائجیریا) کے ایک ہوٹل میں حضورؒ کے اعزاز میں ایک استقبالیہ تقریب منعقد ہوئی

18 فروری: صدر بھارت آرونکٹ رمن کو ہندی ترجمہ قرآن کا تحفہ دیا گیا

20 فروری: حضورؒ نے نائجیریا میں مجلس شوریٰ کی صدارت فرمائی جس کے دوران مولوی عبدالرشید احمد اگبولا صاحب امیر و مشنری انچارج نائجیریا مقرر ہوئے

21 فروری: حضورؒ نے Lagos (نائجیریا) میں مسجد طاہر کا سنگ بنیاد رکھا

27 فروری: وانی یمبلم کیرالہ (انڈیا) میں احمدیہ مسجد کا افتتاح ہوا

6 مارچ: کوچین کیرالہ (انڈیا) میں دار التبلیغ کا افتتاح صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے کیا

11 مارچ: صد سالہ جوبلی کے سلسلہ میں ہر ملک میں نمائش گاہ تعمیر کرنے کی تحریک جس میں زیادہ کام وقار عمل سے کیا جائے

یکم اپریل: احمد یہ انٹرنیشنل ایسوسی ایشن آف احمدی آرکیٹیکٹس اینڈ انجینیئرز کے مرکزی دفتر کا ربوہ میں افتتاح ہوا

8 اپریل: حضورؒ نے گلاسگو میں احمد یہ مسجد کی نئی عمارت کا افتتاح فرمایا

9 اپریل: امیر جماعت شام منیر الحصنی صاحب کی وفات۔ آپ شام کے پہلے احمدی تھے۔ 1927ء میں بیعت کی تھی

10 اپریل: راولپنڈی میں اوجڑی کیمپ میں دھماکے سے خوفناک تباہی ہوئی۔ جماعت کی طرف سے جسمانی اور مالی امداد۔ مرکزی جماعت کی طرف سے ہمدردی کا پیغام بھجا گیا اور ایک لاکھ روپے کی امداد کی گئی

13 اپریل: ربوہ میں جماعت کے تعلیمی ادارہ نصرت جہاں اکیڈمی کا افتتاح عمل میں آیا

اپریل: عبدالعزیز ونیس صاحب مبلغ سلسلہ نے ٹونگا کا دورہ کیا جس کے نتیجہ میں وہاں جماعت کا باقاعدہ قیام عمل میں آیا

5 مئی: گورنر بہار (بھارت) کو احمد یہ لٹریچر کا تحفہ دیا گیا

18 مئی: اٹک (پاکستان) کے ایک احمدی کو شادی کارڈ پر بسم اللہ لکھنے کے جرم میں چھ ماہ قید کی سزا

27 مئی تا 10 جون: حضورؒ کا معاندین احمدیت کو انتباہ کرنے کا سلسلہ خطبات جس کے آخر پر 3/ اور 10/ جون کو جماعت احمد یہ عالمگیر کی نمائندگی میں معاندین احمدیت کو مباہلہ کا چیلنج دیا

مئی: لندن سے ماہوار عربی رسالہ "التقویٰ" کا اجراء ہوا

17 جون: قیام عبادت کی طرف خصوصی توجہ کی تحریک

10 جولائی: نام نہاد مولوی اسلم قریشی (جو 17/ فروری 1983ء کو سیالکوٹ سے لاپتہ ہو گیا تھا اور معاندین نے اس کے قتل کا ڈرامہ رچا کر حضورؒ پر اس کے قتل کا الزام لگایا تھا) اچانک رُوپوشی ختم کر کے ایران سے لاہور آ نمودار ہوا۔ پولیس نے پریس کے سامنے اسے پیش کیا۔ ٹی وی پر بھی اسے دکھایا گیا۔ حضورؒ کے مباہلہ کے چیلنج کے ٹھیک ایک ماہ بعد یہ عظیم الشان نشان ظاہر ہوا

17 جولائی: احمدیہ مسجد دہلی (انڈیا) کا سنگ بنیاد رکھا گیا

22 تا 24 جولائی: اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں منعقدہ جلسہ سالانہ برطانیہ میں 55 ممالک سے 5119 افراد کی شرکت۔ افتتاحی خطاب میں حضورؒ نے مباہلہ کے چیلنج اور اسلم قریشی کے برآمد ہونے کا ذکر کیا۔ دوسرے دن کے خطاب میں بتایا کہ جماعت احمدیہ اب 117 ممالک میں قائم ہو چکی ہے۔ نئے ممالک میں ٹونگا، ساؤتھ کوریا، مالدیپ، گیبون، سالومن آئی لینڈ تھے۔ اس سال 107 نئی مساجد کا اضافہ ہے جن میں 38 مساجد تعمیر ہو چکی ہیں اور 69 زیر تعمیر ہیں۔ 175 نئے مراکز کا قیام ہوا، 4 نئی زبانوں میں ترجمہ قرآن شائع ہوا، تحریک وقف نو میں 655 بچے پیش کئے گئے، 625 مرکزی مبلغین میدان عمل میں مصروف تھے۔ بیعتیں گزشتہ سال سے تین گنا زیادہ ہوئیں

پاکستان میں احمدیوں کی گرفتاری کا جائزہ پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ 125 احمدیوں کو اپنے آپ کو مسلمان کہنے پر، 588 کو کلمہ کا بیج لگانے پر، 178 کو تقسیم لٹریچر پر، 321 کو مساجد پر کلمہ طیبہ لکھنے پر، 204 کو اذان دینے پر، 62 کو شعائر دینی اختیار کرنے پر اور 214 کو متفرق الزامات میں قید کر لیا گیا۔ گزشتہ 4 سالوں میں 1421 احمدیوں پر مقدمے بنائے گئے

حضورؒ نے آخری روز عدل کے موضوع پر خطاب فرمایا

25 تا 26 جولائی: جلسہ سالانہ برطانیہ کے بعد اسلام آباد میں عالمی مجلس شوریٰ منعقد ہوئی جس میں 45 ممالک کے 258 نمائندگان نے شرکت کی

جولائی: ربوہ سمیت ملک بھر میں متعدد مقامات پر بیسیوں احمدیوں کو اس الزام میں گرفتار کیا گیا کہ انہوں نے امام جماعت احمدیہ کی طرف سے مباہلہ کے اعلان پر مشتمل لٹریچر تقسیم کیا ہے

4 اگست: سپینش سیاحوں کی میزبانی کے لئے خدمات پیش کرنے کی تحریک

12 اگست: حضورؒ نے ایک رؤیا کی بنا پر معاندین خصوصاً صدر جنرل ضیاء الحق کو متنبہ فرمایا

15 اگست: آئرلینڈ میں پہلے احمدی مبلغ مکرم رشید احمد ارشد صاحب پہنچے

17 اگست: صدر پاکستان جنرل ضیاء الحق بہاولپور کے قریب فضائی حادثہ میں ہلاک ہو گیا۔ اس کا طیارہ

تین گھنٹے جلتا رہا۔اس حادثہ میں ضیاء الحق کا جسم مکمل طور پر خاکستر ہو گیااور صرف اس کا مصنوعی ڈینچر محفوظ رہا

26/اگست تا28 ستمبر : حضورؒ نے مشرقی افریقہ کا دورہ فرمایا۔کسی بھی خلیفۃ المسیح کا مشرقی افریقہ کا یہ پہلا دورہ تھا

29اگست: نیروبی (کینیا) کے Inter Continental Hotel میں حضورؒ کے اعزاز میں ایک استقبالیہ سے حضورؒ کا خطاب۔اسی موقع پر کیکویو زبان میں ترجمہ قرآن کریم کو بھی Launch کیا گیا

30اگست: کسوموں (کینیا) میںSunsetہوٹل میں ایک استقبالیہ تقریب سے حضورؒ نے خطاب فرمایااور مجلس سوال و جواب منعقد کی

31اگست: حضورؒ نے شیانڈا (کینیا) میں نئی مسجد کا افتتاح فرمایا۔نیز مشن ہاؤس اور مدرسہ کا سنگ بنیاد رکھا

اگست: مجلس خدام الاحمدیہ کینیڈا نے اپنا پہلا نیشنل سہ روزہ اجتماع منعقد کیا

یکم ستمبر: حضورؒ نے ہلٹن ہوٹل (کینیا) میں پریس کانفرنس سے خطاب فرمایااور احمدیہ قبرستان میں وہاں مدفون صحابہ حضرت مسیح موعودؑ کی قبروں پر دعا کی

2 ستمبر: نیروبی میں حضورؒ نے لجنہ اماء اللہ سے خطاب فرمایا

3 ستمبر: حضورؒ کی یوگنڈا آمد۔کمپالا میں احمدیہ بشیر ہائی سکول کے اساتذہ وطلباء سے خطاب

4 ستمبر:سیاٹا کے مقام پر جماعت کے سکول کا معائنہ۔جنجہ میں ورود اور حاضرین سے خطاب۔Crested Crane Hotel میں استقبالیہ تقریب میں خطاب۔ بعد ازاں مجلس سوال وجواب

5 ستمبر: مسا کا اور چوتیرہ کا وزٹ

6 ستمبر: حضورؒ نے نیشنل مجلس عاملہ جماعت احمدیہ یوگنڈا کے اجلاس کی صدارت فرمائی۔اسی روز یوگنڈا کے وزیر اعظم سے اور منسٹر آف انفارمیشن سے ملاقات کی۔ شام کو کمپالا (یوگنڈا) میں ایک

استقبالیہ تقریب سے خطاب فرمایا۔ استقبالیہ تقریب کے بعد یوگنڈا ٹیلی ویژن کے نمائندہ نے گیسٹ آف دی ویک (Guest of the Week) پروگرام کے لئے خصوصی انٹرویو کیا

7 ستمبر: یوگنڈا سے روانگی سے قبل ائیر پورٹ پر یوگنڈا کے وزیر تعلیم، وزیر صحت اور منسٹر آف سٹیٹ نے حضورؒ سے ملاقات کی۔ پریس کے نمائندہ نے بھی انٹرویو لیا

9 ستمبر: حضورؒ نے دارالسلام یونیورسٹی (تنزانیہ) سے خطاب فرمایا

10 ستمبر: حضورؒ نے دارالسلام (تنزانیہ) کلمنجارو ہوٹل میں پریس کانفرنس سے خطاب فرمایا۔ اسی شام تقریب عشائیہ میں خطاب فرمایا جس میں منسٹرز، ججز، وکلاء، ڈاکٹرز اور مختلف طبقات سے تعلق رکھنے والے کئی معززین نے شرکت کی

10 ستمبر: ربوہ میں عالمی معیار کے سوئمنگ پول کا افتتاح ہوا

11 ستمبر: ڈچکوٹ ضلع فیصل آباد (پاکستان) میں مسجد احمدیہ سے معاندین نے کلمہ مٹایا

12 ستمبر: حضورؒ نے مورو گورو (تنزانیہ) میں احمدیہ ڈسپنسری کا افتتاح فرمایا۔ شام کو کسنو وا کے مقام پر نئے احمدیہ ہسپتال کا سنگ بنیاد رکھا

13 ستمبر: حضورؒ نے ڈوڈوما (تنزانیہ) میں مسجد بیت الحمید کا افتتاح فرمایا

14 ستمبر: حضورؒ نے وزیر اعظم تنزانیہ سے ملاقات کی۔ رات کو احباب سے الوداعی خطاب فرمایا

18 ستمبر: حضورؒ نے New Grove (ماریشس) میں مسجد کا سنگ بنیاد رکھا اور ملٹری کوارٹرز میں مسجد طاہر کا افتتاح فرمایا

19 ستمبر: حضورؒ نے ماریشس کے گورنر جنرل اور وزیر اعظم سے ملاقات کی۔ پریس کانفرنس سے خطاب فرمایا۔ شام کو ماریشس یونیورسٹی میں Islam and Evolution کے موضوع پر خطاب فرمایا

19 ستمبر: چک 88۔ ج ب۔ ضلع فیصل آباد میں 9/احمدیوں کی گرفتاری۔ 16/نومبر 92ء کو انہیں 3,3 سال قید اور جرمانہ کی سزا سنائی گئی۔

7 تا9 اکتوبر: اسلام آباد (ٹلفورڈ۔یوکے) میں پانچواں یورپین اجتماع خدام الاحمدیہ منعقد ہوا۔ 551/خدام نے شرکت کی۔حضورؒ نے اختتامی خطاب فرمایا۔

19 تا20 اکتوبر: مجلس انصار اللہ بھارت کا سالانہ اجتماع قادیان میں منعقد ہوا جس پر حضورؒ نے اپنا روح پرور پیغام بھجوایا

21 تا23 اکتوبر: مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا سالانہ اجتماع قادیان میں منعقد ہوا۔اس موقع پر حضورؒ کا پیغام موصول ہوا

22 تا23 اکتوبر: لجنہ اماء اللہ بھارت کا سالانہ اجتماع قادیان میں منعقد ہوا۔حضورؒ کا پیغام سنایا گیا

12 تا13 نومبر: مجلس انصار اللہ کا پہلا یورپین اجتماع برطانیہ میں منعقد ہوا۔حضورؒ نے اختتامی خطاب فرمایا

28 نومبر: روزنامہ الفضل ربوہ سے 3/سال 11/ماہ 9/دن بعد پابندی کا خاتمہ۔اس شمارہ میں حضورؒ کا خصوصی پیغام شامل اشاعت تھا

30 نومبر: اسلام آباد (پاکستان) میں 6/احمدیوں پر ایک شادی کارڈ پر بسم اللہ لکھنے کے جرم میں مقدمہ درج کیا گیا

2 دسمبر: جمہوری حکومت کے آغاز پر اہل پاکستان کو مبارک باد اور جماعت کو تسبیح وتحمید کی تحریک

3 دسمبر: وزیر اعظم پاکستان بے نظیر بھٹو نے فوجی عدالتوں میں موت کی سزا پانے والوں کے لئے رعائتیں کیں۔اسیران راہ مولیٰ ساہیوال کی موت کی سزا عمر قید میں تبدیل ہو گئی

13 دسمبر: روزنامہ الفضل کے ایڈیٹر اور پبلشر کے خلاف اس دَور کا پہلا مقدمہ جبکہ 31/دسمبر کو دوسرا مقدمہ دائر کیا گیا

18 تا20 دسمبر: جلسہ سالانہ قادیان منعقد ہوا۔اس جلسہ پر حضورؒ نے پیغام دیا کہ "کاش میں بھی آج آپ میں موجود ہوتا اور اپنی محبت بھری نظروں سے آپ کی پیشانیوں کو چومتا۔وہ مذہب کوئی مذہب نہیں جو انسان اور انسان کے درمیان نفرت کے الاؤ جلاتا ہے۔اور وہ توحید کوئی توحید نہیں جو

بندگانِ خدا کے درمیان تفریق کرتی ہو اور دلوں کو پھاڑتی ہو“

احمدیہ مشن ہنسلو کے ترجمان رسالہ ”النور“ کا اجرا ہوا

کوریا میں جماعت کا باقاعدہ قیام اور Ujeongbu میں مشن ہاؤس کا حصول

کورین زبان میں قرآن کریم کے ترجمہ کی اشاعت ہوئی

1989ء

10 جنوری: حضرت مولوی عطا محمد صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعودؑ کی وفات ہوئی

14 جنوری: دس افریقن ممالک کے کامیاب دورہ کے بعد پین افریقن احمدیہ ایسوسی ایشن کی طرف سے حضورؒ کو استقبالیہ دیا گیا

14 جنوری: گوئٹے مالا میں پہلے مبلغ اقبال احمد نجم صاحب کا تقرر ہوا

26 جنوری: آئرلینڈ میں پہلے مشن ہاؤس کی عمارت خریدی گئی

28 جنوری: مجلس خدام الاحمدیہ برطانیہ کے تحت پہلا یوم والدین منایا گیا۔ 193 اطفال نے شرکت کی۔ حضورؒ نے اختتامی خطاب فرمایا

3 فروری: افغان قوم اور عرب دنیا کے لئے دعا کی تحریک۔ علماء کے لئے دعا کی تحریک

6 فروری: گوئٹے مالا کی پہلی مسجد کا سنگ بنیاد رکھا گیا

14 تا 16 فروری: حضورؒ کا دورہ جرمنی

24 فروری: حضورؒ نے سلمان رُشدی کی کتاب "Satanic Verses" کو اسلام کے خلاف گہری سازش قرار دیا اور اس کا جواب دینے کی تحریک فرمائی۔ احمدی نوجوانوں کو کثرت سے شعبہ صحافت سے منسلک ہونے کی تحریک

26 فروری: لندن میں جلسہ پیشگوئی مصلح موعودؓ سے حضورؒ کا خطاب

فروری: حضورؒ کی منظوری سے کفالت یکصد یتامیٰ سکیم جاری کی گئی

9 مارچ: سیالکوٹ کے ممتاز احمدی وکیل خواجہ سرفراز احمد صاحب پر مولوی اسلم قریشی (جو

1988ء میں گمشدگی کے بعد برآمد ہوا تھا) نے حملہ کیا

17 مارچ: حضورؒ نے جماعت احمدیہ کی پہلی صدی کا آخری خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور فتح کی بشارت دیتے ہوئے پہلی صدی کے قربانیاں دینے والے بزرگوں کے حالات جمع کرنے کی تلقین فرمائی۔ احمدی خاندانوں کو اپنی تاریخ مرتب کرنے کی تحریک

20 مارچ: حضورؒ نے لندن کے انٹرنیشنل پریس سنٹر میں ایک عظیم الشان پریس کانفرنس سے خطاب فرمایا۔ یہ جگہ لُڈگیٹ (Ludgate) کے قریب ہے

22 مارچ: صدسالہ جشن تشکر کے سلسلہ میں حضورؒ کا ایک انٹرویو بی بی سی لندن پر نشر ہوا

22 تا 26 مارچ: قادیان دار الامان میں صد سالہ جشن تشکر کی تقریبات منعقد ہوئیں۔ ان میں 22/مارچ کو نفلی روزہ رکھا گیا اور جماعتی نظام کے تحت صدقات کا اہتمام کیا گیا۔ 23/مارچ کو قادیان کے بازاروں میں جلوس نکلا جو کلمہ طیبہ اور درود شریف پڑھتے ہوئے جلسہ گاہ پہنچا جہاں جلسہ یوم مسیح موعود منعقد کیا گیا۔ اس کے علاوہ جماعتی عمارات اور احمدی گھروں میں چراغاں کا اہتمام ہوا۔ قادیان میں آرائشی گیٹ اور بینرز بھی لگائے گئے۔ بھارتی میڈیا کی کئی ٹیمیں یہ تاریخی پروگرام ریکارڈ کرنے قادیان آئیں

23 مارچ: جماعت احمدیہ کی دوسری صدی کا آغاز ہوا۔ صد سالہ جشن تشکر کی تقریبات 23/مارچ سے شروع ہو کر سارا سال جاری رہیں حضورؒ نے مسجد فضل لندن کے سامنے لوائے احمدیت لہرایا اور دعا کرائی۔ صد سالہ جشن تشکر کے حوالے سے ساری دنیا میں احمدی احباب نے خصوصی پروگرامز کا اہتمام کیا۔ البتہ حکومت پاکستان نے احمدیوں کے جشن منانے پر پابندی لگا دی۔ ربوہ میں 23/تا 25/مارچ چراغاں کرنے، مٹھائی اور کھانا تقسیم کرنے، پوسٹر لگانے پر پابندی لگا دی گئی۔ اس قانون کو سختی سے نافذ کیا گیا اور کئی احمدیوں کی گرفتاریاں بھی ہوئیں۔ احمدیت کی اس نئی صدی کے پہلے سال (23/مارچ 89ء تا 23/مارچ 90ء) ایک لاکھ بیعتیں ہوئیں

23 مارچ: دیوگھر صوبہ بہار (انڈیا) میں جماعت کا قیام عمل میں آیا

24مارچ: حضورؒ نے احمدیت کی دوسری صدی کا پہلا خطبہ جمعہ اسلام آباد (ٹلفورڈ۔ یُوکے) میں ارشاد فرمایا جو ماریشس اور جرمنی میں بھی بذریعہ ٹیلی فون سنا گیا۔ جماعت احمدیہ کی تاریخ میں یہ اپنی نوعیت کا پہلا واقعہ تھا۔ حضورؒ نے خطبہ میں اپنی رؤیا کے حوالہ سے بتایا کہ نئی صدی کے آغاز پر خدا تعالیٰ نے مجھے ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ'' کا تحفہ دیا ہے

29مارچ تا یکم اپریل: حضورؒ کا دورہ آئرلینڈ۔ یہ جماعت کی دوسری صدی کا پہلا سفر تھا۔

29/مارچ کو حضورؒ نے پریس کانفرنس سے خطاب فرمایا

30مارچ: گالوے (Galway) میں دو اخباری نمائندوں نے حضورؒ کا انٹرویو لیا

31مارچ: حضورؒ نے آئرلینڈ مشن ہاؤس میں خطبہ جمعہ کے ساتھ اس کا باقاعدہ افتتاح فرمایا۔ اسی روز شام کو حضورؒ کے اعزاز میں ایک خصوصی عشائیہ کا اہتمام کیا گیا جس میں کئی غیر از جماعت معززین نے شرکت کی۔

مارچ: ہارٹلے پول (برطانیہ) میں انگریز احمدیوں کے لئے پہلے ریجنل فورم کا انعقاد ہوا۔ 55/انگریزوں نے شرکت کی

2اپریل: حضورؒ L.B.C ریڈیو کے سٹوڈیو میں تشریف لے گئے اور ایک یہودی اور عیسائی لیڈر کے ساتھ Live گفتگو میں شرکت فرمائی

8اپریل: روزنامہ الفضل، خالد، تشحیذ الاذہان اور مصباح کے ایڈیٹرز، پرنٹرز اور پبلشرز پر مقدمات قائم کئے گئے

10اپریل: چک 563 گ ب، ضلع فیصل آباد میں احمدیہ مسجد، لائبریری اور دو دکانیں نذر آتش کر دی گئیں

12اپریل: ننکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ میں 17/احمدی گھروں پر حملے ہوئے۔ 6/گھر مکمل جلا دیئے گئے۔ 5/احمدی زخمی ہوئے۔ احمدیہ مسجد منہدم کر دی گئی

15اپریل: نواب شاہ میں احمدیہ مسجد کو آگ لگا دی گئی

23اپریل: جاپان میں یوم تبلیغ منایا گیا۔5500اشتہارات کی تقسیم

10 تا24 مئی: حضورؒ کا دورہ یورپ

12 تا14 مئی: جلسہ سالانہ جرمنی کا انعقاد۔ 19؍ممالک سے 9؍ہزار مرد وزن نے شرکت کی۔ حضورؒ نے افتتاحی اور اختتامی خطاب فرمایا۔ جرمنی میں سو مساجد کے قیام کی تحریک فرمائی

12 تا14 مئی: سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ آل اڑیسہ کے لئے حضورؒ نے اپنا پیغام بھجوایا

14 مئی: سکرنڈ میں ڈاکٹر منور احمد صاحب کی شہادت

15 مئی: حضورؒ نے جرمنی میں جشن تشکر کے سلسلہ میں کھیلیں ملاحظہ فرمائیں اور انعامات تقسیم فرمائے

17 مئی: حضورؒ کے اعزاز میں زیورک سٹی کونسل کی طرف سے استقبالیہ دیا گیا۔ دوپہر کو حضورؒ نے پریس کانفرنس سے خطاب کیا۔ شام کو زیورک یونیورسٹی میں لیکچر دیا

17 مئی: چک 46 شمالی سرگودھا کی احمدیہ مسجد سے پولیس نے کلمہ مٹا دیا

18 مئی: حضورؒ زیورک سے برلن تشریف لے گئے۔ اس کے بعد جنیوا میں صد سالہ ڈنر کی تقریب میں شرکت کی اور مجلس عرفان منعقد کی

20 مئی: حضورؒ نے زیورک میں کونسل آف چرچز کی طرف سے دیئے گئے عصرانہ میں شرکت فرمائی

21 مئی: حضورؒ نے فرانس میں نمائشی ہال کا افتتاح فرمایا اور احباب سے خطاب فرمایا

27 تا29 مئی: برطانیہ کی دسویں مجلس شوریٰ۔ حضورؒ نے اختتامی خطاب فرمایا۔ 43؍جماعتوں کے 114؍نمائندوں کی شرکت

28 مئی: کیرالہ (بھارت) میں احمدیوں اور مخالفین کے مابین اجتماعی طور پر مباہلہ کی دعا کی گئی۔ دونوں طرف سے مردوں، خواتین اور بچوں نے شرکت کی

2 جون: سیرالیون کی مفلوک الحالی دور ہونے کے لئے خصوصی دعاؤں کی تحریک۔ پاکستانی بھائیوں کو دشمنوں کے شر اور شرارت سے محفوظ رہنے کے لئے دعاؤں کی تحریک

4 جون: خوشاب میں ایک احمدی کو دکان پر کلمہ لکھنے کی وجہ سے گرفتار کیا گیا

8 جون: جماعت کے صد سالہ جشن تشکر کے سلسلہ میں حکومت سیرالیون نے یادگاری ٹکٹ جاری کیا

12 جون: دارالذکر لاہور میں پولیس نے کلمہ طیبہ پر لکڑی کے تختے لگا دیئے

14 جون: حضورؒ کینیڈا کے دورہ پر تشریف لے گئے

15 جون: چونڈہ (سیالکوٹ) میں ایک احمدی کے مکان سے کلمہ مٹایا گیا

16 جون: حضورؒ کی کتاب Murder in the Name of Allah کی تقریب رونمائی کینیڈا میں ہوئی جس میں وفاقی وزراء نے بھی شرکت کی۔ حضورؒ نے اس تقریب میں 'اسلام اور امن عالم' کے موضوع پر خطاب فرمایا

اسی روز حضورؒ نے صد سالہ جشن تشکر کے سلسلہ میں ایک عشائیہ سے خطاب فرمایا

17 تا 18 جون: جلسہ سالانہ کینیڈا پر حضورؒ نے افتتاحی اور اختتامی خطاب کے علاوہ لجنہ سے بھی خطاب فرمایا۔ حاضری 2000 افراد

21 جون: سرگودھا کے ایک احمدی کو قرآنی آیات لکھنے پر دو سال قید کی سزا ہوئی

23 جون: مردان میں چار احمدیوں کو گرفتار کیا گیا

23 تا 25 جون: جلسہ سالانہ امریکہ منعقد ہوا۔ حضورؒ نے افتتاحی اور اختتامی خطاب فرمایا 24/جون کو لجنہ سے خطاب فرمایا

30 جون: حضورؒ نے سان فرانسسکو (امریکہ) میں احمدیہ مشن کا افتتاح فرمایا

3 تا 6 جولائی: حضورؒ کا دورہ گوئٹے مالا۔ کسی بھی خلیفۃ المسیح کا اس خطّے کا یہ پہلا دورہ تھا

3 جولائی: حضورؒ نے گوئٹے مالا کی پہلی مسجد بیت الاوّل کا افتتاح فرمایا۔ اس کے اور مشن ہاؤس کی تعمیر کے تمام اخراجات چوہدری محمد الیاس صاحب آف کینیڈا نے اسیران ساہیوال کی طرف سے ادا کئے۔ اس کے بعد حضورؒ نے پریس کانفرنس سے خطاب فرمایا۔ اسی روز شام کو حضورؒ کے اعزاز میں ایک خصوصی ڈنر کا اہتمام کیا گیا جس میں کئی معزز شخصیات نے شرکت کی

4 جولائی: حضورؒ انٹیگوا (Antigua) تشریف لے گئے اور شام کو صدر مملکت سے ملاقات کی۔ اسی

روز بیت الشافی کلینک کا سنگ بنیاد رکھا جس کی تقریب میں وزیر صحت گوئٹے مالا نے بھی شمولیت کی

5 جولائی: گوئٹے مالا کے وزیر صحت اور وزیر خارجہ نے حضور سے ملاقات کی

6 جولائی: گوئٹے مالا میں پریس کانفرنس سے حضورؒ نے خطاب کیا جس کے بعد لاس اینجلس (امریکہ) تشریف لے گئے۔ حضورؒ کی واپسی سے قبل گوئٹے مالا پولیس کی طرف سے حضورؒ کی سیکیورٹی پر مامور چیف نے بیعت کی

7 جولائی: لاس اینجلس (امریکہ) کی مسجد بیت الحمید کا افتتاح فرمایا۔ نیز واشنگٹن کی مسجد احمدیہ کی تعمیر میں حصہ لینے کی تحریک فرمائی

11 جولائی: حضورؒ فجی کے دورہ پر نا ندی پہنچے۔ اسی روز وزیر اعظم سے ملاقات ہوئی۔ شام کو صد سالہ جوبلی کے حوالہ سے منعقدہ تقریب میں شمولیت فرمائی جس میں مختلف مذہبی و غیر مذہبی جماعتوں کے افراد شامل ہوئے

12 جولائی: حضورؒ نے مجلس شوریٰ فجی کی صدارت فرمائی۔ صووا کے میئر کی طرف سے حضورؒ کے اعزاز میں استقبالیہ دعوت میں شمولیت۔ نیز پریس کانفرنس سے خطاب۔ رات کو استقبالیہ تقریب سے خطاب فرمایا جس میں ملک کے چیف جسٹس، وزرائے مملکت، مختلف ممالک کے سفراء اور متعدد اہم سیاسی و سماجی رہنما شامل ہوئے

12 جولائی: چک 37 جنوبی ضلع سرگودھا میں مسجد پر کلمہ لکھنے کے جرم میں تین احمدیوں کے خلاف مقدمہ درج ہوا

13 جولائی: حضورؒ نے لٹوکا (فجی) میں احمدیہ پرائمری سکول کے اساتذہ و طلباء سے ملاقات اور احباب سے خطاب۔ لٹوکا کے میئر کی طرف سے استقبالیہ تقریب میں شرکت۔ اسی شام نا ندی میں منعقدہ تقریب میں امن کے موضوع پر خطاب۔ بعد ازاں حاضرین کے ساتھ مجلس سوال و جواب

14 جولائی: حضورؒ نے آسٹریلیا کی پہلی مسجد بیت الہدیٰ کا افتتاح فرمایا

15 جولائی: فیرو آئی لینڈز میں پہلی مرتبہ احمدیت کا پیغام پہنچایا گیا

16 جولائی: چک سکندر (ضلع گجرات) میں احمدیوں پر شدید مظالم ۔ تین احمدیوں کی شہادت۔ احمدیوں کے 100ر کے قریب گھر جلا دیئے گئے ۔13ر احمدی گرفتار کئے گئے

25 جولائی: کھاریاں میں احمدیہ مسجد اور امیر جماعت کے گھر سے کلمہ مٹایا گیا

26 جولائی: چک 164 جنوبی ضلع سرگودھا میں پانچ احمدیوں کی گرفتاری ہوئی

2 اگست: ڈاکٹر عبدالقدیر جدران صاحب ضلع نواب شاہ کی شہادت

3 اگست: خلیج کے بحران اور عالم اسلام کے مسائل کے حل کے لئے خصوصی دعاؤں کی تحریک

11 تا13 اگست: جلسہ سالانہ برطانیہ۔ اس جوبلی جلسہ میں شرکت کے لئے کئی حکومتوں نے نمائندے بھجوائے۔ 120ر ممالک کے پرچم لہرائے گئے۔ 64ر ممالک سے 14ر ہزار احباب تشریف لائے۔ 6ر زبانوں میں کارروائی کا ترجمہ ہوا۔ حضرت مولوی محمد حسین صاحب ؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خاص طور پر مدعو کیا گیا تھا۔ حضورؒ نے خطابات فرمائے۔ دوسرے دن کی تقریر میں حضورؒ نے بتایا کہ گزشتہ سالوں میں 1308ر نئی جماعتیں قائم ہوئیں۔ 211ر مساجد خدا کے حضور پیش کرنے کی توفیق ملی۔ 201ر بنی بنائی مساجد ملیں۔

1984ء تا 1989ء پاکستان میں احمدیوں پر مقدمات کی تفصیل

مسلمان ظاہر کرنے پر	151	کلمہ کا بیج لگانے پر	599
کلمہ لکھنے کے جرم میں	364	اذان اور نماز کے جرم میں	178
تقسیم لٹریچر	226	مباہلہ کا پمفلٹ تقسیم کرنے پر	170
السلام علیکم کہنے پر	48		

ان 5ر سالوں میں 118ر مساجد سے کلمہ مٹایا گیا۔ 19ر مساجد سر بمہر کر دی گئیں۔ 9ر مساجد گرائی گئیں۔ 18ر مساجد کو آگ لگائی گئی۔ 25ر احمدی شہید ہوئے۔ 19ر احمدیوں کی قبریں اکھیڑی گئیں

12ر اگست کو افریقہ اور ہندوستان کے لئے پانچ کروڑ روپے کی مالی تحریک۔ پاکستان کے حالات جلد تر تبدیل ہونے کے لئے دعا کی تریک

اختتامی خطاب میں حضورؒ نے اپنے دوروں کی تفصیل بیان فرمائی

14 تا15 اگست: جلسہ سالانہ برطانیہ کے اگلے روز انٹرنیشنل مجلس شوریٰ منعقد ہوئی جس میں 64 ممالک کے 284 نمائندے شریک ہوئے

27 اگست: مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کے تحت پہلا سر ظفر اللہ ٹیبل ٹینس اور فضل عمر والی بال ٹورنامنٹ کا انعقاد

15 تا17 ستمبر: اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی۔3300 خدام، 200 اطفال کی شرکت۔ حضورؒ کے خطابات

16 ستمبر: بورے والا ضلع وہاڑی کے دو احمدیوں کے گھر سے کلمہ مٹایا گیا

18 ستمبر: حضورؒ جرمنی سے ڈنمارک کے دورہ کے لئے روانہ ہوئے

19 ستمبر: حضورؒ نے مجلس عاملہ ڈنمارک کا انتخاب کروایا۔ انتخاب سے قبل حضورؒ نے احباب جماعت سے خطاب فرمایا

اسی روز حضور نے پریس کانفرنس سے بھی خطاب فرمایا اور ایک ریڈیو چینل کے علاوہ نیشنل ٹی وی کے لئے ایک گھنٹہ کا انٹرویو دیا۔شام کو کوپن ہیگن یونیورسٹی میں Islam and Tolrance کے موضوع پر خطاب فرمایا

20 ستمبر: حضورؒ نے انٹرنیشنل پیپلز کالج (ڈنمارک) میں خطاب فرمایا جہاں 21 ممالک کے طلباء و اساتذہ موجود تھے۔اسی روز شام کو جماعت ڈنمارک کی طرف سے حضورؒ کی خدمت میں ایک ہوٹل میں استقبالیہ دیا گیا جس میں کئی معزز مہمانوں نے شرکت کی

22 ستمبر: ناروے میں خطبہ جمعہ میں صد سالہ جشن تشکر کے سلسلہ میں مختلف ممالک کے دورہ کے نتیجہ میں جماعت کے اندر پیدا ہونے والی بیداری اور احمدیت کے حق میں خدا تعالیٰ کی طرف چلنے والی تائیدی ہواؤں کا تفصیل سے ذکر فرمایا۔ اسی طرح یورپین اور مغربی ممالک میں بالعموم اور سکنڈے نیوین ممالک میں بالخصوص اسلام احمدیت کی مؤثر اور نتیجہ خیز تبلیغ کے لئے گرانقدر ہدایات

ارشاد فرمائیں

24 ستمبر: احمدیہ میڈیکل ایسوسی ایشن کا احیاء ہوا۔ڈاکٹر مسعود الحسن نوری صاحب کو صدر مقرر کیا گیا

28 ستمبر: ڈاکٹر عبدالقدوس صاحب کو نواب شاہ میں شہید کر دیا گیا

6 اکتوبر: منڈی بہاؤالدین میں قبر کے کتبہ پر کلمہ لکھنے کے جرم میں دو احمدیوں کی گرفتاری

13 تا 15 اکتوبر: لجنہ اماء اللہ بھارت کا سالانہ اجتماع قادیان میں منعقد ہوا۔اس موقع پر حضورؒ کا روح پرور پیغام پڑھ کر سنایا گیا

18 اکتوبر: صد سالہ جوبلی کی تقریبات کے سلسلہ میں بریڈ فورڈ جماعت کے زیر انتظام Bankfield Hotel میں ایک خصوصی تقریب کا انعقاد ہوا جس میں علاقہ کے معززین کو حضورؒ کے ساتھ سوال و جواب کی مجلس کے لئے مدعو کیا گیا جس کی لوکل میڈیا میں بھی کثرت سے تشہیر ہوئی

19 اکتوبر: کھاریاں کی پرانی مسجد سیل (seal) کردی گئی

21 تا 22 اکتوبر: ممبئی (انڈیا) میں صد سالہ جشن تشکر کانفرنس منعقد ہوئی۔کثرت سے میڈیا میں اس کی تشہیر ہوئی۔اس موقع پر حضورؒ کا خصوصی پیغام بھی سنایا گیا۔اس کے ساتھ ہی احمدیہ مشن ہاؤس میں ایک مستقل نمائش کا افتتاح صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے کیا

25 اکتوبر: مفتی سلسلہ حضرت ملک سیف الرحمان صاحب کا کینیڈا میں انتقال ہوا۔ان کی تدفین ربوہ میں ہوئی

یکم نومبر: پولیس نے ربوہ کے دو مقامات سے کلمہ مٹایا

3 نومبر: حضورؒ نے ذیلی تنظیموں کے نظام میں تبدیلی کرتے ہوئے ہر ملک میں صدارت کے قیام کا اعلان فرمایا

6 نومبر: مخالفین نے چک سکندر (پاکستان) کے بے گھر احمدیوں کا سامان نیلام کر دیا

10 نومبر: مشرقی برلن اور مغربی برلن کو جدا کرنے والی دیوار برلن گرا دی گئی۔اس طرح Friday the 10th کی پیشگوئی ایک بار پھر پوری ہوئی

16 نومبر: کوٹ نواب شاہ ضلع منڈی بہاؤالدین کی مسجد سے کلمہ کی تختی اتار دی گئی

20 نومبر: خوشاب کے ایک احمدی کو شادی کارڈ پر بسم اللہ لکھنے کے جرم میں دو سال قید کی سزا سنائی گئی

20 نومبر: چک سکندر ضلع گجرات کے احمدی مرد وزن کو معاندین احمدیت کی طرف سے الٹی میٹم دیا گیا کہ وہ اپنے عقائد سے توبہ کر لیں ورنہ قتل کر دیا جائے گا

24 نومبر: بہاولپور کے 8 احمدیوں کی فری میڈیکل کیمپ لگانے پر گرفتاری اور مقدمہ درج کر لیا گیا

24 نومبر: حضورؒ نے پانچ بنیادی اخلاق اپنانے کی تحریک فرمائی۔ سچائی، نرم زبان، وسعت حوصلہ، ہمدردی خلق اور عزم وہمت

یکم دسمبر: واقفین نَو کو کم از کم تین زبانیں (مقامی زبان، اردو اور عربی) سکھانے کی تحریک

15 دسمبر: تمام احمدی اہالیان ربوہ کے خلاف 298C کے تحت مقدمہ درج کر لیا گیا

18 تا 20 دسمبر: جلسہ سالانہ قادیان منعقد ہوا اور حضورؒ کا اس جلسہ کے لئے خصوصی پیغام سنایا گیا

جلسہ سالانہ قادیان کے موقع پر تقسیم ملک کے بعد پہلی مرتبہ مجلس شوریٰ کا انعقاد مسجد اقصیٰ قادیان میں ہوا جس کی صدارت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر مقامی قادیان نے کی

1990ء

8 تا 10 جنوری: کوڈیا تھور کیرلہ میں (28 رمئی 1989ء کو) ہونے والے مباہلہ کے نتیجہ میں جماعت احمدیہ پر ہونے والی بیشمار برکات اور مخالفین پر وارد ہونے والی لعنتوں کے نشانات کی ترویج کی غرض سے جلسہ عام منعقد کیا گیا

14 جنوری: کیرالہ کے تین اضلاع کی صد سالہ جشن تشکر کانفرنس منعقد ہوئی۔ اس موقع پر حضورؒ کا پیغام موصول ہوا جس میں کیرلہ کی جماعتوں کو مساجد کی تعمیر کی طرف توجہ دلائی گئی

17 جنوری: قاضی بشیر احمد صاحب کھوکھر کی شیخوپورہ میں شہادت

26 جنوری: میلا پالم تامل ناڈو (انڈیا) میں احمدیہ دار التبلیغ کا افتتاح کیا گیا

27 تا 28 جنوری: مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کی مجلس شوریٰ منعقد ہوئی

22فروری: کوڈنگلور (Kodangallur) (انڈیا) میں جماعت کا قیام۔ یہ وہ تاریخی مقام ہے جہاں حضرت مسیح ناصری کے مشہور حواری تھوما آئے اور پہلی صدی ہجری میں صحابی رسول مالک بن دینارؓ نے پہلی مسجد تعمیر کی

23فروری: ملتان کے ایک احمدی انجینئر کو نماز پڑھنے اور کلمہ کا بیج لگانے پر ایک سال قید کی سزا ہوئی

24فروری: حضورؒ نے کوئین الزبتھ ثانی سنٹر لندن میں لیکچر دیا جو بعد میں Islam's Response to Contemporary Issues کے نام سے انگریزی میں شائع ہوا۔ (اس کے اردو، عربی اور دیگر کئی زبانوں میں تراجم بھی شائع ہو چکے ہیں)

مارچ میں بورکینا فاسو میں جلسہ سالانہ کا آغاز ہوا

3 تا 8 مارچ: حضورؒ کا دورہ پرتگال

5 مارچ: حضورؒ نے پرتگال میں پریس کانفرنس سے خطاب فرمایا

8 مارچ: حضورؒ نے پرتگال میں پریس کانفرنس سے خطاب فرمایا

9 مارچ: پرتگال کی سرزمین پر خطبہ جمعہ میں دورہ کی بعض تفصیلات کا تذکرہ

10 مارچ: حضورؒ نے سپین میں پریس کانفرنس سے خطاب فرمایا اور سپینش حاضرین کے ساتھ مجلس سوال و جواب ہوئی۔ رات کو قرطبہ میں جماعت کے استقبالیہ میں شرکت فرمائی

11 مارچ: قرطبہ کی پولیس کے آئی جی اور گورنر نے حضورؒ سے ملاقات کی

12 مارچ: حضورؒ نے اشبیلیہ یونیورسٹی میں بعنوان دین کی بنیادی تعلیمات کا فلسفہ خطاب فرمایا جو بعد میں An Elementary Study of Islam کے نام سے کتابی شکل میں شائع ہوا

16 مارچ: سپین میں خاطبہ (Xativa) کے مقام پر خطبہ جمعہ مین سپین کے حالات کا تجزیہ اور کامیاب تبلیغ کے لئے زرّیں ہدایات

23 تا 25 مارچ: شوریٰ پر پُر معارف ہدایات میں حضور نے تحریک فرمائی کہ غرباء کی شادیوں پر خرچ کریں اور اسراف نہ کریں

3اپریل: تلونڈی موسیٰ خان ضلع گوجرانولہ میں 11احمدیوں کو 2,2 سال قید بامشقت اور 5,5 ہزار روپے جرمانہ کی سزا سنائی گئی

29اپریل: شیوا کاشی صوبہ تامل ناڈو (انڈیا) میں مسجد احمدیہ کے لئے تنصیب سنگ بنیاد کی تقریب عمل میں آئی

30جون: مبشر احمد صاحب تیماپور، کرناٹک (بھارت) کی شہادت

30جون: حضورؒ نے کینیڈا کے چوتھے دورہ کا آغاز فرمایا

جون: ایران میں زلزلہ سے پھیلنے والی تباہی اور ہندوستان کے مصیبت زدگان کے لئے امدادی رقوم بھجوانے کی تحریک

5تا7جولائی: کینیڈا کا پندرھواں جلسہ سالانہ اور حضورؒ کے خطابات

27تا29جولائی: برطانیہ کا پچیسواں جلسہ سالانہ۔ 47ممالک سے 8ہزار افراد کی شرکت

افتتاحی خطاب میں حضور نے احمدیوں کے خلاف کی جانے والی کارروائیوں کا تفصیل سے ذکر فرمایا

دوسرے دن کے خطاب میں فرمایا کہ اب تک 125ممالک میں احمدیت قائم ہو چکی ہے۔

سال رواں میں 248نئی مساجد تعمیر ہوئیں۔ 41زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم شائع ہو چکے ہیں۔

اختتامی خطاب میں حضورؒ نے دنیا میں رونما ہونے والی تبدیلیوں خصوصاً روس کے حالات پر روشنی ڈالی

3اگست: عراق پر امریکی حملہ کے تناظر میں حضورؒ نے خصوصی دعاؤں کی تحریک فرمائی اور خطبات کا ایک سلسلہ جاری فرمایا جو15مارچ91ء تک جاری رہا۔ یہ سلسلہ بعد میں "خلیج کا بحران اور نظام جہانِ نو" کے عنوان سے کتابی صورت میں شائع ہوا۔ (اس کے انگریزی اور عربی میں تراجم بھی شائع ہو چکے ہیں)

20اگست: حکومت پاکستان کی طرف سے ضیاء الاسلام پریس ربوہ اور روزنامہ الفضل پر بندش عائد کی گئی

7تا9ستمبر: مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کا 11واں سالانہ اجتماع۔ حضورؒ نے اس اجتماع میں شرکت فرمائی

19 ستمبر: صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب ابن حضرت مصلح موعودؓ کی وفات ہوئی

21 تا 23 ستمبر: مجلس انصار اللہ یوکے کا اجتماع۔ حضورؒ نے خطاب فرمایا

25 تا 27 ستمبر: مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کی پہلی سپورٹس ریلی منعقد ہوئی

ستمبر: مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کے سہ ماہی رسالہ نور الدین کا اجراء

6 تا 7 اکتوبر: مجلس خدام الاحمدیہ زائرے کا پہلا سالانہ اجتماع منعقد ہوا

19 تا 21 اکتوبر: لجنہ اماء اللہ بھارت کا سالانہ اجتماع منعقد ہوا۔ اس اجتماع کے لئے حضورؒ نے اپنا پیغام بھجوایا

یکم نومبر: پولینڈ مشن کا احیاء حامد کریم محمود صاحب مربی سلسلہ کے ذریعہ ہوا۔ یہ مشن 1935ء میں جاری ہوا تھا

9 تا 11 نومبر: مجلس خدام الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ پاکستان کے اجتماعات شروع ہونے سے چند گھنٹے قبل دفعہ 144 نافذ کر کے اجازت نامے منسوخ کر دیئے گئے جب کہ ہزاروں افراد ربوہ پہنچ چکے تھے

16 نومبر: نصیر احمد علوی صاحب کی دوڑ (نواب شاہ) میں شہادت

30 نومبر: حضورؒ نے عبادت میں لذّت پیدا کرنے کے لئے سورۃ فاتحہ کی روشنی میں خطبات کا سلسلہ شروع کیا جو 2/اگست 91ء تک جاری رہا۔ بعد میں یہ خطبات ''ذوق عبادت اور آداب دعا'' کے نام سے کتابی صورت میں شائع ہوئے

26 تا 28 دسمبر: جلسہ سالانہ قادیان منعقد ہوا۔ اس پر حضورؒ نے اپنے خصوصی پیغام میں صد سالہ جلسہ سالانہ قادیان 1991ء میں بنفس نفیس شریک ہونے کے لئے احباب جماعت کو دعا کی تحریک فرمائی

28 دسمبر: قادیان میں بیوت الحمد کالونی کا سنگ بنیاد رکھا گیا

1991ء

4 جنوری: وقف جدید میں شامل ہونے والوں کی تعداد اور معلمین کی تعداد بڑھانے کی تحریک

11 جنوری: خلیج کے بحران کے سلسلہ میں خصوصی دعاؤں کی تحریک

18 جنوری: افریقہ کے فاقہ زدہ ممالک کے لئے امداد کی تحریک۔ امن عالم کے قیام اور مسلمانوں کے مصائب کے دور ہونے اور سچ کی فتح کے لئے دعاؤں کی تحریک

جنوری: کفالت یتامیٰ کی تحریک۔ کفالت یکصد یتامیٰ کمیٹی کا قیام

یکم مارچ: کامیابی کے حصول کے لئے لامذہب سیاست چھوڑ کر دینی سیاست کے اصول اپنانے کی تحریک

یکم مارچ: غیر ملکوں پر انحصار ختم کرنے، علوم وفنون میں ترقی کرنے اور نیتوں کو صاف کر کے انسانیت کو زندہ کرنے کی تحریک

13 اپریل: مسجد بیت الشکور (گراس گیراؤ۔ ناصر باغ) جرمنی کا سنگ بنیاد رکھا

26 اپریل: لائبیریا کے مہاجرین کے لئے امداد کی تحریک

10 تا 12 مئی: 12واں سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی، حضورؒ کے خطابات، حاضری 4500 تھی

10 مئی: دفتر خدام الاحمدیہ (پاکستان) ''ایوان خدمت'' کے لئے مالی تحریک

10 مئی: عثمان آباد (انڈیا) میں تعمیر ہونے والی مسجد کا افتتاح صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے کیا

21 مئی: ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ جھنگ نے ٹاؤن کمیٹی ربوہ کی حدود میں احمدیوں کے ہر قسم کے اجتماعات پر دو ماہ کے لئے پابندی لگا دی

25 مئی: قادیان میں پہلی مرتبہ روٹی مشین نصیب کی گئی

29 مئی: ضلع نلگنڈہ (انڈیا) میں جماعت احمدیہ کی پہلی مسجد کا سنگ بنیاد رکھا گیا

31 مئی: جماعتوں کو خطبات خلیفۃ المسیح کی آواز میں سنانے کے لئے زبردست تحریک

مئی و جون: حضورؒ نے سرینام، گیانا اور ٹرینیڈاڈ کا دورہ فرمایا۔ یہ کسی بھی خلیفۃ المسیح کا ان ممالک کا پہلا دورہ تھا

31 مئی: حضورؒ کی سرینام کے صدر مملکت اور وزیر داخلہ سے ملاقات ہوئی

2 جون: حضورؒ نے ریڈیو راپار پر 40 منٹ کا خطاب فرمایا جو لائیو نشر ہوا

3 جون: مقامی ٹی وی چینل STVS پر آدھے گھنٹے کے لئے حضورؒ نے جماعت احمدیہ مبایعین اور غیر مبایعین میں فرق تفصیل سے بیان فرمایا

اسی روز سرینام کی بین المذاہب کونسل کی طرف سے منعقدہ تقریب میں مذہب اور سیاست کے باہمی تعلق کے بارہ میں اسلامی تعلیم کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ بعد ازاں مجلس سوال و جواب ہوئی۔ بعد میں یہ خطاب Relationship between Religion and Politics in Islam کے عنوان سے شائع ہوا

8 جون: قادیان میں احمدیہ شفاخانہ کی از سر نو تشکیل۔ افتتاح صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے کیا

9 جون: ٹرینیڈاڈ کے ایک روزہ جلسہ سالانہ سے حضورؒ نے خطاب فرمایا

10 جون: صدر مملکت ٹرینیڈاڈ اینڈ ٹوبا گو نے حضورؒ سے ملاقات کی

11 جون: حضورؒ نے ٹرینیڈاڈ اینڈ ٹوبا گو میں استقبالیہ تقریب سے خطاب فرمایا جس میں کئی حکومتی عہدیدار، وزراء اور مختلف ممالک سے سفارتکار بھی شامل ہوئے

12 تا 16 جون: حضورؒ کا گوئٹے مالا کا دوسرا دورہ

13 جون: حضورؒ نے مسکو (Mixco) شہر کے میئر کے علاوہ صدر اور نائب صدر مملکت سے ملاقات کی۔ اسی روز احمدیہ کلینک بیت الشافی کا افتتاح فرمایا۔ شام کو حضورؒ نے ایک اعزازی عشائیہ میں شرکت فرمائی جس میں سرکردہ اہم شخصیات کے علاوہ پریس کے نمائندگان بھی شامل ہوئے

15 جون: مجلس عاملہ گوئٹے مالا سے حضورؒ نے میٹنگ منعقد کی جس میں دیگر ممالک سے آنے والے عہدیداران نے بھی شرکت کی

16 جون: حضورؒ نے گوئٹے مالن قدیم انڈین باشندوں کے چیفس کے ایک گروپ سے ملاقات کی اور مختصر خطاب فرمایا جس کے بعد آپ میکسیکو تشریف لے گئے

28 تا 30 جون: جلسہ سالانہ امریکہ پر حضورؒ کے خطابات

30 جون تا 9 جولائی: حضورؒ کا دورہ کینیڈا۔ جلسہ سالانہ کینیڈا سے خطابات

جون: طوالو میں جماعت کی پہلی مسجد تعمیر ہوئی

5 جولائی: فرانس میں مجلس خدام الاحمدیہ کا پہلا سالانہ اجتماع منعقد ہوا

12 جولائی : حضورؒ نے خطبہ جمعہ میں یہ نظریہ پیش فرمایا کہ فرعون سمندر میں ڈوب کر مرا نہیں تھا۔ بعد میں روحانیت سے عاری لاش نما زندگی گزاری

26 تا 28 جولائی: جلسہ سالانہ برطانیہ۔ 8/ہزار سے زائد حاضری۔ دوسرے دن کے خطاب میں حضورؒ نے فرمایا کہ 126/ممالک میں جماعت قائم ہو چکی ہے۔ اس سال 86/مساجد تعمیر ہوئیں۔ 76/بنی بنائی مساجد ملیں۔ 35/ممالک میں 85/اخبارات ورسائل 17/زبانوں میں شائع ہو رہے تھے۔ تراجم قرآن کریم کی تعداد 44/ہو چکی۔ 3/ممالک کے پریسوں نے کام شروع کر دیا

اختتامی خطاب میں حضورؒ نے افراد جماعت پر ہونے والے انعامات اور دشمنوں کے ساتھ خدا تعالیٰ کی ناراضگی کے واقعات بیان فرمائے۔ دعا سے قبل اسیران راہ مولیٰ کے متعلق حضورؒ کی تازہ نظم ''جو درد سسکتے ہوئے حرفوں میں ڈھلا ہے'' پڑھی گئی

11 ستمبر: حضورؒ نے ڈنمارک کا مختصر ایک روزہ دورہ کیا جس میں پریس کانفرنس منعقد کرنے کے علاوہ احباب جماعت سے ملاقات کی

16 تا 17 اکتوبر: مجلس انصار اللہ بھارت کے سالانہ اجتماع پر حضورؒ کا پیغام پڑھ کر سنایا گیا

18 تا 20 اکتوبر: مجلس خدام الاحمدیہ و لجنہ اماء للہ بھارت کے سالانہ اجتماعات پر حضورؒ کے روح پرور پیغامات سنائے گئے

18 اکتوبر: حضورؒ نے روس میں دعوت الی اللہ کے لئے وقف عارضی کرنے کی تحریک فرمائی

25 اکتوبر: حضورؒ نے اس دعا کی تحریک کی کہ میری زندگی میں ایک کروڑ افراد احمدی ہو جائیں

13 دسمبر: ہر ملک میں ایک مرکز دعوت الی اللہ کے قیام کی تحریک جس میں تمام ضروری لٹریچر اور لائبریری موجود ہو

15 دسمبر: صد سالہ جلسہ سالانہ قادیان میں شرکت فرمانے کے لئے حضورؒ لندن سے انڈیا کے لئے روانہ ہوئے

16 دسمبر: حضورؒ دہلی انٹرنیشنل ایئر پورٹ پہنچے جہاں صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ قادیان اور صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب ناظر اعلیٰ ربوہ نے دیگر احباب کے ساتھ حضورؒ کا استقبال کیا

17 دسمبر: حضورؒ نے دہلی کے تاریخی مقامات کی سیر فرمائی جن میں سکندرہ، فتح پور سیکری اور آگرہ شامل تھے۔ نیز شہنشاہ اکبر اور مغلیہ خاندان کی قبروں پر حضورؒ نے دعا کی۔ حضرت سلیم الدینؒ کے مزار پر حضورؒ نے دعا کی

18 دسمبر: حضورؒ نے تغلق آباد کا قلعہ، قطب مینار کی سیر کی اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کے مزار پر دعا کی۔ امام ضامنؒ کی قبر پر بھی حضورؒ نے دعا کی

19 دسمبر: حضورؒ دہلی سے امرتسر کے لئے بذریعہ ٹرین 'شانِ پنجاب' روانہ ہوئے۔ امرتسر سے حضورؒ شام 4/ بجے میلہ ٹرین پر قادیان کے لئے روانہ ہوئے۔ شام 7/ بجے حضورؒ قادیان پہنچے

20 دسمبر: 44 سال بعد مسجد اقصیٰ قادیان میں خلیفۃ المسیح نے خطبہ جمعہ دیا

21 دسمبر: قادیان میں حضور کے اعزاز میں درویشان قادیان، ہر سہ انجمنوں، ذیلی تنظیموں اور احباب جماعت کی طرف سے استقبالیہ دیا گیا

22 دسمبر: حضورؒ نے جلسہ سالانہ قادیان کے انتظامات کا معائنہ فرمایا

26 تا 28 دسمبر سوواں (100) جلسہ سالانہ قادیان۔ حضورؒ نے افتتاح فرمایا۔ جلسہ کی کل حاضری 22/ ہزار

29 دسمبر: مجلس شوریٰ بھارت منعقد ہوئی جس کی صدارت حضورؒ نے فرمائی۔ اس میں ہندوستان کی 97 جماعتوں کے نمائندگان نے شرکت کی

30 دسمبر: پاکستان سے آئے ہوئے ناظران اور وکلاء کے ساتھ حضورؒ کی ملاقات ہوئی۔ شام کو حضورؒ کی طرف سے غیر ملکی مہمانوں کے لئے استقبالیہ دیا گیا

31دسمبر: پاکستان سے آئے ہوئے مبلغین، جامعہ احمدیہ کے اساتذہ اور طلباء نیز معلمین وقف جدید نے حضورؒ سے ملاقات کی

اسی سال حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی سوانح مصنفہ آئن ایڈمسن "A Man of God" کی اشاعت ہوئی

اسی سال پولینڈ جماعت کو پہلی بار انٹرنیشنل بک فیئر میں حصہ لینے کا موقع ملا

1992ء

یکم جنوری: جلسہ سالانہ قادیان کے تمام کارکنان کو حضورؒ نے شرف ملاقات بخشا۔ شام کو حضورؒ نے ہندوستان کے تمام مبلغین، معلمین اور مدرسہ احمدیہ کے اساتذہ اور طلباء کو شرف ملاقات بخشا

3 جنوری: کشمیر اور پاکستان کے لئے خصوصی دعاؤں کی تحریک

4 جنوری: قادیان سے دہلی کے لئے روانگی ہوئی

6 جنوری: حضورؒ نے سنڈے ٹائمز آف انڈیا کو انٹرویو دیا

7 جنوری: حضورؒ نے بعض جماعتی عہدیداران کے ساتھ میٹنگ کی۔ اس کے بعد انڈین ایکسپریس کے نمائندہ نے حضورؒ کا انٹرویو لیا

10 جنوری: حضورؒ بذریعہ جہاز دہلی سے قادیان کے لئے روانہ ہوئے جہاں آپؒ نے جمعہ پڑھایا

13 جنوری: مرکزی عہدیداران سے میٹنگز کے علاوہ حضورؒ نے درویشان قادیان کے ساتھ مسجد اقصیٰ میں ایک یادگار گروپ فوٹو بنوائی

13 جنوری: اسیران راہ مولیٰ سکھر مکرم قریشی ناصر احمد صاحب اور مکرم قریشی رفیع احمد صاحب (دونوں بھائی) سات سال کی اسیری کے بعد باعزت بری ہوئے

14 جنوری: حضورؒ قادیان سے بذریعہ امرتسر دہلی کے لئے روانہ ہوئے۔ امرتسر میں حضورؒ نے اخبار جیت کے نمائندہ کو انٹرویو دیا

16 جنوری: دہلی سے لندن کے لئے روانگی ہوئی

17 جنوری: تمام دنیا کے صنعتکاروں اور صاحب حیثیت افراد کو قادیان میں صنعتیں لگانے کی تحریک

17 جنوری: قادیان میں جائیدادیں خریدنے کی تحریک

31 جنوری: حضورؒ کا خطبہ جمعہ پہلی دفعہ مواصلاتی سیارہ کے ذریعہ براعظم یورپ میں دیکھا اور سنا گیا

مارچ: حضورؒ کے رمضان المبارک کے درس القرآن بذریعہ سیٹلائٹ نشر کئے گئے

3 اپریل: حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ حرم حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی 29 رمضان جمعۃ الوداع کو بعمر 54 سال لندن میں وفات ہوئی۔ 4 اپریل کو حضورؒ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور احمدیہ قبرستان لندن میں امانتاً تدفین ہوئی۔ نماز جنازہ یورپ کے بیشتر ممالک میں ٹیلی کاسٹ کی گئی

5 اپریل: عورتوں سے حسن سلوک کرنے کی تحریک

8 اپریل: شادی کارڈ پر بسم اللہ لکھنے کے جرم میں ربوہ کے پانچ احمدیوں کے خلاف مقدمہ درج کیا گیا

اپریل: تحریک جدید میں وکالت وقفِ نَو کا قیام ہوا

اپریل: حضورؒ کا خطبہ عید الفطر بذریعہ سیٹلائٹ ایم ٹی اے پر نشر ہوا

9 مئی: جماعت جرمنی نے اپنی پہلی کسر صلیب کانفرنس کا انعقاد فرینکفورٹ میں کیا

11 تا 12 مئی: پورٹ بلیئر (انڈیمان) میں جماعت کی پہلی کانفرنس منعقد ہوئی

4 جون: مراٹھی، گجراتی اور تامل ترجمہ قرآن کو ایک خصوصی تقریب میں Launch کیا گیا جس میں گورنر مہاراشٹر نے شرکت کی

5 جون: سپین اور روس میں دوبارہ وقف عارضی کرنے کی تحریک

جون: حضورؒ کا خطبہ عید الاضحیہ بھی یورپ بھر میں ایم ٹی اے کے ذریعہ براہِ راست نشر ہوا

15 جولائی: مضافات قادیان میں مسجد احمدیہ بھام کی تعمیر نو کا سنگ بنیاد رکھا گیا

17 جولائی: کوگدلی (انڈیا) میں مسجد کی تعمیر کے لئے سنگ بنیاد رکھنے کی تقریب عمل میں آئی

31 جولائی تا 2 اگست: ستائیسواں جلسہ سالانہ برطانیہ

حضورؒ نے دوسرے دن کے خطاب میں فرمایا کہ جماعت 130 ممالک میں قائم ہو چکی

ہے۔4/ نئے مما لک ہیں۔ان میں بحرالکاہل کے دو جزائر نیز لیتھوانیا اور بیلورشیا شامل ہیں۔اس سال 307/نئی مساجد تعمیر ہوئیں۔573/نئی جگہوں پر جماعت قائم ہوئی۔افریقہ کے 18/مما لک میں 157/مراکز قائم ہیں جب کہ پوری دنیا میں 712/ باضابطہ مراکز کام کر رہے ہیں۔احمدیوں کے خلاف پاکستان میں3308/مقدمات درج کئے جاچکے ہیں

اختتامی خطاب میں حضورؒ نے تحریک پاکستان میں جماعت کی خدمات کا ذکر کیا اور ملکی حالات بہتر بنانے کے لئے فوج اور سیاستدانوں کو مشورے دیئے

یہ جلسہ پہلی بار مواصلاتی سیارے کے ذریعہ پاکستان سمیت متعدد مما لک میں دیکھا گیا۔اس جلسہ سے ایم ٹی اے کے ذریعہ جلسوں کا اجراء غیر معمولی عظمت اور شان رکھنے والا واقعہ تھا

21اگست: حضورؒ کے خطبات جمعہ سیٹلائٹ کے ذریعہ چار برّاعظموں یعنی یورپ، ایشا، افریقہ اور آسٹریلیا میں براہِ راست نشر ہونا شروع ہوئے

28اگست: حضورؒ نے جماعت احمدیہ کے زیر انتظام خدمت خلق کی عالمی تنظیم(Humanity First) قائم کرنے کا اعلان فرمایا۔جس کی باقاعدہ بنیاد 1993ء میں رکھی گئی

18 ستمبر: زیورخ (سوئٹزرلینڈ) کے ایک ہوٹل میں حضورؒ کو ایک استقبالیہ دیا گیا۔اسی روز حضورؒ نے ذیلی تنظیموں کے اجتماعات کا افتتاح فرمایا

19 ستمبر: حضورؒ نے مجلس انصاراللہ سوئٹزرلینڈ کے سالانہ اجتماع سے اختتامی خطاب فرمایا

20 ستمبر: حضورؒ نے لجنہ اماء اللہ سوئٹزرلینڈ کے اجتماع سے اختتامی خطاب فرمایا۔نیز مجلس خدام الاحمدیہ سوئٹزرلینڈ کے اجتماع پر انعامات تقسیم کئے

21 ستمبر: حضورؒ کی خدمت میں جنیوا کے معززین کے ساتھ عشائیہ دیا گیا۔اس موقع پر ایک ریڈیو انٹرویو بھی حضورؒ نے دیا

23 ستمبر: ربوہ میں ضعفاء کے لئے ادارہ ''بیت الکرامہ'' کا افتتاح ہوا

2اکتوبر: سابق روسی ریاستوں میں خدمت کے لئے مختلف شعبوں کے ماہر احمدیوں کو جانے کی تحریک

14 تا24 اکتوبر: حضورؒ کا دورہ کینیڈا

17 اکتوبر: حضورؒ نے ٹورانٹو (کینیڈا) کی مرکزی مسجد ''بیت الاسلام'' کا افتتاح فرمایا۔ یہ تقریب سیٹلائٹ کے ذریعہ دنیا بھر میں نشر کی گئی

16 تا18 اکتوبر: قادیان میں مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا سالانہ اجتماع منعقد ہوا جس میں حضورؒ کا پیغام پڑھ کر سنایا گیا

16 تا18 اکتوبر: کینیڈا کا 16 واں جلسہ سالانہ منعقد ہوا جس میں حاضری 8 ہزار تھی

22 اکتوبر: جلسہ سالانہ کینیڈا کے کارکنان کے ساتھ حضورؒ کا عشائیہ اور خطاب

30 اکتوبر: کینیڈا کے شہر مسی ساگا میں مسجد کے لئے عطیات دینے کی تحریک

اکتوبر: لجنہ اماء اللہ بھارت کے سالانہ اجتماع پر حضورؒ نے پیغام ارسال فرمایا

6 نومبر: احمدیوں کو بوسنیا میں جاری جہاد میں حصہ لینے کے لئے تیار رہنے کی تحریک

8 نومبر: ہندوستان میں یوم تبلیغ منایا گیا

4 دسمبر: معاندین نے راجشاہی (بنگلہ دیش) کی نوتعمیر شدہ احمدیہ مسجد پر حملہ کیا، مسجد منہدم کر دی اور لوٹ مار کی گئی

11 دسمبر: حضورؒ نے خطبہ جمعہ میں ہندوستان میں موجود مغلیہ دور کی تعمیر شدہ بابری مسجد کی شہادت پر دلی دکھ کا اظہار فرمایا

16 دسمبر: محمد اشرف صاحب آف جلہن ضلع گوجرانوالہ کی شہادت ہوئی

26 تا28 دسمبر: جلسہ سالانہ قادیان۔ لندن میں قادیان کے لئے پہلی بار جلسہ کا انعقاد ہوا۔ اس موقع پر حضورؒ نے افتتاحی اور اختتامی خطابات فرمائے

جلسہ پیشوایانِ مذاہب دوبارہ زور و شور سے منعقد کرنے کی تحریک

اسی سال طوالو میں پہلی مسجد اور مربی ہاؤس کی تعمیر ہوئی

اسی سال پولینڈ کے دارالحکومت میں مرکز کے لئے جگہ خریدی گئی

1993ء

یکم جنوری: تحریک بہبود انسانیت۔ 1993ء کے سال کو انسانیت کے سال کے طور پر منانے کی تحریک۔ ’میثاق مدینہ‘ کو دنیا میں رائج کرنے کی تحریک۔ حکومتوں کے سربراہوں، دانشوروں اور اہل قلم کو خطوط کے ذریعہ بہبود انسانیت کی طرف متوجہ کرنے کی تحریک

8 جنوری: اپنی اولاد کو امام وقت کے خطبات سے جوڑنے کی تحریک

8 جنوری: برصغیر کے سیاست دانوں کو سیاست کی اصلاح کرنے اور مذہبی اصولوں کو اپنانے کی تحریک

15 جنوری: عالم اسلام کے لئے دعا کی تحریک۔ اپنے ممالک کے خیالات کی اصلاح کرنے کی تحریک

22 جنوری: تمام احمدیوں کو ظلم کے خلاف حق کی آواز جرأت کے ساتھ بلند کرنے کی تحریک۔ تمام ممالک کے سربراہوں سے رابطے کر کے ان کو سچائی اور تقویٰ کی راہ پر بلانے کی کوشش کرنے کی تحریک

29 جنوری: بوسنیا کے آفت زدہ لوگوں کی امداد کے لئے جاری فنڈ میں دل کھول کر آگے قدم بڑھانے کی تحریک

19 فروری: بوسنین خاندانوں سے مؤاخات قائم کرنے کی تحریک

27 فروری: حضورؒ نے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ (MTA) پر براہِ راست درس القرآن کا سلسلہ شروع فرمایا۔ (درس القرآن کی تکمیل پر حضورؒ کے اردو ترجمۃ القرآن کی اشاعت ہوئی)

2 مارچ: غریب بچیوں کی شادیوں میں حصہ لینے کی تحریک

8 مارچ: پلکھنڈی صوبہ بنگال (انڈیا) میں مسجد کا افتتاح عمل میں آیا

14 مارچ: احمدی نوجوانوں کی ریسرچ ٹیمیں بنانے کی تحریک

26 مارچ: احباب جماعت کو ہر بری عادت کے بدلے ایک اچھی عادت اپنانے کی تحریک

مارچ: قدرت کے نظاروں پر مبنی فلموں کے بنانے اور ان کی لائبریریاں قائم کرنے کی تحریک

یکم اپریل: مجلس انصار اللہ جرمنی کے ترجمان سہ ماہی ’الناصر‘ کا آغاز ہوا

9 اپریل: جماعتی نظام کی حفاظت کے لئے جان و مال کی قربانی دینے کی تحریک

13 اپریل: مسجد بیت الشکور (گراس گیراؤ۔ناصر باغ) جرمنی کا افتتاح

16 اپریل: سیٹلائٹ کے ذریعہ نشر ہونے والا پہلا خطبہ نکاح جو پوری دنیا میں دیکھا اور سنا گیا۔ یہ نکاح حضورؒ کی بیٹی یاسمین رحمان مونا کا تھا۔ اپنے گھروں اور معاشروں کو جنت کا نمونہ بنانے کی تحریک

30 اپریل: جماعتی پروگراموں میں مہم کے طور پر نیک بزرگوں کے تذکرے

14 مئی: احمدیوں کو ہر ملک میں رزقِ حلال کے حق میں جہاد کرنے کی تحریک

28 مئی: حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر کی وفات بعمر 97 ر سال ہوئی

28 تا 30 مئی: مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کے 14 ویں سالانہ اجتماع کے موقع پر حضورؒ کے خطابات۔ 4 ر ہزار بوسنین شریک ہوئے۔کسی ذیلی تنظیم کا پہلا اجتماع تھا جو سیٹلائیٹ کے ذریعہ نشر ہوا۔ حاضری 8 ر ہزار تھی

31 مئی: انٹرنیشنل طاہر کبڈی ٹورنامنٹ جرمنی میں منعقد ہوا۔ تقسیم انعامات اور حضورؒ کا خطاب سیٹلائٹ کے ذریعہ نشر ہوا

16 جون تا 6 جولائی: حضور کا سفر ناروے وسویڈن

18 جون: حضورؒ ناروے کے اس مقام پر پہنچے جہاں 6 ماہ دن کی روشنی اور 6 ماہ رات رہتی ہے۔ حضورؒ نے Borguind مقام پر خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا

25,24 جون: حضورؒ 24 ر جون کو قطب شمالی کے قریب ترین علاقہ نارتھ کیپ تشریف لے گئے جو کرۂ ارض کا بلند ترین مقام ہے۔ حضورؒ نے قافلہ کے ساتھ تاریخ میں پہلی دفعہ مغرب وعشاء اور پھر اگلے دن ساری نمازیں باجماعت یہاں ادا کیں۔ 25 ر جون کو حضورؒ نے اس جگہ جمعہ پڑھایا۔ اور باقی نمازیں ادا کیں۔ اس طرح وہ پیشگوئی پوری ہوئی کہ دجّال کے زمانہ میں جہاں دن غیر معمولی طور پر لمبے ہوں گے وہاں وقت کا اندازہ کر کے نمازیں ادا کرنا۔ حضورؒ نے اس خطبہ میں شامل ہونے والوں کے نام بھی بیان فرمائے

25 تا 27 جون: جلسہ سالانہ امریکہ کے موقع پر ان کو سیاہ فام مظلوموں تک پہنچنے کی تحریک

2 جولائی: ذیلی تنظیموں کو عربی زبان سکھانے کے لئے منصوبہ بندی کرنے کی تحریک

4 تا 5 جولائی: مسجد احمدیہ سری نگر میں جماعت کشمیر نے صوبائی مجلس شوریٰ کا انعقاد کیا جس میں حضورؒ کا پیغام پڑھ کر سنایا گیا

8 جولائی: ناچارم کے علاقہ میں جماعت سکندرہ آباد (انڈیا) کی مسجد کا سنگ بنیاد رکھا گیا

8 جولائی: المہدی ہسپتال مٹھی تھر پارکر (سندھ) کا سنگ بنیاد رکھا گیا

30 جولائی تا یکم اگست: جماعت برطانیہ کا 28واں جلسہ سالانہ۔ 8/زبانوں میں رواں ترجمہ بھی نشر کیا گیا

جلسہ کے دوسرے روز کی تقریر میں حضورؒ نے فرمایا کہ جماعت احمدیہ دنیا کے 135/ممالک میں قائم ہو چکی ہے۔ 5/نئے ممالک ہنگری، کولمبیا، ازبکستان، یوکرین اور تاتارستان ہیں۔ امسال 112/نئی مساجد تعمیر ہوئیں اور 206/بنی بنائی ملیں۔ 60/ممالک میں 465/مشن قائم ہیں۔ 56/ممالک میں 286/مرکزی اور 18/ممالک میں 458/مقامی مبلغین موجود ہیں۔ تفسیر کبیر کی پہلی جلد کا عربی ترجمہ شائع ہوا۔ حضورؒ نے ریویو آف ریلیجنز کی اشاعت 10/ہزار کرنے کے لئے ایک ہزار پاؤنڈ دینے کا اعلان کرتے ہوئے 40/احمدیوں کو ہزار ہزار پاؤنڈ دینے کی تحریک کی۔

خواتین کے جلسہ کی تقریر میں حضور نے احمدی خواتین کے تعلق باللہ کے واقعات سنائے۔ اختتامی خطاب میں حضورؒ نے بہبود انسانی کے متعلق دینی تعلیم کی وضاحت فرمائی

30 جولائی: الفضل انٹرنیشنل کا پہلا نمونے کا پرچہ جلسہ سالانہ یُوکے کے موقع پر شائع ہوا

یکم اگست: جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقعہ پر پہلی عالمی بیعت کی تقریب ہوئی۔ اس موقع پر 84/ممالک کی 115/اقوام کے 2/لاکھ 4/ہزار 308/افراد نے بیعت کی سعادت حاصل کی۔ اس تاریخی موقع پر حضورؒ نے سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کا کوٹ زیب تن کیا ہوا تھا

جان و مال کی قربانی دے کر اللہ کی توحید کی حفاظت کرنے کی تحریک

13 اگست: بزرگ پرستی سے بچنے کی تحریک کیونکہ یہ آئندہ نسلوں کی تباہی کا موجب بن سکتی ہے

22 اگست: بالسوصوبہ کشمیر میں نئی احمدیہ مسجد کی سنگ بنیاد کی تقریب منعقد ہوئی

10 ستمبر: کیرلہ (انڈیا) میں مسجد Tirur کا افتتاح ہوا

10 تا 12 ستمبر: جماعت احمدیہ جرمنی کا 18 واں جلسہ سالانہ۔ حضورؒ کے خطابات۔ 11 ر ستمبر کو جلسہ کے دوسرے دن 1496 ر افراد نے بیعت کی

17 ستمبر: نومبایعین کی خصوصی تربیت پر توجہ دینے کی تحریک

25 ستمبر: لجنہ اماء اللہ کینیا کا پہلا سالانہ اجتماع منعقد ہوا

8 اکتوبر: حضورؒ نے قطب شمالی میں تعمیر ہونے والی پہلی مسجد کے لئے مالی تحریک فرمائی

23 تا 24 اکتوبر: لجنہ اماء اللہ صوبہ پنجاب (انڈیا) کا پہلا دوروزہ سالانہ اجتماع منعقد ہوا

12 نومبر: ککنوصوبہ آندھرا (انڈیا) میں نئی مسجد کا افتتاح ہوا

17 دسمبر: بنگلہ دیش کی مستعد، بہادر اور قربانی کرنے والی جماعت کے لئے دعاؤں کی تحریک

24 تا 26 دسمبر: جلسہ سالانہ قادیان۔ حضورؒ نے ماریشس سے ایم ٹی اے کے ذریعہ افتتاحی اور اختتامی خطابات ارشاد فرمائے

دسمبر: حضورؒ کا دورہ ماریشس۔ صدر اور وزیر اعظم سے ملاقات ہوئی

اسی سال شمالی امریکہ میں سیٹلائٹ کے ذریعہ حضور کے خطبات کی باقاعدہ Transmission کا آغاز ہوا

میامی فلوریڈا (امریکہ) میں جماعت احمدیہ امریکہ نے ایک لاکھ 60 ر ہزار ڈالر کی مالیت سے ایک عمارت خریدی

جماعت احمدیہ کوریا کا پہلا جلسہ سالانہ منعقد ہوا جس میں 50 ر افراد نے شرکت کی

1994ء

7 جنوری : ایم ٹی اے کی باقاعدہ نشریات کا آغاز ہوا۔ یورپ میں روزانہ 3 رگھنٹے اور ایشیا اور افریقہ میں 12 رگھنٹے کا پروگرام نشر ہونے لگا

7 جنوری: لندن سے ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا اجراء ہوا۔ حضرت مسیح موعودؑ کے الہام ''دیکھو میرے دوستو اخبار شائع ہو گیا'' کے اعداد پورے 1994 ر بنتے ہیں

14 جنوری: مجالس کو ذکر الٰہی سے سجانے کی تحریک

23 جنوری: حضورؒ نے MTA کے ذریعہ احمدیت پر کئے جانے والے اعتراضات کے جواب کا سلسلہ شروع فرمایا جو کئی ماہ تک جاری رہا

یکم فروری: حضرت شیخ مسعود الرحمان صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعودؑ کی وفات

2 فروری: رانا ریاض احمد صاحب کی لاہور میں شہادت

6 فروری: قادیان میں حضرت سیّدہ ام طاہرؓ کے مکان کی از سر نو تعمیر کے سلسلہ میں سنگ بنیاد کی تقریب عمل میں آئی

7 فروری: احمد نصر اللہ صاحب کی لاہور میں شہادت

7 فروری: الفضل کے ایڈیٹر، پبلشر و مینیجر، پرنٹر، ایڈیٹر ماہنامہ انصار اللہ اور پبلشر انصار اللہ کی گرفتاری۔ 2 فروری کو ہتھکڑی لگا کر عدالت میں پیشی ہوئی۔ 8 رمارچ کو رہائی ہوئی

9 فروری : ربوہ میں خدام الاحمدیہ کے تحت آل پاکستان احمدی سالانہ کھیلیں جاری تھیں کہ 10 رفروری کو حکومت نے پابندی لگادی

12 فروری: فضل عمر ہسپتال ربوہ میں نئے شعبوں C.C.U-I.C.U اور ریڈیالوجی کا افتتاح ہوا

23 فروری: نشان کسوف وخسوف کے 100 سال پورا ہونے پر خصوصی دعائیں۔ حضورؒ نے 25ر فروری کو اس موضوع پر خطبہ ارشاد فرمایا۔ اس موقع پر چراغاں اور جلسہ کرنے پر پتّو کی شہر سے 9 رافراد کی گرفتاریاں، ربوہ سے 24 رخدام کی گرفتاری اور 24 رفروری کو ربوہ سے مزید 14 رخدام

گرفتار کئے گئے

7مارچ: کسوف وخسوف کے موقع پر جلسہ کرنے کے جرم میں پتّوکی میں 5رمزید احمدیوں کی گرفتاری ہوئی

9مارچ: ریذیڈنٹ مجسٹریٹ ربوہ نے شہر میں کسوف وخسوف کی تقریبات پر پابندی لگادی

23مارچ: حضورؒ نے MTA پر لیکچروں سے ہومیو پیتھی کلاسز کا آغاز فرمایا۔ 200رہومیو پیتھی کلاسز کے بعد ان سے انتخاب کر کے ''ہومیو پیتھی یعنی علاج بالمثل'' نامی کتاب کی اشاعت ہوئی۔ جس کے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ (اس کتاب کا انگریزی اور عربی ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے)

25مارچ: فرانسیسی زبان سیکھنے کی تحریک نیز فرنچ زبان کے ساتھ امام وقت کی زبان اردو سیکھنے کی تحریک

26مارچ: کسوف وخسوف اور طاعون کے نشان دیکھ کر ایمان لانے والے لوگوں کے عزیزوں اور رشتہ داروں کو تحریک کہ ان بزرگوں کے حالات کوائف مقامی جماعت کے عہدیداروں کی تصدیق کے ساتھ براہِ راست حضور کی خدمت میں بھجوائیں

9اپریل: غانا میں احمدیہ ہومیو پیتھک کلینک کا اجراء ہوا

یکم اپریل: فجی میں کسوف وخسوف کے سو سال پورے ہونے پر تقریب منعقد ہوئی

9اپریل: شب قدر (پشاور) میں ریاض احمد صاحب کو دردناک طریق پر شہید کیا گیا اور ڈاکٹر عبدالرشید خان صاحب کو شدید زخمی کیا گیا

15اپریل: گوجرانوالہ میں 27راحمدیوں کو گرفتار کرلیا گیا

2مئی: گلشن لطیف کراچی میں احمدیوں پر حملہ ہوا۔ 10راحمدی زخمی، 11راحمدی گھرانوں کو ان کے مکانوں سے نکال دیا گیا

4مئی: بنگلہ دیش میں آنے والے طوفان کے لئے دعا کی تحریک۔ وہاں کی جماعت بالخصوص خدام کو ہمت اور حوصلے سے امدادی کارروائی کی تلقین

6 مئی: اعلیٰ اخلاق کے ذریعہ نسل پرستی کے خلاف بھرپور جدوجہد کرنے کی تحریک

6 مئی: ملکی اور علاقائی سطحوں پر اصلاحی کمیٹیاں بنا کر کام کرنے کی تحریک

13 مئی: حافظ قدرت اللہ صاحب سابق مربی ہالینڈ اور انڈونیشیا کی لندن میں وفات

25 مئی: حضورؒ نے جرمنی میں فضل عمر فٹ بال ٹورنامنٹ، ناصر باسکٹ بال ٹورنامنٹ اور طاہر کبڈی ٹورنامنٹ کا افتتاح فرمایا

27 تا 29 مئی: خدام الاحمدیہ جرمنی کا 15 واں اجتماع۔ حاضری 7 ہزار تھی۔ حضورؒ نے خطابات فرمائے

6 جون: حضورؒ نے شہد پر منظّم تحقیق کی تحریک فرمائی۔ یہی تحریک حضورؒ نے 17 اکتوبر 1995ء اور 31 مارچ 2000ء کو بھی کی

21 جون: حضرت مولوی محمد حسین صاحب (سبز پگڑی والے) صحابی حضرت مسیح موعودؑ کی وفات بعمر 101 سال

23 جون تا 6 جولائی: حضورؒ کا چھٹا دورہ کینیڈا

24 جون: سکنڈے نیوین ممالک کی تینوں ذیلی تنظیموں کے اجتماعات سویڈن میں منعقد ہوئے

یکم تا 3 جولائی: کینیڈا کے اٹھارویں جلسہ سالانہ پر حضورؒ کے خطابات

21 جولائی: ربوہ میں مجلس خدام الاحمدیہ کے تحت مرکز عطیہ خون کے افتتاح کی تقریب منعقد ہوئی

22 جولائی: روانڈا (افریقہ) کے مظلومین کی امداد کے لئے تحریک

27 جولائی: چار اسیران راہ مولیٰ ساہیوال مکرم رانا نعیم الدین صاحب، مکرم عبدالقدیر صاحب، مکرم محمد حاذق رفیق صاحب، مکرم محمد نثار صاحب کے لندن پہنچنے پر حضورؒ کی طرف سے شاندار استقبال کیا گیا

29 تا 31 جولائی: برطانیہ کا 29 واں جلسہ سالانہ۔ حاضری 11 ہزار تھی۔ حضورؒ نے افتتاحی خطاب میں بتایا کہ 122 احمدیوں کے خلاف توہین رسالت کے مقدمات درج کئے گئے ہیں

دوسرے دن عورتوں سے خطاب میں حضورؒ نے احمدی خواتین کے صبر اور استقامت کے واقعات بیان کئے

دوسرے دن بعد دوپہر کے خطاب میں جماعتی ترقیات کا ذکر کرتے ہوئے حضورؒ نے فرمایا کہ جماعت احمدیہ 142/ممالک میں قائم ہو چکی ہے۔ 7/نئے ممالک البانیہ، رومانیہ، بلغاریہ، چاڈ، کیپ وردے، قازقستان اور Norfolk Island۔امسال 110/نئی مساجد تعمیر ہوئیں اور 572/مساجد ائمہ سمیت ملیں۔اس وقت دنیا میں کل 208/جماعتی مشن ہاؤسز ہیں

آخری دن دوسری عالمی بیعت کی تقریب کا انعقاد ہوا۔60/زبانوں میں بیعت کے الفاظ جلسہ گاہ میں دہرائے گئے

جلسہ کے اختتامی خطاب میں حضورؒ نے کسوف وخسوف کے نشان پر روشنی ڈالی۔دعا سے قبل حضورؒ نے اسیران راہ مولیٰ کو بلا کر گلے لگایا۔یہ پہلا جلسہ سالانہ تھا جو اپنی مکمل صورت میں براہِ راست ایم ٹی اے انٹرنیشنل پر نشر کیا گیا

یکم اگست: جلسہ سالانہ برطانیہ کے بعد انٹرنیشنل مجلس شوریٰ کا انعقاد ہوا

16 اگست: احمدی احباب کو مختلف دواؤں پر تحقیق کرنے کی تحریک اور اپنے منتخب کردہ پروگرام سے حضورؒ کو مطلع رکھنے کی ہدایت تا کہ عالمی پیمانے پر اس تحقیقی کام کو منظم کیا جائے

19 اگست: نومبایعین کے لئے سارا سال جاری رہنے والی درسگاہوں کی تحریک اور اس کام کے لئے صاحبِ علم مردوزن کو وقف عارضی کی تحریک

23 اگست: ایم ٹی اے پر حضورؒ سے ’ملاقات‘ کا Live پروگرام بیلجیم سے پہلی دفعہ نشر کیا گیا

26 تا 28 اگست: جلسہ سالانہ جرمنی پر حضورؒ کے خطابات ۔کل حاضری 23/ہزار 559/تھی اختتامی خطاب میں حضورؒ نے جماعت پر لگائے جانے والے الزامات پڑھ کر سنائے اور ان کو جھوٹا قرار دیتے ہوئے جھوٹوں پر خدا کی لعنت ڈالی

30 اگست: مکرم وسیم احمد صاحب بٹ اور مکرم حفیظ احمد صاحب بٹ کی فیصل آباد میں شہادت

15 ستمبر: ایم ٹی اے کے لئے متنوع، دلچسپ اور مفید پروگرام تیار کرنے کی تحریک

15 ستمبر: احمدیہ مسجد راولپنڈی مسمار کر دی گئی

9 اکتوبر: پروفیسر ڈاکٹر نسیم بابر صاحب کی اسلام آباد میں شہادت

14 اکتوبر: حضورؒ نے امریکہ میں مسجد بیت الرحمان (واشنگٹن) اور ایم ٹی اے ارتھ سٹیشن کا افتتاح فرمایا

14 تا 16 اکتوبر: 24 واں جلسہ سالانہ امریکہ۔ حضورؒ کی شرکت اور خطابات

18 اکتوبر: حضورؒ نے Willingboro امریکہ میں نئی مسجد اور مشن ہاؤس کا سنگ بنیاد رکھا

23 اکتوبر: حضورؒ نے مسجد صادق شکاگو (امریکہ) کا افتتاح فرمایا

28 اکتوبر: مکرم عبدالرحمان باجوہ صاحب کی کراچی میں شہادت

30 اکتوبر: مکرم دلشاد حسین کھچی صاحب کی لاڑکانہ میں شہادت

10 نومبر: مکرم سلیم احمد صاحب پال کی کراچی میں شہادت

6 دسمبر: کینسر پر ریسرچ کی تحریک

16 دسمبر: ایم ٹی اے کے لئے متنوع دلچسپ اور مفید پروگرام تیار کرنے کی تحریک

19 دسمبر: مکرم انور حسین صاحب ابڑو کو لاڑکانہ میں شہید کر دیا گیا

26 تا 28 دسمبر: جلسہ سالانہ قادیان۔ حضورؒ نے لندن سے ایم ٹی اے کے ذریعہ افتتاحی اور اختتامی خطاب فرمائے۔ حضورؒ کا مخالفین کو چیلنج کہ نئی صدی سے قبل نزول عیسیٰ کی پیشگوئی پوری کرنے والے کو ایک کروڑ روپیہ انعام دیا جائے گا

دسمبر: کوٹ مومن ضلع سرگودھا میں 4/احمدیوں کی قبریں مسمار کر دی گئیں

اسی سال ابی جان آئیوری کوسٹ میں نصرت جہاں پریس کا قیام عمل میں آیا

دوران سال شکاگو (امریکہ) میں ایک عمارت (بورین سنٹر) 85/ہزار ڈالر زمالیت سے خریدی گئی

1994ء میں کسوف وخسوف کی عظیم الشان پیشگوئی پوری ہونے پر ایک سو سال گزر جانے کے حوالہ سے تمام دنیا کی جماعتوں میں تقریبات منعقد کی گئیں

نیپال میں جماعت کی باقاعدہ رجسٹریشن عمل میں آئی

1995ء

3 جنوری: احمدی سائنسدانوں کو تحریک کہ اپنے اپنے مضامین میں ڈوب کر قدرت کی کارفرمائی کے نشانات دیکھا کریں

14 جنوری: فضل عمر ہسپتال ربوہ کے شعبہ ریڈیالوجی کی نئی عمارت کا سنگ بنیاد رکھا گیا

17 جنوری: جاپان کے شہر کوبے میں زلزلہ آیا جس سے 25 رفروری تک 5400 راموات ہوئیں۔ جماعت احمدیہ جاپان کو زلزلہ زدگان کی غیر معمولی خدمت کی توفیق ملی۔ حضورؒ نے ایم ٹی اے کے ذریعہ کارکنان کو براہ راست ہدایات دیں اور MTA کے ذریعہ احباب جماعت کو جاپانی عوام کی خدمات سے آگاہی عطا فرماتے رہے

4 فروری: جاپان میں آنے والے زلزلہ کے لئے دعا کی تحریک

22 جنوری: سندربن (انڈیا) میں احمدیہ مسجد کا سنگ بنیاد رکھا گیا

27 جنوری: Zoological Life یعنی حیواناتی زندگی کے ادوار پر تحقیق کرنے کے لئے احمدی سائنسدانوں کو تحریک

22 فروری: واقفین نَو میں سے بہت گہرے محققین تیار کئے جانے کی تحریک

24 فروری: حضورؒ نے برطانیہ میں مسجد بیت الفتوح کی تعمیر کے لئے 5 رملین پاؤنڈ کی مالی تحریک کا اعلان فرمایا

24 فروری: تمام دنیا میں احمدی مساجد کی توسیع کی تحریک

17 مارچ: مجلس انصار اللہ پاکستان نے مٹھی تھرپارکر (سندھ) میں المہدی ہسپتال تعمیر کر کے وقف جدید پاکستان کے سپرد کر دیا

31 مارچ: نظام شوریٰ کے چارٹر کو ان تمام زبانوں میں، جہاں مجلس شوریٰ قائم ہے، شائع کرنے کی تحریک۔

7اپریل: حضورؒ نے خطبہ جمعہ میں ایم ٹی اے کے ذریعہ پاپوانیوگنی کی مسجد کے افتتاح کا اعلان فرمایا

23اپریل: ننکانہ ضلع شیخوپورہ کے ایک احمدی کو شادی کارڈ پر بسم اللہ وغیرہ لکھنے کے جرم میں چھ سال قید اور ایک ہزار روپیہ جرمانہ کی سزا دے دی گئی

28اپریل: جزیرہ لٹل انڈیمان (انڈیا) میں مسجد بیت التوحید کا افتتاح ہوا

3مئی: مبارک احمد صاحب شرما کو شکار پور سندھ میں شہید کر دیا گیا

24جون: بچوں کو تحریک کہ اپنے بزرگان کے حالات سے پوری طرح واقف ہونا چاہئے۔ والدین کو تحریک کہ اپنے بچوں کو خاندان کے بزرگوں کے حالات سناتے رہیں

27جولائی: لندن میں انٹرنیشنل تبلیغ سیمینار

28تا30جولائی: برطانیہ کا30واں جلسہ سالانہ۔65رممالک سے 13رہزار سے زائد افراد کی شرکت۔سابق سوویت یونین کا وفد بھی شریک ہوا۔حضورؒ کے افتتاحی خطاب کے دوران متعدد قوموں نے حضورؒ کے ارشاد پر کھڑے ہو کر گواہی دی کہ حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئیاں پوری ہو گئیں۔ 10رزبانوں میں ترجمہ کا انتظام تھا۔رات کو انٹرنیشنل نعتیہ مشاعرہ منعقد ہوا

دوسرے دن مستورات سے خطاب میں حضورؒ نے پردہ کی حقیقی روح قائم رکھنے پر زور دیا

حضورؒ نے دوسرے دن بعد دوپہر کے خطاب میں فرمایا کہ احمدیت 148رممالک میں قائم ہو چکی ہے۔7رنئے ممالک یہ ہیں: کمبوڈیا، لاؤس، جمیکا، ایکوٹوریل گنی، ویت نام، مقدونیہ، گریناڈا۔اس سال 762رمساجد کا اضافہ ہوا۔ جن میں سے 691رمساجد بنی بنائی ملیں۔10رممالک میں 30رہسپتال قائم ہیں۔234رہومیوپیتھی دواؤں کے سیٹ متعدد ممالک میں بھجوائے گئے۔افریقہ میں666رافریقن چیفس اور693رامام احمدی ہوئے

30جولائی: تیسری عالمی بیعت کی تقریب ہوئی۔بیعت کے الفاظ جلسہ گاہ میں 35رزبانوں میں دہرائے گئے

اختتامی خطاب میں حضورؒ نے بعض انداری نشانات کا ذکر فرمایا

30 جولائی: گڑھ مہاراجہ ضلع جھنگ میں احمدیہ مسجد کی تعمیر روک دی گئی اور دو احمدیوں کے خلاف مقدمہ درج کیا گیا

جولائی: برطانیہ میں باقاعدہ فری ہومیوپیتھی ڈسپنسری کا قیام عمل میں آیا

یکم اگست: ایم ٹی اے کا پروگرام تین گھنٹے سے بڑھ کر پانچ گھنٹے روزانہ ہو گیا

11 اگست: چک 84 ج ب سرشمیر روڈ فیصل آباد میں احمدیہ مسجد سے کلمہ طیبہ مٹا دیا گیا

12 تا 14 اگست: مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کے زیر اہتمام پہلی صنعتی نمائش۔ 13/اضلاع کے 60/خدام نے شرکت کی

18 اگست: جماعت کے تیزی سے پھیلنے اور مالی تقاضے بڑھنے کے باعث جماعت کو مالی تحریک میں بڑھنے کی تحریک

31 اگست: داتہ ضلع مانسہرہ کے دو احمدیوں کو نماز ادا کرنے کے جرم میں ایک ایک سال قید اور پانچ پانچ سو روپیہ جرمانہ کی سزا سنادی گئی

10 ستمبر: کوڈالی کیرالہ (انڈیا) میں احمدیہ مسجد کی سنگ بنیاد کی تقریب منعقد ہوئی

6 تا 20 ستمبر: حضورؒ کا دورہ جرمنی

8 تا 10 ستمبر: جلسہ سالانہ جرمنی کے موقع پر حضورؒ کے خطابات

17 ستمبر: جرمنی میں ایم ٹی اے کے نئے دفاتر کا افتتاح حضورؒ نے فرمایا

29 ستمبر: لکھنؤ میں جماعت کا قیام احمدیہ مسجد اور مشن کے افتتاح کے ذریعہ سے ہوا

10 نومبر: اپنے اپنے خاندان خاص طور پر خاندان کے ابتدائی بزرگوں اور خاندان میں احمدیت آنے کے بارہ میں واقعات وحالات مرکز کی تصدیق کے ساتھ مرتب کرنے کی تحریک

18 نومبر: سابق مربی سلسلہ مشرقی ومغربی افریقہ مولانا محمد منور صاحب کی وفات

24 دسمبر: چوہدری محمد انور حسین صاحب امیر ضلع شیخوپورہ کی وفات

26 تا 28 دسمبر: جلسہ سالانہ قادیان کے موقع پر لندن سے حضورؒ کا افتتاحی اور اختتامی خطاب

26دسمبر: پاکستان اور بھارت کے احمدیوں کو خصوصاً اور دنیا کے دیگر احمدیوں کو عموماً دنیا کو انسانیت کی طرف بلانے کی ایک عالمی جدوجہد شروع کرنے کی تحریک

مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی نے یہ سال وقار عمل کے سال کے طور پر منایا۔ 4024 وقار عمل ہوئے

بھوٹان کے اندر ایک مشن اور نماز سینٹر قائم کیا گیا

1996ء

6جنوری: جرمنی میں پہلا یوم تبلیغ۔ 36 لائبریریوں میں احمدیہ لٹریچر رکھوایا گیا

12جنوری: حضرت چوہدری نبی بخش صاحب آف بھینی بانگر صحابی حضرت مسیح موعودؑ کی وفات بعمر 112 سال

12جنوری: ایبٹ آباد میں احمدیوں کی مارپیٹ کی گئی۔ مسجد سیل (Seal) کر دی گئی۔ ایک احمدی کی گرفتاری ہوئی

29جنوری: نصرانی فرقہ اوران کے پرانے لٹریچر کے بارہ میں تحقیق کرنے کی تحریک

29جنوری: صاف دل اور انصاف پسند مستشرقین کے لئے دعا کی تحریک

12فروری: مخلص عرب احمدی اور حضورؒ کے پروگرام "لقاء مع العرب" کے مترجم حلمی الشافعی صاحب کا انتقال

26فروری: احمدیوں کو مصر کی قدیم تاریخ کی تحقیق میں عملی طور پر حصہ لینے کی تحریک

9تا10مارچ: مجلس خدام الاحمدیہ برطانیہ کا ایک خصوصی اجتماع ہوا۔ حضورؒ کے ارشاد کے ماتحت اس میں صرف وہ خدام شامل ہوئے جو باقاعدہ اجتماع میں شامل نہیں ہوئے تھے۔ حضورؒ نے اختتامی خطاب فرمایا

19مارچ: ربوہ کے ہر گھر کو تین پھلدار پودے لگانے کی تحریک

26مارچ: کراچی میں دو احمدی خواتین پر حملہ کیا گیا۔ ایک خاتون کے خلاف مقدمہ درج کیا گیا

31مارچ: حضورؒ کا دورہ برمنگھم

مارچ: گوکھوال ضلع فیصل آباد میں دو احمدیوں کی قبروں کو نقصان پہنچایا گیا۔ کتبے توڑ دیئے گئے

شوریٰ ربوہ 1996ء: ویڈیو ریکارڈنگ کے ذریعہ جماعتوں کو زبان سکھانے کی کلاسیں شروع

کرنے کی تحریک

یکم اپریل: ایم ٹی اے کی 24 گھنٹے کی نشریات کا آغاز ہوا۔ حضورؒ نے اس موقع پر براہ راست خطاب فرمایا

2 اپریل: احمد پور شرقیہ ضلع بہاولپور کے 4 احمدیوں کو دو دو سال قید اور پانچ پانچ ہزار روپیہ جرمانہ کی سزا سنائی گئی

6 اپریل: حضورؒ نے ایم ٹی اے کے ذریعہ کینیڈا کی مجلس شوریٰ سے خطاب فرمایا

19 اپریل: جماعت احمدیہ جرمنی کی مجلس شوریٰ کے موقع پر حضورؒ نے ایم ٹی اے کے ذریعہ براہ راست پیغام بھجوایا

3 مئی: اپنے معاشرہ اور تہذیب کو جھوٹ سے پاک کرنے کی مہم جاری کرنے کی تحریک

3 مئی: گندی فلموں خصوصاً ہندوستانی فلموں کے زہر قاتل سے بچنے کی تحریک۔ پاکستان کی جماعتوں کو تحریک کہ جائزے لیں جہاں جہاں یہ گندگی ہے ان کو سمجھا کر منتیں کر کے ان کو بچانے کی کوشش کریں

13 مئی: حضورؒ نے ایم ٹی اے کے رضا کاروں کے اعزاز میں دعوت طعام دی اور خطاب فرمایا

16 مئی: بوسنین اور البانین کے لئے دعا کی تحریک۔ جھوٹے خداؤں کے ہاتھوں تکلیف اٹھانے والوں کے لئے دعاؤں کی تحریک

مئی، جون: حضورؒ کا دورہ بیلجیم، جرمنی اور ہالینڈ

18 مئی: حضورؒ نے بیلجیم کی مجلس شوریٰ سے افتتاحی خطاب فرمایا

24 تا 26 مئی: مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کا 17 واں سالانہ اجتماع۔ حضورؒ کے خطابات

29 مئی: حضورؒ نے مسجد مبارک ہیگ (ہالینڈ) کے توسیعی منصوبہ کا سنگ بنیاد رکھا

31 مئی تا 2 جون: ہالینڈ کا 17 واں جلسہ سالانہ۔ حضورؒ کے خطابات

یکم جون: حضورؒ نے ہالینڈ کی لجنہ اماء اللہ سے خطاب فرمایا

2 جون: ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' کے 100 سال پورے ہونے پر جماعت احمدیہ برطانیہ نے ایک سیمینار کا انعقاد کیا

8 تا9 جون: جماعت احمدیہ برطانیہ کی 17 ویں مجلس شوریٰ۔70/ جماعتوں سے 164/ نمائندگان کی شرکت۔حضورؒ نے مجلس عرفان منعقد کی اوراختتامی خطاب فرمایا

14 جون: امراء اضلاع کو امارت کے گہرے تقاضے پورے کرنے کی تحریک

17 جون تا6 جولائی: حضورؒ کا دورہ امریکہ وکینیڈا

20 تا 22 جون: کینیڈا کا 20واں جلسہ سالانہ۔ حاضری 6/ہزار تھی ۔حضورؒ کے خطابات۔ 21/جون کو ایم ٹی اے پر لندن اور کینیڈا کا دوطرفہ رابطہ قائم ہوا۔ دونوں مقامات کی تصاویر دکھائی گئیں۔کینیڈا سے لگنے والے نعروں کا جواب محمود ہال لندن سے دیا جاتا رہا۔حضورؒ نے اردو کلاس لندن کے بچوں سے باتیں کی

28 تا30 جون: امریکہ کا48واں جلسہ سالانہ۔حضورؒ کے خطابات۔ حاضری 7/ہزار۔تینوں دن لندن اور واشنگٹن کے دوطرفہ رابطے قائم رہے

5 جولائی: ایم ٹی اے کی نشریات گلوبل بیم کے ذریعہ کُل عالم میں دیکھی جانے لگیں

21 جولائی: علی پور چٹھہ ضلع گوجرانوالہ میں چھ(6) احمدیوں کے خلاف مقدمہ درج کیا گیا

26 تا28 جولائی: برطانیہ کا31واں جلسہ سالانہ۔ 67/ممالک سے 13/ہزار سے زائد احمدیوں کی شرکت۔26/جولائی کو افتتاحی خطاب کے علاوہ حضورؒ نے مجلس عرفان بھی منعقد فرمائی

دوسرے دن کی تقریر میں حضورؒ نے فرمایا کہ جماعت دنیا کے 152/ممالک میں قائم ہے۔ چار نئے ممالک یہ ہیں: ایلسلویڈور، کرغیزستان، سلووینیا اور بوسنیا۔ 117/نئی مساجد تعمیر ہوئیں اور 86 زیرتعمیر ہیں۔اس وقت 891/مرکزی مبلغین کام کررہے ہیں۔10/ممالک میں 31/احمدیہ ہسپتال کام کررہے تھے

جلسہ پر حضورؒ کی کتاب 'ہومیو پیتھی یعنی علاج بالمثل' کی پہلی جلد منظر عام پر آئی۔A man of God کا اردو ترجمہ شائع ہوا

جماعت کا بجٹ ایک ارب سے اوپر نکل گیا

28 جولائی: چوتھی عالمی بیعت کی تقریب منعقد ہوئی۔ حضورؒ نے فرمایا کہ عالمی بیعت کے اختتام پر نعروں کی بجائے سجدہ شکر ادا کیا جائے گا۔

حضورؒ نے اختتامی خطاب سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر فرمایا

2 اگست: لالیاں ضلع جھنگ میں 12 احمدیوں کے خلاف مقدمہ درج کیا گیا

12 اگست: مولانا کرم الٰہی ظفر صاحب مربی سپین و پرتگال کی غرناطہ میں وفات

20 اگست تا 5 ستمبر: حضورؒ کا دورہ یورپ

23 تا 25 اگست: جلسہ سالانہ جرمنی۔ 21 رہزار افراد کی شرکت۔ حضورؒ کے خطابات۔ اختتامی خطاب حضورؒ نے سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر فرمایا۔ جلسہ کی کارروائی کا 10 رزبانوں میں رواں ترجمہ ہوتا رہا

2 ستمبر: گول بازار (ربوہ) کی ''مسجد المہدی'' میں بم دھماکہ ہوا۔ 13 رافراد زخمی ہوئے

6 ستمبر: ایسوسی ایشن آف احمدی کمپیوٹر پروفیشنلز (AACP) کا پہلا کنونشن ہوا

6 تا 8 ستمبر: انصار اللہ برطانیہ کا 14 واں سالانہ اجتماع۔ حضورؒ نے اختتامی خطاب فرمایا

20 ستمبر: بددیانتی کے خلاف مستعد ہونے کی تحریک

20 تا 22 ستمبر: خدام الاحمدیہ برطانیہ کا 24 واں سالانہ اجتماع۔ حضورؒ نے اختتامی خطاب فرمایا۔

28 ستمبر: بوسنیا میں باقاعدہ مشن کا قیام عمل میں آیا

یکم اکتوبر: امیر جماعت یُوکے مکرم آفتاب احمد خان صاحب کی وفات۔ حضورؒ نے حضرت مسیح موعودؑ کا یہ الہام آپ پر چسپاں کیا ''ہمارا بھائی اس دنیا سے چل دیا''

7 تا 24 اکتوبر: حضورؒ کا دورہ یورپ

7 اکتوبر: حضورؒ کی ہالینڈ آمد

8 اکتوبر: حضورؒ کی گوٹن برگ (سویڈن) اور پھر اوسلو (ناروے) میں آمد

10 اکتوبر: حضورؒ کے اعزاز میں ناروے میں ایک استقبالیہ تقریب منعقد ہوئی۔ اس کے شرکاء

ناروے کے چنیدہ اوراہم لوگ تھے

2 تا3 نومبر: لجنہ اماء اللہ برطانیہ کا سالانہ اجتماع۔ 1094 ر لجنات او ر 791 رناصرات کی شمولیت۔حضورؒ نے اختتامی خطاب فرمایا

9 تا10 نومبر: جلسہ سالانہ فرانس میں حضورؒ نے پہلی بار شرکت فرمائی اور افتتاحی اور اختتامی خطابات ارشادفرمائے

8 نومبر: چک چٹھہ ضلع حافظ آباد میں میاں محمد صادق صاحب کی شہادت ہوئی

21 نومبر: ڈاکٹرعبدالسلام صاحب کی لندن میں وفات۔25 رنومبر کو بہشتی مقبرہ (ربوہ) میں تدفین ہوئی۔حضورؒ نے 22 رنومبر کے خطبہ میں ان کاذکرخیر فرمایا

26 نومبر تا5 دسمبر: حضورؒ کا دورہ ڈنمارک اور سویڈن

27 نومبر: حضورؒ کی کوپن ہیگن (ڈنمارک) آمداورمجلس عرفان کاانعقاد

15 دسمبر: لجنہ اماءاللہ ربوہ کے تحت ہومیو پیتھک کلینک کااجراء۔اس کاباقاعدہ افتتاح 30 ردسمبر کو ہوا

24 دسمبر: نیویارک (امریکہ) میں ’’اسلامی اصول کی فلاسفی‘‘ کے سلسلہ میں خصوصی تقریب کا انعقاد۔جماعت احمدیہ کے علاوہ پانچ مذاہب کے نمائندگان نے تقاریر کیں

26 تا28 دسمبر: جلسہ سالانہ قادیان کے موقع پرلندن سے حضورؒ کے افتتاحی اوراختتامی خطابات۔ 20 رممالک سے 5 رہزار سے زائد احمدیوں کی شرکت

27 دسمبر: مشرقی یورپ کے ممالک میں مساجداورمراکز کے لئے 15 رلاکھ ڈالرکی مالی تحریک

دسمبر: ’’اسلامی اصول کی فلاسفی‘‘ کے موضوع پرخلافت لائبریری ربوہ میں نمائش منعقد کی گئی

یہ سال اسلامی اصول کی فلاسفی کی صدسالہ جوبلی کے طور پر منایا گیا۔دنیا بھر میں تقریبات ہوئیں۔اس کتاب کے 30 رسے زائدزبانوں میں تراجم شائع ہوئے

اس سال نیپال میں پہلا جلسہ پیشوایان مذاہب منعقد ہوا

اس سال نارویجین زبان میں قرآن کریم کے ترجمہ کی اشاعت ہوئی

1997ء

6جنوری: جاوا(انڈونیشیا) میں اسلامی اصول کی فلاسفی کے سلسلہ میں شاندار جلسہ۔ایک ہزار افراد کی شمولیت

10 جنوری: ہر احمدی گھر میں ڈش انٹینا لگانے کی تحریک

10 جنوری: کوڈالی (صوبہ کرالہ انڈیا) میں نئی مسجد کا افتتاح عمل میں آیا

10 جنوری: حضورؒ کی طرف سے مخالفین کو یہ چیلنج دیا گیا کہ دعا کریں جو جھوٹا ہے خدا کی اس پر لعنت ہو

11 جنوری: حضورؒ نے رمضان میں عالمی درس القرآن کا آغاز فرمایا اور سوائے جمعہ کے سارا ہفتہ روزانہ ڈیڑھ گھنٹہ درس دیتے رہے

15 فروری: مسجد طاہر ننگل باغباناں قادیان کا افتتاح ہوا

19 فروری: چیلا کرہ کیرالہ (انڈیا) میں مسجد کا سنگ بنیاد رکھا گیا

23 فروری: مولانا نذیر احمد مبشر صاحب سابق مربی سلسلہ غانا کی وفات بعمر 87 سال

17 مارچ: آسٹریلیا میں بریسبین کے مقام پر دوسرے مرکز کا قیام عمل میں آیا

21 تا 22 مارچ: حضورؒ کے ارشاد پر مجلس انصار اللہ برطانیہ کا خصوصی اجتماع ہوا جس میں نومبایعین انصار، دوران سال عمر کے اعتبار سے انصار اللہ میں شامل ہونے والے انصار اور ان انصار نے شرکت کی جو کئی سال سے اجتماعات میں شرکت سے محروم تھے۔کل حاضری 350 تھی حضورؒ نے اختتامی خطاب فرمایا

24 مارچ: مجلس انصار اللہ بھارت کے مرکزی دفتر ایوان انصار کا سنگ بنیاد صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ قادیان نے رکھا

29 تا 30 مارچ: بورکینا فاسو کا 8 واں جلسہ سالانہ۔حاضری 1600۔حضورؒ نے ایم ٹی اے کے ذریعہ براہ راست خطاب فرمایا

4 تا 5 اپریل: آئیوری کوسٹ کا 16 واں جلسہ سالانہ۔ 172 جماعتوں کے نمائندے شامل

ہوئے۔حضورؒ نے ایم ٹی اے کے ذریعہ براہ راست خطاب فرمایا

اپریل: چک 32/جنوبی ضلع سرگودھا میں آٹھ احمدیوں کی گرفتاری۔احمدیہ مسجد سربمہر کی گئی

یکم تا5 مئی: حضورؒ کا دورہ ہالینڈ

2 تا4 مئی: جلسہ سالانہ ہالینڈ سے حضورؒ کا خطاب

4 مئی: نونہ مئی کشمیر میں نئی مسجد کا سنگ بنیاد رکھا گیا

22 مئی: حضرت سیدہ مہر آپا حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی وفات

23 تا25 مئی: اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی پر حضورؒ کے خطابات۔افتتاحی خطاب میں حضورؒ نے فرمایا کہ حضرت سیدہ مہر آپا کی طرف سے جرمنی کی 100/مساجد سکیم میں 3/لاکھ جرمن مارک پیش کئے جائیں گے۔(بعد میں یہ رقم 5/لاکھ جرمن مارک کردی گئی) نیز اپنی طرف سے 50/ہزار مارک (بعد میں ڈیڑھ لاکھ مارک) دینے کا اعلان فرمایا۔

26 مئی: پتّوکی شہر میں دو احمدیوں کو دکان میں آیت قرآنی لکھنے پر گرفتار کرلیا گیا جو 75/دن قصور جیل میں رہے۔ان کی تبلیغ سے جیل میں 17/بیعتیں ہوئیں

30 مئی: غرباء اور مساکین کی خدمت کرنے کی خاص تحریک

مئی: بنگلہ دیش میں طوفان سے بہت تباہی آئی۔مجلس خدام الاحمدیہ نے خدمت خلق کے عمدہ نمونے پیش کئے

20 تا22 جون: جلسہ سالانہ امریکہ۔حضورؒ کے خطابات براہ راست نشر کئے گئے

20 جون: چوہدری عتیق احمد صاحب باجوہ کی وہاڑی میں شہادت

23 جون تا4 جولائی: حضورؒ کا دورہ کینیڈا

27 تا29 جون: جلسہ سالانہ کینیڈا پر حضورؒ کے خطابات

جون: ایمنسٹی انٹرنیشنل کی رپورٹ کہ گزشتہ 2/سال میں 17/احمدیوں کو قتل کیا گیا مگر کسی ایک مجرم کو بھی سزا نہیں دی گئی

4 جولائی: حضورؒ نے خطبہ جمعہ بمقام ٹورانٹو (کینیڈا) میں تحریک فرمائی کہ نئی صدی کے آغاز سے پہلے ہر گھر نمازیوں سے بھر جائے اور روزانہ تلاوت قرآن کریم ہوتی ہو

18 جولائی: مسجد نصرت جہاں (ڈنمارک) کی تعمیر کی 30 سالہ تقریب منائی گئی

25 تا 27 جولائی: جماعت برطانیہ کے 32 ویں جلسہ سالانہ میں 13 ہزار افراد کی شرکت۔ حضورؒ نے افتتاحی خطاب میں 1897ء کے واقعات خصوصاً لیکھرام کی ہلاکت کا تذکرہ فرمایا

عورتوں سے خطاب میں خواتین کی خدمات کا ذکر فرمایا

جماعتی ترقیات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ 153 ممالک میں جماعت احمدیہ قائم ہو چکی ہے۔ نیا ملک کروشیا ہے۔ اس سال 106 نئی مساجد بنائی گئیں۔ ان کے علاوہ 20 مساجد زیر تعمیر ہیں۔ 97 ممالک میں 602 مشن ہاؤسز قائم ہیں۔ 962 مربیان کام کر رہے ہیں۔ حضورؒ کی ہومیوپیتھی کتاب انڈیکس کے ساتھ شائع ہوئی

27 جولائی: جلسہ سالانہ کے آخری دن ساتویں عالمی بیعت کی تقریب منعقد ہوئی۔

اس جلسہ پر فجی اور طوالو کے وزرائے اعظم نے پیغامات بھیجے

31 جولائی: حضورؒ نے ایم ٹی اے کے ذریعہ تین نکاحوں کا Live اعلان فرمایا۔ ان میں سے ایک حضرت مرزا مسرور احمد صاحب کی بیٹی کا تھا

15 تا 17 اگست: جلسہ سالانہ جرمنی۔ حضورؒ کے خطابات۔ حاضری 22 ہزار سے زائد تھی۔ جلسہ پر پہلی بار بوسنین، البانین اور عرب احباب کے الگ الگ شامیانوں میں پروگرام منعقد ہوئے اور حضورؒ کے ساتھ سوال و جواب کی مجالس ہوئیں

15 اگست: تھائی لینڈ کا پہلا جلسہ سالانہ منعقد ہوا

30 اکتوبر: ڈاکٹر نذیر احمد صاحب ڈھونیکی ضلع گوجرانوالہ کی شہادت

16 نومبر: چوہدری عبداللطیف صاحب (جرمنی کے پہلے باقاعدہ مبلغ) کی ہمبرگ میں وفات بعمر 85 سال

10 دسمبر: حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی کی وفات بعمر 86 سال۔

آپ 26ر برس ناظر اعلیٰ رہے۔ ان کی جگہ حضورؒ نے حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب کو ناظر اعلیٰ و امیر مقامی مقرر فرمایا۔آپ منصب خلافت پر متمکن ہونے تک اس ذمہ داری پر فائز رہے

19 تا22 نومبر: ٹریسٹ (اٹلی) میں عبد السلام یادگاری کانفرنس کا انعقاد ہوا۔حضورؒ نے اس کے لئے خصوصی پیغام بھیجا

12 دسمبر: مکرم مظفر احمد صاحب شرما کی شکار پور سندھ میں دردناک شہادت

18 تا20 دسمبر: جلسہ سالانہ قادیان پر حضورؒ کے لندن سے افتتاحی اور اختتامی خطابات۔ 25ر ممالک سے 6408ر افراد کی جلسہ میں شمولیت 1600ر نومبایعین شامل ہوئے

18 تا20 دسمبر: جلسہ سالانہ غانا میں 40ر ہزار افراد کی حاضری۔ نیز صدر مملکت کی شمولیت

جماعت احمدیہ امریکہ نے پہلا Capitol Hill Dinner منعقد کیا جس میں تین کانگرس مین اور چھ سٹاف کے ممبران نے شرکت کی

1998ء

2 جنوری: حضورؒ نے وقف جدید کے نئے سال کے اعلان کے ساتھ ہدایت فرمائی کہ ہر جماعت میں سیکرٹری وقف جدید برائے نومبایعین کا تقرر کیا جائے۔تحریک ''وقف جدید'' میں شاملین کی تعداد بڑھانے کی تحریک

8 فروری: مکرم میاں محمد اکبر اقبال صاحب کی یوگنڈا میں شہادت

20 تا22 مارچ: گنی بساؤ کا پہلا سہ روزہ جلسہ سالانہ۔ 86ر جماعتوں کے 2ر ہزار افراد کی شرکت۔ بیت النصر کا افتتاح۔ یہ گنی بساؤ میں جماعت کی پہلی تعمیر کردہ مسجد تھی۔

11 مارچ: وقفِ نَو لینگوئج انسٹی ٹیوٹ دارالرحمت وسطی ربوہ کا افتتاح ہوا

5 اپریل: بیلجیم میں پہلے سیمینار دعوت الی اللہ کا انعقاد

11 تا13 اپریل: ہالینڈ کا 19 واں جلسہ سالانہ۔حضورؒ کے خطابات۔کل حاضری 753ر تھی

یکم تا3 مئی: جلسہ سالانہ بیلجیم میں پہلی مرتبہ حضورؒ کی شرکت۔ نیز پہلی مرتبہ سہ روزہ جلسہ سالانہ

منعقد ہوا۔ حضورؒ نے بیلجیم میں ایک وسیع مسجد بنانے کی تحریک فرمائی

یکم، 8 مئی: صحبت صالحین اختیار کرنے کی تحریک

3 مئی: انٹینا لگانے اور حضور کے خطبہ کو براہِ راست سننے کی تحریک

14 تا16 مئی: حضورؒ کا دورہ جرمنی

15 تا17 مئی: مجلس انصار اللہ جرمنی کا 18واں سالانہ اجتماع ۔ حضورؒ کے خطابات۔ 1900 ر انصار، 70 ر نو مبایعین اور 1400 ر زائرین نے شرکت کی

17 مئی: داڑھی رکھنے کی تحریک

18 مئی: جماعت کے معروف شاعر عبید اللہ علیم صاحب کی وفات

22 تا24 مئی: مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کے 19 ویں سالانہ اجتماع پر حضورؒ کے خطابات۔ کل حاضری 10 ر ہزار

22 مئی: توفیق کے مطابق مالی قربانی نہ کرنے والوں کو پُر زور الفاظ میں مالی قربانی کرنے کی تحریک

29 مئی: پاکستان کے اقتصادی حالات کی بہتری کے لئے پاکستانی احمدیوں کو بیرونی بینکوں سے اپنے اثاثے پاکستان منتقل کرنے کی تحریک۔ ایٹمی تابکاری سے بچنے کے لئے ادویہ کی تجویز اور دعاؤں کی تحریک

5 جون: ایلومینیم کے برتنوں کا استعمال چھوڑنے کی تحریک

12 جون: پاکستانی حکومت کو قیمتی مشورے اور ملک کے لئے دعا کی تحریک

19 جون: درس القرآن MTA سے استفادہ کرنے کی تحریک

24 جون: جماعت امریکہ نے Rayburn House Office Building (Capitol Hill) میں ایک استقبالیہ کا اہتمام کیا جس میں کانگریس کے 8 ر ممبران نے شرکت کی

26 تا28 جون: جلسہ سالانہ امریکہ پر حضورؒ کے خطابات۔ اختتامی خطاب میں حضورؒ نے امریکہ کو تنبیہ فرمائی کہ اگر اس نے اپنے طرز سیاست میں تبدیلی نہ کی تو وہ خدا کے غضب کا شکار ہوگا

یکم جولائی: حضورؒ نے سان ہوزے (امریکہ) میں بیت البصیر کا افتتاح فرمایا

7 جولائی: مکرم ایوب اعظم صاحب کی واہ کینٹ (پاکستان) میں شہادت

31 جولائی تا 2 اگست : جماعت احمدیہ برطانیہ کا 33 واں جلسہ سالانہ۔ کل حاضری 18 ہزار۔ وزیر اعظم برطانیہ اور فجی نے پیغامات بھیجے

یکم اگست: خواتین سے خطاب میں حضورؒ نے احمدی خواتین کی تاریخی خدمات کا تذکرہ فرمایا۔ احمدی عورتوں کو غریب گھروں میں جا کر وقار عمل کرنے اور اُن کو رہنے سہنے کے ڈھنگ سکھانے کی تحریک

دوسرے دن بعد دوپہر کے خطاب میں فرمایا کہ امسال نکاراگوا میں احمدیت قائم ہوئی ہے۔ قرآن کریم کا فرانسیسی ترجمہ، تفسیر کبیر جلد 3 کا عربی ترجمہ، حضورؒ کی نئی کتاب Revelation Rationality Knowledge and Truth کی اشاعت ہوئی۔ انڈونیشیا میں 93 ہومیوڈسپنسریاں قائم ہیں۔ تحریک وقف نو میں 17981 بچے شامل ہو چکے ہیں۔ 1093 مبلغین 67 ممالک میں مصروف عمل ہیں۔ اس سال 118 مساجد تعمیر ہوئی ہیں

2 اگست: جلسہ سالانہ کے موقع پر چھٹی عالمی بیعت منعقد ہوئی

اختتامی خطاب میں حضورؒ نے سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مضمون بیان فرمایا اور دعا کی تحریک کی کہ میری زندگی میں 10 کروڑ نئے احمدی ہو جائیں

4 اگست: وہاڑی میں ملک نصیر احمد صاحب کی شہادت

7 اگست: انتظامی کمزوریوں کو دور کرنے کے لئے "سرخ کتاب" رکھنے کی تحریک

14 اگست: جماعت ساونت واڑی صوبہ مہاراشٹر (انڈیا) کے دارالتبلیغ کا افتتاح ہوا

19 تا 31 اگست: حضورؒ کا دورہ جرمنی

21 تا 23 اگست: جماعت جرمنی کا 23 واں جلسہ سالانہ۔ کل حاضری 23396 تھی۔ حضورؒ نے خطبہ جمعہ میں ایثار اور خلفاء کے ادب کا مضمون بیان فرمایا لجنہ سے خطاب میں حضورؒ نے قناعت کا مضمون بیان فرمایا۔ اختتامی خطاب میں حضورؒ نے 'فرقان' کے مضمون پر روشنی ڈالی

26اگست: نوکوٹ سندھ کی احمدیہ مسجد نذرِ آتش کردی گئی

28اگست تا18 ستمبر: خطبات کا سلسلہ جن میں امانتوں کا حق ادا کرنے کی تحریک

13 ستمبر: مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کی لائبریری مخزنِ علم کا افتتاح ہوا

14 ستمبر: احمدی سائنسدانوں اور ماہرین کو ''علم الترب'' پر ریسرچ کرنے کی تحریک

10اکتوبر: نواب شاہ میں مکرم ماسٹر نذیر احمد صاحب بگھیو کی شہادت

10 تا12 اکتوبر: لجنہ اماء اللہ برطانیہ کا28واں سالانہ اجتماع۔ حضورؒ نے اختتامی خطاب فرمایا۔ حاضری1200 رتھی

10 تا11 اکتوبر: جماعت احمدیہ مڈغاسکر کا پہلا جلسہ سالانہ

30اکتوبر: مکرم چوہدری عبدالرشید شریف صاحب کی لاہور میں شہادت

30اکتوبر: مسجد مبارک (ہالینڈ) کی توسیع کے بعد افتتاح ہوا

7نومبر: حضورؒ کی تصنیف Revelation Rationality Knowledge and Truth کے لئے انٹرنیشنل ٹریڈ فیئر غانا میں خصوصی تقریب

8نومبر: قادیان میں جدید ہسپتال کا سنگ بنیاد رکھا گیا جس کا نام نور ہسپتال رکھا گیا

18نومبر: پنجاب اسمبلی (پاکستان) نے ربوہ کا نام بدلنے کی قرارداد منظور کرلی اور پہلے ''نواں قادیان'' اور بعد میں ''چناب نگر'' کا نام منظور کرلیا

25نومبر: جرمنی میں سو مساجد سکیم کے تحت پہلی مسجد بیت الحمد (وٹلش) کا سنگ بنیاد

5 تا7 دسمبر: جلسہ سالانہ قادیان پر22 رممالک کے16 رہزار افراد کی شرکت۔ حضورؒ کے افتتاحی اور اختتامی خطابات لندن سے براہ راست نشر ہوئے

11 دسمبر: اسیرانِ راہِ مولا کے لئے دعاؤں کی تحریک

15 دسمبر: جماعت احمدیہ سویڈن کے زیر اہتمام بین المذاہب سمپوزیم کا انعقاد

18 دسمبر: جماعت کوڈالی صوبہ کیرالہ (انڈیا) میں دو منزلہ مسجد کا افتتاح

19 دسمبر: نونہ مئی کشمیر میں مسجد کا افتتاح ہوا

25 دسمبر: امیر مسلم ممالک کو غریب ملکوں کے بچوں کے لئے دولت مختص کرنے کی تحریک

31 دسمبر: سیدالاستغفار پڑھنے کی تحریک

1891ء میں حضرت مسیح موعودؑ کو الہام ہوا تھا کہ ”بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے“ (آسمانی فیصلہ، روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 342)

یہ الہام کئی بار پورا ہوا۔ 1998ء میں ایک نئی شان کے ساتھ اس کا ظہور ہوا جب افریقہ کے بیس روایتی بادشاہ احمدیت میں داخل ہوئے

1998ء میں قادیان میں جامعۃ المبشرین کی دومنزلہ بلڈنگ کی تعمیر ہوئی

1999ء

یکم جنوری: فضول خرچی اور اسراف سے بچنے اور ہر رمضان میں خیرات کی عام مہم چلانے کی تحریک

19 جنوری: غریبوں کے ساتھ عید منانے کو منظّم رنگ دینے کی تحریک

29 جنوری: سیرالیون کے مسلمان یتامیٰ اور بیوگان کی خدمت کی عالمی تحریک۔ انفرادی طور پر براہِ راست گھر میں یتیم کی پرورش کرنے کی تحریک

5 فروری: اہل عراق کے بچوں اور یتیموں اور بیواؤں کے لئے خصوصی دعاؤں کی تحریک

24 فروری: حضورؒ نے 305 گھنٹے کی کلاسز میں ترجمۃ القرآن کا دَور مکمل کر دیا

8 مارچ: مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کے زیر اہتمام عطیہ خون کے لئے مستقل عمارت کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ 3/ اکتوبر کو اس عمارت کا افتتاح ہوا۔ یہ عمارت ایوان محمود کے احاطہ میں تعمیر کی گئی

12 مارچ: کثرت سے استغفار اور درود شریف پڑھنے کی تحریک

19 مارچ: ناروے کی مسجد ”بیت النصر“ کا سنگ بنیاد رکھا گیا جس میں 1700 نمازیوں کی گنجائش ہوگی

19 مارچ: دین کی ترقی کے لئے مساجد کی تعمیر کا منصوبہ۔ تمام ملکوں کو متوجہ ہونے کی تحریک

19 مارچ: الفضل کے سابق ایڈیٹر اور مبلغ سلسلہ افریقہ مولانا نسیم سیفی صاحب کی وفات

20 مارچ: مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کی مرکزی لائبریری "حبش لائبریری" کا افتتاح

26 مارچ: ہر قسم کے ظاہری و مخفی شرک کے خلاف جہاد کی تحریک

28 مارچ: افریقہ، بھارت، بنگلہ دیش اور دیگر غریب ممالک کے لئے اپنی قربانیوں کی رقوم بھجوانے کی تحریک

28 مارچ: مسجد بیت الفتوح کی مجوزہ جگہ پر حضورؒ نے نماز عید الاضحیٰ پڑھائی جس میں 8500 احمدیوں نے شرکت کی

مارچ: خلافت رابعہ کے بارہ میں خلافت لائبریری میں نمائش کا انعقاد ہوا

3 تا 5 اپریل: جلسہ سالانہ ہالینڈ پر حضورؒ کے تینوں دن خطابات

4 اپریل: جامعہ احمدیہ جونیئر سیکشن (ربوہ) کی بنیاد رکھی گئی

5 اپریل: کینیڈا کی مسجد کے ساتھ رہائشی کالونی پیس ویلج (Peace Village) کی تعمیر کا آغاز ہوا

14 اپریل: خاندان حضرت مسیح موعودؑ کے پہلے فرد صاحبزادہ مرزا غلام قادر صاحب کی شہادت

23 اپریل: حضورؒ نے راہ مولیٰ میں جان دینے والے احمدیوں کے حالات پر مشتمل سلسلہ خطبات شروع کیا جو 23 جولائی تک جاری رہا

30 اپریل: حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ پاکستان اور دیگر تین احمدی ایک جھوٹے مقدمہ میں گرفتار کر لئے گئے۔ 10 مئی کو رہائی ہوئی

7 مئی: بیت القیوم فرینکفرٹ میں جماعت جرمنی کی پہلی مرکزی لائبریری کا افتتاح ہوا

9 مئی: مکرمہ مبارکہ بیگم صاحبہ اہلیہ عمر سلیم بٹ صاحب کی چونڈہ میں شہادت

12 تا 24 مئی: حضورؒ کا دورہ جرمنی

14 تا 16 مئی: مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کا 20 واں سالانہ اجتماع۔ حاضری 10 ہزار۔ حضورؒ کی شرکت اور خطابات

21 تا 23 مئی: لجنہ اماء اللہ جرمنی کا 24 واں سالانہ اجتماع۔ حاضری 10 ہزار۔ حضورؒ کے خطابات

21 مئی: راہِ مولیٰ میں جان فدا کرنے والوں کے لواحقین کو جماعتی ریکارڈ کے لئے تفصیلات بھجوانے کی تحریک

23 مئی: براز لویاری پورہ کشمیر میں جماعت کی پہلی مسجد کا سنگ بنیاد

26 مئی: مختلف قومیتوں کے لوگوں سے حضرت مسیح موعودؑ کا کلام پڑھوانے کی تحریک

29 مئی: مختلف ممالک کے باشندوں کی آواز میں پڑھے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ کے کلام کی کیسٹیں بھجوانے کی تحریک

10 تا 13 جون: جرمنی میں عالمی میلہ کتب میں جماعت نے کامیاب سٹال لگایا

27 جون: بینن میں پہلے احمدی ڈاکٹر وحید صاحب کی آمد

29 جولائی: برطانیہ میں انٹرنیشنل تربیتی سیمینار منعقد ہوا۔ 31 ممالک کے 210 مردوں اور 66 عورتوں نے شرکت کی

30 جولائی تا یکم اگست: جماعت احمدیہ برطانیہ کا 34 واں جلسہ سالانہ۔ کُل حاضری 21 ہزار۔ حضورؒ نے افتتاحی خطاب میں حضرت مسیح موعودؑ کے 1899ء کے الہامات پڑھ کر سنائے۔ لجنہ سے خطاب میں حضورؒ نے چغل خوری، غیبت اور بدظنی سے بچنے کی پُرزور تلقین فرمائی

دوسرے دن بعد دوپہر کے خطاب میں حضورؒ نے فرمایا کہ 158 ممالک میں احمدیت قائم ہو چکی ہے۔ 4 نئے ممالک میں چیک ری پبلک، گوداری پبلک، ایکواڈور اور لیسوتھو شامل ہیں۔ 53 زبانوں میں قرآن کریم کا ترجمہ شائع ہو چکا ہے۔ جن میں سے 9 اس سال شائع ہوئے ہیں۔ 37 ممالک میں 406 ہومیو شفا خانے ہیں۔ امسال 223 نئی مساجد تعمیر ہوئیں۔ 67 ممالک میں 1197 مرکزی مبلغین ہیں۔ 1984ء میں ان کی تعداد 366 تھی۔

اختتامی خطاب میں حضورؒ نے صحابہ حضرت مسیح موعودؑ کی روایات کے حوالہ سے حضرت مسیح موعودؑ کی سیرت بیان فرمائی۔ آپؒ نے حضرت مسیح موعودؑ کی ایک گھڑی دکھائی جو مرمت کے بعد چل رہی تھی۔ اختتامی دعا سے قبل حضورؒ نے اپنی نظم "دیار مغرب سے جانے والو" سنوائی اور خواتین کی مارکی

میں فرمایا کہ اب میری کوئی خواہش باقی نہیں رہی۔ اب نفس مطمئنہ کے ساتھ خدا کے حضور حاضر ہونے کی تمنا ہے۔ حضورؒ نے فرمایا کہ جلسہ میں نعرے نہ لگائے جائیں چنانچہ دھیمی آواز میں اللہ اکبر اور تسبیح وتحمید کی جاتی رہی۔ جلسہ پر تین سربراہان مملکت وزیر اعظم برطانیہ، صدر آئیوری کوسٹ اور صدر غانا نے پیغامات بھیجے جو پڑھ کر سنائے گئے

یکم اگست: جلسہ سالانہ کے تیسرے دن ساتویں عالمی بیعت کی تقریب منعقد ہوئی۔ جلسہ گاہ میں 25 زبانوں میں بیعت کے الفاظ کا ترجمہ دہرایا گیا۔ بیعت کے بعد سجدہ شکر ادا کیا گیا

جولائی: ہندی رسالہ ''راہ ایمان'' کی اشاعت شروع ہوئی

2 اگست: انٹرنیشنل شوریٰ اسلام آباد میں منعقد ہوئی

11 اگست: سورج گرہن کے موقع پر حضورؒ نے پہلی بار لندن میں نماز کسوف پڑھائی

14 اگست: بینن میں پہلے احمدیہ میڈیکل سینٹر کا اجراء ہوا

27 اگست: فیصل آباد میں احمدیہ مسجد بیت الامان میں احمدیوں کو نماز سے روک دیا گیا اور مسجد سربمہر کر دی گئی

31 اگست: مسجد ناصر سویڈن کی تعمیر نَو کے سنگ بنیاد کی تقریب

3 ستمبر: مسجد حبیب (کیل۔جرمنی) کی تعمیر کے لئے پلاٹ خرید اگیا

10 ستمبر: حضورؒ انور نے بیماری کی وجہ سے دو ہفتوں کے تعطّل کے بعد Friday the 10th کو خطبہ ارشاد فرمایا

ستمبر: Humanity First کے تحت برطانیہ میں خدمت خلق ۔ٹن فوڈ کے 582 پیکٹ بھجوائے گئے

1 اکتوبر: بینن میں پہلا احمدیہ میڈیکل کیمپ لگایا گیا

8 اکتوبر: کھلنا (بنگلہ دیش) میں احمدیہ مسجد میں بم دھماکہ ہوا۔ سات احمدی شہید ہو گئے

19 اکتوبر: حضورؒ نے مسجد بیت الفتوح مورڈن (لندن) کا سنگ بنیاد رکھا

3 نومبر: حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ المعروف چھوٹی آپا حرم حضرت مصلح موعودؓ کی 81 سال کی

عمر میں وفات۔آپ 39 سال تک صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ پاکستان رہیں

15 نومبر: سنتوش نگر حیدر آباد صوبہ آندھرا میں مسجد احمدیہ کی تعمیر ہوئی

19 نومبر: نماز تہجد اور نوافل میں حضرت مسیح موعودؑ کی الہامی دعا سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ اٰلِ مُحَمَّدٍ پڑھنے کی تحریک۔ یہی تحریک حضورؒ نے 26 اکتوبر 2001ء کو بھی فرمائی۔

20 نومبر: احمدیوں کو نئے ملینیم کے پروگرام کے طور پر دعوت الی اللہ کرنے کی تحریک۔ اور دنیا کے 1/10 حصہ تک احمدی لٹریچر پہنچانے کا منصوبہ

5 تا 7 دسمبر: جلسہ سالانہ قادیان پر 27 ممالک سے 21 ہزار افراد کی شرکت۔ حضورؒ نے لندن سے اختتامی خطاب فرمایا۔

15 دسمبر: حویلی لکھا (اوکاڑہ) میں ایک مشتعل ہجوم نے امیر صاحب ضلع کا گھر اور کلینک نذر آتش کر دیا

2000ء

9 جنوری: جرمنی میں 100 مساجد سکیم کے تحت پہلی مسجد بیت الحمد (وِلش) کا افتتاح

14 جنوری: خدمت دین کے لئے روحانی جہاد میں کثرت سے حصہ لینے کی تحریک

15 جنوری: لجنہ اماء اللہ کینیڈا کے مرکزی دفتر بیت مریم واقع پیس ویلج کا افتتاح

18 جنوری: فیصل آباد کے احمدی سرجن ڈاکٹر شمس الحق طیب صاحب کی شہادت

23 جنوری: کمبلہ کاڈ کیرالہ (انڈیا) میں نئے تبلیغی مرکز کا افتتاح

جنوری: قادیان سے شائع ہونے والا رسالہ مشکوۃ دو ماہی سے ماہانہ ہو گیا

4 فروری: جماعت احمدیہ کو پاک زبان استعمال کرنے کی مہم چلانے کی تحریک

5 تا 13 فروری: دہلی کے عالمی بک فیئر میں جماعت احمدیہ کی طرف سے سٹال لگایا گیا

3 مارچ: امراء کو تحریک کہ غرباء کی بستیوں میں جا کر اُن پر کچھ خرچ کریں

15 مارچ: خلافت لائبریری کے نئے توسیعی منصوبہ کا سنگ بنیاد رکھا گیا

23 مارچ: قادیان میں مجلس خدام الاحمدیہ کے دفتر ایوان طاہر کا افتتاح صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ قادیان اور منسٹر آف پنجاب تعلقات عامہ نے کیا

23 مارچ: مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کی طرف سے طاہر ہومیو پیتھک کلینک اینڈ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کا قیام ہوا

24 مارچ: خطبہ الہامیہ کے 100 رسال پورے ہونے کے حوالہ سے خطبہ جمعہ میں تفصیلی ذکر

2 تا 4 اپریل: کرنال ہریانہ (انڈیا) میں تربیتی کیمپ اور پہلا سالانہ اجتماع

5 اپریل: مسجد بیت العزیز Riedstadt (جرمنی) کی تعمیر کے لئے پلاٹ خریدا گیا

15 اپریل: لدھیانہ (بھارت) میں مکرم مولانا عبدالرحیم صاحب کی شہادت

21 تا 23 اپریل: جلسہ سالانہ ہالینڈ میں حضورؒ کی شرکت۔ اختتامی خطاب میں حضورؒ نے ایک بڑی مسجد تعمیر کرنے کی تحریک فرمائی۔ مجموعی حاضری 1160 تھی

29 اپریل: غانا میں تبلیغ سینٹر کا افتتاح

5 تا 7 مئی: جرمنی میں اطفال الاحمدیہ کی پہلی سپورٹس ریلی کا انعقاد

20 مئی: میشوار صوبہ کشمیر میں احمدیہ مسجد کا سنگ بنیاد

24 مئی: ری پبلک آف آئس لینڈ میں احمدیت کی اشاعت کے لئے لندن سے ایک وفد روانہ ہوا

2 تا 4 جون: جلسہ سالانہ بیلجیم پر حضورؒ کے خطابات

5 جون: جرمنی میں سو مساجد کی سکیم کے تحت حضورؒ نے پہلی مسجد کا معائنہ فرمایا

8 جون: چوہدری عبداللطیف صاحب اٹھوال کی چک بہوڑو (شیخوپورہ) میں شہادت

20 جون تا 11 جولائی: حضورؒ نے انڈونیشیا کا دورہ فرمایا۔ کسی بھی خلیفۃ المسیح کا انڈونیشیا کا یہ پہلا دورہ تھا

21 جون: انڈونیشیا کی نیشنل اسمبلی کے چیئرمین جناب امین الرئیس صاحب سے پارلیمنٹ ہاؤس میں ملاقات

21 جون: مجلس عاملہ انڈونیشیا کی حضورؒ کے ساتھ میٹنگ۔ حضور رحمہ اللہ نے اس میٹنگ میں فرمایا کہ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ (جماعت کی) نئی صدی کے اختتام سے قبل انڈونیشیا سب سے بڑا

احمدی مسلم ملک ہوگا۔انشاءاللہ۔

24جون: حضورؒنےGadjah Mada University کی دعوت پرایک انٹرنیشنل سیمینار سےخطاب فرمایا

25جون:حضورؒ Cirebon تشریف لےگئے جہاں ایک عمارت ’مبارک ہال‘ کاافتتاح فرمایا۔اس کےبعدManislor تشریف لےگئے

26جون:حضورؒنےWanasigra میںSMUہائی سکول اورالواحد بلڈنگ کاسنگِ بنیادرکھا

28جون:صدارتی محل میں صدرمملکت انڈونیشیامکرم عبدالرحمان واحدصاحب سےملاقات ہوئی۔
بعدازاں صدارتی محل کےپریس روم میں پریس کانفرنس ہوئی

29جون:حضورؒ کوIndonesian Muslim Interfaith Dialouge کےتحت ایک پروگرام میں خطاب کرنےکی دعوت دی گئی۔حضوررحمہ اللہ نے "Islam and the Prospect of Muslim Revival; Considering Existential Problems in the 21st Century" کےموضوع پرخطاب فرمایا۔خطاب کےبعد حاضرین کےسوالات کےجوابات دیئےگئے

30جون تا2جولائی: جلسہ سالانہ انڈونیشیاپر حضورؒ کے خطابات۔اجتماعی بیعت 16ہزار 707افرادکی جلسہ میں شرکت

2جولائی:انڈونیشیاجیساخلوص وپیاراپنےاندر پیداکرنےکی دوسرےملکوں کوتحریک۔جماعت انڈونیشیاکوتحریک کہ انفاق فی سبیل اللہ میں مثال بنیں اور کوشش کریں کہ آئندہ 25سال میں جماعت انڈونیشیا2لاکھ سےبڑھ کرایک کروڑ ہوجائے

4جولائی:باڈانگ میں Sedona ہوٹل میں علاقہ کےمعززین کےساتھ ڈنراورمجلس سوال و جواب ہوئی۔

6جولائی: ہومیوپیتھی کےحوالہ سےSari Pan Pacific Hotel, Jakarta میں

حضورؒ کا لیکچر

27 جولائی: برطانیہ میں 13 واں انٹرنیشنل تبلیغ سیمینار

28 تا 30 جولائی: برطانیہ کا 35 واں جلسہ سالانہ۔ کُل حاضری 23407 رہی۔ 77 ممالک کے وفود شامل ہوئے۔ 632 غیر از جماعت مہمان شامل ہوئے۔ وزیر اعظم برطانیہ، صدر بورکینا فاسو، صدر تنزانیہ، گورنر جنرل طوالو اور صدر گنی بساؤ 5 ممالک کے سربراہوں نے جلسہ کے موقع پر خصوصی پیغامات بھیجے۔

28 جولائی: حضورؒ نے جلسہ سالانہ کے افتتاحی خطاب میں حضرت مسیح موعودؑ کے 1900ء کے الہامات اور دعائیں بیان فرمائیں

29 جولائی: حضورؒ نے دوسرے دن کے خطاب میں فرمایا کہ احمدیت 170 ممالک میں قائم ہو چکی ہے۔ براعظم افریقہ کے تمام 54 ممالک میں جماعت قائم ہے۔ امسال 12 نئے ممالک میں جماعت قائم ہوئی جو یہ ہیں سنٹرل افریقن ری پبلک، ساؤتومے، سیشلز، سوازی لینڈ، بوٹسوانا، نمیبیا، ویسٹرن صحارا، جبوتی، اریٹیریا، کوسووو، منا کو، انڈورا۔ حضورؒ نے جلسہ پر بینن کے دو بادشاہوں کو حضرت مسیح موعودؑ کے کپڑے کا تبرّک عطا فرمایا

30 جولائی: جلسہ سالانہ برطانیہ کے آخری دن آٹھویں عالمی بیعت ہوئی۔

اختتامی خطاب میں حضورؒ نے رجسٹر روایات صحابہ کے حوالہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت بیان فرمائی

31 جولائی: انٹرنیشنل مجلس شوریٰ اسلام آباد میں منعقد ہوئی

7 اگست: جامع مسجد اوفن باخ (جرمنی) کی تعمیر کے لیے پلاٹ خریدا گیا

11 تا 12 اگست: جان الیگزنڈر ڈوئی کے شہر زائن (امریکہ) میں جماعت کی بین الاقوامی کانفرنس کا انعقاد ہوا جو ڈوئی کی ہلاکت کے نشان کے سلسلہ میں تھی

13 اگست: کاواشیری (انڈیا) میں نئی مسجد کا افتتاح ہوا

25 تا27 اگست: جلسہ سالانہ جرمنی کے موقع پر حضورؒ کے خطابات

31 اگست: حضورؒ نے جرمنی میں ایک مسجد کا افتتاح کیا جبکہ ایک کا سنگ بنیاد رکھا

2 ستمبر: برطانیہ میں مدرسہ حفظ القرآن کا قیام جو Distance Learning کے ذریعہ کام کرتا ہے

21 اکتوبر: گولارچی ضلع بدین کی احمدیہ مسجد پر مخالفین کی طرف سے قبضہ کرلیا گیا

22 اکتوبر: مجلس خدام الاحمدیہ بیلجیم کے زیر اہتمام بین المذاہب کانفرنس کا انعقاد

27 اکتوبر تا5 نومبر: بورکینا فاسو کے انٹرنیشنل میلہ میں جماعت کی طرف سے سٹال لگائے گئے

10: نومبر: تخت ہزارہ میں پانچ احمدیوں کی شہادت ہوئی اور احمدیہ مسجد نذر آتش کر دی گئی

16 تا18 نومبر: جلسہ سالانہ قادیان منعقد ہوا۔ 21/ممالک سے 35/ہزار افراد نے شمولیت کی۔ اس موقع پر صوبہ بنگال اور آسام سے قادیان کے لئے سپیشل ٹرینیں بھی چلیں

8 دسمبر: حضورؒ نے بیماری کی وجہ سے قریباً دو ماہ کے بعد خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا

15 دسمبر: ایک رؤیا کی بنا پر حضورؒ نے رشتہ ناطہ اور بے روزگاری پر خصوصی توجہ دینے کا اعلان فرمایا

22 دسمبر: خاتمہ بالخیر ہونے کی دعا کی تحریک

جماعت امریکہ نے Messiah 2000 کے عنوان سے ایک کانفرنس کا انعقاد زائن میں کیا

2001ء

حضورؒ نے تحریک فرمائی کہ 21ویں صدی عیسوی میں دنیا کی 1/10 آبادی تک احمدیت کا پیغام پہنچا دیں

7 جنوری: چار برّ اعظموں میں خدمات سر انجام دینے والے مبلغ سلسلہ مولانا عطاء اللہ کلیم صاحب لاہور میں بعمر 79/سال وفات پا گئے

19 جنوری: امراء کو تحریک کہ ذیلی تنظیموں انصار اللہ، لجنہ اماء اللہ وغیرہ کے ذریعہ بھی رشتہ ناطہ کے کام کی کوشش کریں

26 جنوری: اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ.... کی دعا کثرت سے پڑھنے کی تحریک

26 جنوری: گجرات بھارت میں زلزلہ آیا۔ جماعت کی طرف سے 35 لاکھ روپے کی امداد کی گئی اور طبّی امداد کے لئے ایک طبی وفد روانہ ہوا

جنوری: جماعت احمدیہ کی آفیشل ویب سائٹ www.alislam.org کا قیام ہوا

6 فروری: دیرینہ خادم سلسلہ اور استاذ جامعہ احمدیہ ربوہ قریشی نورالحق تنویر صاحب کی وفات

16 فروری: حضور ؒ کی طرف سے بیت الفتوح کے لئے دوبارہ پانچ ملین پاؤنڈ چندہ کی تحریک (دسواں حصہ اپنی طرف سے دینے کا اعلان)

9 مارچ: حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل ؓ سے اطاعت اور جاں نثاری کے سبق سیکھنے کی تحریک

13 مارچ: ایم ٹی اے کی ڈیجیٹل نشریات کا آغاز

18 مارچ: ہارٹ فورڈ شائر ریجن برطانیہ کا پہلا یوم پیشوایان مذاہب منایا گیا

23 مارچ: دفتر خدام الاحمدیہ قادیان ''ایوان طاہر'' کا افتتاح

23 مارچ: خلافت لائبریری (ربوہ) کے نئے توسیعی منصوبہ کا افتتاح۔ 250/افراد کے بیٹھنے اور 70/ہزار کتب رکھنے کی گنجائش ہے

30 مارچ: بیت السبوح (جرمنی) کا افتتاح

6 اپریل: حضورؒ نے صفات باری تعالیٰ پر خطبات کا سلسلہ شروع فرمایا جو آپ کی وفات تک جاری رہا۔

20 اپریل: مسجد سمیع (ہنوور) کے لئے پلاٹ خریدا گیا

9 مئی: قدیم خادم سلسلہ اور مبلغ افریقہ، امریکہ اور یورپ مولانا شیخ مبارک احمد صاحب کی 90/سال کی عمر میں امریکہ میں وفات

12 مئی: چونڈہ ضلع سیالکوٹ کی احمدیہ مسجد مسمار کر دی گئی

17 مئی: قادیان میں لجنہ اماء اللہ بھارت کے دفاتر کا سنگ بنیاد رکھا گیا

8 جون: آئیوری کوسٹ میں بوآکے مقام پر مسجد کا افتتاح ہوا

22 جون: نماز تہجد کی عادت ڈالنے اور اس میں استغفار کرنے کی تحریک

22 جون: انڈونیشیا میں مکرم پاپوحسن صاحب جماعت سمبی ایلن کی شہادت

23 جون: وولٹاریجن غانا میں مسجد اور مشن ہاؤس کا افتتاح

13 تا 15 جولائی: واقفین نَو پاکستان کا پہلا سالانہ اجتماع۔نویں، دسویں کلاس کے 324/بچوں نے شرکت کی

23 جولائی: کودھری ارلیوٹ ضلع راجوری صوبہ کشمیر میں احمدیہ مسجد کا سنگ بنیاد

28 جولائی: فیصل آباد میں شیخ نذیر احمد صاحب کی شہادت

12 اگست: ناصر آباد کشمیر میں مسجد نور کے سنگ بنیاد کی تقریب

18 تا 19 اگست: چنئی میں مجلس انصار اللہ تامل ناڈو کا پہلا صوبائی اجتماع

19 اگست: حضورؒ نے بیلجیم کے شہر ہاسلٹ میں مسجد بیت الرحیم اور مشن ہاؤس کا افتتاح فرمایا

24 تا 26 اگست: انٹرنیشنل جلسہ سالانہ برطانیہ کی بجائے جرمنی میں منعقد ہوا جس میں 50/ہزار حاضری تھی۔حضورؒ نے خطابات فرمائے۔ صدر جرمنی اور صدر مملکت غانا نے پیغامات بھجوائے۔ 3/افریقن بادشاہوں نے شرکت کی

دوسرے دن کے خطاب میں حضورؒ نے فرمایا کہ 174/ممالک میں جماعت قائم ہو چکی ہے۔ 4/نئے ممالک جن میں جماعت کا نفوذ ہوا یہ ہیں قبرص، وینزویلا، مالٹا، آذربائیجان۔ 54/زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم شائع ہو چکے ہیں۔اسلامی اصول کی فلاسفی کے 49/زبانوں میں تراجم طبع ہو چکے ہیں۔35/زبانوں میں کتب اور فولڈز تیار کئے گئے

عرب، جرمن، بلقان اور ترک اقوام کے الگ الگ جلسوں میں 4/ہزار سے زائد افراد نے شرکت کی

26 اگست: جلسہ کے آخری دن نویں عالمی بیعت منعقد ہوئی۔بیعت سے قبل کینیڈا، امریکہ، ربوہ اور قادیان سے براہ راست آڈیو پیغامات نشر کئے گئے۔ربوہ میں ایوان محمود میں ایک بڑی تقریب میں اجتماعی بیعت کی گئی۔

اختتامی خطاب میں حضورؒ نے رجسٹر روایات کی مدد سے حضرت مسیح موعودؑ کی سیرت بیان فرمائی

26اگست: سیدوالا شیخوپورہ میں احمدیہ مسجد نذر آتش کردی گئی اور لُوٹ مار کی گئی

7ستمبر: ایم ٹی اے کی نشریات سکائی ڈیجیٹل سسٹم پر شروع ہوگئیں

13تا14ستمبر: سڈووال نیواں (پاکستان) میں نور احمد صاحب اور طاہر احمد صاحب کی شہادت

14ستمبر: بیت العلیم (وزبرگ۔جرمنی) کی تعمیر کے لئے پلاٹ خرید اگیا

14تا16ستمبر: جلسہ سالانہ ماریشس پر صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب تشریف لے گئے۔ حاضری2500رتھی۔

5تا7اکتوبر: تنزانیہ کے صوبہ کوسٹ کا سالانہ جلسہ نیز مسجد اور مشن ہاؤس کا افتتاح ہوا

5نومبر: نیروبی (کینیا) میں احمدیہ مشن ہاؤس اور ہوسٹل جامعہ احمدیہ کا افتتاح

8تا10نومبر: جلسہ سالانہ قادیان منعقد ہوا۔اس موقع پر حیدر آباد سے خصوصی ٹرین قادیان کے لئے چلی

9نومبر: سُبۡحَانَ الَّذِیۡ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا کی دعا سفر سے پہلے اور رستے میں ضرور پڑھنے کی تحریک

15نومبر: لجنہ اماء اللہ پاکستان کے گیسٹ ہاؤس کا سنگ بنیاد رکھا گیا

23تا25نومبر: اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کمیشن کے تحت سپین میں منعقدہ انٹرنیشنل کانفرنس میں جماعت کی نمائندگی

نومبر: بینن (مغربی افریقہ) کی حکومت نے ڈاکٹر عبد السلام صاحب کے اعزاز میں یادگاری ٹکٹ شائع کیا

29تا30دسمبر: مجلس انصار اللہ پاکستان کی پہلی سالانہ علمی ریلی۔26راضلاع کی105رمجالس کے250رانصار کی شرکت

حضورؒ نے ایک رؤیا کی بنا پر تمام ممالک میں تعلیمی بورڈ قائم کئے جانے کی تحریک فرمائی

ناروے کی تمام لائبریریوں میں حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب ''مسیح ہندوستان میں'' اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی کتاب ''Christianity a Journey from Facts to Fictions'' رکھوائی گئیں

تنزانیہ میں پانچ نئے ہومیوپیتھک کلینکس کا قیام ہوا

بینن میں مجلس انصاراللہ کا قیام

نیپال کی زبان میں قرآن کریم کے ترجمہ کی اشاعت ہوئی

2002ء

10 جنوری : غلام مصطفی محسن صاحب آف پیر محل کو شہید کر دیا گیا

13 جنوری: معروف شاعر وصحافی ایڈیٹر ہفت روزہ لاہور ثاقب زیروی صاحب کی وفات بعمر 84ر سال

23 جنوری: جماعت احمدیہ سویڈن کی طرف سے بین المذاہب سمپوزیم کا انعقاد

27 جنوری: رامنا گوڑم ضلع وارنگل آندھرا (انڈیا) میں جماعت احمدیہ کی مسجد بدر کا افتتاح

31 جنوری: لجنہ اماء اللہ بھارت کے دفتر بیت النصرت قادیان کی افتتاحی تقریب

31 جنوری: وانڈزورتھ میوزیم لندن میں ''مسجد فضل لندن کی تاریخی حیثیت'' کے عنوان پر معلوماتی نمائش کا انعقاد

10 فروری: جماعت آڈ روڈ ضلع ویسٹ گوداوری (انڈیا) میں مسجد کا افتتاح

11 فروری: اسلام آباد (ٹلفورڈ۔یوکے) کی ایک تقریب میں بشپ آف گلڈفورڈ (Guildford) نے شرکت کی

12 فروری: مسجد المہدی (Usingen) جرمنی کی تعمیر کے لئے پلاٹ خریدا گیا

14 فروری: آکسفورڈ یونیورسٹی کے مشہور پروفیسر مائیکل انتھونی ڈمٹ کو حضورؒ کی کتاب Revelation Rationality Knowledge and Truth کا تحفہ دیا گیا

19 فروری: چوہدری ظہور احمد باجوہ صاحب صدر صدر انجمن احمدیہ پاکستان کی وفات بعمر 83ر سال

21 فروری: جامعہ احمدیہ جونیئر سیکشن کے ہوسٹل نمبر 2ر (نور ہاسٹل) کا سنگ بنیاد

6 تا 10 مارچ: بینن میں حضورؒ کی ہدایت پر پہلا احمدیہ فٹ بال ٹورنامنٹ

12 مارچ: لٹکو کیلا (تنزانیہ) میں 'ربوہ' نام گاؤں اور نئی مسجد کا افتتاح

21 مارچ: مسجد یادگار (ربوہ) کی توسیع وتزئین کا افتتاح

12 اپریل: ممبئی (بھارت) میں سینئر کانگرس لیڈر ششل کمار شندے اور ممبر پارلیمنٹ شولا پور کو احمدیہ لٹریچر کا تحفہ دیا گیا

14 اپریل: چاوا گھاٹ کیرالہ (انڈیا) میں مسجد کا افتتاح

21 اپریل: وزیر اعلیٰ مہاراشٹر (بھارت) ولاس راؤ دیش مکھ کو احمدیہ لٹریچر کا تحفہ دیا گیا

28 اپریل: دارالسلام تنزانیہ میں یوم تبلیغ کے موقع پر ایک لاکھ افراد تک پیغام احمدیت پہنچایا گیا

10 مئی: بندیال کالونی کوٹلی آزاد کشمیر میں احمدیہ مسجد کی تعمیر روک دی گئی

10 مئی: مسجد نور الدین (ڈارمشٹڈٹ۔جرمنی) کا سنگ بنیاد

15 مئی: دیوتل، سرکل ویودرگ کرناٹک (انڈیا) میں مسجد کا افتتاح ہوا

16 جون: احاطہ جامعہ احمدیہ (ربوہ) سینئر سیکشن میں محمود ہاسٹل کا سنگ بنیاد رکھا گیا

23 جون: آسنور کے متصل منڈوبل باس (انڈیا) میں آسنور کی پانچویں مسجد کا سنگ بنیاد رکھا گیا

30 جون: احمدیہ مسجد مومن منزل سعید آباد کا سنگ بنیاد صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے رکھا

7 جولائی: پہلے انگریز واقف زندگی بشیر احمد آرچرڈ صاحب مربی سلسلہ کی لندن میں بعمر 83 سال وفات

19 جولائی: بیت السبوح فرینکفرٹ (جرمنی) میں جرمنی کی مرکزی لائبریری کا افتتاح

23 جولائی: امیر جماعت امریکہ اور عالمی شہرت کے حامل ماہر اقتصادیات حضرت صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب کی امریکہ میں بعمر 89 سال وفات

26 تا 28 جولائی: جماعت احمدیہ برطانیہ کا 36 واں جلسہ سالانہ۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی زندگی کا یہ آخری جلسہ تھا۔حضورؒ نے بیماری کے باوجود جلسہ کے تمام پروگراموں میں حسب معمول شرکت فرمائی اور بیٹھ کر مختصر خطاب فرمائے۔کل حاضری 19400 تھی۔

خطبہ جمعہ سے حضورؒ نے افتتاح فرمایا

دوسرے دن مستورات سے خطاب بعنوان میاں بیوی کے حقوق و فرائض فرمایا

دوسرے روز بعد دوپہر کے خطاب میں افضال الٰہی اور جماعتی ترقیات کا بیان۔ 175 رممالک میں جماعت قائم ہے۔ 175 رنئی مساجد جماعت کو تعمیر کرنے کی توفیق ملی ہے۔ 138 رمشن ہاؤسز ایک سال میں عطا ہوئے

28 جولائی: جلسہ سالانہ کے تیسرے روز دسویں عالمی بیعت

اختتامی خطاب بعنوان سیرت حضرت مسیح موعودؑ

وزیر اعظم برطانیہ سمیت متعدد ممالک کے سربراہوں کے پیغامات اور وزراء وممبران پارلیمنٹ سمیت مقتدر شخصیات کے خطابات۔ جلسہ پر پہلی بار ایف ایم ریڈیو پر جلسہ کی کارروائی نشر ہوئی

یکم ستمبر: مقصود احمد صاحب آف فیصل آباد کی شہادت

یکم ستمبر: جامعہ احمدیہ جونیئر سیکشن (ربوہ) میں تدریس کا آغاز اور محترم ناظر صاحب اعلیٰ کا دعائیہ تقریب سے خطاب

21 ستمبر: دارالانوار قادیان میں جدید گیسٹ ہاؤس کے سامنے ایک اور گیسٹ ہاؤس کی بنیاد رکھی گئی

22 ستمبر: جماعت احمدیہ آئرلینڈ کا پہلا جلسہ سالانہ۔ 170 رافراد نے شرکت کی

28 تا 29 ستمبر: جلسہ سالانہ تنزانیہ کے موقع پر ملک کے وزیر اعظم کی پہلی مرتبہ شرکت

3 اکتوبر: روزنامہ الفضل ربوہ انٹرنیٹ پر جانا شروع ہوا

14 اکتوبر: لندن کے ایک ہسپتال میں ماہر امراض قلب امریکی ڈاکٹر جینکنز نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی انجیوپلاسٹی کی

30 اکتوبر: لندن کے ایک ہسپتال میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا خون کی نالی کھولنے کا کامیاب آپریشن ہوا۔ دنیا بھر میں خلیفہ وقت کے لئے دعائیں، نوافل اور صدقات کا سلسلہ۔ روزنامہ الفضل اور ایم ٹی اے پر صحت کے بارہ میں خصوصی بلیٹن نشر کئے گئے

7 نومبر: حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ خون کی نالی کے کامیاب آپریشن کے بعد ہسپتال سے گھر تشریف

لے آئے

9 نومبر: حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی طرف سے جماعت احمدیہ عالمگیر کے نام محبت بھرا پیغام۔ یہ آپ کا آخری پیغام تھا جو 13 نومبر کے روزنامہ الفضل ربوہ میں شائع ہوا

14 نومبر: عبدالوحید صاحب کریم نگر فیصل آباد کی شہادت

15 نومبر: ڈاکٹر رشید احمد صاحب آف رحیم یار خان کی شہادت

9 دسمبر: مسجد بشیر Bensheim (جرمنی) کی تعمیر کے لئے پلاٹ خریدا گیا

21 دسمبر: قریشی محمد افضل صاحب مربی سلسلہ کی وفات بعمر 88 سال

23 دسمبر: سید میر مسعود احمد صاحب مربی سلسلہ کی وفات بعمر 75 سال

26 تا 28 دسمبر: جلسہ سالانہ قادیان کا انعقاد۔ اس جلسہ کی حاضری 50 ہزار تھی

2003ء

13 جنوری: افریقہ سے باہر کے احمدیوں کو کثرت سے افریقہ کے ممالک کے دورے کرنے اور نو احمدیوں سے ملنے کی تحریک

19 جنوری: سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے جنوری 1903ء میں جہلم کا سفر فرمایا۔ جنوری 2003ء میں سو سال مکمل ہونے پر اس سفر کی یاد میں جماعت احمدیہ جہلم نے ایک عظیم الشان جلسہ کا انعقاد کیا

2 فروری: جماعت کے معروف عالم اور محقق مؤلف اصحاب احمد ملک صلاح الدین صاحب کی لدھیانہ میں وفات بعمر 91 سال

20 فروری: فضل عمر ہسپتال ربوہ میں بیگم زبیدہ بانی ونگ کا افتتاح

20 فروری: ہانگ کانگ میں جماعت کی رجسٹریشن ہوئی

21 فروری: حضورؒ نے ''مریم شادی فنڈ'' کی تحریک جاری فرمائی

25 فروری: امیر ضلع راجن پور میاں محمد اقبال صاحب کی شہادت

25 فروری: مسجد احمدیہ زیرہ ضلع فیروز پور صوبہ پنجاب (انڈیا) کے افتتاح کی تقریب عمل میں آئی

یکم مارچ: بوسنیا میں پہلے جماعتی مرکز بیت السلام کا قیام

13 مارچ: منارۃ المسیح اور بیت الدعا کے سنگ بنیاد پر سو سال مکمل ہونے پر مسجد اقصیٰ قادیان میں جلسہ منعقد ہوا

4 اپریل: عراقی عوام کی مالی امداد کی تحریک

18 اپریل: حضورؒ نے اپنے عہدِ سعادت کا آخری خطبہ جمعہ صفات الٰہیہ میں سے صفت خبیر پر ارشاد فرمایا اور اسی روز مجلس عرفان میں بھی رونق افروز ہوئے۔ آپ نے آخری نماز جو مسجد فضل لندن میں پڑھائی وہ نماز عشاء تھی

19 اپریل: لندن کے وقت کے مطابق صبح ساڑھے نو بجے حضورؒ اپنی رہائش گاہ پر کروڑوں دلوں کو اشکبار چھوڑ کر حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے اپنے مولیٰ حقیقی کے پاس حاضر ہو گئے۔ آپ کی وفات کا اعلان حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی ربوہ (پاکستان) کی طرف سے ایم ٹی اے پر پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے پڑھ کر سنایا۔ تمام انتظامات حضرت مرزا مسرور احمد صاحب کی ہدایات کے مطابق کئے جاتے رہے۔ رات 11/بجے حضورؒ کے جسد اطہر کو 9/افراد پر مشتمل ٹیم نے غسل دیا۔ حضورؒ کا جسد اطہر آخری دیدار کے لئے محمود ہال میں رکھا گیا۔ ہزارہا عُشّاق نے آخری بار آپؒ کا دیدار کیا۔ یہ سلسلہ 22/اپریل تک جاری رہا

22 اپریل: نماز مغرب و عشاء کے بعد مجلس انتخاب خلافت کا اجلاس مسجد فضل لندن میں منعقد ہوا۔ حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب سلّمہٗ ربہٗ خلیفۃ المسیح الخامس منتخب ہوئے۔ موقع پر موجود 11/ہزار افراد جماعت نے اور کُل عالَم کے احمدیوں نے ایم ٹی اے کی وساطت سے آپ کے ہاتھ پر براہ راست بیعت کی سعادت حاصل کی

23 اپریل: حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے ٹلفورڈ اسلام آباد (یوکے) میں خطاب عام کے بعد بیعت لی۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی نماز جنازہ پڑھائی جس میں 30/ہزار احمدیوں نے شرکت کی۔ بعد ازاں اسلام آباد (ٹلفورڈ۔ یوکے) میں حضورؒ کی تدفین کے بعد قبر پر دعا کروائی

....